والطیبت للطیبین والطیبون للطیبت اولئک مبرء ون
مما یقولون لھم مغفرۃ ورزق کریم. [سورۃ النور:۲۶]
تفسیر ام المؤمنین عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ عنہا
قرآن کریم کی سینکڑوں آیات سے متعلق حضرت ام المؤمنین عائشۃ الصدیقہ
کی مرفوع اور موقوف تفسیری روایات پر مشتمل ایک نادر تفسیر جو ۲۲۵ مراجع و
مصادر سے باحوالہ جمع کر کے مرتب کی گئی ہے۔ اور ام المؤمنینؓ کی تفسیر دانی
کی شاہکار اور ہر مسلمان کی عقیدت کا مظہر ہے آیات کی بہت سی ایسی تفاسیر
جو اس سے پہلے اردو تفاسیر میں موجود نہیں ہیں۔
مولانا اِمداد اللہ انور
اُستاذ جامعہ قاسم العلوم، مُلتان
سابق معین التحقیق مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ لاہور
رابطہ نمبر: 0092-300-635-1350
دار المعارف، مُلتان

Artvision +92-332-816 38 60

وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ۔ [سورۃ النور:۲۶]

قرآن کریم کی سینکڑوں آیات سے متعلق حضرت ام المؤمنین عائشہ الصدیقہ کی مرفوع اور موقوف تفسیری روایات پر مشتمل ایک نادر تفسیر جو ۲۲۵ مراجع و مصادر سے باحوالہ جمع کر کے مرتب کی گئی ہے۔اورام المومنینؓ کی تفسیر دانی کی شاہکار اور ہر مسلمان کی عقیدت کا مظہر ہے آیات کی بہت سی ایسی تفاسیر جو اس سے پہلے اردو تفاسیر میں موجود نہیں ہیں۔

مولانا امداد اللہ انور

اُستاذ جامعہ قاسم العلوم، مُلتان

خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی قدس سرہ العزیز

سابق معین التحقیق مفتی جمیل احمد تھانویؒ جامعہ اشرفیہ لاہور

دار المعارف

مدرسة الصالحات للبنات

555 القریش ہاؤسنگ سکیم فیز 1 شیر شاہ روڈ ملتان

رابطہ نمبرز: 061-4012566 = 0300-6351350

نام کتاب : تفسیر ام المومنین عائشہ الصدیقہؓ

سعود بن عبداللہ الفنیسان

مترجم : علامہ مفتی محمد امداداللہ انور دامت برکاتہم

رئیس التحقیق والتصنیف دارالمعارف ملتان

استاذ تخصص فی الفقہ جامعہ قاسم العلوم ملتان

خلیفہ مجاز حضرت اقدس سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

سابق معین التحقیق، مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

سابق استاذ جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ لاہور

طباعت بحسن انتظام: حضرت اقدس مولانا سید لیاقت علی شاہ صاحب دامت برکاتہم

ناشر : حافظ محمد ابوبکر (دارلمعارف ملتان)

صفحات : 664 (چھ سو چونسٹھ)

اشاعت اوّل : 5 شعبان 1434ھ بمطابق 15 جون 2013ء

ہدیہ : ....

کلمہ انتساب

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہؓ

الصدیقة بنت الامام خلیفة رسول اللّٰہ سیدنا ابوبکر الصدیقؓ، العتیقة بنت العتیقؓ، حبیبة الحبیبؐ، الیفة القریب سید المرسلین محمد الخطیب، المبراة من العیوب، المعراة من ارتیاب القلوب لرو یتها جبریل رسول علام الغیوب، التی کانت للدنیا قالیة و عن سرورها لاهیة، و علی فقد الیفها باکیة، النسابة، القوامة، الصوامة، الخاشعة، الراضیة، الاواهة، الداعیة، التقیة، الزاکیة، ذات العین الباکیة، صفیة الصافیة، الصادقة، الذاکرة، العابرة، الشاکرة، ذات جد واجتهاد، وصوم و نسك واعتماد، القانته، المهاجرة، المتهجدة الثابة، ذات الاحوال المرضیة والآیات المکرمة السنیة، المسبحة، المهللة، الذاکرة، المتصدقة، المصلیة، المتحلیة من حلیها، المتقربة الی ولیها، المجاهدة، المطاطیة، المستهینة بالمحن و المصائب، المتسلیته عن النوازل و النوائب، محدثہ اعظم، افقہ النساء علی الاطلاق، اہل بیت رسول، رفیقہ رسول فی الدنیا والجنة، عابدہ، راکعہ، ساجدہ، خاشعہ زاکیہ، زاہدہ، عالمہ سر رسول، حاملہ علوم نبوت، مفسّرۃ قرآن کے نام، جس کے لحاف میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اترتی تھی۔

امداد اللہ انور

جامعہ قاسم العلوم (ملتان)، مدرسہ الصالحات للبنات (القریش کالونی، ملتان)

تاریخ: 5 شعبان 1434ھ بمطابق 15 جون 2013ء

فہرست عنوانات تفسیر حضرت عائشۃ الصدیقۃؓ

پیش لفظ

الحمد لله منزل الكتاب و مفقه ذوي الألباب والصلاة والسلام على رسولنا محمد بن عبد الله أفضل من صلى و صام، و على آله وصحابته الأطهار الأوفياء، الكرام الأزكياء، بالأخص أم المؤمنين عائشة بنت الصديق المبرأة من السماء، العالمة الذكية والفقيهة التقية رضي الله عنهم وأرضاهم و جمعنا بهم في دار كرامته.

أما بعد:

اللہ تعالیٰ کے کلام کا معجزہ ہے کہ اب تک ہزاروں تفسیریں قرآن پاک کی لکھی جا چکی ہیں کوئی ایک جلد میں ہے تو کوئی سینکڑوں جلدوں میں بعض مختلف مفسرین کی تفسیری روایات کی جامع ہیں اور بعض ایک فرد واحد کے تفسیری اقوال اور روایات کی

پیش نظر کتاب ''تفسیر حضرت عائشۃ الصدیقہؓ '' اسی آخری اسلوب کی تفسیر ہے جس میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تفسیری اقوال اور تفسیری روایات کو حسن اسلوب کے ساتھ یکجا کر دیا گیا ہے۔

اہل علم دنیا کے سامنے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم کی وسعت اور شہرت روز روشن کی طرح عیاں ہے دین کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا کچھ نہ کچھ علم منقول نہ چلا آ رہا ہو۔

قرآن کریم تمام علوم کی جامع آسمانی کتاب ہے ہر ایک عالم اور خادم قرآن نے توفیق خداوندی کے بقدر قرآن پاک کی خدمت کی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قرآن پاک کے متعلق جو علم تفسیر حدیث فقہ، تاریخ وتراجم، عقیدہ، لغت و تعریب اور کتب تصوف وغیرہ میں منقول اور متفرق طور پر موجود تھا اس کو مذکورہ علوم کی ۲۲۵ کتب سے جمع کر کے اس کتاب میں یکجا کر دیا گیا ہے اور ان سب کتابوں کی فہرست اور مطبع جات کے نام اور ان کے مؤلفین اور سنین وفات کو تفسیر حضرت عائشۃ الصدیقہؓ کے آخر میں لکھ دیا گیا ہے اور ہر روایت کو تخریج سمیت کتاب میں درج کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں حضرت عائشہ سے منقول ۷۴۷ تفسیری روایات اور اقوال کو جمع کیا گیا ہے۔
اس کتاب کی ترتیب میں حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ، امام ابن جریر طبریؒ، امام ابن ابی حاتمؒ، امام ابن کثیر کی معروف کتابوں کو بنیاد بنایا گیا ہے جس طرح سے انہوں نے اپنی کتب میں روایات کو ترتیب دیا اسی ترتیب سے وہ روایات اس کتاب میں رکھی گئی ہیں۔
ہر روایت کے شروع میں مسلسل نمبر لگایا گیا ہے۔
وہ روایت جس آیت کے تحت تھی اس آیت کو اس روایت سے اوپر لکھا گیا ہے۔
ایسی تمام آیات کا ان کے نیچے آسان اردو ترجمہ لکھ دیا گیا ہے تا کہ عام پڑھنے والے شخص کو قرآن شریف کی آیت کا معلوم ہو اور اس کے بعد اس آیت کی متعلقہ تفسیری روایت کو سمجھ سکے۔
تمام آیات کا ترجمہ ناچیز کے قلم سے لکھا ہوا ہے جو الگ سے قرآن پاک کے ساتھ چھپ چکا ہے۔
ہر تفسیری روایت کا آسان اردو ترجمہ لکھا گیا ہے۔
اور اس کو سمجھانے کیلئے آسان عنوان قائم کیا گیا ہے۔
ہر روایت کے حوالہ جات (جو متعلقہ کتابوں سے دستیاب ہو سکے ہیں) کو حاشیوں میں لکھ دیا گیا ہے تا کہ اگر کسی روایت کی تحقیق کی ضرورت ہو تو اصل کتابوں کی طرف مراجعت کر کے تحقیق کی جا سکے۔
حواشی میں ہر روایت کے بہت سے حوالے جمع کئے گئے ہیں تا کہ جس کے پاس جو کتاب ہو وہ اس کو دیکھ سکے۔
حاشیہ میں تفسیری روایات کا محدثین کے نزدیک جو مرتبہ ہے اس کو بھی اور وجہ ضعف بھی بیان کر دی گئی ہے۔
ہر حاشیے کا نمبر وہی لکھا گیا ہے جو کتاب میں ہر روایت کا نمبر ہے۔
علامہ سیوطیؒ نے تفسیر در منثور میں جہاں جہاں بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تفسیری اقوال نقل کئے ہیں وہاں ان کے مآخذ بھی نقل کر دیئے ہیں ہم نے ان کو کتاب میں درج کیا تھا مگر وہ کسی وجہ سے تصحیح کرنے والے کی طرف سے کاٹ دیئے گئے جن کو اب کتاب میں شامل نہیں کیا جا سکا
جس جگہ روایت کی تفصیل اور تشریح کی ضرورت تھی وہاں تشریح یا فائدہ کا عنوان دے کر ناچیز مترجم نے اضافات لکھے ہیں۔
قرآن پاک کی تفسیری روایات سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی وہ روایات جو قرآن کریم کی فضیلت اور تعلیم و تعلم کے متعلق تھیں ان کو شروع کتاب میں رکھا گیا ہے۔

کمال صرف اللہ کی ذات کے لائق ہے حتی الوسع اس کتاب کی خدمت کو صحیح طور پر انجام دینے کی کوشش کی ہے اس کے باوجود ناقلین، تصحیح کنندگان اور کمپوزنگ وغیرہ کی اغلاط ہوسکتی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے حتی الوسع درست کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے اور کی جائے گی اگر قارئین کو کہیں کتابت وغیرہ کی غلطی نظر آئے تو اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔

ناچیز کی قرآنی خدمات

(۱) ترجمہ قرآن کریم (نہایت آسان اردو زبان میں مختصر انداز میں اکابر علماء دیوبند کے اردو تراجم سے ماخوذ)۔
(۲) تفسیر ابن عباس (اردو ترجمہ صحیفہ علی ابن طلحہؓ)۔
(۳) خلاصہ و ترجمہ تفسیر کبیر امام رازی زیر تکمیل۔
(۴) ترجمہ و تشریح تفسیر جلالین۔
(۵) تفسیر حضرت عائشۃ الصدیقہؓ
(٦) تفسیر القرآن (زیر تکمیل ہے ابھی تک اس کا نام تجویز نہیں کیا گیا)
(۷) تفسیر مولانا محمد مکی حجازی جمع ترتیب وغیرہ

مختصر سیرت
ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ
زوجہ رسول اللہ بنت امام الصدیق الاکبر ابوبکر الصدیق

(تنبیہ) زیادہ تر یہ حالات امام ذہبیؒ کی معروف کتاب سیر اعلام النبلاء (جلد۲ص ۱۳۵تا۱۹۳) سے ماخوذ ہیں اور دوسری کتابوں کے حوالے بھی درج کر دیئے گئے ہیں۔

نام ونسب:

حضرت ام المؤمنین عائشہؓ بنت امام، الصدیق الاکبر، خلیفہ رسول اللہؐ ابوبکر عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوی، القرشیۃ التیمیۃ، المکیہ، النبویہ، زوجۃ النبیؐ أفقہ نساء الامۃ علی الاطلاق۔

آپؓ کی والدہ

آپؓ کی والدہ محترمہ کا نام حضرت ام رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عامر بن عویمر بن عبد شمس بن عتاب بن اذینہ الکنانیہ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نبی کریمؐ کے ساتھ شادی

حضرت عائشہؓ کے ساتھ آپ کے والدین نے ہجرت کی تھی پھر نبی کریمؐ نے آپؐ کی ہجرت سے پہلے آپؓ کے ساتھ نکاح کیا تھا جبکہ یہ نکاح حضرت خدیجہ بنت خویلدؓ کی وفات کے بعد ہوا تھا اور یہ نکاح ہجرت سے کئی مہینے پہلے ہوا تھا اور یہ بھی کہا گیا کہ دو سال پہلے ہوا تھا۔ اور رخصتی شوال کی دو تاریخ کو ہوئی تھی جبکہ حضورؐ غزوہ بدر سے فارغ ہو کر آئے تھے اس وقت حضرت عائشہ کی عمر نو سال تھی۔

حضرت عائشہؓ نے جن حضرات سے علم کی روایت کی ہے ان کے نام

حضرت عائشہؓ نے نبی کریمؐ سے تو علم کا بے شمار حصہ نقل کیا ہے لیکن علم کو انہوں نے اپنے والد حضرت ابوبکر صدیقؓ سے اور حضرت عمرؓ سے اور حضرت فاطمہ الزہرہؓ سے اور حضرت سعدؓ سے اور حضرت حمزہ بن عمرو بن اسلمیؓ سے اور حضرت جدامہ بنت وہب سے بھی نقل کیا ہے۔

حضرت عائشہؓ کے شاگرد
صحابہؓ اور تابعینؒ کے نام

نمبر	نام	نمبر	نام
۱	ابراہیم بن یزید النخعی مرسلاً	۲	ابراہیم بن یزید التیمی
۳	اسحاق بن طلحہ	۴	اسحاق بن عمر
۵	الاسود بن یزید	۶	ایمن المکی
۷	ثُمامہ بن حَزن	۸	جُبیر بن نُفیر
۹	جُمیع بن عمیر	۱۰	الحارث بن عبداللہ بن اَبی ربیعۃ المخزومی
۱۱	الحارثُ بن نوفل	۱۲	الحسن بن علی بن ابی طالب
۱۳	حمزہ بن عبداللہ بن عمر		
۱۴	خالدُ بن معدان (اور بعض کے ہاں ان کو حضرت عائشہؓ سے سماع حاصل نہیں ہے)		
۱۵	خَبَّاب [صاحب] المقصورۃ	۱۶	خبیب بن عبداللہ بن الزُّبیر
۱۷	خِلَاس الہَجَری	۱۸	خِیَار بن سلمہ
۱۹	خَیثمہ بن عبدالرحمٰن	۲۰	ذَکوان السمان
۲۱	اور ذکوان کا آزاد کردہ غلام	۲۲	رَبیعۃ الجُرَشی (صحابی رسول)
۲۳	زاذان ابوعمر الکِندی	۲۴	زُرارہ بن اوفی
۲۵	زِرُّ بن حُبَیش	۲۶	زید بن اسلم
۲۷	سالم بن ابی الجَعْد (ان کو سماع حاصل نہیں)	۲۸	زیدُ بن خالد الجُہنی (ان کو سماع حاصل نہیں)
۲۹	سالم بن عبداللہ	۳۰	سالم سَبَلان
۳۱	السائب بن یزید	۳۲	سعدُ بن ھشام
۳۳	سعید المَقبُری	۳۴	سعید بن العاص
۳۵	سعید بن المُسیَّب	۳۶	سلیمان بن یسار

۳۷	سلیمان بن بریدہ	۳۸	شریح بن ارطاۃ
۳۹	شریح بن ھانی	۴۰	شریق الھَوْزَنی
۴۱	شقیق ابووائل	۴۲	شَہرُ بن حوشب
۴۳	صالح بن ربیعۃ بن الھدیر	۴۴	صَعْصَعَہ عم الأحنف
۴۵	طاؤس	۴۶	طلحہ بن عبداللہ التیمی
۴۷	عابس بن ربیعۃ	۴۸	عاصم بن حُمید السَّکُونی
۴۹	عامر بن سعد	۵۰	امام شعبی
۵۱	عبَّادُ بن عبداللہ بن الزبیر	۵۲	عُبَادۃ بن الولید
۵۳	عبدُ اللہ بن بُرَیدۃ	۵۴	ابوالولید عبدُ اللہ بن الحارث البصری
۵۵	عبداللہ بن الزبیر	۵۶	عُروہ بن الزبیر
۵۷	عبدُ اللہ بن شَدَّاد اللیثی	۵۸	عبدُ اللہ بن شقیق
۵۹	عبدُ اللہ بن شہاب الخَولانی	۶۰	عبدُ اللہ بن عامر بن ربیعہ
۶۱	عبداللہ بن عمر	۶۲	عبداللہ بن عباسؓ
۶۳	عبداللہ بن فَرُّوخ	۶۴	عبداللہ بن ابی مُلَیکۃ
۶۵	عبدُ اللہ بن عبید بن عُمیر	۶۶	اوران کے والد (عبید بن عُمیر)
۶۷	عبدُ اللہ بن عُکَیم	۶۸	عبداللہ بن ابی قیس
۶۹	عبدُ اللہ بن محمد بن ابوبکر صدیق	۷۰	القاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق
۷۱	عبدُ اللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق	۷۲	عبداللہ بن واقد العمری
۷۳	عائشہؓ کے دودھ شریک بھائی عبداللہ بن یزید	۷۴	عبدُ اللہ البَہی
۷۵	عبدُ الرحمٰن بن الاسود	۷۶	عبدُ الرحمٰن بن الحارث بن ھشام
۷۷	عبدُ الرحمٰن بن سعید بن وھب الھَمْدانی	۷۸	عبدُ الرحمٰن بن شُمَاسہ
۷۹	عبدُ الرحمٰن بن عَبداللہ بن سابط الجُمَحِی	۸۰	عبدُ العزیز والد ابن جریج
۸۱	عبیدُ اللہ بن عبداللہ	۸۲	عبیداللہ بن عیاض

۸۳	عراک-ان کوسماع حاصل نہیں ہے-	۸۴	عُروۃ المزنی
۸۵	عطاء بن ابی رَباح	۸۶	عطاء بن یَسار
۸۷	عِکرمہ	۸۸	علقمہ بن قیس نخعی
۸۹	علقمہ بن وقاص	۹۰	علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب
۹۱	عَمرو بن سعید الاشدق	۹۲	عَمرو بن شرحبیل
۹۳	عَمرو بن غالب	۹۴	عَمرو بن میمون
۹۵	عمران بن حِطّان	۹۶	عوف بن الحارث (آپ کے دودھ شریک بھائی)
۹۷	عیاض ابن عُروہ	۹۸	وعیسیٰ بن طلحہ
۹۹	غُضیف بن الحارث	۱۰۰	فروۃ بن نوفل
۱۰۱	القعقاع بن حکیم	۱۰۲	قیس بن ابی حازم
۱۰۳	کثیر بن عبید الکوفی (آپ کے دودھ شریک بھائی)	۱۰۴	کُریب
۱۰۵	مالک بن ابی عامر	۱۰۶	مجاہد بن جبر
۱۰۷	محمد بن ابراہیم التیمی (اگران کی ملاقات ہے تو)	۱۰۸	محمد بن الاشعث
۱۰۹	محمد بن زیاد الجُمَحِی	۱۱۰	محمد بن سیرین
۱۱۱	محمد بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ھشام	۱۱۲	ابوجعفر محمد الباقر-(ان کی ملاقات ثابت نہیں)
۱۱۳	محمد بن قیس بن مَخْرَمۃ	۱۱۴	محمد بن المنتشر
۱۱۵	محمد بن المُنکَدِر-وکانہ مرسل	۱۱۶	مَروان العقیلی ابولُبابۃ
۱۱۷	مَسروقؒ بن اجدع	۱۱۸	مِصدَع ابویحییٰ
۱۱۹	مُطَرِف بن الشخّیر	۱۲۰	مِقسم مولی ابنِ عباس
۱۲۱	المطّلب بن عبداللہ بن حَنطب	۱۲۲	مکحول-(ان کی ملاقات نہیں ہوئی)-
۱۲۳	موسیٰ بن طلحہ	۱۲۴	میمون بن ابی شَبیب
۱۲۵	میمون بن مہران	۱۲۶	نافع بن جُبیر
۱۲۷	نافع بن عطاء	۱۲۸	نافع العُمری

۱۲۹	النُّعمان بن بشیر	۱۳۰	ہَمّامُ بن الحارث
۱۳۱	ہلالُ بن یِساف	۱۳۲	یحیٰی بن الجزار
۱۳۳	یحیٰی بن عبدالرحمٰن بن حاطب	۱۳۴	یحیٰی بن یَعْمَر
۱۳۵	یزید بن بَابَنُوس	۱۳۶	یزید بن الشِّخِّیر
۱۳۷	یَعلیٰ بن عُقبہ	۱۳۸	یوسفُ بن مَاهَک
۱۳۹	ابواُمامہ بن سہل	۱۴۰	ابوبُردۃ بن ابی موسیٰ اشعری
۱۴۱	ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث	۱۴۲	ابوالجوزاء الرَّبَعی
۱۴۳	ابوحُذیفۃ الأرحبی	۱۴۴	ابوحفصۃ، (آپؓ کا آزاد کردہ غلام)
۱۴۵	ابوالزُّبیر المکی-و کأنہ مرسل-	۱۴۶	ابوسلمۃ بن عبدالرحمٰن
۱۴۷	ابوالشَّعثاء المُحَاربی	۱۴۸	ابوالصدِّیق الناجی
۱۴۹	ابوظبیان الجنبی	۱۵۰	ابوالعالیۃ رُفیع الریاحی
۱۵۱	ابوعبداللہ الجدلی	۱۵۲	ابوعُبیدۃ بن عبداللہ بن مَسعود
۱۵۳	ابوعثمان النَّهدی	۱۵۴	ابوعطیۃ الوادعی
۱۵۵	ابوقِلابۃ الجَرمی-(ان کی ملاقات نہیں ہوئی)	۱۵۶	ابوالملیح الهذلی
۱۵۷	ابوموسیٰ اشعریؓ	۱۵۸	ابوہُریرۃؓ
۱۵۹	ابونوفل بن ابی عقرب	۱۶۰	ابویونس (آپؓ کا آزاد کردہ غلام)
۱۶۱	بُهَیَّۃ (ابوبکر صدیقؓ کی لونڈی)	۱۶۲	جَسرۃ بنت دَجاجۃ
۱۶۳	حفصۃ بنت اُخیها عبدالرحمٰن	۱۶۴	خیرۃ والدہ حضرت حسن بصری
۱۶۵	ذِفرۃ بنت غالب	۱۶۶	زینب بنت ابی سلمۃ
۱۶۷	زینب بنت نصر	۱۶۸	زینب السهمیۃ
۱۶۹	سُمَیَّۃ البصریۃ	۱۷۰	شُمَیسۃ العتکیۃ
۱۷۱	صفیَّۃ بنت شیبۃ	۱۷۲	صفیۃ بنت ابی عبید
۱۷۳	عائشہ بنت طلحہ	۱۷۴	عَمرۃ بن عبدالرحمٰن

۱۷۵	مرجانۃ	۱۷۶	والدۂ علقمہ بن ابی علقمہ
۱۷۷	مُعاذۃ العدویۃ	۱۷۸	اُم کلثوم التیمیۃ اختہا
۱۷۹	اُم محمد	۱۸۰	علی بن زید بن جدعان کے والد کی بیوی
۔	اور بہت سے حضرات		

مرویات عائشہ کی تعداد

حضرت عائشہؓ کی مرویات دو ہزار دو سو دس احادیث کو پہنچی ہیں امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے ایک سو چوہتر احادیث پر اکتفاء کیا اور امام بخاری نے چوّن (۵۴) احادیث منفرداً نقل کی ہیں اور امام مسلم نے انہتر (۶۹) احادیث منفرداً اپنی صحیح مسلم میں جمع کی ہیں۔

(یہی مقدار امام ابن جوزیؒ نے تلقیح فہوم الاثر میں اور ابن حزم ظاہری نے اسماء الصحابۃ الرواۃ میں تحقیق کی ہے۔امداد اللہ انور)۔

حضرت عائشہؓ کی سمجھ کی عمر میں حضرت ابوبکرؓ اور ان کی اہلیہ کی حالت

حضرت عائشہ ان حضرات میں سے تھیں جو زمانہ اسلام میں پیدا ہوئیں یہ حضرت فاطمہؓ سے آٹھ سال چھوٹی ہیں آپ فرمایا کرتی تھیں کہ میں نے اپنے والدین کو دیکھا تو دین (اسلام) پر تھے۔

آپ کی شکل وشباہت

آپ سفید رنگ کی خوبصورت خاتون تھیں۔اسی وجہ سے آپ کو حمیرا کا لقب دیا گیا حضورؐ نے آپ کے سوا کسی کنواری خاتون کے ساتھ نکاح نہیں کیا اور نہ ہی کوئی عورت آپؐ سے زیادہ نبی اکرم کو محبوب تھی اور حضورؐ کی امت میں بلکہ تمام عورتوں میں مطلق کوئی عورت ایسی نہیں ہے جو حضرت عائشہؓ سے بڑی عالمہ گزری ہو۔بعض علماء کا خیال ہے کہ آپ اپنے والد سے بھی افضل تھیں۔لیکن یہ خیال مردود ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اس کا مقام عطا فرمایا ہے ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپؓ ہمارے نبیؐ کی دنیا اور آخرت میں بیوی ہیں اور اس سے بڑے فخر کی اور کیا بات ہوسکتی ہے۔

حضرت عائشہؓ کی تصویر حضرت جبرائیلؑ لے کر آئے

(حدیث) حضرت عائشہ فرماتی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا مجھے تین رات تمہیں خواب میں دکھایا گیا، فرشتہ تمہیں ریشم کے ایک ٹکڑے میں لے آیا اور فرمایا یہ آپ کی بیوی ہیں تو میں نے تمہارے چہرے سے

پردہ ہٹایا تو تم اس میں موجود تھیں تو میں نے کہا اگر یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے تو اس کو پورا ہونا چاہئے (مسند احمد ۶/۴۱، ۱۲۸، ۱۶۱، بخاری ۷/۵۷۱ باب مناقب الانصار)۔

حضرت عائشہؓ کے امتیازات

حضرت جدعان فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ مجھے نو اعزاز ایسے حاصل ہوئے ہیں جو حضرت مریم بنت عمران کے بعد کسی عورت کو نہیں ملے (۱) جبرائیلؑ اپنی ہتھیلی پر میری صورت لے کر کے آئے حتیٰ کہ حضورؐ نے حکم دیا کہ میرے ساتھ ان کا نکاح کر دیا جائے۔(۲) حضورؐ نے میرے ساتھ کنواری ہونے کی حالت میں نکاح کیا تھا جبکہ آپ نے میرے سوا کسی اور کنواری خاتون کے ساتھ نکاح نہیں کیا تھا۔(۳) حضورؐ کی روح جب قبض ہوئی تو آپؐ کا سر مبارک میری گود میں تھا۔(۴) آپؐ کی قبر مبارک میرے حجرے میں بنی۔(۵) فرشتوں نے میرے گھر کا احاطہ کیا۔(۶) آپ پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو میں آپؐ کے لحاف میں ہوتی تھی۔(۷) میں آپ کے خلیل اور آپ کے صدیق کی بیٹی ہوں۔(۸) میری صفائی آسمان سے اتاری گئی۔ اور میں پاک کے لئے پاک پیدا کی گئی۔(۹) اور میرے لئے مغفرت اور رزق کریم کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔(بحوالہ ابوبکر الآجری)

حضورؐ کی آپ سے شادی کب ہوئی

آپؓ کا بیاہ حضورؐ کے ساتھ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کی وفات کے بعد ہوا تھا حضورؐ نے ان کے ساتھ اور حضرت سوداءؓ کے ساتھ ایک وقت میں نکاح کیا تھا۔ پھر حضرت سوداء کی آپ کے ساتھ رخصتی ہوگئی اور حضورؐ حضرت سوداء کے ساتھ تین سال تک رہے جبکہ اور کوئی بیوی آپ کے پاس نہیں تھی پھر حضورؐ کا بیاہ حضرت عائشہؓ کے ساتھ شوال میں جنگ بدر کے بعد ہوا تھا۔ یہ آپ ﷺ کو بہت زیادہ محبوب تھیں اور یہ محبت سب کے سامنے عیاں تھی۔ حتیٰ کہ حضرت عمرو بن عاصؓ جو سن آٹھ ہجری میں مسلمان ہوئے انہوں نے نبی کریمؐ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ، پھر انہوں نے پوچھا مردوں میں سے کون ہے؟ فرمایا ان کے والد۔

(تنبیہ) یہ بات واقعی سچ ہے اور رافضیوں کی ناک خاک آلود ہونے کے باوجود سچ ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ السلام پاکیزہ کے ساتھ ہی محبت کرنے والے تھے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے۔

"لو كنت متخذاً خليلاً هذه الامة، لا تخذت أبا بكر خليلاً، ولكن أخوة الاسلام أفضل".

اگر میں اس امت میں دوست بنانے والا ہوتا تو میں ابوبکر کو دوست بناتا لیکن اسلام کا بھائی چارہ سب سے افضل ہے۔

حضرت عائشہؓ کی باری کے دن صحابہؓ حضور ﷺ کیلئے ہدیہ بھیجتے تھے

حضرت عائشہؓ کے ساتھ حضور ﷺ کی محبت ایک مشہور بات ہے تم دیکھتے نہیں ہو کہ جب حضرت عائشہؓ کی باری ہوتی تھی تو صحابہ کرامؓ ان کی باری میں حضور ﷺ کے لئے ہدایا بھیجتے تھے تاکہ حضور ﷺ کی خوشی صحابہ کرامؓ کو حاصل ہو۔

(حدیث) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

كان الناس يتحرون بهداياهم يوم عائشة. قالت: فاجتمعن صواحبي إلى أم سلمة، فقلنا لها: إن الناس يتحرون بهداياهم يوم عائشة، و انا نريد الخير كما تريده عائشة، فقولي لرسول الله يامر الناس ان يهدوا له اينما كان. فذكرت ام سلمة له ذلك. فسكت، فلم يرد عليها. فعادت الثانية. فلم يرد عليها. فلما كانت الثالثة قال: "يا ام سلمة، لا تؤذيني في عائشة، فانه والله ما نزل علي الوحي و انا في لحاف امراة منكن غيرها". (بخاری ۸۴/۷ باب فضل عائشہؓ، مسلم ۲۴۴۱ فی فضائل الصحابہؓ)

(ترجمہ) صحابہ کرامؓ حضرت عائشہؓ کی باری کے دن اپنے ہدیے بھیجنے کی فکر کرتے تھے میری سوکنیں حضرت ام سلمہؓ کے پاس جمع ہوئیں اور ان سے کہنے لگیں لوگ حضرت عائشہؓ کی باری کے دن اپنے ہدیے بھیجنے کی فکر کرتے ہیں اور ہم بھی خیر کی طلبگار ہیں جس طرح سے عائشہؓ خیر کی طلبگار ہیں، تم حضور ﷺ سے عرض کرو کہ وہ لوگوں کو حکم دیں کہ آپ جہاں بھی ہوں ان کو ہدیہ بھیجا جائے۔ تو ام سلمہؓ نے یہ بات حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی تو آپ خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا انہوں نے دوبارہ عرض تب بھی آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا۔ جب تیسری مرتبہ عرض کیا تو فرمایا اے ام سلمہ مجھے عائشہؓ کے حق میں تکلیف نہ دو خدا کی قسم اس کے سوا تمہارے بستر پر مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی۔

(فائدہ) حضور ﷺ کا یہ جواب اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کی فضیلت تمام امہات المومنین پر اللہ کے حکم کی وجہ سے ہے اسی وجہ سے حضور ﷺ آپؓ سے زیادہ محبت کرتے تھے۔

ساری عورتوں پر حضرت عائشہؓ کی فضیلت

(حدیث) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"فضل عائشة على النساء كفضل الثريد على سائر الطعام". (بخاری ۷/۳۷ باب فضل عائشۃ وغیرہ، مسلم ۲۴۴۶، ترمذی ۳۸۸۷)

(ترجمہ) حضرت عائشہؓ کی فضیلت باقی عورتوں پر ایسے ہے جیسے ثرید کی فضیلت سب کھانوں پر۔

(فائدہ) ثرید اس کھانے کو کہتے ہیں جس میں روٹی کو گوشت والے شوربے میں بھگو دیا جائے۔ اور روٹی کے نرم ہونے اور گوشت کے ذائقے کے روٹی میں داخل ہونے پر استعمال کیا جائے۔

عورتوں میں حضرت عائشہؓ کا کمال

(حدیث) حضورؐ نے فرمایا:

كمل من الرجال كثير ولم يكمل من النساء الا مريم بنت عمران و آسية امراة فرعون، و فضل عائشة على النساء كفضل الثريد على سائر الطعام۔

(ترجمہ) مردوں میں سے بہت سے لوگ کامل ہوئے ہیں لیکن عورتوں میں کامل نہیں ہوئیں مگر مریم بنت عمران اور آسیہ فرعون کی بیوی اور عائشہ کی فضیلت عورتوں پر ایسے ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر۔

جنت میں بھی حضرت عائشہؓ حضور ﷺ کے ساتھ ہوں گی

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جنت میں آپ کی بیویوں میں سے کون ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم بھی انہی میں سے ہو حضرت عائشہ فرماتی ہیں پھر مجھے خیال ہوا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے میرے سوا کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا ہے۔ (مستدرک حاکم ۱۳/۴ وصححہ ووافقہ الذہبی)

حضور ﷺ کی حضرت عائشہؓ کیلئے خاص دعا

(حدیث) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ وہ اور ان کے والدین تشریف لائے اور عرض کیا ہم پسند کرتے ہیں کہ آپ عائشہ کیلئے دعا فرمائیں اور ہم اس دعا کو سنیں تو حضور ﷺ نے یہ دعا فرمائی: "**اللهم اغفر لعائشة بنت ابى بكر الصديق مغفرة واجبة ظاهرة باطنة**" (اے اللہ! عائشہ بنت ابوبکر الصدیق کو بخشش دے ایسی بخشش جو لازمی ہو ظاہری بھی باطنی بھی۔ تو حضرت عائشہؓ کے والدین کو یہ دعا بہت پسند آئی تو حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم اس دعا پر حیران ہو میری یہ دعا ہر اس شخص کے لئے ہے جو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ (حاکم ۱۱/۴، ۱۲ - وھو غریب جدا)

حضرت جبرائیلؑ کا حضرت عائشہؓ کو سلام

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یـا عائش، هذا جبريل و هو يقرا عليك السلام" قالت: و عليه السلام و رحمة الله، تری مالا نری یا رسول الله.

(ترجمہ) اے عائشہ! یہ جبرائیلؑ ہیں آپ کو سلام کہہ رہے ہیں حضرت عائشہؓ نے جواب میں فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ یارسول اللہ! آپ وہ دیکھ رہے ہیں جو ہم نہیں دیکھ رہے۔

(بخاری ۷/۸۳ باب فضل عائشہ وغیرہ، مسلم ۲۴۴۷، ابوداود ۵۲۳۲، ترمذی ۳۸۷۶)

حضرت عائشہؓ کی امہات المومنین پر دس فضیلتیں

حضرت عائشہؓ نے حضور ﷺ کی ازواج مطہرات سے فرمایا مجھے آپ پر دس فضیلتیں حاصل ہیں اور میں کوئی فخر کی بات نہیں کر رہی (۱) میں حضور ﷺ کی سب سے محبوب بیوی ہوں (۲) میرے باپ سب مردوں سے حضور ﷺ کو محبوب تھے (۳) حضور ﷺ نے مجھ کنواری کے ساتھ نکاح کیا میرے علاوہ آپ کی کوئی کنواری بیوی نہیں ہے (۴) میرے ساتھ آپ ﷺ نے میری سات سال کی عمر میں نکاح کیا اور نو سال کی عمر میں میری آپ کے ساتھ رخصتی ہوئی۔ (۵) میری صفائی آسمان سے نازل ہوئی (۶) حضور ﷺ نے اپنی مرض الوفات میں اپنی بیویوں سے اجازت لی اور فرمایا تمہاری طرف آنے جانے میں مجھ پر مشقت ہے تم اجازت دے دو کہ میں تم میں سے کسی ایک کے پاس رہ جاؤں؟ تو حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا ہم پہچان گئی ہیں آپ کس کے پاس رہنا چاہتے ہیں، آپ حضرت عائشہؓ کے پاس رہنا چاہتے ہیں ہم آپ کو اجازت دیتی ہیں (۷) آپ ﷺ آخر وقت میں دنیا سے میرے لعاب دہن کو لے کر گئے (۸) یعنی میں نے آپ کے لئے مسواک کو (اپنے منہ سے چبا کر) پیش کیا تھا تو آپ نے فرمایا اے عائشہ اس کو نرم کر دے تو میں نے اس کو نرم کر دیا تھا۔ (سیر اعلام النبلاء جلد ۲ ص ۱۴۷)

حضور ﷺ کی سب سے محبوب بیوی

(حدیث) حضرت عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ان کو غزوہ ذات السلاسل میں لشکر پر نگران مقرر کیا تھا فرماتے ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! لوگوں میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا عائشہ۔ عرض کیا! مردوں میں؟ فرمایا اس کا باپ۔

(ترمذی ۳۸۸۵ وقال حسن صحیح، بخاری ۷/۱۹، مسلم ۲۳۸۴)

حضور ﷺ سے آپ کی شادی مبارک

(حدیث) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

تزوجنی رسول اللہ ﷺ متوفی خدیجة، و انا ابنة ست، و ادخلت علیه و انا ابنة تسع، جاء نی نسوة و انا العب علی ارجوحة و انا مجممة، فهیاننی و صنعننی، ثم اتین بی الیه ﷺ. (ابوداود ۴۹۳۵ فی الادب باب الارجوحہ واسنادہ صحیح)

(ترجمہ) جب حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہو گیا تو حضور ﷺ نے میرے ساتھ نکاح کیا جبکہ میں اس وقت چھ سال کی تھی اور جب میری رخصتی ہوئی تو میں نو سال کی تھی۔ میرے پاس خواتین آئیں جبکہ میں جھولے پر کھیل رہی تھی اور میرے بال کندھوں پر پہنچے ہوئے تھے انہوں نے مجھے تیار کیا پھر مجھے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔

حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ حضور ﷺ کی زوجیت میں نو سال رہیں (یعنی نو سال کے بعد رخصتی ہوئی اور نو سال حضور ﷺ کے پاس رہیں جب حضور ﷺ کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر اٹھارہ سال کی تھی)۔

حضرت عائشہؓ کی شادی کا قصہ

(حدیث) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہوا تو حضرت خولہ بنت حکیمؓ حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ شادی کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا کس سے؟ انہوں نے عرض کیا اگر آپ چاہیں تو کنواری سے؟ اور اگر آپ چاہیں تو شادی شدہ سے؟ آپ نے پوچھا کنواری کون ہے اور شادی شدہ کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا کنواری تو عائشہ ہے جو اس کی بیٹی ہے جو اللہ کی مخلوق میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے، اور شادی شدہ سودہ بنت زمعہؓ ہے جو آپ پر ایمان لا چکی ہے اور آپ کی پیروکار ہے۔ آپ نے فرمایا ان کے سامنے میرا ذکر کر دو۔ تو وہ حضرت ام رومان کے پاس آئیں اور کہا اے ام رومان! اللہ نے تم پر کتنی خیر اور برکت اتاری ہے، انہوں نے فرمایا کیا بات ہوئی؟ عرض کیا جناب رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہؓ کا ذکر فرما رہے تھے تو فرمایا ٹھہرو، ابوبکر آنے والے ہیں پھر ابوبکر تشریف لائے تو حضرت ام رومان نے ان کے سامنے بات رکھی۔ تو حضرت ابوبکر نے فرمایا کیا یہ حضور کیلئے صحیح ہے کیونکہ عائشہ ان کے بھائی (یعنی ہم عمر، دوست) کی بیٹی ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا میں اس کا بھائی ہوں اور وہ میرا بھائی ہے اور اس کی بیٹی میرے لئے جائز ہے۔ تو حضرت ابوبکر کھڑے ہو گئے تو مجھے حضرت ام رومان نے بتایا کہ مطعم بن عدی نے اپنے بیٹے کیلئے عائشہ کا رشتہ مانگا ہے خدا کی قسم میں کبھی وعدہ خلافی نہیں کر سکتا۔ تو حضرت ابوبکرؓ مطعم کے پاس گئے اور پوچھا کہ تم اس لڑکی کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو وہ اپنی بیوی کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا تمہارا کیا خیال ہے تو وہ حضرت ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی اگر

ہم اپنے لڑکے سے تمہاری بچی کا رشتہ کردیں تو تم اس کو اپنے دین میں لے جاؤ گے تو حضرت ابوبکرؓ مطعم کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا تم کیا کہتے ہو تو اس نے کہا جو میری بیوی نے کہا ہے تم نے سنا نہیں۔ تو حضرت ابوبکر کھڑے ہو گئے جبکہ ان کے دل میں مطعم کے ساتھ وعدے کا کوئی لحاظ نہیں تھا اور حضرت خولہ سے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے کہہ دو کہ وہ تشریف لے آئیں۔ تو حضور ﷺ تشریف لائے تو حضرت ابوبکر نے حضرت عائشہؓ کے ساتھ نکاح کر دیا۔ پھر حضرت خولہ حضرت سودہؓ کے پاس چلی گئیں جبکہ ان کے باپ بہت بوڑھے ہو چکے تھے۔ پھر حضرت عائشہ نے سارا واقعہ بیان کیا۔

(فتح الباری ۷/۱۷۶، وقال اسنادہ حسن، مجمع الزوائد ۹/۲۲۵)

حضرت عائشہؓ کی رخصتی کا واقعہ

(حدیث) حضرت اسماء بنت عمیسؓ فرماتی ہیں کہ:

كنت صاحبة عائشة التي هيأتها فأدخلتها على رسول الله ﷺ في نسوة فما وجدنا عنده قرى إلا قدحاً من لبن فتناوله فشرب منه. ثم ناوله عائشة فاستحيت منه. فقلت: لا تردي يد رسول الله ﷺ فأخذته فشربته ثم قال: "ناولي صواحبك" فقالت: لا نشتهيه فقال: "لا تجمعين كذباً وجوعاً" فقلت: إن قالت إحدانا لشيء تشتهيه لا أشتهي أيعد ذلك كذباً فقال: "إن الكذب يكتب كذباً حتى الكذيبة تكتب كذيبة".

(مسند امام احمد ۶/۴۵۲، ۴۵۳، ابن ماجہ ۳۲۹۸)

(ترجمہ) میں حضرت عائشہؓ کے ساتھ تھی جب میں نے ان کو دلہن بنا کر تیار کیا اور جب ان کو حضور ﷺ کے پاس ان کی ازواج مطہرات میں شامل کیا ہم نے حضور ﷺ کے پاس ضیافت کی کوئی چیز نہ پائی سوائے دودھ کے ایک پیالے کے جس کو حضور ﷺ نے لیا اور اس سے پیا پھر حضرت عائشہ کو وہ پیالہ دیا تو حضرت عائشہ کو پیالہ لینے میں حیا ہوئی تو میں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کو واپس نہ لوٹانا انہوں نے اس کو لے لیا اور اس کو پی لیا پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ پیالہ اپنے ساتھ والی عورتوں کو دے دو تو ان عورتوں نے کہا کہ ہمیں اس کی خواہش نہیں ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا:

کہ جھوٹ اور بھوک کو جمع نہ کرو۔

میں نے عرض کیا اگر ہم میں سے کوئی کسی چیز کے بارے میں کہے کہ مجھے اس کی خواہش نہیں ہے جب کہ وہ اس کو چاہتی تھی کیا اس کو بھی جھوٹ شمار کیا جائے گا آپ نے ارشاد فرمایا:

جھوٹ جھوٹ ہی لکھا جاتا ہے حتی کہ چھوٹے سے جھوٹ کو بھی جھوٹے سے جھوٹ کے طور پر لکھ دیا جاتا ہے۔

شوال میں نکاح اور شوال میں رخصتی

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں حضور ﷺ نے شوال میں میرے ساتھ نکاح کیا اور شوال میں ہی میری رخصتی ہوئی۔ (مسلم ۱۴۲۳، دارمی ۲/۱۴۵، مسند احمد ۶/۵۴، ۲۰۶)

(فائدہ) اسی لئے عرب اپنی عورتوں کے لئے پسند کرتے ہیں کہ ان کی شادی بھی شوال میں ہو۔

حضرت عائشہؓ کا گڑیوں سے کھیلنا

(حدیث) حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں گڑیوں کے ساتھ کھیلتی تھی میرے ساتھ میری سہیلیاں بھی کھیلا کرتی تھیں جب حضور ﷺ تشریف لاتے تو وہ پتوں کے پیچھے چھپ جاتی تھیں جب حضور چلے جاتے تو میرے پاس آجاتی تھیں اور حضور ﷺ بھی ان سہیلیوں کو میرے پاس بھیج دیا کرتے تھے اور وہ میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں۔

(حدیث) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں گڑیوں سے کھیل رہی تھی تو پوچھا اے عائشہ یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا یہ سلیمان کا گھوڑا ہے اس کے پَر بھی تھے۔ تو آپ ہنس پڑے۔ (طبقات ابن سعد ۸/۶۲ بھذا اللفظ، ابوداود ۴۹۳۲، نسائی فی عشرۃ النساء ۱/۷۵)

حضور ﷺ کی حضرت عائشہؓ کی مزاج شناسی کرنا

(حدیث) حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

انی لا علم اذا کنت عنی راضیة و اذا کنت علی غضبی" قالت: و کیف یا رسول اللہ؟ قال: " اذا کنت عنی راضیة، قلت: لا ورب محمد. و اذا کنت علی غضبی، قلت: لا و رب ابراهیم" قلت: اجل واللہ، ما اهجر الا اسمک.

(بخاری ۹/۲۸۵ باب غیرة النساء و وجدھن، مسلم ۲۴۳۹ باب فضل عائشه)

(ترجمہ) میں پہچانتا ہوں جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو اور جب تم مجھ سے ناخوش ہوتی ہو، حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کیسے؟ فرمایا جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو **لا و رب محمد** (رب محمد کی قسم ایسا نہیں ہے) اور جب تم مجھ سے ناخوش ہوتی ہو تو کہتی ہو **لا ورب ابراهیم** (رب ابراہیم کی قسم ایسا نہیں ہے)۔ تو میں نے عرض کیا ہاں اللہ کی قسم، میں اب آپ کا نام کبھی نہیں چھوڑوں گی۔

حضرت عائشہؓ کے ہار کے گم ہونے کی برکت

(حدیث) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

سقطت قلادة لي بالبيداء ونحن داخلون المدينة فأناخ رسول الله ﷺ وثنى رأسه في حجري راقداً وأقبل أبوبكر فلكزني لكزة شديدة وقال حبست الناس في قلادة فبي الموت لمكان رسول الله ﷺ وقد أوجعني. ثم إن النبي ﷺ استيقظ وحضرت الصبح فالتمس الماء فلم يوجد فنزلت: ﴿ يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْٓا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ﴾ الآية . فقال أسيد بن الحضير: لقد بارك الله فيكم يا آل أبي بكر.

(صحیح مسلم ۱/۲۷۹، مسند احمد ۶/۵۷ تفسیر ابن جریر ۸/۴۰۰، ۴۰۵)

(ترجمہ) میرا ہار بیداء مقام پر گر گیا اور ہم شہر کے کچھ قریب تھے تو آپؐ نے اپنا اونٹ بٹھایا اور اپنا سر مبارک میری گود میں رکھ کر سو گئے اور حضرت ابوبکرؓ میرے پاس آئے اور سخت چوکا دیا اور فرمایا تم نے اپنے ہار کی وجہ سے لوگوں کو روک رکھا ہے حضور ﷺ کے میری گود میں ہونے کی وجہ سے مجھے موت سی محسوس ہو رہی تھی (کہ حضور پاک ﷺ کو تکلیف نہ ہو) اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چوکا دینے سے مجھے تکلیف بھی ہوئی پھر حضور ﷺ جاگے تو صبح کا وقت ہو چکا تھا آپؐ نے پانی تلاش کیا تو پانی نہ ملا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ﴿ يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْٓا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ﴾.

(ترجمہ) اے ایمان والو جب تم نماز کیلئے اٹھو تو اپنے منہ دھولو اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک......

تو حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے آل ابوبکر تم میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی ہے۔

حضور ﷺ کی حضرت عائشہؓ سے محبت

(حدیث) حضرت ابوقیس مولا عمرو فرماتے ہیں مجھے حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے حضرت ام سلمہؓ کی طرف بھیجا کہ ان سے سوال کرو کہ کیا رسول خدا ﷺ روزے کی حالت میں (بیوی کا بوسہ لیتے تھے)؟ پس اگر وہ کہیں کہ نہیں تو کہنا کہ عائشہ تو لوگوں کو بتا رہی ہیں کہ حضور ﷺ بوسہ لیتے تھے جبکہ روزے کی حالت میں ہوتے تھے۔ تو حضرت ام سلمہؓ نے جواب دیا شاید کہ حضور ﷺ عائشہ سے محبت کی وجہ سے اپنے آپ کو قابو میں نہیں رکھ سکتے تھے لیکن مجھے کبھی ایسی حالت میں بوسہ دیا تو ایسا نہیں ہوا۔

(مسند احمد ۶/۲۹۶، ۳۱۷ وسندہ جیدہ)

دوڑنے میں حضور ﷺ اور حضرت عائشہؓ کا مقابلہ

(حدیث) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ نے میرے ساتھ دوڑنے میں آگے نکلنے کا مقابلہ کیا، تو میں آپ سے کچھ آگے نکل گئی حتیٰ کہ جب میں کچھ موٹی ہوگئی تو آپ نے میرے ساتھ پھر مقابلہ کیا تو آپ مجھ سے آگے نکل گئے۔ تو فرمایا یا عائشة هذه بتلك اے عائشہ یہ اس کا بدلہ ہوگیا۔
(مسند احمد ۶/۳۹، ۲۶۴، مسند حمیدی ۲۶۱، ابوداود ۲۵۷۸ فی الجہاد واسنادہ صحیح)

میاں بیوی میں محبت کا سبق

(حدیث) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ مجھے (گوشت والی) ہڈی والی ہڈی دیتے تھے تو میں اس کو دانتوں سے کاٹ کر کھاتی تھی پھر آپ اس کو لیتے تھے اور اس کو گھما کر اس جگہ اپنا منہ مبارک رکھتے تھے جہاں میرا منہ لگا ہوتا تھا۔ (مسلم ۳۰۰ فی الحیض)

حضرت عائشہؓ حضور ﷺ کی دوست تھیں

(حدیث) حضرت عاصم بن کلیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے حضرت عائشہؓ سے ذکر کیا تو فرمایا خليلة رسول الله (یعنی حضرت عائشہؓ کو حضور ﷺ کی محبوب تھیں)۔ (سیر اعلام النبلاء ۲/۱۷۷)
امام ذہبیؒ فرماتے ہیں مذکورہ حدیث حسن ہے اس حدیث کی سند میں مصعب بن سلاّم لاباس به ہے۔

جنگ جمل کے متعلق مؤرخ اسلام امام ذہبیؒ کی رائے

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں یہ وہ ارشاد ہے جو امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حق میں فرمایا ہے باوجود اس کے کہ ان کے درمیان جو کچھ واقع ہوا واقع ہوا اللہ تعالیٰ ان دونوں سے راضی ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت عائشہؓ بصرہ کی طرف جانے میں بالکلیہ ندامت اختیار کرتی تھیں اور جنگ جمل میں موجود ہونے میں بھی ان کو ندامت تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ امید نہیں تھی کہ معاملہ اس حد تک بگڑ جائے گا اسی لئے حضرت عمارہ بن عمیر سے روایت ہے انہوں نے ایسے شخص سے اس بات کو روایت کیا جس نے حضرت عائشہ سے خود سنا تھا جب آپ و قرن في بيوتكن [الاحزاب ۳۳] کی تلاوت کرتی تھیں تو آپ کی اوڑھنی آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔

حدیث حَوأَب

(حدیث) امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ ہمیں حضرت یحییٰ القطان نے اسماعیل سے حدیث کو بیان کیا وہ فرماتے ہیں ہمیں حضرت قیس نے حدیث کو بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عائشہ (بصرہ کی طرف) روانہ ہوئی اور رات کے وقت بنو عامر قبیلہ کے پانیوں پر پہنچیں تو کتے بھونکنے لگے تو حضرت عائشہ نے پوچھا یہ کون سا پانی ہے تو انہوں نے کہا ماء الحَوأَب تو آپ نے فرمایا میں واپس جانا چاہتی ہوں تو ان کے ساتھ جو حضرات تھے ان میں سے کسی نے کہا بلکہ آپ آگے بڑھیں جب مسلمان آپ کو دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے اختلاف کو صلح میں بدل دیں گے۔ تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا تھا **کیف باحداکن تنبح علیھا کلاب الحوأب** (اے امہات المؤمنین! تم میں سے ایک کا کیا حال ہوگا جب اس پر حَوأَب کے کتے بھونکیں گے)۔

(اس حدیث کی سند صحیح ہے سیر اعلام النبلاء ۲/۱۷۷، ۱۷۸)

اسناده صحيح كما قال المؤلف، و هو في "المسند": ٦/٥٢، ٩٧، و صححه ابن حبان (١٨٣١)، والحاكم ٣، ١٢٠، ووافقه الذهبي، وأورده الحافظ في "الفتح" ١٣/٤٥ وقال: أخرج هذا أحمد و ابو يعلى والبزار، و صححه ابن حبان والحاكم و سنده على شرط الصحيح۔ وقال الحافظ ابن كثير في "البداية" ٦/٢١٢ بعد ان ذكره من طريق الامام احد: و هذا اسناد على شرط الصحيحين و لم يَخرجوه۔

حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک حضرت عائشہؓ کا مرتبہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عائشہؓ کے پاس آنے کی اجازت مانگ رہے تھے جبکہ حضرت عائشہؓ کا آخری وقت تھا ذکوان ابوعمرو فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس پہنچا جبکہ ان کے سرہانے آپ کے بھتیجے حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن بیٹھے ہوئے تھے تو میں نے کہا یہ ابن عباسؓ آپ کے پاس آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا مجھے ابن عباسؓ سے معاف رکھو مجھے اس کی حاجت نہیں اور نہ اس کے تزکیہ کی۔ تو حضرت عائشہؓ کے بھتیجے حضرت عبداللہ نے فرمایا اے اماں جان! ابن عباسؓ تو آپ کے نیک بچوں میں سے ہیں وہ آپ کو وداع کرنے اور سلام کہنے کے لئے آئے ہیں۔

تو حضرت عائشہؓ اگر تم چاہو تو اجازت دے دو تو حضرت ابن عباسؓ تشریف لائے جب بیٹھ گئے تو فرمایا آپ خوش ہو جائیں خدا کی قسم آپ کے اور آپ کے مشکلات کے درمیان اور حضرت محمد ﷺ اور اپنے محبت

والوں سے ملاقات کے درمیان صرف اتنا وقت رہ گیا ہے کہ آپ کی روح آپ کے جسم سے جدا ہو جائے۔

تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا اے ابن عباسؓ تم ٹھیک کہتے ہو۔

پھر حضرت ابن عباسؓ نے فرماتا آپ جناب رسول اللہ ﷺ کی بیویوں میں سب سے زیادہ آپؐ کو محبوب تھیں اور حضور ﷺ نہیں پسند کرتے تھے مگر طیب اور پاکیزہ کو، آپ کا ہار لیلۃ الابوا میں گر گیا تھا اور صبح کو حضور ﷺ اس کو تلاش کر رہے تھے جبکہ لوگوں کے پاس پانی نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا [النساء:۴۲] (پس تم پاک مٹی سے تیمم کرلو)۔ تو یہ حکم آپ کے سبب سے نازل ہوا تھا جبکہ امت کو پانی کے سوا طہارت کی رخصت نہیں تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کی صفائی سات آسمانوں سے اوپر سے اتاری تھی اور صبح کو کوئی مسجد ایسی نہیں تھی مگر جس میں اللہ کا نام لیا جاتا ہو مگر آپ کی صفائی اس میں صبح وشام تلاوت کی جارہی تھی۔

تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا اے ابن عباسؓ مجھے کچھ نہ کہو خدا کی قسم میں پسند کرتی ہوں کہ میں بھولی بسری ہوگئی ہوتی۔ (سندہ صحیح - مسند احمد ۱/۲۷۶، ۳۴۹، طبقات ابن سعد ۷۵/۸، حلیۃ الاولیاء ۴۵/۲ - وصح الحاکم ۸/۴، ۹، ووافقہ الذہبی)

حضرت عائشہؓ کا علم

(حدیث) حضرت موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کے صحابہ کرام میں کسی بھی مسئلہ میں کوئی جب مشکل پیش آتی تھی تو ہم حضرت عائشہؓ سے پوچھتے تھے تو ہم ان کے پاس اس بات کا کچھ نہ کچھ علم پالیتے تھے۔ (ترمذی ۳۸۸۸، طبقات ابن سعد ۶۵/۸، حلیۃ الاولیاء ۴۴/۲)

علم میراث کا علم

حضرت ابوضحیٰ سے مروی ہے انہوں نے حضرت مسروق (تابعیؒ) سے پوچھا کیا حضرت عائشہؓ علم میراث کو بھی اچھی طرح جانتی تھیں؟ فرمایا خدا کی قسم میں نے حضور ﷺ کے بڑے بڑے صحابہ کرامؓ کو دیکھا تھا جو آپ سے علم میراث کے مسائل پوچھ رہے تھے۔

(دارمی ۳۴۲/۲، ۳۴۳، طبقات ابن سعد ۶۶/۸، حاکم ۱۱/۴)

علم طب میں مہارت

حضرت عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں رہا میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو حضرت عائشہؓ سے زیادہ کسی آیت کا علم رکھتا ہو اور نہ کسی فرض کا اور نہ کسی سنت کا اور نہ کسی شعر کا اور نہ ہی

آپ سے زیادہ علم کو روایت کرنے والا تھا اور نہ عرب میں واقع شدہ جنگوں کو اور نہ نسب کو اور نہ ایسے اور ایسے علوم کو اور نہ قضاء کو اور نہ طب کو کوئی آپ سے زیادہ بیان کرسکتا تھا تو میں نے ان سے پوچھا اے خالہ! (کیونکہ یہ سوال کرنے والے حضرت عروہ حضرت عائشہ کی بہن حضرت اسماء کے بیٹے تھے) اے خالہ! آپ نے طب کہاں سے سیکھی ہے؟ تو فرمایا میں بیمار ہوتی تو مجھے کوئی علاج بتایا جاتا تھا، اور کوئی مریض بیمار ہوتا تھا تو اس کو دوا بتائی جاتی تھی اور میں لوگوں سے سنتی تھی جو لوگ ایک دوسرے کو علاج بتاتے تھے تو میں نے اس کو یاد کرلیا۔

حضرت عروہ فرماتے ہیں حضرت عائشہؓ کا اکثر علم چلا گیا جس کے بارہ میں ان سے نہ پوچھ سکا۔

حضرت امیر معاویہؓ کے نزدیک حضرت عائشہؓ کا مرتبہ

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور آپ سے باتیں کیں پھر جب حضرت معاویہؓ اٹھنے لگے تو حضرت عائشہؓ کے غلام حضرت ذکوان کے ہاتھ کا سہارا لیا اور فرمایا خدا کی قسم میں نے حضرت عائشہؓ سے زیادہ بلیغ کلام کسی کا نہیں سنا۔ حضور ﷺ زندہ نہیں ہیں (یعنی حضور ﷺ کی کمی ہے)۔(سیر اعلام النبلاء ۱۸۳/۲)

حضرت عائشہ اور حضرت ابن زبیر میں صلح کا واقعہ

(حدیث) حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ:

أن عبدالله بن الزبير قال في بيع أو عطاء أعطته عائشة والله لتنتهين عائشة أو لأهجرن عليها، فقالت: أهو قال هذا؟ قالوا: نعم قالت عائشة: فهو لله نذر أن لا أكلم ابن الزبير كلمة أبداً فاستشفع ابن الزبير بالمهاجرين حين طالت هجرتها إياه فقالت: والله لا أشفع فيه أحداً أبداً ولا أحنث نذري الذي نذرت أبداً فلما طال عليح ابن البزير كلم المسور بن مخرمة و عبدالرحمن بن الأسود ابن عبد يغوث وهما من بني زهرة فقال لهما: أنشدكما الله إلا أدخلتماني على عائشة فإنه لا يحل لها أن تنذر قطيعتي، فأقبل المسور و عبدالرحمن مشتملين عليه بأرديتها حتى استأذنا على عائشة، فقالا: السلام على النبي ورحمة الله وبركاته .. أندخل؟ فقالت عائشة: ادخلوا، قالوا أو كلنا يا أم المؤمنين؟ قالت: نعم، داخلوا كلكم، ولا تعلم عائشة أن معهما ابن الزبير، فلما دخلوا دخل ابن الزبير في الحجاب واعتنق عائشة وطفق يناشدها ويبكي، وطفق المسور و عبدالرحمن يناشدان عائشة إلا كلمته وقبلت منه ويقولان: قد علمت أن

رسول الله ﷺ نهى عما قد علمت من الجهرة، وأنه لا يحل للرجل أن يهجر أخاه فوق ثلاث ليال، فلما أكثروا التذكير والتجريح طفقت تذكرهم وتبكي وتقول: إني نذرت والنذر شديد، فلم يزالوا بها حتى كلمت ابن الزبير ثم أعتقت بنذرها أربعين رقبة لله، ثم كانت تذكر بعد عتقها الأربعين رقبة فتبكي حتى تبل دموعها خمارها.

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن زبیر نے کسی چیز کے بیچنے میں اور کسی ہدیہ دینے میں جو حضرت عائشہؓ نے ان کو بیچی تھی فرمایا: اے عائشہ خدا کی قسم آپ اس سے باز آ جائیں ورنہ میں آپ سے بات چیت چھوڑ دوں گا۔ تو حضرت عائشہ نے پوچھا کہ ابن زبیر نے ایسے کہا ہے؟ تو لوگوں نے کہا جی ہاں۔ تو حضرت عائشہ نے فرمایا تو میں اللہ کے لئے نذر مانگتی ہوں کہ میں ابن زبیر کے ساتھ کبھی بات نہیں کروں گی۔ تو حضرت ابن زبیر کے ساتھ جب ایک طویل عرصہ تک حضرت عائشہ نے ان سے بات چیت چھوڑ دی تو حضرت ابن زبیر نے مہاجرین صحابہ کے ذریعہ سفارش کروائی تاکہ حضرت عائشہ ان سے بولنا شروع کر دیں۔ تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں ابن زبیر کے بارے میں کبھی کسی کی سفارش قبول نہیں کروں گی اور جو میں نے ہمیشہ کی نذر مانگی ہے اپنی اس نذر کو بھی نہیں توڑوں گی۔

جب حضرت ابن زبیر سے بات چیت کو چھوڑے ہوئے ایک طویل عرصہ ہو گیا تو حضرت مسور بن مخرمہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن اسود ابن عبد یغوث اور یہ دونوں بنو زہرہ قبیلے سے تعلق رکھتے تھے ان سے حضرت ابن زبیر نے بات کی اور ان سے فرمایا میں تم دونوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں بس تم مجھے کسی طرح حضرت عائشہ کے پاس پہنچا دو کیونکہ حضرت عائشہ کے حلال نہیں ہے کہ وہ میرے ساتھ قطع تعلقی کی نذر مانگے۔

تو حضرت مسور اور حضرت عبدالرحمٰن نے اپنے اوپر چادریں اوڑھیں حتی کہ حضرت عائشہ کے گھر میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی، اور کہا السلام علی النبي ورحمة الله وبركاته کیا ہم آ سکتے ہیں؟ تو حضرت عائشہ نے فرمایا آ جاؤ، انہوں نے عرض کیا اے ام المؤمنین ہم سب آ جائیں؟ فرمایا ہاں تم سب آ جاؤ، حضرت عائشہ کو معلوم نہیں تھا کہ ان کے ساتھ حضرت ابن زبیر بھی ہیں پس جب وہ حضرت عائشہ کے پاس پہنچے تو حضرت ابن زبیر نے منہ چھپایا ہوا تھا اور جا کر حضرت عائشہ کو لپٹ گئے (کیونکہ یہ ابن زبیر حضرت عائشہ کے سگے بھانجے اور حضرت اسماءؓ کے بیٹے تھے) اور ان کو قسمیں دینے لگے اور رونے لگے۔ اور حضرت مسور اور حضرت عبدالرحمٰن بھی حضرت عائشہ کو قسمیں دینے لگے کہ آپ ابن زبیر سے بات کر لیں اور اس کی معذرت کو قبول کر لیں۔ پھر ان دونوں نے یہ بھی عرض کیا: آپ جانتی ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے کسی سے بات چیت چھوڑنے کو منع فرمایا ہے، اور یہ کہ آدمی کے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ بات چیت کرنا چھوڑ دے، جب انہوں نے زیادہ وعظ و نصیحت شروع کر دی تو حضرت عائشہ

بھی ان کو نصیحت کرتی رہیں اور روتی رہیں اور فرمانے لگیں: میں نے نذر مانی ہے اور نذر کا معاملہ شدید ہے لیکن وہ بھی اپنی بات سے چمٹے رہے حتی کہ حضرت عائشہ نے حضرت ابن زبیر سے بات فرمائی اور اللہ کے لئے چالیس غلاموں کو نذر کے بدلے میں آزاد کیا پھر ان چالیس غلاموں کے آزاد کرنے کے بعد اس قصہ کو یاد کرتی تھیں اور روتی تھیں حتی کہ ان کے آنسوان کے دوپٹے کو بھگو دیتے تھے۔

(فائدہ) حضرت ابن زبیر کا نام عبداللہ تھا اور یہ حضرت زبیر کے بیٹے تھے اور حضرت زبیر حضور ﷺ کے پھوپھی کے بیٹے تھے اور صحابی تھے اور دوسری طرف سے حضرت عائشہؓ کے بھانجے اور حضرت ابوبکر صدیق کے نواسے اور حضرت اسماء کے بیٹے تھے۔

حضرت عائشہؓ کے علم کا مرتبہ

حضرت عطاء ابن ابی رباح فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ لوگوں میں سب سے زیادہ فصیح تھیں اور عام معاملات میں لوگوں میں سب سے اچھی رائے رکھتی تھیں۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر حضرت عائشہؓ کا علم دوسری تمام عورتوں کے علم کے مقابلے میں جمع کیا جائے تو حضرت عائشہؓ کا علم افضل ہوگا۔ (مجمع الزوائد ۹/۲۴۳ بحوالہ طبرانی وقال رجالہ ثقات)

حضرت عائشہؓ کی سخاوت

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہؓ کے لئے ایک لاکھ درہم (یعنی تقریباً چار کروڑ چالیس لاکھ روپے) بھیجے خدا کی قسم حضرت عائشہؓ نے شام ہونے سے پہلے پہلے ان سب کو اللہ کی راہ میں تقسیم کر دیا۔ تو ان سے ان کی باندی نے عرض کیا کاش کہ آپ ان پیسوں سے ہمارے لئے ایک درہم کا گوشت خرید لیتی؟ تو انہوں نے فرمایا تم نے یہ بات مجھے کیوں نہیں کہی تھی۔

(حلیۃ الاولیاء ۲/۴۷، مستدرک حاکم ۴/۱۳، سیر اعلام النبلاء ۲/۱۸۷)

حضرت عائشہ کے حضرت عمرؓ کا احترام

حضرت مصعب بن سعد فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے امہات المومنین کے لئے دس دس ہزار کا وظیفہ مقرر کیا تھا اور حضرت عائشہؓ کے لئے مزید دو ہزار بڑھائے تھے کیونکہ حضرت عائشہؓ حضور ﷺ کی چہیتی بیوی تھیں۔ (طبقات ابن سعد ۸/۶۷، مستدرک ۴/۸، سیر اعلام النبلاء ۲/۱۸۷)

حضرت عائشہؓ کا روزہ

حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ سارے سال کا روزہ رکھتی

تھیں (سوائے عیدین، ایام تشریق اور ایام حیض کے)۔ (طبقات ابن سعد ۸/۶۸ ورجالہ ثقات)

(فائدہ) یہ حضرت قاسم حضرت عائشہؓ کے سگے بھتیجے ہیں۔

حضرت عائشہؓ کے احرام کا رنگ

حضرت قاسم ہی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ حالت احرام میں سنہرے اور پیلے رنگ کی کپڑے پہنا کرتی تھیں۔

حضرت عائشہؓ کی تمنا

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عائشہؓ نے یہ خواہش فرمائی تھی کاش کہ میں اس درخت کا پتا ہوتی۔

حضرت عائشہؓ کی فصاحت اور حسن کلام

حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ اور ان کے بعد کے خلفاء کے بیان اور خطبات سنے ہیں لیکن میں نے زیادہ عظمت والا اور زیادہ خوبصورت کلام حضرت عائشہؓ کے علاوہ کسی سے نہیں سنا۔ (مستدرک حاکم ۴/۱۱)

حضرت عائشہؓ کے حق میں حضرت ام سلمہؓ کی شہادت

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے جب انہوں نے حضرت عائشہؓ پر اونچی آواز سے رونے کو سنا تو فرمایا خدا کی قسم! یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھی سوائے ان کے آبا جان کے۔ (مستدرک حاکم ۴/۱۳، ۱۴ وصححہ علی شرط الشیخین وعلق علیہ الذھبی فقال: فیہ زمعۃ بن صالح، وماروی لہ الا مسلم مقرونا بآخر معہ)

آپ کا جنازہ حضرت ابو ہریرہؓ نے پڑھایا

حضرت نافعؒ فرماتے ہیں میں حضرت ابو ہریرہؓ کے ساتھ تھا جب انہوں نے بقیع میں آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اس وقت مدینہ کا گورنر مروان تھا لیکن وہ ان دنوں میں عمرہ پر گیا ہوا تھا۔ (طبقات ابن سعد ۸/۷۷)

آپ کی تدفین رات میں ہوئی

حضرت عروہ بن زبیرؓ جو حضرت عائشہؓ کے بھانجے ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کو رات کے وقت دفن کیا گیا تھا۔ (طبقات ابن سعد ۸/۷۷)

آپ کا سن وفات

حضرت ہشام بن عروہؒ، امام احمد بن حنبلؒ، اور شباب (یہ خلیفہ بن خیاطؒ کا لقب ہے) اور دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ آپ کی وفات سن ۵۷ ہجری میں ہوئی۔

اور حضرت ابوعبیدہ معمر بن مثنیٰؒ اور واقدی وغیرہما فرماتے ہیں کہ آپ کی وفات سن ۵۸ ہجری میں ہوئی۔

امام ابن حبان نے اپنی کتاب "تاریخ الصحابہ الذین روی عنھم الاخبار" صفحہ ۲۰۱ پر لکھتے ہیں کہ آپ کی وفات سن ۵۷ ہجری میں حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں ہوئی اس وقت آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو اپنی طرف بلایا تھا (اس طرح سے آپ کی عمر تقریباً ۶۵ سال بنتی ہے)۔

علامہ واقدی نے اپنی سند سے حضرت سالم سَبلان سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ کی وفات وتروں کی نماز کے بعد رمضان المبارک میں سترویں تاریخ کو رات کے وقت اور انہوں نے فرمایا تھا کہ ان کو رات ہی کے وقت دفن کر دیا جائے۔ پس انصاری حضرات بھی کثرت سے جمع ہوئے اس رات میں اتنے لوگوں کا اجتماع ہوا کہ کسی رات میں لوگوں کی اتنی کثرت نہیں دیکھی گئی تھی مدینہ کے آس پاس کے بستیوں والے بھی جنازہ میں شریک ہوئے تھے۔ آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا تھا۔

حضرت قیسؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی خواہش تھی کہ ان کو ان کے گھر میں (یعنی حضور ﷺ کے ساتھ روضہ مبارک میں) دفن کیا جائے۔ پھر فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کے بعد ایک نیا کام کر دیا تھا اس لئے مجھے حضور ﷺ کی ازواج کے ساتھ دفن کرو چنانچہ ان کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ (طبقات ابن سعد ۷۷/۸، وصححہ الحاکم ۶/۴ ووافقہ الذہبیؒ)

حضرت عائشہؓ جنت میں حضور ﷺ کی بیوی ہیں

حضرت ابوالعنبس سعید بن کثیر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کا ذکر فرمایا تو میں نے کچھ بات کی۔ تو آپ نے فرمایا: اَمَا تَرْضَیْنَ اَنْ تَکُوْنِی زَوْجَتِی فِی الدُّنیا والآخِرَۃ. (کیا تم اس کو پسند نہیں کرتیں کہ دنیا اور آخرت میں میری بیوی ہو)۔ تو میں نے عرض کیا کیوں نہیں خدا کی قسم (میں راضی ہوں)۔

(سندہ قوی، وصححہ الحاکم ۱۰/۴ ووافقہ الذہبیؒ)

حضرت عائشہ کی براءت میں قرآن کا نزول

(حدیث) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

رميت بما رميت به وأنا غافلة فبلغني بعد ذلك فبينا رسول الله ﷺ عندي جالس إذ أوحي إليه وهو جالس ثم استوى فمسح على وجهه وقال: "يا عائشة أبشري" فقلت: بحمد الله ولا بحمدك فقرأ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ﴾ - حتى بلغ - ﴿أُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ﴾.

(ترجمہ) مجھے جو تہمت لگائی گئی میں اس سے غافل تھی بعد میں مجھے اس کی خبر ہوئی تو میں حضور ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ آپؐ پر وحی نازل ہوئی اس وقت آپؐ بیٹھے ہوئے تھے پھر آپؐ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ اور ماتھا پونچھا اور فرمایا اے عائشہ! تجھے بشارت ہو، تو میں نے کہا اس پر اللہ کی حمد ہے آپؐ کی نہیں پھر حضور ﷺ نے یہ آیات پڑھیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ. يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ. يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيهِمُ اللّٰهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ. اَلْخَبِيثٰتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبٰتِ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ﴾.

(ترجمہ) جو لوگ پاکدامن ایسی باتوں سے بے خبر ایمان والی عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ جس دن ان کی زبانیں اور ہاتھ پاؤں ظاہر کردیں گے جو کچھ وہ کرتے تھے۔ اس دن اللہ ان کو ان کا پورا پورا بدلہ دے گا اور ان کو معلوم ہوگا اللہ ہی حق بیان کرنے والا ہے۔ ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لئے ہیں اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لئے ہیں اور پاک عورتیں پاک مردوں کیلئے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے ہیں۔ وہ لوگ اس سے بے تعلق ہیں جو کہتے ہیں۔

(حدیث) حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے سورۂ نور پڑھی پھر اس کی تفسیر بیان فرمائی جب آپؓ اس آیت ان الذين يرمون المحصنت الغفلت المومنت پر پہنچے تو فرمایا کہ:

هذه في عائشة وأزواج النبي ﷺ ولم يجعل لمن فعل ذلك توبة وجعل لمن رمى امرأة من المؤمنات من غير أزواج النبي التوبة ثم قرأ: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَاتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ..﴾ - إلى قوله - ﴿إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا﴾ الآية. ولم يجعل لمن قذف

امرأة من أزواج النبي ﷺ توبة . ثم تلا هذه الآية: ﴿لُعِنُواْ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ فهمَّ بعض القوم أن يقوم إلى ابن عباس فيقبل رأسه لحسن ما فسر.

(ترجمہ) یہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کے متعلق ہیں ان کے متعلق جو تہمت لگائے گا اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی اور جو حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کے علاوہ دیگر مسلمان عورتوں پر تہمت لگائے تو اس پر توبہ ہے پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی:

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلاَ تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ. اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْم بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ.

(ترجمہ) تو اس آیت میں مومن خواتین پر تہمت لگانے کے بعد توبہ کرنے سے ان کا جرم معاف ہو جاتا ہے اور جس نے حضور ﷺ کی ازواج میں سے کسی زوجہ پر تہمت لگائی تو اس کے متعلق اللہ نے توبہ کا ذکر نہیں فرمایا:

پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ آیت تلاوت کی لعنوا فی الدنیا والآخرة ولهم عذاب عظيم کہ ایسے لوگوں پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لئے عذاب عظیم ہے۔ لعنت کا مطلب یہ ہے کہ وہ دنیا میں بھی خدا سے پھٹکارے گئے اور آخرت میں بھی خدا کی بارگاہ سے پھٹکارے گئے جب یہ تفسیر حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بیان فرمائی تو بعض لوگوں نے ان کی اس حسن تفسیر پر چاہا کہ آپ کے سر پر بوسہ دیں۔

قصہ افک

سورۃ نور میں روایت نمبر ۴۲۸ سے لے کر آگے کئی روایات تک پوری تفصیل سے واقعہ افک اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے اس لئے یہاں تکرار کا فائدہ نہیں۔

دشمنوں نے حضرت عائشہ پر جو تہمت لگائی تھی اللہ تعالیٰ نے آسمان سے قرآن نازل کر کے آپ کی صفائی اور پاکیزگی بیان کر دی اور تہمت لگانے والے کو حد قذف لگائی گئی تھی جو مخصوص فرقہ آج حضرت عائشہ پر وہی تہمت دہرا رہا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں اور آخرت میں ذلیل و رسوا کرے اور ان کو کفر کی ایسی سزا دے جس کے وہ لائق ہیں۔

مزید تفصیلی حالات کیلئے درج ذیل کتابیں ملاحظہ کریں:

(١) ☆ الطبقات الكبرى لابن سعد (٨/٥٨-٨١)،
(٢) ☆ الاستيعاب لابن عبد البر (٣٥٦/٤)،
(٣) ☆ أسد الغابة لابن الأثير (١٨٨/٧)،
(٤) ☆ تذكرة الحفاظ للذهبي (٢٧/١)،
(٥) ☆ سير أعلام النبلاء ١٣٥/٢-٢٠١)،
(٦) ☆ الإصابة لابن حجر (٣٥٩/٤)،
(٧) ☆ شذرات الذهب لابن العماد (٩/١ و ٦١- ٦٣)،
(٨) ☆ فضائل الصحابة للإمام أحمد (٨٦٨/٢)،
(٩) ☆ الهيثمي في مجمع الزوائد (٢٢٥/٩-٢٤١).
(١٠) ☆ مسند احمد ٢٩/٦
(١١) ☆ التاريخ لابن معين ٤٣، ٧٤٨،
(١٢) ☆ طبقات خليفه ٣٣٣،
(١٣) ☆ المعارف لابن قتيبة ١٣٤، ١٧٦، ٢٠٨، ٥٥٠،
(١٤) ☆ تاريخ الفسوى ٢٦٨/٣،
(١٥) ☆ المستدرك ٤/٤-١٤،
(١٦) ☆ حلية الأولياء ٤٣/٢،
(١٧) ☆ جامع الاصول ١٣٢/٩،
(١٨) ☆ تهذيب الكمال ١٦٨٨،
(١٩) ☆ تاريخ الإسلام ٢٩٤/٢،
(٢٠) ☆ البداية والنهاية ٩١/٨، ٩٤،
(٢١) ☆ تهذيب التهذيب ١٢، ٤٣٣-٤٣٦،
(٢٢) ☆ خلاصة تذهيب تهذيب الكمال ٤٩٣،
(٢٣) ☆ كنز العمال ٦٩٣/١٣.
(٢٤) ☆ الثقات لابن حبان ٣٢٣/٣.

یہ دونوں تصویریں نو امہات المؤمنین کی مبارک قبروں کی ہے جن کو جنت البقیع میں اسی ایک ہی احاطہ میں دفن کیا گیا تھا۔ سوائے دو امہات المؤمنین کے یعنی حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما، ان دونوں کی قبریں مکہ معظمہ میں ہیں حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی قبر مبارک مکہ کے قبرستان جنت المعلا میں ہے اور حضرت میمونہ کی قبر مبارک مکہ سے مدینہ طیبہ کی طرف نکلتے وقت روڈ پر بائیں طرف ہے۔ جس کے ارد گرد چار دیواری بھی تعمیر کی گئی ہے

قرآن سیکھنے کی فضیلت

قرآن پڑھنے والے کی خوبی

(روایت نمبر:۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

ذکر رجل عند رسول الله ﷺ بخير، فقال رسول الله ﷺ: "أولم تروه يتعلم القرآن".

(ترجمہ) حضور ﷺ کی خدمت میں ایک شخص کا اچھا ذکر کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے دیکھا نہیں وہ قرآن سیکھتا ہے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو قرآن کریم سیکھے تو وہ اعمال بھی اچھے کرے اور جب سیکھ جائے تو پھر تو اس کے نیک اعمال اور زیادہ ہونے چاہئیں اگر وہ قرآن پڑھنے کے وقت میں اپنے اعمال اچھے کرے گا تو یہ قرآن کا عمل سیکھنا ہوا اور اس سے قرآن کا نور دل میں اترے گا اور قرآن یاد کرنا اور قرآن کا پڑھنا آسان ہو جائے گا۔

---

(۱)أخرجه أحمد فى المسند (٦٦/٦)، وأخرجه أبو نعيم فى الحلية، والديلمى فى الفردوس عن عائشة بلفظ: "من قرأ القرآن فأعربه كانت له عند الله دعوة مستجابة، إن شاء عجلها له فى الدنيا، وإن شاء أخرها له فى الآخرة"۔ انظر: الحلية (٦ /٣٤٩)،ومسند الفردوس (٢٨/٤)، وفى سنده عند الإمام أحمد ابن لهيعة وهو مدلس وقد صرح بالتحدث وبقية رجاله رجال الصحيح، فالحديث حسن۔ انظر: مجمع الزوائد (١٦٢/٧)، وأخرجه بمعناه بألفاظ متقاربة أبو داود فى سننه، كتاب الوتر عن عثمان بن عفان وأبى هريرة۔ انظر: عون المعبود (٣٢٥/٤)، وأخرجه الترمذى فى جامعه/فضائل القرآن عن عثمان بن عفان- أيضاً- وقال: حديث حسن صحيح۔ انظر: الجامع الصحيح (٥ /١٧٣)،وانظر: مصنف ابن أبى شيبة (٤٦٩/١)۔وذكر الساعاتى فى الفتح الربانى أنه لم يطلع عليه عند غير الإمام أحمد۔ انظر: الفتح الربانى (١٨/٦)۔

قلت: بل ذكره السيوطى فى مسند عائشة (ص١٧٢) بهذا اللفظ عن ابن زنجوية، وسنده صحيح۔

(روایت نمبر:۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

سمع النبي ﷺ قراء ة أبي موسى' فقال: "لقد أوتى هذا من مزامير آل داود ..".

(ترجمہ) حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے سنا تو فرمایا:

"لقد أوتى هذا من مزامير آل داود ..".

ان کو آل داود کی خوش الحانی عطا کی گئی ہے۔

تشریح: اس حدیث میں قرآن کریم کو خوبصورت آواز اور انداز میں پڑھنے کی ترغیب ہے۔

اور ایک حدیث میں ہے جس نے اچھی طرح سے قرآن کو پڑھا اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے لئے ایک مقبول دعا منظور ہو جاتی ہے چاہے تو اس کو دنیا ہی میں مانگ لے، اور اگر چاہے تو اس کو آخرت کے لئے موخر کردے (پھر جب آخرت میں پہنچے تو جو اس کو ضرورت ہو اس کی دعا کرے)۔

قرآن کو رواں اور رک رک کر پڑھنے کی فضیلت

(روایت نمبر:۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: حضور ﷺ نے فرمایا:

---

(۲) متفق عليه، أخرجه البخارى عن عائشة فى كتاب فضائل القرآن (٦ /١١٢)، ومسلم فى كتاب صلاة المسافرين بطريقين عن أبى بردة (١ /٥٤٦)، والترمذى فى سننه فى كتاب المناقب عن أبى بردة (٥ /٦٩٣)، والنسائى فى السنن فى كتاب افتتاح الصلاة بثلاثة طرق طريقين عن عائشة والآخر عن أبى هريرة (٢ /١٧٩)، وابن ماجه فى سننه عن أبى هريرة فى كتاب إقامة الصلاة (١ /٤٢٥)، والدارمى فى السنن عن عائشة فى كتاب الصلاة (١ /٣٤٩)، وعن أبى هريرة وأبى سلمة بن عبدالرحمن فى كتاب فضائل القرآن بعدة طرق، وكان عمر بن الخطاب يأتى أبى موسى الأشعرى فيقول له: ذكرنا ربنا فيقرأ عنده (٢/٤٧٢)۔

وأخرجه الإمام أحمد فى مسنده عن عائشة بطريقين (٦ /٣٧،١٦٧)، وعن أبى هريرة بطريقين أيضاً (٢/٣٦٩، ٤٥٠)، وعن بريدة بثلاثة طرق (٥/٣٢٩،٣٥١،٣٥٩)۔

(۳) أخرجه الخازن فى تفسيره (١/٤)۔

وبوب له البخارى فى صحيحه - باب قول النبى ﷺ: "الماهر بالقرآن مع الكرام البررة وزينوا القرآن بأصواتكم" (٨ /٢١٤)، وساق أحاديث بمعناه، وأخرجه مسلم فى صحيحه عن عائشة فى كتاب صلاة المسافرين (١/٥٤٩)، وأبو داود فى سننه عن عائشة فى كتاب الوتر۔ انظر: عون المعبود (٤ /٣٢٦)، والترمذى فى سننه عن عائشة فى كتاب فضائل القرآن (٥/١٧١)۔=

"الماهر بالقرآن مع السفرة الكرام البررة وهذا الذى يقرؤه وهو عليه شاق يتتعتع فيه له أجر ان اثنان .."

(ترجمہ) قرآن کا ماہر (قیامت کے دن) نیک میر منشی فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ اور جو قرآن پڑھتا ہے اور اس میں مشقت ہوتی ہے۔

تشریح: قرآن کا ماہر برگزیدہ فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو رک رک کر پڑھتا ہے ماہر نہیں ہے اس کو ڈبل ثواب ہوتا ہے ایک پڑھنے کا دوسرا درست کر کے پڑھنے کا اور جو تھوڑے پڑھے ہوئے غلطی کی پرواہ کئے بغیر پڑھتے جاتے ہیں ان کو صحیح کر کے پڑھنا ضروری ہے تاکہ دوہرا ثواب ہو ورنہ یہ جان کر غلط پڑھنا ہے اور گناہ ہے بلکہ ایسے شخص کو تلاوت کا ثواب تو کیا قرآن خود اس پر لعنت کرتا ہے۔

جنت کے درجات قرآن کی آیات کے برابر ہیں

(روایت نمبر:۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

"عدد درج الجنة عدد آى القرآن، فمن دخل من أهل القرآن فليس فوقه درجة".

=وابن ماجه فى سننه عن عائشة فى كتاب الأدب (۲/ ۱۲٤۲)، والدارمى فى سننه عن عائشة (۲/ ٤٤٤)، والإمام أحمد فى مسنده عن عائشة بأربعة طرق۔ انظر: (٦/ ٤٨، ٩٤، ۱۱۰، ۱۹۲) وأبو داود الطيالسى فى مسنده ص ۲۱۰۔

(٤) أخرجه النسائى فى كتابه فضائل القرآن ص۹۷، وانظر: مسند الفردوس (۳/ ٥٨)، وذكر السيوطى فى تفسيره بمعناه عن ابن عمر (٦/ ۲۷۷)، وعن عائشة فى الجامع الصغير ورمز له بالحسن، وذكر أنه رواه البيهقى، وقال المناوى: إن الحاكم قال: سنده صحيح، انظر: فيض القدير (٤/ ۳۰۸)۔ وذكر السيوطى له طريقاً آخر عن ابن عباس وعزاه للديلمى فى الفردوس۔ انظر الحاوى (۲/ ۱۸۰)، قلت: ما فى مسند الفردوس هو عن عائشة وهو حسن، وأما طريق ابن عباس فضعيف لضعف الفيض بن وثيق، كذبه ابن معين، وقال البخارى فيه نظر۔ انظر: التاريخ الكبير (۱/ ۲/ ۳۸٥)، والميزان (۱/ ٥۳۱)، وأخرجه أبو داود فى السنن من كتاب الوتر (٤/ ۳۳۸)، عن عبدالله بن عمر، وكذلك الترمذى فى جامعه وقال: حديث حسن صحيح (٥/ ۱۷۷)، وابن ماجه فى سننه من كتاب الأدب (۲/ ۱۲٤۲)، وفى إسناده عطية العوفى وهو ضعيف، كان شيعياً مدلساً من الثالثة، انظر: تقريب التهذيب (۲/ ۲٤)۔

وأخرجه ابن أبى شيبة فى مصنفه عن عائشة (۱۰/ ٤٦٦)، ومثله عبدالرزاق فى مصنفه (۳/ ۳۸۲)، وانظر كنز العمال (۱/ ٥۱۲)۔

(ترجمہ) جنت کے درجے قرآن کی آیات کی تعداد کے برابر ہیں اہل قرآن (حفاظ اور علماء قرآن) میں سے جو جنت میں داخل ہوگا تو اس سے اوپر درجہ میں کوئی نہیں ہوگا۔

تشریح: حضرات انبیاء علیہم السلام وصدیقین کو بھی شاید اسی درجہ کی جنت میں داخل کیا جائے گا مگر وہ درجہ میں ایک ہونے کے باوجود مراتب اور نعمتوں میں بڑا فرق رکھتے ہوں گے۔

قرآن خوبصورت آواز میں پڑھو

(روایت نمبر:۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"زينوا القرآن بأصواتكم"

(ترجمہ) قرآن کریم کو اپنی آوازوں کے ساتھ مزین کرو۔

یعنی قرآن کو خوبصورت آواز سے پڑھا کرو یہ قرآن پڑھنے والے پر حق ہے اور اس کی عظمت کا تقاضا ہے تاکہ پڑھنے سننے کا اثر ہو اس کے معانی آسانی سے سمجھ آسکیں تیز پڑھنے سے نہ قرآن سمجھ میں آتا ہے اور نہ اس کا وقار قائم رہتا ہے۔

حضور کی تفسیر بھی وحی ہے

(روایت نمبر:۶) حضرت عائشہ فرماتی ہیں:

ما كان النبي ﷺ يفسر شيئاً من القرآن إلا آياً بعدد علمهن إياه جبريل.

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ قرآن شریف کی کسی جگہ کی تفسیر بیان نہیں فرماتے تھے مگر انہی آیات کی جن کی تعلیم حضرت جبرائیل نے آپ کو فرمائی تھی۔

---

(۵) بوب له البخاري في صحيحه من كتاب التوحيد. باب قول النبي ﷺ: "الماهر بالقرآن مع الكرام البررة، وزينوا القرآن بأصواتكم" وساق فيه أحاديث بمعناه، وأخرجه في كتاب خلق أفعال العباد (٨/٤ ٢١)۔

وأخرجه أبو داود في سننه في كتاب الوتر- باب ما يستحب من تزيين الصوت بالقرآن عن البراء بن عازب، انظر: عون المعبود (٤/٠ ٤١ ٣)، وكذلك النسائي في سننه بعدة طرق في كتاب افتتاح الصلاة باب تزيين القرآن بالصوت (٢ /١٧٩)، وكذلك ابن ماجه في إقامة الصلاة- باب حسن الصوت بالقرآن (١ /٢٤٦)، والدارمي في سننه في كتاب فضائل القرآن (٢/٢٧٤)، وابن أبي شيبة (١٠ /٤٦٢)، والحاكم في المستدرك (١/٥٧١) فما بعدها۔ عن البراء بن عازب بأكثر من طريق ووافقه الذهبي في بعضها۔ وأخرجه أبو نعيم في الحلية (١٣٩/٧)۔ وانظر فضائل القرآن للنسائي ص ٩٤۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

نماز میں بسم اللہ آہستہ پڑھو

(روایت نمبر:۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

أن رسول الله ﷺ كان يجهر بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ .

(ترجمہ) حضور ﷺ (نماز میں سورہ فاتحہ سے پہلے) بسم اللہ اونچی آواز میں پڑھتے تھے۔

تشریح: اس روایت میں حکم بن عبداللہ بن سعد راوی ہے جو محدثین کے نزدیک متروک اور ضعیف ہے اس لئے اس روایت پر عمل صحیح نہیں ہے اس کے مقابلہ میں ترمذی شریف میں ایک روایت ہے کہ حضور ﷺ اور ابوبکر و عمرؓ...... فاتحہ سے پہلے بسم اللہ بلند آواز سے نہیں پڑھتے تھے اور اس پر اکابر کا عمل بھی ہے اس لئے نماز میں فاتحہ سے پہلے بسم اللہ زور سے نہیں پڑھنی چاہئے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ کی فضیلت

(روایت نمبر:۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: جب بسم اللہ نازل ہوئی تو حضور

(۷)أخرجه السيوطي في الدر المنثور (۱/۸)،وانظر سنن الدار قطني (۲/۳۱۰)، وفي سنده الحكم بن عبدالله بن سعد الأيلي، متروك، لا يحتج به، قال فيه البخاري: تركوه، وكان ابن مبارك يوهنه، وقال عنه يحيى بن معين: ليس بشئ، ولا يكتب حديثه وضعفه العقيلي وابن حبان، وقال فيه الإمام أحمد: أحاديث الحكم بن عبدالله كلها موضوعة، انظر: الميزان (۵۷۲/۱)، والتاريخ الكبير(۳۴۵/۲): وقال فيه ابن أبي حاتم: يروى الموضوعات عن الأثبات، انظر : المجروحين (۲۴۸/۱)۔

وقد روى الدار قطني بسنده عن أم سلمة :أن النبي ﷺ كان يقرأ (بسم الله الرحمن الرحيم،الحمد لله رب العالمين- إلى نهاية الفاتحة- فقطعها آية آية، وعد بسم الله الرحمن الرحيم آية ولم يعد عليهم) ۔ ولكن في سنده عمر بن هارون البلخي، قال فيه ابن مهدى وأحمد والنسائي متروك الحديث، وقال فيه يحيى بن معين: كذاب خبيث، وقال فيه ابن المديني والدارقطني: ضعيف جدًا، انظر: ميزان الاعتدال (۲۲۸/۳)۔

(۸)أخرجه السيوطي في تفسيره (۱/۱۰)، والشوكاني في فتح القدير (۹/۱)،بهذا اللفظ عنها۔=

ﷺ نے فرمایا:

لما نزلت: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ضجت الجبال حتى سمع أهل مكة دويها، فقالوا: سحر محمد الجبال، فبعث الله دخاناً حتى أظل أهل مكة، فقال رسول الله ﷺ: "من قرأ بسم الله الرحمن الرحيم موقناً سبحت معه الجبال، إلا أنه لا يسمع ذلك منها".

(ترجمہ) جس نے تصدیق کے ساتھ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھی اس کے ساتھ پہاڑ تسبیح ادا کرتے ہیں لیکن یہ ان کی تسبیح سن نہیں سکتا۔

تشریح: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جس نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی اس کے لئے ہر حرف کے بدلہ میں چار ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اتنے ہی اس کے گناہ مٹائے جاتے ہیں اور اس کے چار ہزار درجے بلند کئے جاتے ہیں۔

=وأخرج الديلمي في مسند الفردوس عن عبد الله بن مسعود: (من قرأ بسم الله الرحمن الرحيم كتب الله له بكل حرف أربعة الآف حسنة، ومحا عنه مثلها، ورفعه أربعة آلاف درجة)۔ اهـ۔

انظر: مسند الديلمي (٤/٢٦)۔

مقتدی پر سورۂ فاتحہ نہیں ہے

(روایت نمبر:۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

سمعت رسول الله ﷺ يقول : "من صلى صلاة لم يقرأ فيها بأم القرآن فهي خداج".

(ترجمہ) میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا:

"من صلى صلاة لم يقرأ فيها بأم القرآن فهي خداج".

جس نے کوئی نماز پڑھی اس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز ناقص ہے۔

تشریح: یہ حدیث امام اور اکیلے نمازی کے لئے ہے جیسا کہ ترمذی شریف میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس حدیث سے مقتدی کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے یعنی اگر کوئی مقتدی بن کر نماز پڑھ رہا ہو تو اس کی نماز درست ہے وہ فاتحہ نہ پڑھے۔

---

(۹) أخرجه البغوي في تفسيره (۱ /۴۳)، والقرطبي (۱ /۱۱۹)، والخازن في تفسيره (۱ /۱۲)، وابن كثير في تفسيره (۱ /۱۶)، والسيوطي في الدرالمنثور (۱ /۶)، كلهم رووه عن أبي هريرة۔

وانظر: مسند أحمد (۶ /۲۴۲،۲۷۵)، عن عائشة، وأخرجه مسلم في صحيحه عن أبي هريرة في الصلاة (۱ /۲۹۶،۲۹۷)، وأبو داود في سننه عن أبي هريرة – أيضاً – في الصلاة – باب من ترك القراءة في صلاته بفاتحة الكتاب، عون المعبود (۳ /۳۸)، و كذلك أخرجه الترمذي في جامعه في موضعين: في كتاب الصلاة – باب ما جاء من القراءة خلف الإمام، وفي كتاب التفسير – تفسير سورة الفاتحة۔ الجامع الصحيح (۲ /۱۲۱،۵ /۲۰۱)۔

وأخرجه النسائي – أيضاً – في سننه في كتاب الافتتاح – باب ترك القراءة ببسم الله الرحمن الرحيم في فاتحة الكتاب (۲ /۱۳۵)، وأخرجه ابن ماجه في سننه في افتتاح الصلاة عن عائشة وعن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده (۱ /۲۷۴)۔

والحديث متفق عليه انظر: اللؤلؤ والمرجان ص ۸۰۔

حضورؐ کا طریقہ نماز

(روایت نمبر:۱۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كان رسول الله ﷺ يفتتح الصلاة بالتكبير والقراءة بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وكان إذا ركع لم يرفع رأسه، وقال يحيى لم يشخص رأسه ولم يصوبه ولكن بين ذلك، وكان إذا رفع رأسه من الركوع لم يسجد حتى يستوى قائماً، وإذا رفع رأسه من السجود لم يسجد حتى يستوي جالساً، قالت: وكان يفترش رجله اليسرى وينصب رجله اليمنى، وكان ينهى أن يفترش أحدنا ذراعيه كالكلب، وكان يختم الصلاة بالتسليم، قال يحيى وكان يكره أن يفترش ذراعيه افتراش السبع.

(ترجمہ) حضور ﷺ نماز کو اللہ اکبر سے اور قراءت کو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سے شروع کرتے تھے۔ اور جب رکوع کرتے تو سر کو اونچا نہیں رکھتے تھے۔ اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو اس وقت تک سجدہ نہ کرتے جب تک کہ سیدھے کھڑے نہ ہو جاتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو اس وقت تک دوسرا سجدہ نہ کرتے جب تک کہ سیدھے بیٹھ نہ جاتے۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ ہر دو رکعت کے درمیان التحیات پڑھا کرتے تھے اور شیطان کی ایڑی سے منع کرتے تھے بلکہ اپنا بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے تھے اور اس سے بھی منع فرماتے تھے کہ ہمارا کوئی شخص اپنی کلائیوں کو زمین پر بچھا دے جیسے کتا بیٹھتا ہے اور آپ ﷺ نماز کو سلام پر ختم کرتے تھے۔ یحیٰ راوی حدیث کہتے ہیں کہ آپ ﷺ درندے کے بیٹھنے کی طرح کلائیوں کے رکھنے کو بھی (بیٹھنے میں) ناپسند کرتے تھے۔

---

(۱۰) أخرج ابن كثير في تفسيره جزءاً منه عن ابن عباس بلفظ: "كان يفتتح الصلاة ببسم الله الرحمن الرحيم"، وعزاه لأبي داود والترمذي وقال الترمذي: ليس إسناده بذلك۔ انظر: تفسير ابن كثير (۱۶/۱)، والشوكاني في فتح القدير (۸/۱)۔

وأخرجه أحمد في المسند (۳۱/۶، ۹۴، ۱۰۰)، وأخرجه مسلم في صحيحه بطوله في صلاة المسافرين - باب ما يجمع صفة الصلاة وما تفتتح به (۳۵۷/۱)، وكذلك أبو داود في السنن - باب من لم يجهر ببسم الله الرحمن الرحيم۔ عون المعبود (۴۸۹/۲)، ومثله الدارمي في سننه (۲۸۰/۱)، وابن ماجه في الإقامة - باب الركوع في الصلاة (۲۸۲/۱)۔ وانظر: مسند أبي يعلى (۱۲۶/۸)، والحلية لأبي نعيم (۶۲/۳، ۸۲)۔

(آیۃ:۲)	﴿اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾

ترجمہ: بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ہر پریشانی دور کرنے کی دعا

(روایت نمبر:۱۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

قال لي أبي : ألا أعلمک دعاء علمنيه رسول الله ﷺ ، قال: كان عيسى يعلمه الحواريين، لو كان عليک مثل أحد ذهبا لقضاه الله عنک ، قلت : بلى ، قال: قولي : اللهم فارج الهم كاشف الغم . ولفظ البزار : كاشف الكرب . مجيب دعوة المضطرين ، رحمن الدنيا والآخرة ورحيمها ، أنت رحماني فارحمني رحمة تغنيني عن سواک.

(ترجمہ) مجھے میرے والد نے فرمایا میں تجھے وہ دعا نہ بتاؤں جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتائی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ بھی یہ دعا اپنے حواریوں کو بتایا کرتے تھے اگر تجھ پر احد پہاڑ کے برابر سونے کا قرضہ ہو تب بھی اللہ اس کو آپ سے اتار دے گا میں نے عرض کیا کیوں نہیں تو فرمایا یہ دعا کیا کرو۔

اللهم فارج الهم كاشف الغم . ولفظ البزار : كاشف الكرب . مجيب دعوة المضطرين ، رحمن الدنيا والآخرة ورحيمها ، أنت رحماني فارحمني رحمة تغنيني عن سواک.

دعا کا ترجمہ: اے اللہ پریشانی کو خوشی میں بدلنے والے، غم کو دور کرنے والے، لا چاروں کی دعا کو سننے والے، دنیا اور آخرت کے رحمٰن اور ان کے رحیم تو میرا بھی رحمان ہے مجھ پر ایسی رحمت فرما جو مجھے تیرے سوا سب سے مستغنی کر دے۔

---

(۱۱) أخرجه السيوطي في تفسيره عن عائشة (۹/۱)۔

وأخرجه البزار في مسنده عن عائشة بهذا اللفظ (۱۳۱/۱)، وأخرجه البيهقي في الدلائل (۱۷۱/۶)، والحاكم في المستدرك (۵۱۵/۱)، وقال: على شرط البخاري و مسلم، وفيه الحكم بن عبدالله الأيلي۔

وأخرجه الهيثمي في مجمع الزوائد (۱۸۶/۱۰)۔

والحديث ضعيف لا يحتج به لضعف الحكم بن عبدالله الآيلي، فهو متروك وسبقت ترجمته۔

﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾	(آیۃ:۴)

ترجمہ: روز جزاء کا مالک ہے۔

خشک سالی کی دعا

(روایت نمبر:۱۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

شكى الناس إلى رسول الله ﷺ قحوط المطر، فامر بمنبر فوضعه في المصلى، ووعد الناس يوماً يخرجون فيه، فخرج حين بدا حاجب الشمس فقعد على المنبر فكبر وحمد الله ثم قال: إنكم شكوتم جدب دياركم واستئخار المطر عن إبان زمنه عنكم، وقد أمركم الله أن تدعوه ووعدكم أن يستجيب لكم، ثم قال: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ، لا إله إلا اللّٰه يفعل ما يريد، اللهم أنت الغني ونحن الفقراء أنزل علينا الغيث واجعل ما أنزل علينا قوة وبلاغاً إلى حين.

(ترجمہ) لوگوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں بارش کے قحط کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر کا حکم فرمایا چنانچہ منبر آپ کی نماز کی جگہ (عیدگاہ) پر بچھا دیا گیا اور لوگوں کو ایک دن اس میں جمع ہونے کا حکم دیا پھر جب سورج طلوع ہو رہا تھا آپ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اللہ کی تکبیر اور حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا تم نے اپنے علاقوں کی خشک سالی کی اور بارش کے مؤخر ہونے کی شکایت کی ہے کہ وہ کافی عرصہ سے تم پر نہیں برسی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اس کو پکارو اور اس نے تم سے وعدہ کیا ہے کہ وہ تمہاری دعا کو سنے گا پھر فرمایا تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں جو رحمٰن و رحیم ہے قیامت کے دن کا مالک ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جو جانتا ہے کرتا ہے اے اللہ تو غنی ہے اور ہم فقیر ہیں ہم پر بارش نازل فرما اور جو کچھ ہم پر اتارے اس کو ہمارے لئے ایک وقت تک قوت و بلاغ بنا دے۔

---

(۱۲) أخرجه السيوطي في الدر المنثور (۱/ ۱٤)، ولم أجده لغيره من المفسرين وأخرجه أبو داود بتمامه في صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين، وقال فيه: هذا حديث غريب إسناده جيد۔ انظر: عون المعبود (٤/ ٣٤)، وكذلك الحاكم في المستدرك على الصحيحين في كتاب الاستسقاء ووافقه الذهبي في تلخيصه (۱/ ۳۲۸)، والبيهقي في السنن في صلاة الاستسقاء - باب ذكر الأخبار التي تدل على أنه دعا أو خطب قبل الصلاة (۳/ ۳٤۹)، فالحديث صحيح۔

دعا میں آمین کی حیثیت

(روایت نمبر:۱۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"ما حسدتکم الیهود علی شیٔ ما حسدتکم علی التأمین".

(ترجمہ) یہودی تم سے کسی چیز میں اتنا حسد نہیں کرتے جتنا کہ وہ تم پر آمین کہنے پر حسد کرتے ہیں۔

تشریح: اس لئے دعا پر آمین کہی جائے اور جب امام غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ کہے اس وقت مقتدی کو آہستہ آمین کہنی چاہیے۔

---

(۱۳)أخرجه القرطبی فی تفسیره (۱ /۱۳۰)، وابن کثیر فی تفسیره (۱ /۳۱)، والشوکانی فی فتح القدیر (۱ /۱۵)، وأخرجه السیوطی فی الدرالمنثور (۱/۱۷)، ورواه الإمام أحمد فی مسنده مطولًا فی قصة الیهودی الذی سلم علی النبی قائلًا : السام علیك یا محمد ثلاث مرات - یعنی : الموت - ورد علیه الرسول ﷺ قائلًا : وعلیکم (۶/۱۳۵)، وابن ماجه فی السنن فی إقامة الصلاة (۱ /۲۷۸)، والبیهقی فی السنن فی کتاب الصلاة /باب التأمین (۲/۵۶)،وإسناد الحدیث عند الإمام أحمد فیه ضعف، لضعف شیخه: علی بن عاصم الواسطی وبقیة رجاله رجال الصحیح، وسنده عند ابن ماجه والبیهقی صحیح، والله أعلم ، انظر: تهذیب التهذیب (۷/۳٤٤)، ومجمع الزوائد (۲/۱۵)۔

سورة البقرة

فضائل سورة البقرة، سورة آل عمران، سورة النساء

قرآن پڑھنے کا طریقہ

(روایت نمبر:۱۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

ذكر لها أن ناساً يقرؤن القرآن في الليلة مرة أو مرتين، فقالت: أولئك قرؤا ولم يقرؤوا كنت أقوم مع رسول الله ﷺ ليلة التمام فكان يقرأ سور البقرة وآل عمران والنساء، فلا يمر بآية فيها تخوف إلى دعا الله عزوجل. واستعاذ، ولا يمر بآية فيها استبشار إلا دعا الله عزوجل، ورغب إليه.

(ترجمہ) ان کے سامنے ذکر کیا گیا کہ کچھ لوگ ایک رات میں ایک یا دو مرتبہ قرآن کی تلاوت کر لیتے ہیں تو انہوں نے فرمایا انہوں نے تلاوت کی ہے مگر قرآن کو نہیں پڑھا میں کامل رات حضور ﷺ کے ساتھ کھڑی ہو کر عبادت کرتی تھی آپ ﷺ سورۂ بقرہ، آل عمران اور نساء کی تلاوت کرتے تو کسی خوف کی آیت سے نہیں گزرتے تھے مگر اللہ سے دعا کرتے اور اس سے پناہ مانگتے اور نہ کسی ایسی آیت سے گزرتے جس میں بشارت ہو مگر تب بھی اللہ سے دعا کرتے تھے اور اس میں شوق کا اظہار کرتے تھے۔

تشریح: بہت سے اکابر صحابہ، تابعین اور ائمہ امام ابوحنیفہؒ وغیرہ ایک ایک رات میں مکمل قرآن کی تلاوت کرتے تھے۔ تفصیل کے لئے ہماری کتاب ''اکابر کا مقام عبادت'' ملاحظہ فرمائیں اس لئے تدبر سے پڑھنا ہو تو کم از کم تین دن میں ختم کیا جائے اور اگر تلاوت مقصود ہو تو ایک رات میں بھی کئی ختم کئے جاسکتے ہیں۔

---

(١٤) أخرجه السيوطي في الدر المنثور (١٨/١)، والشوكاني في فتح القدير (١٨/١)، وأحمد في مسنده (٩٢/٦، ١١٩)، وأخرجه أبو يعلى الموصلي في مسنده (٢٥٨/٨)، وإسناده عند كل منهما ضعيف لضعف عبدالله بن لهيعة فهو يدلس كثيراً، وقد عنعن وقد انجبر بطريق يحيى بن أبي صالح عند البيهقي في سننه - باب الوقوف عند آية الرحمة، و[illegible] العذاب وآية التسبيح (٣١٠/٢).

وانظر: مجمع الزوائد للهيثمي (٢٧٢/٢).

(روایت نمبر:۱۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

کنت أقوم مع رسول الله ﷺ في الليل فيقرأ بالبقرة وآل عمران والنساء، فإذا مر بآية فيها إستبشار دعا ورغب، وإذا مر بآية فيها تخويف دعا واستعاذ.

(ترجمہ) میں حضور ﷺ کے ساتھ رات کے وقت نماز میں کھڑی ہوتی تھی تو آپ ﷺ سورۂ بقرہ، آل عمران اور سورۂ نساء کی تلاوت کرتے تھے جب بھی آپ کسی بشارت کی آیت سے گزرتے تو دعا کرتے اور اس میں رغبت کا اظہار فرماتے اور جب بھی کسی خوف کی آیت سے گزرتے تو بھی دعا کرتے اور پناہ مانگتے۔

تشریح: اب بھی سب مسلمانوں کو ایسی تلاوت کرنی چاہئے اس حالت میں کی ہوئی دعا قبول ہوتی ہے۔

﴿الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ م بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ﴾	(آیۃ:۲۷)

ترجمہ: کس طرح اللہ کا انکار کرتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے پھر تمہیں جلایا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں جلائے گا پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

ایفائے عہد ایمان میں سے ہے

(روایت نمبر:۱۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"حسن العهد من الإيمان".

(ترجمہ) عہد معاہدہ کو اچھی طرح سے نبھانا ایمان میں سے ہے۔

تشریح: جو شخص معاہدہ اور وعدہ کو نہ نبھائے وہ عملاً ایمان میں کمزور ہے نفس ایمان میں کامل ہے۔

---

(۱۵) أخرجه السيوطی فی الدر المنثور (۱/ ۱۸)، والشوكانی فی فتح القدير (۱/ ۱۸)، وأخرجه أحمد فی مسنده (٦/ ۹۲، ۱۱۹)، وأبو يعلی فی مسنده (۸/ ۲۵۸)، والبيهقی فی سننه فی الصلاة - باب الوقوف عند آية الرحمة وآية العذاب، وآية التسبيح (۲/ ۳۱۰)، وابن الضريس فی فضائل القرآن ص٦٧۔

وفی إسناده عند أحمد وأبی يعلی: عبد اللّٰه بن لهيعة وهو ضعيف، لا يحتج به لتدليسه وقد عنعن، غير أنه انجبر بطريق يحيی بن أبی صالح عند البيهقی فيصبح الحديث حسناً، وأخرجه النسائی عن حذيفة بن اليمان فی الصلاة - باب مسألة القارئ إذا مر بآية رحمة (۲/ ۱۷۷)، وأخرجه أبو بكر الفريابی فی كتابه فضائل القرآن ص۲۰۸۔

(۱٦) أخرجه السيوطی فی الدر المنثور (۱/ ٤۳)، وذكره البخاری فی التاريخ الكبير فی ترجمة إبراهيم بن محمد بن ثوبان (۲/ ۳۱۹)، وأخرجه الحاكم فی المستدرك مطولاً، وفيه =

(آیۃ:٣٧)	﴿فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾

ترجمہ: ہم نے حکم دیا تم سب یہاں سے نیچے جاؤ پھر اگر تمہیں میری طرف سے کوئی ہدایت پہنچے تو جو میری ہدایت پر چلا تو نہ ان پر خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

حضرت آدمؑ کی دعا، اولا د آدمؑ کیلئے بڑی مفید دعا

(روایت نمبر:١٧) حضرت عائشہ فرماتی ہیں:

لما أراده الله أن يتوب على أدم أذن له فطاف بالبيت سبعاً والبيت يومئذ ربوة حمراء، فلما صلى ركعتين قام فاستقبل البيت، وقال اللهم إنك تعلم سريرتي وعلانيتي فاقبل معذرتي واعطني سؤلي، وتعلم ما في نفسي، فاغفر لي ذنوبي، اللهم إني أسألك إيماناً يباشر قلبي ويقيناً صادقاً حتى أعلم أنه لا يصيبني إلا ما كتبت لي، والرضا بما قسمت لي،

=ذكر سببه وقال: على شرطهما وليست له علة، ووافقه الذهبي في التلخيص (١/ ١٦)، وذكره الخطيب البغدادي في كتابه الأسماء المبهمة في الأنباء المخكمة ص ٤٧ ، وانظر الإصابة لابن حجر (٢٧٢/٤)۔

وأخرجه البيهقي في كتابه الآداب - باب في كرم العهد ص١٥٣۔

وذكره السخاوي في المقاصد الحسنة، وعزاه الديلمي والبيهقي في شعب الإيمان ص ١٨٩ ولفظه عند الديلمي: (إن كرم الود من الإيمان) انظر الفردوس (٥/ ٤٢٥)۔

(١٧)أخرجه النيسا بوري في غرائب القرآن موقوفاً عن عائشة (١/ ٢٨٥)۔

وأخرجه السيوطي في تفسيره الدر المنثور (١/ ٥٩)، عنها بهذا اللفظ ومثله الشوكاني في تفسيره (١/ ٥٧)، والهندي في كنز العمال بهذا اللفظ، ج٢، حديث رقم (١٢٠٣٤)، والهيثمي في مجمع الزوائد (١٠/ ١٨٣)، وعزاه للطبراني في الأوسط، وفي إسناده: النضر بن طاهر ضعيف جداً، كان يسرق الحديث في أول أمره، مما لا يحتمله سنه وبعد كبره وعمى بصره،

رمي بالتتابع بالكذب۔

انظر: ميزان الاعتدال (٤/ ٢٥٨)، ولسان الميزان (٢/ ١٦٢)۔

وأخرجه الأزرقي عن أبي الوليد موقوفاً عن عائشة وإسناد أصح مما عند الطبراني ۔ انظره في أخبار مكة (١/ ٣٤٨)۔

فأوحى الله إليه: إني قد غفرت ذنبك، ولن يأتي أحد من ذريتك يدعوني بمثل ما دعوتني إلا غفرت ذنوبه، وكشفت غمومه وهمومه، ونزعت الفقر من بين عينيه، واتجرت له من وراء كل تاجر، وجاء ته الدنيا وهي راغمة وإن كان لا يريدها.

(ترجمہ) جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی توبہ کو قبول کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان کو اجازت دی تو انہوں نے بیت اللہ کا سات بار طواف کیا اس وقت بیت اللہ کی حالت سرخ ٹیلہ کی تھی پھر دو رکعت ادا کیں پھر قبلہ رخ ہو کر یہ دعا کی:

اللهم إنك تعلم سريرتي وعلانيتي فاقبل معذرتي واعطني سؤلي، وتعلم ما في نفسي، فاغفر لي ذنوبي، اللهم إني أسألك إيماناً يباشر قلبي ويقيناً صادقاً حتى أعلم أنه لا يصيبني إلا ما كتبت لي، والرضا بما قسمت لي.

(ترجمہ) اے اللہ تو میری چھپی اور ظاہری حالت کو جانتا ہے تو میری معذرت کو قبول فرما اور میری درخواست قبول فرما اور تو میرے دل کی بات کو جانتا ہے اس لئے میرے گناہ کو معاف فرما۔ اے اللہ میں آپ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو میرے دل میں راسخ ہو اور سچا یقین مانگتا ہوں حتیٰ کہ میں جان جاؤں کہ مجھے کچھ ضرر نہیں ہوگا مگر جو تو نے میرے لئے لکھ دیا ہے اور وہ رضا ملے گی جو تو نے میرے حصہ میں رکھی ہے۔

اس وقت اللہ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے تیرا گناہ معاف کیا اور تیری اولاد میں جو بھی اس تیری جیسی دعا کرے گا میں اس کے گناہ بھی معاف کر دوں گا اور اس کا غم اور دکھ دور کر دوں گا۔ اور اس کے سامنے سے فقر ہٹا دوں گا اور ہر تاجر کی تجارت میں اس کا حصہ رکھ دوں گا اور دنیا اس کے پاس سر کے بل چل کر آئے گی اگرچہ وہ اس کا طلب گار نہیں ہوگا۔

﴿فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ﴾	(آیۃ:۷۹)

ترجمہ: اور کہتے ہیں ہمیں ہرگز آگ نہ لگے گی مگر گنے چنے چند دن، آپ کہہ دیجئے کیا تم اللہ کے ہاں سے عہد لے چکے ہو کہ اب اللہ اپنے عہد کے خلاف ہرگز نہیں کرے گا، یا تم اللہ پر بات جوڑ رہے ہو جو تم نہیں جانتے۔

(روایت نمبر:۱۸) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ: مجھے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۱۸) أخرجه السيوطي في الدر المنثور (۸۲/۱)۔
ولم أجد من خرجه من كتب السنة۔=

"ویحک یا عائشة، فجزعت منها، فقال لی: یا حمیراء إن ویحک (أو ویلک) رحمة فلا تجزعی منها، ولکن اجزعی من الویل".

(ترجمہ) اے عائشہ تو تباہ ہو جائے تو میں آپ کے اس کلمہ سے گھبرا گئی تو آپ نے مجھے فرمایا اے حمیراء "تو تباہ ہو جائے یا تو ہلاک ہو جائے" یہ کلمہ بطور رحمت کے ہے تو اس سے نہ گھبرا بلکہ "ویل" سے گھبرایا کر۔

(فائدہ) ویل جہنم کی ایک وادی ہے اس حدیث میں اس سے ڈرایا گیا ہے۔

(فائدہ دوم) یہ روایت انتہائی ضعیف ہے۔

﴿وَ اٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَ اَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ﴾	(آیۃ:۸۷)

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب (تورات) دی اور ان کے بعد پے در پے رسول بھیجے اور ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو صریح معجزات دیئے اور ہم نے ان کو روح القدس (جبرئیلؑ) کے ساتھ قوت دی کیا جب بھی تمہارے پاس کوئی رسول آیا ایسے احکام کے ساتھ جن کو تمہارے نفس پسند نہ کرتے تھے تم نے تکبر کیا پھر ایک جماعت کو تم نے جھٹلایا اور ایک جماعت کو تم نے قتل کر دیا۔

حضرت حسانؓ کیلئے حضورؐ کی تائید الٰہی کی دعا

(روایت نمبر:۱۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے

=کما أننی لم أطلع علی إسناده، غیر أننی وجدت الذهبی فی میزان الاعتدال قد ذکره فی ترجمة عبدالوهاب بن الضحاک الحمصی فیما یرویة عن عائشة وهو متروك الحدیث، کذبه أبو حاتم، وقال البخاری: عنده عجائب۔ وقال الدار قطنی: منکر الحدیث، وقد رواه بهذا اللفظ، غیر أنه قال: (...وسك - بالسین- بدلًا من (ویلك)- بالکاف- ولعله تحریف) انظر: المیزان (٦٧٩/٤)۔

وقال ابن الیم فی المنار المنیف ص ٦٠، وکل حدیث فی یا حمیراء أو ذکر الحمیراء فهو کذب مختلق، وقد تُتبع فی جزمه هذا فوجد ثلاثة أحادیث فیها ذکر الحمیراء ولیست بموضوعة اثنان فی السنن الکبری للنسائی والثالث فی المستدرك للحاکم، ولیس هذا الحدیث منها، فتبین ضعفه ووجب رده، انظر الإجابة فیما استدرکته عائشة علی الصحابة ص٥٨۔

(١٩) أخرجه ابن کثیر فی تفسیره (١٢٢/١)، وأخرجه السیوطی فی الدر المنثور (٨٦/١)، والشوکانی فی فتح القدیر (٩٤/١)۔=

حضرت حسانؓ کیلئے مسجد (نبوی) میں منبر رکھوایا اور وہ اپنے اشعار میں حضور ﷺ کا دفاع کرتے رہے تو حضور ﷺ نے فرمایا:

"اللهم أيد حسان بروح القدس كما نافح عن نبيه"

(ترجمہ) اے اللہ! حسان کی روح القدس سے تائید فرما جس طرح سے اس نے اپنے نبی کا دفاع کیا ہے۔

﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ﴾	(آیۃ: ۹۸)

ترجمہ: جو شخص اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کے رسولوں کا اور جبریل و میکائیل کا دشمن ہے تو اللہ بھی کافروں کا دشمن ہے۔

حضرت جبریلؑ کے نزول کی حالت

(روایت نمبر: ۲۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"رأيت جبريل منهبطاً قد ملأ ما بين الخافقين عليه ثياب سندس معلق بها اللؤلؤ والياقوت".

=وأخرجه ابن سعد في الطبقات عن أبي هريرة (٥ /١٥٧)، وجزء منه في الصحيحن في أكثر من رواية، وليس فيها وضع المنبر له في المسجد۔ انظر: البخاري، كتاب الصلاة،، باب الشعر في المسجد (١/١١٦)، ومسلم في كتاب فضائل الصحابة (١٩٣٢/٤)، وأخرجه أبو داود في كتاب الأدب من سننه - باب ما جاء في الشعر۔ عون المعبود (١٣ /٣٥٧) والترمذي أيضاً- في سننه- باب ما جاء في إنشاد الشعر (٥ /١٣٨)، والإمام أحمد في مسنده (٦ /٨٢)، والحاكم في المستدرك في كتاب معرفة الصحابة (٣ /٤٨٧)، ووافقه الذهبي في التلخيص۔ وانظر: كتاب الفردوس للديلمي (١٩١/١)۔

(٢٠)أخرجه السيوطي في الدر المنثور (٩٢/١)۔

وأحمد في مسنده (٦/١٢٠، ٢٣٦، ٢٤١)، وأخرجه مسلم في صحيحه مطولاً في كتاب الإيمان - باب معنى قول الله تعالى: ﴿ولقد رآه نزلة أخرى﴾دون جملة (وعليه ثياب سندس)۔

وأخرجه الترمذي - أيضاً في جامعه- باب تفسير سورة الأنعام (٥ /٢٦٢)، وأخرجه أبو الشيخ في كتابه (العظمة) (٩٧٢/٣)۔

(ترجمہ) میں نے جبریل علیہ السلام کو اترتے ہوئے دیکھا جس نے آسمان کے دونوں کناروں کو بھر دیا تھا اس پر ریشم کے کپڑے تھے جس پر لؤلؤ اور یاقوت جڑے ہوئے تھے۔

جبریلؑ ومیکائیلؑ واسرافیلؑ رفیق اعلیٰ میں ہیں

(روایت نمبر:۲۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کو (وفات کے قریب جب) بے ہوشی ہوئی تو آپ ﷺ کا سر مبارک حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں تھا وہ آپ ﷺ کا چہرہ پونچھتی تھیں اور شفاء کی دعا کرتی تھیں جب آپ ﷺ کو افاقہ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"لا بل أسأل الله الرفيق الأعلى مع جبريل وميكائيل وإسرافيل عليهم السلام".

(ترجمہ) (شفاء کی دعا) نہ کرو بلکہ میں اللہ سے جبریل، میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام کے ساتھ رفیق اعلیٰ کا طلب گار ہوں۔

﴿وَ مَآ اُنۡزِلَ عَلَی الۡمَلَکَیۡنِ بِبَابِلَ هَارُوۡتَ وَ مَارُوۡتَ......﴾	(آیۃ:۱۰۲)

ترجمہ: اور اس (جادو) کی پیروی بھی کی جس کو شیاطین سلیمانؑ کی حکومت (کے عہد) میں پڑھتے تھے حالانکہ سلیمانؑ نے کفر (جادو) نہیں کیا تھا لیکن شیاطین نے کفر کیا جو لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور اس علم کے پیچھے ہو لئے جو بابل (شہر) میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اتارا گیا اور یہ نہیں سکھاتے تھے کسی کو (جادو) حتی کہ کہہ دیتے ہم آزمائش کیلئے ہیں تم کفر نہ کرو پھر بھی یہ ان سے وہ جادو سیکھتے تھے جس سے وہ مرد اور اس کی بیوی میں جدائی ڈالتے تھے اور یہ (جادوگر) نہیں نقصان کر سکتے اس سے کسی کا اللہ کے حکم کے بغیر، اور وہ چیز سیکھتے ہیں جو ان کا نقصان کرے اور نفع نہ دے اور وہ جان چکے ہیں کہ جس نے جادو اختیار کیا اس کا آخرت (جنت) میں کوئی حصہ نہیں، برا ہے جس کے عوض انہوں نے اپنے آپ کو بیچا کاش کہ یہ جانتے ہوتے۔

چار چیزوں کی پیدائش اور ان کے مقامات

(روایت نمبر:۲۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

(۲۱) أخرجه السيوطي في الدر المنثور (۹٤/۱)۔

ولم أجده في كتاب الزهد، وقد أخرجه الإمام أحمد في مسنده عن عائشة بغير هذا اللفظ في أكثر من طريق. انظر: (۱۰٤/٦، ۱۱٤، ۱۱٦)۔

(۲۲) أخرجه السيوطي في الدر المنثور (۹٦/۱)، ولم أجده لغيره من المفسرين بالأثر۔=

"إن الله عزوجل خلق أربعة أشياء وأردفها أربعة أشياء، خلق الجدب وأردفه الزهد وأسكنه الحجاز، وخلق العفة وأردفها الغفلة وأسكنها اليمن، وخلق الرزق وأردفه الطاعون وأسكنه الشام، وخلق الفجور وأردفه الدرهم وأسكنه العراق".

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے چار چیزیں پیدا کیں تو ان کے پیچھے چار چیزیں لگا دیں خشک سالی پیدا کی تو اس کے پیچھے زہد کو لگا دیا اور اس کو حجاز میں جگہ دی اور پاک دامنی کو پیدا کیا تو اس کے پیچھے غفلت کو لگا دیا اور اس کو یمن میں ٹھہرایا اور رزق کو پیدا کیا تو اس کے پیچھے طاعون کو لگا دیا اور اس کو شام میں ٹھہرایا اور گناہ کو پیدا کیا تو اس کے پیچھے دولت کو لگا دیا اور اس کو عراق میں ٹھہرایا۔

تشریح: علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں یہ حدیث قابل احتجاج نہیں ہے۔

جادو کا عجیب قصہ

(روایت نمبر:۲۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

قدمت علي امرأة من أهل دومة الجندل تبتغي رسول الله ﷺ بعد موته حداثة ذلک تسأله عن شيء دخلت فيه من أمر السحر ولم تعمل به قالت: كان لي زوج غاب عني فدخلت علي عجوز فشكوت إليها فقالت: إن فعلت ما آمرک به فأجعله

=وذكره السيوطى فى جامع الأحاديث عن ابن عساكر فى تاريخه ، قال: لا يحتج به، وذكره في قسم الموضوعات (۲/۷۳۳)،وذكر فى مقدمة كتابه هذا قاعدة قال فيها: "إن كل ما يعزى فيه عن ابن عساكر فى تاريخه (كر) أو العقيلى فى الضعفاء (عق) أو لابن عدى فى الكامل (عد)، أو للخطيب فى تاريخه (خط)، أو الحكيم الترمذى فى نوادره، أو الحاكم فى تاريخه، أو لابن الجارود أو الديلمى فى مسند الفردوس، فهو ضعيف فليستغن بالعزو إليها، أو إلى بعضها عن بيان بعضه "۔ اهـ

(۲۳)أخرجه ابن جرير الطبرى فى التفسير (۲/۴۳۹)۔

وأخرجه ابن أبى حاتم (۲/۳۱۲)، وابن كثير (۱/۱۴۱) ، وقال قبل إيراده " وقد ورد أثر غريب وسياق عجيب فى ذلك أحببنا أن ننبه عليه"۔

ثم ذكره عن ابن جرير، وقال أحمد شاكر فى تعليقه على الطبرى: هذه قصة عجيبة والإسناد إلى عائشة جيد بل صحيح، وأخرجه السيوطى فى الدرالمنثور (۱/۱۰۱)، والبيهقى فى سننه (۸/۱۳۷)، بإسناد ابن أبى حاتم وفى آخره قال هشام: لو جاء تنا مثلها اليوم لوجدت نوكى أهل حمق وتكليف بغير علم۔ وأخرجه الحاكم فى المستدرك باب البر والصلة (۴/۱۵۵)، ووافقه الذهبى فى التلخيص۔

يأتيك فلما كان الليل جائتني بكلبين أسودين فركبت أحدهما وركبت الآخر، فلم يكن كشيء حتى وقفنا ببابل فإذا أنا برجلين معلقين بأرجلهما فقالا ما جاء بك؟ فقلت: أتعلّم السحر فقالا: إنما نحن فتنة فلا تكفري وارجعي، فأبيت وقلت: لا، قالا: فاذهبي إلى ذلك التنور فبولي فيه ثم إئت فذهبت فاقشعر جلدي وخفت ثم رجعت إليهما فقلت: قد فعلت فقالا: ما رأيت؟ فقلت: لم أر شيئاً فقالا كذبت لم تفعلي. ارجعي إلى بلادك ولا تكفري فإنك على رأس أمرك فأبيت فقالا: إذهبي إلى ذلك التنور فبولي فيه فذهبت فبلت فيه فرأيت فارساً مقنعاً بحديد خرج مني حتى ذهب في السماء وغاب عني ما أراه، وجئتهما فقلت: قد فعلت. فقالا ما رأيت؟ فقلت: رأيت فارساً مقنعاً خرج مني فذهب في السماء حتى ما أراه قالا: صدقت ذلك إيمانك خرج منك اذهبي. فقلت للمرأة والله ما أعلم شيئاً ولا قالا لي شيئاً قالت: لا لم تريدي شيئا إلا كان. خذي هذا القمح فابذري فبذرت وقلت اطلعي فطلعت وقلت احقلي فاحقلت ثم قلت افركي فافركت ثم قلت أيبسي فأيبست ثم قلت اطحني فطحنت ثم قلت اخبزي فخبزت فلما رأيت أني لا أريد شيئاً إلا كان سقط في يدي وندمت والله يا أم المؤمنين ما فعلت شيئاً ولا أفعله أبداً. فسألت أصحاب رسول الله ﷺ وهم يومئذ متوافرون فما دروا ما يقولون لها وكلهم خاف أن يفتيها بما لا يعلمه إلا أنه قد قال لها ابن عباس أو بعض من كان عنده لو كان أبواك حيين أو أحدهما لكانا يكفيانك.

(ترجمہ) دومۃ الجندل کی ایک عورت میرے پاس آئی وہ حضور ﷺ کو ایک حادثہ کے لئے تلاش کر رہی تھی جبکہ حضور ﷺ کی وفات ہوچکی تھی یہ جادو کے ایک معاملہ میں داخل ہوگئی تھی لیکن اس کو عمل میں نہیں لائی تھی اس نے بیان کیا کہ میرا خاوند مجھ سے غائب ہوگیا۔ تو میں ایک بڑھیا کے پاس گئی اور اس کو شکایت سنائی تو اس نے کہا اگر تو وہ کرے جس کا میں تجھے حکم دوں تو میں ایسا کروں گی کہ تیرا خاوند تیرے پاس آجائے گا پھر وہ رات کے وقت دو کالے کتے لے کر آئی تو میں ان میں سے ایک پر سوار ہوگئی اور وہ دوسرے پر سوار ہوگئی اور کچھ وقت نہ لگا کہ ہم بابل (کے کنویں پر) جا پہنچیں تو میں نے دیکھا دو آدمی الٹے پاؤں لٹکے ہوئے ہیں انہوں نے مجھ سے پوچھا تجھے کیا کام ہے؟ میں نے کہا میں جادو سیکھنا چاہتی ہوں تو انہوں نے کہا ہم آزمائش کے لئے ہیں تم کفر نہ کرو واپس لوٹ جاؤ۔ تو میں نے انکار کیا اور کہا میں نہیں جاؤں گی تو انہوں نے کہا تم اس تنور کی طرف جاؤ اور اس میں پیشاب کرو پھر واپس آؤ تو میں چلی گئی پھر جب

واپس آئی تو میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں ڈر گئی پھر میں ان دونوں کی طرف گئی اور کہا میں نے ایسا کر لیا ہے تو انہوں نے کہا تم نے کیا دیکھا ہے میں نے کہا کچھ نہیں دیکھا تو انہوں نے کہا تو جھوٹ بولتی ہے تو نے یہ نہیں کیا اپنے ملک چلی جاؤ اور کفر نہ کرو۔ تمہارا کام ہو جائے گا لیکن میں نے انکار کیا تو انہوں نے کہا اس تنور کی طرف جاؤ اور اس میں پیشاب کرو تو میں چلی گئی اس میں پیشاب کیا تو میں نے ایک گھڑ سوار کو دیکھا جس نے لوہے سے نقاب اوڑھی ہوئی تھی اور وہ مجھ سے نکلا حتی کہ وہ آسمان کی طرف چلا گیا اور جو کچھ میں دیکھ رہی تھی وہ مجھ سے گم ہو گیا پھر میں اُن کے پاس آئی اور کہا میں نے وہ کر لیا ہے تو انہوں نے کہا تم نے کیا دیکھا؟ میں نے کہا میں نے ایک گھڑ سوار کو ڈھاٹا باندھے ہوئے دیکھا جو مجھ سے نکل گیا اور آسمان کی طرف چلا گیا حتی کہ میری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ انہوں نے کہا تو نے سچ کہا یہ تیرا ایمان تھا جو تجھ سے نکل گیا۔ اب تم چلی جاؤ تو میں نے اس جادوگر عورت سے کہا خدا کی قسم مجھے تو معلوم نہیں ہوا نہ انہوں نے مجھے کچھ کہا ہے اس نے کہا نہیں اب تم جو چاہو گی وہی ہو گا یہ لو اور اس کو بوؤ تو میں نے بویا اور کہا اُگ آ تو وہ اُگ آیا اور اس نے پھل رکھا تو اٹھا لیا پھر کہا جدا ہو جاؤ تو جدا ہو گیا پھر میں نے کہا خشک ہو جا تو وہ خشک ہو گیا۔ پھر اس نے کہا پس جا تو وہ پس گیا پھر میں نے کہا روٹی پک تو وہ روٹی پک گئی۔ پھر جب میں نے دیکھا کہ میں جو چاہتی ہوں وہ ہو جاتا ہے تو مجھے اے ام المومنین خدا کی قسم جو کچھ میں نے کہا اس وقت وہ بڑی تعداد میں تھے ان کی سمجھ میں نہ آیا کہ وہ اس عورت کو کیا جواب دیں اور سب کو خوف ہوا کہ وہ کوئی ایسا جواب نہ دیں جس کا ان کو علم نہیں مگر یہ کہ اس سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یا کوئی اور صحابی جو ابن عباسؓ کے پاس بیٹھتے تھے کہا کہ اگر تیرے والدین یا ان میں سے کوئی ایک زندہ ہوتے تو وہ تمہیں کافی ہوتے۔

﴿وَ اِذِ ابۡتَلٰۤی اِبۡرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ﴾	(آیۃ:۱۲۴)

ترجمہ: اور جب ابراہیمؑ کو ان کے رب نے چند باتوں میں آزمایا تو انہوں نے وہ پوری کیں (تو اللہ نے) فرمایا میں تمہیں لوگوں کیلئے امام بناؤں گا، عرض کیا اور میری اولاد سے بھی، فرمایا میرا عہد ان میں ظالموں کو حاصل نہ ہوگا۔

فطرت کی دس چیزیں

(روایت نمبر:۲۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(٢٤) أخرجه ابن جرير (٩/٣)، والبغوي موقوفاً على ابن عباس (١١١/١)، وابن كثير في تفسيره =

"عشر من الفطرة"قص الشارب وإعفاء اللحية والسواك والاستنشاق بالماء وقص الأظافر وغسل البراجم ونتف الآباط وحلق العانة وانتقاض الماء.يعني الاستنجاء به" قال مصعب: نسيت العاشرة إلا أن تكون المضمضة.

دس چیزیں فطرت میں سے ہیں۔

۱-مونچھوں کو منڈانا یا کٹوانا۲-داڑھی کو بڑھانا۳-مسواک کرنا۴-ناک میں پانی ڈالنا۵-ناخن کاٹنا۶-انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا۷-بغلوں کے بال اکھیڑنا ۷-زیر ناف بال مونڈنا اور استنجاء کرنا حضرت مصعب فرماتے ہیں کہ میں دسویں چیز بھول گیا ہوں شاید وہ کلی کرنا ہو۔(ابن أبي شيبة ومسلم وأبو داود والترمذي والنسائي وابن ماجه)۔

(روایت نمبر:۲۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

أن رسول الله ﷺ أبصر رجلاً وشاربه طويل، فقال: ائتوني بمقص وسواك، فجعل السواك على طرف المقص ثم أخذ ما جاوز(۲).

(ترجمہ) حضور ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جس کی مونچھیں طویل تھیں فرمایا مقراض اور مسواک لے آؤ پھر حضور ﷺ نے مسواک مقراض کی ایک طرف رکھی اور جتنا مسواک سے زائد تھا اس کو کاٹ دیا۔

=(۱/۱٦٥)، عن عائشة والشوكاني في التفسير (۱ / ۱۲۰)، وقال: "ولم يصح أنها الكلمات التي ابتلى بها إبراهيم"۔

وأخرجه السيوطي في الدر المنثور (۱/۱۱۲)، وأخرجه أحمد في مسنده (٦ / ۱۳۷)، ومسلم في صحيحه في كتاب الطهارة- باب خصال الفطرة (۲۲۳)، وانظر مصنف ابن أبي شيبة (۱/۱۹٥)، وأبو داود في الطهارة في باب السواك من الفطرة (۱ /۷۹)، والترمذي في الأدب- باب من السنن على الفطرة (٥ /۹۱)، وابن ماجه في الطهارة باب الفطرة (۱/۱۰۷)، وابن خزيمة في صحيحه باب تسمية الاستنجاء فطرة (۱ /٤۷)، والبيهقي في سننه (۱ /۳٦)، والنسائي في كتاب الزينة- باب من السنن الفطرة (۸/۱۲٦)، والدارقطني في كتاب الطهارة باب السنن التي في الرأس والجسد (۱/۹٥)۔

(۲٥)أخرجه السيوطي في الدر المنثور (۱/۱۱۲)، ولم أجده لغيره من المفسرين بالأثر، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد (٥/۱٦٦)، وعزاه للبزار والحديث ضعيف لأن أحد رجاله: عبدالرحمن بن مسهر ضعيف العقل متروك قال فيه ابن معين: ليس بشئ، وقال فيه البخاري: فيه نظر، وأمر أبو زرعة أن يضرب على حديثه، ميزان الاعتدال (۲/۵۹۰)

مسواک کی فضیلت

(روایت نمبر:۲۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

ما زال النبي ﷺ يذكر السواک حتى خشيت أن ينزل فيه القرآن.

(ترجمہ) حضور علیہ ﷺ ہمیشہ مسواک کا ذکر کرتے رہے حتیٰ کہ مجھے ڈر لاحق ہوا کہ اس کے لئے قرآن کریم میں حکم نازل نہ ہو جائے۔

(فائدہ) یعنی امت پر فرض اور واجب ہونے کا حکم نہ اترے۔

(روایت نمبر:۲۷) حضرت عائشہؓ حضور علیہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا:

---

(٢٦)أخرجه السيوطي في الدر المنثور (١٤٣/١)، ولم أجده لغيره من المفسرين بالأثر۔ وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد وعزاه للطبراني (٩٨/٢)، وفي سنده أبو علي الصيقلي: مجهول وذكر له أبو جعفر العقيلي في الضعفاء حديثاً منكرًا، وهو حديث: "ما لكم تدخلون على قُلحاً استاكوا"۔ انظر لسان الميزان (٨٣/٧) والقلح: ما يعلو الأسنان من الصفرة۔

وانظر: كنز العمال فقد عزاه للطبراني (٢١٨/٩)، وسنن البيهقي (٣٦/١)، ومسند أحمد(٢١٤/١)، وفي جميع طرقه: أبو علي الصيقل أو الصيقلي أو أبو علي الزراد كما يكنى وينسب في بعض الأحيان، وهو ليس سواه انظر الجرح والتعديل (٤٠٩/٩)۔

(٢٧)أخرجه السيوطي في الدر المنثور (١١٣/١)۔

وأخرجه أحمد في مسنده (٢٧٢/٦)، والبيهقي في سننه في الطهارة – باب تأكيد السواك عند القيام إلى الصلاة (٣٨/١) ، والحاكم في مستدركه، وقال: على شرط مسلم، ووافقه الذهبي في التلخيص (١٤٦/١)، وابن خزيمة في صحيحه (٧١/١)، وأبو يعلى في مسنده (١٨٢/٨)، والبزار في زوائده، ثم قال: "لا نعلم أحدًا رواه بهذا اللفظ إلا ابن إسحاق ، ولا عنه إلا إبراهيم وقد روى قريباً منه معاوية بن يحيى " كشف الأستار عن زوائد البزار (٢٤٤/١)، وانظر: مجمع الزوائد (٨٢/١٠)۔

قلت: أسانيده عند هؤلاء كلهم فيها رجلان متكلم فيهما:

الأول: محمد بن إسحاق بن يسار المطلبي إمام المغازي وهو صدوق يدلس رمي بالتشيع والقدر، تقريب التهذيب (١٤٤/٢)، وقد عنعن فيها، ولم يصرح بالتحديث، غير أنه صرح بالسماع كما عند النسائي (١٠/١)، والدارمي (١٧٤/١)، ولهذا صححه الحاكم على شرط مسلم، ووافقه الذهبي (٤٦/١)، والله أعلم۔

الثاني: معاوية بن يحيى الصدفي ضعيف لا يحتج به، قال فيه ابن معين: ليس بشيء ، وقال أبو زرعة: أحاديثه كلها مقلوبة، وضعفه الدار قطني وقال ابن حبان: كان يسرق ويكتب =

فضل الصلاة بسواک علی الصلاة بغیر سواک سبعون ضعفاً.

(ترجمہ) مسواک کے ساتھ اس نماز کو فضیلت ہے جس نماز کو بغیر مسواک سے پڑھی جائے اور وہ ستر درجہ ہے۔

(روایت نمبر:۲۸) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"رکعتان بسواک أفضل من سبعین رکعة بغیر سواک".

(ترجمہ) مسواک کے ساتھ دو رکعتیں پڑھنا بغیر مسواک کے ستر نمازوں سے افضل ہے۔

(روایت نمبر:۲۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ حضور ﷺ تو آپ نے فرمایا کہ:

أن النبي ﷺ کان لا یرقد من لیل ولا نهار فیستیقظ إلا تسوک قبل أن یتوضأ.

(ترجمہ) حضور ﷺ رات کو یا دن کو نہیں سوتے تھے جب سونے سے بیدار ہوتے تو آپ ﷺ وضو کرنے سے پہلے مسواک کرتے۔

=ویحدث بها ثم تغیر حفظه۔ انظر: میزان الاعتدال (٤ /١٣٨)، وأخرجه البیهقی فی سننه (١/٣٨) وضعف جمیع طرقه۔ وقد ذکره المنذری فی الترغیب والترهیب عن ابن نعیم عن ابن عباس فی کتابه السواك ولم أطلع علیه، ولعله لازال مخطوطاً انظر: الترغیب(١ /١٠٢)، وانظر شعب الإیمان (٦/٥٩)، ولم أجده بهذا اللفظ فی سنن الدار قطنی ولم أجد من عزاه له غیر السیوطی والله اعلم۔

(٢٨)أخرجه السیوطی فی الدر المنثور (١/١١٣)، وانظر: سنن البیهقی (١/٣٨)۔

وانظر: کشف الأستار عن زوائد البزار (٢/٢٤٤): وقال البزار: لا نعلم رواه إلا معاویة- یعنی:معاویة بن یحیی الصدفی - وهو ضعیف وقد سبقت ترجمته وذکره الهیثمی فی مجمع الزوائد (٢/٩٨)، وقال البزار: رجاله موثقون۔ اهـ

قلت: هذا وهم من الهیثمی فکیف یکون إسناده جیدًا وأحد رجاله عنده معاویة بن یحیی، بل لا یعلم له راو سواه وهو ضعیف لا یحتج به، بل هو هالك لیس بشیء۔ انظر: تهذیب التهذیب (١٠/٢١٩)۔

(٢٩)أخرجه السیوطی فی الدر المنثور (١/١١٣)، ولم أجده لغیره من المفسرین بالأثر، وأخرجه أحمد فی مسنده (٦ /١٢١)، وأبو داود فی سننه فی کتاب الطهارة- باب السواك لمن قام من اللیل، عون المعبود (١ /٨٤)، وابن أبی شیبة فی مصنفه- باب ما ذکر فی السواك (١/١٦٨)، وسبب ضعفه أن فی إسناده عند هؤلاء کلهم: علی بن زید بن جدعان ضعیف لا یحتج به ضعفه أحمد، وقال فیه یحیی بن معین: لیس بشیء، وقال البخاری وأبو حاتم لایحتج به، انظر : میزان الاعتدال (٣/١٢٧)

(روایت نمبر:۳۰) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:
"السواک مطهرة للفم مرضاة للرب".
(ترجمہ) مسواک منہ کی پاکیزگی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا آلہ اور سبب ہے۔
(روایت نمبر:۳۱) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:
قال رسول الله ﷺ: "السواک مطهرة للفم مرضاة للرب".
(ترجمہ) مسواک منہ کی صفائی کا آلہ اور رب تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ ہے۔
(روایت نمبر:۳۱م) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ:
كان النبي ﷺ إذا سافر حمل السواک والمشط والمكحلة والقارورة والمرآة.

---

(۳۰)أخرجه السيوطي في الدر المنثور (۱/۱۱۳)، ولم أجده لغيره من المفسرين بالأثر۔ وأخرجه مسلم في صحيحه في كتاب الطهارة - باب السواك (۱/۲۲۰)، وأبو داود في سننه في كتاب الطهارة - باب السواك لمن قام بالليل، عون المعبود (۱/۸٦)، والنسائي في السنن في كتاب الطهارة، باب السواك في كل حين (۱/۱۳)، وابن ماجه في السنن في كتاب الطهارة باب السواك (۱/۱۰٦)، وابن أبي شيبة في مصنفه- باب ما ذكر في السواك (۱/۱٦۷)۔

(۳۱)أخرى السيوطي في الدرالمنثور (۱/۱۱٤)،ولم أجده لغيره من المفسرين بالأثر۔
وذكره الشافعي في مسنده "ترتيب المسند" (۱/۳۰)، وابن أبي شيبة في مصنفه (۱/۱۲۸)، وأحمد في مسنده (٦/٤۷،۲۳۸)، والنسائي في سننه في كتاب الطهارة باب في السواك (۱/۱۰)،وكذلك البيهقي (۱/۳٤)، وفي شعب الإيمان (٦/۸۳)، والبخاري في صحيحه تعليقاً في كتاب الصيام- باب السواك الرطب واليابس للصائم (۲/۲۳٤)، والهيثمي في مجمع الزوائد (۲/۲۵۰)، وأبو يعلى في مسنده (۸/٥۱٤)، وابن خزيمة في صحيحه (۱/۷۰)، وصححه ابن حبان (۱/۲۰۱)۔

(۳۱م)أخرجه السيوطي في الدر المنثور (۱/۱۱٤)' ولم أجده لغيره من المفسرين بالأثر۔
انظر: تلخيص الحبير لابن حجر (۱/٦۷)' وذكره ابن الجوزي بثلاثة طرق عن عائشة' وقال: هذا حديث لا يصح ' فأما الطريق الأول ففيه حسين بن علوان' قال فيه أحمد ويحيى بن معين: هو كذاب' وقال ابن عدي وابن حبان: كان يضع الحديث ' أما الطريق الثاني ففيه أيوب بن واقد قال فيه يحيى: ليس بثقة ' وقال ابن حبان : لا يجوز الاحتجاج بروايته وفيه أيضاً۔ سليمان الشاذكوني' قال فيه يحيى كان كذاباً يضع الحديث وقال البخاري: هو عندي أضعف من كل ضعيف۔

حضور ﷺ جب سفر کرتے تو مسواک اور قلمدان اور سرمہ دانی اور شیشے کا برتن اور ایک آئینہ ساتھ رکھتے تھے۔

﴿وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى......﴾	(آیۃ:۱۲۵)

ترجمہ: اور جب ہم نے کعبہ کو لوگوں کیلئے اجتماع کی اور امن کی جگہ بنایا، اور بنالو مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ اور ہم نے ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کو حکم دیا میرے گھر کو پاک رکھو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع سجود کرنے والوں کیلئے۔

مقام ابراہیم کے فضائل

(روایت نمبر:۳۲) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے:

أن المقام كان في زمن رسول الله ﷺ، وزمن أبى بكر ملتصقاً بالبيت، ثم أخّره عمر.

(ترجمہ) حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں مقام ابراہیم بیت اللہ شریف کے بعد میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو جدا کر دیا۔

(روایت نمبر:۳۳) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

ألقي المقام من السماء.

وأما الطريق الثالث: ففيه يعقوب بن الوليد، قال فيه الإمام أحمد: كان من الكذابين الكبار، يضع الحديث، وقال يحيى: لم يكن بشيء، كذاب، وقال الرازي والنسائي: متروك الحديث، وقال ابن حبان: يضع الحديث على الثقاف۔ اھـ۔

المتناهية في الأحاديث الواهية (۲/۱۹۹)۔

وذكره العقيلي في الضعفاء (۱/۱۱۶) وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد (۵/۱۷۱)، وضعفه وعزاه للطبراني في الأوسط۔

(۳۲)أخرجه السيوطى فى الدر المنثور (۱/۱۲۰)۔

وذكره ابن أبى داود فى مسند عائشة ص۸۲، ولم أجده فى سنن البيهقى فى كتابى الصلاة والحج وذكره الأزرقى فى أخبار مكة (۲/۳۲)، والفاسى فى شفاء الغرام (۱/۳۳۲)۔

(۳۳)أخرجه السيوطى فى الدرالمنثور(۱/۱۱۹)۔

ومعنى: ألقى: أهبط، كما جاء فى رواية ابن عباس وغيره، و جاء فى أحاديث أن الركن =

(ترجمہ) مقام ابراہیم (جو کعبہ شریف کے سامنے مطاف میں نصب ہے) آسمان سے اتارا گیا تھا۔

﴿وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا..﴾	(آیۃ:۱۲۶)

ترجمہ: اور جب عرض کیا ابراہیمؑ نے اے میرے پروردگار اس (مکہ) کو امن کا شہر بنا اور اس کے رہنے والوں کو پھلوں سے رزق دے جو ان میں سے اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائیں، (اللہ نے) فرمایا اور جو کافر ہوگا میں اس کو بھی اس کی زندگی میں دنیا کا فائدہ دوں گا پھر اس کو جہنم کے عذاب کی طرف کھینچوں گا اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

دعائے ابراہیمؑ

(روایت نمبر:۳۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اللهم إن إبراهيم عبدک ونبيک دعاک لأهل مكة، وأنا أدعوک لأهل المدينة بمثل ما دعاک إبراهيم لأهل مكة".

(ترجمہ) اے اللہ بے شک ابراہیم تیرا بندہ اور تیرا نبی ہے اور تیرے نبی سے انہوں نے مکہ والوں سے بات کی تھی کہ مدینہ والوں کے لئے ایسے ہی دعا کرتا ہوں جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے اہل مکہ کی طرف سے کی۔

=والمقام ياقوتتان من الجنة، والمراد بالركن: الحجر الأسود وبالمقام: الحجارة التي أقام عليها إبراهيم بناء البيت، انظر: أخبار مكة للأزرقي (١/٣٢٥)۔

فائدة:

هذا الأثر متمسك لمن فسر مقام إبراهيم في قوله: ﴿**واتخذوا من مقام إبراهيم مصلى**﴾ بالحجارة التي بها آثار قدمه والتي وقف عليها عند بناء البيت وليس الحرم كله۔

وهذا التفسير مرجوح، والصحيح أنه الحرم كله۔

وليس المقام بيان الخلاف في هذا، فراجعه في كتاب التفسير عند هذه الآية، والله أعلم۔

(٣٤) أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (١/١٢١)، والبخاري في كتاب الإيمان والنذور- باب صاع المدينة ومد النبي (٧/٢٣٧)، وأخرجه البخاري بغير هذا اللفظ، وفيه اللهم بارك لهم في صاعهم ومدهم، كتاب الحج - باب فضل المدينة (٢/٢٢٤)، والحاكم في المستدرك من حديث أبي هريرة في كتاب الفتن بهذا اللفظ (٤/٥٤٢)، وأحمد في المسند (٣/١٣٩)، والبيهقي في السنن في كتاب السير قريباً من لفظ البخاري (٩/١٢٥)، وأخرجه عبد ابن حميد في مسنده بهذا اللفظ، انظر: المنتخب من المسند (١/٤٦٣)۔

مکہ اور کعبہ کی تخلیق

(روایت نمبر:۳۵) حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"إن مكة بلد عظمه الله وعظم حرمته خلق مكة وحفها بالملائكة قبل أن يخلق شيئاً من الأرض يومئذ كلها بألف عام، ووصل المدينة بيت المقدس، ثم خلق الأرض كلها بعد ألف ام خلقاً واحدًا".

(ترجمہ) مکہ ایک شہر ہے جس کو اللہ نے عظمت عطا فرمائی اور مکہ کو پیدا کیا اور فرشتوں کے ساتھ اس کو محفوظ کیا۔ پہلے اس کے کہ زمین کو پیدا کرے یہ سب ایک ہزار سال پہلے کی بات ہے۔ اور مدینہ کو اللہ تعالیٰ نے سعادت بخشی پھر ایک ہزار سال کے بعد تمام زمینوں کو پیدا کیا۔

چھ ملعون لوگ

(روایت نمبر:۳۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۳٥)أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (١٢١/١)، ولم أجده لغيره من المفسرين۔
وأخرجه الحاكم في المستدرك في كتاب الفتن قريباً من هذا اللفظ (٥٤٢/٤)، وقال هو صحيح على شرط مسلم وسكت عنه الذهبي۔ وأخرجه الهندي في كنز العمال وعزاه للديلمي (٢١١/١٢)، وانظره للديلمي في الفردوس بمأ ثور الخطاب (١٨٥/٢)۔

(٣٦)أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (١٢٢/١)، ولم أجده لغيره من المفسرين۔
وانظر: تاريخ مكة (١٢٥/٢)، وأخرجه الهيثمي في مجمع الزوائد في موضعين (١٧٦/١، ٢٠٥/٧)، وعزاه مرة للطبراني في الأوسط وقال: رجاله ثقات، وعزاه مرة أخرى للطبراني في الكبير، وقال: وفيه عبدالله بن عبدالرحمن بن موهب،قال فيه يعقوب بن شيبة: فيه ضعف، وضعفه يحيى بن معين في رواية، ووثقه في أخرى، وقال أبو حاتم: صالح الحديث، ووثقه ابن حبان، وبقية رجاله رجال الصحيح۔ اهـ۔
وانظر: صحيح ابن حبان (٥٠١/٧)، وأخرجه الترمذي في جامعه في كتاب القدر (٤٥٧/٤)، وأخرجه الحاكم في المستدرك وقال على شرط البخاري ولم يخرجاه، وخالفه الذهبي في التلخيص، قال فيه: إسحق بن محمد الفروي، وإن كان شيخ البخاري فإنه يأتي بالطامات، وضعفه أبو داود والنسائي والدار قطني۔ انظر المستدرك (٣٦/١، ٩٠/٤)، وأخرجه السيوطي في جامع الأحاديث وعزاه للدارقطني في الأفراد وللخطيب في المتفق والمفترق عن علي بن أبي طالب (٣٠٢/٤)، وانظر علل الحديث لابن أبي حاتم (٩١/٢)،وشعب الإيمان للبيهقي (٥٦٦/٧)۔
وانظر فيض القدير للمناوي (٩٥/٤)، وقد عزاه لعائشة وابن عمر۔

"ستة لعنتهم وكل نبي مجاب: الزائد في كتاب الله، والمكذب بقدر الله، والمتسلط بالجبروت ليذل من أعز الله ويعز من أذل الله، والتارك لسنتي، والمستحل من عترتي ما حرم الله عليه، والمستحل لحرم الله".

(ترجمہ) چھ قسم کے لوگ ایسے ہیں جن پر میں بھی لعنت کرتا ہوں اور یہ کہ ہر نبی جس کی دعا قبول ہی ہوتی ہے (۱) اللہ کی کتاب میں اضافہ کرنے والا۔ (۲) اللہ کی تقدیر کو جھٹلانے والا۔ (۳) زبردستی حکمرانی کے لئے مسلط ہونے والا تا کہ ان لوگوں کو ذلیل کرے جن کو اللہ نے عزت دی اور ان لوگوں کو عزت دے جن کو اللہ نے ذلیل کیا۔ (۴) اور میری سنت کا تارک۔ (۵) میری اولاد کی توہین کرنے والا جس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ (۶) اور اللہ کے حرم کو (ناجائز کاموں کے لئے) حلال کرنے والا۔

مظلوم کی بددعا

(روایت نمبر: ۳۷) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ:

أن رجلاً من بني كنانة من هذيل في الجاهلية غدا على ابن عم له بمظلمة فاضطهده فناشده بالله والرحم فأبى إلا ظلمه فلحق بالحرم فقال: اللهم إني أدعوك دعاء جاهد مضطر على فلان ابن عمي لترمينه بداء لا دواء له. قال ثم انصرف فوجد ابن عمه قد رمي في بطنه فصار مثل الرق، فما زالت تنتفخ حتى اشتق.

ولما حدث به ابن عباس قال: أنا رأيت رجلاً دعا على ابن عم له بالعمى فرأيته يقاد أعمى.

(ترجمہ) جاہلیت کے زمانہ میں ایک آدمی ہذیل بنی کنانہ کا تھا اپنے چچازاد بھائی پر ظلم ڈھایا اور بہت ستایا اس نے اس کو اللہ کا اور رشتہ داری کا واسطہ دیا لیکن اس نے انکار کیا۔ تو وہ مظلوم حرم میں آیا اور اس نے یہ دعا کی۔

اللهم الي ادعوك دعاء جاهد مضطر على فلان ابن عمي لترمينه بداء لا دواء له.

(ترجمہ) اے اللہ میں آپ سے پریشان حال مجبور مضطر والی دعا کرتا ہوں اپنے چچا کے بیٹے کے خلاف۔ اس کو ایسی بیماری میں مبتلا فرما جس کا کوئی علاج نہ ہو سکے۔

پھر وہ واپس ہوا اور اپنے چچا کے بیٹے کو دیکھا کہ اس کے پیٹ میں ایسی تکلیف ہوئی ہے جس سے وہ چھڑی کی طرح ہو گیا۔ اور وہ اسی تکلیف میں رہا حتی کہ اس کا پیٹ پھولا اور پھٹ گیا۔

---

(۳۷) لم أجد من أخرجه من المفسرين بالأثر إلا السيوطي في الدرالمنثور (۱ /۱۲٤)، وأخرجه الأزرقي في أخبار مكة بأطول منه (۲/۲٥)، وفي فضل ما بين الركن والمقام وعظم انتهاك حرمتها۔ انظر شفاء الغرام بأخبار البلد الحرام (۱ /۳۱۹)، فقد رواه عن عائشة قريباً من هذا اللفظ۔

جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ روایت بیان کی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے بھی ایک شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنے چچا کے بیٹے کے خلاف دعا کی تھی کہ وہ اندھا ہو گیا تھا اور ایک اور آدمی نے اس کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا۔

حجر اسود کا استلام

(روایت نمبر: ۳۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أكثروا من استلام الحجر، فإنكم توشكون أن تفقدوه بينما الناس يطوفون به ذات ليلة إذ أصبحوا وقد فقدوه. إن الله لا ينزل شيئاً من الجنة إلا أعاده فيها قبل يوم القيامة".

حجر اسود کا کثرت سے استلام کرو کیونکہ قریب ہے کہ تم اس کو گم پاؤ گے لوگ رات کے وقت اس کا طواف کریں گے اور جب صبح ہوگی تو اس کو گم پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز جنت سے ایسی نازل نہیں کی مگر قیامت کے دن سے پہلے جنت میں واپس لوٹا دیں گے۔

﴿وَ اِذۡ یَرۡفَعُ اِبۡرٰھٖمُ الۡقَوَاعِدَ مِنَ الۡبَیۡتِ وَ اِسۡمٰعِیۡلُ﴾	(آیۃ: ۱۲۷)

ترجمہ: اور یاد کیجئے جب ابراہیمؑ خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے اور اسماعیل (بھی، انہوں نے دعا کی) اے ہمارے رب ہم سے قبول فرما بے شک تو ہی سننے والا جاننے والا ہے۔

تعمیر کعبہ شریف

(روایت نمبر: ۳۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۳۸) أخرجه السيوطي في تفسيره بلفظ آخر قريب من هذا اللفظ - عن سلمان الفارسي وابن عباس (۱/۱۳۵-۱۳۶)۔

ولم أجد من ذكره بهذا اللفظ غير الأزرقي في أخبار مكة (۲/۳۳)، والديلمي في الفردوس (۱/۷۳)، كلاهما بدون إسناد، وذكره الهيثمي عن عائشة وعزاه للطبراني في الأوسط حديثاً قريباً منه ولفظ: "اشهدوا هذا الحجر خيراً فإنه يوم القيامة شافع مشفع، له لسان و شفتان، يشهد على من استلمه" ۔اھ

وفي اسناده الوليد بن عباد وهو مجهول. انظر: مجمع الزوائد (۳/۲٤۲)، و الترغيب والترهيب للمنذري (۲/۱۲۳)، وموارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان ص۲٤۸ ۔

(۳۹) أخرجه ابن كثير في تفسيره (۱/۱۸۰)۔=

"الـم ترى إلى قومک حين بنوا الكعبة أقصروا عن قواعد إبراهيم" فقلت يا رسول الله : ألا نردها على قواعد إبراهيم ' قال : "لولا حدثان قومک بالكفر" ' فقال ابن عمر : ما أرى رسول الله ﷺ ترک استلام الركنين اللذين يليان الحجر إلا أن البيت لم يتمم على قواعد إبراهيم.

اے عائشہ تو نے نہیں دیکھا جب تیری قوم نے کعبہ کی تعمیر کی تھی تو ابراہیم کی بنیادوں سے کم پر تعمیر کی تھی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ کعبہ کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر نہیں کر دیتے ۔فرمایا اگر تیری قوم نئی نئی اسلام میں داخل نہ ہوئی ہوتی تو میں ایسا کر دیتا۔تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ حضور ﷺ نے دو رکنوں کا استلام وہ رکنا ہے حجر اسود کے بعد آتے ہیں اسی لئے چھوڑا تھا کہ بیت اللہ کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر نہیں کی گئی ۔

﴿فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾	(آیۃ : ۱۳۷)

ترجمہ: پس اگر (یہود ونصاری) بھی ایمان لاتے جس طرح سے تم اس پر ایمان لائے ہو تو وہ ہدایت پاتے اور اگر انہوں نے اعراض کیا تو پھر وہی ضد پر ہیں پس اب آپ کی طرف سے ان کو اللہ کافی ہے اور وہی سننے والا جاننے والا ہے۔

= وأخرجه السيوطى فى الدرالمنثور (١ /١٣٧)، وأخرجه البخارى فى خمسة مواضع من صحيحه،، كتاب العلم - باب من ترك بعض الاختيار مخافة أن يقصر فهم بعض الناس عنه فيقعوا فى أشد منه (١/ ٤٠)، وفى الحجر باب فضل مكة و بنيانها (٢ /١٥٥)، وفى الأنبياء (٤/ ١١٨٠)، وفى التمنى - باب ما جاء فى الكعبة (١٣٢/٨)، وفى التفسير - باب قول الله تعالىٰ ﴿وإذ يرفع إبراهيم القواعد من البيت وإسماعيل ربنا تقبل منا إنك أنت السميع العليم﴾ ـ (١٠٥/٥)؛ وأخرجه مسلم فى الحج - باب نقض الكعبة وبنائها (٩٦٨/٢)، وكذلك النسائى فى المناسك - باب بناء الكعبة (٥ /٢١٤)، والترمذى فى الحج - باب ما جاء فى كسر الكعبة (٢٢٥/٣)، والإمام أحمد فى مسنده (٦/٧٥،١١٣،١٨٠،٢٦٢)، والدارمى فى المناسك - باب الحجر من البيت (٥٣/٢)، والطيالسى فى ترتيب مسنده (١٥ /٢١٥)، ومالك فى الموطأ (١ /٣٦٣)، والشافعى فى مسنده ترتيب المسند (١ /٣٤٨)، وأبو يعلى الموصلى فى مسنده (٣٢٦/٧، ٨٣/٨، ٩١-٩٢)، وابن عبدالبر فى التمهيد (١٠/ ٢٦)-

حضرت عثمانؓ کا خون کہاں گرا تھا

(روایت نمبر:۴۰) حضرت عمرہ بنت ارطاۃ فرماتی ہیں کہ:

خرجت مع عائشة سنة مقتل عثمان إلى مكة فمررنا بالمدينة ورأينا المصحف الذي قتل وهو في حجره، وكانت أول قطرة من دمه على هذه الآية ﴿فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾.

(ترجمہ) میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے سال میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہوئی تو جب ہم مدینہ کو عبور کر چکے اور ہم نے اس مصحف کو دیکھا جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تو قرآن آپ کی جھولی میں تھا سب سے پہلا قطرہ جو آپ کے خون کا گرا تھا وہ اس آیت: ﴿فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ پر گرا تھا۔

﴿فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ﴾	(آیۃ:۱۵۲)

ترجمہ: پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور تم میرا شکر کرو اور ناشکری نہ کرو۔

خدا کے ذکر سے غافل لمحات

(روایت نمبر:۴۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ما من ساعة تمز بابن آدم لم يذكر الله فيها بخير إلا تحسر عليها يوم القيامة".

(۴۰) أخرجه السيوطى فى الدر المنثور (۱٤۱/۱)، و ابن أبى حاتم عن غير عائشة ۱/۲۰٤۔
وأخرجه أحمد فى كتاب الزهد- باب زهد هثمان بن عفان- رضى الله عنه ص ۱۲۷ و فى كتاب فضائل الصحابة ۱/۵۰۱)، و إسناده صحيح و ابن أبى شيبة فى مصنفه (۱۵/۲۰۰)۔

(٤۱) أخرجه السيوطى فى الدرالمنثور (۱/۱۵۰)، ولم أجده لغيره من المفسرين بالأثر۔
وأخرجه الهيثمى فى مجمع الزوائد وعزاه للطبرانى فى الأوسط، ولم أجده له (۱۰/ ۸۰)، وفى إسناده: عمرو بن الحصين العقيلى، قال أبو حاتم: ذاهب الحديث، وقال أبو زرعة: واه، وقال الدارقطنى: متروك۔
ميزان الاعتدال (۳/۲۵۲)۔
وذكر الذهبى فى ترجمته بعض أحاديث موضوعة۔ وأصل الحديث ثابت عند أبى داود فى سننه بلفظ ما من قوم يقومون من مجلس لا يذكرون الله فيه إلا كان لهم حسرة) =

(ترجمہ) جو گھڑی بھی انسان پر ایسی گزرتی ہے جس میں وہ اللہ کا عمدہ طریقے سے خیر سے ذکر نہیں کرتا تو قیامت کے دن وہ گھڑی اس کیلئے حسرت ہوگی۔

نعمت کا شکر اور گناہ پر ندامت

(روایت نمبر:۴۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"ما أنعم الله على عبده من نعمة فعلم أنها من عند الله إلا كتب الله له شكرها قبل أن يحمده، وما علم الله من عبد ندامة على ذنب إلا غفر له ذلک قبل أن يستغفره، وإن الرجل ليشتری الثوب بالدينار ليلبسه فيحمد الله فما يبلغ ركبته حتى يغفر له".

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر جس چیز کی نعمت فرماتے ہیں اور وہ بندہ سمجھتا ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا شکر لکھ دیتے ہیں پہلے اس کے کہ وہ اللہ کی حمد ادا کرے۔ اور اللہ تعالیٰ جس بندے سے اس کے گناہ پر انابت کو دیکھ لیتے ہیں اس کی بخشش کر دیتے ہیں۔ پہلے اس کے کہ وہ اس کی بخشش کے متعلق سوال کرے۔ اور کوئی آدمی کوئی لباس ایک دینار کے بدلہ میں خریدتا ہے کہ وہ اس کو پہنے گا پھر اللہ کی حمد ادا کرے گا تو

=(٢٦٤/٤)، وأخرجه الإمام أحمد في مسنده في أكثر من طريق عن أبي هريرة (٤٣٢/٢، ٤٤٦، ٤٥٣، ٤٨١، ٤٨٤)۔

(٤٢)أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (١٥٣/١)، ولم أجده لغيره من المفسرين۔

وأخرجه الحاكم في المستدرك، وقال: هذا حديث لا أعلم في إسناده أحدًا ذكر بجرح ولم يخرجاه (٥١٤/١)۔ وخالفه الذهبي في التلخيص، قال ابن عدي محمد بن جامع العطار لا يتابع على أحاديثه، وانظر: ميزان الاعتدال (٤٩٨/٣)، وعزاه الهيثمي في مجمع الزوائد إلى الطبراني في الأوسط (١١٩/٥)، وفي إسناده سليمان بن داود الشاذكوني ضعيف لا يحتج به، قال البخاري: فيه نظر، وكذبه ابن معين، وقال أبو حاتم: متروك الحديث /لسان الميزان(٨٤/٣)۔

وأخرجه السيوطي في جامع الأحاديث وعزاه للطبراني في الأوسط عن ابن عباس بلفظ: "ما من عبد أنعم الله عليه نعمة فأسبغها عليه ثم حصل من حوائج إليه فتبرم فقد عرض تلك النعمة للزوال" (٢٤٥/٩۔)

وأخرجه ابن أبي الدنيا في كتاب (الشكر) ص٨٧، وإسناده عنده ضعيف لضعف هشام بن زياد البصري، ضعفه أحمد وقال النسائي: متروك وقال ابن حبان يروي الموضوعات عن الثقات، انظر ميزان الاعتدال (٢٩٨/٤)، ولم أجده في فضيلة الشكر للخرائطي۔ بهذا اللفظ وإنما وجدته عن أنس بن مالك قريباً منه مختصراً ص٢٣۔

بھی وہ اس کے پہننے میں اس کے گھٹنوں تک نہیں پہنچا ہوتا کہ اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرما دیتے ہیں۔

پانی پینے پر شکر

(روایت نمبر:۴۳) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

ما من عبد يشرب من ماء القراح فيدخل بغير أذى ويخرج بغير أذى إلا وجب عليه الشكر.

(ترجمہ) جو آدمی بھی پانی پیتا ہے اور وہ بغیر تکلیف کے پیٹ تک پہنچتا ہے اور بغیر تکلیف کے باہر نکل جاتا ہے تو اس پر بھی شکر ادا کرنا واجب ہے۔

﴿وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ﴾	(آیۃ:۱۵۵)

ترجمہ: اور ہم تمہارا امتحان لیں گے کچھ (دشمن کے) خوف، اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے اور صابرین کو بشارت سنا دیجئے۔

مصیبت پر انا للہ کہنے کا ثواب

(روایت نمبر:۴۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

---

(٤٣)أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (١٥٤/١)، ولم أجده لغيره من المفسرين بالأثر۔

وأخرجه ابن أبي الدنيا في كتاب الشكر ص١٦٢، وفي إسناده شهر بن حوشب كثير الإرسال والأوهام/تقريب التهذيب (٣٥٥/١)۔

وأخرجه الهندي في كنز العمال مختصراً جـ ٣ حديث رقم ٨٦٢٤۔

(٤٤)أخرجه السيوطي في الدر المنثور (١٥٦/١)، ولم أجده لغيره من المفسرين بالأثر۔

وأخرجه العقيلي في الضعفاء الكبير من حديث أنس بلفظ: "ما من مسلم يبتلى ببلاء في جسده إلا كتب الله له عملًا كان يعمل به في صحته في مرضه" وفي سنده سنان بن ربيعة، قال فيه يحيى بن معين: ليس بالقوي، وقال فيه: وفي هذا الباب أحاديث من غير هذا الطريق بأسانيد جياد(١٧٠/٢)، قال فيه ابن حجر: صدوق فيه لين، أخرجه له البخاري مقروناً، تقريب التهذيب (٣٣٤/١)، وأخرجه الحارث وابن أبي أسامة في مسنده عن سعيد بن المسيب قريباً من هذا بلفظ (فيذكر مصيبته بعد أربعين سنة بدلًا من (فيذكرها وإن قدم عهدها)المطالب العالية (٣٢٩/٢)۔=

"ما من مسلم يصاب بمصيبة فيذكرها وإن طال عهده فيحدث لذلك استرجاعاً إلا جدد الله له عند ذلك فاعطاه مثل اجره يوم أصيب".

(ترجمہ) جس کسی مسلمان کو جب کبھی مصیبت پہنچی تھی اب وہ اس کا کبھی ذکر کرتا ہے اگر چہ اس تکلیف کو گزرے ہوئے طویل عرصہ ہوگیا تو اس پر انا لله وانا اليه راجعون پڑھتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس وقت اس کو وہ اجر عطا فرماتے ہیں جو تکلیف کے دن عطا فرمایا تھا۔

کانٹا چبھنے پر انا لله و انا اليه راجعون

(روایت نمبر:۴۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

أقبل رسول الله ﷺ وقد لدغته شوكة إبهامه فجعل يسترجع منها ويمسحها ' فلما سمعت استرجاعه دنوت منه فنظرت فإذا أثر حقير فضحكت ' فقلت : يا رسول الله بأبي أنت وأمي ' أكل هذا الاسترجاع من أجل هذه الشوكةً ! فتبسم ثم ضرب على منكبي' فقال: يا عائشة : "إن الله عزوجل إذا أراد أن يجعل الصغير كبيراً جعله' وإذا أراد أن يجعل الكبير صغيراً جعله".

(ترجمہ) حضور ﷺ تشریف لے آئے تو آپ کے پاؤں کے ایک انگوٹھے پر ایک کانٹا چبھ گیا تھا جس کی وجہ سے میں نے آپ سے انا لله وانا اليه راجعون سنی تو آپ کے قریب ہوگئی تو میں نے دیکھا کہ ہلکا سا نشان ہے۔ تو میں ہنس پڑی۔ تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ میری ماں اور میرا باپ آپ پر قربان ہوں کیا یہ انا لله وانا اليه راجعون اس کانٹے کی وجہ سے ہے تو آپ مسکرائے اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

يا عائشة:"إن الله عزوجل إذا أراد أن يجعل الصغير كبيرًا جعله، وإذا أراد أن يجعل الكبير صغيرًا جعله".

=وأخرجه الهيثمي في مجمع الزوائد عن الحسين بن علي بن أبي طالب وفيه هشام بن زياد أبو المقدام وهو ضعيف (٢ /٣٣١)، ولم أجده في سنن سعيد بن منصور، ولعله في الجزء المفقود منها، والله اعلم۔

(٤٥)أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (١/١٥٧)۔ ولم أجده لغيره من المفسرين بالأثر۔ وأخرجه صاحب كنزالعمال ج١٠، حديث رقم ٢٩٨٦٠: والديلمي الابن في الفردوس (٤٢٦/٥)، والحديث ضعيف لضعف زهير بن محمد۔ انظر التقريب (١/٢٦٤)۔

اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب اللہ چاہتے ہیں کسی چھوٹی سی تکلیف کو بھی (اجر میں) بڑا کر دیتے ہیں۔اور جب چاہتے ہیں کہ بڑی تکلیف کو چھوٹا کرنے چاہیں ثواب میں چھوٹا کر دیتے ہیں۔

﴿اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا﴾	(آیۃ:۱۵۸)

ترجمہ: بلاشبہ صفا اور مروہ (دونوں پہاڑ) اللہ کی نشانیاں ہیں پس جس نے بیت اللہ کا حج کیا یا عمرہ کیا اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ ان کا طواف (سعی) کرے اور جس نے نفلی سعی کی تو بھی اللہ قدر دان ہے خبر دار ہے۔

صفا مروہ کے درمیان طواف

(روایت نمبر:۴۶) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

نزلت هذه الآية في الأنصار كانوا في الجاهلية إذا أحرموا لا يحل لهم أن يطوفوا بين الصفا المروة، فلما قدمنا ذكروا ذلك لرسول الله ﷺ فأنزل الله: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ اللهِ﴾.

(ترجمہ) یہ آیت انصار کے متعلق نازل ہوئی جو جاہلیت کے زمانہ میں جب احرام باندھتے تھے تو وہ سمجھتے تھے کہ ہمارے لئے حلال نہیں ہے کہ صفا اور مروہ کا طواف کریں۔جب ہم آئے تو حضور ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔**ان الصفا و المروة من شعائر الله.**

(روایت نمبر:۴۷) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

كان الرجال من الأنصار ممن كان يهل لمناة في الجاهلية . ومناة: صنم بين مكة والمدينة . قالوا يا نبي الله : إنا كنا لا نطوف بين الصفا والمروة تعظيماً لمناة فهل علينا من

---

(٤٦)أخرجه السيوطى فى الدرالمنثور (١٥٩/١)۔ ولم أجده لغيره من المفسرين بالأثر۔ وأخرجه مسلم فى صحيحه فى الحج - باب السعى بين الصفا والمروة ركن لا يصح الحج إلا به (٩٢٨/٢)، وأخرجه الحاكم فى المستدرك فى كتاب التفسير على شرط الشيخين، ووافقه الذهبى فى التلخيص (٢٧٠/٢)، وقد روى بروايات عدة، انظرها فى تخريج الحديث الآتى۔

(٤٧)أخرجه ابن جرير فى تفسيره (٢٣٦/٣)، وأخرجه السيوطى فى الدرالمنثور =

حرج أن نطوف بهما؟ فأنزل الله : ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ اللهِ..﴾ الآية ' قال عروة فقلت لعائشة ما أبالي أن لا أطوف بين الصفا والمروة ' وقد قال الله ﴿فَلا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ ' فقالت يا ابن أختي: الا ترى أن الله يقول : ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ اللهِ..﴾.

قال الزهري: فذكرت ذلك لأبي بكر بن عبدالرحمن بن الحارث بن هشام فقال: هذا العلم' قال أبوبكر : ولقد سمعت رجالاً من أهل العلم يقولون لما أنزل الله الطواف بالبيت

=(١/١٦٠)، وأخرجه البخارى فى صحيحه فى أربعة مواضع:

الأول:فى التفسير - باب قول الله تعالى: ﴿إن الصفا والمروة من شعائر الله..﴾(٥/١٥٣)۔

والثانى:فى التفسير - باب و مناة الثالثة الأخرى (٦/٥١)۔

والثالث: فى الحج- باب وجوب الصفا والمروة وجعل من شعائر الله (٢/١٦٩)، وفيه أخرجه بهذا اللفظ كاملًا۔

والرابع:فى العمرة - باب يفعل فى العمرة ما يفعل فى الحج (٢/٢٠٢)۔

وأخرجه مسلم فى الحج- باب بيان أن السعى بين الصفا والمروة ركن لا يصح الحج إلا به(٩٢٨/٢) فيما بعدها۔

وأبو داود فى الحج - باب فى الصفا والمروة، عون المعبود (٥/٣٥٦)، والنسائى - أيضاً- باب ذكر الصفا والمروة (٥/٢٣٨)، والترمذى فى التفسير (٥/٢٠٨)، وابن ماجه فى الحج (٢/٤٩٤)، ومالك فى الموطأ (١/٣٧٣)، والبيهقى فى سننه فى الحج - باب وجوب الطواف بين الصفا والمروة (٥/٩٦)، والبغوى فى شرح السنة (٧/١٣٩)، والحميدى فى مسنده بهذا اللفظ إلى جملة (فقال هذا العلم) ثم ساق بقيته بلفظ يقاربه (١/١٠٧)، وأحمد فى مسنده (٦/١٤٤، ١٦٢، ٢٢٧)، وأبو يعلى الموصلى فى مسنده (٨/١٧٥)، وانظر: الإجابة فيما استدركته عائشة على الصحابة ص ١٤٣، وأخرجه الطبرى فى تفسيره بأكثر من رواية (٣/٢٣٦)، والبغوى (١/١٣٢)، وابن الجوزى (١/١٦٣)، والقرطبى (٢/١٧٨)، والخازن (١/١٠٠)، وابن كثير (١/١٩٨)، والسيوطى (١/١٥٩)۔

حكم السعى بين الصفا والمروة:

قيل: إنه واجب، وهو قول عائشة وعبدالله بن عمر بن الخطاب وجابر بن عبدالله، وعامة الصحابة، وقال به من التابعين: الحسن البصرى وهو مذهب مالك والشافعى والمشهور من مذهب أحمد، وقيل: إنه تطوع وهو قول ابن عباس، وعبدالله بن الزبير ومجاهد و عطاء وابن سيرين، وذهب الثورى وأبو حنيفة إلى أنه ليس بواجب و على من تركه دم۔=

ولم ينزل الطواف بين الصفا والمروة، وأن الله قد ذكر الطواف بالبيت ولم يذكر الطواف بين الصفا والمروة، فهل علينا من حرج ، ألا نطوف بهما؟ فأنزل الله : ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ اللهِ..﴾الآية.

قال أبوبكر : فاسمع هذه الآية نزلت في الفريقين، كلاهما فيمن طاف وفيمن لم يطف.

فسألوا عن ذلك رسول الله ﷺ فقالوا يا رسول الله إنا كنا نتحرج أن نطوف بالصفا والمروة في الجاهلية فأنزل الله : ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ اللهِ..﴾ الآية، قالت عائشة: ثم قد سن رسول اللہ ﷺ الطواف بهما فليس لأحد أن يدع الطواف بهما.

=واستدل من قال بالوجب وأن السعي ركن من أركان الحج والعمرة لا يصحان إلا به، بظواهر النصوص وبالنقل والعقل، إذ أن الرسول ﷺ سعى بين الصفا والمروة وأمر الناس بالسعي، ولم ينقل أن أحدًا من الصحابة ترك السعي وأقر على فعله- لا سيما أن الرسول ﷺ بين للناس مناسكهم بقوله وفعله: " أيها الناس خذوا عنى مناسككم فإني أخشى ألا ألقاكم بعد عامى هذا "، ومن المعلوم أنه لم يحج إلا حجة واحدة هي الأولى والأخيرة-

واستدل من لا يرى وجوب السعي بظاهر قوله: ﴿فلا جناح عليه أن يطوف بهما﴾وأكد هذا بقوله: ﴿ومن تطوع خيراً فهو خير له﴾فذكر التطوع بعد النفى دليل على السنية-

والجواب عن هذا : أن نفى الجناح- أى الإثم- قدر مشترك بين الواجب والمندوب والمباح والمكروه، ولا دلالة على واحد منها بعينه، ولهذا أنكرت عائشة على عروة بن الزبير هذا الفهم (بئس ما قلت يا ابن أختي لو كان كما قلت لكان (ولا جناح عليه ألا يطوف بهما)- ألا ترى أن الصفا والمروة من شعائر الله؟-

ولفظ التطوع عام للسعى وسائر القربات، وقد يراد بالتطوع بالسعى التطوع بالحج والعمرة، فعبر بالجزء وأريد الكل، فتبين رجحان ماذهبت إليه عائشة ومن وافقها، والله اعلم-

انظر أحكام القرآن للجصاص (١/٩٥)، وأحكام القرآن لابن الضريس (١/٤٦)-

(١)أخرجه ابن جرير الطبرى (٣/٢٣٦)، والبغوى (١/١٣٣)، وابن الجوزى مختصراً (١/١٦٣)، والقرطبى (٢/١٧٨)، والخازن (١/١٠٠)، وابن كثير(١/١٩٩)، والسيوطى فى الدرالمنثور (١/١٥٩)، والحديث متفق عليه- انظر تخريجه عند الشخين فى الحديث السابق-

وأخرج مالك فى الموطأ فى الحج - باب جامع السعى - (١/٣٧٣)، والإمام أحمد فى مسنده (٦/١٤٤، ٢٢٧)، وأبو داود فى المناسك باب أمر الصفا والمروة، عون المعبود (٥/٣٥٦)، والنسائى فى مناسك الحج - باب ذكر الصفا والمروة (٥/٢٣٧)، وابن ماجه فى المناسك باب السعى بين الصفا والمروة (٢/٩٩٤)، وابن أبى داود فى المصاحف ص ١٠٠، والبيهقى فى سننه (٥/٩٦)-

(ترجمہ) انصار کے لوگ جو جاہلیت کے زمانہ میں منات بت کو پوجا کرتے تھے منات ایک بت تھا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان تھا۔ انہوں نے عرض کیا یا نبی اللہ ہم صفا اور مروہ کے درمیان منات کی تعظیم کی وجہ سے طواف نہیں کیا کرتے تھے؟ کیا ہم پر کوئی حرج ہے کہ ہم ان کا طواف کرلیا کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: **ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ۔**

حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا مجھے تو کوئی پرواہ نہیں کہ میں صفا اور مروہ کے درمیان طواف نہ کروں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **فلا جناح علیہ ان یطوف بھما** کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہے جو ان دونوں کا طواف کرے تو آپ نے فرمایا اے بھانجے تم نے دیکھا نہیں **ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ** کہ یہ اسلام کے شعائر میں سے ہے۔ (اس کا مطلب یہ نہیں کہ اگر کوئی طواف نہ کرے تو اس پر کوئی حرج نہیں۔ بلکہ جب اللہ تعالیٰ نے **ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ** فرمایا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ طواف یعنی سعی کرنا چاہئے، **لا جناح** سے استدلال کرکے چھوڑنی نہیں چاہئے بلکہ **من شعائر اللہ** سے استدلال کرکے سعی کرنی چاہئے۔ (امداد اللہ انور)

امام زہری فرماتے ہیں کہ میں نے یہ بات ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن ہشام سے ذکر کی تو انہوں نے فرمایا یہی علم ہے۔ ابوبکر نے فرمایا پھر میں نے اہل علم میں سے کئی لوگوں سے سنا۔ جنہوں نے یہی کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے طواف کا حکم نازل کیا۔ تو صفا اور مروہ کے درمیان طواف کا حکم نازل نہیں کیا۔ تو کیا ہم پر کوئی حرج ہے کہ اگر ہم صفا و مروہ کا طواف نہ کریں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ **ان الصفاء والمروۃ من شعائر اللہ** صفا و مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں ان کا طواف کرنا چاہئے۔ ابوبکر فرماتے ہیں کہ غور سے سننا چاہئے کہ یہ آیت دونوں فریقوں کے متعلق نازل ہوئی۔ جو طواف کرتے تھے اور جو طواف نہیں کرتے تھے۔ تو انہوں نے رسول اللہ سے اس کے متعلق پوچھا یا رسول اللہ ہم اس کو حق سمجھتے تھے کہ صفا اور مروہ کا زمانہ جاہلیت میں طواف کریں۔ تو جاہلیت کے زمانے میں اس کا حرج سمجھتے تھے کہ ہم صفا و مروہ کا طواف کریں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی **ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ** آخر آیت تک حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں پھر حضور ﷺ نے ان دونوں کے طواف کو مسنون قرار دیا اب کسی کے لئے درست نہیں کہ ان دونوں کے طواف کو چھوڑ دے۔

(روایت نمبر: ۴۸) حضرت عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا:

أن عروۃ قال لها: أرأیت قول اللہ تعالی: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ

---

(۴۸) أخرج ابن جریر فی تفسیرہ (۳ / ۲۳۶)، وأخرج السیوطی فی الدرالمنثور (۱ / ۱۶۰)، والشوکانی فی فتح القدیر (۱۳۹/۱)۔ وأخرج مسلم فی صحیحہ فی الحج - =

الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾. فما أرى على أحد جناحاً أن لا يطوف بهما، فقالت عائشة : بئسما قلت يا ابن أختي، إنها لو كانت على ما أولتها كانت فلا جناح عليه أن لا يطوف بهما، ولكنها إنما نزلت في الأنصار قبل أن يسلموا كانوا يهلون لمناة الطاغية التي كانوا يعبدونها، وكان من أهلّ لها يتحرج أن يطوف بالصفا والمروة.

(ترجمہ) آپ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ان الصفا والمروة من شعائر الله......الاية کے متعلق کیا فرماتی ہیں میرا خیال یہ ہے کہ وہ ان دونوں کا طواف نہ کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اے بھانجے تم نے بری بات کہی ہے کیونکہ جو معنی تم نے بیان کیا ہے اگر ایسا ہوتا تو قرآن شریف کی آیت یوں ہوتی۔ ان لا یطوف بهما اس پر کوئی حرج نہیں کہ ان دونوں کا طواف نہ کرے۔ لیکن یہ آیت انصار کے متعلق نازل ہوئی جو اسلام لانے سے پہلے منات کی تعظیم کرتے تھے اور اس کی عبادت کرتے تھے تو جو ان کی پوجا کرتا تھا تو وہ اس کو گناہ سمجھتا تھا کہ صفا و مروہ کا طواف کرے۔

(روایت نمبر:۴۹) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

لعمري ما أتم الله حج من لم يسع بين الصفا والمروة ولا عمرته : ولأن الله قال : ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ اللهِ﴾.

مجھے اپنی قسم اللہ تعالیٰ اس شخص کا حج قبول نہیں کریں گے جو صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کرے گا، اور اس کا عمرہ بھی قبول نہیں کرے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ان الصفا والمروة من شعائر الله صفا و مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں۔

(روایت نمبر:۵۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

=باب بيان أن السعي بين الصفا والمروة ركن لا يصح الحج إلا به (۲ /۹۲۸)، وابن ماجه في المناسك - باب السعي بين الصفا والمروة (۲ /۹۹۵)، والبيهقي في سننه في الحج باب وجوب الطواف بين الصفا والمروة وأن غيره لا يجزئ عنه (۵/۹۶).

(۴۹)وكيع عبدالرزاق وعبد بن حميد و مسلم وابنماجه وابن جرير.

(۵۰)أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (۱/۱۶۱).

وأخرجه أبو داود في سننه في الحج باب في الرمل (۵/۳۴۱)، والترمذي في جامعه في الحج- باب ما جاء في كيفية الرمي - (۱/۲۴۶)، والحاكم في مستدركه ووافقه الذهبي (۱/۴۵۹)، وابن ماجه في سننه في المناسك - باب السعي بين الصفا والمروة (۲ /۹۹۴)، والبيهقي في سننه في الحج - باب الإفاضة للطواف (۵ /۱۴۵)، وابن أبي شيبة في مصنفه (۴/۳۲)، موقوفاً على عائشة.

"إنما جعل الطواف بالبيت، والسعي بين الصفا والمروة، ورمي الجمار لإقامة ذكر الله لا لغيره".

بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی اور جمرات کو کنکریاں مارنا یہ اللہ کے ذکر کو قائم کرنے کے لئے ہے کسی اور مقصد کے لئے نہیں ہے۔

﴿وَ السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ﴾	(آیۃ: ۱۶۴)

ترجمہ: آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے آنے جانے میں اور دریاؤں (اور سمندروں) میں چلنے والی کشتیوں میں جو لوگوں کو نفع پہنچاتی ہیں اور جو اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے زمین کو زندگی دی اس کے بنجر ہو جانے کے بعد اور اس میں طرح طرح کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کے پھیرنے میں اور بادل جو آسمان و زمین کے درمیان مسخر ہے (ان میں) تدبیر کرنے والی قوم کیلئے (اللہ کی توحید کی) نشانیاں ہیں۔

زیادہ بارش ہونے کی ایک علامت

(روایت نمبر:۵۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

(۵۱) أخرجه السيوطي في الدر المنثور (۱/۱٦٦)۔

وأخرجه مالك في الموطأ في كتاب الاستسقاء (۱/۱۹۲)، وقال ابن عبدالبر: هذا الحديث لا أعرفه بوجه من الوجوه في غير الموطأ، إلا ما ذكره الشافعي في الأم، قلت: ذكره الشافعي في الأم (۱/۲۳۵)، عن إبراهيم بن محمد بن أبي يحيى عن إسحاق بن عبدالله وابن أبي يحيى وإسحق ضعيفان۔ أما إبراهيم بن محمد فهو متروك لا يحتج به، سئل عنه الإمام مالك أكان ثقة؟ قال: لا، ولا ثقة في دينه۔ وقال أحمد بن حنبل: لا يكتب حديثه، كان قدرياً معتزلياً جهمياً كل بلاء فيه، وكذبه البخاري وابن المديني ويحيى بن معين، انظر: تهذيب الكمال (۱/۱۸٦)، وقد خولف الشافعي في التحديث عنه وتوثيقه، وقد غلط صاحب أو جز المسالك في شرح الموطأ فسماه محمد بن إبراهيم بن أبي يحيى إذ لم يعرف من شيوخه بهذا الاسم أحد (٤/۸۰)۔

أما أسحق بن عبدالله بن أبي فروة فهو متروك ذاهب الحديث متهم في دينه، لا تصح =

"إذا أنشأت بحرية ثم تشامت فتلک عين أو عام غديقة- يعني مطراً كثيراً".
جب سمندر کی طرف سے بادل اٹھے اور شام کی طرف پھیل جائے تو اس سے بہت زیادہ بارش ہوتی ہے۔

بادل دیکھنے کے وقت حضورؐ کا معمول

(روایت نمبر:۵۲) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

أن رسول الله ﷺ كان إذا رأى سحاباً ثقيلاً من أفق من آفاق ترک ما هو فيه وإن كان في صلاة حتى يستقبله فيقول: اللهم إنا نعوذ بک من شر ما أرسلت به فإن أمطر قال: اللهم صيباً نافعاً، مرتين أو ثلاثاً، وإن كشفه الله ولم يمطر حمد الله على ذلک.

حضور ﷺ جب گہرا بادل دیکھتے آسمان کے کنارے میں جس حالت میں ہوتے اور جس کام میں ہوتے تو اس کو چھوڑ دیتے اور اگر نماز میں ہوتے تو یہ دعا کرتے تھے۔ اللھم انا نعوذبک من شر ما أرسلت به اے اللہ ہم آپ سے پناہ مانگتے ہیں اس حالت کے شر سے جس حالت میں بادل کو بھیجا ہے۔ اور

=الرواية عنه ولا يكتب حديثه۔

قال له الزهري: " قاتلك الله يا ابن أبي فروة ما أجرأك على الله ألا تسند أحاديثك، تحدثنا بأحاديث ليس لها خطم ولا أزمة"۔ اهـ۔

انظر: تهذيب الكمال (۲/٤٤٦)۔

وأخرجه الهيثمي في مجمع الزوائد (۲/۲۱۷)، وعزاه للطبراني في الأوسط وقال: تفرد به الواقدي۔

قلت: وفي الواقدي كلام، وقد وثقه غير واحد، وبقية رجاله لا بأس بهم، وقد وثقوا۔

قلت: وهذا من الهيثمي يهون الأمر في قبول رواية الواقدي وكيف هذا !؟ وقد قال فيه الذهبي: مجمع على تركه، وقال النسائي: كان يضع الحديث، وقال ابن عدي: يروي أحاديث غير محفوظة والبلاء منه۔

المغني في الضعفاء (۲/٦١٩)۔

(۵۲)أخرجه السيوطي في الدر المنثور (۱/۱٦٦)، وابن أبي شيبة في مصنفه في الدعاء (۱۰/۲۱۸)، وأبو داود في سننه في الأدب مختصراً ـ باب ما يقول إذا هاجت الريح، عون المعبود (۱٤/۵)۔

وابن ماجة في سننه في الدعاء ـ باب ما يدعو به الرجل إذا رأى السحاب (۲/۱۲۸۰)، والإمام أحمد في مسنده (٦/۱۹۰)، لم أجده في سنن النسائي ـ المجتبى ـ ولعله في السنن الكبرى التي لم تطبع۔

وأخرجه البيهقي في سننه في الاستسقاء ـ باب ما يقال عند هبوب الريح وينهى عن سبها (۳/۳٦۰)۔

اگر بارش ہوتی تو دعا کرتے۔ اللھم صیباً نافعا دو دفعہ یا تین دفعہ فرماتے کہ اے اللہ نفع بخش بارش نازل فرما۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اس بادل کو چھانٹ دیتے اور اس سے بارش نہ برستی تو اس پر بھی اللہ کی حمد بجالاتے۔

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرَا نِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَ الْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ (١٨٠) فَمَنْ م بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ﴾	(الآیتان: ١٨٠، ١٨١)

ترجمہ: تم پر فرض ہے جب تم سے کسی کو موت (کے آثار) ظاہر ہوں اگر اس نے مال چھوڑا ہو تو والدین اور رشتہ داروں کیلئے شریعت کے مطابق وصیت کرے یہ حکم پرہیزگاروں پر لازم ہے (یہ حکم بعد میں منسوخ ہوگیا تھا)۔ پس جس نے (اس کی) وصیت کو سننے کے بعد بدل دیا تو اس کا گناہ ان لوگوں پر ہوگا جو اس کو تبدیل کریں گے بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

ظالم کا صدقہ مردود ہے

(روایت نمبر:۵۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"یرد من صدقة الجانف فی حیاته ما یرد من وصیة المجنف عند موته"۔

(ترجمہ) زندگی میں ظالم کا صدقہ رد کردیا جاتا ہے جس طرح سے موت کے وقت ظلم کی وصیت کرنے والے کی وصیت کو رد کردیا جاتا ہے۔

اپنے بچوں کیلئے مال چھوڑنا افضل ہے

(روایت نمبر:۵۴) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

(٥٣)أخرجه ابن كثير فى تفسيره (١ /٢١٣)، وأخرجه السيوطى فى الدرالمنثور (١ /١٧٥)، والشوكانى فى تفسيره (١ /١٥٨)، وانظر: مراسيل أبى داود ص١٣٦، باب ما جاء فى الهبة عن ابن شهاب قال: " يرد من جنف الحى الناحل - أى: الواهب- فى حياته ما يرد من جنف الميت فى وصيته عند موته " ووصل عند ابن أبى حاتم- كما نقله ابن كثير- فهو عن الزهرى عن عروة عن عائشة وقال ابن أبى حاتم: وقد أخطأ فيه الوليد بن مزيد- يعنى فى وصله إلى عائشة- وإنما هو عن عروة فقط، وكذلك نسبه إلى ابن مردويه عن ابن عباس بلفظ آخر قريب منه۔

(٥٤)أخرجه ابن جرير فى تفسيره (٣٩٥/٣)، والبغوى فى تفسيره (١٤٧/١)، وابن=

أن رجلاً قال لها: إني أريد أن أوصي قالت : كم مالك؟ قال: ثلاثة آلاف ' قالت : كم عيالك قال: أربعة' قالت : قال اللّٰه﴿إن ترك خيرًا﴾ وهذا شيء يسير فاتركه لعيالك فهو أفضل.

(ترجمہ) ایک شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا میں اپنے مال کی وصیت کرنا چاہتا ہوں تو انہوں نے فرمایا کہ تمہارا مال کتنا ہے عرض کیا تین ہزار درہم فرمایا تیرے بچے کتنے ہیں فرمایا چار ،حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اللہ کا ارشاد ہے اِن ترک خیرًا اگر کوئی شخص مال چھوڑتا ہے یہ مال کا وہ حصہ ہے پس اس مال کو اپنے بچوں کے لئے چھوڑ جائے تو یہ تیرے لئے افضل ہے۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ﴾	(آیۃ:۱۸۳)

ترجمہ: اے ایمان والوتم پر روزے فرض کردئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیز گار ہو جاؤ۔

عاشوراء کا روزہ اور ماہ رمضان

(روایت نمبر:۵۵) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

= الجوزی فی زاد المسير (۱/۱۸۲)، والخازن (۱/۱٤۸)، والقرطبی (۱/۲۵۹)، وابن كثير فی تفسيره عن علی بن أبی طالب مثله (۱/۲۱۲)، والسيوطی فی الدرالمنثور (۱/۱۷٤)، والشوكانی فی فتح القدير۔ وأخرجه ابن أبی شيبة فی المصنف (۱۱/۲۰۸)، والبيهقی فی سننه(٦/۲۷۰)، ولم أجده بهذا اللفظ فی سنن سعيد بن منصور وإنما روى آثارًا بمعناه عن غير عائشة (۱/۸۸)، فما بعدها ولم أطلع عليه لابن المنذر وأخرجه عبدالرزاق فی مصنفه (۹/٦۳)، وقول عائشة هذا قول علی بن أبی طالب وابن عباس۔

(۵۵)أخرجه ابن جرير فی تفسيره عن معاذ (۳/٤۱٤)، والبغوی (۱/۱٤۹)، والخازن (۱/۱۵۱)، وابن كثير (۱/۲۱٤)، والسيوطی فی الدرالمنثور (۱/۱۷۷)۔

وأخرجه البخاری فی مواضع من صحيحه فی الحج - باب قول اللّٰه تعالى: ﴿**جعل الله الكعبة البيت الحرام**﴾ (۲/۱۵۸)، وفی الصوم باب صيام يوم عاشوراء (۲/۲۵۰)، وفی الأنبياء باب قول اللّٰه تعالىٰ: ﴿**وكلم الله موسى تكليماً**﴾ (٤/۱۲٦)، وفی مناقب الأنصار- باب أيام الجاهلية (٤/۲۳٤)، وفی كتاب التفسير - باب ﴿**يا أيها الذين آمنوا كتب** =

كان يوم عاشوراء يوماً يصومه رسول الله ﷺ في الجاهلية وكانت قريش تصومه في الجاهلية ، فلما قدم النبي ﷺ المدينة صامه وأمر بصيامه، فلما نزل رمضان كان رمضان هو الفريضة وترك عاشوراء.

(ترجمہ) حضور ﷺ قبل از بعثت دس محرم کو روزہ رکھا کرتے تھے اور قریش کے لوگ بھی اس دن میں روزہ رکھا کرتے تھے پھر جب رسول اللہ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو آپ نے اس دن کا روزہ رکھا اور اس دن کے بعد کے دن کا روزہ بھی رکھا۔ پھر جب رمضان المبارک کے روزوں کا حکم نازل ہوا تو رمضان کے روزے فرض قرار دیے گئے اور عاشورہ کا روزہ چھوڑ دیا گیا۔

(آیۃ:۱۸۴)	﴿وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾

ترجمہ: گنتی کے چند دن روزے رکھ لو، پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا مسافر تو اس پر دوسرے دنوں میں (قضاء) رکھنی ہے، اور ان لوگوں پر جو روزہ کی طاقت نہیں رکھتے فدیہ ہے ایک مسکین کا کھانا، اور جو اس سے بھی زیادہ دے وہ اس کیلئے بہتر ہے لیکن اگر (روزہ چھوڑنے اور فدیہ کے بجائے) روزہ رکھو تو تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔

حضرت عائشہ کی قراءت

(روایت نمبر:۵٦) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا يُطِيْقُوْنَهٗ کو يَطُوَّقُوْنَهٗ پڑھتی تھیں۔

=**عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم لعلكم تتقون﴾** (١٥٤/٥)۔ وأخرجه مسلم في أكثر من موضع من صحيحه في كتاب الصيام - باب صوم يوم عاشوراء - (٧٩٢/٢)، وأبو داود في سننه في الصوم- بابٌ في يوم عاشوراء ، عون المعبود (١٠٧/٧)، والنسائي في الصيام- باب صوم النبي (٢٠٤/٤)، والترمذي في سننه - كتاب الصوم- باب ما جاء في الرخصة في ترك صوم يوم عاشوراء (٥٥٢/١)، والدارمي في سننه باب في صيام يوم عاشوراء (٢٢/٢)، والبيهقي في سننه في الصيام - باب من زعم أن صوم عاشوراء كان واجباً ثم نسخ وجوبه (٢٨٨/٤)، وأخرجه الطحاوي في شرح معاني الآثار (٧٤/٢)، والحميدي في مسنده (١٠٢/١)، والإمام أحمد في مسنده في أكثر من مواضع (٢٠/٦، ٥٠، ١٦٢، ٢٤٤، ٢٤٨، ٢٨٧، ٢٥٩)، وأبو يعلى الموصلي (١٠٠/٨)، وابن حبان في صحيحه (٢٥٣/٥)۔

(٥٦) أخرجه ابن جرير عن عائشة في تفسيره بإسناد صحيح (٤٣٠/٣)، وابن كثير في =

﴿وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾	(آیۃ:۱۸۴)

ترجمہ: گنتی کے چند دن روزے رکھ لو، پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا مسافر تو اس پر دوسرے دنوں میں (قضاء) رکھنی ہے، اور ان لوگوں پر جو روزہ کی طاقت نہیں رکھتے فدیہ ہے ایک مسکین کا کھانا' اور جو اس سے بھی زیادہ دے وہ اس کیلئے بہتر ہے لیکن اگر (روزہ چھوڑنے اور فدیہ کے بجائے) روزہ رکھو تو تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔

روزہ، نماز، تسبیح اور تکبیر اور حوروں کا شوق

(روایت نمبر:۵۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ما من عبد أصبح صائماً إلا فتحت له أبواب اسماء وسبحت أعضاؤه واستغفر له أهل السماء الدنيا إلى أن توارى بالحجاب، فإن صلى ركعة أو ركعتين أضاء ت له السموات نوراً وقلن أزواجه من الحور العين: اللهم اقبضه إلينا فقد اشتقنا إلى رؤيته، وإن هلل أو سبح أو كبر تلقاه سبعون ألف ملك يكتبون ثوابا إلى أن توارى بالحجاب".

(ترجمہ) جو شخص روزہ رکھنے کی حالت میں صبح کرتا ہے تو اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ اور اس کے اعضاء تسبیح ادا کرتے ہیں اور پہلے آسمان کے رہنے والے اس کے گناہوں کی بخشش

=تفسيره بمعناه (۱/۲۱۵)۔

وأخرجه السيوطي في الدرالمنثور (۱/۱۷۸)، وأخرجه البيهقي عن ابن عباس في سننه في كتاب الصيام - باب الشيخ الكبير لا يطيق الصوم ويقدر على الكفارة يفطر ويفتدى (۲۷۰/٤)، وهذه القرة شاذة تؤخذ تفسيراً ولم أجد من نسبها إلى عائشة غير ابن جرير والسيوطي في الدر (۱۷۸/۱)، ومعظم الروايات تسندها إلى ابن عباس أو أبي هريرة۔ انظر: مختصر شواذ القرآن لابن خالويه (۱۱/۱)۔ وانظر المحتسب لابن جني (۱۱۸/۱)۔

(۵۷)أخربه السيوطي في الدرالمنثور(۱/۱۸۰)، ولم أجده لغيره من المفسرين بالأثر۔ وذكره ابن عدى بلفظه في الكامل في الضعفاء (۲/۵٤۸)، وفي إسناده جرير بن ايوب البجلي وهو متروك قال فيه ابوزرعة والبخاري منكرالحديث وقال أبو نعيم: كان يضع الحديث، وقال يحيى بن معين: ليس بشيء۔ وقد ذكر ابن حجر في لسان الميزان (۳/۱۰۱)۔ في ترجمة جرير۔ هذا الحديث وذكر أنه موضوع۔ والله أعلم۔

مانگتے ہیں یہاں تک کہ سورج چھپ جاتا ہے پھر اگر وہ ایک رکعت یا دو رکعت ادا کریں یعنی ایک گنا یا دوگنا ادا کریں تو اس کے لئے سارے آسمان نور کے ساتھ چمکنے لگتے ہیں اس کی حورعین کہتی ہیں۔ اللهم اقبضه الينا فقد اشتقنا الى رؤيته.

(ترجمہ) اے اللہ اس کو موت دیدے اور ہماری طرف بھیج دے ہم اس کے دیدار کا شوق رکھتی ہیں۔

اور اگر وہ لا الــه الا الله پڑھتا ہے اور تسبیح ادا کرتا ہے یا اللہ اکبر کہتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کی طرف آتے ہیں اور اس کے ثواب کو لکھتے رہتے ہیں یہاں تک کہ سورج چھپ جاتا ہے۔

(فائدہ) اس حدیث کے متعلق محدثین نے ضعیف ہونے کا کلام کیا ہے۔ امداداللہ انور

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَ الْفُرْقَانِ......﴾	(آیۃ:۱۸۵)

ترجمہ: ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کیلئے ہدایت ہے اور ہدایت اور حق و باطل میں فرق کرنے کی واضح آیات ہیں پس تم میں سے جو بھی ماہ رمضان کو پائے تو اس کے روزے رکھے، اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں میں قضا کرے، اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ رکھتا ہے اور تمہارے ساتھ دشواری کا ارادہ نہیں رکھتا، تا کہ تم رمضان کے روزوں کی تعداد پوری کرو اور اس بات پر اللہ کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت دی اور تا کہ تم احسان مانو۔

رمضان اور شوال کی وجہ تسمیہ

(روایت نمبر:۵۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے کہا یا رسول اللہ رمضان کیا ہے؟ فرمایا: "أرمض الله فيه ذنوب المؤمنين وغفرها لهم". فشوال؟ قال: "شالت فيه ذنوبهم فلم يبق من ذنب إلا غفره".

(ترجمہ) اس میں اللہ تعالیٰ مومنین کے گناہوں کو ختم کرتے ہیں اور ان کے لئے بخشش دیتے ہیں۔ عرض کیا گیا شوال کیا ہے؟ فرمایا اس مہینے میں مسلمانوں کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں کہ کوئی گناہ باقی نہیں

(۵۸) أخرجه السيوطى فى الدر المنثور (۱/۱۸۳)۔

ولم أعثر عليه لابن مردويه ولا لأبي نعيم الأصبهانى ولو وجدته مسنداً لأمكن الحكم عليه وبيان درجته۔ ولعل الصواب فيه والله أعلم أنه من كلام عائشة۔

رہتا مگر اس کی بخشش کر دی جاتی ہے۔

حضورؐ کا رمضان میں معمول

(روایت نمبر:۵۹) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ إذا دخل رمضان شد مئزره ثم لم یأت فراشه حتی ینسلخ.

(ترجمہ) جب رمضان المبارک آتا تو رسول اللہ ﷺ اپنا ازار بند کس لیتے پھر اپنے بستر پر نہ آتے حتی کہ رمضان ختم ہو جاتا۔ یعنی آپ رمضان میں زیادہ عبادت کرتے۔

رمضان میں حضورؐ کا کثرت نماز وغیرہ

(روایت نمبر:۶۰) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ إذا دخل شهر رمضان تغیر لونه وکثرت صلاته وابتهل في الدعاء وأشفق منه.

(ترجمہ) حضور ﷺ کی یہ حالت تھی کہ جب رمضان المبارک داخل ہوتا تو آپ کا رنگ بدل جاتا اور نماز کی کثرت ہوتی اور خوب دعا کرتے اور خوب ڈر خوف کا اعتراف کرتے۔

---

(۵۹) أخرجه ابن کثیر فی تفسیره بلفظ "إذا بقی عشر من رمضان" (٤ /٥٣٤)، وأخرجه السیوطی فی الدرالمنثور (١ /١٨٥)، وأخرجه البخاری فی فضل لیلة القدر- باب العمل فی العشر الأواخر من رمضان (٢/٢٥٥)، ومسلم فی الاعتکاف باب الاجتهاد فی العشر الأواخر من شهر رمضان (٢/٨٣٢)، وأبو داود فی سننه فی شهر رمضان -باب فی قیام شهر رمضان، عون المعبود (٤/٢٥٢)، والنسائی فی سننه فی قیام اللیل- باب الاختلاف علی عائشة فی قیام اللیل (٣/٢١٨)، وابن ماجه فی سننه فی الصیام - باب فی فضل العشر الأواخر من رمضان (١ /٥٦٢)، وأخرجه الإمام أحمد فی مسنده (٦ /٤١، ٦٨، ١٤٦)، والبیهقی فی شعب الإیمان عنها (٧/٢٥٧)۔

(٦٠) أخرجه السیوطی فی الدرالمنثور (١ /١٨٥)، ولم أجده لغیره من المفسرین بالأثر۔ وفی الجامع الصغیر عن عائشة وعزاه للبیهقی فی شعب الإیمان وضعفه وفیه عبدالباقی بن قانع قال فیه الدارقطنی: کان یحفظ لکنه یخطئ ویصر۔ المیزان (٢ /٥٣٢)، وفیض القدیر (٥/١٣٢)۔ وفی إسناده عند البیهقی أبو جعفر محمد التمیمی منکر الحدیث۔ انظر شعب الإیمان (٧/٢٣١)، وانظر ترجمته فی لسان المیزان (٥/٢٦٤)۔

رمضان اور جمعہ کے دن گناہوں سے بچنے کا فائدہ

(روایت نمبر:۶۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إذا سلم رمضان سلمت السنة، وإذا سلمت الجمعة سلمت الأيام".

(ترجمہ) جب ماہ رمضان میں سلامتی رہے تو پورا سال سلامتی رہتی ہے اور جب جمعہ کے دن میں سلامتی رہے تو باقی ایام میں بھی سلامتی رہتی ہے۔

(فائدہ) یعنی جب کوئی شخص ماہ رمضان میں گناہوں سے بچا رہے تو اس کی برکت پورا سال باقی رہتی ہے اور اگر جمعہ کے دن غلطی سے بچا رہے تو اس ہفتے کے باقی ایام میں بچا رہے گا۔

آسمانی کتابیں رمضان کی کس کس تاریخ میں اتریں

(روایت نمبر:۶۲) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

---

(٦١)أخرجه السيوطى فى الدرالمنثور (١ /١٨٨)۔ ولم أجده لغيره من المفسرين بالأثر۔ وأخرجه ابن عدى فى الكامل فى الضعفاء (/١٩٢٧)،فى ترجمة عبدالعزيز بن أبان وهو كذاب متروك، وأبو نعيم فى الحلية وتفرد به إبراهيم بن سعيد الجوهرى عن عبدالعزيز أبان (١٤٠/٧)، وذكره السيوطى فى الجامع الصغير (١ /٣٧٧)، وعزاه للبيهقى فى شعب الإيمان وتعقبه ابن عراق فى تنزيه الشريعة وضعفه (١٥٥/٢)۔

وذكر ابن الجوزى فى الموضوعات من طريق عبدالعزيز بن أبان (٢ /١٩٤)، وانظر: اللالئ المصنوعة للسيوطى (١٠٤/٢)، والبيهقى فى شعب الإيمان عن عائشة بسند ضعيف (١٠٤/٧)، لضعف الحكم بن عبدالله البلخى قال فيه ابن معين: ليس بشيء انظر ترجمته فى لسان الميزان (٣٣٤/٢)۔

(٦٢)أخرجه ابن جرير الطبرى فى تفسيره (٤٤٦/٣ و ١٠٧/٢٥)، قريباً من هذا اللفظ والسيوطى فى الدرالمنثور بهذا اللفظ (١٨٩/١)۔

وأخرجه ابن أبى شيبة فى مصنفه فى فضائل القرآن– باب فى معنى القرآن متى نزل (٥٣٤/١٠)، وابن نصر فى قيام الليل موقوفاً ومرفوعاً ص ٢٣١۔

وأخرجه السيوطى فى جامع الأحاديث عن واثلة بن الأسقع، وعزاه للطبرانى انظر: جامعه (٢٠٣/٢)۔

ورواه أحمد فى مسنده عن واثلة أيضاً (٤ /١٠٧)، مع اختلاف يسير فى تعداد الأيام، انظر: معجم الطبرانى الكبير (٧٥/٢٢)، وحديث واثلة صحيح وإن وجد فى إسناده عمران =

أنزلت الصحف الأولى في أول يوم من رمضان، وأنزلت التوراة في ست من رمضان وأنزل الإنجيل في اثنتي عشر من رمضان، وأنزل الزبور في ثماني عشر من رمضان وأنزل القرآن في أربع وعشرين من رمضان.

(ترجمہ) سابقہ انبیاء علیہم السلام کے صحیفے ماہ رمضان کی پہلی تاریخ کو نازل ہوئے اور تورات چھ رمضان کو نازل کی گئی اور انجیل بارہ رمضان کو نازل ہوئی اور زبور اٹھارہ رمضان کو نازل ہوئی۔ اور قرآن کریم چوبیس رمضان کو نازل ہوا۔

﴿وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ..﴾	(آیۃ:۱۸۵)

ترجمہ: اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں میں قضا کرے، اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ رکھتا ہے اور تمہارے ساتھ دشواری کا ارادہ نہیں رکھتا، تا کہ تم رمضان کے روزوں کی تعداد پوری کرو اور اس بات پر اللہ کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت دی اور تا کہ تم احسان مانو۔

سفر میں روزہ رکھنے کا مسئلہ

(روایت نمبر:۶۳) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے سفر میں روزے کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

=بن حطان، صدوق يرى رأي الخوارج ولم يمت حتى رجع عنه، تقريب التهذيب (۸۲/۲)۔

وأما سنده عن ابن أبي شيبة فهو منقطع فإن سفيان لم يسمع من أبي العالية ولم تذكر الواسطة بينهما، والله أعلم۔

وذكره ابن حجر في المطالب العالية عن جابر (۳۸٦/۳)، وعزاه لأبي يعلى۔ وهذا وهم وإنما هو عن واثلة فليحرر۔

(٦۳) أخرجه ابن جرير في تفسيره (۲/٤۷۰)، والسيوطي في الدرالمنثور (۱/۱۹۰)، وأخرجه البخاري في الصوم – باب الصوم في السفر والإفطار (۲۳۷/۲)۔

وأخرجه مسلم في الصيام – باب التخيير في الصوم والفطر في السفر (۲/٦۸۹)، والإمام الشافعي، انظر ترتيب مسنده (۲٦۷/۱)۔

وأبو داود في الصوم – باب الصوم في السفر، عون المعبود (۳۹/۷)۔

والترمذي في الصوم – باب ما جاء في الرخصة في السفر (۹۱/۳)۔=

"إن شئت فصم وإن شئت فافطر".

(ترجمہ) اگر چاہوتو روزہ رکھلو اگر چاہوتو افطار کرلو۔

(روایت نمبر:۶۴) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

كل قد فعل النبي ﷺ قد صام وافطر واتم وقصر في السفر.

(ترجمہ) سب کچھ حضور ﷺ نے کیا ہے سفر میں روزہ رکھا بھی ہے چھوڑا بھی ہے اور سفر میں نماز پوری بھی پڑھی ہے اور قصر بھی کی ہے۔

(روایت نمبر:۶۵) حضرت ام ذرہؓ فرماتی ہیں کہ:

كنت عند عائشة فجاء رسول إلي وذلك في رمضان، فقالت لي عائشة: ما هذا؟

=والنسائى فى الصيام - باب ذكر الاختلاف على هشام بن عروة (١٨٧/٤)۔
وأخرجه الحميدى فى مسنده (١٠١/١)، والإمام مالك فى الموطأ (٢٩٥/١)۔
والدارمى فى سننه (٨/٢)، وابن حميد فى المنتخب (٤٠/٣)، بغير هذا اللفظ۔
والإمام أحمد فى مسنده (٤٦/٦، ١٩٣، ٢٠٧، ٢٤٣)۔
والبيهقى فى سننه (٢٤٣/٤)۔
والطحاوى فى شرح معانى الآثار (٦٩/٢)۔
والبغوى فى شرح السنة (٣٠٥/٦)۔
وأبو يعلى فى مسنده (٤٧٧/٧، ١١٨/٨)۔
وابن حبان فى صحيحه (٢٢٩/٥)۔
وابن الجارود فى المنتقى (١٤٣/١)۔

(٦٤)أخرجه السيوطى فى الدرالمنثور (١٩٠/١)، والدارقطنى فى سننه فى الصيام- باب القبلة للصائم (١٨٩/٢)، رواه بطريقين عن عائشة، صحح أحدهما وضعف الآخر ولم أجده فى المنتخب من مسند عبد بن حميد وأخرجه البيهقى فى السنن فى الصلاة- باب فى ترك القصر فى السفر غير رغبة فى السنة (١٤١/٣)، وذكر التركمانى فى الجوهر النقى بهامش السنن: إن الحديث ضعيف بعد أن عدد طرقه وأقوال العلماء فى رجاله، والله أعلم۔

(٦٥)أخرجه السيوطى فى الدرالمنثور (١٩١/١)۔

ولم أجد لغيره مع طول بحث وتحرى، وليس فى منتخب مسند عبد بن حميد وقول عائشة هذا رأى لها يحمل على الأولى والأفضل، وإلا فالسفر فى رمضان والفطر فيه أمر جائز، وقد كان رسول الله ﷺ وأصحابه يسافرون فى رمضان ومنهم الصائم ومنهم المفطر، ولم يكونوا يتركون السفر فى رمضان، والله أعلم۔

فقلت: رسول أخي يريد أن نخرج ' قالت: لا تخرجي حتى ينقضي الشهر ' فإن رمضان لو أدركني وأنا في الطريق لأقمت.

(ترجمہ) میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس موجود تھی کہ میرے پاس ایک قاصد آیا یہ رمضان کا مہینہ تھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھ سے فرمایا یہ کیا کہتا ہے میں نے عرض کیا یہ میرے بھائی کا پیغام رساں ہے وہ چاہتا ہے کہ ہم سفر کے لئے نکلیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم نہ جانا حتیٰ کہ یہ مہینہ پورا ہو جائے۔ پس اگر رمضان کا مہینہ مجھے ملتا اور میں سفر میں ہوتی تو میں وہیں قیام کر لیتی۔

رمضان میں عمرہ

(روایت نمبر:٦٦) حضرت عبدالرحمٰن بن القاسم سے مروی ہے کہ:

عن عبدالرحمن بن القاسم أن إبراهيم بن محمد جاء إلى عائشة يسلم عليها وهو في رمضان، فقالت: أين تريد؟ قال: العمرة، قالت: قعدت حتى دخل هذا الشهر ' لا تخرج ' قال: فإن أصحابي وأهلي قد خرجوا ' قلت وإن أقُر وصم ثم أقم حتى تفطر.

(ترجمہ) حضرت ابراہیم بن محمد حضرت عائشہؓ کے پاس سلام کی غرض سے حاضر ہوئے تو آپؓ نے پوچھا کیا ارادہ ہے؟ عرض کیا عمرہ کرنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اب تک بیٹھے رہے اب جب رمضان کا مہینہ داخل ہو گیا ہے تو آپ عمرہ کیلئے نہ نکلو اس نے عرض کیا میرے ساتھی اور گھر والے چل پڑے ہیں..........

(فائدہ) حضرت عائشہؓ نے رمضان میں عمرہ کرنے سے اس لئے روکا تھا کیونکہ رمضان میں روزہ رکھنا اور دور دراز کا پیدل یا اونٹ وغیرہ پر سفر کرنا آدمی کے لئے مشکل ہوتا تھا، اس لئے سفر میں روزہ جیسا کہ فرض اور رمضان میں روزہ رکھنا چھوٹ جاتا تھا اس لئے منع فرمایا۔

چونکہ اب سفر میں ہر طرح کی سہولتیں ہیں بلکہ روزہ رکھنے سے کچھ تکلیف بھی محسوس نہیں ہوتی اس لئے روزہ، عمرہ بلکہ رمضان میں عمرہ کا حضور ﷺ کے ساتھ حج کرنے کے برابر ثواب بھی حاصل ہوتا ہے۔ (امداد اللہ انور)

(٦٦) أخرجه السيوطى فى الدرالمنثور (١/ ١٩١)، ولم أجد من خرجه غيره۔ ومعنى الأثر غير صحيح تعارضه النصوص الصحيحة الصريحة فى السفر فى رمضان، ومنها على سبيل المثال: الحديث: "عمرة فى رمضان تعدل حجة معى" صحيح مسلم (٢/ ٩١٧)، ولا تتأتى العمرة فى رمضان لعامة المسلمين إلا بالسفر، ولعل قصد أم المؤمنين عائشة- إن صح الأثر عنها أن يتفرغ الإنسان لعبادة الصيام فى بلده ولا يتعرض للسفر لمشقة القضاء بعد فطره أو غير ذلك، والله أعلم۔

مریض اور مسافر کیلئے رمضان کا روزہ بعد میں رکھنا درست ہے

(روایت نمبر:٦٧) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"إن الله يتصدق بفطر رمضان على مريض امتي ومسافرها".
(ترجمہ) اللہ تعالیٰ میری امت کے مریض اور مسافر پر رمضان چھوڑنے کی اجازت کا صدقہ فرماتے ہیں۔

رمضان کے روزے کی تاخیر بھی درست ہے

(روایت نمبر:٦٨) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:
ما كنت أقضي ما علي من رمضان إلا في شعبان حتى توفي الرسول ﷺ.
(ترجمہ) میری رمضان کی قضاء میرے ذمہ ہوتی تھی تو میں اس کو شعبان میں جا کر قضاء کرتی تھی حتیٰ کہ حضور ﷺ کا انتقال ہوگیا (اس وقت تک میرا معمول یہی تھا)۔

آیت کے بعض تفسیری منسوخ کلمات

(روایت نمبر:٦٩) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

---

(٦٧)أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (١٩١/١)، وفي جامع الأحاديث (٢ /٢٩٥)، وعزاه لابن سعد عن عائشة، ومثله في الجامع الصغير، غير أنه رمز له بالضعف، وأشار المناوي إلى أنه حسن، ولم يبين وجه ذلك (٢ /٢١٩)، وأخرجه ابن سعد في الطبقات (١٢٣/٧)، ومعناه صحيح دل عليه القرآن والسنة۔

(٦٨)لم أجد من أخرجه من المفسرين بالأثر۔

وأخرجه أحمد في مسنده (٦ /١٢، ١٧٩، ١٨١)، وأخرجه البخاري في الصوم - باب متى يقضى قضاء رمضان (٢٣٩/٢)، ومسلم في الصيام- باب قضاء رمضان في شعبان (٨٠٢/٢)، وأبو داود في الصوم باب تأخير قضاء رمضان، عون المعبود (٣٢/٧)۔

والترمذي في الصوم - باب ما جاء في تأخير قضاء رمضان (٣ /١٥٢)، والبيهقي في السنن (٢٥٢/٤)، وقال التركماني في الحاشية: "ومن أوجب الفدية على من أخر رمضان ليس معه حجة من كتاب ولا سنة ولا إجماع، وهو قول الحسن وطاووس والنخعي لعموم قوله تعالى: ﴿فعدة من أيام أخر﴾۔اهـ۔

(٦٩)أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (١٩٢/١)، ولم أجده عند غيره من المفسرين۔

وأخرجه الدارقطني في سننه، كتاب الصيام (١٩٢/٢)، بسنده عن عبدالرزاق قال: حدثنا ابن جريج عن ابن هشام قال: قالت عائشة، قال الدارقطني: سقط لم يقله غير عروة۔اهـ۔=

"فعدة من أيام أخر متتابعات" فسقطت متتابعات.

(ترجمہ) فعدة من ايام اخر متتابعات کے الفاظ میں قرآن میں یہ آیت نازل ہوئی تھی لیکن پھر متتابعات کا لفظ ختم کر دیا گیا۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ختم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ لفظ منسوخ کر دیا۔

﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾	(آیۃ:۱۸۵)

ترجمہ: اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ رکھتا ہے اور تمہارے ساتھ دشواری کا ارادہ نہیں رکھتا، تا کہ تم رمضان کے روزوں کی تعداد پوری کرو اور اس بات پر اللہ کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت دی اور تا کہ تم احسان مانو۔

لوگوں کو نفلی عبادات کی کثرت پر مجبور نہ کرو

(روایت نمبر:۷۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"إن هذا الدين متين فأوغل فيه برفق، ولا تكرّ هوا عبادة الله إلى عباد الله فإن المنبت لا يقطع سفراً ولا يستبقى ظهراً".

(ترجمہ) یہ دین مضبوط دین ہے اس میں نرمی کے ساتھ داخل ہو جاؤ اللہ کے بندوں پر اللہ کی عبادت میں جبر نہ کرو.............۔

=وأخرجه البيهقى فى سننه فى كتاب الصيام- باب قضاء شهر رمضان (٤/٢٥٨)، قال البيهقى: "قولها سقطت تريد نسخت، لا يصح لها تأويل غير ذلك"۔

قلت: إسناد هذا الأثر ضعيف لأن ابن جريج مدلس /تهذيب التهذيب(٦/٤٠٢)، وقد عنعن ولم يصرح بالسماع۔ أما انقطاعه عن الدارقطنى بين ابن شهاب الزهرى وعائشة حيث لم يسمع منها، فقد وصل عند البيهقى بعروة بن الزبير، وعند الدارقطنى من طريق آخر۔

(٧٠) أخرجه السيوطى فى الدرالمنثور (١/١٩٣)۔

وأخرجه البيهقى فى سننه بسند صحيح بهذا اللفظ موقوفاً على عائشة ومرفوعاً عن عبدالله بن عمر بن الخطاب (٣/١٨-١٩)، وأخرجه أحمد فى مسنده عن أنس بن مالك مرفوعاً (٣/١٩٩)، وفى سنده عمرو بن حمزة العبسى وهو ضعيف لا يحتج به، انظر: لسان الميزان (٤/٣٦١)، وأصله ثابت فى الصحيحين، انظر اللؤلؤ والمرجان ص٢٥٦۔

بیوی کی خوش طبعی کی رعایت کرنا

(روایت نمبر:۷۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

وضع رسول الله ﷺ ذقني على منكبه لأنظر زفن الحبشة حتى كنت الذي مللت فانصرفت عنهم قالت : وقال يومئذ: "لتعلم يهود أن في ديننا فسحة إني أرسلت بحنيفية سمحة".

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری ٹھوڑی اپنے کندھے پر رکھی تا کہ میں حبشہ والوں کا کھیل دیکھوں حتی کہ جب میرا جی بھر گیا تو میں اس کے دیکھنے سے ہٹ آئی۔ حضور ﷺ نے اس دن فرمایا تھا کہ یہودی جان لیں کہ ہمارے دین میں کشادگی ہے مجھے آسان میانہ روی کا دین دے کر رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

دین کے مسائل کی دوشقوں میں سے آسان کو لینا

(روایت نمبر:۷۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

ما خير رسول الله ﷺ بين أمرين أحدهما أيسر من الآخر إلا اختار أيسرهما ما لم يكن إثماً، فإذا كان إثماً كان أبعد الناس منه .

---

(۷۱)ذكر ابن كثير في تفسيره جزءاً منه وعزاه إلى السنن والمسانيد (۱ /۲۱۷)، وأخرجه السيوطي في الدرالمنثور (۱/۱۹۳)۔

وأخرجه مسلم في صحيحه في كتاب العيدين- باب الرخصة في اللعب الذي لا معصية فيه في أيام العيد (۲/۶۰۹)، والإمام أحمد في مسنده (۶/۱۱۶-۲۳۳)، وهو في الأصل حديثان، نهاية الأول: (فانصرفت عنهم) وهذه رواية مسلم ۔ أما الإمام أحمد فروى هذا بإسناد وذاك بإسناد۔ والله أعلم۔

ومعنى (الزفن) اللعب والرقص۔ انظر النهاية في غريب الحديث (۲/۳۰۵)۔

(۷۲)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر عند هذه الآية ۔

وأخرجه أحمد في مسنده بطرق كثيرة۔انظر: (۶ /۳۲،۸۵، ۱۱۳،۱۱۴، ۱۱۶، ۱۳۰، ۱۶۲،۱۸۲، ۱۸۹، ۲۰۹، ۲۱۲، ۲۲۳،۲۲۹،۲۶۲،۲۸۱)، وأخرجه البخاري في المناقب - باب صفة النبي ﷺ (۴ /۱۶۶)، وفي الأدب - باب قول النبي ﷺ "يسروا ولا تعسروا" (۷ /۱۰۱)، وفي الحدود باب إقامة الحدود والانتقام لحرمات الله (۸/۱۶)، وأخرجه مسلم في الفضائل - باب مباعدته للآثام واختياره من المباح أسهله (۴ /۱۸۱۳)، وأبو داود في الأدب- باب التجاوز في الأمر،عون المعبود(۱۳ /۱۴۳)،وابن ماجه في النكاح باب ضرب النساء (۱ /۶۳۸)، والدارمي في النكاح - باب النهي عن ضرب النساء (۲/۱۴۷)،والحميدي في مسنده (۱/۱۲۵)، وأبو يعلى الموصلي في مسنده (۷/۳۴۵)۔

(ترجمہ) حضور ﷺ کو جب کبھی دو کاموں کے متعلق اختیار دیا گیا تو آپ اس میں اس کام کا انتخاب کرتے تھے جو ان میں سے آسان تر ہوتا تھا۔ جب تک کہ اس میں گناہ نہ ہوتا اور اگر اس میں گناہ ہوتا تو آپ لوگوں سے زیادہ اس سے کنارہ کش ہوتے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر مشکل مسائل نہیں ڈالنا چاہئے

(روایت نمبر:۷۳) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

إن الله عزوجل لم يحب أن يشق عليكم طرفة عين، فمن لم يقدر على عمل إلا بمشقة فلا يأتيه فإن الله ـ عزوجل ـ وضع المشقة عنه، ومن صدع له رأس فأحب أن يصلي جالساً فله أجرُ قائم.

(ترجمہ) اللہ عزوجل کو یہ پسند نہیں ہے کہ وہ تم پر ایک پلک جھپکنے کے برابر مشقت ڈالے پس اگر تم میں سے کوئی کسی عمل پر قدرت نہیں رکھتا سوائے مشقت میں پڑنے کے تو اس کام کو نہ کرے کیونکہ اللہ عزوجل نے انسان سے مشقت کو معاف کیا ہے اور اگر اس کے سر میں درد ہو اور وہ چاہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو اس کو بیٹھ کر نماز پڑھنے میں بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا اجر دیا جاتا ہے۔

(فائدہ) یعنی وہ اعمال جن کا کرنا ضروری ہے اور آدمی میں ہمت نہ ہو اور اس نیک عمل کا کوئی متبادل ہو تو متبادل پر عمل کرنا چاہئے۔ جیسے وضو کرنے سے آدمی کو تکلیف ہوتی ہو یا بیماری میں اضافہ ہوتا ہو تو وہ وضو کی جگہ تیمّم کر لے اس طرح اگر کوئی کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر پڑھ لے۔ اس کو مجبوری اور عذر کی حالت میں اتنا ہی ثواب ملے گا۔

امت کیلئے آسانی پیدا کرنیوالے کیلئے حضورؐ کی دعا

(روایت نمبر:۷۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللهم من رفق بأمتي فارفق به، ومن شق عليهم فشق عليه".

---

(۷۳)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر عند هذه الآية۔ وانظر مسند الفردوس (۱/۲٤٤)، والحديث موضوع، ذكره ابن عراق في "تنزيه الشريعة" وقال: وفيه الحكم بن عبدالله الأيلي، وأبو بحر محمد بن الحسن، والله أعلم أيهما وضعه ـاهـ۔ (۱/۱۱٤)۔

قلت: الحكم بن عبدالله سبقت ترجمته۔ أما أبو بحر محمد بن الحسن قال فيه البرقاني: كان كذاباً، وقال أبو الحسن بن الفرات: كان مخلطاً، وظهر منه في آخر عمره أشياء منكرة، وقال فيه ابن حجر: معروف واه۔ انظر: لسان الميزان (۵/۱۳۱)، فالحديث موضوع كما تبين۔

(۷٤)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر عند هذه الآية۔=

(ترجمہ) اے اللہ جو میری امت کے ساتھ نرمی کرے تو اس کے ساتھ نرمی فرما اور جو ان پر مشقت ڈالے تو ان پر مشقت ڈال دے۔

ماہ رمضان کو صرف ''رمضان'' مت کہو

(روایت نمبر:۷۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

"لا تسموا شهر رمضان: رمضان، فإن رمضان اسم من أسماء الله ، فانسبوه إليه كما نسبه

=وأخرجه أحمد في مسنده بهذا اللفظ عن عائشة في مواضع (٦٢/٦، ٩٣،٢٥٧، ٢٥٨، ٢٦٠)، وبمثله۔

أخرجه الديلمي في مسند الفردوس (٥٦٣/٥)، وأخرجه مسلم في صحيحه بزيادة (اللهم من ولي من أمر أمتي شيئاً فشق عليهم ...إلخ)۔ كتاب الإمارة باب فضيلة الإمام العادل وعقوبة الجائر (١٤٥٩/٣)۔

(٧٥)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر عند هذه الآية۔ وانظر المسند (١٧٤/٥)۔

وأخرجه البيهقي في سننه بطريقين عن أبي هريرة- باب ما روى في كراهية قول القائل: جاء رمضان وذهب رمضان، وضعفه لأن في سنده أبو جعفر(٢٠١/٤)، وذكره ابن الجوزي في الموضوعات(١٨٧/٢)، بلفظ: "لا تقولوا رمضان فإن رمضان اسم من أسماء الله ولكن قولوا شهر رمضان"۔

وقال: هذا حديث موضوع لا أصل له، وتعقبه السيوطي في اللالئ المصنوعة (٩٧/٢)،وقال: إنه ضعيف وليس بموضوع محتجاً برواية البيهقي وأخرجه الديلمي في مسند الفردوس (١٧٤/٥)، وابن عدي في الكامل في الضعفاء عن أبي هريرة (٢٥١٧/٧)۔

قلت: الحديث ضعيف المتن والسند۔

أما المتن فإن رمضان ليس من أسماء الله تعالى، ولا أعرف أحداً قال به۔ أما السند فإن أبا معشر واسمه: نجيح بن عبدالرحمن السندي۔قال فيه البخاري منكر الحديث ، وضعفه ابن معين والقطان والنسائي، وقال فيه أحمد بن حنبل: كان صدوقاً لكنه لا يقيم الإسناد ليس بذاك۔

وما روى عن قبول الرواية عنه وتوثيقه عند بعض العلماء إنما هو في التاريخ وليس في الحديث والله أعلم۔

انظر: تهذيب التهذيب (٤١٩/١٠)، وقد ثبت في سنن النسائي عن أبي بكرة ما يفيد جواز استعمال لفظ رمضان، ونصه: " قال رسول اللهﷺ"لا يقولن أحدكم صمت رمضان ولا قمته كله، ولا أدري أكره التزكية أم لا بد من غفلة ورقدة "۔ انظر: السنن (١٣٠/٣)، وعند النسائي: إذا دخل رمضان فتحت أبواب الجنة وغلقت أبواب النار (١٢٩/٤)

لکم فی القرآن".

(ترجمہ) ماہ رمضان کو رمضان نہ کہو کیونکہ رمضان اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے بلکہ رمضان کی طرف ایسی ہی نسبت کرو جیسی قرآن پاک میں نسبت کی گئی ہے۔

(فائدہ) یعنی شھر رمضان الذی انزل فیه القرآن کہا گیا ہے۔ تو ماہ رمضان کو شہر رمضان یعنی ماہ رمضان کہا کرو خالی رمضان نہ کہا کرو۔

﴿وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ..﴾	(آیۃ:۱۸۶)

ترجمہ: اور جب آپؐ سے میرے بندے میرے متعلق پوچھیں تو میں (ان کے) قریب ہوں میں دعا مانگنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے پس چاہئے کہ وہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان رکھیں شاید کہ وہ نیک راہ پر آجائیں۔

تقدیر میں دعا کا فائدہ

(روایت نمبر:۷۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

---

(۷٦) أخرجه السيوطی فی الدرالمنثور (۱/۱۹۵)۔

وأخرجه الحاکم فی المستدرك فی کتاب الدعاء (۱/۴۹۲)، وقال الذهبی : صحيح غير أن زکريا بن منظور- أحد رواته- مجمع علی ضعفه۔

قلت: معنی کلام الذهبی أنه صحيح بطرق أخری، أما بهذا الطريق فضعيف، والله أعلم۔

وأخرج الترمذی فی جامعه عن ابن عمر جزءًا منه بلفظ: " إن الدعاء ينفع مما نزل ومما لم ينزل فعليکم عباد الله بالدعاء "۔ اهـ (۵/۵۵۲)۔

وأخرجه أحمد فی مسنده (۵/ ۲۳٤)، عن معاذ بن جبل بلفظ: "لا ينفع حذر من قدر"۔ کما فی لفظ الترمذی۔

قلت: الحديث بهذه الطرق ضعيف لضعف زکريا بن منظور عندالحاکم وضعف عبدالرحمن بن أبی بکر القرشی عند الترمذی وضعف شهر بن حوشب عند أحمد فهو کثير الإرسال والأوهام، وقد عنعن فی هذاالحديث ۔

انظر: تقريب التهذيب (۱/۲٦۱،۳۵۵،٤۷٤)۔

قال رسول الله ﷺ : "لا يغني حذر من قدر' والدعاء ينفع مما نزل وما لم ينزل' وان البلاء لينزل فيتلقاه الدعاء فيعتلجان إلى يوم القيامة".

(ترجمہ) حضور ﷺ فرماتے ہیں تقدیر سے ڈرنا چاہئے دعا اس چیز میں فائدہ دیتی ہے جو اتر چکی ہو یا ابھی نہ اتری ہو اور بلا بھی اگر اترتی ہے تو دعا اس کا مقابلہ کرتی ہے اس طرح سے اور دعا قیامت کے دن تک جھگڑتی رہے گی مقابلے میں رہے گی۔

(فائدہ) مطلب یہ ہے کہ مصیبت آئے تو آدمی دعا کرے تو مصیبت ٹل جاتی ہے اگر دعا نہ کرے تو مصیبت لگی رہتی ہے تو اس طرح سے ان دونوں کا مقابلہ رہے گا۔ جب تک دعا نہیں کرو گے تو بلا کا ٹلنا مشکل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا حضرت عائشہؓ کو جبرائیلؑ کے ذریعہ سلام

(روایت نمبر:۷۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

سألت رسول الله ﷺ عن هذه الآية: ﴿أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾ . قال: يا رب مسألة عائشة' فهبط جبريل' فقال: الله يقرئك السلام هذا عبدي الصالح بالنية الصادقة وقلبه تقي يقول: يا رب ' فأقول: لبيك ' فأقضي حاجته.

(ترجمہ) میں نے رسول اللہ ﷺ نے آیت اجیب دعوۃ الدع اذا دعان کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اے رب عائشہ سوال کر رہی ہے تو جبرائیل علیہ السلام اترے اور فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو سلام پیش فرماتے ہیں۔ اس آیت سے میرا وہ نیک بندہ مراد ہے جس کی نیت سچی ہو اور دل اس کا پرہیزگار ہو اور وہ کہے یا رب! تو میں کہتا ہوں لبیک پھر میں اس کی ضرورت پوری کر دیتا ہوں۔

حالت جنابت میں نماز اور روزہ

(روایت نمبر:۷۸) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

---

(۷۷) أخرجه ابن كثير في تفسيره (۱ /۲۱۹)، بهذا اللفظ عن ابن مردويه، وقال هذا حديث غريب من هذا الوجه۔ اهـ۔ وانظر: تفسير السيوطي (۱ /۱۹۳)۔قلت: إسناده ضعيف لضعف إسحاق بن إبراهيم بن أبي نافع، قال فيه الدارقطني : دجال، وروى عن عائشة حديثاً موضوعا: "حَبٌ يحمل في الهند يقال له الداري من شرب منه لم يقبل منه صلاة أربعين سنة، فإن تاب تاب الله عليه"۔ انظر: لسان الميزان (۳۴۸/۱)۔

(۷۸)أخرجه السيوطي في الدر المنثور (۱۹۹/۱) واخرجه احمد في مسنده عن عائشة =

أن رجلاً سأل رسول الله ﷺ فقال: يا رسول الله : تدركني الصلاة وأنا جنب وأنا أريد الصيام، فقال رسول الله ﷺ: "وأنا تدركني الصلاة وأنا جنب وأنا أريد الصيام فأغتسل ثم أصوم". فقال الرجل : إنا ليس مثلك، فقد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر، فغضب رسول الله ﷺ وقال: "والله إني لأرجو أن أكون أخشاكم لله عزوجل وأعلمكم بما أتقي...".

(ترجمہ) ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور عرض کیا میرے سامنے نماز کا وقت آتا ہے جب کہ میں حالت جنابت میں ہوتا ہوں اور میں روزہ بھی رکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں تو جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میری بھی یہی حالت ہوتی ہے کہ مجھے نماز کا وقت آتا ہے اور میں حالت جنابت میں ہوتا ہوں اور میں روزہ بھی رکھنا چاہتا ہوں تو میں غسل کر لیتا ہوں اور پھر روزہ رکھ لیتا ہوں۔ تو اس شخص نے عرض کیا ہم آپ کے مثل نہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ تو حضور ﷺ ناراض ہوئے اور فرمایا خدا کی قسم مجھے امید ہے کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ عزوجل سے ڈرنے والا ہوں اور میں تم سب سے زیادہ تقویٰ اور پرہیزگاری کا عالم ہوں۔

﴿فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ﴾	(آیۃ:۱۸۷)

ترجمہ: تمہارے لئے حلال ہے روزے کی رات میں اپنی بیویوں کے پاس جانا وہ تمہارا لباس

=بأكثر من طريق (٦ /٦٤، ٦٧، ٧١، ١٠١، ١٠٢)، ومالك في الموطأ في الصيام- باب ما جاء في صيام الذي يصبح جنباً في رمضان (١٨٩/١)، والشافعي في مسنده في الصوم - باب ما يفسد الصوم وما لا يفسد۔ ترتيب المسند (١٥٨/١)، فما بعدها۔

وأخرجه مسلم في الصوم- باب صحة من طلع عليه الفجر وهو جنب (٢ /٧٨١)، وأبو داود في سننه في الصوم باب من أصبح جنباً في شهر رمضان۔ انظر:عون المعبود (١٨/٧)، وأخرجه الطحاوي في شرح معاني الآثار باب الرجل يصبح في يوم من شهر رمضان جنباً هل يصوم أو لا؟ (٢ /١٠٦)، والبيهقي في الصوم - باب من أصبح جنباً في رمضان (٢١٣/٤)، وأخرجه ابن حبان في صحيحه في أكثر من طريق، انظر مثلاً (٥ /٢٠٤)، وأبو يعلى في مسنده (٤٠١/٧)، وابن أبي شيبة في مصنفه (٨٠/٣)۔

ہیں اورتم ان کا لباس ہواللہ جانتا ہے تم (شب باشی کر کے) اپنے نفسوں سے خیانت کرتے تھے اللہ نے تمہاری توبہ کو قبول کیا اور تمہیں معاف کیا اب ان سے مباشرت کرواور (اولاد) طلب کرو جو اللہ نے تمہارے لئے لکھی ہے اور کھاؤ اور پیو (تمام رات) جب تک کہ تمہارے لئے سفید دھاری صبح کی سیاہ دھاری سے فجر کے وقت صاف ظاہر ہو جائے پھر روزہ کو رات (غروب) تک پورا کرو، اورتم ان سے مباشرت نہ کرو جب کہ تم مسجدوں میں اعتکاف کرو یہ (احکام) اللہ کی حدود ہیں ان کے قریب نہ جاؤ اسی طرح اللہ اپنی آیات کو لوگوں کیلئے بیان کرتا ہے تا کہ وہ (محرمات سے) بچتے رہیں۔

حالت جنابت میں روزہ

(روایت نمبر:۷۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كان رسول الله ﷺ يدركه الفجر في رمضان وهو جنب من أهله يغتسل ويصوم.

(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ کے سامنے رمضان المبارک کی فجر ہو جاتی تھی حالانکہ وہ جنابت کی حالت میں ہوتے تھے۔ پھر آپ غسل کرتے تھے اور روزہ رکھ لیتے تھے۔

مسلسل روزے رکھنا

(روایت نمبر:۸۰) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

أن امرأة سألت عائشة عن وصال صيام رسول الله ﷺ فقالت: أتعملين كعمله ؟! فإنه قد غفر له ما تقدم من ذنبه وما تأخر، وكان عمله نافلة، ثم قالت عائشة : أما أنا

---

(۷۹)أخرجه ابن كثير فى تفسيره (۱ /۲۲۳)، والقرطبى (۲ /۳۲٦)، والسيوطى فى الدرالمنثور (۱ /۱۹۹)، وانظر: مصنف ابن أبى شيبة (۳ /۸۰)،وهو متفق عليه من رواية عائشة وأم سلمة، انظر: اللؤلؤ والمرجان (۱ /۲٤٦)، والنسائى (۱ /۱۰۸)،وانظر: تخريج الحديث الذى قبله فهذا قطعة منه۔

(۸۰)أخرجه ابن كثير فى تفسيره قريباً منه (۱/۲۲۳)، مثله القرطبى (۲ /۳۱۸،۳۱۹)، وانظر مسند أبى يعلى (۸/۵۸)۔

وأخرجه البخارى فى الصوم- باب الوصال (۲ /۲٤۲)،وأخرجه مسلم بمعناه فى الصيام باب النهى عن الوصال فى الصوم (۲/۷۷٤) والبيهقى فى الصيام باب النهى من الوصال رواه بثلاثة طرق (٤/۲۸۲)۔

وأحمد فى مسنده عن عائشة فى أكثر من طريق (٦/۸۹،۹۳،۱۲٦،۲٤۲،۲۵۸)۔

فو اللہ ما صمت لیلاً قط' إن اللہ تعالیٰ قال : ﴿ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیلِ﴾.

(ترجمہ) ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور ﷺ کے مسلسل روزہ رکھنے کی بات پوچھی؟ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا: کیا تم بھی حضور ﷺ کے عمل کی طرح کرنا چاہتی ہو۔ حضور ﷺ کے تو اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔ آپ کا یہ عمل نفل ہوتا تھا۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میری حالت تو یہ ہے کہ میں مسلسل رات دن روزہ نہیں رکھتی۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے پھر روزے کو رات تک پورا کرو۔

(فائدہ) اس سے معلوم ہوا کہ روزہ غروب آفتاب تک ہے اس کے بعد نہیں ہے اس لئے رات کو روزہ نہیں رکھتی۔ بلکہ رات کو کھاتی پیتی ہوں۔ حضور ﷺ اگر مسلسل دو تین مہینے روزے رکھتے تھے تو یہ حضور ﷺ کا نفلی عمل ہوتا تھا۔ اور امت میں سے اس طرح کے روزے نہیں تھے۔

حضرت بلال اور حضرت ابن ام مکتوم کی اذانیں

(روایت نمبر:۸۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"لا یمنعکم أذان بلال من سحورکم، فإنہ ینادی بلیل، فکلوا واشربوا حتی سمعوا أذان ابن أم مکتوم، فإنہ لا یؤذن حتی یطلع الفجر".

(ترجمہ) تمہیں بلال کی اذان سحری کھانے سے نہ روکے کیونکہ وہ رات کے وقت اذان دے دیتے ہیں تم کھاتے اور پیتے رہو حتیٰ کہ تم عبداللہ بن ام مکتوم کی اذان سنو۔ کیونکہ وہ اذان نہیں دیتے مگر جب فجر طلوع ہو جاتی ہے۔

---

(۸۱) أخرجہ ابن جریر عن سمرۃ بن جندب (۳/۵۱۵)، والقرطبی فی تفسیرہ (۲/۳۲۹)، وابن کثیر (۱/۲۲۳)، وأخرجہ السیوطی فی الدرالمنثور (۱/۲۰۰)، عن عائشۃ۔

وأخرجہ البخاری فی کتاب الصیام - باب لا یمنعکم من سحورکم أذان بلال (۲/۲۳۱)، فی کتاب الأذان فی ثلاثۃ أبواب: باب أذان الأعمی، وباب الأذان قبل الفجر، وباب الأذان بعد الفجر (۱/۱۵۳)، وفی کتاب الشہادات - باب شہادۃ الأعمی وأمرہ ونکاحہ (۲/۱۵۳)، وفی کتاب أخبار الآحاد - باب ما جاء فی إجازۃ خیر الواحد الصدوق فی الأذان والصلاۃ (۸/۱۳۲)، وأخرجہ مسلم فی کتاب الصیام - باب بیان أن الدخول فی الصوم یحصل بطلوع الفجر (۲/۷۶۸)، والترمذی فی کتاب الصلاۃ باب ما جاء فی الأذان باللیل (۱/۳۹٤)، وفی کتاب الصوم - باب ما جاء فی بیان الفجر (۳/۸۵)، والنسائی فی سننہ فی کتاب الأذان باب المؤذنان للمسجد الواحد، وھو یؤذنان جمیعاً أو فرادی، (۲/۱۰)

رات کو کھائے بغیر مسلسل روزے رکھنا مکروہ ہے

(روایت نمبر:۸۲) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

ثم أتموا الصيام إلى الليل . يعني : أنها كرهتِ الوصال.

(ترجمہ) پھر روزے کو رات تک پورا کرو اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلسل روزہ رکھنا مکروہ قرار دیا ہے۔

صوم وصال کیوں مکروہ ہے

(روایت نمبر:۸۳) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

نهى رسول الله ﷺ عن الوصال رحمة لهم ' فقالوا: إنک تواصل ' قال: إني لست كهيئتكم إني يطعمني ربي ويسقيني.

(ترجمہ) حضور ﷺ نے امت پر رحمت اور شفقت کرتے ہوئے مسلسل روزہ رکھنے سے منع فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا آپ ﷺ تو مسلسل روزہ رکھتے ہیں تو فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے میرا رب کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے۔

---

(۸۲)أخرجه ابن جرير الطبرى فى تفسيره (۳ /۵۳٤)، وابن كثير فى تفسيره (۲۲۳/۱)،والسيوطى فى الدرالمنثور (۱/۲۰۰)۔

وأخرجه ابن أبى شيبة فى مصنفه (۳ /۸۳)، عن قدامة قال: قالت عائشة: والصواب أنه قتادة بن دعامة السدوسى وهو ضعيف للانقطاع بين قتادة، وعائشة حيث لم يسمع منها ولم أجده فى المنتخب لعبد بن حميد وأخرجه ابن جرير الطبرى فى التفسير و فيه الانقطاع المذكور (۵۳٤/۳)، و كراهية الوصال ثابتة بأحاديث فى الصحيحين وغيرهما۔

(۸۳)أخرجه الطبرى فى تفسيره بأكثر من رواية (۳ /۵۳۷)، وابن كثير فى تفسيره (۲۲۳/۱)، والسيوطى فى الدرالمنثور (۱/۲۰۰)۔

وأخرج البخارى فى كتاب الصوم - باب الوصال ليس فى الليل صيام (۲ /۲٤۲)، وفى كتاب التمنى - باب ما يجوز من الوصال (۸/۱۳۰)، وأخرجه مسلم فى الصيام (۷۷٤/۲)۔

وأخرجه أبو داود فى كتاب الصوم، باب الوصال عن ابن عمر، عون المعبود (٦/٤۸۷)، والترمذى فى كتاب الصوم - باب ماجاء فى كراهية الوصال للصائم (۳ /۱٤۸)، والبيهقى فى سننه (۲۸۲/٤)، ولم أجده عند النسائى بعد طول عناء، ووجدته فى السنن الكبرى ، انظر تحفة الأشراف (۱۲/۱۷۵)۔

روزہ میں بیوی کا بوسہ لینا

(روایت نمبر:۸۴) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

أهوى إلي رسول الله ﷺ ليقبلني وأنا صائمة، فقلت: إني صائمة، فقال وأنا صائم فقبلني.

(ترجمہ) حضور ﷺ میری طرف جھکے تا کہ مجھے بوسہ دیں جبکہ میں روزہ کی حالت میں تھی تو میں نے عرض کیا کہ مجھے روزہ ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا میں بھی روزے سے ہوں پھر آپ نے میرا بوسہ لیا۔

﴿...وَ اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ﴾	(آیۃ:۱۸۷)

ترجمہ: تمہارے لئے حلال ہے روزے کی رات میں اپنی بیویوں کے پاس جانا وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو اللہ جانتا ہے تم (شب باشی کر کے) اپنے نفسوں سے خیانت کرتے تھے اللہ نے تمہاری توبہ کو قبول کیا اور تمہیں معاف کیا اب ان سے مباشرت کرو اور (اولاد) طلب کرو جو اللہ نے تمہارے لئے لکھی ہے اور کھاؤ اور پیو (تمام رات) جب تک کہ تمہارے لئے سفید دھاری صبح کی سیاہ دھاری سے فجر کے وقت صاف ظاہر ہو جائے پھر روزہ کو رات (غروب) تک پورا کرو، اور تم ان سے مباشرت نہ کرو جب کہ تم مسجدوں میں اعتکاف کر رہے (احکام) اللہ کی حدود ہیں ان کے قریب نہ جاؤ اسی طرح اللہ اپنی آیات کو لوگوں کیلئے بیان کرتا ہے تا کہ وہ (محرمات سے) بچتے رہیں۔

---

(۸٤) أخرجه القرطبي في تفسيره (٣٢٤/٢): وابن كثير في التفسير (٢٢٣/١)، والسيوطي في تفسيره (٢٠٠/١)، وانظر مسند أبي يعلى (٤٠٣/٧، ٢٥/٨).

وأخرجه البخاري في الصوم- باب القبلة للصائم (٢٣٣/٢)، ومسلم في الصيام - باب بيان أن القبلة في الصوم ليست محرمة على من لم تحرك شهوته (٢٠ /٧٧٦)، وأبو داود في الصوم- باب القبلة للصائم عون المعبود (٧ /٩)، والترمذي في الصوم باب ما جاء في القبلة للصائم (١٠٦/٣)، فما بعدها وابن ماجه في الصيام - باب ما جاء في القبلة للصائم (٥٣٧/١)، والبيهقي في سننه باب إباحة القبلة (٢٣٣/٤)، والبغوي في شرح السنة- باب قبلة الصائم (٢٧٣/٦)، والحميدي في مسنده (١٠١/١)، والدارقطني في سننه (١٨٠/٢)، والطحاوي في شرح معاني الآثار (٩١/٢)، والدارمي في سننه في الصوم باب الرخصة في القبلة للصائم (٢ /١٢)، وابن حبان في صحيحه (٢٢١/٥)، فما بعدها وأحمد في مسنده بطرق كثيرة، انظر مثلاً: (٣٠/٦، ٤٠، ١٩٣، ٢٠١، ٢٠٧، ٢٥٦، ٢٦٤، ٢٦٥).

رمضان کے آخری دس دن میں اعتکاف

(روایت نمبر:۸۵) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

أن النبي ﷺ كان يعتكف العشر الأواخر من رمضان حتى توفاه الله عزوجل ثم اعتكف أزواجه من بعده.

(ترجمہ) حضور ﷺ ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے تھے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی پھر آپ کی ازواج آپ کے بعد اسی طرح سے اعتکاف میں بیٹھتی تھیں۔

بغیر روزہ کے اعتکاف درست نہیں

(روایت نمبر:۸۶) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

لا اعتكاف إلا بصوم.

---

(۸۵)أخرجه البغوى فى تفسيره (۱/۱۹۵)،والخازن فى تفسيره (۱/۱٦٤)، والسيوطى فى الدرالمنثور (۱/۲۰۱)، وانظر: سنن الدارقطنى باب الاعتكاف (۲/۲۰۱)،والبيهقى فى سننه باب الاعتكاف فى المسجد (٤/۳۱۵)، وأخرجه البخارى فى كتاب الاعتكاف باب الاعتكاف فى العشر الأواخر والاعتكاف فى المساجد كلها (۲/۲۵۵)، وأخرجه مسلم فى الاعتكاف - باب الاعتكاف فى العشر الأواخر من رمضان (۲/۸۳۰)، وأبو داود فى الصوم- باب الاعتكاف، عون المعبود (۷/۱۳۳)۔

(۸٦)أخرجه القرطبى فى تفسيره (۲/۳۳٤)،والسيوطى فى الدرالمنثور (۱/۲۰۲)۔

وانظر: المصنف (۳/۸۲)، وسنن الدارقطنى (۲/۱۹۹)، وسنن البيهقى (٤/۳۱۷)۔ وهذا الأثر ضعيف لا يحتج به فهو عند ابن أبى شيبة فيه ثلاثة لا يحتج بهم فقد ترك حديثهم حفص بن سليمان الأسدى والحكم بن ظهير، وليث بن أبى أسلم۔

وأخرجه الحاكم فى المستدرك (۲/۲۰۰)، وسكت عنه الذهبى فى التلخيص۔

انظر: تقريب التهذيب (۱/۱۸٦،۱۹۱،۲/۱۳۸)۔

وأما عند الدارقطنى: فقد تفرد به سويد بن عبدالعزيز الدمشقى وهو ضعيف متروك، انظر: تقريب التقريب (۱/۳٤۰)، وميزان الاعتدال (۲/۲۵۲)، وروى عن عائشة موقوفاً كما عند البيهقى والصحيح أنه لا يشترط الصوم فى الاعتكاف إلا إذا شرط المعتكف ذلك على نفسه۔

وقد بوب البخارى فى صحيحه- باب من لم ير عليه صوماً إذا اعتكف وساق حديث عمر بن الخطاب إنه نذر فى الجاهلية أن يعتكف ليلة فى المسجد الحرام، فقال له رسول الله ﷺ أوف بنذرك۔ وثبت أن النبى ﷺ اعتكف فى آخر العشر من شوال۔

(ترجمہ) اعتکاف بغیر روزے کے نہیں ہوسکتا۔

حالت اعتکاف میں سر دھلوانے کی ایک مخصوص صورت

(روایت نمبر:۸۷) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

كان النبي ﷺ يعتكف فيخرج إلي رأسه من المسجد وهو عاكف فأغسله وأنا حائض.

(ترجمہ) حضور ﷺ اعتکاف فرماتے تھے اور اپنا سر مبارک ایک طرف مسجد سے نکالتے تھے تو میں آپ کا سر دھوتی تھی جب کہ میں حالت حیض میں ہوتی تھی۔

﴿وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾	(آیۃ:۱۹۶)

ترجمہ: اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ کیلئے

عورتوں کیلئے افضل جہاد ''حج'' ہے

(روایت نمبر:۸۸) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

قلت يا رسول الله نرى الجهاد أفضل العمل' أفلا نجاهد؟. قال: "لكن أفضل الجهاد : حج مبرور".

(ترجمہ) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارا خیال ہے کہ جہاد سب سے افضل کام ہے تو کیا ہم جہاد نہ کیا کریں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا حج مقبول تمہارے لئے افضل جہاد ہے۔

---

(۸۷)أخرجه ابن جرير في تفسيره بأكثر من طريق (۵۴۳/۳)، فما بعدها، والبغوى فى تفسيره (۱۵۹/۱)، والخازن فى تفسيره (۱۶۵/۲)، وابن كثير روايات فى السنن والمسانيد۔

(۸۸)أخرجه السيوطى فى الدرالمنثور (۲۱۰/۱)، ولم أجده لغيره من المفسرين بالأثر، وأخرجه البخارى بهذا اللفظ فى موضعين من صحيحه فى كتاب الحج - باب فضل الحاج (۱۴۱/۲)، وفى كتاب الجهاد - باب فضل الجهاد والسير (۲۰۰/۳)، والنسائى فى سننه فى كتاب المناسك - باب الحج (۱۱۴/۵)، ومثله ابن ماجة - باب الحج جهادالنساء (۹۶۸/۲)، والإمام أحمد فى مسنده (۶۸،۶۷/۶، ۷۱، ۷۵، ۷۹، ۱۲۰، ۱۶۵، ۱۶۶)۔

(روایت نمبر:۸۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قلت يا رسول الله هل على نساء جهاد؟ قال: "عليهن جهاد، لكن لا قتال فيه الحج والعمرة".

(ترجمہ) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا عورتوں پر جہاد ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں ان پر جہاد ہے لیکن اس میں لڑنا نہیں ہے اور وہ حج وعمرہ ہے۔

نیک عمل میں مشقت کے بقدر زیادہ ثواب

(روایت نمبر:۹۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أن النبي ﷺ قال لها في عمرتها : "إن لك من الأجر على قدر نصبك ونفقتك".

(ترجمہ) حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان کے عمرہ کے دوران فرمایا تمہارے لئے تمہاری مشقت اور تمہارے خرچ کے مطابق اجر ہوگا۔

سفر حج میں مرنے والے کیلئے جنت ہے

(روایت نمبر:۹۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"من خرج في هذا الوجه لحج أو عمرة فمات فيه لم يعرض ولم يحاسب و قيل له: ادخل

(۸۹)أخرجه السيوطى فى الدرالمنثور (۱/ ۲۱۰)۔

وأخرجه ابن ماجه فى المناسك - باب الحج جهاد النساء (۹٦۸/۲)، وابن أبى داود فى المصاحف ص۱۰۱، وابن خزيمة فى صحيحه (۳٥۹/٤)،وأخرجه أحمد فى مسنده (٦۷/٦، ۷۱، ۱۲۰، ۱۲٥، ۱٦٦)، وأخرجه البخارى فى الصحيح - باب جهاد النساء بلفظ: " جهاد كن الحج " (۲۲۰/۳)، وبهذا رواه أحمد بأكثر من طريق۔ انظر: (٦۸/٦،۷٥،۷۹)،والدارقطنى فى الحج باب المواقيت (۲۸٤/۲)۔

(۹۰)أخرجه السيوطى فى الدرالمنثور (۲۱۱/۱)۔

وآخرجه بهذا اللفظ الحاكم فى المستدرك فى المناسك - باب الأجر على قدر النفقة والتعب، وقال: إنه على شرط الشيخين ولم يخرجاه ، ووافقه الذهبى فى التلخيص (٤۷۱/۱)، والدارقطنى فى الحج باب المواقيت (۲۸٦/۲)۔

وأخرجه البخارى فى العمرة - باب العمرة على قدر النصب (۲۰۱/۲)۔ و مسلم فى الحج - باب بيان وجوه الإحرام (۸۷٦/۲)۔

(۹۱)أخرجه السيوطى فى الدر المنثور (۲۱۲/۱)=

الجنة". قالت: قال رسول الله ﷺ۔ "إن الله يباهي بالطائفين".

(ترجمہ) جو شخص خلوص کے ساتھ حج و عمرہ کے لئے نکلا اور اسی سفر میں فوت ہو گیا نہ تو اس کو کوئی قیامت میں مشقت پیش آئے گی اور نہ اس کا حساب ہوگا بلکہ اس کو کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ طواف کرنے والوں پر فخر کرتے ہیں۔

﴿فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ......﴾	(آیۃ: ۱۹۶)

ترجمہ: اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ کیلئے پھر اگر روک دئے جاؤ تو جو کچھ میسر ہو قربانی سے، اور نہ منڈاؤ اپنے سر حتیٰ کہ ہدی (قربانی کا جانور) اپنے محل (موقع حرم) کو پہنچ جائے پھر تم میں سے جو مریض ہو یا اس کے سر میں بیماری ہو تو (تین) روزوں کا فدیہ یا خیرات یا قربانی کرے پھر جب تمہیں امن حاصل ہو تو جو کوئی فائدہ اٹھائے عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر تو اس پر ہے جو قربانی میسر ہو، اور جس کو قربانی نہ ملے تو وہ تین دن کے روزے رکھے حج کے دنوں میں اور سات روزے جب واپس لوٹو یہ دس روزے ہوئے پورے، یہ (حکم) اس کیلئے ہے جس کے گھر والے مسجد حرام کے

=وأخرجه أبو يعلى في مسنده عن أبي هريرة ولم أجده في المعجمين الكبير والصغير غير السيوطي والهيثمي في مجمع الزوائد (۳/۲۰۸)۔

وأخرجه الدارقطني في سننه في الحج - باب المواقيت (۲/۲۹۸)، دون لفظ: "إن الله يباهي بالطائفين"۔

وفي إسناده محمد بن الحسن الهمداني ضعيف لا يحتج به، قال فيه النسائي متروك، وقال أبو حاتم: ليس بالقوي ۔ انظر: تقريب التهذيب (۲/۱۵٤)، وأخرجه بهذا اللفظ الخطيب البغدادي في تاريخه (۵/۳٦۹)، وأخرجه السيوطي في الجامع الصغير وعزاه لأبي نعيم في الحلية والبيهقي في شعب الإيمان و ضعفه لضعف محمد بن السماك۔ انظر: الجامع (۲/۲۷۹)، وانظر: الحلية (۸/۲۱٦)۔

قلت: يظهر أنهما حديثان أدخل أحدهما في الآخر كما في الحلية، فأخرج السيوطي الجزء الثاني (إن الله يباهي بالطائفين)، وأخرج الدارقطني الجزء الأول منه۔ والحديث بجميع طرقه هذه ضعيف، والله أعلم۔

وانظر: الضعفاء للعقيلي في ترجمة عائذ بن نسير (۳/٤۱۰)، والكامل لابن عدي (۱/۳۳٦)۔

پاس نہ رہتے ہوں اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ کا عذاب (مخالفین کیلئے) سخت ہے۔

حج کی ہدی

(روایت نمبر:۹۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما استيسر من الهدي شاة.

(ترجمہ) مِن الھدی سے مراد حج ہے۔

(فائدہ) ہدی سے مراد حج کی ہدی ہے اور اس کے لئے ان روزوں کا حکم ہے۔

﴿فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ﴾	(آیۃ:۱۹۶)

ترجمہ: اور جس کو قربانی نہ ملے تو وہ تین دن کے روزے رکھے حج کے دنوں میں اور سات روزے جب واپس لوٹو یہ دس روزے ہوئے پورے، یہ (حکم) اس کیلئے ہے جس کے گھر والے مسجد حرام کے پاس نہ رہتے ہوں اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ کا عذاب (مخالفین کیلئے) سخت ہے۔

ہدی کے بجائے دس روزے

(روایت نمبر:۹۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من لم يكن معه هدى فليصم ثلاثة أيام قبل يوم النحر ومن لم يكن صام تلك الأيام

---

(۹۲)أخرجه السيوطى فى الدرالمنثور (۲۱۳/۱)۔

وابن جرير الطبرى فى تفسيره فى أكثر من رواية موقوفاً على ابن عباس (٤ /٢٧)، وكذلك ذكره عن الشافعى فى أحكام القرآن (١ /١١٦)، والبيهقى فى سننه فى أكثر من طريق (٥/٢٤)، ولم أجد من ذكره عن عائشة غير السيوطى، وإنما ذكر ابن كثير فى تفسيره: أن عائشة وابن عمر كانا لا يريان ما استيسر من الهدى إلا من الإبل والبقر، وقال ابن كثير: والظاهر ان مستند هؤلاء فيما ذهبوا إليه قصة الحديبة فإنه لم ينقل عن أحد منهم أنه ذبح فى تحلله شاة۔اهـ۔(١/٢٣١)۔

(۹۳)وأخرجه السيوطى فى الدرالمنثور (١/٢١٥)۔

والدارقطنى فى سننه فى الصيام باب القبلة للصائم (٢ /١٨٦)، وفى إسناده يحيى بن أبى أنيسة ضعيف لا يحتج به، قال فيه أحمد والدارقطنى متروك، وقال البخارى: ليس بذاك، وقال يحيى بن معين: ليس بشئ انظر: ميزان الاعتدال (٤/٣٦٤)۔

فليصم أيام التشريق أيام منى".

(ترجمہ) جس شخص کے پاس ہدی نہ ہو اس کو چاہئے کہ وہ قربانی سے پہلے تین دن روزے رکھ لے جو شخص ان دنوں میں روزے نہ رکھ سکے تو اس کو چاہئے کہ وہ منٰی کے دنوں میں ایام تشریق میں روزے رکھے۔

(روایت نمبر:۹۴) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

الصيام لمن يتمتع بالعمرة إلى الحج لمن لم يجد هدياً ما بين أن يهل بالحج إلى يوم عرفة فإن لم يصم صام أيام منى.

(ترجمہ) یہ روزے اس حاجی کیلئے ہیں جس نے حج تمتع کیا اور قربانی کے پیسے نہیں تھے یکم ذوالحج سے لیکر ۹ ذوالحج تک اگر اس نے ان دنوں میں روزے نہیں رکھے تو ایام منی کے قیام کے دوران رکھ لے۔

﴿وَ اتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ﴾	(آیۃ:۱۹۷)

ترجمہ: اور نہ جھگڑا کرنا، اور جو تم صدقہ دوگے اللہ اس کو جانتا ہے اور زاد راہ لے لیا کرو کیونکہ بہتر زادراہ سوال کرنے سے بچنا ہے اور اے عقلمندو مجھ سے ڈرتے رہو۔

اللہ سے ڈرنے کا فائدہ

(روایت نمبر:۹۵) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

---

(۹٤)أخرج السيوطى فى الدرالمنثور (۲۱٥/۱)۔

وذكره البيهقى فى سننه موقوفاً عن عائشة (٤/۲۹۸)، وذكره الإمام مالك فى الموطأ أيضاً- بهذا اللفظ، ما عدا جملة (صام أيام منى) عند الشافعى (صام بعد منى- اهـ- ولعلها هى الصواب، انظر: أحكام القرآن (۱/۱۱٦)۔

وأخرجه عن ابن عباس- أيضاً -البيهقى فى سننه (٥/۲٤)، بأكثر من طريق و كلهاموقوفة عن ابن عباس وغيره من الصحابة۔

(۹٥)أخرجه السيوطى فى الدرالمنثور (۱/۲۲۱)۔

وأخرجه البيهقى فى الزهد الكبير ص۳٤۷، وآخره: (وعليك بتقوى الله عزوجل) وأخرجه الترمذى فى جامعه فى آخر كتاب الزهد عن عائشة بغير هذا اللفظ، وذكر من رواية هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة أنها كتبت إلى معاوية فذكر الحديث بمعناه- انظر الجامع (٤/٦۱۰)۔=

کتبت عائشة إلى معاوية أما بعد: فاتق الله فإنک إذا اتقيت الله كفاک الناس، وإذا اتقيت الناس لم يغنوا عنک من الله شيئاً.

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت معاویہ کی طرف لکھا امابعد پس اللہ سے ڈرو بے شک تم اللہ سے ڈرو گے تو اللہ لوگوں سے تمہارے لئے کافی ہو جائے گا اور جب تم لوگوں سے ڈرو گے تو یہ اللہ سے تمہیں کچھ بھی نہیں چھڑا سکیں گے۔

﴿ثُمَّ اَفِيۡضُوۡا مِنۡ حَيۡثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَ اسۡتَغۡفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ﴾	(آیۃ:۱۹۹)

ترجمہ: پھر چلو جہاں سے لوگ چلیں اور اللہ سے مغفرت طلب کرو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام میں وقوف مزدلفہ اور وقوف عرفات

(روایت نمبر:۹۶) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

کانت قریش ومن دان دينها يقفون بالمزدلفة وكانوا يسمون الحمس، وكانت سائر العرب يقفون بعرفات، فلما جاء الإسلام أمر نبيه أن يأتي عرفات ثم يقف بها ثم

=قلت: ولعل هذا الحديث الذى ذكر بالمعنى هو لفظ هذا الحديث عند ابن أبى الدنيا، وأخرجه ابن المبارك فى الزهد ١٦٥ بلفظ: "إن العبد إذا عمل بمعصية الله عاد حامده من الناس ذاماً" وأخرج ابن الجوزى فى صفة الصفوة مثله(٣٢/٢)۔

(٩٦)أخرجه ابن جرير فى تفسيره (١٨٥/٤)، وابن الجوزى فى تفسيره (٢١٣/١)، وكذلك الخازن فى تفسيره (١٨٦/١)، وابن كثير (٢٤٢/١)، والسيوطى فى تفسيره (٢٢٦/١)۔

وأخرجه البخارى فى كتاب التفسير - باب ثم أفيضوا من حيث أفاض الناس (١٥٨/٥)، ومسلم فى كتاب الحج - باب فى الوقوف وقول الله تعالى: ﴿ثم أفيضوا من حيث أفاض الناس﴾(٨٩٣/٢)، وأبو داود فى سننه فى المناسك باب الوقوف بعرفة، عون المعبود (٣٨٩/٥)، والترمذى فى جامعه فى الحج - باب ما جاء فى الوقوف بعرفات والدعاء بها (٢٣١/٣)، والنسائى فى سننه فى المناسك- باب رفع اليدين فى الدعاء بعرفة (٢٥٥/٥)، وابن ماجه فى المناسك- باب الدفع من عرفة (١٠٠٤/٢)، والبيهقى فى السنن (١١٣/٥)،وفى الدلائل (٣٦/٢)، وأبو نعيم فى الحلية (١٣٨/٧)۔

يفيض منها' فذلک قوله: ﴿ثُمَّ اَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ﴾.

(ترجمہ) قریش اور جولوگ قریش کے دین کو مانتے تھے۔ یہ مزدلفہ میں وقوف کرتے تھے اور اپنے آپ کو حمس کہتے تھے اور باقی عرب والے عرفات میں وقوف کرتے تھے پھر جب اسلام آیا تو اس کے وقوف کا حضور ﷺ کو حکم دیا گیا۔ کہ عرفات میں جاؤ پھر وہاں سے مزدلفہ کی طرف اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ثم افيضوا من حيث افاض الناس۔

(روایت نمبر:۹۸) حضرت عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ:

كانت العرب تطوف بالبيت عراة إلا الحمس۔ الحمس ثياباً فيعطي الرجان الرجال والنساء النساء' وكانت الحمس لا يخرجون من المزدلفة' وكان الناس كلهم يبلغون عرفات' قال هشام: فحدثني أبي عن عائشة قال: كانت كلهم يبلغون عرفات' قال هشام : فحدثني أبي عن عائشة قال: كانت الحمس يفيضون من المزدلفة يقولون : لا نفيض من الحرم' فلما نزلت: ﴿ثُمَّ اَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ﴾ رجعوا إلى عرفات.

(ترجمہ) عرب کے لوگ ننگے طواف کرتے تھے مگر حمس کے اور حمس سے مراد قریشی ہیں۔اور جولوگ قریشی ہوکر پیدا ہوئے تھے وہ بھی ننگے ہوکر طواف کرتے تھے۔ہاں اگر کوئی قریشی ان کو کپڑے دے دیتے تو وہ وہیں کپڑے پہن لیتے تھے مرد مردوں کو کپڑے دیتے تھے اور عورتیں عورتوں کو کپڑے دیتی تھیں۔

حمس والے قریشی مزدلفہ سے آگے نہیں جاتے تھے باقی سب لوگ عرفات تک پہنچتے تھے ہشام کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے روایت کیا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ انہوں نے فرمایا کہ حمس والے قریشی مزدلفہ سے واپس آجاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم حرم سے افاضہ نہیں کریں گے۔پھر جب ثم افيضوا من حيث افاض الناس والی آیت اتری تو یہ لوگ بھی عرفات میں اترے۔

(روایت نمبر:۹۹) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

قالت قريش : نحن قواطن البيت لا نجاوز الحرم' فقال الله : ﴿ثُمَّ اَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ

(۹۸)أخرجه السيوطي في الدر المنثور (۱/۲۲۷)' وأخرجه البخاري في الحج ۔ باب الوقوف بعرفة (۲/۱۷۵)' وفي التفسير ۔ باب ثم أفيضوا من حيث أفاض الناس (۵/۱۵۸)' ومسلم في التفسير ۔ باب في الوقوف' وقول الله تعالى: ﴿ثُمَّ اَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ﴾ (۲/۸۹۳)' وأبو داود في المناسك باب الوقوف بعرفة (۵/۳۸۹)' والترمذي في الحج ۔ باب ما جاء في الوقوف بعرفات والدعاء بها (۳/۲۳۱)۔

(۹۹)انظر: تخريج الحديثين السابقين فهو قطعة منهما' وانظر: تفسير ابن جرير (۴/۱۸۵' ۱۸۹)' والسيوطي في الدر االمنثور(۱/۲۲۷)۔

اَفَاضَ النَّاسُ﴾.

(ترجمہ) قریش کہتے تھے ہم بیت اللہ کے مقیم ہیں ہم بیت اللہ کا طواف کریں گے اور حرم سے تجاوز نہیں کریں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **ثم افیضوا من افاض الناس.** (یعنی میدان عرفات بھی جاؤ اور وہاں سے مزدلفہ اور منیٰ بھی جاؤ اور حرم میں آ کر طواف افاضہ بھی کرو)۔

حج کے دن لوگوں کی جہنم سے نجات

(روایت نمبر:۱۰۰) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

أن رسول الله ﷺ قال: "ما من يوم أكثر أن يعتق الله فيه عبداً من النار من يوم عرفة، وإنه ليدنو ثم يباهي بهم الملائكة فيقول: ما أراد هؤلاء؟!".

(ترجمہ) کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ اپنے بندوں کو آزاد کرتے ہوں نو ذی الحجہ کے دن سے۔ اس دن میں اللہ تعالیٰ قریب ہوتے ہیں پھر لوگوں پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟

(فائدہ) یعنی ان کا مقصد میری بخشش ہے جہنم سے آزادی ہے اور میں ان کے مقصد کو پورا کرتا ہوں۔

حج کر کے جلدی گھر لوٹو

(روایت نمبر:۱۰۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

(۱۰۰) أخرجه السيوطي في الدر المنثور (۱/۲۲۷)،

وأخرجه مسلم في الحج ـ باب فضل الحج والعمرة ويوم عرفة (۲/۹۸۲)، والنسائي في المناسك ـ باب ما ذكر في يوم عرفة (۵/۲۵۱)، وابن ماجه في المناسك ـ باب الدعاء بعرفة (۲/۱۰۰۲)، والحاكم في المستدرك على شرط البخاري ومسلم، ووافقه الذهبي (۱/۴٦٤)، وأخرجه البيهقي في سننه (۵/۱۱۸)۔

(۱۰۱) لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر عند هذه الأية۔

وأخرجه الحاكم في المستدرك وقال: صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه ووافقه الذهبي في تلخيصه (۱/۱۷۷)، وأخرجه البيهقي في سننه (۵/۲۵۹)، وفي كتاب الأداب ص ۳۵۲ والإمام أحمد في مسنده عن أبي هريرة بلفظ: "إذا ضى أحدكم نهمته من سفره فليعجل إلى أهله" (۲/۲۳٦، ۴۴۵، ۴۹٦)۔

وأخرجه البخاري في العمرة عن أبي هريرة (۲/۲۰۵)، ومسلم في الإمارة عن أبي هريرة (۳ ۱۵۲٦)، وعبدالرزاق في مصنفه (۵/۱٦۴)، والدارمي في السنن (۲/۲۸٦)۔

"إذا قضى احدكم حجه فليعجل الرحل إلى أهله ، فإنه أعظم لأجره".

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی اپنا حج ادا کرلے تو اس کو چاہئے کہ اپنے گھر والوں کی طرف سفر کرنے میں جلدی کرے کیونکہ اس میں ان کے لئے زیادہ ثواب ہے۔

حضرت عائشہؓ کا حج کے دن عمل

(روایت نمبر:۱۰۲) حضرت قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ:

أنها كانت تصوم يوم عرفة' قال القاسم: ولقد رأيتها عشية عرفة يدفع الإمام وتقف حتى يبيض ما بينها وبين الناس من الأرض ' ثم تدعو بالشراف فتفطر.

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۹ ذی الحج کے دن روزہ رکھتی تھیں۔(حضرت قاسم جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھتیجے تھے) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عرفہ (نو ذوالحجہ) کی شام میں دیکھا۔انہوں نے امام حج کو (مزدلفہ کی طرف) روانہ کیا اور اور خود میدان عرفات میں رک گئیں حتی کہ لوگ میدان عرفات کو خالی کر کے چلے گئے پھر آپؓ نے پانی منگایا اور روزہ افطار کیا۔

حج کے دن کا روزہ زیادہ محبوب ہے

(روایت نمبر:۱۰۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

قالت: ما من يوم من السنة أصومه أحب إلي من يوم عرفة.

---

(۱۰۲)أخرجه السيوطي في الدر المنثور(۱/۲۳۱)۔

وأخرج مالك في الموطأ كتاب الحج ـ باب صيام يوم عرفة (۱/۳۷۵)' والصحيح الفطر لما ثبت مرفوعاً إلى النبي ﷺ' البخاري (۲/۱۷٤)' عن أم الفضل بنت الحارث في كتاب الحج ـ باب الوقوف على الدابة بعرفة' ومسلم ـ أيضاً في كتاب الصيام ـ باب استحباب الفطر للحاج بعرفات يوم عرفة (۲/۷۹۱)' وأخرج ابن أبي شيبة في المصنف مثل حديث الموطا (۳/۹٦) ' وكان الزبير والقاسم بن محمد يصومانه۔

(۱۰۳)أخرجه السيوطي في الدر المنثور (۱/۲۳۱)۔

وأخرجه ابن أبي شيبة في المصنف (۳/۹٦) ' والبيهقي في شعب الإيمان (۷/۳٤۹)' وإسناده صحيح ' وصيام يوم عرفة للحاج ترى عائشة جوازه طلباً للأجر لمن يقوى عليه وهو قول لها خالفت به جمهور الصاحبة ولكنه مرجوح والصحيح أن الحاج يفطر يوم عرفة ليكون أقوى له على الطاعة والعبادة والدعاء في هذا اليوم ـ انظر أوجز المسالك الى موطا مالك (۷/۱۷۳)۔

(ترجمہ) سال کے جتنے بھی دن ہیں ان میں سے کوئی بھی دن ایسا نہیں جس میں مجھے عرفہ کے دن سے زیادہ روزہ رکھنا محبوب ہو۔

(فائدہ) عرفہ کا دن سے مراد نو ذی الحجہ کا دن ہے۔

نو ذوالحج کا روزہ ہزار دن کے روزہ کے برابر ہے

(روایت نمبر:۱۰۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

كان رسول الله ﷺ يقول: "صيام يوم عرفة كصيام ألف يوم".

(ترجمہ) عرفہ کے دن کا روزہ ہزار دن کے روزوں کے برابر ہے۔

(روایت نمبر:۱۰۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"صيام يوم عرفة كصيام ألف عام".

(ترجمہ) عرفہ کے دن کا روزہ ہزار سال کے روزوں کے برابر ہے۔

(فائدہ) یہاں ہزار سال کا لفظ' شاید لکھنے والے کے قلم کی غلطی ہے۔

(روایت نمبر:۱۰۶) حضرت مسروق سے مروی ہے کہ:

أنه دخل على عائشة يوم عرفة فقال: (اسقوني) فقالت عائشة: وما أنت يا مسروق

---

(١٠٤)ذكره السيوطي في الجامع الصغير ورمز له بالضعف لضعف سليمان بن أحمد الواسطي' انظر: فيض القدير للمناوي (٤/٢٣٠)' وانظره في الدر المنشور (٢٣١/١)' وليس في سنن البيهقي' بل في شعب الإيمان (٣٥٠/٧)' وقاعدة السيوطي في التفسير أنه إذا ذكر البيهقي وسكت يقصد السنن' وإذا أراد غيرها بينه' وهذا خلاف قاعدته' وأحرجه صاحب كنز العمال جـ ٥ حديث رقم (١٢٠٨٤)' وانظر مجمع الزوائد (١٨٩/٣)۔

(١٠٥)انظر: تخريج الذي قبله' ولعل كلمة (عام) سهو من الناسخ' وأنهما حديث واحد وليسا بحديثين۔

(١٠٦)انظر الدر المنثور للسيوطي (٢٣١/١)۔

وأحرجه صاحب كنز المعمال في مواضع: انظره جـ ٥ حديث رقم (١٢٠٧٠' ١٢٠٨٤) جـ ٨' حديث رقم (٢٣٧٥٩) بلفظ: "صومكم يوم تصرمون وأضحاكم يوم تضحون" وانظره مختصراً في سنن البيهقي (٢٥٢/٤)' ومسند الديلمي (١٧٣/٣' ١٩٩)' وأخرجه أبو داود في السنن عن أبي هريرة' انظر عون المعبود (٤٤١/٦)' والترمذي في جامعه (٨٠/٣)' وقال حديث حسن غريب۔

بصائم؟ فقال: لا، إني أتخوف أن يكون يوم أضحى، فقالت عائشة: ليس كذلك، يوم عرفة يوم يعرف الإمام ويوم النحر يوم ينحر الإمام، أو ما سمعت يا مسروق أن رسول الله ﷺ كان يعدله بصوم ألف يوم.

(ترجمہ) حضرت مسروق تابعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں نو ذی الحج کے دن میں گئے تو فرمایا مجھے پانی پلائیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ مسروق تم روزہ کی حالت میں نہیں ہو فرمایا نہیں، مجھے ڈر ہے شاید کہ یہ قربانی کا دن ہو (یعنی دس ذی الحج ہو) تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ عرفہ کا دن تو نو ذی الحج کا دن ہے جس میں امام عرفات میں ہو۔ اور قربانی کا دن وہ ہے جس میں امام قربانی کرے۔ (یہاں امام سے مراد حج کا امام ہے)۔ اے مسروق تم نے نہیں سنا کہ حضور ﷺ اس روزے کو ہزار دن کے برابر قرار دیتے تھے۔

﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ...﴾	(آیۃ: ۲۰۳)

ترجمہ: اور اللہ کو یاد کرو ہوئے ایام (تشریق کے تین) دنوں میں اور جس نے جلدی کی دوسرے دن میں تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جس نے واپسی میں تاخیر کی اس پر بھی کوئی گناہ نہیں جس نے تقویٰ اختیار کیا، اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ تم سب اس کے ہاں جمع ہو گے۔

حضورؐ کا منیٰ میں قیام اور رمی جمرات

(روایت نمبر: ۱۰۷) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

أفاض رسول الله ﷺ من آخر يومه حين صلى الظهر، ثم رجع ومكث بمنى ليالي أيام التشريق يرمي الجمرة إذا زالت الشمس كل جمرة بسبع حصيات يكبر مع كل حصاة، ويقف عند الأولى وعند الثانية فيطيل القيام ويتضرع ثم يرمي الثالثة ولا يقف عندهما.

(ترجمہ) حضور ﷺ میدان عرفات میں جانے کیلئے منیٰ سے ظہر کے وقت کوچ کیا پھر ایام تشریق کی

---

(۱۰۷) أخرجه السيوطي في الدر المنثور (۱/۲۳۵)، والشوكاني في تفسيره (۱/۱۸۳)، وأخرجه الحاكم في المستدرك في المناسك۔ وقال: إنه على شرط مسلم ولم يخرجه، ووافقه الذهبي (۱/۴۷۷)، وأصله في حديث جابر عند مسلم في وصف حجة النبي ﷺ۔

راتوں میں منیٰ میں ٹھہرے رہے، جب سورج ڈھل جاتا تھا تو آپ ہر جمرہ کو سات کنکریاں مارتے تھے اور ہر کنکری کے مارتے وقت اللہ اکبر کہتے تھے اور پہلے جمرہ کے پاس اور دوسرے کے پاس کافی دیر رکتے تھے پھر تیسرے جمرہ کو کنکریاں مارتے تھے لیکن اس کے بعد نہیں رکتے تھے۔

منیٰ سب کے قیام کیلئے برابر ہے

(روایت نمبر:۱۰۸) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

قيل يا رسول الله : ألا نبني لك بناء يظلك ؟ قال: لا' منى مناخ من سبق.

(ترجمہ) کیا ہم آپ کے لئے کوئی عمارت نہ بنالیں جو آپ کو سایہ فراہم کرے؟ آپ نے فرمایا نہیں منی ہر اس شخص کے اونٹ اٹھانے کی جگہ ہے جو پہلے پہنچ جائے۔

مُحرِم کب حلال ہوتا ہے

(روایت نمبر:۱۰۹) حضرت عمرہؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ:

---

(۱۰۸)أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (۲۳۵/۱)

وأخرجه الحاكم في المستدرك وقال على شرط مسلم ولم يخرجاه' ووافقه الذهبي (۴۶۶/۱) ' وأبو داود في المناسك ـ باب في تحريم حرم مكة (۵۰۱/۵)' وأخرجه الترمذي في الحج ـ باب ما جاء في أن منى مناخ من سبق (۲۲۸/۳)' وقال: حديث صحيح ' وابن ماجه في المناسك باب النزول بمنى (۱۰۰۰/۱)' وابن خزيمة في صحيحه (۲۸۴/۴)' والبيهقي في الصحيح ـ باب النزول بمنى (۱۳۹/۵)' وأحمد في مسنده (۲۰۶/۶)' وأبو يعلى في مسنده (۱۶/۸)' وفي سنده إبراهيم بن مهاجر البجلي الكوفي قال فيه ابن حجر: صدوق لين الحفظ من الخامسة' تقريب التقريب (۴۴/۱)' وهو من رجال مسلم ' وانظر معرفة الرواة المتكلم فيهم بما لا يوجب الرد للذهبي ص ۶۵' وبهذا فالحديث صحيح ' والله أعلم۔

(۱۰۹)أخرجه ابن جرير في تفسيره (۲۲۵/۴)۔

وأحمد في مسنده (۱۴۳/۶)' والبيهقي في سننه (۱۳۶/۵)' وأخرجه أبو داود في سننه مرسلاً في الحج ـ باب في رمي الجمار ' عون المعبود (۴۵۳/۵)' والحديث إسناده صحيح عند غير أبي داود۔

والتحلل الكامل يكون بفعل ثلاثة: الرمي' والحلق أو التقصير' والطواف بالبيت۔ والتحلل الأول يحصل باثنين منها' فالنحر ليس من موجبات التحلل۔ وذكر عائشة للذبح =

متى يحل المحرم؟ قالت : قال رسول الله ﷺ : "إذا رميتم وذبحتم وحلقتم حل لكم كل شيء إلا النساء".

(ترجمہ) محرم کب احرام سے حلال ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم رمی کرلو اور قربانی کرلو اور حلق کرالو تو تمہارے لئے ہر کام کرنا حلال ہے سوائے (عورتوں کے پاس جانے کے)۔

ایام تشریق میں روزہ رکھنا جائز نہیں

(روایت نمبر:۱۱۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

نهى رسول الله ﷺ عن صوم أيام التشريق وقال: "هي أيام أكل وشرب وذكر الله".

(ترجمہ) حضور ﷺ نے ایام تشریق میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ یہ دن کھانے پینے اور اللہ کو یاد کرنے کے ہیں۔

(فائدہ) ایام تشریق سے مراد ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ ہیں حضور ﷺ نے دیگر روایت میں ۹ ذی الحج میں روزہ رکھنے کو افضل قرار دیا ہے۔

سفر سے گھر والوں کیلئے ہدیہ لانا

(روایت نمبر:۱۱۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

=بين الرمي والحلق لبيان أفضليه الترتيب بين هذه التحلل۔ وذكر عائشة للذبح بين الرمي والحلق لبيان أفضلية الترتيب بين هذه المناسك فقط ۔ ولو قدم أو أخر لئا ۔ والله أعلم۔

(۱۱۰)أخرجه ابن جرير في تفسيره (۲۱۲/٤)، وابن كثير في تفسيره (۲٤٥/۱)، وأخرجه السيوطي في الدر المنثور (۲۳٥/۱)، وأخرجه الهيثمي في مجمع الزوائد (۲۰۳۳)، والبزار في زوائده عن يونس بن شداد / كشف الأستار (٤۹۸/۱)، وإسناد البطري عن عائشة صحيح، وعند البزار والهيثمي في إسناده سعيد بن فشير الأزدي وهو ضعيف، انظر : تقريب التقريب (۲۹۲/۱)۔

(۱۱۱)أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (۲۳۸/۱)،وفي الجامع الصغير وضعفه وعزاه للبيهقي في الشعب، انظر فيض القدير (٤۱٥/۱)، وسبب ضعفه أنه تفرد به عتيق بن يعقوب عن يحيى بن عروة وعتيق ضعيف۔ انظر: لسان الميزان (۱۲۹/٤)، وأخرجه البيهقي في شعب الإيمان (۱۲۹/۸)۔

وأخرجه ابن الجوزي في العلل المتناهية وقال: لا يصح، وفي سنده محمد بـ المنا.ر. قال فيه ابن حبان: يروي عن الأثبات الموضوعات لا يحل كتب حديثه إلا على الاعتبار و =

"وإذا قدم أحدكم على أهله من سفر فليهد لأهله وليطرفهم ولو كان حجارة".

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی سفر سے اپنے گھر والوں کے پاس آئے تو چاہیے کہ گھر والوں کے لئے کوئی ہدیہ بھی لے آئے ....۔

﴿وَ يُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ وَ هُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ..﴾	(آیۃ:۲۰۴)

ترجمہ: اور ایک وہ شخص ہے کہ اس کی بات دنیا کی زندگی کے کاموں میں آپ کو پسند آتی ہے اور وہ اللہ کو اپنے دل کی بات پر گواہ بناتا ہے حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے۔ اور جب وہ (آپؐ سے) پھر کر جاتا ہے تو زمین میں فساد کرتا ہے اور کھیتیاں اور جانیں ہلاک کرتا ہے اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔

جھگڑالو شخص اللہ کو زیادہ مبغوض ہے

(روایت نمبر:۱۱۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أبغض الرجال إلى الله الألد الخصم".

(ترجمہ) اللہ کے نبی فرماتے ہیں مردوں میں سب سے زیادہ مبغوض شخص اللہ کے نزدیک سخت جھگڑا کرنے والا ہے۔

=عتيق مجهول، انظر: العلل المتناهية (٢ /٩٧)، وأخرجه أبو نعيم في تاريخ أصبهان عن ابن عمر، وفي إسناده إسحق بن نجيح الملطي كذاب، انظر: تقريب التقريب (١ /٦٢)، وأخبار أصبهان (١/١٢٠)۔

(١١٢)أخرجه البغوي في تفسيره (١/١٨٠)، والخازن (١/١٣٦)، وابن كثير (١/٢٤٦)، وأخرجه السيوطي في الدرالمثور (١/٢٣٥)۔

وأخرجه البخاري في ثلاثة مواضع من صحيحه في المظالم - باب - قول الله ﴿وهو ألد الخصام﴾ (٣ /١٠١)، و في التفسير - باب (وهو ألد الخصام) (٥ /١٥٩)، وفي الأحكام - باب (الألد الخصم) (٨/١١٧)۔

وأخرجه مسلم في كتاب العلم- باب الألد الخصم (٤ /٢٠٥٤)، والترمذي في التفسير تفسير البقرة (٥/٢١٤)، والنسائي في كتاب القضاء - باب الألد الخصم (٨/٢٤٧)؛ وأحمد في مسنده (٦/٥٥،٦٣،٢٠٥)، والبيهقي في سننه(١٠/١٠٨)۔

﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ..﴾	(آیۃ:۲۱۹)

ترجمہ: وہ آپ سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں فرما دیجئے ان میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے فائدے بھی ہیں اور ان کا گناہ ان کے فائدہ سے بڑا ہے، اور آپؐ سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں فرما دیجئے جو ضرورت سے زائد ہو اسی طرح سے اللہ تمہارے لئے اپنے احکام بیان کرتا ہے تاکہ تم فکر کرو۔

شراب کب حرام ہوئی

(روایت نمبر:۱۱۳) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

لما نزلت سورة البقرة نزل فيها تحريم الخمر، فنهى رسول الله ﷺ عن ذلك(۲).

(ترجمہ) جب سورہ بقرہ نازل ہوئی تو اس میں شراب کی حرمت بھی نازل ہوئی۔ حضور ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔

(روایت نمبر:۱۱۴) حضور ﷺ کی اہلیہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ:

سئل النبي ﷺ عن البتع فقال: "كل شرب أسكر فهو حرام".

(ترجمہ) حضور سے شراب کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ہر پینے کی چیز جو نشہ دے وہ حرام ہے۔

﴿..وَ اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ..﴾	(آیۃ:۲۲۰)

ترجمہ :دنیا اور آخرت کی باتوں میں، اور آپؐ سے یتیموں کا حکم پوچھتے ہیں فرما دیجئے ان کے کام کا سنوارنا بہتر ہے اور اگر تم ان کا خرچ ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں، اور خرابی کرنے والے اور سنوارنے

---

(۱۱۳) أخرجه السيوطي في الدر المنثور (۲۵۲/۱)۔

وأخرجه الخطيب في تاريخ بغداد (۳۵۸/۸)، والحديث متفق عليه۔ انظر: اللؤلؤ والمرجان فيما اتفق عليه الشيخان ص۳۸۵، ۵۲۱۔

(۱۱٤) أخرجه البغوي في تفسيره (۱۹۲/۱)۔

وأخرجه الإمام أحمد في مسنده عن عائشة (٦/ ٩٧،٣٦)، والبغوي في المصابيح (۲۷٤۰/۲)، والبيهقي في سننه (۱/ ۲۹۱/۸،۸، ۲۹۳)، والشيخان عن عائشة بهذا اللفظ، انظر اللؤلؤ والمرجان ص۵۲۱۔

والے کو اللہ جانتا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تم پر مشکل ڈال دیتا اللہ زبردست ہے تدبیر کرنے والا ہے۔

یتیم کے مال کو ضائع نہ کرو

(روایت نمبر:۱۱۵) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

اخلط طعامه بطعامي وشرابه بشرابي، فإني أكره أن يكون مال اليتيم عندي كالعيرة.

(ترجمہ) میں اس کے کھانے کو اپنے کھانے میں اور اس کے پینے کی چیز کو اپنے پینے کی چیز میں ملا دیتی ہوں میں اس کو پسند نہیں کرتی کہ یتیم کا مال میرے پاس ضائع ہونے والی چیز بن جائے۔

﴿وَ لَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَتْكُمْ﴾	(آیۃ:۲۲۱)

ترجمہ: اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں اور البتہ مسلمان لونڈی کسی بھی مشرک عورت سے بہتر ہے اگر چہ وہ تمہیں اچھی لگے اور مشرکوں سے نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں البتہ غلام مسلمان بہتر ہے کسی بھی مشرک سے اگر چہ وہ تمہیں اچھا لگے، وہ لوگ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنے حکم سے جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور لوگوں کو اپنے احکام بتاتا ہے شاید کہ وہ چوکس ہو جائیں۔

نکاح بغیر ولی کے درست نہیں

(روایت نمبر:۱۱۶) حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عباس دونوں فرماتے ہیں کہ:

---

(۱۱۵)أخرجه ابن جرير في التفسير (۳۵۵/٤)، وابن كثير في تفسيره (۱ /۲۵۷)، والسيوطي في الدرالمنثور(۲۵٦/۱)۔

والعيرة: هي الشاة العائرة بين شاتين، والمعنى: أنها تكره أن يكون مال اليتيم عندها ضائعا، لا هو يستطيع أن يأكله كله، ولا هي تريد أن تأكل منه خالصاً، ولم أجده في كتب السنة۔

(۱۱٦)انظر تفسير ابن جرير(٤/ ۳۷۰)،والقرطبي (۷۳/۳، ۷٤)۔

وأخرجه السيوطي في الدرالمنثور (۲۵۷/۱)، وانظر فتح القدير للشوكاني (۱/ ۲۰۰)، وأخرجه ابن ماجه في النكاح - باب لا نكاح إلا بولي (۱ /٦۰۵)، والبيهقي في سننه بأكثر من موضع۔ انظر(۷ /۱۰۵، ۱۰۷، ۱۱، ۱۲۵، ۱۲٦، ۱۳۸، ۱٤۲، ۲۱۹)۔ وقد عده السيوطي من الأحاديث المتواترة، وأخرجه أحمد في مسنده (٦ /٤۷، ٦٦، ۱۲٦، ۲٦۰)، وسيأتي له زيادة بيان من خرجه غير هؤلاء۔

قال رسول الله ﷺ : "لا نكاح إلا بولي .. والسلطان ولي من لا ولي له" (٢).

(ترجمہ) حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بغیر ولی کے نکاح درست نہیں اور بادشاہ اس عورت کا ولی ہے جس کا ولی نہ ہو۔

(روایت نمبر:۱۱۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ايما امرأة نكحت بغير إذن وليها فنكاحها باطل ـ ثلاثاً ـ فإن أصابها فلها المهر بما استحل من فرجها' وإن اشتجروا فالسلطان ولي من لا ولي له".

(ترجمہ) جس عورت نے اپنے ولی کے بغیر نکاح کیا تو اس کا نکاح باطل ہے باطل ہے باطل ہے اور اگر میاں ایسی عورت کے پاس چلا جائے تو مرد پر اس عورت کی شرمگاہ استعمال کرنے کا پورا حق مہر ہے۔ پس اگر ولی آپس میں اس عورت کے نکاح کے متعلق جھگڑا کریں تو بادشاہ اس کا ولی ہے جس کا کوئی ولی (یعنی سربراہ) نہ ہو۔

نکاح کیلئے گواہ ضروری ہیں

(روایت نمبر:۱۱۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لا نكاح إلا بولي وشاهدي عدل".

(ترجمہ) نکاح اس وقت تک درست نہیں ہوتا جب تک کہ اس میں ولی وار دو صحیح گواہ نہ ہوں۔

---

(١١٧) أخرجه القرطبي في تفسيره (٧٤/٣) ـ

أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (٢٥٧/١)ـ

وأخرجه الشافعي في مسنده - باب فيما جاء في الولي- ترتيب المسند (٢ /١١)، وأبو داود في سننه في النكاح - باب الولي- عون المعبود (٦ /٩٨)،والترمذي في سننه في النكاح - باب لا نكاح إلا بولي (٤٠٧/٣)، وابن ماجه في سننه في النكاح - باب لا نكاح إلا بولي (٦٠٥/١)، والحاكم في مستدركه في النكاح ووافقه الذهبي (١٦٨/ة)، وأخرجه النسائي في السنن الكبرى، انظر تحفة الأشراف (٣١/٢، ٤٢)،

والدارمي في سننه.في النكاح - باب النهي عن التزويج بدون ولي (١٣٧/٢)، والدارقطني في سننه في موضعين في الطهارة (٨٤/١)، وفي النكاح (٣ /٢٢١، ٢٢٦، ٢٢٧)، والبيهقي في أكثر من موضع من سننه ذكرتها في تخريج الحديث الذى قبله۔

وأبو يعلى في مسنده بأكثر من طريق (١٣٩/٨)' والإمام أحمد في مسنده (٦ /٢٦٠)ـ

(١١٨) أخرجه السيوطي في تفسيره (١ /٢٥٧) وانظر تخريج الحديثين السابقين فهو قطعة منهما۔

﴿وَ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى ...﴾	(آیۃ:۲۲۲)

ترجمہ: اور آپؐ سے حیض کا حکم پوچھتے ہیں فرمادیجئے وہ گندگی ہے تم عورتوں سے حیض کی مدت میں الگ رہو اور ان کے نزدیک نہ جاؤ جب تک کہ وہ پاک نہ ہوجائیں پس جب وہ اچھی طرح پاک ہوجائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور گندگی سے بچنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

ماہواری عورتوں کیلئے لازم ہے

(روایت نمبر:۱۱۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إن هذا أمر قد كتبه الله على بنات آدم".

(ترجمہ) یہ (ماہواری) ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹیوں (یعنی عورتوں) پر مقرر کردیا ہے۔

عورتوں کو حیض کیوں شروع ہوا

(روایت نمبر:۱۲۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

"كان نساء بني إسرائيل يتخذن أرجلاً من خشب يتشوفن للرجال في المساجد فحرم الله عليهن المساجد وسلط عليهن الحيضة".

---

(۱۱۹)أخرجه السيوطى فى الدرالمنثور (۲۵۸/۱)۔

وأخرجه البخارى فى أول كتاب الحيض تعليقاً، وموصولاً، فى الحيض من حديث عائشة فى الحج (۷۹،۷۶/۱)، وفى الأضاحى - باب الأضحية للمسافر والنساء (۲۳۷،۲۳۵/۶)،وأخرجه مسلم فى الحج - باب بيان وجه الإحرام(۸۷۳/۲)، وأبو داود فى المناسك - باب فى إفراد الحج، عون المعبود (۲۰۲/۵)، والنسائى فى المناسك- باب ترك التسمية عند الإهلال (۱۵۵/۵)، وابن ماجه فى المناسك - باب الحائض تقضى المناسك إلا الطواف (۹۸۸/۲)۔

(۱۲۰)أخرجه السيوطى فى الدرالمنثور (۲۵۸/۱)۔

وانظر المصنف (۱۴۹/۳)، وهو موقوف و حكمه حكم الرفع : لأنه لا مجال للرأى فيه، وإسناده إلى عائشة صحيح۔

(ترجمہ) بنی اسرائیل کی عورتیں جوتیوں میں لکڑی کی اونچی ایڑیاں گاڑ دیتی تھیں اور مسجدوں مین مردوں کے لئے (زینت کرتی تھیں) تو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کا مسجدوں میں جانا حرام کردیا اوران پر حیض کو مسلط کر دیا۔

(فائدہ) اب بھی انہی فتنوں کا ڈر ہے جس وجہ سے فقہ حنفی میں عورتوں کو مساجد میں آ کر نماز پڑھنے کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔

حائضہ عورت کے ساتھ کھانے پینے کا حکم

(روایت نمبر:۱۲۱) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

"کنت أشرب وأنا حائض فأناوله النبي ﷺ فيضع فاه على موضع في وأتعرق العرق فيتناوله فيضع فاه على موضع في".

(ترجمہ) میں ماہواری میں پانی پیتی تھی اور وہ پانی حضور ﷺ کو دیتی تھی آپ بھی اسی جگہ سے پیتے تھے جہاں سے میں نے منہ لگا کر پیا تھا۔ اور مجھے پسینہ آتا تھا تب بھی حضورؐ اسی جگہ سے منہ لگا کر پیتے تھے جس جگہ سے میں نے پسینہ (اور حیض) کی حالت میں منہ لگا کر پیا تھا۔ میں پیش تھا جب مجھے آخری ایام لاحق ہوتے تھے۔

حائضہ عورتیں روزوں کی قضا کریں نماز کی نہیں

(روایت نمبر:۱۲۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

'كنا نحيض عند رسول الله ﷺ ثم نطهر فيأمرنا بقضاء الصيام ولا يأمرنا بقضاء الصلاة".

(ترجمہ) ہم حضور ﷺ کے پاس مخصوص ایام میں ہوتی تھیں۔ پھر جب ہم پاکیزگی حاصل کرتی تھیں تو حضور ﷺ ہمیں روزوں کی قضا کا حکم دیتے تھے اور نماز کی قضاء کا حکم نہیں دیتے تھے۔

---

(۱۲۱)أخرجه البغوی فی تفسیره عنها بهذا اللفظ (۱ /۱۹۷)، وابن كثير فی تفسيره (۲۵۹/۱)، وأخرجه أحمد فی مسنده (٦ /٦٤،١٢٧،١٩٢،٢١٠،٢١٤)، والإمام مسلم فی صحيحه (۲٤٥/۱)۔

(۱۲۲)أخرجه البغوی فی تفسيره عنها (۱۹۷/۱)،والخازن فی تفسيره (۲۱۷/۱)۔ والحديث متفق عليه فی الصحيحين انظر اللؤ لؤ والمرجان ص ۷۱۔

حائضہ عورتیں اور جنابت والے مسجد میں نہ جائیں

(روایت نمبر:۱۲۳) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

"جاء رسول الله ﷺ ووجوه بيوت أصحابه شارعة في المسجد فقال: ووجهوا هذه البيوت عن المسجد فإني لا أحل المسجد لحائض ولا جنب".

(ترجمہ) حضور ﷺ تشریف لے آئے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے گھروں کے دروازے مسجد نبوی میں کھلتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ اپنے گھروں کے دروازے مسجد سے ہٹالو کیونکہ میں حلال نہیں کرتا کہ مسجد سے حائضہ عورت یا ضابت والا شخص گذرے۔

حیض کو حیض کہو عراک نہ کہو

(روایت نمبر:۱۲۴) یزید بن بانبوس سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ:

ما تقولين في العراک. قالت : الحيض تعنون؟ قلنا : نعم قالت: سموه كما سماه الله عزوجل.

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا کہ آپ عراک کے بارے میں کیا فرماتی ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ تم حیض کے بارہ میں پوچھ رہے ہو تو ہم نے کہا جی ہاں تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ تم اس کا وہی نام ذکر کیا کرو جو اللہ نے اس کا نام (قرآن میں) رکھا ہے۔

حائضہ عورت کی خاوند کے لئے کیا چیز حلال ہے

(روایت نمبر:۱۲۵) حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ:

---

(۱۲۳)أخرجه البغوی فی تفسيره عنها (۱۹۷/۱)۔

وأخرجه أبو داود فی سننه عن عائشة بهذا اللفظ ، انظر السنن (۱/ ۶۰)، والنسائی فی سننه عنها (۴۴۲/۲)، وإسناده صحيح۔

(۱۲۴)أخرجه السيوطی فی الدرالمنثور (۲۵۸/۱)۔

وانظر: مسند أحمد (۲۱۹/۶)، وسنن البيهقی (۱ /۳۰۷)، وإسناده صحيح، وقد جاء عن عائشة أم المؤمنين خلاف قولها هذا، فقد أخرج البيهقی فی سننه - باب مباشرة الحائض فوق الإزار عن مقدام بن شريح عن أبيه قال سألت عائشة أكان رسول الله ﷺ يباشرك وأنت حائض؟ قالت: وأنا عارك يقول: اتزری بنت أبی بكر ثم يباشرنی ليلاً طويلاً(۳۱۲/۱)۔

(۱۲۵)أخرجه ابن جرير فی تفسيره (۳۷۷/۴-۳۷۹)، والبغوی فی تفسيره =

"انما سئلت ما للرجل من امرأته وهي حائض؟ فقالت : كل شيء إلا فرجها".

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا گیا کہ خاوند کیلئے کیا کچھ حلال ہے، جب عورت حیض والی ہو۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا سب کچھ حلال ہے مگر اس کی شرمگاہ۔

حائضہ عورت سے مباشرت میں کنٹرول مشکل ہے

(روایت نمبر:۱۲۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

"كانت إحدانا إذا كانت حائضاً فأراد النبي ﷺ أن يباشرها أمرها أن تتزر في فور حيضتها ثم يباشرها۔ قالت: وأيكم يملك إربه كما كان رسول الله ﷺ يملك إربه.

(ترجمہ) ہم میں سے کوئی ام المؤمنین خاص ایام میں ہوتی تو حضور ﷺ اس کے پاس سونا چاہتے تو اس کو حکم دیتے کہ وہ حیض کی جگہ پر لنگوٹ کس لے پھر آپ اس کے ساتھ لیٹ جاتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا تم میں سے کون ہے جو اپنی خواہش پر کنٹرول کر سکے وہ تو حضور ﷺ کی حالت تھی کہ وہ اپنے آپ پر قابو رکھتے تھے۔

(فائدہ) یعنی یہ کام دوسرے لوگوں کیلئے مشکل ہے۔ کیونکہ وہ اس صورت میں اپنے آپ کو سنبھال نہیں سکتے۔

=(۱۹۶/۱)، والقرطبی فی تفسیره (۸۷/۳)، والخازن (۱۵۲/۱)، وابن كثير فی تفسيره (۲۵۹/۱)، وأخرجه السيوطی فی الدرالمنثور (۲۵۸/۱-۲۵۹)۔

وأخرجه عبدالرزاق فی مصنفه (۳۲۷/۱)، وابن أبی شيبة فی مصنفه (۲۵۵/٤)، والبيهقی فی سننه (۳۱٤/۱)، والنحاس فی ناسخه ص ۵۸، وهو ثابت فی الصحيحين، وفی السنن بألفاظ مختلفة وقد سبق بيان بعضها و سيأتی بيان البعض الآخر قريباً۔

(۱۲٦)أخرجه ابن جرير فی تفسيره (٤۸۲/٤)، والخازن فی تفسيره (۱۵۲/۱)، وابن كثير (۲۵۹/۱)، وأخرجه السيوطی فی تفسيره (۲۵۹/۱)۔

وأخرجه البخاری فی الحيض - باب مباشرة الحائض (۷۸/۱)، وكذلك مسلم فی الطهارة - باب فی الرجل يصيب منها دون الجماع، عون المعبود (٤۵٦/۱)، وابن ماجه فی الطهارة - باب ما للرجل من امرأته إذا كانت حائضاً (۲۰۸/۱)، وابن أبی شيبة فی مصنفه فی النكاح (۲۵٤/٤)، والبيهقی فی سننه (۳۱۰/۱)، وأخرجه أحمد فی مسنده (۱۱۳/٦، ۱٦۱، ۲۰٤، ۲۰٦)۔

﴿فَاعۡتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الۡمَحِیۡضِ لَا تَقۡرَبُوۡهُنَّ حَتّٰی یَطۡهُرۡنَ﴾	(آیۃ:۲۲۲)

ترجمہ: اورآپؐ سے حیض کا حکم پوچھتے ہیں فرمادیجئے وہ گندگی ہے تم عورتوں سے حیض کی مدت میں الگ رہواوران کے نزدیک نہ جاؤ جب تک کہ وہ پاک نہ ہوجائیں پس جب وہ اچھی طرح پاک ہوجائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور گندگی سے بچنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

حائضہ عورت کے ساتھ سونا

(روایت نمبر:۱۲۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے منقول ہے کہ:

"کنت أنا ورسول الله ﷺ نبيت في الشعار الواحد وأنا حائض طامث فإن أصابه مني شيء غسل مكانه لم يَعْدُه، وإن اصاب منه شيئا غسل مكانه لم يعده وصلى فيه".

(ترجمہ) میں اور رسول اللہ ﷺ ایک اوڑھنی میں رات گزارتے تھے جبکہ میں خاص ایام کی حالت میں ہوتی تھی۔ اگر میرے جسم سے آپ کو کوئی چیز لگ جاتی تو آپ اسی جگہ کو دھو لیتے تھے اوراس سے زیادہ جگہ کو نہیں دھوتے تھے اوراگراس سے زیادہ کوئی چیز لگ جاتی تو آپ اس جگہ کو دھو لیتے۔ اوراسی کپڑے میں نماز پڑھتے۔

(روایت نمبر:۱۲۸) حضرت عمارہ بن غراب فرماتے ہیں ان کی پھوپھی نے ان کو بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ:

---

(۱۲۷)أخرجه ابن جرير في تفسيره (٤٨٢/٤)، والخازن (١٥٣/١)، وابن كثير (٢٥٩/١)، والسيوطي في تفسيره (٢٥٩/١)۔

وأخرجه أبو داود في موضعين من سننه في الطهارة - باب الرجل يصيب منها مادون الجماع، عون المعبود (٤٥٤/١)، وفي النكاح - باب إتيان الحائض ومباشرتها، عون المعبود(٢٠٦/٦)، والنسائي في الحيض باب مضاجعة الحائض (١٤٩/١)، والبيهقي في سننه (٣١٣/١)، وأحمد في المسند (٤٤/٦)۔

(۱۲۸)أخرجه ابن كثير في تفسيره (٢٥٩/١)۔

وأخرجه السيوطي في الدرالمنثور (٢٥٩/١)۔

وأخرجه أبو داود في الطهارة - باب الرجل يصيب منها مادون الجماع۔ عون المعبود(٤٥٤/١)، والبيهقي (٣١٣/١)، ومعناه في الصحيحين، والسنن وانظر: تخريج الحديث الذي قبله۔

"إن عمة له حدثته أنها سالت عائشة قالت إحدانا: تحيض وليس لها ولزوجها إلا فراش واحد قالت: أخبرك ما صنع رسول الله ﷺ دخل فمضى إلى مسجده فلم ينصرف حتى غلبتني عيني وأوجعه البرد' فقال: أدني مني' فقلت : إني حائض' وصدره على فخذي وحنيت عليه حتى دفي ونام".

(ترجمہ) ہم میں سے کوئی خاص ایام میں ہوتی ہے اوراس کا اوراس کے خاوند کا ایک ہی بستر ہوتا ہے تو وہ کیا کرے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں تمہیں وہ بتاتی ہوں جو حضور ﷺ نے کیا حضور ﷺ میرے پاس آئے پھر مسجد کی طرف چلے گئے پھر واپس مڑ کے نہیں آئے۔ حتیٰ کہ اونگھ نے مجھ پر غلبہ پالیا اور آپ ﷺ کو سخت سردی لگی آپ نے فرمایا میرے قریب ہو جاؤ میں نے عرض کیا میں حالت ایام میں ہوں تو فرمایا اگر چہ اپنی رانیں کھول دو اور میں نے اپنی رانیں کھول دیں۔ تو آپ نے اپنا رخسار اور اپنی رانیں پر رکھ دیا اور میں آپ پر جھک گئی حتیٰ کہ آپ کی سردی دور ہوگئی اور نیند آ گئی۔

(روایت نمبر:۱۲۹) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

"كان رسول الله ﷺ إذا حضت يأمرني أن أتزر ثم يباشرني.

(ترجمہ) حضور ﷺ کا یہ عمل تھا کہ جب میرے خاص دن ہوتے تو آپ مجھے حکم دیتے تو میں تہبند باندھ لیتی پھر آپ ﷺ میرے ساتھ لیٹ جاتے۔

جب رات کو حیض آئے تو کیا کرے

(روایت نمبر:۱۳۰) حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ:

---

(۱۲۹)أخرجه ابن جرير (٤٨٢/٤)، والبغوى فى تفسيره (١٩٦/١)۔
وأخرجه السيوطى فى الدرالمنثور(٢٥٩/١)۔
وأخرجه البخارى فى كتاب الحيض - باب مباشرة الحائض (٧٨/١)، ومسلم فى كتاب الحيض- باب مباشرة الحائض فوق الإزار (٢٤٢/١)، وأبو داود فى الطهارة - باب الرجل يصيب منها ما دون الجماع، عون المعبود (٤٥٢/١)، والترمذى فى جامعه فى الطهارة - باب مباشرة الحائض (٢٣٩/١)، ومثله النسائى (١٥١/١)، وابن ماجه فى الطهارة باب ما للرجل من امرأته إذا كانت حائضاً (٢٠٨/١)، والبيهقى فى سننه (٣١٤/١): وانظر: تخريج الحديث الذى قبله۔
(١٣٠)أخرجه السيوطى فى الدرالمنثور (٢٥٩/١)۔
وأخرجه مالك فى الموطأ مرسلاً (٥٨/١)، وأخرجه مسلم بمعناه فى كتاب الحيض =

أن عـائشة – رضـي الله عنهـا– كـانـت مع رسول الله ﷺ مضطجعة في ثوب واحد وأنهـا وثبت وثبةً شديدة، فقال لها رسول الله ﷺ مالك لعلك نفست ـ يعني الحيضة ـ قالت: نعم، فقال: شدي عليك إزارك ثم عودي إلى مضجعك.

(ترجمہ) حضور ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک کپڑے میں لیٹی ہوئی تھی اچانک اٹھ گئیں حضور ﷺ نے فرمایا تجھے کیا ہو گیا شاید کہ تجھے خاص حالت پیش آ رہی ہے میں نے عرض کیا جی ہاں ـ فرمایا اپنے اوپر کپڑے کو باندھ لے پھر اپنی جگہ پر سو جا۔

حیض کی حالت بیوی کے ساتھ سونا

(روایت نمبر:۱۳۱) حضرت عبداللہ عمر نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں ایک سوال بھیجا کہ:

هـل يباشر الرجل امرأته وهي حائض، فقالت: لتشد إزارها على أسفلها ثم ليباشرها إن شاء(٢).

(ترجمہ) مرد عورت کے ساتھ لیٹ سکتا ہے ـ جبکہ عورت اپنے مخصوص ایام میں ہو ـ تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ تہبند باندھ لے اس کے بعد اگر چاہے تو لیٹ سکتا ہے۔

(روایت نمبر:۱۳۲) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

"أن النبي ﷺ سئل ما يحل للرجل من المرأة الحائض، قال: "ما فوق الإزار".

=(٦/٢٤٢)، والنسائي بهذا اللفظ في الحيض - باب مضاجعة الحائض (١ /١٤٩)، والبيهقي في سننه (١/٣١١): وانظر: تخريج الحديث الذى قبله وما روته مولاة عائشة أم ذرة عنها عند أبي داود: عون المعبود (١ /٤٥٥)، "أنها إذا حاضت نزلت عن المثال – أي الفراش– على الحصير، ولم تقرب رسول الله ﷺ إلى الفراش وبهذا تجتمع الأدلة– والله أعلم۔

(١٣١)أخرجه ابن جرير في تفسيره (٤ /٣٧٨، ٣٧٩)، والسيوطي في الدر المنثور (١/ ٢٦٠)۔

وأخرجه مالك في الموطأ في الطهارة۔ باب ما يحل للرجل من امرأته الحائض (١ /٥٧)، والشافعي في مسنده ترتيب المسند (١/ ٤٥)، والبيهقي في سننه في أكثر من موضع۔ انظر مثلاً: (١/ ٣١٠)، فما بعدها والحديث في الصحيحين وسبق تخريجه۔

(١٣٢)أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (١/ ٢٦٠)۔

وأخرجه البيهقي في سننه في الحيض - باب مباشرة الحائض فيما فوق الإزار وما يحل منها وما يحرم (١/ ٣١٠)،وسبق تخريجه۔

(ترجمہ) حضور ﷺ سے سوال کیا گیا کہ حائضہ عورت کے ساتھ سونے میں مرد کو کتنا حلال ہے آپ نے فرمایا کہ کپڑا باندھ کر فوق الازار جائز ہے۔

حائضہ بیوی کی گود میں سر رکھ کر تلاوت کرنا

(روایت نمبر:۱۳۳) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

كان رسول الله ﷺ يضع رأسه في حجري وأنا حائض فيقرأ القرآن.

(ترجمہ) حضور ﷺ اپنا سر مبارک میری گود میں رکھتے تھے جبکہ میں مخصوص دنوں میں ہوتی تھی پھر آپ قرآن کی تلاوت کرتے تھے۔

﴿فَإِذَا تَطَهَّرْنَ..﴾	(آیۃ:۲۲۲)

ترجمہ: اور آپؐ سے حیض کا حکم پوچھتے ہیں فرما دیجئے وہ گندگی ہے تم عورتوں سے حیض کی مدت میں الگ رہو اور ان کے نزدیک نہ جاؤ جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جائیں پس جب وہ اچھی طرح پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور گندگی سے بچنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

حیض کے بعد غسل کرنے کا طریقہ

(روایت نمبر:۱۳۴) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ:

(۱۳۳)أخرجه البخاری فی كتاب الحيض - باب قراءة الرجل فی حجر امرأته وهی حائض (۷۷/۱)، وفی كتاب التوحيد - باب قول النبی ﷺ: "زينوا القرآن بأصواتكم" (۲۱٤/۸)۔

وأخرجه مسلم فی كتاب الحيض باب الاضطجاع مع الحائض فی لحاف (۲٤٦/۱)، والنسائی فی الطهارة - باب الذی يقرأ القرآن ورأسه فی حجر امرأته الحائض (۱٤۷)، وفی الحيض باب استخدام الحائض (۱۹۱/۱، ۱۹۲)، وابن ماجه فی الطهارة - باب الحائض تناول الشیٔ من المسجد (۲۰۸/۱)، والإمام أحمد فی مسنده (۷۲/٦، ۱۱۷، ۱٤۸، ۲۰٤، ۲۳۱، ۲۳٤، ۲۵۸)، وأبو يعلی فی مسنده (۱۷۲/۸)۔

(۱۳٤)أخرجه السيوطی فی الدرالمنثور (۲٦۰/۱)۔

وأخرجه البخاری فی الحيض فی موضعين - باب .. كيف تغتسل المرأة وتتبع الدم (۸۰/۱)، وباب غسل المحيض (۸۱/۱)، وفی الاعتصام - باب الأحكام التی تعرف =

أن امرأة سألت النبي ﷺ عن غسلها من المحيض فأمرها كيف تغتسل' قال: ''خذي فرصة من مسك فتطهري بها' قالت: كيف أتهطر بها؟ قال: تطهري بها. قالت: كيف؟ قال: سبحان الله تطهري بها' فاجتذبتها فقلت تتبغي أثر الدم''.

(ترجمہ) ایک عورت نے حیض سے فارغ ہونے کے بعد غسل کے بارے میں پوچھا تو حضور ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ کپڑے کا ایک ٹکڑا لے لو۔ اس سے اپنے آپ کو پاک صاف کرلو اس نے کہا میں اس سے کیسے پاکیزگی حاصل کروں؟ آپ نے فرمایا اس سے پاکیزگی حاصل کرو۔ اس نے کہا کیسے کروں؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ! اس سے پاکیزگی حاصل کرو۔ میں نے اس کو کھینچا اور کہا کہ حضور ﷺ کی بات کا مطلب یہ ہے کہ خون کے نشانات کو صاف کردو۔

﴿وَ لَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَیْمَانِكُمْ﴾	(آیۃ: ۲۲۴)

ترجمہ: اور اللہ کو اپنی قسمیں کھانے کا نشانہ نہ بناؤ کہ نیکی کرنے سے اور پرہیزگاری سے اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے سے بچ جاؤ اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے۔

قسم کا کفارہ

(روایت نمبر: ۱۳۵) حضرت عطا فرماتے ہیں کہ:

جاء رجل إلى عائشة فقال: إني نذرت إن كلمت فلاناً فإن كل مملوك لي عتيق

=بالدلاء (۸/۱۵۹)، ومسلم في الحيض باب استحباب استعمال المغتسلة من الحيض فرصة من مسك في موضع الدم (۱/۲٦٠)، وأبو داود في الطهارة - باب الاغتسال من الحيض- عون المعبود (۱/٥٠٤) والنسائي في الطهارة - باب ذكر العمل في الغسل من الحيض (۱/۱۳٥)؛ وفي الغسل والتيمم- باب العمل في الغسل من الحيض (۱/۲٠۷)، وابن ماجه في الطهارة - باب في الحائض كيف تغتسل (۱/۲۱٠)، والدارمي في الوضوء - باب في غسل المستحاضة (۱/۱۹۷)، والبيهقي في سننه (۱/۱۸۳)، وأحمد في مسنده (٦/۱۲٥،۱٤۷،۱۸۸)-

(۱۳٥) أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (۱/۲٦۸)، والشوكاني في فتح القدير (۱/۲٠٥)- ولم أجده بهذا اللفظ في غيره، وقد ذكر ابن كثير في التفسير هذا القول عن مسروق و عائشة دون ذكر هذا السياق- والله أعلم-

وكل مال لي ستر للبيت قالت: لا تجعل مملوكيك عتقاءً لا تجعل مالك ستراً للبيت، فإن الله يقول: ﴿وَ لَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ﴾ فكفر عن يمينك.

(ترجمہ) ایک شخص حضرت عائشہؓ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ اگر میں نے فلاں آدمی سے بات کی تو میرے تمام غلام آزاد اور میرا تمام مال بیت اللہ کے پردہ کے لئے بنے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اپنے غلاموں کو آزاد نہ کر اور نہ اپنے مال کو بیت اللہ کے پردہ کے لئے ادا کر۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَ لَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اور اللہ کو اپنی قسموں کے لئے ڈھال نہ بناؤ۔ بلکہ تم اپنی قسم کا کفارہ دے دو۔

سچی بات میں بھی خدا کی قسم نہ کھاؤ

(روایت نمبر:۱۳۶) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

لا تحلفوا بالله وإن بررتم.

(ترجمہ) اس آیت کی تفسیر میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم نہ اٹھاؤ اگرچہ تم اس کو پورا بھی کردو۔

(روایت نمبر:۱۳۷) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

قال رسول الله ﷺ: "من حلف على يمين قطيعة رحم أو معصية فبره أن يحنث فيها ويرجع عن يمينه".

(ترجمہ) جس نے قطع رحمی کی قسم کھائی یا گناہ کرنے کی قسم کھائی تو اس کو پورا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس قسم کو توڑ دے اور اس گناہ کرنے سے باز آجائے۔

---

(١٣٦)أخرجه ابن جرير في التفسير (٤٢٣/١)، وإسناده ضعيف لضعف عبدالله بن لهيعة وهو مدلس وقد عنعن فيه۔ وأخرجه السيوطي في الدرالمنثور (١٦٨/١)۔

(١٣٧)أخرجه بلفظه ابن جرير في تفسيره (٤٤٢/٤)۔

وأخرجه السيوطي في الدرالمنثور (٢٦٨/١)۔

والحديث ضعيف، ففي إسناده عندهما حارثة بن أبي الرجال، مجمع على تضعيفه، انظر: تهذيب التهذيب (١٦٥/٢)۔

وأخرجه ابن ماجه في السنن كتاب الكفارات باب من قال كفارتها تركها (٦٨٢/١)، وأخرجه بلفظ آخر فيه نكارة في المتن، فإن جملة (فإن تركها كفارتها) لا تتفق مع شرعية الكفارة و تحديدها إذ مجرد الترك ليس كفارة، والله أعلم۔

﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَ لٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ﴾	(آیۃ:۲۲۵)

ترجمہ: اللہ تمہاری نا کارہ قسموں پر مؤاخذہ نہیں کرے گا لیکن اس قسم پر مواخذہ کرے گا جس کا تمہارے دلوں نے ارادہ کیا ہے اور اللہ بخشنے والا تحمل والا ہے۔

(روایت نمبر:۱۳۸) لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ کی تفسیر میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

هو القوم يتدارون في الأمر ' يقول هذا: لا والله ' ويقول هذا : كلا والله يتدارؤون في الأمر ' لا تعقد عليه قلوبهم.

(ترجمہ) اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو ہر کام میں قسم کو استعمال کرتے ہیں یعنی یوں کہتے ہیں۔خدا کی

---

(۱۳۸)أخرجه الطبري في تفسيره(٤/ ٤٢٩)، والبغوي في تفسيره (١/ ٢٠١)، وابن الجوزي في زاد المسير (١/ ٢٥٤)،والخازن (١/ ١٥٤)، وابن كثير (١/ ٢٦٧)، وأخرجه السيوطي في الدرالمنثور (١/ ٢٦٩)۔

وأخرجه البخاري في التفسير، موقوفاً بلفظ: "نزلت في قول الرجل لا والله وبلى والله "في باب (لا يؤاخذكم الله باللغو في أيمانكم (٥/ ١٨٨)،ومثله أبو داود في الأيمان، عون المعبود (٩/ ١٥٧)، وأخرجه عبدالرزاق في مصنفه بهذا اللفظ (٨/ ٢٧٤)، والبيهقي في سننه (١٠/ ٤٨)، والسيوطي في مسند عائشة ص٦٣،وسيأتي له زيادة بيان في تفسير سورة المائدة – إن شاء الله۔

وفسر لغو اليمين بتفسيرات عديدة أشهرها اثنان:

الأول: ما روى عن عائشة و به قال طاووس و عروة بن الزبير وإبراهيم النخعي وهو مذهب الشافعي وأحمد۔

الثاني: أن يحلف الرجل على شئ يراه حقاً فيتبين خلافه.وهو قول أبي هريرة وابن عباس والحسن و عطاء والشعبي و مجاهد وقتاده وهو مذهب أبي حنيفة، والقول الأول أصح، بدليل قوله: (ولكن يؤاخذكم بما كسبت قلوبكم)۔ و كسب القلب عقده وقصده۔

أما ما في التفسير الثاني فهو من كسب اللسان، لا القلب، فلو نطق اللسان باليمين دون مواطئة القلب وقصده فلا إثم ولا كفارة۔

قسم ہاں۔ اور کبھی کہتے ہیں خدا کی قسم ہرگز نہیں۔ اور کبھی کہتے ہیں نہیں۔ اس طرح قسم کو گفتگو میں استعمال کرتے رہتے ہیں۔ ان کے دل قسم کھانے کا پکا ارادہ نہیں کرتے۔

آیت کا شان نزول

(روایت نمبر:۱۳۹) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

أنزلت هذه الآية: ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِيٓ أَيْمَانِكُمْ﴾ في قول الرجل : لا والله ' وبلى والله ' وكلا واللّٰه' زاد ابن جرير - يصل بها كلامه.

(ترجمہ) یہ آیت لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِيٓ أَيْمَانِكُمْ اس آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جو کہتا ہے نہیں ہاں خدا کی قسم، ہاں خدا کی قسم۔ کبھی نہیں خدا کی قسم اسی طرح سے وہ اپنی بات میں قسموں کا ذکر کرتا رہتا ہے۔

باتوں میں خدا کی قسم کھانا

(روایت نمبر:۱۴۰) حضرت عطاء بن ابی رباحؒ سے یمین لغو کے بارہ میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

قالت عائشة أن رسول الله ﷺ قال: "هو كلام الرجل في يمينه كـ: لا والله ' وبلي واللّٰه".

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ لغو قسم کا معنی یہ ہے کہ آدمی اپنی قسم میں یوں کہتا ہے! کبھی نہیں اللہ کی قسم، ہاں اللہ کی قسم۔

(۱۳۹) أخرجه الطبری فی تفسیره (٤٤٣/٤)، والبغوی (٢٠١/١)، وابن الجوزی (٢٥٤/١)، والخازن (١٥٤/١)، وابن كثير (٢٦٧/١)۔

وأخرجه السيوطی فی الدرالمنثور (٢٦٩/١)، والشوكانی فی تفسيره (٢٠٦/١)۔

وأخرجه مالك فی الموطأ فی الأيمان والنذور - باب اللغو فی اليمين (٤٧٧/٨): والشافعی فی الأم- باب ما جاء فی خلاف عائشة فی لغو اليمين (٢٢٥/٧)، وعبدالرزاق فی مصنفه (٤٧٣/٨)، وأخرجه البخاری فی التفسير موقوفاً علی عائشة (١٨٨/٥)، ووصل عند أبی داود فی سننه فی الأيمان، عون المعبود (١٥٧/٩): وأخرج مسلم قريباً منه بلفظ اليمين علی نية المستحلف " أي: الحالف (١٢٧٤/٣): وأخرجه البيهقی فی سننه (٤٨/١٠)، وابن حبان فی صحيحه (٢٦٩/٦)۔

قلت:قول السيوطی أن البخاری و مسلم أخرجاه وهم منه أو تساهل حيث إن البخاری لم يخرجه فی صحيحه مرفوعاً، غير أن مثل هذا له حكم الرفع أما مسلم فإنه لم يرو عن عائشة بهذا اللفظ موقوفاً ولا مرفوعاً۔

(١٤٠) أخرجه ابن حبان فی صحيحه (٢٦٩/٦)، ومضى تخريجه قريباً، انظر الحديثين السابقين۔

کونسی قسم میں کفارہ نہیں

(روایت نمبر:۱۴۱) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

إنما اللغو في المزاحة والهزل وهو قول الرجل : لا واللّٰه، وبلى واللّٰه، فذلك لا كفارة فيه إن الكفارة فيما عقد عليه قلبه أن يفعله ثم لا يفعله.

(ترجمہ) لغو قسم مذاق کے وقت ہوتی ہے جیسے کوئی آدمی کہے نہیں خدا کی قسم۔ ہاں خدا کی قسم ایسی قسم میں کوئی کفارہ نہیں، بے شک کفارہ اس قسم میں ہے جو دل کے پختہ ارادے سے کھائی جائے کہ وہ فلاں کام ضرور کرے گا پھر وہ اس کو نہ کرے تو اس کا کفارہ ہے۔

یمین لغو

(روایت نمبر:۱۴۲) حضرت عائشہ، ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا:

اللغو لا والله، وبلى والله.

(ترجمہ) یمین لغو یہ ہے کہ آدمی یوں قسم کھائے۔ لا واللہ بلی واللہ نہیں خدا کی قسم ہاں خدا کی قسم۔

اس سے کا ایک مسئلہ

(روایت نمبر:۱۴۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس آیت لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ کی تفسیر میں فرماتی تھیں:

هو الشيء يحلف عليه أحدكم لا يريد منه إلا الصدق فيكون على غير ما حلف عليه.

لغو سے مراد وہ قسم ہے جو تم میں سے کوئی ایک اٹھاتا ہے اس سے مراد سچائی کا اظہار کرنا ہوتا ہے لیکن وہ بات ویسی نہیں ہوتی جس پر اس نے قسم اٹھائی۔

---

(۱۴۱)أخرجه ابن جرير في تفسيره (۴۴۳/۴): وانظر: تخريج الحديثن السابقين وأخرجه السيوطي في الدرالمنثور (۲۶۹/۱)۔

(۱۴۲)أخرجه ابن جرير في التفسير (۴۲۸/۴)، وأخرجه السيوطي في الدرالمنثور (۲۶۹/۱)، ولم أجده لأبي الشيخ ولعله في أحد كتابيه (الضياء المختارة)أو (العظمة) وليس في الأجزاء الثلاثة الأولى من الثاني۔

(۱۴۳)أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (۲۶۹/۱)۔

وأخرجه البيهقي في سننه (۴۹/۱۰)، وعبدالرزاق في مصنفه (۴۷۴/۸)، وهذا التفسير للغو اليمين هو متمسك أهل الرأى وسبق تحقيق القول فيه۔

﴿لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ﴾	(آیۃ:۲۲۶)

ترجمہ: جولوگ اپنی بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسمیں کھا بیٹھتے ہیں ان کیلئے چار مہینے تک مہلت ہے پھر اگر وہ باہم مل گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

بیوی سے چار ماہ سے زیادہ کیلئے قطع تعلق

(روایت نمبر:۱۴۴) حضرت خالد بن سعید بن عاص نے اپنی بیوی سے ایک سال تک تعلق توڑ لیا تھا لیکن قسم نہیں اٹھائی تھی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے فرمایا کہ

أما تقرأ آية الإيلاء إنه لا ينبغي أن تهجر أكثر من أربعة أشهر.

کیا آپ نے ایلاء والی آیت نہیں پڑھی کسی آدمی کو نہیں چاہئے کہ وہ چار مہینوں سے زیادہ بیوی سے جدا رہے۔

(روایت نمبر:۱۴۵) حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا جب کہ وہ حضرت خالد بن عاص کو وعظ کررہی تھیں جنہوں نے اپنی عورت کو الگ کردیا تھا۔

يا خالد إياك وطول الهجر ' قالت: قد سمعت ما جعل الله للمولى من الآجل ' إنما جعل الله له تربص أربعة أشهر فأخذ طول الهجرة.

(ترجمہ) آپ نے فرمایا اے خالد طویل علیحدگی سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ ایلاء کرنے والے کے لئے اللہ نے کوئی مدت مقرر نہیں کی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مرد کے لئے چار مہینے رکھنے کو مقرر کیا ہے تو انہوں نے طویل عرصہ تک ایک دوسرے سے علیحدگی اختیار کرلی۔

محمد بن مسلم (ابن شہاب زہریؒ) فرماتے ہیں ہمیں یہ بات نہیں پہنچی کہ طویل عرصہ تک بیوی سے علیحدگی اختیار کرنے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ نے خالد بن عاص کو اس سے

---

(۱۴۴)أخرجه الطبري في تفسير آية الإيلاء قريباً من هذا اللفظ (۴/۴۵۶)، فما بعدها۔
وأخرجه السيوطي في الدرالمنثور(۱/۲۷۰)۔
ولم أطلع على مسند عبد بن حميد وليس في الجزء المطبوع من المنتخب۔
(۱۴۵)أخرجه السيوطي في التفسير في الدرالمنثور (۱/۲۷۰)۔
ولم أطلع على هذا الجزء المذكور فيه من مسند عبد بن حميد، وذكر الطبري في تفسيره (۴/۴۹۲)، هذه القصة عن عائشة بلفظ : ألا تتق الله يا ابن العاص في ابنة أبي سعيد أما تحرج أما تقرأ هذه الآية التي في سورة البقرة؟ قال: فكأنها تؤثمه ولا ترى أنه فارق أهله۔

ڈرایا تھا ان کا مقصد یہ تھا کہ تم اپنی بیوی کے ساتھ مہربانی کرو اور ان کو اس بات سے ڈرایا تھا تا کہ ان کا یہ عمل ایلاء کے مشابہ نہ ہو جائے۔

(روایت نمبر:۱۴۶)

أنها كانت إذا ذكر لها الرجل يحلف ألا يأتي امرأته فيدعها خمسه آشهر لا ترى ذلك شيئاً حتى يوقف وتقول : كيف ؟ قال الله : ﴿فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ﴾.

(ترجمہ) جب حضرت عائشہؓ کے سامنے ذکر کیا گیا کسی آدمی کا جس نے قسم اٹھائی تھی کہ وہ اپنی بیوی کے پاس نہیں جائے گا پھر وہ اس کے پاس پانچ مہینے نہیں جاتا حضرت عائشہ کے اس عمل کو کچھ نہیں جانتی تھیں حتی کہ اس کا عمل کسی انتہا کو پہنچ جائے حضرت عائشہ فرماتی تھیں کہ کس طرح جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ﴾ یا تو شرعی طریقے کے مطابق اس کو روک لو یا اس کو عمدہ طریقے سے آزاد کر دو۔

(روایت نمبر:۱۴۷)

أن أبا ذر و عائشة قالا يوقف المولى بعد انقضاء المدة، فأما أن يفي وإما أن يطلق.

---

(١٤٦)أخرجه الطبرى فى تفسيره (٢٩٢/٤)، والسيوطى فى الدرالمنثور(٢٧٢/١)۔

وأخرجه الشافعى فى الرسالة ص ٥٥٧، فما بعدها، وانظر الأم (٥ /٢٤٨)، وأحكام القرآن (٢٤٢/١)،وأخرجه البيهقى فى السنن الكبرى (٧ /٣٧٨)، وذكر عنها رواية أخرى بلفظ: "يوقف ولو مضت سنة" والقول بأن يقوف المولى بعد مضى الأربعة أشهر : فإن فاء وإلا طلق عليه، ولا يكفى مجرد مضى المدة هو قول عائشة و عثمان بن عفان وعلى بن أبى طالب و عبد اللّٰه بن عمر وأبى الدرداء، واثنى عشر رجلاً من أصحاب النبى ﷺ۔انظر: صحيح البخارى مع الفتح (٩/ ٤٢٦)، وهو مذهب مالك والشافعى وأحمد، والقول بوقوع الطلاق بمضى المدة أربعة أشهرهوقول عبداللّٰه بن مسعود وابن عباس، و بعض التابعين، وهو مذهب أبى حنيفة وأصحابه۔

والقول الأول: أصح وأظهر، وانظر: المناقشة والترجيح للشافعى فى الرسالة والأم، وأحكام القرآن۔

(١٤٧)أخرجه ابن جرير فى تفسيره (٤ /٤٩١)، بأكثر من رواية، وفى آخرها قال: أنت سمعتها؟ قال: لا تبكتينى۔

وأخرجه السيوطى فى الدرالمنثور (٢٨٢/١)۔

وأخرجه عبدالرزاق فى مصنفه (٦ /٤٦٧)، وأخرج عن عائشة أيضاً: أن رجلاً آلى من امرأته، فقالت له عائشة بعد عشرين شهراً: (أما آن لك أن تفى)۔ وأخرجه البيهقى فى السنن الكبرى (٣٧٨/٧)۔

(ترجمہ) حضرت ابوذر اور حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ لونڈی کے مالک کو عدت کے بعد پابند کیا جائے یا تو وہ اس لونڈی کو آباد کرے یا اس کو طلاق دیدے۔

﴿وَ الْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ﴾	(آیۃ:۲۲۸)

ترجمہ: اور طلاق یافتہ عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک (دوسری جگہ نکاح کرنے سے) روکے رکھیں اور ان کیلئے حلال نہیں کہ چھپائیں جو اللہ نے ان کے پیٹ میں پیدا کیا ہے اگر وہ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہیں اور ان کے خاوندوں کو اپنی بیویوں کے پھیر لینے کا حق ہے اس عرصہ (تین حیض) میں، اگر وہ صلح کا ارادہ رکھتے ہوں، اور دستور کے موافق عورتوں کا بھی حق ہے جیسا کہ ان پر مردوں کا حق ہے اور مردوں کا ان سے کچھ درجہ بڑھا ہوا ہے اور اللہ زبردست ہے تدبیر کرنے والا ہے۔

اقراء کا معنی اطہار ہے

(روایت نمبر:۱۴۸)

إنما الأقراء الأطهار.

(١٤٨)أخرجه ابن جرير الطبرى فى تفسيره (٣٧٥/٤)، والبغوى فى تفسيره (١٩٦/١)، وابن الجوزى فى زاد المسير (٢٤٧/١)، والخازن (١٥٢/١)، وابن كثير فى تفسيره(٢٥٨/١)۔واخرجه السيوطى الدرالمنثور (٢٧٤/١)

وأخرجه مالك فى الموطأ فى الطلاق - باب ما جاء فى الأقراء وعدة الطلاق، وطلاق الحائض (٥٧٧/٢)، واالشافعى فى أحكام القرآن (٢٤٢/١)۔

وعبدالرزاق فى مصنفه (٣١٩/٦)، والبيهقى فى سننه فى العدد (٣٤٩/١: ٤١٥/٧)، والدارقطنى فى سننه فى الحيض (٢١٤/١)۔

ماذا يراد بالقرء:

فسر القرء بتفسيرين بالطهر وبالحيض، وهو من الألفاظ المشتركة والقول بأنه الطهر هو قول عائشة أم المؤمنين وابن عمر وزيد بن ثابت والزهرى وجماعة، وهو مذهب مالك والشافعى وأحمد واستدلوا بقوله تعالى: ﴿فطلقو هن لعدتهن﴾والطلاق لا يكون إلا فى الطهر وبحديث عبدالله بن عمر فى الصحيحين: أنه طلق امرأته وهى حائض، فأمره بمراجعتها حتى تطهرثم نحيض۔ ثم تطهر ثم قال فيه: تلك العدة التى أمر الله أن تطلق لها النساء، كما أن =

اَقراء کا معنی اَطہار ہے۔

تین طلاقوں کے بعد عورت کا نکاح ختم ہو جاتا ہے

(روایت نمبر:۱۴۹)

إذا دخلت في الحيضة الثالثة فقد بانت من زوجها وحلت للأزواج ' قالت عمرة: وكانت عائشة تقول : إنما القرء الطهر وليس الحيضة.

(ترجمہ) جب کوئی عورت تیسری ماہواری میں داخل ہوتو اپنے خاوند سے جدا ہو جاتی ہے اور نئی شادی کرنا اس کے لئے حلال ہو جاتا ہے۔ حضرت عمرہ فرماتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ قرء سے مراد طہر ہے حیض نہیں۔

(فائدہ) فقہ حنفی میں یوں ہے کہ اگر پہلے خاوند نے طلاق دیدی ہے اور عورت تیسرے حیض سے نکل جائے تو وہ اپنے خاوند سے بائنہ ہو جائے گی۔ ایسی عورت سے جائز ہے کہ وہ کسی سے نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے۔

لونڈی کی طلاق اور عدت

(روایت نمبر:۱۵۰)

=دلالة اللغة فی لفظ (القرء) تدل علی الحبس والإ مساك،بخلاف الحیض فهو السیلان والجریان، ومعلوم أن الحیض دم یرخیه الرحم فیخرج وعندئذ لا تجری فیه الأحکام من صلاة وصیام و طلاق، الثانی هو الحیض وقال به الخلفاء الأربعة وابن مسعود وابن عباس، وهو مذهب أبی حنیفة وروایة لأحمد، واستدلوا بأدلة منها قوله ﷺ: "دعی الصلاة أیام أقرائك "،وقوله: " تطلیق الأمة تطلیقتان وعدتها حیضتان "۔ والقول الأول أصح وأظهر لقوة دلیله ولأن عائشة أدری بأمور النساء من غیرها، وما استدل به القائلون بأن القرء هو الحیض غایة ما یدل علیه تسمیة القرء حیضاً وأن طلاق الأمة وعدتها علی النصف من الحرة، وهذا امر لا خلاف فیه وخارج عن محل النزاع ، والله أعلم۔

(۱٤۹)أخرجه السیوطی فی الدرالمنثور (۲۷٥/۱)۔

وأخرجه مالك فی الموطأ بهذا اللفظ - باب فی الأقراء وعدة الطلاق و طلاق الحائض (٥۷٦/۲)، والشافعی فی الرسالة ص ٥٦۲۔

وعبدالرزاق فی مصنفه (۳۱۹/٦)، والبیهقی فی سننه (٤۱٥/۷)، ولم أجده فی منتخب مسند عبد بن حمید المطبوع۔

(۱٥۰)أخرجه السیوطی فی الدرالمنثور (۲۷٥/۱)۔=

عن النبي ﷺ قال: طلاق الأمة تطليقتان وقرؤها حيضتان' وفي لفظ : وعدتها حيضتان.

(ترجمہ) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لونڈی کے لئے دوطلاقیں ہیں اور اس کی ماہواری دوحیض ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی عدت دوحیض ہیں۔

(فائدہ) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مسلک کے مطابق یہاں آیت قروء سے مراد تین طھر لئے ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت قروء سے تین طھر مراد لئے ہیں ہر ایک کے اپنے دلائل ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل روایت نمبر ۱۵۰ بھی ہے جب لونڈی کی طلاق عدت دوحیض ہیں تو آزادعورت کی طلاق کی عدت تین حیض ہوگی۔

اور دوسری دلیل آپ ﷺ کی یہ حدیث مبارک ہے کہ آپ نے عورت کوفرمایا اپنے اقراء کے دنوں میں روزہ چھوڑ دوتو اقراء سے مراد حیض کے دن ہوں گے۔حیض کے دنوں میں نماز معاف ہے۔

اور تیسری دلیل قرآن کریم کی آیت ہے۔جس میں ثــلثة کالفظ آتا ہے۔جب آدمی طہر کے زمانہ میں

=وأخرجه أبو داود في الطلاق - باب سنة طلاق العبد، عون المعبود (٦ /٣٥٦)، وقال: هـو حـديـث مجهول وليس العمل عليه، والترمذي في جامعه في الطلاق واللعان - باب ما جـاء أن طـلاق الامة تـطليقتان (٣/٤٨٨)، وقـال : غـريـب لا نـعـرف لـه في العلم غير هذا الـحـديـث، والـعـمـل عـلى هذا عند أهل العلم من أصحاب النبي ﷺ وغيرهـم - وهو قول سفيان الثوري والشافعي وأحمد وإسحق ـ اهـ۔

وأخـرجـه ابـن مـاجـه فـي سـنـنـه في الطلاق، باب في طلاق الأمة وعدتها (١ /٦٧١)، والدارقطني في سننه (٤/٣٩)، وأخرجه الحاكم في المستدرك و صححه ووافقه الذهبي في التلخيص (٢/٢٠٥)، والبيهقي في سننه (٧/٣٦٩)۔

وقـول الـتـرمـذي : عـن مـظـاهـر بن أسلم لانعرف له في العلم إلا هذا الحديث تعقبه ابن الـمـنـذر وقـال: أخرج له ابن عدي حديثاً آخر رواه عن أبي هريرة - رضي الله عنه- أنه قال: كان يقرأ عشر آيات من آخر آل عمران ذكر هذا صاحب عون المعبود۔

وقـول أبـي داود: ليـس الـعمل عليه أي: الطلاق، فالأمة إذا كانـت تحت حر تطلق ثلاث تطليقات لا تطليقتين، بخلاف العدة فهي حيضتان۔

وقـول الـتـرمـذي: الـعـمل عليه عند أهل العلم، أي في العدة لا في الطلاق ، إلا إذا كانـت الأمة تـحـت عبـد، وهـذا قـول جـمهور العلماء من السلف والخلف، فإن العبرة في الطلاق بالزوج، وفي العدة بالمرأة خلافاً لأبي حنيفة الذي يعتبر المرأة في الحالين، والله أعلم۔

طلاق دے گا جیسا کہ سنت طریقہ ہے اس کے بعد تین حیض گزارنے سے عورت آزاد ہو جائے گی۔ اگر طہر مراد ہوں گے تو وہ پورے تین نہیں ہو سکتے تین سے کم بنیں گے یا تین سے زائد بنیں گے اس لئے ثلٰثۃ کا جو لفظ ہے اس پر عمل نہیں ہو سکے گا جو قرآن کریم میں وارد ہے۔

﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْتَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ﴾	(آیۃ:۲۲۹)

ترجمہ: طلاق رجعی دوبار تک ہے پھر دستور کے موافق روک لینا ہے یا خوش عنوانی سے چھوڑ دینا ہے اور تمہارے لئے حلال نہیں کہ لے لو کچھ بھی جو تم نے ان کو دیا تھا مگر یہ کہ وہ دونوں ڈریں کہ اللہ کے ضابطوں کو قائم نہ رکھ سکیں گے پھر اگر تم ڈرو کہ وہ (میاں بیوی) اللہ کے ضابطوں کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ عورت بدلہ (بدل خلع) دیکر چھوٹ جائے یہ اللہ کے ضابطے ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدود سے آگے بڑھے گا تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

زمانہ جاہلیت میں طلاق اور اسلام کا طریقہ طلاق

(روایت نمبر:۱۵۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كان الناس والرجل يطلق امرأته ماشاء الله أن يطلقها وهي امرأته إذا ارتجعها وهي في العدة وإن طلقها مائة مرة أو أكثر حتى قال رجل لا مرأته والله لا أطلقك فتبينين ولا آويك أبداً، قالت: وكيف ذلك؟ قال: أطلقك فكلما همت عدتها أن تنقضي راجعتك، فذهبت المرأة حتى دخلت على عائشة فأخبرتها فسكتت عائشة حتى جاء

---

(۱۵۱) انظر تفسير ابن كثير (۱/۲۷۲)، والخازن (۱/۱۵۸)، وأخرجه السيوطى فى الدرالمنثور (۱/۲۷۷)، والشوكانى فى تفسيره (۱/۲۱۳)۔

وهذا الحديث عند الطبرى (۴/۵۳۸)، مرسل فعروة بن الزبير تابعى وقد جاء موصولاً إلى عائشة، عند الترمذى فى جامعه والبيهقى فى السنن كا سيأتى، وكذلك رواه مرسلاً وموصولاً ابن أبى حاتم فى تفسيره فيما نقله عنه ابن كثير۔

وأخرجه الترمذى فى كتاب الطلاق۔ باب (۱۶)(۳/۴۹۷)، والحاكم فى المستدرك وقال: صحيح الإسناد ولم يتكلم أحد فى يعقوب بن حميد بن كاسب بحجة۔ اهـ۔

وخالفه الذهبى وقال: قد ضعفه غير واحد (۲/۲۷۹)، وانظر ترجمته فى التهذيب (۱۱/۳۸۳)، وأخرجه البيهقى فى سننه (۷/۳۳۳)، وإسناده عند الترمذى صحيح۔

النبي ﷺ فأخبرته فسكت النبي ﷺ حتى نزل القرآن : ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِـمَعْرُوْفٍ اَوْتَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ﴾. قالت عائشة: فاستأنف الناس الطلاق مستقبلاً من كان طلق ومن لم يطلق.

(ترجمہ) لوگوں کی یہ حالت تھی کوئی آدمی اپنی بیوی کو جتنا اللہ چاہتا طلاق دیتا یہ پھر بھی اس کی بیوی ہی رہتی تھی جب وہ اپنی بیوی سے رجوع کر لیتا اور وہ عدت میں ہوتی۔ اور اگر اس کو چاہتا تو وہ اس کو سو طلاقیں یا اس سے بھی زیادہ دے دیتا تھا۔ حتی کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے کہا خدا کی قسم نہ میں تجھے طلاق دوں گا تا کہ بائنہ ہو جائے، اور نہ میں تجھے ہمیشہ کے لئے اپنے پاس رکھوں گا۔ اس عورت نے آپ سے پوچھا کہ یہ کیسے ہوگا تو اس نے کہا میں تمہیں طلاق دوں گا جب تیری عدت گزرنے کو ہوگی تو میں رجوع کر لوں گا۔ تو یہ عورت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس چلی گئی ان کو اس واقعہ کا بتایا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خاموش ہو گئیں حتی کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ کو عرض کیا تو آپ بھی خاموش رہے حتیٰ کہ قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی: اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْتَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں اس آیت کے بعد لوگوں نے طلاق کو نئے سرے سے شمار کیا جسؐ نے طلاق دے رکھی تھی اور جس نے نہیں دی۔ کہ اس کے بعد اگر کوئی طلاق دے گا تو دو طلاقیں دینے کے بعد روک سکتا ہے یا چھوڑ دے اگر تیسری دیدی تو پھر رجوع کا حق نہیں ہوگا۔

(روایت نمبر:۱۵۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ:

لم يكن الطلاق وقت، يطلق امرأته ثم يراجعها مالم تنقضي العدة، وكان بين الرجل وأهله ما يكون بين الناس، فقال : والله لأتركنك لا أيماً ولا ذات زوج، فجعل يطلقها حتى إذا كادت العدة أن تنقضي راجعها، ففعل ذلك مراراً فأنزل الله فيه: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْتَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ﴾. فوقّت لهم الطلاق ثلاثاً يراجعها في الواحدة وفي الثنتين وليس في الثالثة رجعة حتى تنكح زوجاً غيره.

(ترجمہ) طلاق کا کوئی وقت مقرر نہیں تھا آدمی اپنی بیوی کو طلاق دیتا تھا پھر اس سے رجوع کر لیتا تھا جب تک کہ عدت ختم نہیں ہوتی تھی۔ مرد اور بیوی کے درمیان جھگڑا ہوتا تھا جیسے کہ لوگوں کے درمیان ہوتا ہے۔ مرد کہتا تھا خدا کی قسم نہ تو میں تجھے مطلقہ چھوڑوں گا اور نہ تجھے خاوند والی بنا کر رکھوں گا۔ وہ اس طرح

(۱۵۲)أخرجه ابن كثير فى تفسيره (۱/۲۷۱-۲۷۲)۔
واخرجه السيوطى فى الدرالمنثور (۱/۲۷٤)
وأخرجه البيهقى فى سننه (۷/۳۳٤)،وانظر تخريج الحديث الذى قبله۔

کرتا تھا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دیتا تھا حتی کہ جب عدت گزرنے کے قریب ہوتی تھی وہ اپنی بیوی سے رجوع کر لیتا تھا۔ وہ اسی طرح بار بار کرتا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمۡسَاکٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِیۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ﴾ اس طرح سے لوگوں کے لئے تین طلاقیں دینا مقرر کر دی گئیں کہ پہلی طلاق کے بعد بھی وہ اپنی بیوی سے رجوع کر سکتا ہے اور دوسری کے بعد بھی لیکن تیسری کے بعد کوئی رجوع نہیں حتی کہ وہ عورت اس مرد کے علاوہ کسی اور سے نکاح کر لے۔

(روایت نمبر:۱۵۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أنها أتتها امرأة فسألتها عن شيء من الطلاق ' قالت: فذكرت ذلك لرسول الله ﷺ فنزلت: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمۡسَاکٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِیۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ﴾.

(ترجمہ) ان کے پاس ایک عورت آئی اور طلاق کا کوئی مسئلہ پوچھا تو انہوں نے وہ مسئلہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ذکر کیا تو یہ آیت نازل ہوئی ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمۡسَاکٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِیۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ﴾۔

﴿وَلَا یَحِلُّ لَکُمۡ اَنۡ تَاۡخُذُوۡا مِمَّاۤ اٰتَیۡتُمُوۡهُنَّ شَیۡئًا...﴾	(آیۃ:۲۲۹)

ترجمہ: طلاق رجعی دو بار تک ہے پھر دستور کے موافق روک لینا ہے یا خوش عنوانی سے چھوڑ دینا ہے اور تمہارے لئے حلال نہیں کہ لے لو کچھ بھی جو تم نے ان کو دیا تھا مگر یہ کہ وہ دونوں ڈریں کہ اللہ کے ضابطوں کو قائم نہ رکھ سکیں گے پھر اگر تم ڈرو کہ وہ (میاں بیوی) اللہ کے ضابطوں کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ عورت بدلہ (بدل خلع) دیکر چھوٹ جائے یہ اللہ کے ضابطے ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدود سے آگے بڑھے گا تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

خلع

(روایت نمبر:۱۵۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

(۱۵۳) هذا قطعة من الحديثين السابقين فانظر تخريجهما، ولم أطلع عليه لابن النجار۔

(۱۵۴) أخرجه ابن جرير في تفسيره (٤/٤٥٤)، وأخرجه السيوطي في الدر المنثور (١/٢٨٠)، وأبو داود في سننه في الطلاق - باب في الخلع - عون المعبود (٦/٣١٠)، وأخرجه عبدالرزاق في مصنفه (٦/٤٨٢)، والبيهقي في سننه (٧/٣١٥): والحديث صحيح وهو عند الترمذي مختصراً (١/٢٨٣)۔

أن حبيبة بنت سهل كانت تحت ثابت بن قيس بن شماس فضربها فكسر يدها فأتت رسول الله ﷺ بعد الصبح فاشتكت إليه فدعا رسول الله ﷺ ثابتاً فقال: "خذ بعض مالها وفارقها" وقال: ويصلح ذلک يا رسول الله؟ قال: "نعم". قال: فإني أصدقتها حديقتين فهما بيدها، فقال النبي ﷺ: "خذهما وفارقها" ففعل، ثم تزوجها أبي بن كعب فخرج بها إلى الشام فتوفيت هناک.

(ترجمہ) حضرت حبیبہ بنت سہل حضرت ثابت بن قیس بن شماس کے نکاح میں تھیں۔ حضرت ثابت بن قیس نے ان کو مارا اور ان کا ہاتھ توڑ دیا وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں صبح کی نماز کے بعد حاضر ہوئیں اور خاوند کی شکایت کی۔ تو حضور ﷺ نے حضرت ثابت کو بلایا اور فرمایا اس سے کچھ مال لے لو اور اس کو چھوڑ دو تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ درست ہے؟ فرمایا ہاں تو انہوں نے کہا میں نے اپنی بیوی کو دو باغ بطور مہر کے دئے تھے جو اس کے قبضہ میں ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ دونوں اس سے لے لو اور تم اس کو چھوڑ دو تو اس نے ایسا ہی کیا۔ پھر اس خاتون نے حضرت ابی بن کعب سے شادی کی تو آپ اس کو ملک شام کو لے گئے اور وہیں اس خاتون کا انتقال ہوا۔

﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا﴾	(آیۃ: ۲۳۴)

ترجمہ: (اُن دو طلاقوں کے بعد) پھر اگر اس کو (تیسری) طلاق دیدی تو اب اس کے بعد اس کو وہ عورت حلال نہیں یہاں تک کہ اس کے علاوہ کسی خاوند سے نکاح کرے پھر اگر وہ شخص (بھی) اس کو طلاق دیدے تب گناہ نہیں ان دونوں پر کہ پھر مل جائیں اگر خیال رکھیں اللہ کے ضابطے قائم رکھیں گے اور یہ اللہ کے ضابطے ہیں جن کو وہ جاننے والوں کیلئے بیان کرتا ہے۔

تین طلاق کے بعد عورت پہلے خاوند کیلئے کیسے حلال ہوسکتی ہے

(روایت نمبر:۱۵۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

(۱۵۵) أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (۲۸۳/۱)۔

وأخرجه البخاري في الشهادات - باب شهادة المختبئ (۱٤۷/۳)، وفي الطلاق باب من قال لامرأته أنت علي حرام (۱٦٦٦)، وفي اللباس - باب الإزار الهدب (۳٥/۷)، وفي =

جاءت امرأة رفاعة القرظي إلى رسول الله ﷺ فقالت: إني كنت عند رفاعة القرظي إلى رسول الله ﷺ فقالت: إني كنت عند رفاعة فطلقني فبت طلاقي' فتزوجني عبدالرحمن بن الزبير وما معه إلا مثل هدبة الثوب' فتبسم النبي ﷺ فقال: "أتريدين أن ترجعي إلى رفاعة' لا' حتى تذوقي عسيلته ويذوق عسيلتك".

(ترجمہ) حضرت رفاعہ قرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا کہ میں حضرت رفاعہ کے پاس تھی انہوں نے مجھے تین طلاقیں دیدیں۔ پھر مجھ سے حضرت عبدالرحمٰن بن زبیر نے نکاح کیا مگر اس کے پاس کچھ نہیں تھا مگر کپڑے کی ناوڑی کی طرح تو حضرت نبی کریم ﷺ مسکرا دیے اور فرمایا کہ تم چاہتی ہو کہ تم رفاعہ کی طرف لوٹ جاؤ تم اس کے پاس واپس نہیں جا سکتیں جب تک کہ تم اس کا ذائقہ نہ چکھ لو اور وہ تمہارا ذائقہ نہ چکھ لے۔

(روایت نمبر:۱۵٦) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً فتزوجت زوجاً وطلقها قبل أن يمسها' فسئل النبي ﷺ أتحل للأول؟ قال: "لا حتى يذوق من عسيلتها كما ذاق الأول".

=الأدب التبسم والضحك (۹۲/۷)، ومسلم في النكاح -- باب لاتحل المطلقة ثلاثاً لمطلقها حتى تنكح زوجاً غيره (۱۰۵۵/۲)، وبأكثر من طريق، وأبو داود في الطلاق باب المبتوتة لا يرجع إليها زوجها حتى تنكح زوجاً غيره۔ عون المعبود(۴۲۱/٦)، والترمذي في النكاح ۔ باب ما جاء فيمن يطلق امرأة ثلاثاً فيتزوجها آخر فيطلقها قبل أن يدخل بها (۴۲٦/۳)۔

والنسائي في النكاح – باب النكاح الذي تحل به المطقة (۹۳/٦)، وابن ماجه في النكاح – باب الرجل يطلقپ امرأته فتتزوج فيطلقها قبل أن يدخل بها أترجع إلى الأول (٦۴۷/۱)، والدارمي في سنه في الطلاق باب ما يحل المرأة لزوجها الذي طلقها (۱٦۱/۲)، ومالك في الموطأ في النكاح – باب نكاح المحلل وما أشبهه (۵۳۱/۲)، والشافعي في مسنده ترتيب المسند (۳۴/۲): وأحمد في مسنده (۳۴/٦، ۳۷، ۱۹۳، ۲۲٦، ۲۲۹) ، والطيالسي في مسنده ترتيب المسند (۳۱۴/۱)، والحميدي في مسنده (۱۱۱/۱)، وأبو يعلى في مسنده (۳۹۷/۷)،وعبدالرزاق في مصنفه (۳۴٦/٦)، وابن أبي شيبة في مصنفعه (۲۷۴/۴)،والبغوی في شرح السنة (۹۳۲/۹)، وابن حبان في صحيحه (۱٦۷/۵)۔

(۱۵٦)أخرجه ابن جرير في تفسيره بأكثرى من طريق (۵۸۹/۴،فمابعدها۔
وأخرجه السيوطي في الدرالمنثور (۲۸۴/۱)۔
وانظر تخريج الذ قبله والقصة واحدة۔

(ترجمہ) ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو اس نے ایک اور آدمی سے نکاح کیا تو اس نے بھی اس کو چھونے (جماع) سے پہلے طلاق دیدی تو نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کیا یہ عورت پہلے خاوند کے لئے حلال ہے فرمایا نہیں حتیٰ کہ یہ اس کا مزہ چکھے جیسا کہ پہلے نے چکھا تھا۔

(روایت نمبر:۱۵۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

سئل رسول الله ﷺ عن رجل طلق امرأته فتزوجت زوجاً غيره فدخل بها ثم طلقها قبل أن يواقعها أتحل لزوجها الأول؟ قال: "لا ' حتى تذوق عسيلة الآخر ويذوق عسيلتها".

(ترجمہ) جناب نبی کریم ﷺ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی تھی پھر اس عورت نے کسی اور مرد سے نکاح کیا پھر اس کے پاس گیا پھر اس کے ساتھ خلوت اختیار کی مگر اس کو جماع سے قبل طلاق دیدی کیا یہ پہلے خاوند کے لئے حلال ہوگی؟ فرمایا نہیں حتی کہ یہ دوسرے خاوند کا ذائقہ چکھے اور دوسرا خاوند اس کا ذائقہ چکھے۔

(فائدہ) ان تینوں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ تین طلاقیں دینے کے بعد جب عورت پہلے خاوند کے پاس جانا چاہے تو درمیان میں کسی ایسے مرد سے نکاح کرنا ضروری ہے جس سے صحبت بھی کی گئی ہو۔

﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا﴾	(آیۃ:۲۳۴)

ترجمہ: اور تم میں سے جو لوگ فوت ہوں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ عورتیں اپنے آپ کو چار ماہ دس دن انتظار میں رکھیں پھر جب وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو تم پر کوئی گناہ نہیں جو وہ اپنے حق میں دستور کے مطابق کریں اور اللہ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے۔

بیوہ کیلئے عدت کی مدت

(روایت نمبر:۱۵۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أن رسول الله ﷺ قال: "لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر تحد على ميت

(۱۵۷) سبق تخريجه فانظر الحديثين السابقين۔

(۱۵۸) أخرج ابن جرير جزءاً منه (۸۵/۵)۔

وأخرجه السيوطي في الدرالمنثور (۲۹۰/۱)۔

وأخرجه مالك في الموطأ – باب ما جاء في الإحداد (۵۹۶/۲)، وأخرجه البخاري عن =

فوق ثلاث إلا علی زوج أربعة اشهر وعشراً''.

(ترجمہ) جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی عورت کے لئے حلال نہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ بیٹھے سوائے اپنے خاوند کے چار مہینے دس دن تک سوگ کر سکتی ہے۔

﴿اَوْ یَعْفُوَا الَّذِیْ بِیَدِہٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ﴾	(آیۃ:۲۳۷)

ترجمہ: اور اگر ان کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دیدی اور ان کیلئے حق مہر مقرر کر چکے تھے تو جو ٹھہرایا تھا اس کا آدھا مہر لازم ہوگا مگر یہ کہ عورتیں معاف کر دیں یا وہ شخص جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے معاف کردے، اور تم مرد درگزر کرو تو (یہ) پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے اور آپس میں احسان کرنا نہ بھولو بے شک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ دیکھتا ہے۔

عورت کا ایجاب قبول اس کے گھر والے کرادیں

(روایت نمبر:۱۵۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

=زينب بنت أبي سلمة في الجنائز - باب إحداد المرأة المتوفى عنها زوجها (٢ /٧٨)، وعنه أيضاً: في الطلاق ـ باب تحد المرأة المتوفى عنها زوجها أربعة أشهر وعشراً (١٨٥/٦)، و مسلم في الطلاق باب وجوب الإحداد في عدة الوفاة و تحريمه في غير ذلك إلا ثلاثة أيام (١١٢٧/٢)،وأبو داود في الطلاق عن حفصة وأم عطية ـ باب ما تجتنب المعتدة، عون المعبود (٤١١/٦)۔

والترمذي في جامعه في الطلاق عن زينب بنت أبي سلمة باب ما جاء في عدة المتوفى عنها زوجها (٣ /٥٠١)، والنسائي عن عائشة في الطلاق ـ باب الإحداد (٦ /١٩٨)، و كذلك ابن ماجه في الطلاق، باب هل تحد المرأة على غير زوجها؟ (١ /٦٧٤)وكذلك البيهقي في سننه (٤٣٨/٧): وأحمد في مسنده (٦ /٣٧، ٢٤٩، ٢٨١) والحميدي في مسنده (١١٢/١)، و ابو يعلى في مسنده (٣٩٨/٧) والطحاوي في شرح معاني الآثار (٣ /٧٥)، وابن حبان في صحيحه (٢٥١/٦)، والديلمي في مسند الفردوس (٢٤٧/٥)۔

(١٥٩)أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (٢٩٢/١)،والشافعي في مسنده۔ انظر:ترتيب المسند (٢ /١٣): وفي إسناده ابن جريج كان يدلس ولم يصرح بالسماع فالإسناد منقطع،وأصله ثابت في الصحيحين عن النبي ﷺ۔

أنها كانت تُخطَبُ إليها المرأة من أهلها فتشهد ' فإذا بقيت عقدة النكاح قالت لبعض أهلها: زوج فإن المرأة لا تلي عقدة النكاح.

(ترجمہ) ان کے پاس جب کسی عورت کے رشتہ دار کسی کا پیغام نکاح پیش کرتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس میں شریک ہوتی تھیں جب صرف نکاح منعقد کرنے کے بات باقی رہ جاتی تو آپ اس عورت کے بعض گھر والوں کو کہتی تھیں کہ تم نکاح کا ایجاب قبول کروادو عورت خود نکاح کی ذمہ داری قبول نہ کرے۔

﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى......﴾	(آیۃ:۲۳۸)

ترجمہ: نمازوں کی حفاظت کرواور (خاص کر) درمیان والی نماز (عصر) کی، اور اللہ کے سامنے ادب سے کھڑے ہوا کرو۔

روزانہ پانچ نمازیں فرض ہیں

(روایت نمبر:۱۶۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا:

"إن الله افترض على العباد خمس صلوات في كل يوم وليلة".

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے بندوں پر روزانہ رات دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔

نمازوں کی حفاظت کا فائدہ اور ضائع کرنے کا نقصان

(روایت نمبر:۱۶۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوالقاسم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من جاء بالصلوات الخمس يوم القيامة قد حافظ على وضوئها ومواقيتها وركوعها

(۱٦۰)أخرجه ابن جرير فى تفسيره (۱٦۷/۵)، والبغوى (۱/۲۲۰)، وابن الجوزى فى زاد المسير (۱/۲۸۲)، والخازن (۱/۱٦۹)، وابن كثير (۱/۲۹۰)۔

واخرجه السيوطى فى الدرالمنثور (۱/۲۹۲)، فما بعدها۔

وأخرجه الهيثمى فى مجمع الزوائد (۱/۲۸۸)، وعزاه للطبرانى فى الأوسط وقال: رواه عن شيخه محمد بن راشد ولم أعرفه، وأخرجه النسائى بسند صحيح فى سننه فى الصلاة – باب كم فرضت فى اليوم والليلة (۱/۲٦٦)، وأصله متفق عليه۔

(۱٦۱)أخرجه السيوطى فى الدرالمنثور (۱/۲۹۵)۔=

وسجودها لم ينقص منها شيئاً جاء وله عندالله عهد أن لا يعذبه ' ومن جاء قد انتقص منهن شيئاً فليس له عند الله عهد إن شاء رحمه وإن شاء عذبه".

(ترجمہ) جو شخص قیامت کے دن پانچوں نمازیں لے آیا (ساری زندگی کی روزانہ کی) اور اس نے ان نمازوں کے وضو کی اور نمازوں کے اوقات کی اور رکوع و سجود کی حفاظت کی تھی ان میں سے کچھ بھی کم نہیں کیا تھا تو وہ اس حالت میں آئے گا کہ اللہ کے نزدیک اس کا ایک عہد ہوگا کہ وہ اس کو عذاب نہیں دے گا اور جو شخص اس حالت میں آیا کہ ان میں سے کسی چیز کو کم کیا ہوگا تو اللہ کے نزدیک اس کا کوئی عہد نہیں ہے اگر وہ چاہے تو اس پر رحم کرے اور چاہے تو عذاب دے۔

اسلام کی تین اہم چیزیں

(روایت نمبر:۱۶۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"ثلاث أحلف عليهن لا يجعل الله من له سهم في الإسلام كمن لا سهم له' وأسهم الإسلام ثلاثة : الصلاة والصوم والزكاة".

(ترجمہ) تین چیزیں ایسی ہیں جن پر میں قسم اٹھاتا ہوں اللہ تعالیٰ اس شخص کا کوئی حصہ اسلام میں مقرر نہیں فرمائیں گے جس طرح سے کسی کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ اور اسلام کے تین حصے ہیں نماز، روزہ اور زکوٰۃ۔

عشاء اور صبح کی نماز کا ثواب

(روایت نمبر:۱۶۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

=وأخرجه الهيثمي في مجمع الزوائد (۲۹۲/۱)، وعزاه للطبراني في الأوسط وقال: لم يروه عن محمد بن عمرو إلا عيسى بن واقد، قلت: ولم أجد من ذكره ـ اهـ

وأخرجه الإمام أحمد في مسنده عن حنظلة الكاتب مختصراً (۲٦۷/٤)۔

(۱٦۲)أخرجه السيوطي في الدرالمنثور(۲۹٦/۱)۔

والإمام أحمد في مسنده (۱٤٥/٦)، وأخرجه الحاكم في المستدرك (۱۹/۱)، وقال: إنه على شرط الشيخين ولم يخرجاه، وأخرجه- أيضاً- في الحدود (۳۸٤/٤)، وسكت عنه الذهبي في الموضعين من التلخيص ـ وفي آخر: والرابعة لو حلفت عليها لرجوت أن لا آثم،(ولا يستر الله على عبد في الدنيا إلا ستر الله عليه في الآخرة)، وإسناده عند أحمد ضعيف لضعف شيبة الخضري فهو مجهول، ولم يعرف له إلا هذا الحديث ـ انظر تهذيب التهذيب (۳۷۸/٤)،وانظر فيض القدير(۲۹۷/۳،۲۹۸)۔

(۱٦۳)أخرجه السيوطي في الدرالمنثور(۲۹۹/۱)۔=

"لو يعلم الناس ما في صلاة العشاء وصلاة الفجر لأتوهما ولو حبواً".
(ترجمہ) کاش کہ لوگ جانتے ہوتے کہ عشاء کی نماز میں اور صبح کی نماز میں کتنا اجر ہے تو وہ ان نمازوں میں ضرور آتے چاہے سرینوں کے بل گھسٹ کر۔ (ابن النجار)۔

مغرب کے بعد کے دونفل کا ثواب

(روایت نمبر:۱۶۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"أفضل الصلاة المغرب، ومن صلى بعدها ركعتين بنى الله له بيتاً في الجنة".
(ترجمہ) افضل نماز مغرب کی ہے اور جو شخص اس کے بعد دو رکعتیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک محل بنا دیں گے۔

حضرت عائشہ کے مصحف میں تفسیری الفاظ

(روایت نمبر:۱۶۵) حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ:
كان في مصحف عائشة: "حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى صلاة العصر".
(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مصحف میں اس طرح سے لکھا ہوا تھا۔ حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى صلاة العصر تمام نمازوں کی پابندی کرو اور درمیانی نماز نماز عصر کی پابندی کرو۔

=وأخرجه ابن أبی شيبة فی مصنفه باب فی التخلف فی العشاء والفجر و فضل حضورهما (۳۳۲/۱)، والنسائی فی سننه فی الصلاة باب الرخصة فی أن يقال للعشاء العتمة (۲۶۹/۱)، وابن ماجه فی سننه فی المساجد والجماعات - باب صلاة العشاء والفجر جماعة (۲۶۱/۱)، وهو متفق عليه من حديث أبی هريرة بلفظ: "أثقل الصلاة على المنافقين صلاة العشاء وصلاة الفجر ولو يعلمون ما فيهما لأتوهما حبواً"۔
انظر مثلاً: البخاري في الأذان ـ باب فضل العشاء في جماعة (۱۶۱/۱)، ومسلم في كتاب المساجد ومواضع الصلاة (۴۵۱/۱)۔
(۱۶۴)أخرجه السيوطی فی الدرالمنثور (۳۰۰/۱)، وأخرجه الهيثمی فی مجمع الزوائد (۳۰۹/۱)، وعزاه للطبرانی فی الأوسط، وفی إسناده عبدالله بن محمد بن يحيى بن عروة ضعيف، قال فيه ابن حبان: يروی الموضوعات عن الثقات، وقال أبو حاتم الرازی: متروك الحديث، انظر ترجمته فی: ميزان الاعتدال (۴۶۸/۲)۔
(۱۶۵)أخرجه ابن جرير الطبری فی تفسيره (۱۷۳/۵)، فما بعدها۔
وأخرجه السيوطی فی الدرالمنثور (۳۰۲/۱)، والحديث ثابت فی الصحيح۔

(روایت نمبر:۱۶۶) حضرت حرملہؓ فرماتے ہیں:

تمارى زيد بن ثابت وأبي بن كعب في الصلاة الوسطى فأرسلاني إلى عائشة فسألتها: أي صلاة هي؟ فقالت: الظهر، فكان زيد يقول هي الظهر، فلا أدري عنها أخذه، أو عن غيرها.

(ترجمہ) حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ نے درمیانی نماز (صلوٰۃ وسطیٰ) کے بارے میں اختلاف کیا تو حضرت زید بن ثابت کے غلام حرملہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں حضرات نے مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا میں نے ان سے سوال کیا کہ یہ کون سی نماز ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ظہر کی تو حضرت زیدؓ فرمایا کرتے تھے کہ ظہر کی نماز ہے مجھے معلوم نہیں کہ حضرت زیدؓ نے حضرت عائشہؓ کے اس قول سے اخذ کیا تھا یا ان کے علاوہ کسی اور سے۔

(روایت نمبر:۱۶۷) حضرت ابو یونس حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آزاد کردہ غلام فرماتے ہیں کہ:

---

(١٦٦)أخرجه ابن جرير الطبرى فى تفسيره عن ابن عمر وزيد بن ثابت (٥/ ١٩٩)، وأخرجه السيوطى فى الدرالمنثور (١/ ٣٠٢)، وذكر ابن الجوزى فى زاد المسير هذا القول لعائشة (١/ ٢٨٣)۔

وكذلك البغوى (١/ ٢٢٠)، والخازن (١/ ١٦٩)، وابن كثير (١/ ٢٩٠)۔

وأخرجه عبدالرزاق فى مصنفه – باب الصلاة الوسطى (١/ ٥٧٧):ولا يوجد فى الجزء المطبوع من مسند عبد بن حميد ولم أطلع عليه لابن المنذر۔ وسيأتى له زيادة بيان فى الأحاديث القادمة۔

(١٦٧)أخرجه ابن جرير الطبرى فى تفسيره (١/ ٣٠٢)، وابن الجوزى فى زاد المسير (١/ ٢٨٣)، والبغوى (١/ ٢٢٠)، والخازن (١٦٩)، وابن كثير (١/ ٢٩٠)۔

وأخرجه السيوطى فى الدرالمنثور (١/ ٣٠٢)، والشوكانى فى تفسيره (١/ ٢٢٩)۔

وأخرجه مسلم فى صحيحه فى المساجد و مواضع الصلاة – باب الدليل على أن الصلاة الوسطى هى صلاة العصر (١/ ٤٣٧)، وأبو داود فى الصلاة– باب وقت العصر (٢/ ٨٠)، والترمذى فى جامعه فى التفسير، تفسير سورة البقرة(٥/ ٢١٧)، وروى مثله عن حفصة أم المؤمنين، والنسائى فى سننه فى الصلاة – باب المحافظة على صلاة العصر (١/ ٢٣٦)، ومالك فى الموطأ فى صلاة الجماعة – باب الصلاة الوسطى (١/ ١٣٨)، والطحاوى فى معانى الآثار (١/ ١٠٢)، وابن أبى داود فى المصاحف ص٨٤، والإمام أحمد فى مسنده (٦/ ٧٣، ١٧٨)۔

والبيهقي في سننه (١/ ٤٦٣)، ولم أطلع عليه لعبد بن حميد ولا لابن الأنباري، وأخرجه أبو عوانة في مسنده (١/ ٣٥٣)، والسيوطي في مسند عائشة ص ١٢٨، ١٢٩، وابن عبدالبر في التمهيد (٤/ ٢٧٣)۔

أمرتني عائشة أن أكتب لها مصحفاً وقالت: إذا بلغت هذه الآية فآذني: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَوَاةِ الْوُسْطَى﴾ فلما بلغتها آذنتها فأملت علي: حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى وصلاة العصر وقوموا لله قانتين، وقالت عائشة سمعتها من رسول الله ﷺ.

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں آپ کے لئے ایک مصحف لکھ دوں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جب تم اس آیت پر پہنچو تو مجھ سے اجازت لے لینا۔ حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى. چنانچہ جب میں اس آیت پر پہنچا تو میں نے ان سے اجازت لی تو انہوں نے مجھے یوں لکھوایا۔ حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى صلاة العصر و قوموا لله قانتين.

(ترجمہ) تمام نمازوں کی حفاظت کرو اور درمیانی نماز کی اور عصر کی نماز کی حفاظت کرو اور اللہ کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اسی طرح سے حضور ﷺ سے سنا تھا (کہ انہوں نے اس آیت کے ساتھ یہی تفسیر فرمائی تھی)۔

"صلوٰۃ العصر" کے لفظ منسوخ ہیں

(روایت نمبر:۱۶۸) حضرت ام حمید بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صلوۃ وسطی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

كنا نقرؤها في الحرف الأول على عهد النبي ﷺ "حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى وصلاة العصر، وقوموا لله قانتين".

(ترجمہ) ہم اس کو حرف اول میں حضور ﷺ کے زمانے میں اس طرح پڑھا کرتے تھے حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى وصلاة العصر وقوموا لله قانتين.

(فائدہ) اس روایت سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ صلوٰۃ العصر کے لفظ اس آیت میں شروع اسلام میں تھے جو بعد میں منسوخ ہو گئے اس لئے حضرات صحابہ کرامؓ نے ان لفظوں کو قرآن میں نہیں لکھا۔(انور)

(روایت نمبر:۱۶۹) حضرت ہشام بن عروہ فرماتے ہیں کہ:

---

(۱۶۸)أخرجه ابن جرير في تفسيره (۵/۱۷٤)۔

وأخرجه السيوطي في الدرالمنثور(۱/۳۰۲)، وأخرجه عبدالرزاق في مصنفه باب الصلاة الوسطى (۱/ ۵۷۸،۵۷۹)، وابن أبي داود في المصاحف ص ۸٤،وقد أورد عبدالرزاق وابن جرير عن حفصة أم المومنين مثله۔

وانظر تخريج الحديث الذي قبله۔

(۱۶۹)انظر: تخريج الأثر الذي قبله، وانظره عند السيوطي في الدرالمنثر (۱/۳۰۲)۔

قرأت في مصحف عائشة: "حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وصلاة العصر وقوموا لله قانتين".

(ترجمہ) میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مصحف میں پڑھا تھا۔ ﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وصلاة العصر وقوموا لله قانتين﴾.

﴿.....وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ.....﴾	(آیۃ:۲۳۸)

ترجمہ: نمازوں کی حفاظت کرواور (خاص کر) درمیان والی نماز (عصر) کی، اور اللہ کے سامنے ادب سے کھڑے ہوا کرو۔

قنوت نازلہ صبح کی نماز میں رکوع سے پہلے ہے

(روایت نمبر:۱۷۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

"كان رسول الله ﷺ يقنت في الفجر قبل الركعة ' وقال "إنما أنا أقنت بكم لتدعوا ربكم وتسألوه حوائجكم".

(ترجمہ) جناب رسول اللہ ﷺ رکوع کرنے سے پہلے فجر کی نماز میں (کبھی کبھی) قنوت پڑھتے تھے اور آپ نے فرمایا میں تمہارے ساتھ دعاء قنوت کرتا ہوں تا کہ تم اپنے رب سے دعا مانگو اور اپنی ضروریات کا اللہ سے سوال کرو۔

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ هُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا..﴾	(آیۃ:۲۴۳)

ترجمہ: آپؐ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکلے تھے اور وہ ہزاروں تھے پھر اللہ نے ان کیلئے فرمایا مرجاؤ پھران کو زندہ کیا بے شک اللہ لوگوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

---

(۱۷۳)أخرجه السيوطى فى الدرالمنثور(۱/ ۳۰۷)، ولم أجده بهذا اللفظ لغيره۔ وقد جاء فى القنوت فى الفجر أحاديث صحيحة، وكان ذلك فى أول أمره ﷺ ثم ترك۔ وأصله ثابت فى الصحيح۔

وبا کے علاقہ میں رہ کر مرنے والے کا ثواب

(روایت نمبر:۱۷۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے بارے میں سوال کیا:

"فأخبرني أنه كان عذاب يبعثه الله على من يشاء وجعله رحمة للمؤمنين' فليس من رجل يقع الطاعون فيمكث في بلده صابراً محتسباً يعلم انه لا يصيبه إلا ما كتب الله له إلا كان له مثل أجر شهيد".

(ترجمہ) تو آپ نے فرمایا کہ یہ عذاب تھا اللہ تعالیٰ جس پر چاہتے تھے ڈال دیتے تھے۔ اور اس کو مؤمنین پر رحمت بنایا ہے جس آدمی پر بھی طاعون واقع ہو وہ اپنے شہر میں صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے اور جانتا ہو کہ جو کچھ اللہ نے اس کے لئے لکھا ہے وہی اس کو پہنچے گا تو اس کو ایک شہید کے اجر کے برابر ثواب ملے گا۔

(روایت نمبر:۱۷۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

---

(۱۷٤) وأخرجه السيوطي في الدرالمنثور(۱/۳۱۱)۔

وأخرجه البخاری فی الأنبياء بهذا اللفظ عنها (٤/۱۵۰)، وفی الطب باب أجر الصابر فی الطاعون (۷/۲،۲)، وفی القدر- باب (قل لن يصيبنا إلا ما كتب الله لنا)(۷/۲۱۵)، وأخرجه بأكثر من رواية عن غير عائشة فی السلام- باب الطاعون والطيرة والكهانة ونحوهما (٤/۱۷۳۷)، بألفاظ مقاربة لهذا اللفظ، وأخرجه الإمام أحمد فی مسنده عن عائشة (٦/٦٤،۱۵٤،۲۵۲): والبيهقی فی سننه(۳/۳۷٦،۷/۲۱۷)۔

(۱۷۵)أخرجه السيوطی فی الدرالمنثور(۱/۳۱۲)۔

وآخرجه أبو يعلى في مسنده (۷/۳۷۹)، والسيوطی فی جامع الأحاديث وعزاه للطبرانی فی الأوسط (۷/۳۰۹)، وابن عدی فی الكامل عن جابر بلفظ : " الفارمنه كالفار يوم الزحف، ومن صبر فيه كان له كأجر شهيد" (۵/۱۷٦)،والهيثمی فی مجع الزوائد عن عائشة بهذا اللفظ، وعزاه لأحمد وأبی يعلی والطبرانی فی الأوسط والبزار بلفظ:" قلت يا رسول الله: هذا الطعن قد عرفنا، فما الطاعون؟ قال: يشبه الدمل يخرج فی الآباط والمراق وفيه تزكية أعمالهم، وهو لكل مسلم شهادة " ورجال أحمد ثقات وبقية الأسانيد حسان۔ اهـ۔(۲/۳۱٤)۔

وأخرجه الإمام أحمد فی مسنده بأكثر من طرق(٦ /٦٤، ۸۲، ۱۳۳، ۱٤۵، ۱۵٤، ۲۵۲،۲۵۵)، والحديث صحيح۔

وانظر تخريج الحديث السابق۔

"لاتفنى أمتي إلا بالطعن والطاعون" قلت : يا رسول الله هذا الطعن قد عرفناه ' فما الطاعون؟ قال: "غدة كغدة البعير ' المقيم بها كالشهيد' والفار منه كالفار من الزحف".

(ترجمہ) میری امت طعن اور طاعون سے ختم ہوگی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اس طعن کو جانتے ہیں طاعون کیا ہے؟ فرمایا اونٹ کے غدود کی طرح غدود ہے (جیسے اونٹ کے گوشت اور کھال کے درمیان ایک گوشت کا سخت ٹکڑا پیدا ہوتا ہے اسی طرح سے اس طاعون والے آدمی کو غدود پیدا ہو جاتا ہے) جو شخص اس علاقے میں رہے گا وہ شہید کی طرح ثواب پائے گا۔ اور اس علاقے سے بھاگنے والا جہاد سے بھاگنے والے کی طرح ہے۔

(فائدہ) طعن کا معنی میدان قتال میں نیزوں سے مارا جانا ہے۔

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ﴾	(آیۃ:۲۵۵)

ترجمہ: اللہ! اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں زندہ ہے سب کا سنبھالنے والا ہے نہ اس کو اونگھ دبا سکتی ہے اور نہ نیند، اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے کون ایسا ہے جو اس کے پاس سفارش کرے مگر اس کی اجازت سے وہ جانتا ہے مخلوق کے روبرو اور ان کے غائب حالات کو اور وہ سب احاطہ نہیں کر سکتے اس کے علم میں سے کچھ مگر جس قدر وہ چاہے، اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے اور وہ ان کے تھامنے سے نہیں تھکتا اور وہ عالیشان ہے سب سے بڑا ہے۔

سورۃ بقرہ کی بعض آیات کی تلاوت کا اجر

(روایت نمبر:۱۷۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

من قرأ من أول البقرة أربع آيات وآية الكرسي والآيتين بعدها وثلاث آيات من آخرها كلأه الله في أهله وولده وفي دنياه وآخرته.

(ترجمہ) جو آدمی سورۂ بقرہ کی شروع کی چار آیات اور آیت الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیتیں اور سورۂ بقرہ کی آخری تین آیات پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی اس کے گھر کی اس کی اولاد کی دنیا و آخرت میں حفاظت کریں گے۔

(۱۷۶) انظر: المسند (۴/۳۳)' ولم أجده بهذا اللفظ لغير الديلمي وذكره بغير إسناده وفضل آية الكرسي وآيتين من آخر سورة البقرة من قرأها في ليلته فهو في كلأ الله ' ولا يزال عليه من الله عليه حافظ حتى يصبح ـ ثابت في الصحيحين والسنن وغيرهما' انظر مثلاً: مختصر صحيح مسلم (۲/۲۱۸)۔

﴿اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَھُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ﴾	(آیۃ:۲۶۲)

ترجمہ: جولوگ اپنے اموال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد نہ تو احسان جتلاتے ہیں اور نہ ستاتے ہیں ان کیلئے ان کے رب کے ہاں ثواب ہے نہ تو ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

بیٹیوں کی پرورش پر جنت

(روایت نمبر:۱۷۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

دخلت علي امرأة ومعها ابنتان لها تسأل فلم تجد عندي شيئاً سوى تمرة واحدة فأعطيتها إياها فقسمتها بين بنتيها ولم تأكل منها، ثم قامت وخرجت فدخل النبي ﷺ فأخبرته فقال: "من ابتلي من هذه البنات بشيء فأحسن إليهن كن له ستراً من النار".

(ترجمہ) میرے پاس ایک عورت آئی جس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں بھی تھیں۔ وہ مانگ رہی تھی میرے پاس کوئی چیز نہیں تھی سوائے ایک کھجور کے وہ میں نے اس کو دے دی تو اس نے وہ کھجور اپنی دونوں بیٹیوں کے درمیان تقسیم کردی اور خود نہ کھائی پھر کھڑی ہوئی اور چلی گئی جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ کو بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ جس کو ان بیٹیوں کی آزمائش میں ڈالا گیا اور اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ اس کے لئے جہنم کے سامنے ڈھال بن جائیں گی۔

(روایت نمبر:۱۷۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

"جاءتني مسكينة تحمل ابنتين لها فأطعمتها ثلاث تمرات فأعطت كل واحدة منها

---

(۱۷۷) أخرجه السيوطي في الدر المنثور (۱/۳۳۸)۔

وأخرجه البخاري في الزكاة ـ باب اتقوا النار ولو بشق تمرة (۲/۱۱٤)، ومسلم في البر والصلة والأداب، باب فضل الإحسان إلى البنات (٤/۲۰۲۷)، والترمذي في جامعه في البر والصلة ـ باب ما جاء في النفقة على البنات والأخوات (٤/۳۱۹)۔

والإمام أحمد في مسنده (٦/۳۳، ۸۸، ۱٦٦، ۲٤۳)۔

(۱۷۸)أخرجه السيوطي في الدر المنثور (۱/۳۳۸)۔

وأخرجه مسلم في البر والصلة ـ باب فضل الإحسان إلى البنات (٤/۲۰۲۷)، وانظر تخريج الحديث الذي قبله۔

تمرة ورفعت إلى فيها تمرة لتاكلها فاستطعمتها ابنتاها فشقت التمرة التي تريد أن تاكلها بينهما فاعجبني شانها فذكرت الذي صنعت لرسول الله ﷺ فقال: "إن الله قد أوجب لها بها الجنة ' أو أعتقها بها من النار".

(ترجمہ) ایک مسکین عورت میرے پاس آئی جس نے اپنی دو بیٹیاں اٹھا رکھی تھیں میں نے اس کو تین کھجوریں دیں تو اس نے ہر ایک کو ایک ایک کھجور دیدی اور ایک کھجور اپنے منہ کی طرف اٹھائی تاکہ اس کو کھائے تو اس کو بھی اس کی ایک بیٹی نے مانگ لیا تو اس نے اس کھجور کے دو ٹکڑے کئے جو خود کھانا چاہتی تھی پھر وہ دونوں ٹکڑے اپنی بیٹیوں میں تقسیم کر دئے تو مجھے اس کی حالت پر حیرانگی ہوئی تو میں نے نبی کریم ﷺ سے اس کے اس عمل کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اس عمل کے بدلے میں جنت لازم کر دی ہے۔ یا یہ فرمایا کہ اللہ نے اس کو اس کے بدلے میں جہنم سے آزاد کر دیا ہے۔

﴿.. وَ اَصَابَهُ الْكِبَرُ وَ لَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ..﴾	(آية:٢٦٦)

ترجمہ: بھلا تم میں سے کسی کو یہ پسند ہے کہ اس کا ایک باغ ہو کھجوروں کا اور انگوروں کا اس کے نیچے نہریں چلتی ہوں اس شخص کے یہاں اس باغ میں اور بھی ہر قسم کے میوے ہوں اور اس شخص پر بڑھاپا آ گیا ہو اور اس کے بچے چھوٹے ہوں پھر اس باغ پر تیز آندھی چلے جس میں آگ ہو پھر وہ باغ جل جائے، اللہ اسی طرح سے تمہارے لئے نشانیاں بیان کرتا ہے شاید کہ تم غور کرو۔

بوڑھاپے کے وقت رزق کی برکت کی دعا

(روایت نمبر:۱۷۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كان رسول الله ﷺ يدعو: "اللهم اجعل أوسع رزقك عند كبر سني وانقطاع عمري".

(ترجمہ) جناب رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے اے اللہ میری عمر کے زیادہ ہونے اور ختم ہونے تک رزق کو وسیع کر دے۔

(۱۷۹) أخرجه السيوطي في الدر المنثور (۱/ ۳٤۰)، والهيثمي في مجمع الزوائد (۱۰/ ۱۸۲)، وعزاه للطبراني في الأوسط، وقال: إسناده حسن، وأخرجه صاحب كنز العمال جـ ۲، حديث رقم (۳٦۸۲)۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ﴾	(آیۃ:۲۶۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! زکوٰۃ دو عمدہ مال سے جو تم کماؤ اور ان (دانوں اور پھلوں) میں سے بھی عمدہ چیز جس کو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کیا ہے اور ردی چیز کی طرف نیت مت لے جایا کرو کہ اس میں سے خرچ کر دو حالانکہ تم خود اس کو لینے والے نہیں ہو مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ، اور یہ یقین رکھو کہ اللہ محتاج نہیں تعریف کے لائق ہے۔

کل مال میں اڑھائی فیصد زکوٰۃ فرض ہے

(روایت نمبر:۱۸۰) ابن عمر اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم دونوں سے روایت ہے کہ:

"أن النبي ﷺ كان يأخذ من كل عشرين ديناراً نصف دينار ومن الأربعين ديناراً ديناراً.

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ ہر بیس دینار میں آدھار دینار اور چالیس دینار میں ایک ایک دینار (بطور زکوٰۃ) کے لیا کرتے تھے۔

کیا سبزی میں زکوٰۃ نہیں ہے

(روایت نمبر:۱۸۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

(۱۸۰) أخرجه السيوطي في الدر المنثور (۱/۳٤۱)۔

والدارقطني في سننه في الزكاة ـ باب وجوب زكاة الذهب والورق والماشية والثمار والحبوب(۲/۹۲)۔

وفي إسناده عندهما إبراهيم بن إسماعيل ضعيف لا يحتج به ' انظر: تهذيب التهذيب (۱/۱۰۵)' أما معناه فهو ثابت في الصحيحين والله أعلم۔

(۱۸۱) أخرجه السيوطي في الدر المنثور (۱/۳٤۲)۔

وأخرجه الدارقطني جزء من حديث في الزكاة ـ باب قدر الصدقة فيما أخرجت الأرض و خوص الثمار' ونصه: (عن عائشة قالت: جرت السنة من رسول الله ﷺ أنه ليس فيما دون خمسة أوساق زكاة' والوسق ستون صاعاً' فذلك ثلاثمائة صاع من الحنطة والشعير والتمر والزبيب وليس فيما أنبتت الأرض من الخضر زكاة)۔ (۲/۹۵' ۱۲۹)' وأخرجه البيهقي في سننه (٤/۱۳۰)۔=

"ليس فيما أنبتت الأرض من الخضر زكاة".

(ترجمہ) جو چیز زمین اگاتی ہے سبزی وغیرہ اس میں زکوٰۃ نہیں (بلکہ عشر ہے)۔

بوقت حاجت اولاد کی کمائی بقدر حاجت حلال ہے

(روایت نمبر:۱۸۲) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

قال الله: ﴿أَنْفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ﴾ واولادكم من أطيب ما كسبتم فهم وأموالهم لكم.

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انفقوا من طيبات ماكسبتم کی تفسیر میں فرماتی ہیں کہ تمہاری اولاد بھی تمہاری پاکیزہ کمائی میں سے ہے پس تمہاری اولاد اوران کے اموال تمہارے ہیں۔

(روایت نمبر:۱۸۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قال رسول الله ﷺ: "إن أطيب ما أكل الرجل من كسبه وولده من كسبه".

(ترجمہ) سب سے پاکیزہ چیز جو آدمی کھاتا ہے وہ اس کی اپنی کمائی سے ہے اوراس کی اولاد بھی اس کی کمائی میں سے ہے۔

(فائدہ) یعنی اپنی اولاد کی کمائی ہوئی چیز میں سے بقدر ضرورت کھا سکتا ہے۔

=والحديث ضعيف لضعف صالح بن موسى لا يحتج به' قال فيه البخاري وابن أبي حاتم: منكر الحديث ' وانظر ميزان الاعتدال (٢/ ٣٠١)' أما إسناد البيهقي فصحيح' وهو موقوف على عائشة وله حكم الرفع ۔

(١٨٢)أخرجه السيوطي في الدر المنثور (١/ ٢٤٧)۔

ولم أجده في الجزء المطبوع من المنتخب ' ولعله جزء من الحديث الذي يليه فانظر تخريجه۔

(١٨٣) أخرجه السيوطي في الدر المنثور (١/ ٣٤٧)۔

وأخرجه النسائي في البيوع ۔ باب الحث على الكسب (٧/ ٢٤٠)' بأكثر من طريق۔

وابن ماجه في التجارات ۔ باب ما للرجل من مال ولده (٢/ ٧٦٨)' عن عائشة و جابر و عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده۔

وأبو داود في البيوع ۔ باب الرجل يأكل من مال ولده (٩/ ٤٤٤)۔

وأحمد في مسنده (٦/ ٤١'١ ٢٠١)' والحديث صحيح الإسناد۔

والبيهقي في سننه بأكثر من طريق ' والحديث بمجموع طرقه صحيح۔

(روایت نمبر:۱۸۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

إن أطيب ما أكل الرجل من كسبه وولده من كسبه، وليس للولد أن يأخذ من مال والده إلا بإذنه، والوالد يأخذ من مال ولده ما شاء بغير إذنه.

(ترجمہ) سب سے پاکیزہ چیز جس سے آدمی کھاتا ہے وہ اس کی کمائی سے ہے اور اس کی اولاد بھی اس کی کمائی ہے اور کسی بچے کے لئے یہ درست نہیں کہ اپنے والد کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر لے اور والد کے لئے درست ہے کہ وہ اپنی اولاد کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر لے سکتا ہے۔ (اگر ضرورت مند ہو وگرنہ اس کے ذمہ قرض ہوگا)۔

﴿يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ وَ مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾	(آیۃ ۲۶۹)

ترجمہ: جس کو چاہتا ہے علم نافع دیتا ہے اور جس کو علم نافع مل جائے اس کو بڑی خیر مل گئی اور نصیحت وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

قرآن کو خوش الحانی سے پڑھنا

(روایت نمبر:۱۸۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

(١٨٤) انظر السيوطي في الدر المنثور (١/٣٤٧)۔
وسبق تخريجه في الحديث الذي قبله مرفوعاً إلى النبي ﷺ فلينظر هناك۔
(١٨٥)أخرجه السيوطي بهذا اللفظ عن أبي هريرة في التوحيد ۔ باب قول الله تعالى: ﴿وأسروا قولكم أو اجهروا به﴾ (٨/٢٠٩)، وأبو داود في الوتر عن عائشة ۔ باب كيف يستحب ترتيل القرآن، عون المعبود (٤/٣٤٢)، والدارمي عن سعد بن أبي وقاص في سننه ۔ باب التغني في القرآن (١/٣٤٩)، وذكره ابن حجر في المطالب العالية وعزاه للبزار عن عائشة وأبي يعلى(٣/٢٧٨)۔
فائدة:
قال الخطابي في معالم السنن حاشية مختصر السنن: وها يتأول على وجوه: أحدهما: تحسين الصوت۔ والوجه الثاني الاستغناء بالقرآن عن غيره، وإليه ذهب سفيان بن عيينة، ويقال تغني الرجل بمعنى استغنى، وفيه وجه ثالث قال ابن الأعرابي صاحبنا: أخبرني إبراهيم =

أن النبي ﷺ قال: "ليس منا من لم يتغن بالقرآن".
(ترجمہ) وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو قرآن کو خوبصورت آواز میں نہیں پڑھتا۔

﴿وَ مَآ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ نَّفَقَةٍ اَوۡ نَذَرۡتُمۡ مِّنۡ نَّذۡرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُهٗ وَ مَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ﴾	(آیۃ:۲۷۰)

ترجمہ: اور جو کچھ تم خیرات دیتے ہو یا کوئی نذر پوری کرتے ہو اللہ کو سب معلوم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

حضرت عائشہ اور حضرت ابن زبیر میں صلح کا واقعہ

(روایت نمبر:۱۸٦) حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ:

أن عبدالله بن الزبير قال في بيع أو عطاء أعطته عائشة والله لتنتهين عائشة أو لأهجرن عليها' فقالت: أهو قال هذا؟ قالوا: نعم قالت عائشة: فهو لله نذر أن لا أكلم ابن الزبير كلمة أبداً فاستشفع ابن الزبير بالمهاجرين حين طالت هجرتها إياه فقالت: والله لا أشفع فيه أحداً أبداً ولا أحنث نذري الذي نذرت أبداً فلما طال عليح ابن البزير كلم المسور بن مخرمة و عبدالرحمن بن الأسود ابن عبد يغوث وهما من بني زهرة فقال لهما: أنشدكما الله إلا أدخلتماني على عائشة فإنه لا يحل لها أن تنذر قطيعتي' فأقبل المسور و عبدالرحمن مشتملين عليه بأرديتها حتى استأذنا على عائشة ' فقالا: السلام على النبي ورحمة الله وبركاته .. أندخل ؟ فقالت عائشة : ادخلوا' قالوا أو كلنا يا أم المؤمنين؟ قالت: نعم ' داخلوا كلكم' ولا تعلم عائشة أن معهما ابن الزبير' فلما

=بن فراس قال: سألت ابن الأعرابي عن هذا فقال: إن العرب كانت تغني بالركبان إذا ركبت الإبل وإذا جلست في الأفنية وعلى أكثر أحوالها فلما نزل القرآن أحب النبي ﷺ أن يكون القرآن هجيرانهم مكان التغني بالركبان۔ ا هـ۔ انظر: مختصر سنن أبي داود (۱۳۸/۲)۔

(۱۸٦)أخرجه السيوطي في الدر المنثور (۱/ ۳۵۰)

وأخرجه البخاري في الأدب۔ باب الهجرة وقول الرسول ﷺ: "لا يحل للرجل أن يهجر أخاه فوق ثلاث" (۷/ ۹۰)' و عبدالرزاق في مصنفه في الأيمان والنذور(۸/ ٤٤٤)۔

دخلوا دخل ابن الزبير في الحجاب واعتنق عائشة وطفق يناشدها ويبكي، وطفق المسور و عبدالرحمن يناشدان عائشة إلا كلمته وقبلت منه ويقولان: قد علمت أن رسول الله ﷺ نهى عما قد علمت من الجهرة، وأنه لا يحل للرجل أن يهجر أخاه فوق ثلاث ليال، فلما أكثروا التذكير والتجريح طفقت تذكرهم وتبكي وتقول: إني نذرت والنذر شديد، فلم يزالوا بها حتى كلمت ابن الزبير ثم أعتقت بنذرها أربعين رقبة لله، ثم كانت تذكر بعد عتقها الأربعين رقبة فتبكي حتى تبل دموعها خمارها.

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن زبیر نے کسی چیز کے بیچنے میں اور کسی ہدیہ دینے میں جو حضرت عائشہؓ نے ان کو بیچی تھی فرمایا: اے عائشہ خدا کی قسم آپ اس سے باز آ جائیں ورنہ میں آپ سے بات چیت چھوڑ دوں گا۔ تو حضرت عائشہ نے پوچھا کہ ابن زبیر نے ایسے کہا ہے؟ تو لوگوں نے کہا جی ہاں۔ تو حضرت عائشہ نے فرمایا تو میں اللہ کے لئے نذر مانگتی ہوں کہ میں ابن زبیر کے ساتھ کبھی بات نہیں کروں گی۔ تو حضرت ابن زبیر کے ساتھ جب ایک طویل عرصہ تک حضرت عائشہ نے ان سے بات چیت چھوڑ دی تو حضرت ابن زبیر نے مہاجرین صحابہ کے ذریعہ سفارش کروائی تا کہ حضرت عائشہ ان سے بولنا شروع کر دیں۔ تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں ابن زبیر کے بارے میں کبھی کسی کی سفارش قبول نہیں کروں گی اور جو میں نے ہمیشہ کی نذر مانگی ہے اپنی اس نذر کو بھی نہیں توڑوں گی۔

جب حضرت ابن زبیر سے بات چیت کو چھوڑے ہوئے ایک طویل عرصہ ہو گیا تو حضرت مسور بن مخرمہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن اسود ابن عبد یغوث اور یہ دونوں بنوع زہرہ قبیلے سے تعلق رکھتے تھے ان سے حضرت ابن زبیر نے بات کی اور ان سے فرمایا میں تم دونوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں بس تم مجھے کسی طرح حضرت عائشہ کے پاس پہنچا دو کیونکہ حضرت عائشہ کے حلال نہیں ہے کہ وہ میرے ساتھ قطع تعلقی کی نذر مانگے۔

تو حضرت مسور اور حضرت عبدالرحمٰن نے اپنے اوپر چادریں اوڑھیں حتی کہ حضرت عائشہ کے گھر میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی، اور کہا السلام على النبي ورحمة الله وبركاته کیا ہم آ سکتے ہیں؟ تو حضرت عائشہ نے فرمایا آ جاؤ، انہوں نے عرض کیا اے ام المؤمنین ہم سب آ جائیں؟ فرمایا ہاں تم سب آ جاؤ، حضرت عائشہ کو معلوم نہیں تھا کہ ان کے ساتھ حضرت ابن زبیر بھی ہیں پس جب وہ حضرت عائشہ کے پاس پہنچے تو حضرت ابن زبیر نے منہ چھپایا ہوا تھا اور جا کر حضرت عائشہ کو لپٹ گئے (کیونکہ یہ ابن زبیر حضرت عائشہ کے سگے بھانجے اور حضرت اسماءؓ کے بیٹے تھے) اور ان کو قسمیں دینے لگے اور رونے لگے۔ اور حضرت مسور اور حضرت عبدالرحمٰن بھی حضرت عائشہ کو قسمیں دینے لگے کہ آپ ابن زبیر سے بات کر لیں اور اس کی معذرت کو قبول کر لیں۔ پھر ان دونوں نے یہ بھی عرض کیا: آپ جانتی ہیں کہ جناب نبی کریم

ﷺ نے کسی سے بات چیت چھوڑنے کو منع فرمایا ہے اور یہ کہ آ ی کے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ بات چیت کرنا چھوڑ دے، جب انہوں نے زیاد وعظ و نصیحت شروع کر دی تو حضرت عائشہ بھی ان کو نصیحت کرتی رہیں اور روتی رہیں اور فرمانے لگیں: میں نے نذر مانی ہے اور نذر کا معاملہ شدید ہے لیکن وہ بھی اپنی بات سے چمٹے رہے حتی کہ حضرت عائشہ نے حضرت ابن زبیر سے بات فرمائی اور اللہ کے لئے چالیس غلاموں کو نذر کے بدلے میں آزاد کیا پھر ان چالیس غلاموں کے آزاد کرنے کے بعد اس قصہ کو یاد کرتی تھیں اور روتی تھیں حتی کہ ان کے آنسوان کے دوپٹے کو بھگو دیتے تھے۔

(فائدہ) حضرت ابن زبیر کا نام عبداللہ تھا اور یہ حضرت زبیر کے بیٹے تھے اور حضرت زبیر حضور ﷺ کے پھوپھی کے بیٹے تھے اور صحابی تھے اور دوسری طرف سے حضرت عائشہؓ کے بھانجے اور حضرت ابوبکر صدیق کے نواسے تھے۔

نیک کام کی قسم کو پورا کرو

(روایت نمبر:۱۸۷) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ:

أن رسول الله ﷺ قال: "من نذر أن يطيع الله فليطعه، ومن نذر أن يعصيه فلا يعصه" أخرجه مالك وابن أبي شيبة والبخاري وأبو داود والترمذي والنسائي وابن ماجه عن عائشة:

(ترجمہ) جو شخص اس کی نذر مانگے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے گا تو اس کو وہ نذر پوری کرنی ہو گی اور جو اس کی نذر مانگے کہ وہ اللہ کی نافرمانی کرے گا تو اس کو اس کی نافرمانی نہیں کرنی چاہئے۔

گناہ کی نذر کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے

(روایت نمبر:۱۸۸) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ

---

(۱۸۷)أخرجه السيحوطي في الدر المنور (۱/۳۵۱)۔

وأخرجه البخاري في الأيمان في موضعين۔ باب النذر في الطاعة وباب النذڑ فيما لا يملك في المعصية (۷/۲۳۳، ۲۳٤)، ومثله أخرجه أبو داود، عون المعبود (۹/۱۱۳، ۱۱۵)، والترمذي في النذر ــ باب من نذر أن يطيع الله فليطعه (٤/۱۰٤)، والنسائي في الأيمان والنذر باب النذر في الطاعة وباب النذر في المعصية (۷/۱۷)، ومالك في الموطا في النذور والأيمان۔ باب مالا يجوز من النذور في المعصية (۲/ ٤۷٦)، والإمام أحمد في مسنده (٦/۳٦، ٤۱، ۲۲٤)۔

(۱۸۸)أره السيوطي في الدر المنثور (۱/۳۵۱)۔=

أن النبي ﷺ قال : "لا نذر في معصية وكفارته كفارة يمين"أخرجه أبو داود والترمذي وابن ماجه عن عائشة.

(ترجمہ) کوئی گناہ کی نذر ماننے تو یہ نذر درست نہیں ہے اور اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے۔

﴿إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَ إِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ..﴾	(آیۃ:۲۷۱)

ترجمہ: اگر تم ظاہر کر کے صدقات دو تو یہ اچھا ہے اور اگر تم ان کو چھپاؤ اور فقیروں کو پہنچاؤ تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اللہ تمہارے کچھ گناہ بھی دور کر دے گا اور اللہ تمہارے کاموں کی خبر رکھتا ہے۔

افضل اعمال کی ترتیب

(روایت نمبر:۱۸۹) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ:

"قراءة القرآن في الصلاة أفضل من قراءة القرآن في غير الصلاة' وقراءة القرآن في غير الصلاة أفضل من التسبيح والتكبير' والتسبيح أفضل من الصدقة'

=وأخرجه أبو داود في النذر_ باب النذر فيما لا يملك في المعصية' عون المعبود (۱۱۵/۹)' والترمذي في النذر_ باب فيمن حلف على يمين فرأى غيرها خيراً منها (۱۰۷/٤)' وابن ماجه في الكتارات۔ باب النذور في المعصية (۶۸۶/۱)' والإمام أحمد في مسنده (۲٤۷/۶)' ورواه البيهقي في سننه بأبر من طريق (۶۹/۱۰)' فما بعدها۔

(۱۸۹)أخرجه السيوطى في الدر المنثور (۳٥٤/۱)' وفي جامع الأحاديث (۷٤٤/٤)' وفي أخرى: (والصيام جنة حصينة من النار ولا قول إلا بعمل ولا قول وعمل منية إلى باتباع السنة)۔ ١ھ۔

وعزاه إلى أبي نصر السجزي في الإبانة عن أبي هريرة وقال: غريب المتن والإسناد' ورواه في الجامع الصغير' وضعفه وعزاه للدارقطني في الإفراد' البيهقي في الشعب عن عائشة' فيض القدير (٥۱۳/٤)' وانظر شعب الإيمان (۱۹۲/٥)' وانظر فيض المعين على جمع الأربعين في فضائل القرآن لملا علي قاري ص ٤۹۔ وسبب ضعفه الفضِ بن سليمان ورجل من القرآن لملا علي قاري ص ۹٤۔ وسبب ضعفه الفضل بن سليمان ورجل من بني مخزوم' أما النفضل بن سليمان فضعيف لا يحتج به' لسان الميزان (۱۰۰/۳)' والرجل من بني مخزوم الثي لم يعرف هو محمد بن سلام الجمحي صاحب طبقات الشعراء' ضعيف لا يكتب حديثه ولا يحتج به' انظر ترجمته في لسان الميزان (۱۸۲/٥)' فتبين أن إسناده ضعيف جداً۔

والصدقة أفضل من الصوم، والصوم جنة من النار".

(ترجمہ) جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نماز میں قرآن پڑھنا افضل ہے اس تلاوت قرآن سے جو نماز سے باہر کی جائے، اور نماز سے باہر میں قرآن کی تلاوت کرنا افضل ہے سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہنے سے، اور سبحان اللہ کہنا صدقہ دینے سے افضل ہے، اور صدقہ (نفلی) روزہ رکھنے سے افضل ہے، اور (نفلی اور فرض) روزہ جہنم کے آگے ڈھال ہے۔

صدقہ جہنم سے بچاتا ہے

(روایت نمبر:۱۹۰) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

قال رسول الله ﷺ: "يا عائشة اشتري نفسك من النار ولو بشق تمرة، فإنها تسد من الجائع مسدها من الشبعان" أخرجه أحمد.

(ترجمہ) حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ اپنے آپ کو جہنم سے بچالو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے (کے صدقہ) کے ساتھ بھی کیوں نہ بچاؤ کیونکہ یہ ٹکڑا بھی بھوکے کی بھوک کو مٹاتا ہے جس طرح سے رجے ہوئے کی بھوک مٹ جاتی ہے۔

(روایت نمبر:۱۹۱) حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ:

أن النبي ﷺ قال: "يا عائشة لا يرجعن من عندك سائل ولو بظلف محرق" أخرجه البزار والبيهقي في شعب الإيمان.

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ تمہارے پاس سے کوئی بھی مانگنے والا خالی لوٹ کر نہ

---

(۱۹۰) أخرجه السيوطي في الدر المنثور (۱/۳۵۵)۔

وأخرجه أحمد في المسند (۶/۷۹)، بلفظ: يا عائشة استتري من النار۔ إلخ، وذكره السيوطي في جامع الأحاديث مختصراً عن ابن عباس ولفظه: "يا عائشة اتقي النار ولو بشق تمرة"۔ وعزاه للشيرازي في الألقاب (۷/۷۲۵)، وإسناد الحديث ضعيف لضعف عبدالمطلب بن عبدالله، فهو صدوق كثير التدليس، وقد عنعن عن عائشة ۔ انظر: تهذيب التهذيب (۱/۱۷۸)، وأصل الحديث ثابت في الصحيحين وغيرهما، والله أعلم۔

(۱۹۱) وأخرجه السيوطي في الدر المنثور (۱/۳۵۶)۔

وأخرجه الهيثمي في كشف الأستار على زوائد البزار (۱/۴۴۴)، وقال في مجمع الزوائد (۳/۱۰۶)، ورواه البزار وفيه عبدالله بن شبيب ضعيف۔ اهـ۔ قلت: ضعيف هالك لا يحتج به۔ انظر لسان الميزان (۳/۲۹۹)، وانظر تخريج الحديث الذي قبله۔

جائے اگر چہ بکری کے جلے ہوئے کھر کے ساتھ۔

جوخدا کے نام پر دیا وہ بچ گیا

(روایت نمبر:۱۹۲) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

أهديت لنا شاة مشوية فقسمتها كلها إلا كتفها' فدخل علي رسول الله ﷺ فذكرت ذلك له. فقال: "كلها لكم إلا كتفها" أخرجه ابن أبي شيبة.

(ترجمہ) ہمیں ایک بھنی ہوئی بکری ہدیہ میں بھیجی گئی میں نے وہ سب اللہ کی راہ میں تقسیم کر دی مگر اس کی دستی تقسیم نہ کی' پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ کو یہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: اس ساری بکری کا تمہیں ثواب ملے گا مگر اس کی دستی کا۔

﴿لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ﴾	(آیۃ:۲۷۳)

ترجمہ: خیرات ان محتاجوں کیلئے ہے جو اللہ کی راہ میں مقید ہو گئے ہوں وہ لوگ دنیا میں کہیں چلنے پھرنے کا امکان نہیں رکھتے ناواقف ان کو دولت مند سمجھتا ہے ان کے سوال نہ کرنے کی وجہ سے، تم ان کو ان کی علامت (کمزوری اور آثار مشقت) سے پہچان سکتے ہو وہ لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے پھرتے اور جو مال تم خرچ کرو گے تو وہ اللہ کو معلوم ہے۔

مبارک اور نامبارک مال

(روایت نمبر:۱۹۳) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

---

(۱۹۲)أخرجه السيوطي في الدر المنثور (۱/۳۵۷)۔

وأخرجه الترمذي في جامعه في القيامة وقال: حديث صحيح (٤/٦٤٤)' والإمام أحمد في مسنده (٦/٥٠)' وأخرجه الهيثمي في مجمع الزوائد وعزاه للبزار وقال: رجاله ثقات (۳/۱۰۹)' غير أن عنده (الذراع) بدل (الكتف)۔

(۱۹۳)أخرجه السيوطي في الدر المنثور (۱/۳٦۲)۔

وأصله في الصحيحين ورواه بهذا اللفظ الإمام أحمد في مسنده (٦/٦٨)۔ والبزار في مسنده ' وقال: رجاله ثقات ' انظر : مجمع الزوائد (۳/۹۹)' وأخرجه ابن حبان في صحيحه =

”إن هـذا الـمـال حـلوة خضرة فمن أعطيناه منها شيئاً بطيب نفس منا وحسن طعمة منه من غير شره نفس بورك له فيه، ومن أعطيناه منها شيئاً بغير طيب نفس منا وحسن طعمة منه وشره نفس كان غير مبارک له فيه“ أخرجه أحمد والبزار وابن حبان.

(ترجمہ) بے شک یہ مال میٹھا اور رونق رکھنے والا ہے پس ہم اس میں سے جس کو کچھ اپنے دل کی خوشی کے ساتھ اور نفس کے حرص کے بغیر خوراک کے طور پر عطا کریں تو اس کو برکت دی جائے گی اور جس کو ہم نے اس میں سے کچھ اپنے دل کی خوشی کے بغیر اور نفس کی حرص کے ساتھ بطور خوراک کے دیں تو اس میں اس کے لیے برکت نہیں ہوگی۔

بن مانگے ملنے والی چیز لے لیا کرو

(روایت نمبر:۱۹۴) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

قال رسول الله ﷺ : ”يا عائشة من أعطاک شيئاً بغير مسألة فاقبليه إنما هو رزق عرضه الله إليک“أخرجه البيهقي.

(ترجمہ) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ آپ کو اگر کوئی چیز بغیر مانگے دے تو اس کو قبول کرلو کیونکہ وہ رزق ہے جو اللہ نے تمہاری طرف بھیجا ہے۔

﴿اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ...﴾	(آیۃ:۲۷۵)

ترجمہ: جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) نہیں اٹھیں گے مگر جیسے وہ شخص کھڑا ہو جس کو جن لپٹ کر خبطی بنادے یہ حالت اس وجہ سے ہوگی کہ انہوں نے کہا تھا کہ بیع بھی سود کی طرح ہے

=بهـذا اللفظ عن حكيم بن حزام وليس عن عائشة (٥/ ١٧٠، ١٧٢)، ومثله الترمذي في القيامة (٤/ ٦٤١)۔

(١٩٤)وأخرجه السيوطي في الدر المنثور (١/ ٣٦٢)۔

وأخرجه البيهقي في السنن في الهبات ـ باب إعطاء الغني من التطوع (٦/ ١٨٤)، ولفظه: ”ومن أعطاك عطاء بغير مسألة ـــــ إلخ“۔

وانظر تخريج الحديث الذي قبله۔

حالانکہ اللہ نے سوداگری کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے پس جس کو اس کے رب کی طرف سے نصیحت پہنچی اور وہ باز آ گیا تو جو کچھ پہلے لے چکا ہے وہ اسی کا رہا اور اس (کی معافی) کا معاملہ اللہ کے حوالہ رہا اور جو شخص پھر سود لے گا تو وہ لوگ دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

شراب کی تجارت کب حرام ہوئی

(روایت نمبر:۱۹۵) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

لما نزلت الآيات من آخر سورة البقرة خرج رسول الله ﷺ إلى المسجد فقرأهن على الناس ثم حرم التجارة في الخمر أخرجه عبدالرزاق وأحمد والبخاري ومسلم وابن المنذر.

(ترجمہ) جب سورۃ بقرہ کی آخری (تین) آیات نازل ہوئیں تو حضور ﷺ مسجد کی طرف تشریف لے گئے اور لوگوں کے سامنے ان کو پڑھ کر سنایا، پھر شراب کی تجارت کو بھی حرام قرار دے دیا گیا۔

(روایت نمبر:۱۹۶) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

لما نزلت سورة البقرة نزل فيها تحريم الخمر فنهى رسول الله ﷺ عن ذلك. أخرجه الخطيب في تاريخه.

(ترجمہ) جب سورۃ بقرہ نازل ہوئی تو اس میں شراب کی حرمت بھی نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے اس سے منع فرما دیا۔

---

(۱۹۵) أخرجه السيوطي في الدر المنثور (۱/۳٦٤)، والشوكاني في تفسيره۔
وأخرجه البخاري في الصلاة۔ باب تحريم تجارة الخمر في المسجد۔ (۱/۱۱۸)، وفي البيوع باب تحريم التجارة في الخمر (۳/٤۱)، وفي التفصير باب۔ قوله: (أيود أحدكم أن تكون له جنة من نخيل وأعناب تجري من تحتها الأنهار له فيها من كل الثمرات)، (٥/١٦٤)، ومسلم في المساقات۔ باب تحريم بيع الخمر (۳/۱۲۰٦)، وفي الأشربة عن ابن عباس۔ باب إباحة النبيذ إذا لم يشتد ولم يصر مسكراً (۳/۱٥۸۹)۔
والنسائي في البيوع باب بيع الخمر (۷/۳۰۸)، وابن ماجه في الأشربة باب التجارة في الخمر (۲/۱۱۲۲)، وعبدالرزاق في مصنفه (۸/۱۹٥)، والبيهقي في سننه (٦/۱۱)، وأخرجه أحمد في مسنده (٦/٤٦، ۱۰۰، ۱۲۷)۔
(۱۹٦) أخرجه السيوطي في الدر المنثور (۱/۳٦٤)۔
والخطيب في تاريخ بغداد (۸/۳٥۸)، وانظر: تخريج الحديث الذي قبله۔

صدقہ کے ثواب کی حد

(روایت نمبر:۱۹۷) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ:

أن رسـول الله ﷺ قـال : "إن الله ليربي لأحدكم التمرة و اللقمة كما يربي أحدكم فلوه أو فصيله حتى يكون مثل أحد" أخرجه أحمد في مسنده.

(ترجمہ) جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے (صدقہ میں دیئے ہوئے) کھجور کے ایک دانے کو ایسے بڑھاتا ہے کہ جس طرح سے تم میں سے کوئی بچھڑے کو یا بکری کے بچے کو پال کر بڑا کرتا ہے۔ پس اس کے اس صدقے کا ثواب احد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے (پس جتنا خلوص زیادہ ہوگا اتنا ثواب زیادہ ہوگا)۔

سود کے ستر دروازے

(روایت نمبر:۱۹۸) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

قـال رسـول الله ﷺ : "إن الـربـا بـضـع وسبعـون بـابـاً، أصغرها كالواقع على أمه والدرهم الواحد من الربا أعظم عند الله من ستة وثلاثين زنية" أخرجه أبو نعيم .

(ترجمہ) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: سود کے (گناہ کے) ستر دروازے ہیں سب سے چھوٹا دروازہ ایسے ہے جیسے اس نے اپنی ماں سے گناہ کیا ہو، اور سود کا ایک درہم اللہ کے نزدیک چھتیس زناؤں سے بھی زیادہ بُرا ہے۔

---

(۱۹۷)أخرجه ابن كثير في تفسيره (۱/۳۳۰)، والشوكاني في تفسيره (۱/۲٦۷)، وانظر مسند أحمد (٦/٥۱)، وأخرجه بهذا اللفظ البخاري عن أبي هريرة في الزكاة ـ باب الصدقة ممن كسب طيباً (۲/۱۱۲)، وفي التوحيد ـ باب قول الله تعالى: ﴿تعرج الملائكة والروح إليه﴾ (۸/۱۸۸)، وأخرجه مسلم ـ أيضاً ـ في الزكاة عن أبي هريرة ـ باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها (۲/۷۰۲)، ورواه أصحاب السنن أيضاً۔

(۱۹۸)أخرجه البغوي في تفسيره (۱/۲٦۳)، وابن كثير (۱/۳۲۹)، والسيوطي في الدر المنثور بهذا اللفظ عن عبدالله بن سلام و عبدالله بن حنظلة (۱/۳٦۷، ۱/۳۲۹)، وأبو نعيم في الحلية (٥/۷٤)، وقال فيه : غريب من حديث خلف لم نكتبه إلا من هذا الوجه، ا هـ وخلف بن حوشب بقة، وأخرجه ابن ماجه في التجارات ـ باب التغليظ في الربا (۲/۷٦۳)، رواه بطريقين عن أبي هريرة وعن عبدالله بن مسعود و حديث أبي هريرة في إسناده أبو معشر نجيح بن عبدالرحمن ضعيف جداً فلا يحتج به، انظر : التهذيب (۱۰/٤۱۹)، وحديث عبدالله إسناده صحيح، وانظر مجمع الزوائد (٤/۱۱۷)۔

(فائدہ) آج کل تو دنیا کے اکثر کاروبار سود پر چل رہے ہیں مسلمانوں کو اس کے بارے میں خوب احتیاط کرنی چاہئے۔

ظالم کے خلاف بددعا کی حیثیت

(روایت نمبر:۱۹۹) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

عن النبي ﷺ قال: "من دعا على من ظلمه۔ أو قال۔ على ظالم، فقد انتصر" أخرجه أبو يعلى.

(ترجمہ) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے ظالم کے خلاف دعا کی تو اس نے اپنا بدلہ لے لیا۔

﴿يَمۡحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرۡبِى الصَّدَقٰتِ﴾	(آیۃ:۲۷۶)

ترجمہ: اللہ سود کو مٹاتا ہے اور خیرات کو بڑھاتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے گنہگار کو پسند نہیں کرتا۔

صدقہ سے مال نہیں اضافہ ہوتا ہے

(روایت نمبر:۲۰۰) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

قال رسول الله ﷺ: "إن الله تبارك و تعالىٰ يقبل الصدقة ولا يقبل منها إلا الطيب

(۱۹۹) أخرجه ابن كثير في تفسيده (۱۳۹/٤)، والسيوطي في الدر المنثور (۱۱/٦)، وأخرجه أبو يعلى في مسنده (٤۳۳/۷)، وأخرجه الترمذي في الدعوات۔ باب في دعاء النبي ﷺ (٥٥٤/٥)، وفي سنده أبو حمزة ميمون الأعور متروك الحديث، ليس بشيء ص، وانظر تهذيب التهذيب (۳۹٥/۱۰)، وسيأتي له مزيد بيان في تفسير سورة الشورى۔

(۲۰۰) أخرج ابن جرير في تفسيره (۱۸/٦)، والخازن (۲۰٤/۱)، عن أبي هريرة و ابن كثير (۳۳۰/۱)۔

وأخرجه السيوطي في الدر المنثور (۳٦٥/۱)، والشوكاني في فتح القدير (۲٦۷/۱)۔

وأخرجه مسلم في صحيحه عن أبي هريرة (۷۰۲/۲)، وأخرجه ابن حبان في صحيحه عن أبي هريرة۔ أيضاً۔ باب ذكر الخبر الدال على أن هذه الأخبار أطلقف بألفاظ التمثيل والتشبيه على حسب ما يتعارفه الناس بينهم دون كيفيتها أو وجود حقائقها (۲٤٤/۱، ۱۳٤/٥)، والهيثمي في مجمع الزوائد عن عائشة وعزاه للطبراني في الأوسط ورجاله رجال الصحيح (۱۱۱/۳)، والحديث متفق عليه ۔ انظر اللؤلؤ والمرجان ص۲۰۹۔

ويربيها لصاحبها كما يربي أحدكم مهره أو فصيله حتى اللقمة تصير مثل أحد، و تصديق ذلك في كتاب الله. ﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرْبِی الصَّدَقٰتِ﴾ أخرج البزار و ابن جرير و ابن حبان و الطبراني.

(ترجمہ) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ صدقہ کو قبول کرتے ہیں اور صدقہ میں پاکیزہ چیز کو قبول کرتے ہیں اور اس کو صدقہ دینے والے کے لیے بڑھاتے رہتے ہیں جس طرح تم میں سے کوئی بچھڑے کو یا بکری کے بچے کو پال کر بڑا کرتا ہے حتیٰ کہ ایک لقمہ بھی (ثواب میں) احد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔ اور اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اس آیت میں ہے۔ ﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرْبِی الصَّدَقٰتِ﴾۔
(ترجمہ) اللہ سود کو مٹاتا ہے اور خیرات کو بڑھاتا ہے

﴿وَ اِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ﴾	(آیۃ:۲۸۰)

ترجمہ: اور اگر کوئی تنگ دست ہو تو آسودگی تک مہلت دینے کا حکم ہے اور یہ کہ معاف کر دو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم کو خبر ہو۔

تنگدست کو مہلت دینا

(روایت نمبر:۲۰۱) حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ:
أن رسول الله ﷺ قال: "من أنظر معسراً أظله الله في ظله يوم القيامة" أخرج الطبراني في الأوسط.

(۲۰۱) أخرجه البغوي عن أبي اليسر (۱/۲٦٦)، والخازن عن أبي اليسر ـ أيضاً ـ (۱/۲۰٤)، وابن كثير عن ابن خراش عن رسول الله (۱/۳۳۲). وأخرجه السيوطي في الدر المنثور (۱/۲٦٦)، عن عائشة.

وربعي بن خراش العبسي تابعي، فالإسناد منقطع غير أنه ورد بأحاديث صحيحة أخرى ذكرت عند تفسير الآية فليرجع إليها. وأخرجه مسلم في صحيحه والهيثمي في مجمع الزوائد (٤/۲۳٤)، وعزاه للطبراني في الأوسط (٤/۲۳۰۲)، وفيه يحيى بن يزيد بن عبدالملك النوفلي ضعيف جداً، قال فيه أبو حاتم منكر الحديث، وقال ابن عدي: الضعف على حديثه بين.

انظر: ميزان الاعتدال (٤/٤١٤)، ولسان الميزان (٦/۲۸۸).

(ترجمہ) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے تنگ دست کو (قرضے وغیرہ کی وصولی میں) مہلت دی اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اپنے (عرش کے) سایہ میں جگہ دیں گے۔

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوْہُ﴾	(آیۃ:۲۸۲)

ترجمہ: اے ایمان والو جب ادھار کا معاملہ کرنے لگو ایک میعاد معین تک تو اس کو لکھ لیا کرو اور یہ ضروری ہے کہ تمہارے آپس میں کوئی لکھنے والا انصاف کے ساتھ لکھے اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اللہ نے اس کو سکھلا دیا اس کو چاہئے کہ لکھ دے اور وہ شخص لکھوائے جس کے ذمہ قرض واجب ہو اور اللہ سے جو اس کا پروردگار ہے (املاء میں) ڈرے اور اس (حق) میں کچھ کم نہ کرے، پھر جس شخص کے ذمہ قرض ہے اگر وہ بے عقل ہو یا ضعیف یا خود نہیں لکھوا سکتا تو اس کا کارکن (والد، وصی، نگران، مترجم) انصاف سے لکھوا دے اور دو شخصوں کو اپنے مردوں میں سے گواہ کر لیا کرو پھر اگر وہ دو گواہ مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہوں میں سے جن کو تم پسند کرتے ہو تا کہ ان دونوں عورتوں میں سے کوئی ایک بھی بھول جائے تو ان میں سے ایک دوسری کو یاد دلا دے، اور گواہ بھی انکار نہ کریں جب بلائے جائیں اور تم اس (معاملہ) کے لکھنے سے اکتایا مت کرو خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کی میعاد تک، یہ (لکھ لینا) اللہ کے نزدیک پورا انصاف اور شہادت کا زیادہ درست رکھنے والا ہے اور اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ تم کسی شبہ میں نہ پڑو مگر یہ کہ کوئی سودا دست بدست ہو جس کو باہم لیتے دیتے ہو تو اس کے نہ لکھنے کا تم پر کوئی گناہ نہیں اور خرید و فروخت کے وقت گواہ کر لیا کرو اور کسی کاتب کو تکلیف نہ دی جائے اور نہ کسی گواہ کو، اور اگر تم ایسا کرو گے تو اس میں تمہیں گناہ ہوگا اور اللہ سے ڈرو، اور اللہ تمہیں تعلیم دیتا ہے، اور اللہ سب چیزوں کا جاننے والا ہے۔

قرض کی ادائیگی کی نیت پر اللہ مدد کرتا ہے

(روایت نمبر:۲۰۲) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

---

(۲۰۲)لم أجد من أخرجه من المفسرين بالأثر عند هذه الآية۔
وانظر: المسند(۳۱۲/٤)۔
وأخرجه الإمام أحمد في مسنده (۷۲/٦، ۱۳۱، ۲۳۵)، والحاكم في المستدرك في =

ما من عبد كانت له نية في أداء دينه إلا كان له من الله عون. أخرجه الديلمي في مسند الفردوس.

(ترجمہ) جس شخص کی اپنے قرضے کی ادائیگی کی نیت ہوگی اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے (قرضہ اتارنے میں) مدد ملے گی۔

(روایت نمبر:۲۰۳) حضرت عائشہؓ قرض لے لیا کرتی تھیں تو ان سے کہا گیا آپ قرض کیوں لیتی ہیں ؟تو آپ نے فرمایا:

سمعت رسول الله ﷺ يقول: "ما من عبد كانت له نية في أداء دينه إلا كان له من الله عزوجل عون' فأنا التمس ذلك العون" أخرجه الإمام أحمد في مسنده.

(ترجمہ) میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا تھا: جس شخص کی اپنا قرضہ ادا کرنے کی نیت ہوگی اللہ تعالیٰ اس کی مدد کریں گے' تو میں بھی اللہ کی اس مدد کی جستجو میں ہوں۔

﴿وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ﴾	(آیۃ:۲۸۲)

ترجمہ: اے ایمان والو جب ادھار کا معاملہ کرنے لگو ایک میعاد معین تک تو اس کو لکھ لیا کرو اور یہ ضروری ہے کہ تمہارے آپس میں کوئی لکھنے والا انصاف کے ساتھ لکھے اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اللہ نے اس کو سکھلا دیا اس کو چاہئے کہ لکھ دے اور وہ شخص لکھوائے جس کے ذمہ قرض واجب ہو اور اللہ سے جو اس کا پروردگار ہے (املاء میں) ڈرے اور اس (حق) میں کچھ کم نہ کرے، پھر جس شخص کے ذمہ قرض ہے اگر وہ بے عقل ہو یا ضعیف یا خود نہیں لکھوا سکتا تو اس کا کارکن (والدؤصی' نگران' مترجم) انصاف سے لکھوا دے اور دو شخصوں کو اپنے مردوں میں سے گواہ کر لیا کرو پھر اگر وہ دو گواہ مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہوں میں سے جن کو تم پسند کرتے ہو تا کہ

=البيوع (٢/٢٢)' وقال: إنه على شرط الشيخين ولم يخرجاه' وخالفه الذهبي في التلخيص وقال: ابن مجبر وهاه أبو زرعة وقال النسائي متروك' ولكن وثقه أحمد' ا هـ - والحديث صحيح له شواهد تعضده - انظره فى مسند الإمام أحمد (٢/٢٧٤)' من حديث أبي هريرة۔

(٢٠٣) وأخرجه أحمد في مسنده (٦/٧٢' ٩٩' ١٣١)۔

وأخرجه البيهقي في السنن (٥/٣٥٤)' وأخرجه الحاكم في المستدرك في البيوع بطريقين عن عائشة' خالفه الذهبي في واحد' وسكت عن الثاني البيعوع بطريقين عن عائشة' خالفه الذهبي في واحد' وسكت عن الثاني (٢/٢٢)' والأثر صحيح عند أحمد' والله أعلم۔

ان دونوں عورتوں میں سے کوئی ایک بھی بھول جائے تو ان میں سے ایک دوسری کو یاد دلا دے، اور گواہ بھی انکار نہ کریں جب بلائے جائیں اور تم اس (معاملہ) کے لکھنے سے اکتایا مت کرو خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کی میعاد تک، یہ (لکھ لینا) اللہ کے نزدیک پورا انصاف اور شہادت کا زیادہ درست رکھنے والا ہے اور اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ تم کسی شبہ میں نہ پڑو مگر یہ کہ کوئی سودا دست بدست ہو جس کو باہم لیتے دیتے ہو تو اس کے نہ لکھنے کا تم پر کوئی گناہ نہیں اور خرید و فروخت کے وقت گواہ کر لیا کرو اور کسی کاتب کو تکلیف نہ دی جائے اور نہ کسی گواہ کو، اور اگر تم ایسا کرو گے تو اس میں تمہیں گناہ ہوگا اور اللہ سے ڈرو، اور اللہ تمہیں تعلیم دیتا ہے، اور اللہ سب چیزوں کا جاننے والا ہے۔

کس کی گواہی کس کیلئے معتبر نہیں ہے

(روایت نمبر:۲۰۴) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

لا تجوز شهادة الولد لوالده، ولا الوالد لولده ولا المرأة لزوجها، ولا الزوج لزوجته، ولا العبد لسيده، ولا السيد لعبده، ولا الشريك لشريكه، ولا الأجير لمن استأجره. أخرج الديلمي.

(ترجمہ) بیٹے کی باپ کے لیے گواہی جائز نہیں اور نہ باپ کی بیٹے کے حق میں جائز ہے، اور نہ عورت کی اپنے خاوند کے حق میں اور نہ خاوند کی اپنی بیوی کے حق میں جائز ہے، اور نہ غلام کی اپنے مالک کے حق میں اور نہ مالک کی اپنے غلام کے حق میں جائز ہے، اور نہ شریک کی اپنے شریک کے حق میں جائز ہے، اور نہ مزدور کی مستاجر کے حق میں جائز ہے۔

---

(٢٠٤)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر عند هذه الآية۔

وانظر مسند الفردوس (٢٧٣/٤)۔

أخرجه السيوطي في الجامع الصغير عن أبي هريرة، فيض القدير (٣٩١/٦)، ورمز له بالصحة و عزاه إلى الحاكم والبيهقي، ولفظه "لا تجويز شهادة ذي الظنة ولا ذي الحنة۔۔"۔ اهـ والمراد بالحنة ۔ بتخفيف النون العداوة۔

وانظر المستدرك (٩٩/٤)، وقال على شرط البخاري وسكت عنه الذهبي وانظره في سنن البيهقي (٢٠٢/١٠)، بلفظ: (لا تجوز شهادة خائن ولا خائنة ولا ذي غمر على أخيه ولا ظنين في ولاء ولا قرابة ولا القانع مع أهل البيت لهم)۔ والغمر الحقد والضغينة، والقانع الساكن مع القوم وليس منهم۔

خرید وفروخت کی ایک ناجائز صورت

(روایت نمبر:۲۰۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

إني بعت زيد بن أرقم عبداً لي إلى العطاء بثمانمائة فاحتاج إلى ثمنه، فاشتريته قبل محل الأجل بستمائة' فقالت: بئسما شريت' وبئسما اشتريت' أبلغي زيداً أنه قد أبطل جهاده مع رسول الله ﷺ إن لم يتب . قلت: أفرأيت إن تركت المائتين وأخذت الستمائة فقالت: نعم ' من جاء ه موعظة من ربه فانتهى فله ما سلف.

(ترجمہ) ایک عورت نے آپ سے کہا کہ میں نے اپنا ایک غلام جو عطیہ میں ملا تھا حضرت زید کو ۸۰۰ درہم میں بیچا ہے۔ اب میں اس قیمت کی ضرورت مند ہوں اس لئے میں نے اب اس قیمت کے وقت آنے سے پہلے چھ سو درہم میں خرید لیا ہے۔ (یعنی میں نے وقت سے پہلے ۸۰۰ کے بجائے ۶۰۰ درہم لے لئے ہیں)۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ تم نے بہت برا بیچا اور بہت برا خریدا۔ زید کو یہ بات پہنچا دو انہوں نے جو جہاد رسول اللہ ﷺ سے مل کر کیا تھا اس کو ضائع کر دیا ہے اگر انہوں نے توبہ نہیں کی۔ تو میں نے عرض کیا آپ کا کیا خیال ہے اگر میں پہلی بیع کے مطابق دو سو پہلے معاف کر دوں اور چھ سو لے لوں تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ٹھیک ہے۔ جس آدمی کی طرف اپنے رب کی طرف سے نصیحت پہنچ گئی اور وہ گناہ سے باز آ گیا تو پچھلا گناہ اس کا معاف ہے۔

﴿وَ اِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّ لَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ﴾	(آیۃ:۲۸۳)

ترجمہ: اور اگر تم کہیں سفر میں ہو اور کوئی کاتب نہ پاؤ تو رہن قبضہ میں رکھنی چاہئے اور اگر ایک دوسرے کا اعتبار کرتا ہو تو اعتبار کئے گئے شخص کو چاہئے کہ وہ اعتبار کرنے والے کی امانت کو پورا ادا کر دے اور اللہ جو اس کا پروردگار ہے اس سے ڈرے اور گواہی کو مت چھپاؤ اور جو بھی اس کو چھپائے گا

---

(۲۰۵) أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (۲/۳٦٥)، ولم أجده لغيره من المفسرين۔ وأخرجه عبدالرزاق في مصنفه (۸/۱۸٤)، بطريقين عن الغالية بنت أيفع امرأة محمد بن إسحق السبيعي ، وروى عن الشافعي أنه لا يصح۔

انظر: نيل الأوطار للشوكاني (۵/۲۱۵)، ومسند أحمد (۸۱/۱۲)، وسنن أبي داود (۱۷٤/۳)۔

وعائشة لا تقول هذا برأيها ولا يظن بها ذلك ومخالفة الصحابي لصحابي آخر لا توجب إحباط العمل، فتعين أن حكم هذا الفعل قد بلغها عن الرسول ﷺ نصاً أو فهماً۔

اس کا دل گناہگار ہوگا اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے۔

ادھار کی بیع کرنا جائز ہے

(روایت نمبر:۲۰۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

اشترى رسول الله ﷺ طعاماً من يهودي بنسيئة ورهنه درعاً من حديد.

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ نے کچھ کھانے کی چیز ایک یہودی سے ادھار پر لی تھی اور لوہے کی ایک زرہ اس کے پاس بطور رہن کے رکھی تھی۔

(فائدہ) اس سے معلوم ہوا کہ ادھار لینا جائز ہے اور اس کے بدلہ میں رہن رکھنا جائز ہے۔

﴿لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ﴾	(آیۃ:۲۸۴)

ترجمہ: اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے دل میں ہے یا اس کو چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا۔

یہ آیت منسوخ ہے۔

(روایت نمبر:۲۰۷) حضرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس آیت کے بارے میں فرماتی ہیں کہ **نسختها: ﴿لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ﴾**. اس کو لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ (والی اگلی آیت) نے منسوخ کر دیا۔

---

(۲۰۶)أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (۱/۳۷۳)، والشوكاني في تفسيره (۱/۲۷۳)۔
وأخرجه البخاري في البيوع- باب شراء الإمام الحوائج بنفسه (۳/۱۴)، وفي السلم- باب الكفيل في السلم (۳/۴۵)، ومسلم في المساقاة باب الرهن وجوازه في الحضر والسفر (۳/۱۲۲۶)، والنسائي في البيوع باب الرجل يشتري الطعام إلى أجل وباب الرهن في الحضر (۷/۲۸۸)، وابن ماجه في الرهون (۲/۸۱۵)، والبيهقي في السنن (۶/۳۶)، في الرهن والإمام أحمد في مسنده (۶/۴۲)۔

(۲۰۷)وأخرجه ابن جرير في تفسيره (۶/۱۱۲)، والبغوي (۱/۲۷۲)، وابن الجوزي في =

دو آیات کی تفسیر

(روایت نمبر:۲۰۸) حضرت امیہ سے روایت ہے کہ:

أنها سألت عائشة عن قول الله تعالى: ﴿وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ﴾ و عن قوله: ﴿مَن يَعْمَلْ سُوٓءً ا يُجْزَبِهٖ﴾ فقالت : ما سألنى عنها أحد منذ سألت رسول الله ﷺ فقال: "هذه معاتبة الله العبد فيما يصيبه من الحمى والنكبة حتى البضاعة يضعها فى يد قميصه فيفقدها فيفرع لها ثم يجدها حينه حتى أن العبد ليخرج من ذنوبه كما يخرج التبر الأحمر من الكير.

(ترجمہ) انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا اللہ کے اس ارشاد کے متعلق **وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ** اور **من يعمل سوءً ا يجزبه** کے بارے میں سوال کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اس کے بارے میں مجھ سے کسی نے نہیں پوچھا جب سے میں نے حضور ﷺ سے یہ سوال کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تھا یہ اللہ تعالیٰ کا بندے کو سرزنش کرنا ہے ان گناہوں کی صورت میں جو اس کو بخار اور مال کے نقصان وغیرہ کے طور پر پہنچتے ہیں حتی کہ وہ سامان جس کو اس نے اپنی قمیص کی جیب میں رکھا اور اس نے اپنا ہاتھ اس میں ڈالا لیکن اس کو وہ نہ ملا اور اس سے وہ گھبرا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد اس سامان کو پالیا۔ حتیٰ کہ آدمی اس طرح سے اپنے گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے جیسے سرخ سونا بھٹی سے صاف ہو کر نکل آتا ہے۔

=زاد المسير (٣٤٢/١)، والخازن (٢١٠/١)، وابن كثير فى تفسيره (٣٧٧/١)، والسيوطى فى الدرالمنثور (٣٧٤/٣)، فما بعدها، وانظر تفسير الشوكانى (٢٧٦/١)۔

وأخرجه البخارى فى التفسير عن ابن عمران آية: ﴿وإن تبدوا ما فى أنفسكم﴾ نسخت، ولم يبين الناسخ (١٦٥/٥)، والترمذى فى جامعه فى التفسير عن على وابن عباس (٢٢٠/٥)۔

(٢٠٨)أخرجه ابن جرير فى التفسير (١١٧/٦)، والبغوى (٢٧٢/١)، والخازن (٢١١/١)، وأخرجه السيوطى فى تفسيره (٣٧٥/١)۔

وأخرجه الطيالسى فى مسنده، انظر: منحة المعبود فى ترتيب مسند أبى داود (١٥/٢)، والإمام أحمد فى مسنده (٢١٨/٦)، والترمذى فى جامعه فى التفسير تفسير سورة البقرة (٢٢١/٥)، وقال: هذا حديث حسن غريب لا نعرفه إلا من حديث حماد بن سلمة۔

(٢٠٩)أخرجه ابن جرير فى تفسيره بغير هذا اللفظ وسيأتى لفظه قريباً =

کون سے خیال کا حساب ہوتا ہے

(روایت نمبر:۲۰۹)
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد باری تعالیٰ ﴿ وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ﴾ کے متعلق مروی ہے فرمایا کہ:

هو الرجل يهم بالمعصية ولا يعملها فيرسل عليه من الغم والحزن بقدر ما كان هم من المعصىٰ فتلك محاسبته.

(ترجمہ) یہ وہ آدمی ہے جو گناہ کا ارادہ کرتا ہے لیکن اس پر عمل نہیں کرتا تو اس پر غم اور حزن اس کے گناہ کے ارادے کے برابر ڈال دیا جاتا ہے یہی اس کا محاسبہ ہے۔

(روایت نمبر:۲۱۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

كل عبد هم بسوء ومعصية وحدث به نفسه حاسبه الله به في الدنيا يخاف ويحزن ويشتد همهٔ لا يناله من ذلك شيء كلماهم بالسوء ولم يعمل منه شيئاً.

(ترجمہ) ہر وہ آدمی جو برائی کا یا گناہ کا ارادہ کرے وہ اپنے دل میں اس کا پختہ خیال کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کا دنیا میں محاسبہ کر لیتے ہیں۔ اس طرح سے کہ وہ آدمی ڈرتا ہے اور غم کھاتا ہے اور اس کا غم تیز ہو جاتا ہے۔ اس کو کوئی اذیت نہیں پہنچتی جب وہ گناہ کا ارادہ کرتا ہے اس کو کوئی عذاب نہیں ہوگا جب تک کہ وہ گناہ کا ارادہ کر کے اس پر عمل نہ کرے۔

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ﴾	(آیۃ:۲۸۵)

ترجمہ: رسولؐ نے مان لیا جو کچھ اس پر اس کے رب کی طرف سے اترا اور مؤمنین نے بھی، ہر ایک ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔

=(۱۱۶/٦)، وأخرجه السيوطی فی الدرالمنثور (۳۷۵/۱)، والشوكانی فی فتح القدير (۲۷٦/۱)، ولم أجده فی القسم المطبوع من سنن سعيد بن منصور۔
(۲۱۰)أخرجه ابن جرير فی تفسيره بهذا اللفظ وبألفاظ أخرى (۱۱۷/٦)۔
وأخرجه السيوطی فی التفسير (۳۷۵/۱)۔وانظر تخريج الحديث الذیٰ قبله۔

وسواس کا علاج

(روایت نمبر:۲۱۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

من وجد من هذا الوسواس شيئاً فليقل: آمنا بالله ورسوله فإن ذلک يذهب عنه.

(ترجمہ) جو آدمی اس طرح کا کوئی وسواس پائے تو وہ یوں کہے امنا باللہ ورسولہ (ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں) تو اس کا یہ وسواس ختم ہو جائے گا۔

﴿رَبَّنَا وَ لَا تَحۡمِلۡ عَلَيۡنَآ اِصۡرًا كَمَا حَمَلۡتَهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ﴾	(آیۃ:۲۸۶)

ترجمہ: نہیں تکلیف دیتا اللہ کسی کو مگر جتنا اس کو طاقت ہو، اس کیلئے انعام ہوگا جو اس نے (اچھا) کیا اور اس پر عذاب ہوگا جو اس نے (برا) کیا، اے ہمارے رب! ہمارا مؤاخذہ نہ کرنا اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں، اے ہمارے رب! ہم پر کوئی سخت حکم نہ بھیجئے جس طرح سے ہم سے پہلے لوگوں پر بھیجا تھا اے ہمارے رب اور ہم پر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈالئے جس کی ہم کو سہار نہ ہو اور ہمارے گناہ مٹا دیجئے اور ہمیں بخش دیجئے اور رحم فرمایئے تو ہی ہمارا کارساز ہے پس ہمیں کافر لوگوں پر غالب کر دیجئے۔

پیشاب کے چھینٹوں سے بچو

(روایت نمبر:۲۱۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

دخلت علي امرأة من اليهود فقالت: إن عذاب القبر من البول، قلت: كذبت، قالت: بلى، قالت: إنه ليقرض منه الجلد والثوب، فأخبرت رسول الله ﷺ فقال: "صدقت".

---

(۲۱۱)لم أجد من أخرجه من المفسرين بالأثر عند هذه الآية۔ وانظر الفردوس (۳/ ۴۸۰)۔ وأخرجه أبو بكر بن السني في عمل اليوم والليلة وزاد: فليقله ثلاثاً ص ۲۳۴، وفي إسناده ليث بن سالم لايعرف، وساق ابن عدي في الكامل في الضعفاء له هذا الحديث وقال: إنه منكر۔اهـ

انظر الكامل (۶/ ۲۱۰۸)، ولسان الميزان (۴/ ۴۹۳)، وانظر: فيض القدير للمناوي (۶/ ۲۳۵)۔

(ترجمہ) میرے پاس ایک یہودی عورت آئی اور کہا کہ قبر کا عذاب پیشاب سے نہ بچنے سے ہوتا ہے میں نے کہا تم جھوٹ بولتی ہو اس نے کہا کیوں نہیں میں سچ کہتی ہوں۔ پھر اس نے کہا کہ (یہودی مذہب میں پیشاب سے نہ بچنے والے کا سزا کے طور پر) چمڑا کاٹا جاتا ہے میں نے اس کا حضور ﷺ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس نے درست کہا ہے۔

---

(۲۱۲)أخرج السیوطی فی الدرالمنثور(۳۷۷/۱)۔

وأخرجه ابن أبی شیبة فی مصنفه بهذا اللفظ (۲۲/۱)، وبسند صحیح، وأصله فی الصحیحین من حدیث ابن عباس وأبی هریرة:"مر رسول الله ﷺ بقبرین وقال : إنهما لیعذبان وما یعذبان فی کبیر" الحدیث۔

انظر: اللؤلؤ والمرجان فیما اتفق علیه الشیخان (۶۵/۱)۔

﴿هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْکَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْکِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ﴾	(آیۃ:۷)

ترجمہ: وہی ہے جس نے آپ پر کتاب اتاری ہے اس میں بعض آیات واضح الدلالۃ ہیں یہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری متشابہ (جن کے معنی معلوم یا معین نہیں) پس جن کے دل حق سے پھرے ہوئے ہیں وہ متشابہ آیات کی پیروی کرتے ہیں گمراہی پھیلانے کیلئے اور مطلب معلوم کرنے کی وجہ سے حالانکہ ان کی تفسیر کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور مضبوط علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے ہیں سب ہمارے رب کی طرف سے اتری ہے اور سمجھانے سے وہی سمجھتے ہیں جو عقلمند ہیں۔

متشابہات میں جھگڑنے والے علماء سے دور رہو

(روایت نمبر:۲۱۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

تلا رسول الله ﷺ : ﴿هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْکَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ

(۲۱۳) أخرجه ابن جرير الطبرى فى تفسيره (۱۸۹/٦)، والبغوى فى التفسير (۲۷۹/۲)، و كذلك الخازن (۲۱۷/۱)،أما ابن كثير فقد رواه بطرق متعددة عن ابن المنذر وابن أبى حاتم كلها عن عائشة، (۳٤٥/۱)،وأخرجه السيوطى فى الدرالمنثور بهذا اللفظ(٦/۲)، والشوكانى فى فتح القدير مختصراً(۲۸۸/۱)، ولم أعثر عليه فى مصنف عبدالرزاق وليس فى سنن سعيد بن منصور ولا فى المنتخب لعبد بن حميد، ولعله فى الجزء المفقود منها وأخرجه الإمام أحمد فى المسند بثلاث طرق كلها عن عائشة (٤٨/٦، ۸٤، ۸۹)، وأخرجه البخارى فى كتاب التفسير من صحيحه (۱٦٥/٥)، و كذلك مسلم فى كتاب العلم (۲۰٥۲/۱)، أما الدارمى فقد ذكره بمعناه فى باب اجتناب أهل الأهواء والبدع ولم يذكر تفسيراً لآية(۱۰۸/۱)، أما أبو داود فليس سليمان بن الأشعث =

الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ - إلى قوله - اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ فإذا رأيتم الذين يجادلون فيه فهم الذين عنى الله فاحذروهم .

=وإنما هو أبو داود الطيالسی صاحب السند (٢ /١٥)، وأخرجه الترمذی فی سننه عن الطيالسی بطريقين (٥/٢٢٢)، ولم أجده فی سنن النسائی (المجتبی) ولعله فی السنن الكبری وأخرجه ابن ماجة فی مقدمة سننه (١/١٨)، وابن حبان فی صحيحه، وأبو نعيم فی الحلية (٢/١٨٥)، والبيهقی فی دلائل النبوة (٦/٥٤٥)۔

تنبيه:

اختلف السلف في إمكان معرفة العلماء للمتشابه على قولين:

الأول: لا يعلمونه وإنما علمه عند الله ' وهو قول عائشة أم المؤمنين وابن عباس والزبير بن العوام وبه قال عمر بن عبدالعزيز قال ابن وهب سمعت عمر بن عبدالعزيز يقول: ﴿والراسخون في العلم﴾ انتهى علم الراسخين في العلم بتأويل القرآن إلى أن قالوا ﴿آمنا به كل من عند ربنا﴾ وقالت عائشة: كان رسوخهم في العلم أن آمنوا بمحكمة ومتشابهه ولم يعلموا تأويله۔ وروي ذلك عن الإمام مالك بن أنس۔

والقول الثاني:أن العلماء يعلمون المتشابه وإلا لما فضلوا على غيرهم ولو لم يعلموه للزم أن يخاطبوا بما لا يعرف ولا ج يفهم ويتنزه الله عن مثل هذاج الكلام۔ وممن ذهب إلى هذا مجاهد بن جبر والربيع بن أنس وقال به من المتأخرين الإمام النووي ورجحه في شرح مسلم۔

ومنشأ الاختلاف: الوقف على اسم الجلالة من قوله ﴿وما يعلم تأويله إلا الله﴾ أو على قوله: ﴿آمنا به﴾ فأصحاب القول الأول يقفون على اسم الجلالة والواو عندهم في قوله ﴿والراسخون﴾ استئنافية والآخرون يصلون الآية والواو عندهم عاطفة وجملة ﴿يقولون آمنا به﴾ حالية۔

انظر: تفسير الآية عند الطبري (٦/٢٠٤)' فما بعدها - والإتقان للسيوطي (٢/٣)۔

قلت:

والذي يظهر لي رجحان القول الأول لقوة دليله ولدلالة السياق من الآية فإن إيمانهم بالمتشابه وتسليم الأمر فيه إلى الله وليد رسوخهم في العلم وقد أثنى الله عليهم۔ وذم متبعي المتشابه مدح للراسخين في العلم' وفي قوله ﴿وما يتذكر إلا أولوا الألباب﴾ إشارة إلى أن تفويض العلم إلى عالمه ومنه المتشابه - دليل على كمال العقل ورجحانه' وروي عن ابن عباس رضي الله عنه مرفوعاً و موقوفاً أن التفسير على أربعة أوجه: تفسير تعرفه العرب من كلامها ' وتفسير لا يعذر أحد بجهله ' وتفسير تعلمه العلماء' وتفسير لا يعلمه إلا الله - وهو المتشابه - ومن ادعى علمه فهو كاذب - والله أعلم۔

ولفظ البخاري: فإذا رأيت الذين يتبعون ما تشابه منه فأولئك الذين سمى الله فاحذروهم.

وفي لفظ لابن جرير إذا رأيتم الذين يتبعون ما تشابه منه والذين يجادلون فيه فهم الذين عنى الله فلا تجالسوهم.

(ترجمہ) حضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی ﴿هُوَ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ﴾۔ پھر فرمایا جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو متشابہات کے متعلق جھگڑا کرتے ہیں تو یہ وہی لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ارشاد فرمایا ہے تم ان سے بچ کے رہنا۔

اور بخاری شریف میں الفاظ اس طرح ہیں کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں وہ یہی لوگ ہیں جن کا اللہ نے یہاں ذکر کیا ہے تم ان سے بچ کر رہنا۔

اور ابن جریر کے الفاظ میں یہ ہے کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو ان متشابہات میں پڑتے ہیں اور وہ لوگ اس کے متعلق جھگڑتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کو یہاں اللہ نے ذکر کیا ہے تم ان کے پاس نہ بیٹھنا۔

متشابہات کی تاویل اللہ کے علم میں ہے

(روایت نمبر:۲۱۴) ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ:

قرأت على عائشة هؤلاء الآيات فقالت كان رسوخهم في العلم أن آمنوا بمحكمه ومتشابهه وما يعلم تأويله إلا الله ولم يعلموا تأويله.

---

(۲۱۴) أخرجه ابن جرير الطبرى فى تفسيره موقوفاً على عائشة وأصله فى الصحيح وليس فيه أن السائل ابن أبى مليكة۔ انظر (۶/ ۱۸۹)، ومثله البغوى فى تفسيره (۲/ ۲۷۹)، وأخرجه الخازن فى تفسيره عن عائشة مرفوعاً ورمز له أنه متفق عليه، انظر (۱/ ۲۱۷)، ورواه ابن كثير بطرق عدة عن ابن أبى مليكة عن عائشة مرفوعاً وموقوفاً (۱/ ۳۴۵)، وأخرجه السيوطى فى الدرالمنثور بهذا اللفظ (۲/ ۶)، والشوكانى فى فتح القدير (۱/ ۲۸۸)۔

وأخرجه أبو داود الطيالسى فى مسنده (۲/ ۱۵)، والترمذى فى سننه بطريقين كلاهما عن أبى داود الطيالسى فى أحدهما السائل عائشة رضى الله عنها والثانى غيرها۔ انظر السنن- كتاب التفسير (۵/ ۲۲۲)، والبيهقى فى دلائل النبوة (۶/ ۵۴۵)، والبخارى فى صحيحه كتاب التفسير: فتح البارى (۸/ ۲۰۹)، ومسلم فى صحيحه كتاب العلم: (۱/ ۲۰۵۳)، وانظر تخريج الحديث الذى قبله۔

(ترجمہ) میں نے حضرت عائشہؓ کے سامنے یہ آیات تلاوت کیں تو انہوں نے فرمایا کہ ان حضرات کا رسوخ یہ ہے کہ محکم اور متشابہ آیت پر ایمان رکھیں ان کی تاویل کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور نہ ہی دوسرے علماء اس کی تاویل کو جانتے ہیں۔

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾	(آیۃ:۸)

ترجمہ: اے ہمارے رب ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دل نہ پھیر اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطاء کر بے شک تو ہی دینے والا ہے۔ اے ہمارے رب تو ہی لوگوں کو جمع کرنے والا ہے ایک دن جس میں کوئی شک نہیں، بے شک اللہ (دوبارہ اٹھانے میں) وعدہ خلافی نہیں کرے گا۔

سب کے دل اللہ کے قبضہ میں ہیں

(روایت نمبر:۲۱۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

کان رسول الله ﷺ كثيراً ما يدعو: "يا مقلب القلوب ثبت قلبي على دينك". قلت

(۲۱۵)أخرجه ابن جرير في تفسيره بطرق عدة عن أم سلمة وأنس وأسماء وعبد الله بن عمرو بن العاص ولم أجده رواه عن عائشة (۲۱۱/٦)، وأخرجه البغوي في التفسير عن النواس بن سمعان (۲۸۱/۱)، والخازن عن عبدالله بن عمرو بن العاص مختصراً (۲۱۸/۱) ورواه ابن كثير في تفسيره عن عائشة وقال: إسناده غريب من هذا الوجه۔ وأصله في الصحيحين وغيرهما من طرق كثيرة دون ذكر الآية۔ ونسبه إلى ابن مردويه وابن أبي حاتم (۳٤۸/۱)، والسيوطي في الدرالمنثور بهذا اللفظ (۸/۲)، وذكره الشوكاني في الفتح مختصراً عن أم سلمة (۲۹۰/۱)، وأخرجه ابن أبي شيبة في مصنفه عن عائشة وأم سلمة وأنس بن مالك (۳۷/۱۱)، وأخرجه الإمام أحمد في مسنده بعدة طرق (۱٦۸/۲، ۱۷۳)، والترمذي في سننه كتاب القدر (۱۱۲/۳، ۲۵۷، ۲۵۱/٦، ۳۰۲، ٤۸۸/٤)، وقال حديث حسن۔ وأخرجه مسلم في صحيحه عن عبدالله بن عمرو كتاب القدر، باب تصريف الله القلوب كيف شاء (۲۰٤۵/٤)، وابن خزيمة في كتاب التوحيد ص ۷۹، وأبو بكر الآجري في كتابه الشريعة بعدة طرق ص۳۱۷۔ وابن ماجة في مقدمة سننه باب ما أنكرت الجهمية (۷۲/۱)، والبيهقي في الأسماء والصفات ص۱ ۳٤،وقد استقصى ابن أبي عاصم في السنة عامة طرقه(۹۸/۱)۔

یا رسول الله ما أكثر ما تدعوا بهذا الدعاء فقال: "ليس من قلب إلا وهو بين أصبعين من أصابع الرحمن إذا شاء أن يقيمه أقامه وإذا شاء أن يزيغه أزاغه أما تسمعين قول الله تعالى. ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ﴾.

(ترجمہ) حضور ﷺ کثرت سے یہ دعا فرماتے تھے۔

یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ.

(اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم فرما)

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ یہ دعا کثرت سے کیوں کرتے ہیں فرمایا:

ہر دل رحمٰن کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے جب وہ چاہتا ہے کہ وہ اس کو قائم رکھے تو قائم رکھتا ہے جب چاہتا ہے تو اس کو گمراہ کر دیتا ہے تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾.

(ترجمہ) اے ہمارے رب ہمارے دلوں میں کجی نہ ڈال بعد اس کے کہ آپ نے ہمیں ہدایت فرمائی ہے اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا فرما بے شک آپ عطا فرمانے والے ہیں۔

اور ابن ابی شیبہ کے الفاظ میں ہے کہ جب اللہ چاہتا ہے کہ اس کو ہدایت کی طرف پھیر دے تو اس کو پھیر دیتا ہے اور جب چاہتا ہے کہ اس کو گمراہی کی طرف پلٹ دے تو پلٹ دیتا ہے۔

رات کو بیداری کے وقت حضورؐ کی دعا

(روایت نمبر:۲۱۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب رات کو بیدار ہوتے تھے تو یہ پڑھتے تھے۔

"لَا اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَکَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُکَ لِذَنْبِیْ وَأَسَالُکَ رَحْمَتَکَ اَللّٰهُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَلَا تُزِغْ قَلْبِیْ بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنِیْ وَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً إِنَّکَ أَنْتَ الْوَهَّابُ.

---

(۲۱۶) أخرجه ابن كثير فى تفسيره وقال هو لفظ ابن مردويه (۱/ ۳۴۸)، والسيوطى فى الدرالمنثور واللفظ له (۹/۲)۔

وأخرجه أبو داود فى سننه- باب ما يقول الرجل إذ تعار من الليل - عون المعبود (۳۹۸/۱۳)، والنسائى فى عمل اليوم والليلة ص ۴۹۵، والحاكم فى المستدرك۔ وصححه ووافقه الذهبى فى التلخيص (۱/ ۵۴۰)، وابن حبان فى صحيحه (۴۲۴/۱۰)، وأخرجه البيهقى فى الأسماء والصفات ص ۷۶۔

(ترجمہ) کوئی معبود نہیں سوائے تیرے تو پاک ہے اے اللہ میں آپ سے اپنے گناہ کی بخشش مانگتا ہوں اور آپ سے رحمت طلب کرتا ہوں اے اللہ میرے علم میں اضافہ فرما اور میرے دل کو ہدایت پر آنے کے بعد کجی سے محفوظ فرما اور مجھے اپنی طرف سے رحمت عطا فرما بے شک تو عطا فرمانے والا ہے۔

﴿وَ تُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ﴾	(آیۃ:۲۷)

ترجمہ: داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور رزق دیتا ہے جس کو چاہے بے حساب۔

مردہ سے زندہ کے پیدا ہونے کا مطلب

(روایت نمبر:۲۱۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک عورت کے متعلق یہ دعا کی اور اس کا والد کافر تھا فرمایا:

"سبحان الذی یخرج الحی من المیت". (ابن سعد من طریق أبی سلمة بن عبدالرحمن)(۱)۔

(ترجمہ) وہ ذات پاک ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتی ہے (یعنی مومن زندہ ہے اور کافر مردہ ہے)۔

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾	(آیۃ:۳۱)

ترجمہ: کہہ دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

---

(۲۱۷) أخرجه الطبری فی تفسیره مطولاً (۳۰۸/۶)، والسیوطی فی الدرالمنثور بهذا اللفظ (۱۶/۲)، وأخرجه ابن سعد فی الطبقات (۲٤۸/۸)، وابن حجر فی الإصابة وذكر طرقه (۲۷۹/٤)، وذكره أبو زرعة أحمد بن عبدالرحیم العراقی فی كتابه المستفاد من مبهمات المتن والإسناد ص ۱۱۰، واسم هذه المرأة: خالدة أو خلدة بنت الأسود بن عبد یغوث إحدى خالات النبی ﷺ وذكره ابن حجر فی الإصابة (۲۷۹/٤، أكثر من طریق لهذا الإسناد وبمجموعها صح هذا الحدیث مرفوعاً إلى النبی ﷺ۔

دین اللہ کی خاطر محبت اور بغض کا نام ہے

(روایت نمبر:۲۱۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:

”الشرک أخفی من دبیب الذر علی الصفا فی اللیلة الظلماء وأدناه أن یحب علی شیء من الجور و یبغض علی شیء من العدل وهل الدین إلا الحب والبغض فی الله“ قال الله تعالی: ﴿قُلْ إِنْ كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللهُ﴾.

شرک چکنے پتھر پر اندھیری رات میں چیونٹی کی حرکت سے بھی زیادہ خفی ہے اور اس کا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ آدمی جنگ کی کوئی چیز پسند کرے اور انصاف کی چیز سے بغض رکھے اور دین تو اللہ تعالیٰ کے متعلق محبت یا بغض کا نام ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ﴿قُلْ اِنْ كُنتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (ترجمہ) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت فرمائیں گے۔

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾	(الآیۃ:۹۲)

ترجمہ: ہرگز نیکی میں کمال حاصل نہ کرسکو گے جب تک کہ محبوب مال سے صدقہ نہ کرو اور جو کچھ خرچ کرو گے اللہ کو معلوم ہے۔

---

(۲۱۸)انظر تفسیر ابن أبی حاتم (۲/۲۰۲)، وضعفه وأخرج ابن کثیر فی تفسیره جزءاً منه وضعفه لضعف عبدالأعلی بن أعین قال عنه أبو زرعة: منکر الحدیث۔ انظر ابن کثیر (۳۵۸/۱)، وأخرجه السیوطی فی الدر المنثور بهذا اللفظ (۲/۱۷)، والشوکانی فی الفتح (۳۰۳/۱)،وأبو نعیم فی الحلیة (۳۶۸/۱،۹/۲۵۳)، وأخرجه الحاکم فی المستدرك وقال صحیح علی شرط الشیخین (۲/۲۹۱)، وخالفه الذهبی فی التلخیص ضعفه لضعف عبدالأعلی بن أعین، قال فیه الدار قطنی: لیس بثقة، وأخرجه الإمام أحمد فی المسند (۴۲۸/۵،۴۲۹)، والهیثمی فی مجمع الزوائد (۱۰/۲۲۳)، وعزاه للبزار وضعفه، وأخرجه مسلم فی صحیحه فی باب الزهد والرقائق عن أبی هریرة قریباً من هذا بلفظ: ”أنا أغنی الشرکاء عن الشرك فمن عمل عملاً فأشرك فیه غیری ترکته وشرکه“ (۴/۲۲۸۹)۔ ورواه ابن ماجة فی السنن- کتاب الزهد (۲/۱۴۰۵)، وابن حبان، فی صحیحه عن ابن أبی سعید بن أبی فضالة الأنصاری (۹/۲۱۹)، وأخرجه السیوطی فی مسند أم المؤمنین عائشة ص۲۰۹۔

گوہ کھانا جائز نہیں

(روایت نمبر:۲۱۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں کہ:

أتي رسول الله ﷺ بضب فلم يأكله ولم ينه عنه قلت : يا رسول الله أفلا نطعمه المساكين؟ قال: "لا تطعموهم مما لا تأكلون".

(ترجمہ) حضور ﷺ کی خدمت میں گوہ لائی گئی تو آپؐ نے اس کو نہ کھایا اور نہ اس سے منع کیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم یہ مسکینوں کو نہ کھلا دیں تو آپؐ نے فرمایا: لا تُطعِمُوْهُمْ مما لا تاكلون ان کو وہ چیز نہ کھلاؤ جو تم نہیں کھاتے ہو۔

(فائدہ) اس سے معلوم ہوا کہ اس کا کھانا درست نہیں ہے۔

﴿اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾	(آیۃ:۹۶)

ترجمہ: بے شک پہلا گھر جو لوگوں کیلئے مقرر ہوا یہی ہے جو مکہ میں ہے جہان کے لوگوں کیلئے برکت والا اور ہدایت ہے۔

مکہ آسمان کے زیادہ قریب ہے

(روایت نمبر:۲۲۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

---

(۲۱۹) أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (۵۱/۲)، وأخرجه الإمام أحمد في المسند (۱۰۵/٦، ۱۲۳، ۱٤٤)، والبيهقي في الضحايا من سننه (۳۲۵/۹)، والهيثمي في مجمع الزوائد في موضعين وعزاه للطبراني في الأوسط، وقال رجاله موثقون وفي موضع آخر عزاه لآحمد وأبي يعلى وقال رجالهما رجال الصحيح۔

انظر المجمع (۱۱۳/۳ و ۳۷/٤)' وانظر مسند أبي يعلى (٤۳۹/۷)۔

(۲۲۰) انظره في تفسير الدر المنثور (۳۵/۲)' ولم أجده عند غيره بهذا اللفظ وذكر ابن جرير الطبري أثاراً كثيرة بمعناه عند تفسير هذه الآية وآية الحج ﴿وإذ بوأنا لإبراهيم مكان البيت﴾ فلتراجع هناك' ولم أجده عند الأزرقي' عن عائشة وإنما وجدته ذكره عن ليث بن معاذ مرفوعاً إلى النبي ﷺ ۔ انظر أخبار مكة (۳۵/۱)' وأحاديث أخرى بمعناه في ص ٤۹ والحديث لا يحتج به لا نقطاع سنده وضعف عباد بن كثير وجهالة ليث بن معاذ۔

ما رأيت السماء في موضع أقرب منها إلى الأرض من مكة(٢).

(ترجمہ) میں نے مکہ سے زیادہ زمین کی کوئی جگہ نہیں دیکھی جو آسمان کے زیادہ قریب ہو۔ (الازرقی والخبری).

(فائدہ) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ شریف آسمان کے زیادہ قریب ہے شاید اسی وجہ سے کعبہ بھی وہیں ہے۔ اور نیک اعمال بھی اللہ کی طرف آیا کرتے ہیں اور حضور ﷺ کی معراج بھی مکہ سے ہوئی۔ بعض علماء کے نزدیک یہ ہے کہ مسجد اقصیٰ آسمان کے زیادہ قریب ہے۔ واللہ اعلم

مسجد نبوی اور مسجد حرام کی فضیلت

(روایت نمبر:۲۲۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"أنا خاتم الأنبياء ومسجدی خاتم مساجد الأنبياء، أحق المساجد أن يزار وتتشد إليه الرواحل المسجد الحرام ومسجدی، صلاة فی مسجدی أفضل من ألف صلاة فيما سواه من المساجد إلا المسجد الحرام"

میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد بھی مساجد کی خاتم ہے مساجد میں سے زیادہ حقدار جن کی زیارت کی جائے اور زیارت کے لئے سفر کیا جائے مسجد حرام ہے اور میری مسجد ہے اور میری مسجد میں نماز باقی مساجد کے مقابلے میں مسجد حرام سے ایک ہزار گنا زیادہ افضل ہے۔

﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾	(آیۃ:۹۷)

ترجمہ: اس میں ظاہر نشانیاں ہیں جیسے مقام ابراہیم، اور جو اس میں داخل ہوا اس کو (دوزخ سے) امن ملا اور اللہ کیلئے لوگوں کے ذمہ کعبہ کا حج ہے جو شخص اس تک جانے کی قدرت رکھتا ہو اور جو (حج کو) نہ مانے تو اللہ سب جہان والوں سے بے پرواہ ہے۔

---

(٢٢١) أخرجه السيوطی فی الدرالمنثور (١/ ٥٤)، ولم أجده لغيره بهذا اللفظ وإنما ذكر البغوی قريباً منه عن أبی هريرة۔ انظر: (١/ ٣٢٩)، ومثله الخازن فی تفسيره (١/ ٢٥٩)۔ ورواه البزار فی زوائده، انظر كشف الأستار (٢/ ٥٦)، بهذا اللفظ، وأخرجه الهيثمی فی مجمع الزوائد، انظر كشف الأستار (٢/ ٥٦)، بهذا اللفظ، وأخرجه اليهثمی فی مجمع الزوائد (٤/ ٤)، وعزاه للبزار، وفی إسناده موسى بن عبيدة ضعيف۔ انظر تقريب التهذيب (٢/ ٢٨٦)، وأصل الحديث ثابت فی الصحيحين وغيرهما۔

سفر خرچ اور سواری وجوب حج کے اسباب ہیں

(روایت نمبر:۲۲۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

سئل النبي ﷺ ما السبيل إلى الحج؟ قال: "الزاد الرحلة".

(ترجمہ) حضور ﷺ سے پوچھا گیا حج کی کیا سبیل ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا زاد وراحلۃ (سفر خرچ اور سواری)۔

﴿وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ اُمَّةٌ يَدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾	(آیۃ:۱۰۴)

ترجمہ: اور چاہیے کہ تم میں ایک ایسی جماعت ہو جو نیک کام (اسلام) کی طرف بلاتی رہے اور اچھے کاموں کا حکم کرتی رہے اور برائی سے روکتی رہے یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

دعا قبول ہونے کا سبب

(روایت نمبر:۲۲۳) ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

(۲۲۲)أخرجه ابن جرير الطبرى فى تفسيره عن على بن أبى طالب وابن عباس وابن عمر مرفوعاً وموقوفاً۔ وعن عمر بن الخطاب موقوفاً (۷/۳۷)۔ وأخرجه ابن الجوزى فى تفسيره عن عائشة مرفوعاً (۱ ٤۲۸)، ومثله ابن كثير(۱ /۳۸۵)، والخازن (۱ /۲٦۱)، والسيوطى فى الدرالمنثور (۲ /٥٦)، والشوكانى فى الفتح (۱/۳۳۳)، والشنقيطى فى أضواء البيان (۸۷/٥)، وأخرجه الدارقطنى فى كتاب الحج من سننه (۲/۲۱٦)، والبيهقى كتاب الحج فى سننه باب– الرجل يطيق الشيء (٤/ ۳۳۰)، والترمذى عن ابن عمر فى كتاب الحج– باب ما جاء فى إيجاب الحج بالزاد والراحلة۔ وقال: حديث حنس، والعمل عليه عند أهل العلم (۳/۱۷۷)، وابن ماجه فى المناسك (۲/۹٦۷)، وتتبع ابن حجر فى التلخيص الحبير طرقه وذكر أنها كلها ضعيفة وإنما صح مرسلاً عن الحسن۔ انظر التلخيص (۲/۲۲۱)، ونصب الراية للزيلعى (۳ /۸)۔قلت: وما ذكره ابن حجر لا يسلم له فقد صح عن أنس مرفوعاً ورواه الحاكم فى المستدرك وقال على شرط الشيخين ولم يخرجاه ، ووافقه الذهبى (۱۰/٤٤۲)، كما أن مجموع الروايات يقوى بعضها بعضاً، وقد أطال النفس فى روايات هذا الحديث الشنقيطى فى أضواء البيان عند تفسير الآية فلينظر هناك۔

"لتأمرن بالمعروف ولتنهون عن المنكر أو لتدعون الله عزوجل فلا يستجيب لكم، ولتسالنه فلا يعطيكم ولتنصرنه فلا ينصركم".

تم نیکی کا حکم کرتے رہنا اور برائی سے روکتے رہنا ورنہ تم اللہ عزوجل سے دعا مانگو گے تو وہ تمہاری دعا کو نہیں سنے گا اور تم کسی چیز کا اس سے سوال کرو گے تو وہ تمہیں عطا نہیں کرے گا اور تم اس سے مدد مانگو گے مگر وہ تمہاری مدد نہیں کرے گا۔

﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوهٌ﴾	(آیۃ:۱۰۶)

ترجمہ: جس دن بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض چہرے سیاہ پس وہ لوگ جن کے منہ کالے ہوں گے (ان سے کہا جائے گا) کیا تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے تھے اس کفر کرنے کا عذاب چکھو۔

قیامت کے دن اہل سنت کے چہرے روشن ہوں گے

(روایت نمبر:۲۲۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

سألت رسول الله ﷺ: هل تأتي عليك ساعة لا تملك فيها لأحد شفاعة قال:

"نعم، يوم تبيض وجوه وتسود وجوه حتى أنظر ما يفعل بي - أو قال - بوجهتي".

(ترجمہ) میں نے آپؐ سے سوال کیا کوئی گھڑی بھی آپؐ پر آنے والی ہے جس میں آپ کسی اور کے لئے شفاعت نہیں کرسکیں گے فرمایا:

ہاں جس دن بہت سے چہرے سفید ہوں گے اور بہت سے سیاہ ہوں گے حتیٰ کہ میں دیکھ لوں کہ میرے

(۲۲۳) أخرجه ابن كثير في تفسيره عن حذيفة بن اليمان (۱/ ۳۹۰)، ولم أجده في الدرالمنثور - وأخرجه الديلمي في مسند الفردوس (۳/۴۸۶:۴/۴۵۴)، والإمام أحمد في مسنده (۵/۳۸۸، ۳۹۰)، وكذلك الترمذي في سننه وقال حديث حسن (۴/ ۴۶۸)، وأخرجه من هذا اللفظ الطبراني في الأوسط عن أبي هريرة انظر فيض القدير (۵/۲۶۱)، والهيثمي عن عائشة في مجمع الزوائد قريباً منه وعزاه للبزار وفيه عاصم بن عمرو أحد المجاهيل (۷/۲۶۶)۔

(۲۲۴) انظره في تفسير ابن أبي حاتم (۲/ ۳۶۳)، وفي الدرالمنثور للسيوطي (۲/۶۳)، ولم أجده بهذا اللفظ عند غيرهما من المفسرين، وذكره علاء الدين الهندي في كنز العمال (۱۴/۶۴۳)۔

ساتھ کیا معاملہ کیا جاتا ہے۔

(فائدہ) تفسیر درمنثور وغیرہ میں اس آیت کی یہ تفسیر بھی بیان کی گئی ہے کہ قیامت کے دن اہل سنت کے چہرے روشن ہوں گے اور اہل بدعت کے منہ کالے ہوں گے۔

﴿وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾	(آیۃ:۱۳۴)

ترجمہ: جو آسانی اور تکلیف میں خرچ کرتے رہتے ہیں اور غصہ کو دبا لیتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں اللہ (ایسی) نیکی کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

غصہ میں تحمل کرنے والے کیلئے اللہ کی محبت

(روایت نمبر:۲۲۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"وجبت محبة الله على من أغضِبَ فحلم".

اس شخص کیلئے اللہ کی محبت لازم ہو جاتی ہے جس کو غصہ دلایا گیا پھر بھی اس نے تحمل کیا۔

اے اللہ ظاہر کی طرح میرا باطن بھی روشن فرما

(روایت نمبر:۲۲۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ: حضور ﷺ کی دعا میں سے یہ بھی تھا

(۲۲۵)أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (۸۳/۲)، وأخرجه الأصبهاني في أخبار أصبهان (۱۳۵/۲)، وانظر كنزالعمال (۱۳۱/۳)، وفيض القدير للمناوي (۳۶۱/۶)، وقال: إنه ضعيف لضعف أحمد بن داود بن عبدالغفار المصري والصواب أنه موضوع، والبلاء منه، فإنه أحد الوضاعين، انظر لسان الميزان لابن حجر (۱۶۸/۱)، والكشف الحثيث عمن رمي بوضع الحديث لبرهان الدين الحلبي ص ۵۵۔

(۲۲۶)أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (۷۳/۲)۔

وأخرجه الإمام أحمد في مسنده (۶۸/۶، ۱۵۵)، والهيثمي ورجاله رجال الصحيح، انظر مجمع الزوائد (۲۰/۸، ۱۷۳/۱۰)، و كنزالعمال (۱۲/۳)۔

والخرائطي في مكارم الأخلاق ص ۲۷، وأخرج البيهقي في الآداب أحاديث بمعناه ص ۱۳۵۔

اَللّٰهُمَّ كَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ.

اے اللہ جس طرح سے میری تخلیق خوبصورت کی ہے پس میرے اخلاق کو بھی خوبصورت کر دے۔

حسن خلق کا مرتبہ

(روایت نمبر: ۲۲۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"إن المؤمن ليدرك بحسن الخلق درجات القائم الليل الصائم النهار". (أحمد وأبو داود وابن حبان والحاكم وصححه).

مومن اچھے اخلاق کی وجہ سے رات کو عبادت گزار اور دن کو روزہ رکھنے والے کے رتبہ تک پہنچ جاتا ہے۔

بد خلق کی توبہ قبول نہیں

(روایت نمبر: ۲۲۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ما من شيء إلا له توبة إلا صاحب سوء الخلق فإنه لا يتوب من ذنب إلا عاد في شر منه"۔

کوئی گناہ نہیں مگر اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ مگر بد خلق چونکہ اس کی کسی گناہ سے توبہ قبول نہیں ہے مگر وہ اس کے بعد اس سے زیادہ گناہ میں لوٹ جاتا ہے۔

---

(۲۲۷) أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (۷۵/۲)۔

وأخرجه أحمد في مسنده (۹۰/٦)، وأبو داود في سننه في كتاب الأدب انظر عون المعبود (۱۵٤/۱۳)، وابن حبان في صحيحه (۳۵۰/۱)، وأخرجه الحاكم في المستدرك بلفظ: "إن الرجل.." (٦۱/۱)، ووافقه الذهبي في تلخيصه والبغوي عن أبي أمامة في شرح السنة والبيهقي في الأدب ص ۱۳۷، والحكيم الترمذي في نوادر الأصول، ص ۳۲۲۔

(۲۲۸) أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (۷٦/۲)۔

وانظر المعجم الصغير (۳۳۳/۱)، وقال فيه الهيثمي في مجمع الزوائد (۲۵/۸)، "فيه عمرو بن جميع وهو كذاب" وقال العراقي في تخريج أحاديث الإحياء للغزالي: "إسناده ضعيف" (۵۲/۳)۔ انظر ترجمته في ميزان الاعتدال (۲۵۱/۳)۔ فالحديث ضعيف لسنده ومتنه على السواء فإن التوبة من كل الذنوب مهما عظمت ﴿قل يا عبادي الذين أسرفوا على أنفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب جميعاً إنه هو الغفور رحيم﴾ (الزمر:۵۳)۔

(فائدہ) اگر اس نے گناہ سے توبہ کرلی تو توبہ اس کی ہو جائے گی لیکن اس کے بعد پھر بد خلقی میں جب جائے گا تو بد خلقی توبہ کے عمل سے بھی زیادہ بری ہوگی۔

حسن خلق اگر مرد ہوتا

(روایت نمبر:۲۲۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لو كان الخلق رجلاً يمشي في الناس لكان رجلاً صالحاً".

اگر اچھا خلق مرد ہوتا اور لوگوں میں چلتا ہوتا تو نیک آدمی ہو جاتا۔

تین چیزوں کے بغیر کوئی کچھ نہیں

(روایت نمبر:۲۳۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(۲۲۹) أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (۷٦/۲)۔

وأخرجه الخرائطي انظر: "المنتقى من كتاب مكارم الأخلاق" ص ۳۰-٦۸ وأخرجه الهيثمي في مجمع الزوائد (۲۷/۸)، عن عائشة بلفظ: "لو كان الحياء رجلاً.." ومثله السيوطي في جامعه (۳۹۱/۵)، والمنذري في الترغيب (۲۵٤/۳)، وعزاه الطبراني في الصغير والأوسط ولأبي الشيخ في العظمة، ثم قال: "وفي إسنادهما ابن لهيعة وبقية رواة الطبراني محتج بهم في الصحيح" كما أخرجه الديلمي قريباً منه في مسند الفردوس (۱۱۲/۵)، وانظر كتاب الصمت وآداب اللسان لابن أبي الدنيا ص ٤۰۷، وانظر فيض القدير للمناوي (۳۲٦/۵)، والحديث بلفظ "لو كان حسن الخلق رجلاً.." ضعيف لضعف محمد بن أبي بكر بن عبدالله الجدعاني" "أبو غرازة" قال فيه البخاري منكر الحديث، وقال فيه النسائي ليس بثقة وهو متروك الحديث، وقال فيه ابن معين: لا شيء.. انظر تهذيب التهذيب (۲۹۱/۹)، وما عزاه المنذري والهيثمي وغيرهما للطبراني فهو بلفظ: "يا عائشة لو كان الفحش رجلاً لكان رجل سوء ولو كان الحياء رجلاً لكان رجل صدق' انظر المعجم الأوسط (۲۲۲/۱)' والصغير (٤/۲)' وهو ضعيف لضعف شيخ الطبراني أحمد بن رشدين قال ابن عدي: كذبوه وأنكرت عليه أشياء وذكر ابنن حجر من أبا طيله عن الطبراني۔ انظر لسان الميزان (۲۵۷/۱)۔

فتبين أن الحديث لا يصح بما ذكر من الفاظه وطرقه۔ والله أعلم۔

(۲۳۰) أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (۷٦/۲)۔

وأخرجه الخرائطي، انظر المنتقى في مكارم الأخلاق ص۲۹ عن ابن عباس، وأخرجه الهيثمي نحوه عن علي بن أبي طالب في مجمع الزوائد (۲٤/۸)، وأخرجه البزار في زوائده =

قال رسول الله ﷺ ثلاث من لم تكن فيه أو واحدة منهن فلا يعتدن بشيء عمله: تقوى تحجزه عن معاصي الله عزوجل ' أو حكم يكف به السفيه 'أو خلق يعيش به في الثاني.

(ترجمہ) تین چیزیں ایسی ہیں جس میں وہ سب یا کوئی ایک نہ ہوتو اس کے اچھے اعمال کی کوئی قدر نہیں۔(۱) ایسا تقوی جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچے (۲) یا ایسا حکم ہو جو کم عقل کو گناہ سے روک دے۔(۳) ایسا اچھا اخلاق جس کے سہارے وہ اپنی اگلی گزار سکے۔

حسن خلق کا فائدہ

(روایت نمبر:۲۳۱) حضورؐ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

"إن من أعطى حظه من الرفق فقد أعطى حظه من خير الدنيا والآخرة ومن حرم حظه من الرفق فقد حرم حظه من الدنيا والآخرة وصلة الرحم وحسن الخلق وحسن الجوار يعمران الديار ويزيدان في الأعمار".

جس شخص کو نرمی میں سے کچھ عطا کیا گیا تو اس کو دنیا و آخرت کی خیر میں سے اس کا حصہ دیا گیا اور جس کو نرمی سے کوئی حصہ نہیں دیا گیا تو اس کو دنیا و آخرت کا کوئی حصہ نہیں دیا گیا۔ صلہ رحمی اور حسن خلق اور بہترین ہمسایہ داری یہ علاقوں کی معاشرت کو استوار کرتے ہیں اور عمر میں اضافہ کرتے ہیں۔

نرمی، بیہودگی، حیاء اور فحش

(روایت نمبر:۲۳۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

=عن أنس بن مالك وقال: فيه عبدالله بن سليمان حدث بأحاديث لم يتابع عليها۔ انظر كشف الأستار (۲٦/۱)۔

(۲۳۱)أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (۷٦/۲)۔

وأخرجه الإمام أحمد بلفظه عن عائشة وأبي الدرداء مختصراً۔ انظر المسند (۱٥۹/٦، ٤٥۱)، وأخرجه البيهقي في السنن أيضاً (۱۹۳/۱۰)، وأصله في صحيح مسلم باب فضل الرفق من كتاب البر والصلاة (۲۰۰٤/٤)۔

(۲۳۲)أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (۷٦/۲)۔

لم أجده في كتاب الأسماء والصفات بهذا اللفظ وإنما ساقه برواية مسلم (يا عائشة إن الله رفيق يحب الرفق ويعطي على الرفق مالا يعطي على العنف وما لا يعطي على سواه)۔

انظره في الأسماء والصفات ج۵۲، وانظر نوادر الأصول ص۱۲۹، وذكره بهذا اللفظ =

"إن الرفق يمن والخرف شؤم وإذا أراد الله بأهل بيت خيراً أدخل عليهم باب الرفق. إن الرفق لم يكن في شيء قط إلا زانه. وإن الخرف لم يكن في شيء قط إلا شانه. وإن الحياء من الإيمان، وإن الإيمان في الجنة ولو كان الحياء رجلاً لكان رجلاً صالحاً. وإن الفحش من الفجور وإن الفجور من النار ولو كان الفحش رجلاً يمشي في الناس لكان رجل سوء".

نرمی برکت ہے اور بے ہودہ گوئی نحوست ہے جب اللہ تعالیٰ کسی گھر والوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو ان پرنرمی کا دروازہ کھول دیتے ہیں جس چیز میں نرمی پائی جائے گی اس کی زینت کا اضافہ بنے گی اور جس چیز میں بے ہودگی ہوگی اس کو عیب دار کردے گی اور حیا ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں جائے گا۔ اگر حیا مرد ہوتا تو بہت اچھا مرد ہوتا اور فحش بات گناہ ہے اور گناہ جہنم میں جائے گا اور اگر فحش آدمی ہوتا، اور لوگوں میں چلتا ہوتا تو برا آدمی ہوتا۔

﴿وَ الَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾	(آیۃ:۱۳۵)

ترجمہ: اور وہ لوگ کہ جب کوئی کھلا گناہ (جیسے زنا) کر بیٹھیں یا اپنے حق میں برا کام کریں پھر اللہ (کی وعید) کو یاد کریں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگیں، اور اللہ کے سوا گناہ بخشنے والا کون ہے اور اپنے کئے پر نہیں اڑتے اور وہ جانتے ہیں (کہ گناہ کیا ہے)۔

حضورؐ کی ایک دعا

(روایت نمبر:۲۳۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ (دعا) فرمایا کرتے تھے۔

=وعزاه للبيهقي علاء الدين الهندي صاحب كنز العمال (٣ /٥٣)، وذكر الخرائطي جزء أ منه۔ انظر مكارم الأخلاق ص١٨، وانظر تخريج الأحاديث الأربعة الماضية۔

(٢٣٣)أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (٢/٧٧)۔

وأخرجه ابن ماجة في سننه في كتاب الأدب (٢ /٤٣٦)، ولم أجده في الأجزاء المطبوعة من شعب الايمان وأخرجه الإمام أحمد في مسنده عن عائشة بأربع روايات (٦/١٢٩، ١٤٥، ١٨٨، ٢٣٩)۔

''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ اِذَا اَحْسَنُوْا اسْتَبْشَرُوْا وَاِذَا اَسَاءُ وا اسْتَغْفَرُوْا''.

(ترجمہ) اے اللہ مجھے ان لوگوں میں سے بنا جب وہ نیک کام کریں تو خوش ہوں اور جب برا کام کریں تو استغفار کریں۔

﴿وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ..﴾	(آیۃ:۱۴۴)

ترجمہ: اور محمدؐ تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے بہت رسول ہو چکے پھر کیا اگر وہ فوت ہوں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں (کفر کی طرف) پھر جاؤ گے اور جو کوئی الٹے پاؤں پھرے گا تو اللہ کا ہرگز کچھ نقصان نہ کرے گا اور اللہ شکر گزاروں کو جزا دے گا۔

حضورؐ کی وفات کے وقت حضرت ابوبکرؓ کی حالت

(روایت نمبر:۲۳۴) حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ:

أن أبا بكر أقبل على فرس من مسكنه في السنح حتى نزل فدخل المسجد فلم يكلم الناس حتى دخل على عائشة فتيمم رسول الله ﷺ وهو مغشى بثوب حبره فكشف عن وجهه ثم أكب عليه وقبله وبكى ثم قال: بأبي أنت وأمي والله لا يجمع عليك موتتين إن الموتة التي كتبت عليك فقد متها.

(ترجمہ) حضرت ابوبکرؓ اپنی رہائش سے جو انہوں نے مقام سنح میں بنائی تھی اپنے گھوڑے پر تشریف لائے حتی کہ مسجد میں داخل ہوئے اور کسی سے بات نہ کی حتی کہ حضرت عائشہؓ کے پاس گئے اور حضور کی زیارت کا ارادہ فرمایا جبکہ حضورؐ سر پر کپڑا اڈالا ہوا تھا۔ آپؓ نے حضور اقدس ﷺ کے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹایا اور آپؐ پر جھک کر بوسہ لیا اور رونے لگے۔ پھر فرمایا: میرے ماں باپ آپ پر قربان اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کریں گے۔ وہ موت جو آپؐ کیلئے لکھی جا چکی ہے وہ اب پیش آ چکی ہے۔

---

(۲۳۴) أخرجه ابن كثير فى تفسيره ۱/ ۴۰۹، والسيوطى فى الدرالمنثور ۲/ ۸۱۔ وأخرجه البخارى فى صحيحه بطرق كثيرة، انظره مثلاً فى كتاب الجنائز مع الفتح (۳/ ۱۱۳)، ولم أجده بهذا اللفظ عند مسلم وأخرجه النسائى مختصراً فى سننه من كتاب الجنائز باب تقبيل الميت (۴/ ۱۱)، وابن ماجه فى سننه (۱/ ۴۹۶)، والإمام أحمد فى مسنده (۶/ ۵۵)۔

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ﴾	(آیۃ:۱۵۹)

ترجمہ: کچھ اللہ ہی کی مہربانی ہے کہ آپ ان کو نرم دل ملے اور اگر آپ تُند خُو اور سخت دل ہوتے تو وہ آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے آپ ان سے درگزر کیجئے اور ان کیلئے بخشش مانگئے اور کام میں ان سے مشورہ کیجئے پھر جب آپ عزم کر لیں تو اللہ پر بھروسہ کیجئے بے شک اللہ بھروسہ والوں کو چاہتا ہے۔

لوگوں کی رعایت کرنا

(روایت نمبر:۲۳۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إن الله أمرني بمداراة الناس كما أمرني بإقامة الفرائض".

اللہ تعالیٰ نے مجھے لوگوں کی خاطر مدارات کرنے کا حکم دیا ہے جس طرح سے مجھے فرائض کو قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔

مشورہ کی اہمیت

(روایت نمبر:۲۳۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

---

(۲۳۵)أخرجه ابن كثير في تفسيره وقال: غريب (۱/۴۲۰)۔

وأخرجه السيوطي في الدرالمنثور (۲/۹۰)، والديلمي في مسند الفردوس (۱/۲۱۲)، وذكره المناوي في الجامع الصغير(۲/۲۱۵)، وفي سنده أحمد بن كامل ضعيف لا يحتج به،وبشر بن عبدالله الدرديري قال فيه الذهبي ضعيف جداً وقال فيه ابن عدي منكر الحديث عند الأئمة ومن مناكيره هذا الحديث وحديث (ما عبدالله تعالىٰ بشيء مثل العقل) انظر الكامل في الضعفاء (۲/۴۴۷)، والمغني في الضعفاء (۱/۵۲)، وميزان الاعتدال (۱/۳۲)، ولم أجده عند الحكيم الترمذي بهذا اللفظ وإنما ذكر عن عائشة أحاديث بمعناه۔

(۲۳۶) أخرجه البغوي في تفسيره (۱/۳۶۶)، وعنه نقله والخازن في تفسيره (۱/۴۳۹)،وأخرجه بهذا اللفظ الترمذي في سننه في كتاب الجهاد عن أبي هريرة (۴/۲۱۴)۔

ما رأيت رجلاً أكثر استشارة للرجال من رسول الله ﷺ.

(ترجمہ) میں نے حضور ﷺ سے زیادہ مردوں سے مشورہ لینے والا مرد کوئی نہیں دیکھا۔

(فائدہ) اس روایت میں مشورہ کی اہمیت کا اظہار ہے اور اس بات کا بھی کہ حضور ﷺ جیسے اولوالعزم رسول نے بھی مشورہ کیا اور اس بات کا بھی اظہار ہے کہ مردوں سے مشورہ کیا۔

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ﴾	(آیۃ:۱۶۴)

ترجمہ: اللہ نے مؤمنین پر احسان کیا جو ان کے پاس انہیں میں سے رسول بھیجا وہ ان پر اللہ کی آیات پڑھتا ہے اور ان کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور اگرچہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔

حضورؐ عرب سے مبعوث ہوئے تھے

(روایت نمبر:۲۳۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس آیت کے متعلق فرمایا:

هذه للعرب خاصة.

(ترجمہ) اس آیت میں جس احسان کا ذکر ہے یہ خاص عرب کیلئے ہے۔

﴿وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾	(آیۃ:۱۶۹)

ترجمہ: اور آپ ان لوگوں کو مردہ مت سمجھئے جو اللہ کی راہ میں شہید ہوئے بلکہ وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔

---

(٢٣٧) انظر تفسير أبي حاتم (٢ /٦٤٧)، وابن الجوزي في تفسيره (١ /٤٩٢)، والسيوطي في الدرالمنثور (٢/٩٣)، والقرطبي في تفسيره (٤/٢٦٤)، وهذا التفسير وإن كان موقوفاً على أم المؤمنين عائشة فله حكم الرفع ولم أجده لابن المنذر، ولم أجده في الأجزاء المطبوعة حتى الآن من شعب الإيمان۔

شہادت کے بعد حضرت جابرؓ کی تمنا

(روایت نمبر:۲۳۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابرؓ سے فرمایا:

قال رسول اللہ ﷺ لجابر الا ابشرک قال بلی "شعرت أن اللہ أحیا أباک فاقعدہ بین یدیہ فقال تمنی علی ما شئت أعطیک قال: یا رب ما عبدتک حق عبادتک أتمنی أن تردنی إلی الدنیا فأقتل مع نبیک مرۃ أخری قال: سبق منی إنک إلیھا لا ترجع".

کیا میں تمہیں خوشخبری نہ سناؤں عرض کیا کیوں نہیں فرمایا مجھے دکھایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ابا کو زندہ کیا اوران کو اپنے سامنے بٹھایا پھر فرمایا جو چاہو مجھ سے تمنا کرو میں تمہیں دوں گا فرمایا اے رب! میں نے ایسی عبادت نہیں کی جیسا کہ آپ کی عبادت کا حق ہے اور میں تمنا کرتا ہوں کہ آپ مجھے دنیا کی طرف لوٹا دیں تو میں آپ کے نبی کے ساتھ پھر شہید ہو جاؤں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ فیصلہ اس سے پہلے ہو چکا ہے کہ تم دنیا کی طرف واپس نہیں جاؤ گے۔

﴿الَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ..﴾	(آیۃ:۱۷۲)

ترجمہ: جن لوگوں نے اللہ کا اور رسول کا حکم مانا اس کے بعد کہ ان کو زخم پہنچ چکے تھے، جو ان میں نیک اور پرہیز گار ہیں ان کیلئے بڑا ثواب ہے۔

---

(۲۳۸) أخرجه الطبری فی تفسیره بإسناد صحیح عند أحمد شاكر (۳۸۹/۷)، والبغوی فی تفسیره (۳۷۰/۱)، والخازن فی تفسیره (۴۴۶/۱)، وابن كثیر فی التفسیر بأكثر من روایة (۴۲۷/۱)، والسیوطی فی الدرالمنثور (۹۵/۲)۔

وأخرجه الحاكم فی المستدرك كتاب معرفة الصحابة (۲۰۳/۲)، میزان الاعتدال (۳۶۶/۴)، ولسان المیزان (۴۵۴/۴)، وأخرجه الحمیدی فی مسنده (۵۳۲/۲) وسعید بن منصور فی سننه (۲۲۹/۲)، وأخرجه الإمام أحمد فی مسنده عن جابر بن عبداللہ (۳۶۱/۳) وابن أبی عاصم فی السنة (۲۶۹/۲)، والترمذی فی السنن كتاب التفسیر (۲۳۰/۵)، وقال حدیث حسن غریب، وابن ماجه فی مقدمة السنن /باب فیما أنكرت الجهمیة (۸۲/۱)، وذكره البغوی فی مصابیح السنة فی قسم الأحادیث الحسان (۲۲۳/۴)، والهیثمی فی مجمع الزوائد وعزاه للطبرانی وفی سنده من لا یحتج به (۳۱۷/۹)، والبیهقی فی الدلائل (۳۹۸/۳)۔

حضورؐ کی حفاظت کیلئے ابوبکرؓ وزبیرؓ کا نکلنا

(روایت نمبر:۲۳۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ﴿اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِمَآ اَصَابَھُمُ الْقَرْحُ..﴾ کے متعلق حضرت عروہ سے فرمایا:

يا ابن أختي كان أبواك منهم الزبير وأبوبكر لما أصاب نبي الله ما أصابه يوم أحد انصرف عنه المشكون خاف أن يرجعوا فقال من يرجع في إثرهم فانتدب منهم سبعون فيهم أبوبكر والزبير فخرجوا في أثار القوم فسمعوا بهم فانصرفوا بنعمة من الله وفضل وقال: لم يلقوا عذواً.

(ترجمہ) اے میرے بھانجے! تمہارے باپ حضرت زبیر اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ واقعہ ہوا کہ نبی کریم کو جب جنگ احد میں جو تکلیف پہنچی اور اس کے بعد مشرکین حضور ﷺ کو چھوڑ کر واپس ہوئے تو حضور پاک کو یہ خوف ہوا کہ وہ واپس نہ لوٹ آئیں تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کون ہے جو ان کا پیچھا کرے گا تو حضرات صحابہ کرامؓ میں سے ستر حضرات ان کے پیچھے نکلے جن میں حضرت ابوبکر اور حضرت زبیر بھی تھے تو یہ دشمنوں کے پیچھے نکل کھڑے ہوئے جب دشمنوں نے ان کو آتا ہوا دیکھا تو بھاگ گئے تو یہ اللہ کی نعمت اور فضل کے ساتھ واپس لوٹے اور دشمنوں سے کوئی مڈبھیڑ نہ ہوئی۔

حضرت ابوبکرؓ وحضرت زبیرؓ کی شان

(روایت نمبر:۲۴۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ

---

(٢٣٩) أخرجه الطبرى فى تفسيره (٧/٤٠٢)، والبغوى (١/ ٣٧٣)، والخازن (٤٥١/٢)، وابن كثير فى تفسيره (١/ ٤٢٩)، والسيوطى فى تفسيره (٢/ ٢)۔ وأخرجه البخارى فى صحيحه كتاب المغازى انظره مع الفتح (٣٧٢/٧)، ومسلم فى فضائل الصحابة (١٨٨٠/٤)۔

وأخرجه الحاكم فى المستدرك فى موضعين ووافقه الذهبى (٢٩٨/٢، ٢٩/٣)، والبيهقى فى السنن (٦/ ٣٦٨)، وفى دلائل النبوة (٣/ ٣١٢)، ومسند عائشة لابن أبى داود ص ٥٥، وابن سعد فى الطبقات (١٠٤/٣)، والبداية والنهاية (٥٧/٤)، ومصنف ابن أبى شيبة (٩٤/١٢)۔

(٢٤٠) لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر غير ابن كثير فى تفسيره (٤٢٩/١)، هكذا مرفوعاً إلى النبى ﷺ والصواب وقفه على عائشة فالحديث منكر لمخالفته رواية=

ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إنْ كان أبواك لمن الذين استجابوا الله والرسول من بعد ما أصابهم القرح أبو بكر والزبير"(١).

(ترجمہ) تمہارے وہ باپ جنہوں نے اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کی اس کے بعد کہ (صحابہ کو جنگ احد میں) زخم پہنچ چکے تھے وہ ابوبکرؓ وزبیرؓ ہیں۔

﴿اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾	(آیۃ: ۱۷۳)

ترجمہ: جن سے لوگوں نے کہا کہ مکہ والوں نے تمہارے مقابلہ کیلئے سامان جمع کرلیا ہے تم ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور بڑھا اور کہا ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ کیا ہی خوب کارساز ہے۔

غم کے وقت حضورؐ کا عمل

(روایت نمبر:۲۴۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

كان إذا اشتد غمه مسح بيده على رأسه ولحيته ثم تنفس الصعداء وقال: حسبي الله ونعم الوكيل.

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ کو جب سخت غم پہنچتا تو آپ اپنا ہاتھ سر اور داڑھی پر پھیرتے اور لمبا سانس لے کر فرماتے "**حسبی اللہ ونعم الوکیل**" مجھے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

= الثقات في الأثر الذى قبله حيث هو موقوف۔ وخطأ من حيث المعنى فإن الزبير بن العوام ليس من آباء عائشة۔ والله اعلم۔

(٢٤١) أخرجه السيوطي في تفسيره (١٠٣/١)، ولم أجد من ذكره من المفسرين غيره، كما لم أجده في كتب السنة بهذا اللفظ، وهو مجموع حديثين فقد ورد رفع اليدين عند الدعاء في عدة أحاديث منها حديث عمر بن الخطاب عند الترمذى (كان الرسول ﷺ إذا رفع يديه في الدعاء لم يحطهما حتى يمسح بهما وجهه) (٤٦٣/٥)، وأخرج ابن أبى شيبة جزءاً منه أيضاً (٥٢٢/١١)۔ وهذا الجزء في صحيح البخارى عن ابن عباس انظره مع الفتح (٢٢٩/٨)۔

﴿الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ وَ یَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ہٰذَا بَاطِلًا﴾	(آیۃ:۱۹۱)

ترجمہ: وہ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے ہوئے اور غور کرتے ہیں آسمان اور زمین کی پیدائش میں، (اور کہتے ہیں) اے ہمارے رب تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا تو عیبوں سے پاک ہے پس ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالیجئے۔

حضورؐ کی کثرت عبادت

(روایت نمبر:۲۴۲) حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا کہ

قلت لعائشة أخبريني بأعجب ما رأيت من رسول الله ﷺ قالت: وأي شأن لم يكن عجباً أتاني فدخل معي في لحافي ثم قال ذريني أتعبد لربي فقال فتوضا ثم قام يصلي فبكى حتى سالت دموعه على صدره، ثم ركع فبكى، ثم سجد فبكى، ثم رفع رأسه فبكى، فلم يزل كذلك، حتى جاء بلال فأذنه بالصلاة فقلت يا رسول الله ما يبكيك، وقد غفر لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر، فقال: "أفلا أكون عبداً شكوراً؟ ولم لا أفعل وقد أنزل الله علي هذه الليلة: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَأَيَاتٍ لِّأُوْلِي الْأَلْبَابِ - إلى قوله - .. فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ ثم قال: ويل لمن قرأها ولم يتفكر فيها".

(ترجمہ) کہ مجھے سب سے عجیب بات کے متعلق خبر دیں جو رسول اللہ ﷺ سے آپ نے دیکھی ہو تو انہوں نے فرمایا کونسی بات حضور ﷺ کی عجیب نہ تھی آپ میرے پاس تشریف لے آئے اور میرے ساتھ میرے لحاف میں سو گئے پھر فرمایا مجھے چھوڑ دو میں اپنے رب کی عبادت کرنا چاہتا ہوں پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور وضو کیا پھر نماز شروع کی پھر روتے رہے حتیٰ کہ آپ کے آنسو آپ کے سینے پر بہہ گئے

(۲۴۲) أخرجه الخازن في تفسيره (۳۱۵/۱)، والسيوطى فى الدرالمنثور (۱۱۱/۲)۔ وأخرجه ابن حبان مختصراً عن المغيرة بن شعبة (۲٦٥/۱)، وأخرجه الهيثمى فى زوائده عن عائشة بهذا اللفظ (ص۱۳۹)، والحديث أخرجه البخارى فى صحيحه، انظره مع الفتح (۵۸٤/۸)، ومسلم فى صحيحه باب إكثار الأعمال والاجتهاد فى العبادة (۲۱۷۱/٤)۔

پھر آپؐ نے رکوع کیا پھر روئے پھر سجدہ کیا پھر روئے پھر اپنا سر اٹھایا پھر روئے آپؐ اسی حالت میں رہے حتیٰ کہ حضرت بلال آئے انہوں نے نماز کی اذان کہی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیوں روتے ہیں؟ جب کہ آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں آپؐ نے ارشاد فرمایا کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں اور میں ایسا کیوں نہ کروں جب کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اس رات میں یہ آیت نازل فرمائی ہے۔

﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ...... سے لے کر ...... فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تک﴾

پھر فرمایا ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو اس آیت کو پڑھتا ہے اور اس میں غور فکر نہیں کرتا۔

''حسبی اللہ'' مؤمنین کا کلمہ ہے

(روایت نمبر:۲۴۳) حضرت زینب اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آپس میں باہمی فخر کیا تو حضرت زینب نے عرض کیا:

زوجني الله وزوجكن أهاليكن وقالت عائشة: نزلت برائتي من السماء في القرآن فسلمت لها زينب، ثم قالت كيف قلت حين ركبت راحلة صفوان بن المعطل قالت: قلت حسبي الله ونعم الوكيل، قالت زينب: قلت كلمة المؤمنين.

(ترجمہ) میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ اور تمہارا نکاح تمہارے گھر کے لوگوں نے کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری برأت آسمان سے قرآن میں اتاری جس کو حضرت زینبؓ نے تسلیم کیا پھر فرمایا آپ نے اس وقت کیا کہا تھا جب آپ صفوان بن معطل کے کجاوے میں سوار ہوئی تھیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے کہا تھا حسبي الله ونعم الوكيل (میرے لئے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے)۔ تو زینبؓ نے فرمایا کہ آپؓ نے مؤمنین کا کلمہ کہا۔

(فائدہ) یہ حضرت زینبؓ اور حضرت عائشہؓ حضور کی ازواج مطہرات ہیں۔

---

(٢٤٣)انظر تفسيره (٤٣١/١)، وأصله ثابت في صحيح البخاري انظره مع الفتح (٤٠٣/١٣)۔

سورة النساء

سورۃ بقرہ اور نساء کے نزول کے وقت حضرت عائشہؓ پاس تھیں

(روایت نمبر ۲۴۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ: مانزلت سورة البقرة والنساء إلا وأنا عنده جب بھی سورۃ بقرہ اور سورۃ النساء نازل ہوئی تو میں حضور ﷺ کے پاس تھی۔

سات سورتیں سیکھ لینے والا عالم ہے

(روایت نمبر: ۲۴۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ؐ نے ارشاد فرمایا:

---

(٢٤٤) أخرجه السيوطي في الدر المنثور (٢/١١٦)، والشوكاني في فتح القدير (١/٣٨١)۔

وأخرجه البخاري في صحيحه في موضعين: في كتاب فضائل القرآن /باب تأليف القرآن، وفي كتاب التفسير، انظره مع الفتح (٩/٣٨، ٨٠/٦١٩)۔ والنسائي في فضائل القرآن ص٥٦، وابن كثير في فضائل القرآن أيضاً ص ٨١۔ وذكره الإمام الزهري في كتابه: تنزيل القرآن بمكة والمدينة ص ٤١۔

(٢٤٥) أخرجه ابن كثير في تفسيره (١/٣٥٠)، والسيوطي في الدرالمنثور (٢/١١٦)، والشوكاني في فتح القدير (١/١٧)وأخرجه الحاكم فيالمستدرك وقال: هو على شرط الشيخين ولم يخرجاه ووافقه الذهبي في التلخيص (١/٥٦٤)، والخطيب البغدادي في التاريخ: (١٠/١٠٨)، والإمام أحمد في المسند (٦/٧٢،٨٢)، وابن نصر المروزي في قيام الليل، انظر المختصر ص(١٢٠)، والبيهقي في شعب الإيمان (٥/٣٥٣)، والطحاوي في مشكل الآثار (٢/١٥٤)، والسيوطي في الجامع الصغير، ورمز له بالصحة، انظر فيض القدير (٦/٤١)، والمراد بالسبع الأول: (سورة البقرة وآل عمران والنسائي والمائدة والأنعام والأعراف والأنفال) ومعنى أخذها: حفظها والعمل بها۔

"من أخذ السبع فهو حبر".
جس شخص نے سات سورتیں سیکھ لیں تو وہ عالم ہے۔

(فائدہ) ان سات سورتوں سے مراد سورۃ بقرہ، سورۃ آل عمران ،سورۃ النساء، سورۃ مائدہ، سورۃ انعام، سورۃ اعراف، سورۃ انفال ہیں۔ سات سورتیں سیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کو یاد کیا اور ان پر عمل کیا۔

﴿وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾	(آیۃ:۱)

ترجمہ: اے لوگو اپنے رب سے ڈرتے رہو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کا تم آپس میں واسطہ دیتے ہو اور رشتہ داروں کے بارے میں خبردار رہو بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

صلہ رحمی کا فائدہ

(روایت نمبر:۲۴۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"الرحم معلقة بالعرش تقول من وصلني وصله الله ومن قطعني قطعه الله".
رحم عرش میں لٹکا ہوا ہے کہتا ہے جس نے مجھے جوڑا اللہ بھی اسے جوڑے۔ اور جس نے مجھے توڑا اللہ بھی اسے توڑ دے۔

(٢٤٦) أخرجه ابن جرير في تفسيره عن أبي هريرة عند قوله تعالى: ﴿فهل عسيتم إن توليتم أن تفسدوا في الأرض وتقطعوا أرحامكم﴾ (٥٦/٢٦)، والخازن في تفسيره عن عائشة (٤٧٣/٢)، وانظره أيضاً في تفسيره سورة الرعد فقد ذكره عن عائشة (١٧/٤)، في تفسير آية (٢٥)۔

وأخرجه مسلم في صحيحه في البر والصلة باب صلة الرحم وتحريم قطعها بلفظ "الرحم شجنة من الرحمن" (١٩٨١/٤)، وأخرجه البخاري في صحيحه انظره مع الفتح (٤١٧/١)، والبغوي في شرح السنة (٢٤/١٣)، وابن حبان في صحيحه (٣٣٥،٣٣٤/١)، وابن أبي شيبة في مصنفه (٥٣٦/٨) والامام احمد في مسنده (٦٢/٦) وابو يعلى الموصلي في مسنده (٤٢٣/٨، ٧٣/٨)، والديلمي في مسند الفردوس (٥٨/٥)۔

﴿وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ذٰلِکَ اَدْنٰی اَلَّا تَعُوْلُوْا﴾	(آیۃ:۳)

ترجمہ: اوراگرڈروکہ یتیم لڑکیوں کےحق میں انصاف نہ کرسکوگےتو نکاح کرلوجواورعورتیں تمہیں پسند آئیں دودوتین تین چارچارپھراگرڈروکہ ان میں انصاف نہ کرسکوگےتوایک ہی نکاح کرویالونڈی سےجواپنامال ہےاس میں امیدہےکہ ایک طرف نہ جھکوگے۔

یتیم عورتوں کالحاظ رکھیں

(روایت نمبر:۲۴۷) حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد باری تعالیٰ وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

يا ابن أختي هذه اليتيمة تكون في حجر وليها تشركه في مالها ويعجبه مالها وجمالها فيريد وليها أن يتزوجها بغير أن يقسط في صداقها فيعطيها مثل ما يعطيها غيره فنهوا عن أن ينكحوهن إلا أن يقسطوا لهن ويبلغوا بهن أعلى سننهن في الصداق وأمروا أن ينكحوا ما طاب لهم من النساء سواهن وإن الناس استفتوا رسول الله ﷺ بعد هذه الآية فأنزل الله تعالىٰ: ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَکَ فِی النِّسَآءِ﴾. قالت عائشة وقول الله في الآية الأخرى ﴿وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ رغبة أحدكم عن يتيمته حين تكون قليلة المال والجمال فنهوا أن ينكحوا من رغبوا في ماله وجماله من باقي النساء إلا بالقسط

---

(۲۴۷) أخرجه ابن جرير في التفسير (۵۳۱/۷)، والبغوى فى تفسيره (۳۹۰/۱)، وابن الجوزى فى زاد المسير (۶/۲)، والخازن فى تفسيره (۴۷۴/۱)، وابن كثير فى التفسير (۴۴۹/۸)، والسيوطى فى الدرالمنثور (۱۱۸/۲)، والشوكانى فى فتح القدير (۳۸۸/۱)۔

وأخرجه البخارى فى الصحيح/كتاب التفسير انظره مع الفتح (۲۳۸/۸)، ومسلم فى صحيحه كتاب التفسير (۲۳۱۳/۴)، رقم الحديث (۳۰۱۸)، وأبو داود فى سننه/كتاب النكاح۔ انظرها مع عون المعبود (۱۷۴/۶)، والنسائى فى سننه/كتاب النكاح (۱۱۵/۶)، والبيهقى فى السنن (۱۵۰/۷)۔

من أجل رغبتهم عنهن إذا كن قليلات المال والجمال.

(ترجمہ) اے بھانجے! یہ یتیم لڑکی کے متعلق ہے جو اپنے ولی کی گود میں ہوتی تھی یہ اس کے مال میں شریک ہوتا اور اس کے مال و جمال کو پسند کرتا پھر اس کا ولی اس سے شادی کرنا چاہتا تو اس کے حق مہر میں انصاف نہ کرتا اس کو معمولی سادے دیتا جیسا کہ کوئی اور آدمی اس کو دیتا تو اس سے ان کو منع کیا گیا کہ ایسی عورتوں سے نکاح کریں الا یہ کہ ان کے ساتھ انصاف کریں اور ان کو اپنے طریقے کے مطابق اعلیٰ درجہ کا حق مہر دیں اور ان کو حکم دیا گیا کہ ان عورتوں کے علاوہ جو عورتیں پسند آئیں ان سے نکاح کرلیں پھر لوگوں نے اس آیت کے اترنے کے بعد رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری (ویستفتونک فی النساء) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت (وترغبون ان تنکحوھن) میں فرمایا کہ تم میں سے کسی ایک کی یتیم لڑکی کے متعلق رغبت نہیں ہوتی جب اس کا مال اور جمال کم ہوتو اس وجہ سے لوگوں کو منع کیا گیا کہ باقی عورتوں کے مال اور جمال میں رغبت کریں الا یہ کہ انصاف کے ساتھ ان سے اعراض ہو جب وہ کم مال و کم جمال والی ہوں۔

(فائدہ) یہاں ولی سے مراد لڑکی کے وہ قریبی رشتہ دار ہیں جو لڑکی کی ولایت نکاح کا حق رکھتے ہیں اور ان کے ساتھ ان کا نکاح بھی درست ہوسکتا ہے۔

یتیم بچیوں کے مال کی حفاظت

(روایت نمبر:۲۴۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أن رجلاً كانت له يتيمة فنكحها وكان لها عذق فكان يمسكها عليه ولم يكن لها من نفسه شيء فنزلت فيه: ﴿ وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی ﴾ أحسبه قال كانت شريكته في ذلك العذق وفي ماله.

(ترجمہ) ایک شخص کے پاس ایک یتیم لڑکی تھی جس سے اس نے نکاح کیا اس لڑکی کی ملکیت میں ایک کھجور تھی یہ شخص اس کھجور کی اس کے لئے حفاظت کرتا تھا اس کے علاوہ اس یتیم لڑکی کی ملکیت میں کوئی چیز نہیں تھی۔ اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی. میرا خیال یہ ہے کہ یہ لڑکی

---

(۲۴۸) أخرجه ابن كثير في التفسير (۱/۴۴۹)، والسيوطي في الدرالمنثور (۲/۱۱۸)، والشوكاني في فتح القدير (۱/۳۳۸)۔

وأخرجه البخاري في صحيحه/كتاب التفسير انظره مع الفتح (۸/۲۳۸)، ومسند عائشة ص۵۳،۸۷۔ لابن أبي داود السجستاني۔ وانظر تخريج الحديث السابق۔

اس مرد کی اس کھجور کے مال میں اور اس کے تنے میں شریک تھی۔

یتیم بچیوں سے مال کی وجہ سے نکاح نہ کرو

(روایت نمبر:۲۴۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

نزلت هذه الآية في اليتيمة تكون عند الرجل وهي ذات مال فلعله ينكحها لمالها وهي لا تعجبه ثم يضربها ويسيء صحبتها فوعظ في ذلك.

(ترجمہ) یہ آیت ایک یتیم لڑکی کے متعلق نازل ہوئی جو ایک مرد کے پاس تھی اور یہ مال دار تھی شاید کہ مرد نے بھی اسی عورت کے مال کے ہونے کی وجہ سے اس سے نکاح کرلیا تھا لیکن یہ اس کو پسند نہیں تھی پھر یہ اس کو مارتا تھا اور برے طریقے کے ساتھ پیش آتا تھا اس آیت میں اس کے متعلق نصیحت کی گئی۔

حلال عورتوں سے نکاح کرو

(روایت نمبر:۲۵۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

﴿مَاطَابَ لَكُم﴾ ما أحللت لكم.

(ترجمہ) ماطاب لکم کا معنی ہے وہ عورتیں جو تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں۔

ظلم مت کرو

(روایت نمبر:۲۵۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی اکرمؐ سے روایت کرتی ہیں کہ: آپؐ نے فرمایا:

---

(٢٤٩)أخرجه ابن جرير في التفسير (٧/٥٣٩)، والبغوى (١/٣٩١)، وابن الجوزى فى زاد المسير (٢/٦)، والخازن (١/٤٧٤)،وابن كثير فى تفسيره (١٥/٤٥٠)،والسيوطى فى الدرالمنثور(٢/١١٨)، والواحدى فى أسباب النزول ص ٩٥،١٢٣۔ كما أخرجه ابن أبى داود فى مسند عائشة ص ٨٧،وانظر الحديث الذى قبله۔

(٢٥٠)أخرجه ابن جرير فى التفسير عن سعيد بن جبير (٧/٥٤٢)، والسيوطى فى الدرالمنثور (٢/١١٩)، والشوكانى فى فتح القدير (١/٣٨٩)۔

وانظر مصنف ابن أبى شيبة (٤/٣٥٩)، ولم أطلع عليه لابن المنذر۔

(٢٥١)أخرجه ابن كثير فى التفسير (١/٤٥١)، والسيوطى فى الدرالمنثور (٢/١١٩)، والشوكانى فى فتح القدير (١/٣٨٩)، وأخرجه الهيثمى فى موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان ص ٤٢٨، وأخرجه ابن حبان فى صحيحه (٦/١٣٤)۔ ولم أجده لابن المنذر ولا لابن أبى حاتم۔

﴿أذنى ألَّا تَعُولُوا﴾ قال: ألا تجوروا ' قال ابن أبي حاتم قال أبي هذا الحديثا خطأ والصحيح: عن عائشة موقوف.

(ترجمہ) (ادنی الا تعولوا) الا تعولوا کا معنی الا تجوروا ہے یعنی ظلم نہ کرو۔

ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ میرے والد نے فرمایا کہ اس حدیث میں غلطی واقع ہوئی ہے صحیح یہ ہے کہ یہ حضور علیہ کا قول نہیں بلکہ حضرت عائشہؓ کا قول ہے۔

(آیۃ:۴)	﴿وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً..﴾

ترجمہ: اور عورتوں کو ان کے حق مہر خوشی سے دیدو پھر اگر وہ اسی میں سے کچھ تمہیں دل کی خوشی سے چھوڑ دیں تو اس کو مزے دار خوشگوار سمجھ کر کھاؤ۔

(روایت نمبر:۲۵۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

واجبة.

(ترجمہ) نحلة کا معنی واجبہ ہے۔

حق المہر اور مزدور کی مزدوری

(روایت نمبر:۲۵۳) حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ:

ليس شيء أشد من مهر امرأة أو أجر أجير.

(ترجمہ) عورت کے مہر سے اور مزدور کی اجرت سے مشکل کوئی چیز نہیں ہے۔

---

(۲۵۲) أخرجه ابن جرير في التفسير (۵۵۲/۷)، والبغوى فى تفسيره (۳۹۲/۱)، والخازن فى تفسيره (۴۷۷/۱)، كلهم عن غير عائشة۔ وابن كثير فى تفسيره (۴۵۱/۱)، والسيوطى فى الدرالمنثور (۱۲۰/۲)، والشوكانى فى التفسير (۳۹۰/۱)، وهؤلاء الثلاثة كلهم عن عائشة۔ وعند ابن كثير (فريضة) بدل واجبة۔

ولم أطلع عليه بهذا اللفظ فى شىء من كتب السنة بعد طول بحث۔ وأخرجه ابن أبى شيبة بمعناه فى المصنف (۱۸۳/۱۴)، ومثله البيهقى فى السنن (۲۳۹/۷)۔

(۲۵۳) لم أجد من أخرجه من المفسرين بالأثر غير السيوطى فى الدرالمنثور (۱۲۰/۲)، وأخرجه ابن أبى شيبة فى مصنفه انظر (۳۶۰/۴)، والمعنى ليس شىء بأشد حرمة وأعظم إثماً أخذ مهر المرأة أو أجرة الأجير بغير حق ۔

﴿وَ مَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ﴾	(آیۃ:٦)

ترجمہ: اور یتیموں کو سدھاتے رہو حتی کہ جب نکاح کی عمر کو پہنچیں تو اگر ان میں ہوشیاری دیکھو تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو اور ان کو اڑا کر اور گھبرا کر کھا نہ جاؤ کہ یہ بڑے نہ ہو جائیں اور جس کو حاجت نہ ہو تو وہ یتیم کے مال سے بچتا رہے اور جو کوئی محتاج ہو تو وہ دستور کے مطابق کھائے پھر جب ان کو ان کے مال حوالہ کر دو تو اس پر گواہ بنالو اور اللہ حساب لینے کیلئے کافی ہے۔

یہ آیت والیِ یتیم کے متعلق نازل ہوئی

(روایت نمبر:۲۵۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

أنزلت هذه الآية في والي اليتيم: ﴿ وَ مَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَ مَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ بقدر قيامه عليه.

(ترجمہ) یہ آیت یتیم کے والی کے متعلق نازل ہوئی تھی۔﴿وَ مَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَ مَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ﴾ (ترجمہ) یعنی اس کے خیال اور خدمت کے بقدر (متولی) اس کے مال سے لے سکتا ہے۔

﴿وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى﴾	(آیۃ:٨)

ترجمہ: اور جب حاضر ہوں تقسیم کے وقت رشتہ دار اور یتیم اور محتاج تو ان کو اس سے کچھ کھلا دو اور ان کو معقول بات کہو۔

---

(٢٥٤) أخرجه ابن جرير في التفسير (٧/٥٩٣)، والبغوي عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده (١/٣٩٥)، ومثله الخازن في تفسيره (١/٤٨١)، وابن كثير من طريقين عن عائشة (١/٤٥٣)، والسيوطي في الدرالمنثور (٢/١٢١) عنها۔

وأخرجه البخاري في صحيحه في كتاب البيوع، انظره مع الفتح (٤/٤٠٦)، وفي كتاب التفسير انظره مع الفتح (٨/٢٤١)، ومسلم في صحيحه في كتاب التفسير من طريقين (٤/٢٣١٥-٢٣١٦)، والبيهقي في السنن من طريقين أيضاً (٦/٤)، وأبو بكر عبدالله بن أبي داود في مسند عائشة ص(٦٨)، ولم أجده في المنتخب لعبد بن حميد ولم أجد من عزاه لابن المنذر غير السيوطي۔

تقسیم میراث کے وقت کھانا کھلانا

(روایت نمبر ۲۵۵) حضرت عمرہ جو عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن بن أبی بکر کی بیٹی ہیں ان سے روایت ہے کہ

حين قسم ميراث أبيه أمر بشاة فاشتريت من المال وبطعام فصنع فذكرت ذلك لعائشة فقالت: عمل بالكتاب هي لم تنسخ).

(ترجمہ) جب ان کے باپ کی میراث تقسیم کی گئی تو ایک بکری کا حکم دیا گیا اس کو قیمت کے ساتھ خریدا اور کھانا بنانے کا بھی حکم دیا گیا پھر میں نے اس بات کا ذکر حضرت عائشہؓ کے سامنے کیا تو انہوں نے فرمایا یہ طریقہ قرآن پر عمل کے مطابق ہے یہ منسوخ نہیں ہوا۔

(روایت نمبر:۲۵۶) حضرت ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ:

أن أسماء بنت عبدالرحمن بن أبي بكر الصديق والقاسم بن محمد بن أبي بكر أخبره أن عبدالله بن عبد الرحمن بن أبي بكر قسم ميراث أبيه عبدالرحمن و عائشة حية قالا فلم يدع في الدار مسكيناً ولا ذا قرابة إلا أعطاه من ميراث أبيه وتلا: ﴿وَ إِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبٰى﴾ الآية. قال القاسم فذكرت ذلك لابن عباس فقال ما أصاب ليس ذلك له وإنما ذلك للوصية وإنما هذه الآية في الوصية يريد الميت أن يوصي لهم.

(ترجمہ) حضرت اسماء بنت عبدالرحمٰن بن أبی بکر صدیق اور حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کو خبر دی کہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی طرف سے میراث تقسیم ہوئی جبکہ حضرت

---

(۲۵۵)أخرجه ابن جرير في التفسير مختصراً (۸/ ۱۰)،وابن الجوزی فی تفسیره عن عبيدة وقال فی آخره: "لو لا هذه الآية لأجبت أن يكون من مالى "۔ ومثله فعل محمد بن سيرين فی أيتام يليهم (۲/ ۱۹)۔

وابن كثير عن عائشة مختصراً (۱ /۴۵۵)، والسيوطى فى الدرالمنثور (۲ /۱۲۳)، والشوكانى فى تفسيره (۱/۳۹۵)۔

وأخرجه البخارى فی صحيحه عن ابن عباس فی موضعين فی الوصايا۔ انظره مع الفتح (۵/۳۸۸)، وفى التفسير (۸/ ۳۴٤)، وابن أبى شيبة فى المصنف بعدة روايات عن غير عائشة (۱۱/ ۱۹۳،۱۹۶)، والبيهقى فى السنن (۶/ ۲۶۷)۔

(۲۵۶)أخرجه ابن جرير فی تفسيره عن عائشة۸ / ۱۰)، وابن كثير فی تفسيره (۱/۴۵۵)،والسيوطى فی الدرالمنثور (۲ /۱۲۳)واخرجه البيهقى فى السنن بهذا اللفظ (۶/۲۶۷) وانظر التخريج الذى قبله۔

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس وقت حیات تھیں یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ کسی مسکین کا گھر اور کسی رشتہ دار کا گھر نہیں چھوڑا گیا جن کو ان کے والد کی میراث سے کچھ نہ دیا ہو اور پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی ﴿وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبٰى﴾ (الآیۃ) حضرت قاسم فرماتے ہیں کہ میں نے اس کا ذکر عبداللہ بن عباسؓ کے سامنے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ان لوگوں نے درست نہیں کیا حکم یہ نہیں ہے بلکہ یہ حکم وصیت کے متعلق ہے۔ اور یہ آیت اس وصیت کے متعلق ہے جو کوئی میت کرنا چاہتی ہے کہ لوگوں کے لئے وصیت کرے۔ تو ایسی میت کو چاہئے کہ وہ حاضرین کو جو اس وقت موجود ہیں ان کے لئے وصیت کر جائے۔

﴿وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ﴾	(آیۃ:۲۳)

ترجمہ: حرام کردی گئی ہیں تم پر تمہاری مائیں، اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھائی کی بیٹیاں اور بہن کی بیٹیاں اور جن ماؤں نے تمہیں دودھ پلایا اور دودھ شریک بہنیں اور تمہاری عورتوں کی مائیں اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں جن کو تمہاری ان عورتوں نے جنا ہے جن سے تم نے صحبت کی ہے اور اگر تم نے ان سے صحبت نہیں کی تو تم پر (ان سے نکاح میں) کوئی گناہ نہیں اور تمہارے بیٹوں کی بیویاں جو تمہارے حقیقی بیٹے ہیں اور یہ (بھی حرام ہے) کہ تم دو بہنیں (اپنے نکاح میں) اکٹھی کرو مگر جو پہلے ہو چکا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

رضاعت کا حکم

(روایت نمبر: ۲۵۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

---

(۲۵۷) أخرجه البغوی فی تفسیره (۱/ ۴۱۱)، والخازن (۱/ ۵۰۲)، وابن کثیر فی التفسیر (۴۶۹/۱)، والسیوطی فی الدرالمنثور (۱۳۵/۲)۔

وأخرجه مالك فی الموطا (۱/ ۶۰۱، ۶۰۷)، وعبدالرزاق فی المصنف /کتاب الطلاق (۴۷۶/۷)، وابن أبی شیبة فی مصنفه/ کتاب النکاح (۲۸۸/۴، ۲۸۹)۔

وأخرجه البخاری فی کتاب الشهادات فی صحیحه ومسلم فی کتاب الرضاع۔ انظر: اللؤلؤ والمرجان ص ۳۳۹۔ وانظر مسند أحمد (۶/ ۴۴، ۶۶، ۱۷۸)، والنسائی فی السنن (۹۹/۶)، وأبو داود فی السنن/ کتاب النکاح، انظر عون المعبود (۵۳/۶)، والترمذی فی السنن/ کتاب الرضاع (۱۰/ ۴۵۳)، والدارمی فی سننه (۱۹۶/۲)، والبیهقی فی سننه (۱۵۷/۷)، والدارقطنی (۱۷۱/۴)۔

أن رسول الله ﷺ قال: "الرضاعة تحرم ما تحرم الولادة".
(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
الرضاعة تحرم ما تحرم الولادة.
دودھ پلانا ان رشتوں کو حرام کرتا ہے جن رشتوں کو ولادت حرام کرتی ہے۔
(روایت نمبر ۲۶۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:
كان مما أنزل من القرآن ثم سقط: لا يحرم إلا عشر رضعات أو خمس معلومات.
(ترجمہ) قرآن شریف میں جو تھا کہ دودھ پلانا حرام نہیں کرتا مگر دس گھونٹ یا پانچ گھونٹ اس کے بعد یہ حکم ختم ہو گیا۔
(روایت نمبر:۲۶۲) حضرت ابن زبیر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دودھ کے متعلق یہ اثر روایت کرتے ہیں کہ:
لا يحرم منها دون سبع رضعات قال: الله خير من عائشة إنما قال الله تعالى: ﴿وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ﴾ دون سبع رضعات ' ثم صار ذلك إلى خمس قال لقد كان ذلك فحدث بعد ذلك أمر. جاء التحريم المرة الواحدة تُحرم.
(ترجمہ) "دودھ پلانا سات گھونٹ سے کم کا عورت کو حرام نہیں کرتا" یہ بات حضرت عائشہؓ سے نقل کرنے کے بعد حضرت ابن زبیرؓ نے فرمایا کہ اللہ بہتر حکم بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وأخواتكم من الرضاعة یہ حکم سات گھونٹ سے کم پر بھی لگ سکتا ہے پھر یہ حکم پانچ گھونٹ پر رہا، فرمایا کہ یہ حکم ایسے ہی رہا اس کے بعد دوسرا حکم نازل ہوا اور وہ یہ تھا ایک مرتبہ بھی اگر دودھ پی لیا تو وہ عورت اس پر حرام ہو جائے گی۔

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ﴾	(آیۃ:۳۴)

ترجمہ: مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس لئے کہ اللہ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس لئے کہ

(۲٦٠)أخرجه البغوي في تفسيره (١/ ٤١١)، والخازن (١/ ٥٠٣)، وابن كثير في التفسير (١/ ٤٦٩)، والسيوطي في الدرالمنثور (٢/ ١٣٥)، وفضائل القرآن۔ لابن ضريس ص ١٤٩، وسنن الدارقطني (٤/ ١٨١)، وانظر تخريج الحديث السابق۔
(٢٦٢)أخرجه السيوطي في تفسيره (٢/ ١٣٥)۔
أخرجه عبدالرزاق في مصنفه (٧/ ٤٦٦، ٤٦٨)، والدارقطني في سننه (٤/ ١٨٣)، بلفظ: قول الله خير من قول عائشة وإنما قال الله: ﴿أخواتكم من الرضاعة﴾ ولم يقل رضعة أو رضعتين۔

انہوں نے اپنے اموال خرچ کئے پس جو عورتیں نیک ہیں وہ تابعدار ہیں (اپنی) نگہبانی کرتی ہیں (خاوند کی) پشت پیچھے اللہ کی حفاظت سے، اور جن عورتوں کی بدخوئی کا ڈر ہو تو ان کو سمجھاؤ اور جدا کر دو سونے میں اور ان کو مارو پھر اگر وہ تمہاری فرمانبردار ہو جائیں تو ان پر الزام کی راہ تلاش نہ کرو بے شک اللہ سب سے اوپر بڑا ہے۔

مرد پر سب سے بڑا حق ماں کا ہے

(روایت نمبر:۲۶۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

سألت رسول الله ﷺ أي الناس أعظم حقاً على المرأة؟ قال : زوجها؟ قلت: فأي الناس أعظم حقاً على الرجل؟ قال: أمه.

(ترجمہ) میں نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ عورت پر مردوں میں سے کس کا حق بڑا ہے تو آپؐ نے فرمایا اس کے خاوند کا میں نے پوچھا کہ مرد پر لوگوں میں سب سے بڑا حق کس کا ہے آپؐ نے فرمایا اس کی ماں کا۔

مرد عورتوں پر حاکم ہیں

(روایت نمبر:۲۶۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ سے یہ روایت نقل کرتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

"إن للحمام حجاباً لا يستر وماء لا يطهر لا يحل لرجل أن يدخله إلا بمنديل. مر المسلمين لا يفتنون نساء هم، الرجال قوامون على النساء علموهن ومروهن بالتسبيح".

(٢٦٤)أخرجه السيوطي في الدرالمنثور عن عائشة بهذا اللفظ (١٥٣/٢)۔ وأخرجه الهيثمي في مجمع الزوائد/كتاب النكاح (١٠٨/٤)،وقال: فيه أبو عتبة ولم يحدث عنه غير مسعر وبقية رجاله رجال الصحيح۔ قلت: أبو عتبة هو عباد بن عباد الرملي الخواص أحد الزهاد قال فيه ابن حجر صدوق يهم۔ انظر تقريب التهذيب (٣٩٢/١)۔

(٢٦٥)أخرجه السيوطي في الدرالمنثور عن عائشة (١٥٣/٢)۔

أخرجه السيوطي في الجامع الصغير وعزاه للبيهقي ورمزله بالضعف وهو كما قال فهو ضعيف لأمرين:لا نقطاع سنده والثاني فيه ابن لهيعة وهو ضعيف لا يحتج به انظر فيض القدير للمناوي (٥٤/٢)، كما أن الحمامات لم تكن معروفة في الجزيرة العربية في عهد النبوة، انظر الترغيب والترهيب للمنذري حيث جمع الآثار الواردة في الحمامات (٨٨/١-٩١)۔ والصحيح منها موقوف على بعض الصحابة والتابعين ولو ثبت منها شيء مرفوع لكان هذا من معجزاته ﷺ لإخباره عن المستقبل ولم أطلع لأحد ذكره من خصائصه ومعجزاته۔

کہ حمام (جو بازار میں بنے ہوتے ہیں) کا پردہ ایسا ہوتا ہے جو صحیح طور پر بدن کو نہیں چھپاتا اور ایسا پانی ہوتا ہے جو انسان کو پاک نہیں کرتا (چونکہ حمام والوں کو پانی کی طہارت کے مسائل کا بھی پتہ نہیں ہوتا اور وہ احتیاط بھی نہیں کرتے) کسی مرد کے لئے حلال نہیں کہ وہ حمام میں بغیر کپڑے کے داخل ہو مسلمانوں کو حکم دیجئے کہ وہ عورتوں کو فتنے میں نہ ڈالیں مرد عورتوں کے نگہبان (ذمہ دار) ہیں ان کو (دین کی تعلیم) سکھاؤ ان کو تسبیح کہنے کا حکم دو۔

عورت پر خاوند کا حق

(روایت نمبر:۲۶۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لو كنت آمراً أحدًا أن يسجد لأحد لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها ولو أن رجلاً أمر امرأته أن تنتقل من جبل أحمر إلى جبل أسود أو من جبل أسود إلى جبل أحمر كان ينبغي أن تفعل".

اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی کے لئے سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے اور اگر مرد اپنی عورت کو حکم دے کہ وہ سرخ پہاڑ کو کالے پہاڑ کی طرف منتقل کرلے یا کالے پہاڑ کو سرخ پہاڑ کی طرف منتقل کرے تو اس کو اس پر بھی عمل کرنا چاہئے۔

اگر بیویوں کو خاوند کے حقوق کا علم ہوتو

(روایت نمبر:۲۶۷) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

يا معشر النساء، لو تعلمن حق أزواجكن عليكن لجعلت المرأة منكن تمسح الغبار عن وجه بحر وجهها.

(ترجمہ) اے عورتوں کی جماعت اگر تم جان لو کہ تم پر تمہارے خاوندوں کا کیا حق ہے تو تم میں سے ہر عورت خاوند کے چہرے سے مٹی کو اپنے منہ کے گرم سانس کی پھونک سے صاف کرے۔

---

(٢٦٦)تفسير بغوى (٤٢٢/١)تفسير ابن كثير(٤٩٢/١)، تفسير در منثور(١٥٤/٢)، مصنف ابن ابى شيبه (٥٣٨/٢) سنن ابن ماجه (٥٩٥/١) تفسير در منثور (١٥٤/٢) مصنف ابن ابى شيبه (٥٢٨/٢) سنن ابن ماجه (٥٩٥/١) مجمع الزوائد (٣١٠/٤) دلائل النبوة(٢٩/٦) خصائص الكبرى للسيوطى(٥٧/٢)۔

(٢٦٧)(الدرالمنثور(١٥٤/٢) مصنف ابن ابى شيبه (٣٠٥/٤)

عورتوں میں مارنے سے حیاء کرو

(روایت نمبر:۲۶۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اما یستحیی احدکم ان یضرب امراته کما یضرب العبد، یضربها أول النهار ثم یضاجعها آخره".

تم میں سے کوئی شخص اس بات کا لحاظ نہیں کرتا کہ وہ اپنی عورت کو مارتا ہے جس طرح سے غلام کو مارا جاتا ہے اس کو دن کے شروع میں مارتا ہے اور دن کے آخر میں اس کے ساتھ لیٹتا ہے۔

﴿وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ﴾	(آية: ۳۶)

ترجمہ: اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو نہ ملاؤ اور والدین سے نیکی کرو اور رشتہ داروں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے اور قریبی ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے اور پاس بیٹھنے والے سے اور مسافر اور اپنے مال (غلاموں اور لونڈیوں) سے بے شک اللہ پسند نہیں کرتا جو اترانے والا بڑائی کرنے والا ہو۔

ہمسایہ کے حقوق

(روایت نمبر:۲۶۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"ما زال جبریل یوصینی بالجار حتی ظننت أنه سیورثه".

---

(۲۶۸)الدرالمنثور(۲/۱۵۵)فتح القدیر للشوکانی (۱/۴۲۶)صحیح البخاری مع فتح الباری (۹/۳۰۲) مسند امام احمد (۴/۱۷)۔

(۲۶۹)تفسیر بغوی (۱/۴۲۵) تفسیر خازن (۱/۵۲۲) تفسیر ابن کثیر (۱/۴۹۴)در منثور (۲/۱۵۸) مصنف ابن ابی شیبه (۸/۵۴۵) صحیح البخاری مع فتح الباری (۱۰/۴۴۱) مسلم (۴/۲۰۲۵) مسند امام احمد (۶/۵۲، ۹۱، ۱۲۵، ۱۸۷، ۲۳۸) ترمذی فی کتاب البر والصلة (۴/۳۳۲)سنن البیهقی (۶/۲۷۵)،(۷/۲۷)۔

حضرت جبریلؑ مجھے پڑوسی کے متعلق وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ میں نے یقین کرلیا کہ وہ اس کو وارث ہی بنا دیں گے۔

(روایت نمبر:۲۷۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا:

"إلى أقربهما منك باباً"۔

(ترجمہ) یارسول اللہ میرے دو پڑوسی ہیں میں ان میں سے کس کو ہدیہ دیا کروں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان میں سے جو دروازے کے لحاظ سے تم سے زیادہ قریب ہو۔

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾	(آیۃ:۴۸)

ترجمہ: اللہ اس کو نہیں بخشے گا جو اس کا شریک کرے اور اس سے نیچے کے گناہ بخش دے گا جس کیلئے چاہے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا اس نے بڑا طوفان باندھا۔

انسان کے اعمال کے تین رجسٹر

(روایت نمبر:۲۷۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الدواوين عند الله ثلاثة: ديوان لا يعبا الله به شيئاً، وديوان لا يترك الله منه شيئاً، وديوان لا يغفره الله. فأما الديوان الذي لا يغفره الله فالشرك. قال الله: ﴿مَن يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ﴾ . وقال الله: ﴿ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ ﴾. وأما الديوان الذي لا يعبأ الله به فظلم العبد نفسه فيما بينه وبين ربه من صوم يوم تركه أو صلاة تركها فإن الله لا يغفر ذلك ويتجاوز عنه إن شاء . وأما الديوان الذي لا يترك الله منه شيئاً

(۲۷۰)تفسیر بغوی (۴۲۵/۱) تفسیر خازن (۵۲۲/۱) تفسیر ابن کثیر(۴۹۵/۱) در منثور (۱۵۸/۲) کتاب الادب للبخاری (۴۴۷/۱۰) مستدرك حاكم (۱۶۷/۴)۔

(۲۷۱)(أحمد وابن المنذر وابن أبی حاتم والحاكم و صححه وابن مردويه والبيهقی فی شعب الإيمان)۔

تفسير درمنثور (۱۷۰/۲)تفسير ابن كثير(۵۰۸/۱)مسند احمد (۲۴۰/۶) مستدرك حاكم (۵۷۵/۴)۔

العباد بعضهم بعضاً القصاص لا محالة".

(ترجمہ) اعمال ناموں کے دفتر اللہ کے نزدیک تین طور پر ہیں۔(۱) وہ دفتر (رجسٹر) جس کی اللہ کو کچھ بھی پرواہ نہیں ہے۔(۲) وہ دفتر اللہ تعالیٰ اس سے کچھ بھی نہیں چھوڑے گا۔(۳) وہ دفتر جس کو اللہ کبھی معاف نہیں کریگا۔ پس وہ دفتر جس کو اللہ کبھی معاف نہیں کرے گا وہ شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ. (ترجمہ) جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا سو اللہ نے اس پر جنت حرام کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا إِنَّ اللهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ. (ترجمہ) بے شک اللہ اسے نہیں بخشا جو اس کا شریک کرے۔

اور وہ دفتر جس کی اللہ پرواہ نہیں کرے گا۔ وہ بندے کا اپنی جان پر ان احکام میں ظلم ہے جو اس کے اور اس کے رب کے درمیان ہیں روزہ ہو جس کو اس نے چھوڑ دیا تھا یا نماز ہو جس کو اس نے چھوڑ دیا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف نہیں کریں گے اور اگر چاہیں گے تو اس سے درگزر کرلیں گے۔ اور وہ دفتر جس میں سے کچھ بھی اللہ تعالیٰ نہیں چھوڑے گا وہ بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم کرنا ہے اس کا لازمی طور پر بدلہ لیا جائے گا۔

(فائدہ) اگر اللہ مظلوم کو بخشا چاہیں گے تو ظالم کو بڑا انعام دے کر خوش کردیں گے اور ظالم کو اس کے بدلہ سے بچالیں گے۔

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾	(آیۃ:۶۹)

ترجمه: اور جو لوگ اللہ اور رسول کے فرمانبردار ہیں وہ لوگ ان حضرات کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی انبیاء صدیقین شہداء اور نیک بختوں پر اور ان کی رفاقت خوب ہے۔

حضورؐ سے محبت کرنے والا جنت میں حضورؐ کے ساتھ ہوگا

(روایت نمبر:۲۷۲) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

(۲۷۲) تفسیر ابن کثیر (۱/۵۲۲) درمنثور (۲/۱۸۲) فتح القدیر (۱/۴۴۹) بخاری (۸/۱۳۱) وفی التفسیر (۸/۲۵۵) وفی الدعوات (۱۱/۱۴۹) وفی الرقاق (۱۱/۳۵۷) صحیح مسلم (۴/۱۸۹۳) مسند امام احمد (۶/۴۶، ۲۰۰، ۲۰۵، ۲۷۴) مسند امام مالك =

جاء رجل إلى النبي ﷺ فقال يا رسول الله: إنک لأحب إلي من نفسي وإنک لأحب إلي من ولدي وأني لأكون في البيت فاذكرک فما أصبر حتى آتي فأنظر إليک وإذا ذكرت موتي وموتک عرفت أنک إذا دخلت الجنة رفعت مع النبيين وأني إذا دخلت الجنة خشيت أن لا أراک، فلم يرد عليه النبي ﷺ شيئاً حتى نزل جبريل بهذه الآية: ﴿وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَأُولٰئِکَ مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ﴾ الآية.

(ترجمہ) ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ سے اپنی جان سے بھی زیادہ محبت کرتا ہوں اور اپنی اولاد سے بھی زیادہ آپ سے محبت کرتا ہوں جب میں گھر میں ہوتا ہوں اور آپ کو یاد کرتا ہوں تو مجھے چین نہیں آتا حتیٰ کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں آتا ہوں اور آپ کا دیدار کر لیتا ہوں جب میں اپنی موت اور آپ کی موت کو یاد کرتا ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ جب آپ جنت میں داخل ہوں گے تو آپ ﷺ انبیاء کرام کے درجے میں بلند کر دیئے جائیں گے۔ اور میں جب جنت میں داخل ہوں گا تو مجھے ڈر ہے کہ میں آپ کو نہیں دیکھ سکوں گا تو حضورؐ نے اس کا کچھ بھی جواب نہ دیا حتیٰ کہ جبریلؑ یہ آیت لے کر نازل ہوئے:

وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِيْقًا

(ترجمہ) اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے فرمانبردار ہوں تو وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا وہ نبی اور صدیق اور شہید اور صالح ہیں اور یہ رفیق کیسے اچھے ہیں۔

﴿رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا﴾	(آیۃ:۷۵)

ترجمہ: تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں نہیں لڑتے اور ان لوگوں کیلئے جو مغلوب ہیں مردوں اور عورتوں اور بچوں میں سے جو فریاد کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال دے یہاں کے لوگ ظالم ہیں اور ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی حمایتی بنا اور ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی مددگار بنا دے۔

=(۲۳۸/۱) طبرانی فی الصغیر (۵۳/۱) والاوسط (۲۹۶/۱) مسند ابو یعلی (۲۸/۸) ابو نعیم فی الحلیة (۱۲۵/۸)۔

ظالم بستی سے مراد مکہ کی بستی ہے

(روایت نمبر:۲۷۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:
رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا میں قریہ سے مراد مکہ کی بستی ہے۔

﴿وَ اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا﴾	(آیۃ:۸۶)

ترجمہ: اور جب تمہیں کوئی دعا دے تو تم بھی اس کو اس سے بہتر دعا دو یا وہی الٹ کر کہہ دو بے شک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

یہودی آمین اور اسلام پر حسد کرتے ہیں

(روایت نمبر:۲۷۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:
"ماحسدتكم اليهود على شيء ما حسدتكم على السلام والتأمين" ولفظ ابن مردويه قال: "إن اليهود قوم حسد وإنهم لن يحسدوا أهل الإسلام على أفضل من السلام أعطانا الله في الدنيا وهو تحية أهل الجنة يوم القيامة وقولنا وراء الإمام آمين".
(ترجمہ) یہودی تم پر کسی چیز میں اتنا حسد نہیں کرتے جتنا وہ تم پر سلام کہنے اور امین کہنے پر کرتے ہیں۔
ابن مردویہ نے اس روایت کو ان الفاظ سے بیان کیا ہے کہ یہودی حاسد قوم ہیں یہ اہل اسلام کے ساتھ سلام سے زیادہ کسی چیز پر حسد نہیں کرتے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ دنیا میں عطا فرمایا ہے جو قیامت کے دن اہل جنت کا سلام ہوگا اور ہمارے امام کے پیچھے آمین کہنے پر بھی یہ لوگ حسد کرتے ہیں۔

---

(۲۷۳) تفسير ابن جرير (۸ /۵٤٤) تفسير بغوى (۲۰۲/۱) زاد المسير لابن جوزى (۱۳۲/۲) تفسير خازن (۱ /۵٦۰) تفسير ابن كثير (۱ /۵۲٤) درمنثور (۱۸۳/۲) فتح القدير (۱/۵۰٤)۔

(۲۷٤) أخرجه الخازن فى تفسيره (۱ /۳۸۵)، وابن كثير فى التفسير (۵۳۲/۱)، والسيوطى فى الدر المنثور (۱۸۹/۲)، وسبق تخريجه بهذا اللفظ فى سورة الفاتحة فينظر هناك۔

﴿وَ اِذَا ضَرَبۡتُمۡ فِی الۡاَرۡضِ فَلَیۡسَ عَلَیۡکُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ تَقۡصُرُوۡا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنۡ خِفۡتُمۡ اَنۡ یَّفۡتِنَکُمُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا﴾	(آیۃ:۱۰۱)

ترجمہ: اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم نماز میں قصر کرو، اگر تمہیں ڈر ہو کہ تمہیں کافر ستائیں گے بے شک کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں۔

سفر میں چار فرض کے بجائے دو پڑھو

(روایت نمبر:۲۷۵) حضرت عائشہؓ نے سفر میں فرمایا:

أتموا صلاتكم فقالوا إن رسول الله ﷺ كان يصلي في السفر ركعتين فقالت: إن رسول الله ﷺ كان في حرب وكان يخاف فهل تخافون أنتم.

(ترجمہ) اپنی نمازیں مکمل کرلو لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں دو رکعات پڑھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ جنگ میں ہوتے تھے اور ان کو ڈر ہوتا تھا کیا تم بھی ڈر کی حالت میں ہو۔

(فائدہ) اس روایت کی تفسیر اگلی روایت کر رہی ہے چنانچہ اس کو ملاحظہ فرمائیں۔

---

(۲۷۵) أخرجه ابن جرير الطبرى فى التفسير (۹/ ۱۲۹)، وحكاه البغوى فى التفسير قولاً لعائشة (۱/ ۴۷۱)، والخازن فى تفسيره (۱/ ۵۸۵) وابن كثير فى التفسير (۱/ ۵۴۶)، والسيوطى فى الدرالمنثور (۲/ ۲۱۰)، والشوكانى فى تفسيره (۱/ ۴۶۹)، وهو عند الطبرى والسيوطى بهذا اللفظ، أما الآخرون فقد ذكروه بمعناه أو حكوه قولاً لعائشة وانظر سنن البيهقى (۳/ ۱۴۲)، فقد ذكر جملة من الأحاديث والآثار عن إتمام عائشة فى السفر۔

(۲۷۶) أخرجه ابن جرير الطبرى (۹/ ۱۲۹)، والبغوى فى التفسير (۱/ ۴۷۱)، والخازن (۱/ ۵۸۵)، وابن كثير فى التفسير (۱/ ۵۴۵)، والسيوطى فى الدرالمنثور (۲/ ۲۱۰)، والشوكانى فى التفسير (۱/ ۴۶۹)، كلهم رووه عن عائشة بهذا الفظ۔

وأخرجه البخارى فى صحيحه/ كتاب الصلاة باب كيف فرضت الصلاة فى الإسراء انظر مع الفتح (۱/ ۴۶۴)، ومسلم فى صحيحه / كتاب صلاة المسافرين وقصرها (۱/ ۴۷۸)، وانظر مصنف عبدالرزاق (۲/ ۵۶۰)، وانظر المنتخب لعبد بن حميد (۳/ ۲۲۰)، كما رواه بهذا اللفظ أصحاب السنن والمسانيد أيضاً۔

لم أجد من أخرجه من المفسرين بالأثر لهذا الآية۔

(روایت نمبر:۲۷۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

فرضت الصلاة على النبي ﷺ بمكة ركعتين ركعتين' فلما خرج إلى المدينة فرضت أربعة وأقرت صلاة السفر ركعتين.

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ پر مکہ میں دو دو رکعت نماز فرض ہوئی تھی پھر جب آپؐ مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو چار چار رکعت فرض ہوئی اور سفر کی نماز دو دو رکعت باقی رکھی گئی۔

(روایت نمبر:۲۷۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

فرضت الصلاة ركعتين ركعتين إلا المغرب فرضت ثلاثاً وكان رسول الله ﷺ إذا سافر صلى الصلاة الأولى وإذا أقام زاد مع كل ركعتين ركعتين إلا المغرب لأنها وتر الصبح ولأنها تطول فيها القراءة.

(ترجمہ) نماز دو دو رکعتیں فرض کی گئی تھی مگر مغرب کی نماز اس کی تین رکعت فرض تھیں حضورؐ جب سفر میں ہوتے تو پہلی حالت والی نماز پڑھتے (یعنی چار رکعت والی دو رکعت) اور جب آپؐ وطن میں ہوتے تو ہر دو رکعت کے ساتھ دو رکعت کا اضافہ کرتے (یعنی چار رکعت والی نماز میں دو رکعت کا اضافہ کرتے) مگر مغرب کی نماز میں (کوئی اضافہ نہ کرتے) کیونکہ یہ نماز صبح کے وتر ہیں اور اس لئے بھی کہ اس میں قراءت طویل کی جاتی ہے۔

وانظر تخريج الحديث الذى قبله.

(فائدہ) لیکن دوسری کئی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مغرب کی نماز میں قراءت مختصر ہے۔

﴿وَ اِذَا کُنۡتَ فِیۡہِمۡ فَاَقَمۡتَ لَہُمُ الصَّلٰوۃَ فَلۡتَقُمۡ طَآئِفَۃٌ مِّنۡہُمۡ مَّعَکَ﴾	(آیۃ:۱۰۲)

ترجمہ: اور جب آپؐ ان میں موجود ہوں پھر آپؐ ان کو نماز پڑھانا چاہیں تو چاہئے کہ ان میں سے ایک جماعت آپؐ کے ساتھ کھڑی ہو اور چاہئے کہ وہ اپنے ہتھیار ساتھ لے لیں پھر جب یہ سجدہ کر چکیں تو یہ لوگ تمہارے پیچھے ہو جائیں اور دوسری جماعت جنہوں نے نماز نہیں پڑھی وہ آئے اور آپؐ کے

(۲۷۷) انظر مسند أحمد(۲٦٥/٦٥،٢٤١/٩)، والبيهقى فى السنن (٦٤٥/٣)۔ وانظر مجمع الزوائد للهيثمى (١٥٤/٢)۔

ساتھ نماز پڑھے اور وہ بھی اپنے بچاؤ کا سامان اور ہتھیار اپنے ساتھ رکھ لیں کافر چاہتے ہیں کہ کسی طرح تم اپنے ہتھیاروں سے اور اپنے سامان سے بے خبر ہو جاؤ تو وہ تم پر یکبارگی حملہ کردیں اور تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تمہیں تکلیف ہو بارش سے یا تم بیمار ہو کہ تم اپنا اسلحہ اتار رکھو اور اپنا بچاؤ کا سامان ساتھ لے لو بے شک اللہ نے کافروں کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

صلوٰۃ الخوف کا طریقہ

(روایت نمبر:۲۷۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

صلى رسول الله ﷺ صلاة الخوف بذات الرقاع فصدع الناس صدعتين ، فصفت طائفة وجاه العدو فكبر رسول الله ﷺ وكبرت الطائفة خلفه ثم ركع وركعوا وسجد وسجدوا ثم رفع رأسه فرفعوا ثم مكث رسول الله جالساً وسجدوا لأنفسهم سجدة ثانية ثم قاموا ثم مكث رسول الله جالساً وسجدوا لأنفسهم سجدة ثانية ثم قاموا ثم نكصوا على أعقابهم يمشون القهقورى حتى قاموا من وراء هم أقبلت الطائفة الأخرى فصفوا خلف رسول الله ﷺ فكبروا ثم ركعوا لأنفسهم ثم سجد رسول الله ﷺ سجدته الثانية فسجدوا معه ، ثم قام رسول الله ﷺ في ركعته وسجدوا لأنفسهم السجدة الثانية ثم قامت الطائفتان جميعاً فصفوا خلف رسول الله ﷺ سريعاً جداً لا يألوا أن يخفف ما استطاع ثم سلم فسلموا ثم قام وقد شركه الناس في صلاته كلها.

(ترجمہ) حضور ﷺ نے غزوہ ذات الرقاع میں نماز خوف پڑھائی تو لوگ دو حصوں میں بٹ گئے

---

(۲۷۸)أخرجه ابن جرير الطبري في تفسيره قريباً منه عن ابن عباس وصالح بن خوات (۱۵٦،۳٤٤/۹)، ومثله البغوي عن جابر بن عبدالله (۱/٤٧٤)،ومثله الخازن (۱/۵۸۹-۵۹۱)، ومثله ابن كثير (۱/۵٤۸)، وذكره الشوكاني مختصراً۔ انظر فتح القدير (۱/٤٧۲)، ولم أجد من ذكره من المفسرين بهذا اللفظ عن عائشة إلا السيوطي في الدر المنثور (۲/۲۱۲) وأخرجه أبو داود في سننه لغير عائشة بغير هذا اللفظ، انظر عون المعبود(٤/۱۲۰)، وأخرجه ابن حبان في صحيحه عنها (٤/۲۳۳)، وقريباً من هذا اللفظ جداً۔ وأخرجه الحاكم في مستدركه بهذا اللفظ عنها وقال إنه على شرط مسلم ولم يخرجه۔ ووافقه الذهبي في التلخيص (۱/۳۳٦)، والبيهقي في السنن لغير عائشة (۳/۲٦۲)، وهذه الهيئة للصلاة تعرف بصلاة ذات الرقاع وهي صورة من صور ست أو سبع علمها رسول الله ﷺ أصحابه۔

ایک حصے نے آپؐ کے پیچھے صف بنائی اور ایک حصہ دشمن کے مقابلے میں رہا پھر حضور ﷺ نے نماز کی تکبیر کہی اور آپؐ کے پیچھے ایک گروہ نے تکبیر کہی پھر آپ نے رکوع کیا تو انہوں نے بھی رکوع کیا اور آپؐ نے سجدہ کیا تو انہوں نے بھی سجدہ کیا پھر آپؐ نے اپنا سر اٹھایا تو انہوں نے بھی سر اٹھایا پھر حضور ﷺ بیٹھے رہے اور انہوں نے نماز میں اپنا سجدہ کیا پھر کھڑے ہوگئے پھر اپنی ایڑیوں کے بل الٹے چلے گئے حتیٰ کہ اس جماعت کے پیچھے جا کھڑے ہوئے اور دوسری جماعت آئی انہوں نے حضور ﷺ کے پیچھے صف بنائی اور تکبیر کہی پھر اپنا رکوع کیا پھر حضور ﷺ نے اپنا دوسرا سجدہ کیا تو انہوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا پھر حضور ﷺ اپنی رکعت سے کھڑے ہوئے اور ان حضرات نے اپنا دوسرا سجدہ کیا پھر یہ دونوں جماعتیں اکٹھے کھڑی ہوئیں اور پھر حضور ﷺ کے پیچھے جلدی جلدی صف بنائی انہوں نے دیر نہ لگائی تا کہ حضور ﷺ سے جتنا ہو سکے نماز کو ہلکا کر کے پڑھ لیں پھر آپ نے سلام پھیرا تو انہوں نے بھی سلام پھیرا پھر آپ کھڑے ہو گئے پھر سب کے سب نے آپ کے پیچھے شریک ہو کر نماز پڑھ لی۔

﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ﴾	(آیۃ:۱۱۴)

ترجمہ: ان کے اکثر مشوروں میں کوئی خیر نہیں مگر جو خیرات کا یا نیک بات کا یا لوگوں کے درمیان صلح کرانے کا حکم دے اور جو یہ چیزیں اللہ کی خوشنودی کی طلب میں کرے گا تو ہم اس کو عنقریب بڑا ثواب دیں گے۔

(روایت نمبر:۲۷۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"لا يصلح الكذب إلا في ثلاث: الرجل يرضي امرأته وفي الحرب وفي صلح بين الناس".

(ترجمہ) جھوٹ بولنا درست نہیں ہے مگر تین جگہ پر (۱) جب مرد اپنی بیوی کو راضی کرے (۲) جنگ

---

(۲۷۹) أخرجه البغوي قريباً من هذا اللفظ عن أم مكتوم بنت عقبة (۱/۴۸۰)، ومثله الخازن في تفسيره (۱/۵۹۷)، وكذلك ابن كثير في التفسير (۱/۵۵۴)، والسيوطي في الدر المنثور (۲/۲۲۲)، بهذا اللفظ عن عائشة۔ وأخرجه الإمام أحمد بهذا في المسند عن أسماء بنت يزيد (۶/۲۵۹، ۲۶۱)، وفي إسنادهما شهر بن حوشب الأشعري متكلم فيه كثير الإرسال والأوهام۔ وذكره لعائشة ابن عدي في الكامل في الضعفاء (۷/۲۷۰)، وفي إسناده يحي بن خليف السعدي منكر الحديث ۔ وقد أورده ابن حجر في لسان الميزان من مناكيره (۶/۲۵۲۰)۔

میں (۳) لوگوں کے درمیان صلح کرانے کیلئے۔

﴿فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ وَ مَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَ لِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا﴾	(آیۃ:۱۱۹)

ترجمہ: ان کو وعدہ دیتا ہے اور امیدیں دلاتا ہے اور جو کچھ ان کو شیطان امیدیں دلاتا ہے سب فریب ہے۔

عورتوں کا ناجائز سنگھار

(روایت نمبر:۲۸۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

كان رسول الله ﷺ يلعن العاشرة والمقشورة والواشمة والمستوشمة والواصلة والمتصلة.

(ترجمہ) حضور ﷺ رنگ صاف کرنے کیلئے اپنے چہرے کو رگڑنے والی عورت پر اور رگڑوانے والی عورت پر اور جسم میں رنگ بھرنے والی عورت پر اور جسم میں رنگ بھروانے والی عورت پر اور نقلی بال جوڑنے والی عورت پر اور نقلی بال جڑوانے والی عورت پر لعنت فرماتے تھے۔

عورتوں کو نقلی بال لگوانا جائز نہیں

(روایت نمبر:۲۸۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أن جارية من الأنصار تزوجت وأنها مرضت فمتعط شعرها فآرادو أن يصلوها فسألوا النبي ﷺ فقال: 'لعن الله الواصلة والمستوصلة''.

(ترجمہ) انصار کی ایک لڑکی کی شادی ہوئی اور وہ بیمار پڑ گئی تو اس کے سر کے بال جھڑ گئے۔ تو اس کے رشتہ داروں نے ارادہ کیا کہ اس کے سر پر نقلی بال لگا دیں۔ پھر انہوں نے حضور ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

---

(۲۸۲) أخرجه ابن جرير الطبري في تفسيره (۹/۲۲۱)، والبغوي (۱/۴۸۳)، وابن الجوزي في زاد المسير (۲/۲۱۹)، والخازن (۱/۵۹۹)، وابن كثير في تفسيره (۱/۵۵٦)، كلهم عن ابن مسعود، وأخرجه السيوطي في الدرالمنثور عن عائشة (۲/۲۲٤)۔

(۲۸۳) انظر تخريج الحديث الذي قبله فإنه جزء منه۔

اللہ تعالیٰ بال جوڑنے والی پر بھی اور بال جڑوانے والی پر بھی لعنت فرماتے ہیں۔
(فائدہ) اگر بطور علاج کے گنجے سر والے نئے بال لگوائیں تو اس کی اجازت ہے کیونکہ وہ سر پر لگنے کے بعد قدرتی ہو جاتے ہیں۔

﴿مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ..﴾	(آیۃ:۱۲۳)

ترجمہ: نہ تمہاری آرزوؤں پر مدار ہے اور نہ کتاب والوں کی آرزوؤں پر جو کوئی برا کام کرے گا اس کی سزا پائے گا اور اللہ کے سوا اپنا نہ کوئی حمایتی پائے گا اور نہ مددگار۔

غلطیوں کا کفارہ

(روایت نمبر:۲۸۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ:

لما نزلت ﴿ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ..﴾ قال أبوبكر يا رسول الله كل ما نعمل نؤاخذ به؟ فقال: "يا أبا بكر أليس يصيبك كذا و كذا فهو كفارة".

(ترجمہ) فرماتے ہیں کہ جب مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم جو کچھ کرتے ہیں کیا اس کا مؤاخذہ ہوگا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"يا أبا بكر أليس يصيبك كذا و كذا فهو كفارة".

اے ابوبکر! کیا آپ کو ایسی اور ایسی مصیبتیں نہیں پہنچیں یہی آپ کی لغزشوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں۔

---

(٢٨٤) أخرجه ابن جرير الطبري في التفسير (٢٣٦/٩)، والبغوي في تفسيره (٤٨٣/١)، وابن الجوزي في زاد المسير (٢١٠/٢)، والخازن في تفسيره (٦٠٢/١)، وابن كثير في تفسيره (٥٥٨/١)، والسيوطي في الدر المنثور (٢٢٦/٢)، والشوكاني في فتح القدير (٤٨١/١)۔

وأخرجه أبو داود في سننه،انظر مع عون المعبود (٣٥٥/٨)، والبيهقي في السنن (٣٧٣/٣)، والحاكم في المستدرك على شرط الشيخين كتاب التفسير (٣٠٨/٢)،ووافقه الذهبي في تلخيصه، وانظر الهيثمي في مجمع الزوائد (١٢/٧)، وأصله ثابت في الصحيحين۔ وانظر تحفة الأشراف للمزي (٤٥٤/١١)۔

نرم اور سخت حساب کیا ہے

(روایت نمبر:۲۸۵) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

قلت یا رسول اللہ إني أعلم أشد آية في القرآن قال: ما هي يا عائشة؟ قلت: ﴿ مَنْ يَعْمَلْ سُوْءً ا يُجْزَ بِهٖ..﴾ فقال: "هو ما يصيب العبد من السوء حتى النكبة ينكبها يا عائشة من نوقش هلك ومن حوسب عذب" قلت : يا رسول الله أليس الله يقول: ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيْراً﴾ قال: "ذلک العرض يا عائشة من نوقش الحساب عذب".

(ترجمہ) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں سمجھتی ہوں کہ قرآن شریف میں سب سے سخت آیت کونسی ہے؟ حضور ﷺ نے پوچھا اے عائشہ! کونسی ہے؟ عرض کیا۔ مَنْ يَعْمَلْ سُوْءً ا يُجْزَبِهٖ. جو آدمی برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

"هو ما يصيب العبد من السوء حتى النكبة ينكبها يا عائشة من نوقش هلک ومن حوسب عذب" قلت: يا رسول الله أليس الله يقول: ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيْرًا﴾ قال "ذلک العرض يا عائشة من نوقش الحساب عذب".

اس سے مراد وہ بدلہ ہے جب آدمی کوئی غلطی کرتا ہے تو اس کو مصیبت پہنچتی ہے اے عائشہ! اور جس سے حساب میں سختی کی گئی وہ ہلاک ہوگا اور جس سے حساب لیا گیا اسے عذاب دیا جائے گا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں ہے: فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَاباً يَسِيْرًا۔

(ترجمہ) تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عائشہ! یہ حساب کا صرف پیش کیا جانا ہے باقی جس سے حساب میں سختی کی گئی اس کو عذاب بھی دیا جائے گا۔

ہر مصیبت پر مؤمن کو اجر ملتا ہے

(روایت نمبر:۲۸۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

---

(۲۸۵) أخرجه السيوطى فى الدر المنثور(۲ /۲۲۷)، وعبد بن حميد فى مسنده قريباً من هذا اللفظ، انظر المنتخب (۱/ ۳٦) ، والبيهقى فى السنن مختصراً(۳/ ۳۷۳)، وابن حبان فى صحيحه (۹/ ۲۳۱)، وانظر تخريج الحديث السابق، فهما حديثان فى حديث واحد۔

فائدة:روى هذا بأسانيد عن أبى بكر الصديق ولكن كلها لم تصح انظرها عند ابن كثير فى التفسير (۱/ ۵۵۸)، وفى حاشية الترمذى " تحفة الأحوذى" (۸/ ۴۰۲)

(۲۸٦) أخرجه السيوطى فى الدر المنثور عن عائشة بهذا اللفظ (۲/ ۲۲۷)۔ وانظر تخريج الحديث السابق۔

"إن المؤمن يؤجر في كل شي ء حتى في الغط عند الموت".
(ترجمہ) آنحضرت ﷺ سے اس آیت من یعمل سوۤءً ا یُجزبہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ
مومن کو ہر مصیبت میں اجر دیا جاتا ہے حتیٰ کہ موت کے وقت خرخر کی آواز پر بھی۔
(روایت نمبر: ۲۸۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"إذا كثرت ذنوب العبد ولم يكن له ما يكفرها ابتلاه الله بالحزن ليكفرها".
(ترجمہ) جب آدمی کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں اور کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی جو اس کے گناہوں کا کفارہ بنے تو اللہ تعالیٰ اس آدمی کو پریشانی میں مبتلا کر دیتے ہیں تا کہ وہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جائے۔
(روایت نمبر: ۲۸۸) حضرت ابومہلب فرماتے ہیں کہ:
رحلت إلى عائشة في هذه الآية: ﴿مَن يَعْمَلْ سُوٓءً ا يُجْزَ بِهِ..﴾ قال: "إن المؤمن يؤجر في كل شيء حتى في الغط عند الموت".
(ترجمہ) میں نے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں اس آیت مَنْ يَعْمَلْ سُوْءً ا يُجْزَ بِهِ کے متعلق سوال کرنے کے لئے سفر کیا تو انہوں نے فرمایا یہ اس مصیبت کے متعلق ہے جو تمہیں دنیا میں پہنچتی ہے۔
(فائدہ) یعنی جو گناہ کرے گا اس کو دنیا میں بدلہ دیا جاتا ہے یعنی مصیبت پہنچا دی جاتی ہے جو اس کے گناہوں کا کفارہ بنتی ہے۔
(روایت نمبر: ۲۸۹) حضرت امیہ بنت عبداللہ فرماتی ہیں کہ

(٢٨٧)انظر تخريج ما قبله وانظره في مسند أحمد (١٥٦/٦)، وكشف الأستار عن زوائد البزار (٨٧/٧).
(٢٨٨)أخرجه ابن جرير في تفسيره (٢٣٦/٩)، والسيوطي في تفسيره (٢٢٧/٢)، والحاكم في المستدرك (٣٠٨/٢)، وقال إنه على شرط الشخين ووافقه الذهبي في التلخيص، ولم أجده في المنتخب من مسند عبد بن حميد. وانظر تخريج الأحاديث الأربعة السابقة.
(٢٨٩)أبو داود الطيالسي في مسنده ص ٢٢١ والإمام أحمد في مسنده ٢٣٨/٦)، وأخرجه البغوي في مصابيح السنة (٥٢٥/١)، وأخرجه البيهقي في سننه قريباً منه (٣٧٣/٣-٣٧٤)، وأبو داود في سننه كتاب الجنائز، انظر عون المعبود (٣٥٥/٨)، والهيثمي في موارد الظمآن على زوائد ابن حبان ص ٣٨٣، ـ والحاكم في المستدرك (٣٤٤/١)، ووافقه الذهبي في التلخيص.

میں نے حضرت عائشہؓ سے آیت مَنْ يَعْمَلْ سُوْءً ا يُجْزَ بِهٖ کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم نے مجھ سے ایسی چیز کے متعلق پوچھا ہے جس کے متعلق ابھی تک کسی نے نہیں پوچھا جب سے میں نے حضور ﷺ سے اس کے متعلق سوال کیا ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یا عائشة هذه معاتبة الله العبد بما يصيبه من الحمى والحزن والنكبة حتى البضاعة يضعها فى كمه فيفقدها فيفزع لها فيجدها تحت ضبنه حتى أن العبد ليخرج من ذنوبه كما يخرج التبر الأحمر من الكير".

(ترجمہ) اے عائشہ! یہ اللہ کے بندے کو اس مصیبت کے ساتھ عتاب کرنا ہے جو وہ اس کو بخار یا غم یا مصیبت کی صورت میں پہنچاتا ہے حتیٰ کہ وہ سامان جو آدمی اپنی آستین میں رکھتا ہے پھر اس کو تلاش کرتا ہے اور گھبرا جاتا ہے تو وہ اس کو اپنی بغل اور پہلو کے درمیان پاتا ہے حتیٰ کہ آدمی اپنے گناہوں سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے سرخ سونے کی ڈلی بھٹی سے۔

(فائدہ) یہ روایات مومن کے گناہوں کے متعلق ہیں جب وہ صغیرہ گناہ کرتا ہے اور کبیرہ گناہ کے لئے بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں ہی سزا دے دیں یا اس کو آخرت میں بخش دیں یا سزا دیں۔

(روایت نمبر:۲۹۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ما من مصيبة تصيب المسلم إلا كفر الله بها عنه حتى الشوكة يشاكها".

(ترجمہ) جو مصیبت بھی کسی مسلمان کو پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو مسلمان سے گناہ کا کفارہ بنا دیتے ہیں حتیٰ کہ وہ کانٹا بھی جو اس کو چبھتا ہے۔

(روایت نمبر:۲۹۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لا يصيب المؤمن شوكة فما فوقها إلا رفعه بها درجة وحط عنه بها سيئة".

(ترجمہ) مومن کو کوئی کانٹا یا اس سے کوئی ہلکی مصیبت یا بھاری مصیبت پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے

---

(۲۹۰)انظر تخريج الحديث السابق وانظر مسند أحمد (۸۸/٦)، وأخرجه البخارى فى صحيحه فى كتاب المرضى /باب ما جاء فى كفارة المرضى انظره مع الفتح (۱۰۳/۱۰)، ومسلم فى كتاب البر والصلة (۱۹۹۲/٤)، ومسند عائشة لابن أبى داود ص ۵۲، والبيهقى فى سننه (۳۷۳/۳-۳۷٤)۔

(۲۹۱)تفسير السيوطى (۲۲۸/۲)۔

وانظر تخريج الذى قبله، مصنف ابن أبى شيبة (۲۳۱/۳)، و مسند أحمد (۱۸۵/٦)، نوادر الأصول للحكيم الترمذى ص ۱۳۳۔

بدلے میں بھی اس کا ایک درجہ بلند کرتے ہیں اور اس سے اس کے بدلے میں ایک گناہ مٹاتے ہیں۔

(روایت نمبر:۲۹۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو درد اٹھا اور آپ کو اس کی تکلیف محسوس ہوئی اور اپنے بستر پر لوٹتے پوٹتے رہے تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا جب ہم میں سے کسی کو ایسی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ بھی ایسا ہی کرتا ہے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

"إن الصالحين يشدد عليهم وانه لا يصيب مؤمناً نكبة من شوكة فما فوق ذلك إلا حطت به عنه خطيئة ورفع له بها درجة".

(ترجمہ) نیک لوگوں پر زیادہ مشقت آتی ہے اور کوئی مومن ایسا نہیں جس پر کوئی کانٹا یا اس سے کوئی کم تکلیف پہنچے مگر اس سے اس کا گناہ مٹایا جاتا ہے اور اس کے بدلہ میں اس کا درجہ بلند کیا جاتا ہے۔

(روایت نمبر:۲۹۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"ما ضرب في مؤمن عرق إلا حط الله به عنه خطيئة وكتب له به حسنة ورفع له به درجة".

(ترجمہ) مومن کو اگر پسینہ بھی آئے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں بھی گناہ معاف کرتے ہیں اور اس کے لئے ایک نیکی لکھتے ہیں اور اس کا ایک درجہ بلند کرتے ہیں۔

﴿وَ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ﴾	(آیۃ:۱۲۷)

ترجمہ: اور آپؐ سے عورتوں کے بارے میں (نکاح کی) رخصت مانگتے ہیں کہہ دیجئے اللہ تمہیں ان کی اجازت دیتا ہے اور جو کچھ تمہیں یتیم عورتوں کے حق میں قرآن میں سنایا جاتا ہے جو ان کیلئے مقرر کیا ہے تم ان کو نہیں دیتے اور چاہتے ہو کہ ان کو نکاح میں لے آؤ کمزور بچوں کے حق میں اور یتیموں کے حق میں انصاف پر قائم رہو اور تم جو بھلائی کرو گے وہ اللہ کو معلوم ہے۔

نکاح کرنا اور ازدواجی تعلق قائم نہ کرنا

(روایت نمبر:۲۹۴)

---

(۲۹۳)انظر تفسير السيوطی (۲۲۹/۲)۔
وانظر تخريج ما سبق فهو بمعناه۔

(۲۹۴)أخرجه ابن جرير فی التفسير (۲۵٤/۹)، والبغوی فی تفسيره (۲۱٤/۲)، والخازن فی تفسيره (۶۰۵/۱)، وابن كثير فی تفسيره (۵۶۱/۱)، والسيوطی فی =

حضرت عائشہؓ سے ارشاد باری تعالیٰ ﴿ وَ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ وَ مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَ تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ ﴾ کے متعلق مروی ہے۔ فرماتی ہیں کہ:

هو الرجل تكون عنده اليتيمة هو وليها ووارثها قد شركته في ماله حتى في العذق فيرغب أن ينكحها ويكره أن يزوجها فيشركه في ماله بما شركته فيعضلها فنزلت هذه الآية.

(ترجمہ) یہ اس آدمی کے متعلق ہے جس کے پاس یتیم لڑکی ہوتی تھی اور جو شخص اس کا ذمہ دار ہوتا اور وارث ہوتا اور یہ لڑکی اس کے مال میں شریک ہوتی حتی کہ کھجور کے تنے کی ملکیت میں بھی شریک ہوتی اور اس شخص کو رغبت ہوتی کہ وہ اس کے ساتھ نکاح کرے تو وہ اس سے نکاح کرتا تھا اور اس کے ساتھ ازدواجی تعلق قائم نہیں کرتا تھا اس طرح سے وہ اس کے مال میں شریک ہوتا جس میں وہ عورت اس میں شریک ہوتی اس طرح سے اس عورت کو وہ معلق رکھتا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی تھی۔

مال کی وجہ سے اپنی پرورش پانے والی سے نکاح

(روایت نمبر: ۲۹۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

إن الناس استفتوا رسول الله ﷺ بعد هذه الآية فأنزل الله: ﴿ وَ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ وَ مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ ﴾. قالت: والذي ذكر الله أنه يتلى عليهم في الكتاب الآية الأولى التي قال الله: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ﴾، قالت: وقول الله: ﴿وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ رغبة أحدكم عن يتيمته التي تكون في حجره حين تكون قليلة المال والجمال فنهوا أن ينكحوا ما رغبوا في مالها وجمالها من يتامى النساء إلا

=الدر المنثور (۲/۲۳۱)، والشوكاني في فتح القدير (۱/۴۸۲)، وانظر تفسير قوله تعالىٰ: ﴿وإن خفتم ألا تقسطوا في اليتامى﴾ في أول السورة وانظر مصنف ابن أبي شيبة (۴/۳۵۷)، والبخاري في صحيحه/كتاب التفسير (۸/۲۶۵)، ومسلم في صحيحه/كتاب التفسير (۴/۲۳۱۴)، والنسائي في سننه كتاب النكاح (۶/۱۱۵)، والبيهقي في سننه (۷/۱۴۱)۔

(۲۹۵) أخرجه السيوطي في الدر المنثور (۲/۲۳۲)۔

انظر تخريج الذي قبله مسند عائشة لابن أبي داود ص۵۳، أسباب النزول للواحدي ص۱۷۷، والصحيح المسند من أسباب النزول للوادعي ص۵۳۔

بالقسط من أجل رغبتهم عنهن.

(ترجمہ) لوگوں نے اس آیت کے بعد رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

﴿وَ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ وَ مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ﴾.

(ترجمہ) اور آپؐ سے عورتوں کے بارے میں (نکاح کی) رخصت مانگتے ہیں کہہ دیجئے اللہ تمہیں ان کی اجازت دیتا ہے اور جو کچھ تمہیں یتیم عورتوں کے حق میں قرآن میں سنایا جاتا ہے جو ان کیلئے مقرر کیا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جس حکم کا ذکر کیا ہے کہ وہ ان پر کتاب میں پڑھا جاتا ہے اس سے مراد یہ آیت ہے۔﴿وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ'' اس کا مطلب یہ ہے کہ تم میں سے کوئی ایک شخص اپنی یتیم پرورش پانے والی لڑکی سے بے رغبتی کرتا ہے جو اس کی گود میں ہوتی ہے جب وہ مال یا جمال میں کم ہو تو لوگوں کو منع کیا گیا کہ وہ ان عورتوں میں سے ان یتیم لڑکیوں کے مال اور جمال میں رغبت کریں نکاح کے ساتھ مگر انصاف کے ساتھ۔ اور یہ حکم اس لئے ہوا کہ جو یتیم کم مال اور کم جمال ہوتی ہیں ان میں چونکہ رغبت نہیں ہوتی اس لئے فرمایا کہ جن میں رغبت ہو صاحب جمال میں ان میں رغبت بھی انصاف کے ساتھ ہو۔

﴿وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا ..﴾	(آیۃ:۱۲۸)

ترجمہ: اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند سے لڑنے سے یا جی بھر جانے سے ڈرے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ آپس میں کچھ صلح کرلیں اور صلح بہتر ہے اور حرص دلوں کے سامنے رہتی ہے اور اگر تم نیکی کرو اور پرہیز گار بنو تو اللہ تمہارے سب کاموں سے باخبر ہے۔

عورت اپنی باری خاوند کی سوکن کو دے سکتی ہے

(روایت نمبر:۲۹۶) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

(۲۹۶)أخرجه البغوی فی تفسیره (۱/۴۸٦)، وابن الجوزی فی تفسیره (۲/۲۱٦)، والخازن فی تفسيره (۱/٦۰٦)، وابن كثير تفسيره (۱/٥٦۲)، والسيوطی فی الدر المنثور (۲/۲۳۲)، والشوكانی فی تفسيره (۱/٤٨٣).

وانظر طبقات ابن سعد/ترجمة سودة أم المؤمنين (٨/٥٣)، وأبو داود فی سننه/كتاب النكاح =

كـان رسـول الله ﷺ لا يـفـضـل بعضنا على بعض في مكثه عندنا و كان كل يوم إلا وهـو يطوف علينا فيدنو من كل امرأة من غير مسيس حتى يبلغ إلى من هو يومها فيبيت عـنـدهـا ولـقـد قالت سودة بنت زمعة حين أسنت وفرقت أن يفارقها رسول الله ﷺ يا رسـول الله يـومـي هـو لـعائشة فقبل ذلك رسول الله ﷺ قالت عائشة : فأنزل الله في ذلك ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِن بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْإِعْرَاضًا ..﴾الآية.

(ترجمہ) ہم ازواج مطہرات میں سے کسی کو کسی پر حضورﷺ اپنے ٹھہرنے کے اعتبار سے فضیلت نہیں دیتے تھے لیکن آپؐ ہر دن تمام بیویوں کے پاس جاتے تھے اور اپنی ہر بیوی کے پاس بیٹھتے تھے لیکن اس کو ہاتھ تک نہیں لگاتے تھے جب تک کہ اس کے دن کی باری نہ آئے۔ تو جس دن اس کے دن کی باری آتی تو آپ اس کے پاس رات گزارتے تھے۔ حضرت سودہ بنت زمعہ جب بوڑھی ہوگئیں تو حضورﷺ نے ارادہ کیا کہ وہ ان سے دور ہو جائیں تو حضرت سودہ نے عرض کیا میری باری حضرت عائشہؓ کو دے دیں تو حضور ﷺ نے اس کو قبول فرمایا حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ آیت اسی کے متعلق نازل ہوئی۔ ﴿وَإِنِ امْـرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾.

(روایت نمبر:۲۹۷)

حضرت عائشہ ﴿وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا﴾ کے متعلق فرماتی ہیں کہ:

الـرجـل تـكـون عنده المرأة ليس مستكثراً منها يريد أن يفارقها فتقول اجعلك من شأني في حل فنزلت هذه الآية.

(ترجمہ) وہ آدمی جس کے پاس کوئی ایسی عورت ہوتی کہ مرد اس کے پاس کثرت سے نہ جاتا اور اس

=انـظـر عون المعبود (١٧٢/٦)، والترمـذى فـى جـامـعه وأبو داود الطيالسى۔ انظر ترتيب مسنده (٢ /١٧)،والـمستدرك للحاكم (٢ /١٨٦)، وقـال هـو عـلـى شرط الشيخين ولم يخرجاه ووافـقه الذهبى فى التلخيص والبيهقى فى سننه (٣ /٢٩٧)، والـحديث له شواهد فى الصحيحين من غير ذكر سبب النزول ۔ والله أعلم۔

(٢٩٧)أخـرجـه ابـن جـرير فى تفسيره (٩ /٢٧١)، فـمـا بـعـدهـمـا والبغوى فى تفسيره (٤٨٦/١)، وابـن الجوزى فى زاد المسير (٢٣٢/٢)، والـخازن فى تفسيره (١ /٦٠٤)،وابن كثيـر فى التفسير (١ /٥٦٢)، والسيـوطـى فى الدرالمنثور(٢ /٢٣٢)، والشـوكـانى فى فتح القدير (٤٨٣/١)

وانـظر مصنف ابن أبى شيبة (٤ /٣٥٧)، والبـخـارى فـى مواضع من صحيحه، انظره مع الفتح (٢٦٥/٨)، ومسلم فى صحيحه (٢٣١٤/٤)، وانظر تفسير الآية السابقة۔

سے الگ ہونے کا ارادہ کرتا تو وہ عورت کہتی کہ میں نے تجھے اپنے معاملے میں اختیار دیا ہے چاہے میرے پاس رہو یا نہ رہو تو اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

(روایت نمبر:۲۹۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

نزلت هذه الآية ﴿والصُّلحُ خيرٌ﴾ في رجل كانت تحته امرأة قد طالت صحبتها وولدت منه أولاداً فأراد أن يستبدل بها فراضته على أن يقيم عندها ولا يقسم لها.

(ترجمہ) یہ آیت والصُّلحُ خیر اس آدمی کے متعلق نازل ہوئی جس کے پاس ایک بیوی تھی اور اس کے ساتھ تعلق طویل ہوگیا اور اس سے اولاد بھی پیدا ہوئی اور مرد نے چاہا کہ اب اس بیوی کو بدل دے تو وہ عورت خاوند کو اس بات پر راضی کرتی تھی کہ وہ خاوند کے پاس رہے تو وہ اس کے رہنے کی باری نہ لے گی۔

﴿وَ لَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَ لَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ﴾	(آیۃ:۱۲۹)

ترجمہ: اور تم بیویوں میں ہرگز برابری نہ رکھ سکو گے اگر چہ اس کا شوق کرو تو بالکل پھر بھی نہ جاؤ کہ ایک عورت کو ایسا کر دو جیسے کوئی ادھر میں لٹکی ہوئی ہو اور اگر اصلاح کرتے رہو اور پرہیز گاری کرتے رہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

آدمی حسب طاقت بیویوں میں مساوات رکھے

(روایت نمبر:۲۹۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

كان النبي ﷺ يقسم بين نسائه فيعدل ثم يقول: "اللهم هذا قسمي فيما أملك،

(۲۹۸)أخرجه الطبري في تفسيره (۹/ ۲۷۰)، وابن الجوزي في تفسيره (۲/ ۱۲۸)، والسيوطي في تفسيره (۲/ ۲۳۳)، وانظر سنن ابن ماجه (۱/ ٦۳٤)، والحديث متفق عليه۔ انظر البخاري مع الفتح (۱/ ٦۳٤، ۸/ ۱۹۹)، وصحيح مسلم (٤/ ۲۳۱٦)، والبيهقي في سننه (۸/ ۲۹٦)، ومسند عائشة لابن أبي داود ص۸۷۔

وانظر تخريج الحديثين السابقين۔

(۲۹۹)أخرجه ابن جرير الطبري في تفسيره (۹/ ۲۸۹)، والبغوي في التفسير أيضاً (۱/ ٤۸۷)، والخازن في التفسير (۱/ ٦۰۷)، وابن كثير في تفسيره (۱/ ٥٦۲)، والسيوطي في الدر المنثور (۲/ ۲۳۳)، والشوكاني في فتح القدير (۱/ ٤۸۳، ٤۸٤)۔=

فلا تلمني فيما تملك ولا أملك".

(ترجمہ) نبی اکرم ﷺ اپنی بیویوں کے درمیان باری تقسیم کرتے تھے اور اس میں انصاف فرماتے تھے پھر فرماتے تھے۔

اے اللہ یہ میری تقسیم ہے جتنا میری قدرت میں ہے اور جس چیز میں میں قدرت نہیں رکھتا اور میں اس کا مالک نہیں ہوں اس میں مجھے ملامت نہ فرمانا۔

﴿وَ اِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ ۚ وَ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكُوۡنُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيۡدًا﴾	(آیۃ:۱۵۹)

ترجمہ: اور اہل کتاب کے جتنے فرقے ہیں وہ عیسیٰؑ پر ان کی موت سے پہلے ایمان لائیں گے اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوں گے۔

ظہور دجال اور نزول مسیح علیہ السلام

(روایت نمبر:۳۰۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

دخل علي رسول الله ﷺ وأنا أبكي فقال: "ما يبكيك؟" قالت: يا رسول الله ذكرت الدجال فبكيت، فقال رسول الله ﷺ: "إن يخرج الدجال وأنا حي فقد كفيتموه وإن يخرج بعدي فإن ربكم ليس بأعور إنه يخرج في يهودية أصبهان حتى

=وانظر مصنف ابن أبی شیبة (٤/٣٨٦)، ومسند أحمد (٦/١٤٤)، وعند أبی داود انظر مختصر السنن (٣/٦٤) والسنن للترمذی (٣/٤٤٦)، وسنن النسائی (٧/٦٤)، وسنن ابن ماجه (١/٦٣٤)، والحاكم فی المستدرك (٢/١٨٧)۔

(٣٠٠)أخرج ابن جرير فی تفسيره روايات بمعناه، ولم يذكر عن عائشة فی تفسير الآية شيئاً (٩/٣٧٩)، ومثله الخازن (١/٦٢٠)، وكذلك ابن كثير فی تفسيره (١/٥٧٦)، ولم أجد من المفسرين بالأثر من ذكره عن عائشة سوى السيوطی فی الدر المنثور (٢/٢٤٢)۔

ورواه ابن أبی شيبة فی مصنفه عن ابن عمر(١٥/١٢٨)، وأخرجه أحمد فی مسنده عن عائشة (٦/٧٥، ٤٥٤،٤٥٦)، وأبو داود فی سننه، انظر عون المعبود(١١/٤٤٣،٤٤٥)، والترمذی فی سننه (٤/٥١٠)، وابن ماجه فی سننه (٢/١٥٦)، وأصله ثابت فی صحيح مسلم من حديث النواس بن سمعان (٤/٢٢٥٠)۔

یـأتـي الـمدينة فينزل ناحيتها ولها يومئذ سبعة أبواب على كل نقب منها ملكان فيخرج إليـه شرار أهلها حتى يأتي الشام مدينة بفلسطين بباب لد فينزل عيسى ابن مريم فيقتله ثم يمكث عيسى في الأرض أربعين سنة إماماً عادلاً وحكماً مقسطاً.

(ترجمہ) حضور نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں رورہی تھی تو آپؐ نے فرمایاتم کیوں رو رہی ہو؟ میں نے عرض کیایارسول اللہ! میں نے دجال کو یاد کرلیا تھا تو میں رو پڑی تو آپ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ

”إن يـخـرج الـدجال وأنا حي فقد كفيتموه وإن يخرج بعدى فإن ربكم ليس بأعور انـه يـخرج في يهودية أصبهان حتى يأتى المدينة فينزل ناحيتها ولها يومئذ سبعة أبواب عـلـى كـل نـقـب مـنها ملكان فيخرج إليه شرار أهلها حتى يأتى الشام مدينة بفلسطين بـبـاب لـد فيـنـزل عيسى ابن مريم فيقتله ثم يمكث عيسى فى الأرض أربعين سنة إماماً عادلاً وحكماً مقسطاً“.

اگر دجال ظاہر ہوا میں زندہ ہوں گا تو میں اس کے مقابلے میں تمہارے لئے کافی ہو جاؤں گا۔ اور اگر میرے بعد ظاہر ہوا تو تمہارا رب کانا نہیں ہے یہ دجال اصبہان کے یہودی گھرانے سے ظاہر ہوگا حتیٰ کہ مدینہ بھی آئے گا اور مدینہ کی ایک طرف اترے گا اس دن مدینے کے سات دروازے ہوں اور ہر نقب پر دو فرشتے مقرر ہوں گے اور دجال کی طرف مدینے کے شریر لوگ پلٹ جائیں گے حتیٰ کہ وہ فلسطین کے شہر شام کے باب لد کی طرف لوٹے گا پھر حضرت عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے اور اس کو قتل کریں گے پھر عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس سال عادل حکمران اور انصاف والے حاکم بن کر رہیں گے۔

(فائدہ) اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ دجال کانا ہوگا اور اللہ تعالیٰ ایسے نہیں ہیں یہ اس کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے۔ دوسری بات یہ کہ اس کا ظہور اصبہان سے ہوگا اور اصبہان ایران کا ایک معروف شہر ہے۔ جس میں یہودیوں کا ایک خاص فرقہ موجود ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ دجال مدینہ میں ایک جگہ کے قریب پہنچے گا لیکن مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا اور مدینہ میں شریر لوگ ہوں گے وہ اس کے ساتھ ہو کر نکل جائیں گے۔ اور چوتھی بات یہ ہے کہ باب لد اسرائیل کا ائیر پورٹ بھی ہے اور اسرائیل کے قبضے میں بھی ہے یہیں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو قتل کریں گے اور اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال تک امیر المؤمنین اور حاکم عادل بن کر رہیں گے۔

اور جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے منکر ہو رہے ہیں یا تو وہ مرزائی ہیں یا منکر حدیث ہیں ورنہ صحیح احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے اور اس کے بعد دنیا میں امن قائم کریں گے۔ (امداد اللہ انور)

سورة المائدة

حلال اور حرام میں اترنے والی آخری آیت

(روایت نمبر:۳۰۲) حضرت جبیر بن نفیر فرماتے ہیں میں نے حج کیا اور حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؓ نے مجھ سے فرمایا:

یا جبیر تقرأ المائدة ؟ فقلت : نعم ' فقالت: أما أنها آخر سورة نزلت فما وجدتم فيها من حلال فاستحلوه وما وجدتم فيها من حرام فحرموه.

(ترجمہ) اے جبیر تم سورۃ مائدۃ پڑھتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں! فرمایا یاد رکھو کہ یہ آخری سورت ہے جو نازل ہوئی تھی اور جس چیز کا حلال ہونے کا علم ہو اس کو حلال سمجھنا اور جس کو حرام دیکھو اس کو حرام سمجھنا۔

(فائدہ) یعنی اس سورت کے احکام منسوخ نہیں ہیں باقی الحکم ہیں اور جس چیز کے متعلق حلال ہونے کا علم ہو تو اس کو حلال جاننا اور جس کے متعلق حرام ہونے کا علم ہو اس کو حرام جاننا۔

جس جانور پر ذبح کے وقت بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو

(روایت نمبر:۳۰۳) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا:

یا رسول الله إن الأعراف يأتوننا بلحم لا ندري ذكروا الله عليه أم لا؟ قال : "فسموا

(۳۰۲)أخرجه الخازن في تفسيره مرفوعاً إلى النبي ﷺ (۲ /۲)، وابن كثير في تفسيره موقوفاً على عائشة (۲/۲)، والشوكاني في فتح القدير (۲ /۲)، والسيوطي في الدر المنثور (۲۵۲/۲)۔ وأخرجه أبو عبيد في فضائل القرآن لوحة (۵۷)، والحاكم في مستدركه وقال إنه على شرط الشيخين ولم يخرجاه، ووافقه الذهبي في التلخيص (۲ /۳۱۱)، وأخرجه عبد بن حميد في المنتخب (۱ /۵۲۷)، وانظر تحفة الأشراف للمزي وعزاه للنسائي في السنن الكبرى وأخرجه الإمام أحمد في مسنده بهذا اللفظ (۱۸۸/۶)، والبيهقي في سننه (۱۷۲/۷)۔

(۳۰۳)أخرجه ابن كثير في تفسيره عن عائشة من ثلاث طرق (۲ /۱۸)۔وأخرجه البخاري في صحيحه/ كتاب البيوع باب من لم ير الوساوس و نحوها، انظر الفتح (۲۹۵/۴)، وأبو داود في سننه- كتاب الأضاحي أنظره مع عون المعبود (۲۹/۸)، =

انتم علیه و کلوا".

(ترجمہ) یارسول اللہ! دیہاتی لوگ ہمارے پاس گوشت لے آتے ہیں ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ انہوں نے اس پر ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "فسموا انتم علیه و کلوا".

تم اللہ کا نام لے لیا کرو یعنی بسم اللہ پڑھ لیا کرو اور کھالیا کرو۔

(فائدہ) مطلب یہ ہے کہ دیہاتی مسلمان تو تھے لیکن ان کو بعض مسائل کا علم نہیں تھا تو مسلمان ہونے کی وجہ سے ان کا ذبح شدہ جانور حلال ہوگا اور یہ حضورؐ کا کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھنے کا حکم اس جانور کے حلال کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ برکت کے لئے ہے۔

﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ﴾	(آیۃ:۳۳)

ترجمہ: ان لوگوں کی یہی سزا ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کرتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں کہ ان کو قتل کیا جائے یا سولی چڑھایا جائے یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دئے جائیں یا جلاوطن کردئے جائیں یہ ان کیلئے دنیا کی رسوائی ہے اور ان کیلئے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔

حضرت عائشہؓ کے ہار کے گم ہونے کی برکت

(روایت نمبر:۳۰۴) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

=والنسائی فی الضحایا أیضاً (۷/ ۲۳۷)، وابن ماجه فی الذبائح (۲/ ۱۰۵۹)، والدارمی فی مسنده (۲/ ۸۳)، والبیهقی فی سننه- باب النیة (۹/ ۲۳۹)، وذکره الدار قطنی فی سننه فی مواضع منها (۴/ ۲۹۶)۔

(۳۰۴) أخرجه ابن جریر الطبری فی تفسیره (۸/ ۴۰۰-۴۰۵)، وابن الجوزی فی زاد المسیر (۲/ ۹۳)، والبغوی فی التفسیر (۱/ ۴۳۵)، والخازن فی تفسیره (۱/ ۵۲۶)، وابن کثیر فی تفسیره (۱/ ۵۰۶)، کلهم أخرجوه فی تفسیره آیة التیمم (۴۳) من سورة النساء، =

سقطت قلادة لي بالبيداء ونحن داخلون المدينة فأناخ رسول الله ﷺ وثنى رأسه في حجري راقداً وأقبل أبوبكر فلكزني لكزة شديدة وقال حبست الناس في قلادة فبى الموت لمكان رسول الله ﷺ وقد أوجعني. ثم إن النبي ﷺ استيقظ وحضرت الصبح فالتمس الماء فلم يوجد فنزلت: ﴿ يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْٓا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ﴾ الآية . فقال أسيد بن الحضير: لقد بارك الله فيكم يا آل أبي بكر.

(ترجمہ) میرا ہار بیداء مقام پر گر گیا اور ہم شہر کے کچھ قریب تھے تو آپؐ نے اپنا اونٹ بٹھایا اور اپنا سر مبارک میری گود میں رکھ کر سو گئے اور حضرت ابوبکرؓ میرے پاس آئے اور سخت چوکا دیا اور فرمایا تم نے اپنے ہار کی وجہ سے لوگوں کو روک رکھا ہے حضورﷺ کے میری گود میں ہونے کی وجہ سے مجھے موت سی محسوس ہو رہی تھی (کہ حضور پاکﷺ کو تکلیف نہ ہو) اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چوکا دینے سے مجھے تکلیف بھی ہوئی پھر حضورﷺ جاگے تو صبح کا وقت ہو چکا تھا آپؐ نے پانی تلاش کیا تو پانی نہ ملا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔﴿ يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْٓا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ﴾.

(ترجمہ) اے ایمان والو جب تم نماز کیلئے اٹھو تو اپنے منہ دھولو اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک......

تو حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے آل ابوبکر تم میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی ہے۔

(فائدہ) حضرت عائشہؓ کا جب ہار گم ہوا کافی دیر تک نہ ملا اور ادھر پانی بھی نہیں تھا اور صبح کی نماز کا وقت ہو چکا تھا اور وقت نکلنے کا بھی خطرہ تھا اس لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو تکلیف ہوئی۔ اور وہ حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور چونکہ والد تھے اور تنبیہ کرتے ہوئے حضرت عائشہؓ سے یہ رویہ اختیار فرمایا لیکن اللہ کو کچھ اور منظور تھا اور وہ یہ کہ یہ آیت تیمّم نازل ہونی تھی جس سے اس وقت لوگوں کو فوراً راحت حاصل ہوئی اور اس کے بعد کے لوگوں کو بھی حضرت عائشہؓ کے اس عمل کی برکت و راحت حاصل ہوئی۔ کہ جہاں کہیں پانی نہ ملے یا پانی کے استعمال کرنے سے بیماری یا تکلیف ہوتی ہو تو وضو یا غسل کے بجائے تیمّم کر لیا جائے۔ تیمّم کے مسائل اور شرائط فقہ کی کتابوں میں موجود ہیں وہاں دیکھ لئے جائیں۔

=وأخرجه السيوطى فى الدر المنثور فى تفسير آية المائدة هذه (٢٦٣/٢)۔

وأخرجه عبد بن حميد فى مسنده انظر المنتخب (٢٣٢/٢)، والبخارى فى صحيحه كتاب التيمم انظره مع الفتح (١/ ٤٣١)، وكذلك مسلم فى صحيحه (١/ ٢٧٩)، والإمام أحمد فى مسنده (٥٧/٦)، والطبرانى فى المعجم الكبير (٤٩/٢٣)۔

والسيوطى فى أسباب النزول ص ٨٥،

تین وجہ سے مسلمان کا قتل حلال ہے

(روایت نمبر:۳۰۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "لا یحل دم امرئی مسلم إلا بإحدی ثلاث: زان محصن یرجم"، ورجل قتل متعمداً فیقتل، ورجل خرج من الإسلام فحارب فیقتل أو یصلب أو ینفی من الأرض"

(ترجمہ) کسی مسلمان شخص کا خون بہانا تین اعتبار کے علاوہ حلال نہیں ہے۔ (۱) وہ شادی شدہ شخص جس نے زنا کیا ہو اس کو رجم کیا جائے (یعنی پتھر مار مار کر مار دیا جائے) (۲) وہ شخص جس نے جان کر قتل کیا ہو اس کو قتل کیا جائے (۳) وہ شخص جو اسلام سے نکل گیا (مرتد ہو گیا) پھر اس نے جنگ کی اس کو بھی قتل کیا جائے یا اس کو سولی چڑھایا جائے یا اس کو ملک بدر کیا جائے۔

﴿وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَیْدِیَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ﴾	(آیۃ:۳۸)

ترجمہ: اور چور مرد اور چور عورت ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو، ان کے کئے کی سزا میں اللہ کی طرف سے تنبیہ کے طور پر، اور اللہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

چور کا ہاتھ کب کاٹا جائے

(روایت نمبر:۳۰۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لا تقطع ید السارق إلا فی ربع دینار فصاعداً".

---

(۳۰۵)أخرجه ابن جریر ولم یسند لعائشة (۱۰/ ۲۶۱)، والسیوطی فی الدرالمنثور بهذا اللفظ(۲ /۲۷۸)، والحدیث متفق علیه، انظر اللؤلؤ والمرجان فیما اتفق علیه الشیخان ص۴۱۷، وأبو داود فی سننه عن عثمان بن عفان، انظر عون المعبود (۱۲ /۲۱۶)، والنسائی فی سننه عن عائشة (۸/ ۲۳۱)، ومثله البیهقی فی سننه (۸/ ۱۹)،والإمام أحمد فی مسنده (۶/ ۱۸۱، ۲۰۵)۔

(۳۰۶)أخرجه ابن جریر فی التفسیر (۱۰/ ۲۹۵)، والبغوی فی تفسیره (۲/ ۳۵)، والخازن فی التفسیر (۲/ ۴۸)، وابن کثیر فی تفسیره (۲/ ۵۵)۔ والحدیث متفق علیه أخرجه البخاری فی عدة مواضع من صحیحه انظر الفتح(۱۲/ ۸۹-۹۱)، ومسلم فی خمسة =

(ترجمہ) چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے مگر چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ میں۔
(فائدہ) یعنی اس سے کم میں چوری کی ہے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

﴿وَ اللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ﴾	(آیۃ:٦٧)

ترجمہ: اے رسول جو کچھ آپؐ کے رب کی طرف سے نازل ہوا اس کی تبلیغ کیجئے اور اگر آپؐ نے یہ نہ کیا تو آپؐ نے اس کا کوئی پیغام نہیں پہنچایا اور اللہ آپؐ کو لوگوں (دشمنوں) سے محفوظ رکھے گا بے شک اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

اس آیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے خود حضورؐ کی حفاظت فرمائی

(روایت نمبر:٣٠٧) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

كان النبي ﷺ يحرس حتى نزلت هذه الآية: ﴿وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ قالت: فأخرج النبي ﷺ رأسه من القبة فقال: "أيها الناس انصرفوا فقد عصمني اللّٰه".

(ترجمہ) حضور ﷺ کی حفاظت کی جاتی تھی حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی "وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ" تو حضورؐ نے اپنا سر قبہ سے باہر نکالا اور فرمایا "أيها الناس انصرفوا فقد عصمني الله" اے

=أسانيد(٣/١٣١٢، ١٣١٣)، والطبراني في الأوسط (٢/٤٠٨، ٣/١٣٧)، والبيهقي في سننه (٨/٢٥٤)، والإمام أحمد في مسنده (٦/١٠٤)، وابن ماجه في سننه (٢/٨٦٢)، والدارمي في مسنده (٢/١٧٢)، والحميدي في مسنده (١/١٣٤)، والشافعي في المسند انظر ترتيب المسند (٢/٨٣)، وأبو داود الطيالسي في مسنده (١/٣١١)، وأبو داود في سننه في الحدود انظره مع عون المعبود (١٢/٤٩)، والنسائي في سننه في الحدود أيضاً(٨/٧٨)، والدارقطني في سننه في الحدود (٣/١٨٩)، والإمام مالك في الموطا في الحدود (٢/٨٣٢)، والترمذي في الحدود (٤/٥٠)، من جامعه۔

(٣٠٧)أخرجه ابن جرير في تفسيره (١٠/٤٦٩)، والبغوي في تفسيره (٢/٥٢)، وابن الجوزي في زاد المسير (٢/٣٩٦)، والخازن في تفسيره (٢/٧٤)، وابن كثير في التفسير (٢/٧٨)، والسيوطي في تفسيره (٢/٣٩٣)، والشوكاني في الفتح (٢/٥٧)۔

وأخرجه الترمذي في سننه/كتاب التفسير (٥/٢٥١)، والحاكم في المستدرك كتاب التفسير وقال: على شرط الشيخين ولم يخرجاه ووافقه الذهبي (٢/٣١٣)، وأخرجه البيهقي في دلائل النبوة (٢/١٨٤)، وأبو نعيم في الحلية (٦/٢٠٦)، وانظر تحفة الأشراف للمزي (١١/٤٤٥)۔

لوگو! واپس ہو جاؤ اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت اپنے ذمہ لے لی ہے۔

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ﴾	(آیۃ: ۸۷)

ترجمہ: اے ایمان والو پاکیزہ چیزوں کو حرام مت ٹھہراؤ جن کو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے اور حد سے نہ بڑھو اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

بالکل رہبانیت اختیار نہ کرو

(روایت نمبر: ۳۰۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

دخلت امرأة عثمان بن مظعون واسمها خولة بنت حكيم عليّ وهي باذة الهيئة فسألتها ما شأنك فقالت: زوجي يقوم الليل ويصوم النهار ' فدخل النبي ﷺ فذكرت ذلك فلقي النبي ﷺ فقال: "يا عثمان إن الرهبانية لم تكتب علينا أما لك في فو الله إن أخشاكم منه وأحفظكم لحدوده لأنا".

(ترجمہ) حضرت عثمان بن مظعونؓ کی بیوی حضرت خولہ بنت حکیم میرے پاس آئیں جب کہ میں ردی حالت میں تھیں تو میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا حلیہ بنا رکھا ہے تو فرمایا میرا خاوند رات کو عبادت میں مصروف رہتا ہے اور دن کو روزے میں مصروف رہتا ہے میرے پاس نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں یہ بات ذکر کی تو پھر حضرت عثمان بن مظعون نبی کریم ﷺ سے ملے تو فرمایا **"يا عثمان إن الرهبانية لم تكتب علينا أما لك في فو الله إن أخشاكم منه وأحفظكم لحدوده لأنا"**۔

اے عثمان! یہ دنیا سے بے تعلقی ہم پر لازم نہیں ہے کیا تم مجھ میں اسوہ اور طریقہ نہیں دیکھتے خدا کی قسم میں

(۳۰۸) أخرجه ابن جرير في تفسيره (۵۱۷/۱۰)، والبغوی عن جماعة من الصحابة ليس منهم عائشة (۵۹/۲)، ومثله الخازن (۸٤/۲)، وأخرجه ابن كثير في تفسيره عن عائشة (۸۷/۲)، والسيوطی فی تفسيره (۳۰۹/۲)، والشوكانی فی فتح القدير عن غير عائشة (۶۶/۲)۔

وأصل الحديث متفق عليه عن عائشة أخرجه البخاری فی كتاب الأدب و مسلم فی كتاب الفضائل۔ انظر اللؤلؤ والمرجان ص۶۱۸، وأخرجه عبدالرزاق فی مصنفه بهذا اللفظ (۱۶۸/۸)، والطبرانی فی المعجم الكبير (۲۵/۹)۔

تم سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور میں اس کی حدود کو بھی تم سے زیادہ محفوظ رکھتا ہوں۔

(فائدہ) مطلب یہ تھا کہ میں بھی بیویوں کے پاس جاتا ہوں اور ان کا خیال رکھتا ہوں تو تم بھی ایسا کرو۔

(روایت نمبر:۳۰۹) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كانت امرأة عثمان بن مظعون امرأة جميلة عطرة تحب اللباس والهيئة لزوجها فزارتها عائشة وهي تفلة قالت: ما حالك هذه؟ قالت: إن نفراً من أصحاب النبي ﷺ منهم علي بن أبي طالب وعبدالله بن رواحة وعثمان بن مظعون قد تخلوا للعبادة وامتنعوا عن النساء وأكل اللحم وصاموا النهار وقاموا الليل فكرهت أن أريه من حالي ما يدعوه إلى ما عندي لما تخلى له' فلما دخل النبي ﷺ أخبرته عائشة فأخذ النبي ﷺ نعله فحمله بالسبابة من أصبعه اليسرىَ ثم انطلق سريعاً حتى دخل عليهم فسألهم عن حالهم قالوا: أردنا الخير فقال رسول الله ﷺ: "إني إنما بعثت بالحنفية السمحة وإني لم أبعث بالرهبانية البدعة ألا وإن أقواماً ابتدعوا الرهبانية فكتبت عليهم فما رعوها حق رعايتها ألا فكلوا اللحم وائتوا النساء وصوموا وأفطروا وصلوا وناموا فإني بذلك أمرت".

(ترجمہ) حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی حسین وجمیل وصاف ستھرا رہنے والی اور لباس اور صورت کو اپنے خاوند کے لئے اچھا رکھنے والی تھی حضرت عائشہؓ ان کو ملنے کے لئے گئیں تو دیکھا کہ پراگندہ حال ہیں ان سے پوچھا یہ آپ کی کیا حالت ہے؟ تو فرمایا حضور ﷺ کے صحابہ میں سے کچھ لوگ جن میں حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت عثمان بن مظعون ہیں انہوں نے اپنے آپ کو عبادت کے لئے فارغ کرلیا ہے اور عورتوں سے الگ ہوگئے ہیں اور گوشت بھی نہیں کھاتے اور دن کو روزے رکھتے ہیں اور راتوں کو جاگ کر عبادت کرتے ہیں تو میں نے پسند نہیں کیا کہ میں اپنے خاوند کو وہ حالت دکھاؤں جو اس کو میری طرف دعوت دے تاکہ وہ جس کام کے لئے فارغ ہوئے ہیں اس میں رکاوٹ نہ ہو۔ تو نبی کریم ﷺ جب تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ان سے عرض کیا

---

(۳۰۹) أخرجه ابن جرير في تفسيره بعدة روايات (۱۰/ ۵۱٤)، فما بعدها ومثله البغوى (۵۹/۲)، وابن الجوزى فى زاد المسير (۲/ ٤۱۰)، والخازن فى تفسيره مختصراً (۲/ ۸٤)، وابن كثير بأكثر من رواية (۲/ ۸۷)، والسيوطى فى الدر المنثور (۲/ ۳۱۰)، وأخرجه الإمام أحمد عن عائشة بألفاظ قريبة من هذا (۱۰٦/٦، ۲۲٦، ۲٦۸)، والطبرانى فى المعجم الكبير عنها مختصراً (۲٦/۹)، وانظر مجمع الزوائد للهيثمى (۳۰۱/٤)۔

تو نبی کریم ﷺ نے اپنا جوتا مبارک اپنے بائیں ہاتھ کی انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی سے اٹھایا اور جلدی سے نکل کھڑے ہوئے حتیٰ کہ ان حضرات کے پاس گئے ان سے ان کی حالت پوچھی تو انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے نیکی کا ارادہ کیا ہے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مین میانہ روی والے، کشادگی والے دین کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں اور میں ترک دنیا والے بدعت والے طریقے پر مبعوث نہیں ہوا سن لو! کچھ لوگوں نے دنیا سے بے رغبتی کی اجازت طلب کی تھی تو ان پر اس کو لازم کر دیا تو ان پر ویسی رعایت نہ کر سکے جیسا کہ رعایت کرنے کا حق تھا سن لو! گوشت بھی کھاؤ اور بیویوں کے پاس بھی جاؤ اور روزہ بھی رکھو اور روزہ میں وقفہ بھی کرو اور نمازیں بھی پڑھو اور سوؤ بھی کیونکہ میں اسی کا حکم دیا گیا ہوں۔

(فائدہ) ان روزوں سے مراد نفلی روزے ہیں باقی فرض روزوں کا چھوڑنا جائز نہیں ان کی پابندی فرض ہے۔

﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَ لٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ﴾	(آیۃ: ۸۹)

ترجمہ: اللہ تمہارا بے فائدہ قسموں پر مواخذہ نہیں کرتا بلکہ ان قسموں پر مواخذہ کرتا ہے جن کو تم مستحکم کر لو تو اس کا کفارہ دس محتاجوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑا دینا ہے یا غلام (یا لونڈی) آزاد کرنا ہے پس جس کو توفیق نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھنا ہے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھا بیٹھو اور اپنی قسموں کا خیال رکھو اسی طرح سے اللہ تمہارے لئے اپنے حکم بیان کرتا ہے تا کہ تم شکر کرو۔

کس قسم پر کفارہ ہے کس میں نہیں

(روایت نمبر: ۳۱۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

---

(۳۱۰) أخرجه الطبری فی التفسیر (۱۰/ ۵۲٦)، والبغوی فی تفسیره (۲/ ٦۱)، وابن الجوزی فی زاد المسیر (۲/ ٤۱۳)، وأخرجه الخازن بمعناه مختصراً (۲/ ۸٦)، ومثله ابن کثیر (۲/ ۸۹)، والسیوطی فی الدر المنثور (۲/ ۳۱۲)، وانظر تخریج أحادیث آیة البقرة: (۲۲۵)، ﴿لا یؤاخذکم الله باللغو فی أیمانکم ولکن یؤاخذکم بما کسبت قلوبکم﴾ وأخرجه البیهقی فی سننه عن عائشة بهذا اللفظ (۱۰/ ٤۹)۔

إنما اللغو في المراء والهزل والمزاحة في الحديث الذي لا يعقد عليه القلب وإنما الكفارة في كل يمين حلف عليها في جد من الأمر في غضب أو غيره ليعقلن أو ليتركن فذلك عقد الأيمان الذي فرض الله فيه الكفارة.

(ترجمہ) یمین لغو: جھگڑے، بکواس اور مذاق کے وقت بات میں ہوتی ہے۔ جس کو دل کی نیت سے نہیں کہا جاتا اور کفارہ ہر اس قسم میں ہوتا ہے جس میں پختہ نیت کی جائے چاہے وہ غصہ کی بات میں ہو یا اس کے علاوہ میں ہو چاہے کام کرنے کے متعلق ہو یا چھوڑنے کے متعلق ہو۔ عَقَّدتُّم الْاَیْمٰنِ سے متعلق یہی قسم ہے جس میں اللہ نے کفارہ بھی لازم قرار دیا ہے۔

مسکین کیلئے لمبا کرتا

(روایت نمبر:۳۱۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضورﷺ اَوْ کِسْوَتُهُنَّ کے متعلق فرماتے ہیں کہ ہر مسکین کے لئے لمبا کُرتا ضروری ہے۔

﴿اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ﴾	(آیۃ:۹۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! شراب' جوا' بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں ان سے الگ رہو شاید کہ کامیاب ہو جاؤ۔

ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے

(روایت نمبر:۳۱۲) حضرت مریم بنت طارق فرماتی ہیں کہ:

كنت في نسوة من المهاجرات حججنا فدخلنا على عائشة فجعل نساء يسألنها عن الظروف فقالت: إنكن لتذكرن ظروفاً ما كان كثير منها على عهد رسول الله ﷺ فاتقين الله واجتنبن ما

(۳۱۱) أخرجه الطبرى فى التفسير عن ابن عباس موقوفاً (۱ /۵٤۷)، وابن كثير فى التفسير (۲/۹۰)، والسيوطى فى الدر المنثور (۲ /۳۱۹)، والشوكانى فى فتح القدير (۲/٦۹)، وانظر تخريج الذى قبله ولم أجده للطبرانى۔

(۳۱۲)أخرجه السيوطى فى الدر المنثور (۲/۳۱۹)

وأخرجه الحاكم فى المستدرك وقال إنه على شرط الشيخين ولم يخرجاه ووافقه الذهبى فى التلخيص(٤/۱٤۸)۔

یسکر کن فإن رسول اللّٰہ ﷺ قال: "کل مسکر حرام وإن أسکرھا ماء حبھا فلتجتنبہ".

(ترجمہ) میں نے مہاجر عورتوں کے ساتھ حج کیا پھر میں حضرت عائشہؓ کے پاس حاضر ہوئی تو عورتیں آپؓ سے برتنوں کے متعلق پوچھتی رہیں۔ تو آپؓ نے فرمایا تم برتنوں کا ذکر کرتی ہو یہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں نہیں ہوتے تھے بس تم ان کے متعلق اللہ سے ڈرو (زیادہ برتن گھروں میں نہ رکھا کرو) اور ان برتنوں سے بھی دور رہو جن میں کھانے پینے کی چیز ڈالنے سے نشہ آتا ہو (بعض برتن اس وقت ایسے ہوتے تھے جن میں کوئی نشہ کی چیز بنائی جاتی تھی تو ایسے برتنوں سے منع فرمایا) چونکہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "**کل مسکر حرام وإن أسکرھا ماء حبھا فلتجتنبہ**" ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے اور اگرچہ اس برتن کے دانے کا پانی بھی نشہ دے تو اس برتن سے بھی بچ کر رہو۔

(فائدہ) اس وقت بعض برتن مٹی کے ہوتے تھے اور بعض کدو کے خول کے اور بعض کسی اور چیز کے خول کے جن کو سکھا کر کے اندر سے مواد نکال دیا جاتا تھا اور پھر اس کو بطور برتن کے استعمال کیا جاتا تھا۔

لوگ کب زمین میں دھنسیں گے

(روایت نمبر:۳۱۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"**یکون فی أمتی خسف ومسخ وقذف**" **قلت:** یا رسول اللّٰہ وھم یقولون: لا إلہ إلا اللّٰہ؟ قال: "**إذا ظھرت القینات وظھر الزنا وشرب الخمر ولبس الحریر کان عند ذا**".

(ترجمہ) حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں زمین میں دھنسایا بھی جائے گا اور شکلیں بھی بگاڑی جائیں گی اور پتھر بھی برسائے جائیں گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگرچہ وہ لا الٰہ الا اللہ بھی کہتے ہوں گے فرمایا جب گانے والیاں عام ہو جائیں گی اور زنا پھیل جائے گا اور شراب پی جائے گی اور ریشم پہنا جائے گا تو اس وقت یہ ہوگا۔

(فائدہ) عورتوں کیلئے ریشم پہننا حلال ہے اور مردوں کیلئے حرام ہے۔

---

(۳۱۳) أخرجہ السیوطی فی تفسیرہ (۲/۳۲٤)۔

ولم أجدہ لھا بھذا اللفظ لغیر السیوطی، وذکرہ الھیثمی فی مجمع الزوائد عن أبی سعید الخدری (۸/۱۱)، وعزاہ للطبرانی فی الصغیر والأوسط، وفیہ زیاد ابن أبی زیاد الجصاص مختلف فی توثیقہ وبقیۃ رجالہ ثقات۔ ولم أعثر علیہ لابن أبی الدنیا۔

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ﴾	(آیۃ:۹۵)

ترجمہ: اے ایمان والوشکار نہ کرو جبکہ تم حالت احرام میں ہواور جس نے تم میں سے اس کو جان بوجھ کر مارا تو اس کا بدلہ اس جانور کے برابر ہوگا جس کو اس نے مارا اس کا تم میں سے دو معتبر شخص فیصلہ کریں' نیاز کے طور پر کعبہ تک پہنچا دیں' یا کفارہ ہے کئی محتاجوں کو کھلانے کا یا اس کے برابر روزے ہیں تا کہ وہ اپنے کام کی سزا چکھے اللہ نے گذشتہ کو معاف کیا اور جو شخص پھر ایسا کرے گا تو اللہ اس سے انتقام لے گا اور اللہ زبردست ہے انتقام لینے والا ہے۔

شترمرغ کے انڈے کا کفارہ

(روایت نمبر:۳۱۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ

النبي ﷺ قال في رجل محرم أصاب بيض نعام "عليه في كل بيضة صيام أو إطعام مسكين".

(ترجمہ) حضور ﷺ نے اس شخص کے متعلق جس نے احرام باندھا ہوا اور اس کو شکار میں شترمرغ کے انڈے ملے ہوں اور ان کو استعمال کیا ہو تو ایسے شخص کے بارے میں فرمایا "**عليه فى كل بيضة صيام أو إطعام مسكين**"۔ کہ اس پر ہر انڈے کے عوض ایک دن کا روزہ رکھنا ہے یا مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔

حالت احرام میں کونسی چیزیں ماری جاسکتی ہیں

(روایت نمبر:۳۱۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ: حضور ﷺ نے فرمایا:

"ليقتل المحرم: الفأرة والعقرب والحدأة والغراب والكلب العقور" زاد في رواية

(۳۱۴) أخرجه السيوطى فى تفسيره (۳۲۹/۲)، والشوكانى (۷۵/۲)، وأخرجه ابن أبى شيبة فى مصنفه (۱۳/٤)۔

(۳۱۵) ذكره الخازن فى تفسيره ولم يسنده لأحد(۹۲/۲)، وابن كثير فى التفسيرعن عائشة بأكثر من رواية (۹۸/۲)،والسيوطى فى الدر المنثور(۳۳۱/۲)، والشوكانى فى الفتح (۷۵/۲)، والحديث متفق عليه من حديث عائشة وابن عمر وغيرهما أخرجه البخارى فى مواضع من صحيحه /كتاب جزاء الصيد۔ ومسلم فى كتاب الحج /باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب، انظر اللؤلؤ والمرجان فيما اتفق عليه الشيخان ص ۲۷۰-۲۷۱،وأخرجه الإمام أحمد فى مسنده (۲۵۹/۶، ۲۶۱، ۲٦٤)، والطحاوى فى شرح معانى الآثار(۱٦٦/۲)، والبيهقى فى سننه (۲۰۹/۵)، والنسائى فى سننه (۲۰۸/۵)، وأبو داود الطيالسى فى مسنده- انظر ترتيبه (۲۱٤/۱)۔

۔ ویقتل الحیة.

(ترجمہ) محرم چوہے، بچھو، چیل، کوے اور باولے کتے کو مار سکتا ہے اور ایک روایت میں اس کا بھی اضافہ ہے کہ سانپ کو بھی مار سکتا ہے۔

﴿يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْئَلُوا عَنْ أَشْيَآءَ إِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾	(آیۃ:۱۰۱)

ترجمہ: اے ایمان والو فضول باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار ہوں اور اگر تم نزول قرآن کے وقت ان کے متعلق پوچھو تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی گذشتہ سوالات اللہ نے معاف کر دئے اور اللہ بخشنے والا تحمل والا ہے۔

مقبرہ عسقلان کی فضیلت

(روایت نمبر:۳۱۶) حضرت عبداللہ بن مالک بن بحسینہ فرماتے ہیں کہ:

قال ﷺ على أهل المقبرة ثلاث مرات وذلک بعد نزول هذه الآية: ﴿يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْئَلُوا عَنْ أَشْيَآءَ إِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ فاسکت القوم فقال أبو بكر فأتى عائشة فقال: إن النبي ﷺ صلى على أهل المقبرة فسليه فقالت عائشة: صليت على أهل المقبرة ثلاثاً؟ فقال رسول الله ﷺ: "مقبرة بعسقلان يحشر منها سبعون ألف شهيد".

(ترجمہ) آیت کے نازل ہونے کے بعد حضور ﷺ نے ایک مقبرہ والوں پر تین مرتبہ رحمت کی دعا فرمائی تو لوگ خاموش ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عائشہؓ کے پاس گئے اور فرمایا کہ حضور ﷺ نے ایک مقبرہ والوں کے متعلق رحمت کی دعا کی ہے تم حضورؐ سے اس کے متعلق پوچھو تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ آپ نے مقبرہ والوں کے متعلق تین مرتبہ رحمت کی دعا کی ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا: کہ یہ مقبرہ عسقلان میں ہے اس سے قیامت کے دن ستر ہزار شہید اٹھائے جائیں گے۔

---

(٣١٦) أخرجه أحمد فی مسنده عن أنس قريباً من هذا اللفظ (٥٢٥/٣)، وأورده ابن الجوزی فی كتابه الموضوعات (٥٤/٢)، وقال فی إسناده أبو عقال واسمه هلال بن زيد بن يسار لا يجوز الاحتجاج به ورد عليه الحافظ ابن حجر تضعيفه بالقول المسدد فی الذنب عن مسند الإمام أحمد ص٩، ٢٧" باب هذا الحديث وطرقه" ؛فقد روى عن أنس و عبد الله بن عمر و عائشة وروى عن كل منهما بأكثر من طريق رد بها على ابن الجوزی ثم جاء السيوطی فتعقب ابن الجوزی بمثل ما فعل ابن حجر وزاد عليه شواهد أخرى، انظر كتابه اللآلی المصنوعة (١٦١/١-١٦٣)

﴿يَوْمَ يُنفَخُ فِى الصُّوُرِ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ﴾	(الآیۃ:۷۳)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے ٹھیک طور پر آسمانوں اور زمین کو بنایا اور جس دن کہے گا ہو جا وہ ہو جائے گا اسی کی بات سچی ہے اسی کیلئے ہے سلطنت جس دن صور پھونکا جائے گا غیب اور حاضر کو جاننے والا ہے وہی تدبیر والا خبر رکھنے والا ہے۔

حضرت اسرافیلؑ کے حالات

(روایت نمبر:۳۱۷) حضرت عبداللہ بن حارث فرماتے ہیں کہ:

كنت عند عائشة وعندها كعب الحبر وذكر إسرافيل فقالت عائشة أخبرني عن إسرافيل فقال كعبَ: عندكم العلم قالت: أجل فأخبرني قال: له أربعة أجنحة جناحان في الهواء' وجناح قد تسر بل به' وجناح على كاهله والقلم على أذنه فإذا نزل الوحي كتب القلم' ثم درست الملائكة وملك الصور جاث على إحدى ركبتيه وقد نصب الأخرى' وقد التقم الصور محني ظهره وقد أمر إذا رأى إسرافيل قد ضم جناحيه أن ينفخ في الصور فقالت: عائشة هكذا سمعت رسول الله ﷺ يقول.

(ترجمہ) میں حضرت عائشہؓ کے پاس موجود تھا اور آپؓ کے پاس حضرت کعب احبار بھی موجود تھے حضرت اسرافیل کا انہوں نے ذکر کیا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ مجھے اسرافیل کے متعلق بتاؤ تو حضرت کعب نے عرض کیا آپ تو جانتی ہیں تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہاں تم پھر بھی بتاؤ تو انہوں نے عرض کیا کہ اس کے چار پر ہیں دو پر ہوا میں ہیں اور ایک پر اس نے اوڑھا ہوا ہے اور ایک پر اس کے کندھے پر ہے اور

---

(۳۱۷)انظره فی الدرالمنثور (۲۳/۳)۔

وأخرجه أبو الشيخ الأصبهانی فی مواضع من كتابه العظمة (۶۹۵/۲، ۶۹۹، ۸۲۰/۳)، وأبو نعيم فی الحلية (۴۷/۶)، فتح الباری (۳۶۹/۱۱)۔

قلم اس کے کان پر ہے جب وحی نازل ہوتی ہے تو قلم اس کو لکھ لیتا ہے اور فرشتے اس کو پڑھ لیتے ہیں اور یہی فرشتہ صور پھونکنے والا ہے جس نے ایک گھٹنا زمین پر ٹکایا ہوا ہے۔ اور اپنا ایک اٹھا رکھا ہے صور اس کے منہ میں ہے کمر کو اس نے دوہرا کیا ہوا ہے اور جب اس کو صور پھونکنے کا حکم دیا جائے گا تو وہ پروں کو سمیٹ لے گا حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے بھی حضور ﷺ سے ایسے ہی سنا ہے۔

﴿وَ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ تَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ﴾	(آیۃ:۹۴)

ترجمہ: اور تم ہمارے پاس ایک ایک ہو کر آئے جیسے ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور جو مال اسباب ہم نے تمہیں دیا تھا وہ اپنی پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے سفارشی نہیں دیکھ رہے جن کیلئے تم کہتے تھے کہ وہ تمہارے شریک ہیں ٹوٹ گئے تم آپس میں اور جاتے رہے جو تم دعوے کرتے تھے۔

قیامت کے دن مرد عورت ایک دوسرے کو نہیں دیکھتے ہوں گے

(روایت نمبر:۳۱۸) حضرت عائشہؓ نے ﴿وَ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ والی آیت پڑھی اور عرض کیا:

یا رسول الله واسوء تاه إن الرجال والنساء یحشرون جمیعاً ینظر بعضهم إلی سوأة بعض فقال رسول الله ﷺ : "لكل امرئ منهم یومئذ شأن یغنیه لا ینظر الرجال إلی النساء ولا النساء إلی الرجال شغل بعضهم عن بعض".

(ترجمہ) یا رسول اللہ ہائے مصیبت مرد اور عورت قیامت کے دن اکٹھے کھڑے ہوں گے بعض بعض کی شرم گاہ کو دیکھتے ہوں گے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کہ ہر شخص کا اس دن ایسا حال ہوگا کہ وہ دوسرے سے بے پرواہ ہوگا مرد عورتوں کی طرف نہیں دیکھ سکیں گے نہ عورتیں مردوں کی طرف دیکھ سکیں گی ہر آدمی کی حالت نے ایک دوسرے سے بے تعلق کر رکھا ہوگا۔

(۳۱۸) أخرجه الطبری فی تفسیره (۱۱/ ۵٤٤)، والخازن فی تفسیره (۲/ ۱٦۱)، والسیوطی فی الدرالمنثور (۳/۳۵)۔

وأخرجه الحاکم فی المستدرك / کتاب الأهوال (٤/ ٥٦٥)، البخاری مع الفتح (٦/ ۳۸٦)، ومسلم (٤/ ۲۱۹٤)۔

﴿وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا﴾	(آیۃ:۹۷)

ترجمہ: اور اسی نے تمہارے لئے ستارے بنائے تا کہ ان سے اندھیروں میں جنگل اور دریا کے راستے پاؤ بے شک ہم نے کھول کھول کر علم والی قوم کیلئے دلائل بیان کر دئے ہیں۔

علم نجوم کی مذمت

(روایت نمبر:۳۱۹) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ

نهى رسول الله ﷺ عن النظر في النجوم.

نبی کریم ﷺ نے ستاروں میں غور وفکر سے منع فرمایا۔

(فائدہ) یعنی علم نجوم سے منع فرمایا اس کے استعمال سے، اس پر ایمان رکھنے سے، اس کے اثرات تسلیم کرنے سے۔ اگر کوئی آدمی اس طرح سے نجوم پر ایمان رکھے گا تصدیق کرے گا تو وہ کافر ہو جائے گا۔

﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً.....﴾	(آیۃ:۱۴۵)

ترجمہ: کہہ دیجئے میں اس وحی میں جو مجھے پہنچی ہے کھانے والے پر کسی چیز کو حرام نہیں پاتا جس کو وہ کھاتا ہے الا یہ کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون یا خنزیر کا گوشت کیونکہ وہ ناپاک ہے یا ناجائز جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے' پس جو بھوک سے بے اختیار ہو نہ نافرمانی کرے اور نہ زیادتی تو آپ کا رب بڑا معاف کرنے والا بڑا مہربان ہے۔

کونسی چیزیں حرام ہیں

(روایت نمبر:۳۲۰) حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ:

(۳۱۹) أخرجه السيوطى فى تفسيره الدر المنثور (۳/۳۵)۔
وأخرجه الخطيب البغدادى فى تاريخه بهذا اللفظ عن أبى هريرة لا عائشة (۱۳٤/٦)۔
(۳۲۰) أخرجه ابن جرير الطبرى فى تفسيره (۱۲/ ۱۹٤)، وذكره البغوى فى تفسيره قولًا لعائشة بدون سند (۱۳۸/۲)، ومثله الخازن (۱۹٤/۲)، وأورده السوطى فى الدرالمنثور عنها بهذا اللفظ (۵۱/۳)۔

لا بأس بأكل كل ذي شيء إلا ما ذكر في هذه الآية: ﴿ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا..﴾ الآية.

(ترجمہ) کسی چیز کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے مگر وہ چیزیں جو اس آیت میں ذکر کی گئی ہیں۔

(فائدہ) فقہاء احناف کے نزدیک کون سی چیزیں حلال ہیں اور کون سی چیزیں حرام ہیں اور ان کے قرآن و سنت کے مطابق کیا دلائل ہیں اس کی تفصیل جاننے کیلئے تفسیر مظہری اور تفسیر القرآن للجصاص ملاحظہ فرمائیں۔

﴿وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾	(آیۃ:۱۵۱)

ترجمہ: کہہ دیجئے آؤ میں سنا دوں تمہارے رب نے تم پر جو حرام کیا ہے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ نیکی کرو اور اپنی اولاد کو مفلسی سے مار نہ ڈالو تمہیں اور ان کو ہم رزق دیتے ہیں اور بے حیائی کے کام کے پاس نہ جاؤ خواہ وہ علانیہ ہو خواہ پوشیدہ اور اس جان کو مت قتل کرو جس کو اللہ نے تم پر حرام کیا ہے مگر حق سے اس کا تمہیں تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھو۔

تین وجہ سے قتل کرنا جائز ہے

(روایت نمبر:۳۲۱) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”لا يحل دم امرئ مسلم إلا بإحدى ثلاث خصال: زان محصن يرجم، ورجل قتل متعمدًا ورجل يخرج من الإسلام وحارب الله ورسوله فيقتل أو يصلب أو ينفى من الأرض“.

(ترجمہ) کہ کسی مسلمان شخص کا خون بہانا تین اعتبار کے علاوہ حلال نہیں ہے۔(۱) وہ شادی شدہ شخص جس نے زنا کیا ہو اس کو رجم کیا جائے (یعنی پتھر مار مار کر مار دیا جائے) (۲) وہ شخص جس نے جان کر قتل کیا ہو اس کو قتل کیا جائے (۳) وہ شخص جو اسلام سے نکل گیا (مرتد ہو گیا) پھر اس نے جنگ کی اس کو بھی قتل کیا

(۳۲۱) أخرجه ابن جرير ولم يسند لعائشة (۱۰ /۲٦۱)، والسيوطي في الدر المنثور بهذا اللفظ(۲ /۲۷۸)، والحديث متفق عليه، انظر اللؤلؤ والمرجان فيما اتفق عليه الشيخان ص۴۱۷، وأبو داود في سننه عن عثمان بن عفان، انظر عون المعبود (۱۲ /۲۱٦)، والنسائي في سننه عن عائشة (۸ /۲۳۱)، ومثله البيهقي في سننه (۸/ ۱۹)، والإمام أحمد في مسنده (۱۸۱/٦، ۲۰۵)ابن كثير في تفسيره(۱۸۹/۳)۔

جائے یا اس کو سولی چڑھایا جائے یا اس کو ملک بدر کیا جائے۔ (یہ سب سزائیں حکومت کی طرف سے دی جا سکتی ہیں عوام کے اختیار میں نہیں ہیں)۔

﴿هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن تَأْتِيَهُمُ الْمَلٰئِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِن قَبْلُ﴾	(آیۃ:۱۵۸)

ترجمہ: یہ لوگ صرف اس بات کے منتظر ہیں کہ ان پر فرشتے آئیں یا آپ کا رب آئے یا آپ کے رب کی کوئی نشانی آئے جس دن آپؐ کے رب کی ایک نشانی (عذاب یا قیامت) آئے گی تو کسی نفس کو اس کا ایمان مفید نہ ہوگا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا تھا یا اپنے ایمان کی حالت میں کوئی نیکی نہیں کی تھی آپ کہہ دیجئے تم بھی منتظر رہو ہم بھی منتظر ہیں۔

بدعتی اور فرقہ پرستوں کی توبہ قبول نہیں

(روایت نمبر:۳۲۲) حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

"يا عائشة إن الذين فرقوا دينهم وكانوا شيعاً هم أصحاب البدع وأصحاب الأهواء وأصحاب الضلالة، من هذه الأمة ليست لها توبة يا عائشة إن لكل صاحب ذنب توبة غير أصحاب البدع وأصحاب الأهواء ليس لهم توبة أنا منهم بريء وهم مني براء".

(ترجمہ) اے عائشہ وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین میں تفریق ڈالی اور گروہ گروہ بن گئے یہ بدعتیں ایجاد کرنے والے اور فرقے بنانے والے اور گمراہیاں پھیلانے والے ہیں اے عائشہ اس امت کے ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہ ہوگی ہر گناہ گار کی توبہ قبول ہوگی سوائے ایسے بدعتیوں کے اور ایسے فرقے بازوں کے

(۳۲۲) أخرجه ابن كثير في تفسيره مختصراً (۱۹۶/۲)، وقال غريب ولا يصح رفعه والسيوطي في الدرالمنثور بهذا اللفظ (۶۳/۳)،

وأخرجه الحكيم الترمذي في نوادر الأصول ص ۲۱۹، والطبراني في المعجم الصغير، انظره مع الروض الداني (۱/ ۲۳۸)، وقال الهيثمي لما عزاه للطبراني "فيه بقية و مجالد بن سعيد كلاهما ضعيف" انظر مجمع الزوائد (۱/ ۱۸۸)، وأخرجه أبو نعيم ف الحلية (۱۳۸/۴)، قلت: ومعناه باطل لمخالفته لظاهر القرآن۔

ان کی توبہ قبول نہیں ہوگی میں ان سے بری ہوں اور یہ مجھ سے بری ہیں۔

﴿وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾	(آیۃ:۱۶۴)

ترجمہ: آپؐ کہہ دیجئے کیا اب میں اللہ کے سوا کوئی رب تلاش کروں حالانکہ وہ ہر شے کا رب ہے اور جو کوئی گناہ کرتا ہے وہ اس کے ذمہ ہے اور کوئی شخص ایک دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا پھر تم سب کو اپنے رب کے پاس لوٹ کر جانا ہے پھر وہ تمہیں جتلائے گا جس میں تم جھگڑتے تھے۔

ولد الزنا پر اس کے والدین کا گناہ نہیں ہے

(روایت نمبر:۳۲۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"ليس على ولد الزنا من وزر أبويه شي ء" ثم تلى:﴿وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾.
(ترجمہ) ولد الزنا پر اس کے ماں باپ کے گناہ کا کوئی بوجھ نہیں ہے اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی" وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی"۔
(روایت نمبر:۳۲۴) امام عبدالرزاق اور امام ابن ابی شیبہ نے بھی اسی کے مثل روایت کیا ہے۔

کیا میت پر رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے

(روایت نمبر:۳۲۵) حضرت ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ

توفيت أم عمر بنت أبان ابن عثمان فحضرت الجنازة، فسمع ابن عمر بكاء، فقال: ألا تنهى هؤلاء عن البكاء فإن رسول الله ﷺ قال: "إن الميت يعذب ببكاء الحي عليه" فأتيت عائشة فذكرت ذلك لها فقالت: والله إنك لتخبرني عن غير كاذب ولا

---

(۳۲۳)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر غير السيوطي في الدر المنثور (۳/۶۷)، وأخرجه الحاكم في المستدرك ووافقه الذهبي في التلخيص(۴/۱۰۰)۔

(۳۲۴)أخرجه السيوطي في تفسيره (۳/۶۷)، وأخرجه عبدالرزاق في مصنفه (۳/۴۵۵، ۷/۴۵۴)، وانظر مصنف ابن أبي شيبة القسم الأول من الجزء الرابع (الجزء المفقود) ص۵۷۔

(۳۲۵)أخرجه السيوطي في تفسيره (۳/۶۷)، والزركشي في "الإجابة فيما استدركته عائشة على الصحابة"ص۷۷، وأصله ثابت في الصحيح۔ وانظر تخريج الحديث الذي قبله۔

متهم ولكن السمع يخطئ وفي القرآن ما يكفيكم: ﴿وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى﴾.

(ترجمہ) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بیٹے ابان کی بیٹی ام عمر فوت ہوئیں تو میں ان کے جنازہ میں شریک ہوا تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے رونے کی آواز سنی تو فرمایا کیا اس رونے سے لوگ باز نہیں آئیں گے کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا:

میت کو زندہ آدمی کے اس پر رونے سے عذاب دیا جاتا ہے پھر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا تو ان سے حضرت ابن عمرؓ کی بات ذکر کی تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا خدا کی قسم تم مجھے ایسے آدمی کے متعلق بتا رہے ہو جو جھوٹ نہیں بولتا اور نہ ہی اس پر جھوٹ کی تہمت لگائی جا سکتی ہے لیکن سننے میں غلطی ہو جاتی ہے اور قرآن کریم میں جو حکم ہے وہ تمہیں کافی ہے اور وہ ہے ﴿وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى﴾۔

(فائدہ) میت پر اگر کوئی روتا ہے تو میت کو اس کے رونے کا عذاب نہیں ہوگا ہاں اگر وہ میت پر رونے کو پسند کرتا تھا یا اس نے اپنے اوپر رونے کی بین کرنے کی وصیت کی تھی پھر وصیت کرنے کا اور پسند کرنے کا اس کو گناہ اور عذاب ہوگا۔

سورة الأعراف

﴿وَ الْوَزْنُ يَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾	(آیۃ:۸)

ترجمہ: اوراس دن تول ٹھیک ہوگی پس جس کا پلہ بھاری ہوگا تو وہی لوگ نجات پائیں گے۔

اعمال کی ترازو اور پل صراط

(روایت نمبر:۳۲۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا آپؐ نے فرمایا:

”خلق الله كفتي الميزان مثل السماء والأرض فقالت الملائكة: يا ربنا من تزن بهذا قال: أزن به من شئت وخلق الله الصراط كحد السيف فقالت الملائكة: يا ربنا من تجيز على هذا؟ قال: أجيز عليه من شئت“.

اللہ تعالیٰ نے ترازو ئے اعمال کے آسمان وزمین کے برابر پلڑے پیدا کئے تو فرشتوں نے عرض کیا اے ہمارے پروردگار! آپ اس کے ساتھ کیا تولیں گے؟ آپ نے فرمایا میں اس کے ساتھ جس کو چاہوں گا تولوں گا اور اللہ تعالیٰ نے پل صراط کو تلوار کی دھار کی طرح پیدا کیا تو فرشتوں نے عرض کیا اے ہمارے پروردگار! آپ اس سے کس کو گزاریں گے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں جس کو چاہوں گا اس کو گزاروں گا۔

(فائدہ) اس روایت میں میزان اور پل صراط کی اہمیت کے متعلق ذکر کیا گیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل سے ہمارے اعمال ناموں کو وزنی فرمائیں اور اپنے فضل سے پل صراط سے گزاریں ورنہ پاس ہونا بہت مشکل ہے۔

---

(۳۲۶) أخرجه السيوطي في تفسيره في الدرالمنثور (۳/ ۷۰)، ولم أجده عند غيره بهذا اللفظ۔ ومعناه صحيح والميزان مقطوع به وثابت في القرآن والسنة۔ وأخرج الآجري في الشريعة عن سلمان الفارسي قريباً منه ص۳۸۲، والقرطبي في التذكرة ص۳۱۳۔

﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾	(آیۃ:۳۱)

ترجمہ: اے اولادآدمؑ ہر نماز کے وقت اپنا لباس زینت پہن لیا کرو اور کھاؤ اور پیو اور بے جا خرچ نہ کرو اس کو بے جا خرچ کرنے والے پسند نہیں۔

دن میں دو دفعہ کھانا کھانا فضول خرچی ہے

(روایت نمبر:۳۲۷) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ میں نے ایک دن میں دو دفعہ کھانا کھایا تو آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ:

"أما تحبين أن يكون لك شغل إلا في جوفك. الأكل في اليوم مرتين من الإسراف والله لا يحب المسرفين".

کیا تم پسند کرتی ہو کہ تمہارا کام صرف پیٹ کا ہی رہ جائے۔ دن میں دو مرتبہ کھانا فضول خرچی ہے اور اللہ تعالیٰ فضول خرچوں کو پسند نہیں کرتا۔

بدن کو اس کی عادت کی غذا دیا کرو

(روایت نمبر:۳۲۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے جب ان کو تکلیف تھی تو آپ نے فرمایا اے عائشہ:

---

(۳۲۷)أخرجه السيوطي في تفسيره (۳ / ۸۰)، عن عائشة بهذا اللفظ۔ وأخرجه الغزالي في الإحياء (۸۸/۳)، وقال العراقي تخريجه: في إسناده ضعف وأخرجه السيوطي في كتابه: (المنهج السوي والمنهل الروي في الطب النبوي)۔ وعزاه للبيهقي في الشعب، قال إنه ضعفه ص ۱۵۲، ولم أجده في الأجزاء المطبوعة من شعب الإيمان۔

وأخرجه المنذري في الترغيب الترهيب عن عائشة وعزاه للبيهقي وذكره أن في إسناده ابن لهيعة (۱۲٤/۳)، وعلى هذا فلاحديث بهذا الإسناد ضعيف لا يحتج به۔

(۳۲۸)أخرجه السيوطي في تفسيره (۸۰/۳)، وأخرج ابن الجوزي في زاد المسير جزءاً منه (وعودوا أكل بدن ما أعتاد) وقال إنه كلام الحارث بن كلدة، طبيب العرب (۳ /۱۸۸)، والغزالي في الإحياء (۸۲/۳)، وقال العراقي في تخريجه لم أجد له أصلاً۔=

"الأزم دواء والمعدة بيت الأدواء وعودوا بدناً ما اعتاد".
پرہیز دوا ہے اور معدہ بیماریوں کا گھر ہے اور تم بدن کو وہ چیز دو جو اس کی عادت ہو۔
(فائدہ) یعنی انسان کا جسم عادت کے مطابق چیزوں کو طلب کرتا ہے اس لئے عادت کی چیز کو اگر چھوڑ دیا جائے گا تو وہ بیمار ہو جائے گا لیکن اگر حرام چیز کی یا مکروہ چیز کی عادت پڑ جائے تو یہ گناہ ہے اور اس کو چھوڑنا ضروری ہے۔ ایسی چیز کی حضور ﷺ نے اس حدیث میں کوئی اجازت نہیں دی۔ اور نہ ہی اس حدیث میں یہ مراد ہے۔

﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ﴾	(آیۃ:۳۲)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے اللہ کی زینت (کپڑوں) کو جس کو اللہ نے اپنے بندوں کیلئے پیدا کیا اور کھانے کی حلال چیزوں کو کس نے حرام کیا ہے؟ آپ کہہ دیجئے یہ نعمتیں دنیا کی زندگی میں اصل میں ایمان والوں کیلئے ہیں قیامت کے دن خالص انہی کیلئے ہیں اسی طرح سے ہم آیات کو تفصیل سے ان کیلئے بیان کرتے ہیں جو سمجھتے ہیں۔

عورت کیلئے ریشم حرام نہیں ہے

(روایت نمبر:۳۲۹) حضرت عائشہؓ سے ریشم کے دوپٹوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؓ نے فرمایا:
أنها سئلت عن مقانع القز فقالت: ما حرم الله شيئاً من الزينة.
(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے زینت کی کوئی چیز حرام قرار نہیں دی۔
(فائدہ) اس سے مراد عورت کے لئے زینت کی چیز ہے اور عورت کے لئے زینت کی ہر چیز حلال ہے اور زینت سے مراد ریشم سونا اور چاندی ہے مرد کے لئے سونا چاندی ریشم حلال نہیں ہے۔ آج کل عورتوں کے لئے

=والأزم والأزمة- بفتح الهمزة والزاى: الأكل مرة واحدة فى اليوم وعدم إدخال الطعام على الطعام أى الأكل وجبة وحدة كالحمية انظر لسان العرب مادة (أزم)۔ وانظر النهاية لابن الأثير (٤٦/٨)، والحديث بهذا اللفظ ذكره السخاوى مع الحديث " المعدة بيت الداء والحمية رأس الدواء " وقال إنها موضوعات۔ انظر له المقاصد ص٣٨٩۔
(٣٢٩)أخرجه السيوطى فى تفسيره (٨١/٣)، ولم أجده لغيره فى هذا اللفظ وأورده عن ابن عباس أنه قال :" كل ما شئت والبس ما شئت ما أخطأتك خصلتان: سرف ومخيلة"۔ انظر تفسير البغوى (٢ /١٥٧)، وابن كثير فى تفسيره أيضاً (٢/٢١٠)، ولم أعثر على من أخرجه عنها بهذا اللفظ فيما اطلعت عليه من كتب السنة۔

زیب وزینت کے لئے جو حرام چیزوں سے مرکب اشیاء تیار کی جاتی ہیں جیسے الکحل یا سور کی چربی وغیرہ ان کا استعمال بھی عورتوں کے لئے حرام ہے۔ اور وہ نیل پالش وغیرہ جن سے غسل اور وضو درست نہ ہو ایسی چیزیں اگر استعمال کی گئی ہوں تو غسل اور وضو کے وقت ان کا اتارنا ضروری ہے ورنہ وضو غسل درست نہیں ہوگا۔

﴿لَهُم مِّن جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّ مِن فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِينَ﴾	(آیۃ: ۴۱)

ترجمہ: ان کیلئے دوزخ کا بچھونا اور اوپر کا اوڑھنا ہے اور ہم ظالموں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔

جہنم کے طبقات کی تنگی

(روایت نمبر: ۳۳۰) حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ:

أن النبي ﷺ تلا هذه الآية: ﴿لَهُم مِّن جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّ مِن فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ﴾ قال: هي طبقات من فوقه وطبقات من تحته لا يدري ما فوقه أكثر أو ما تحته غير انه ترفعه الطبقات السفلى وتضعه الطبقات العليا ويضيق فيما بينهما حتى يكون بمنزله الزج في القدح.

(ترجمہ) یہ جہنم کے طبقات ہیں کچھ اوپر ہوں گے اور کچھ نیچے، جہنمی کو علم نہ ہو سکے گا کہ آگ کے اوپر کے پاٹ زیادہ ہیں یا نیچے کے، ہاں نچلے پاٹ اوپر کو اٹھائے جائیں گے اور اوپر کے پاٹ نیچے کو کر دیئے جائیں گے اور ان پاٹوں کے درمیان کا فاصلہ تنگ کر دیا جائے گا حتی کہ ایسے ہو جائے گا جیسے نیزے کا نچلا لوہا جس میں اس کی چھری پیوست کی جاتی ہے۔

﴿فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَ الْجَرَادَ وَ الْقُمَّلَ وَ الضَّفَادِعَ وَ الدَّمَ﴾	(آیۃ: ۱۳۳)

ترجمہ: پھر ہم نے ان پر طوفان، ٹڈی، چیچڑی، مینڈک اور خون، بہت سی جدا جدا نشانیاں بھیجیں

(۳۳۰) لم أجد من أخرجه من أهل التفسير بالرواية غير السيوطي في كتابه الدرالمنثور (۸۵/۳)۔ وأخرجه ابن أبي شيبة في مصنفه في تفسير الآية قريباً منه (۱۳/ ۵۵۷)، والمهاد: هو الفراش الغواش: اللحف التي يلتحفون بها والمراد أن النار هي فراشهم وغطاؤهم- نستجير بالله من النار۔

پھر بھی تکبر کرتے رہے اور وہ مجرم قوم تھے۔

طوفان کا معنی

(روایت نمبر:۳۳۱) حضرت عائشہؓ نے جناب نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ:
"الطوفان:الموت". (ابن جریر)
(ترجمہ) یہاں طوفان کا معنی موت ہے۔

﴿وَ لَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ﴾	(آیۃ:۱۳۴)

ترجمہ: اور جب ان پر کوئی عذاب پڑتا تو کہتے اے موسیٰ! ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کر جیسا کہ اس نے تجھے بتلا رکھا ہے اگر تو نے ہم سے یہ عذاب دور کر دیا تو ہم تجھ پر ضرور ایمان لے آئیں گے اور تیرے ساتھ بنی اسرائیل کو جانے دیں گے۔

رجز کا معنی

(روایت نمبر:۳۳۲) حضرت عائشہؓ حضور ﷺ سے نقل فرماتی ہیں کہ:
"الرجز: العذاب"۔ (ترجمہ) رجز سے مراد عذاب ہے۔

﴿وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَ ذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾	(آیۃ:۱۸۰)

ترجمہ: اور اللہ کے سب نام اچھے ہیں پس تم ان کے ساتھ اس کو پکارو اور ان لوگوں کو چھوڑ

(۳۳۱)انظر تفسير ابن جرير (۱۳ /۵۱)،وتفسير ابن كثير (۲۴۰/۲)، وابن الجوزی فی تفسيره (۲۴۹/۳)، وأخرجه الديلمی فی الفردوس عن عائشة (۳۶/۳)، وعزاه السيوطی فی الجامع الصغير لابن جرير وابن أبی حاتم وابن مردويه عن عائشة۔ انظر فيض القدير (۲۹۳/٤)، وهو موقوف عليها۔

(۳۳۲) ذكره الطبری فی تفسيره قولاً لمجاهد وقتادة (۱۳٤/۱۳)، وأخرجه البغوی فی تفسيره عن أسامة بن زيد مرفوعاً (۱۹۳/۲)، بلفظ الطاعون رجز ارسل علی طائفة من =

دو جو اس کے ناموں میں کجروی کرتے ہیں وہ اپنے کئے کی سزا پائیں گے۔

اسم اعظم

(روایت نمبر:۳۳۳) حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اللہ کا وہ نام سکھا دیجئے کہ جب اس کے ساتھ دعا کی جائے تو اللہ اس کو قبول فرمائے تو آپؐ نے حضرت عائشہ سے فرمایا:-

"قومی فتوضئی وادخلی المسجد فصلی رکعتین ثم ادعی حتی اسمع ففعلت، فلما جلست للدعاء قال النبی ﷺ: اللهم وفقها فقالت: اللهم إنی أسألک بجمیع أسمائک الحسنی کلها ما علمنا منها وما لم نعلم وأسألک باسمک العظیم الأعظم الکبیر الأکبر الذی من دعاک به أجبته ومن سألک أعطیته قال النبی: أصبت أصبت" (بیہقی).

کھڑی ہو جاؤ اور وضو کر و اور مسجد نبوی میں داخل ہو جاؤ پھر دو رکعت نماز پڑھو پھر اس طرح دعا کرو جس طرح میں بھی سن سکوں چنانچہ انہوں نے ایسا کیا پھر جب وہ دعا کرنے کے لئے بیٹھیں تو حضورؐ نے عرض کیا اللھم وفقھا اے اللہ اس کو توفیق دے دے۔ (یعنی اس کی دعا کو اس دعا کے موافق کر دیں جس سے آپ قبول فرماتے ہیں) تو حضرت عائشہؓ نے یوں دعا کی۔

(ترجمہ) اے اللہ میں آپ سے آپ کے ان تمام خوبصورت ناموں کے ساتھ دعا کرتی ہوں جو ہم جانتے ہیں اور جو ہم نہیں جانتے اور میں آپ سے اس عظیم اعظم اکبر نام کے ساتھ مانگتی ہوں جس کے ساتھ جب کوئی دعا کرے آپ اس کو قبول فرماتے ہیں اور جب آپ سے کوئی مانگے تو آپ عطا فرماتے ہیں۔

تو حضور ﷺ نے فرمایا تم اس دعا کو پہنچ گئیں پہنچ گئیں۔

=بنی إسرائیل أو علی من کان قبلکم فإذا سمعتم به بأرض فلا تقدموا علیه وإذا وقع بأرض وأنتم بها فلا تخرجوا فراراً منه۔

ومثله الخازن فی تفسیره (۲/۲۷۸)، وابن کثیر فی تفسیره (۲/۲٤۰)، والسیوطی فی الدر المنثور بهذا اللفظ مختصراً (۳/۱۱۱)، والحدیث متفق علیه أخرجه البخاری فی صحیحه- کتاب الطب۔ انظره مع الفتح (۱/۱۷۸)، ومسلم فی صحیحه کتاب السلام (٤/۱۳۷، ۱۳۸) والإمام أحمد فی مسنده (۱/۱۸۲، ۵/۲۱۳، ٦/٤٦٦)، کلهم عن أنس وأسامة بن زید، وانظر التمهید لابن عبدالبر عن أسامة (۱۲/۲٤۹)۔

(۳۳۳) أخرجه السیوطی فی الدر (۳/۱٤۹)، والشوکانی فی فتح القدیر بهذا اللفظ أیضاً (۲/۲۵۷)، وأخرجه البیهقی فی کتابه الأسماء والصفات ص۷۔

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ﴾	(آیۃ:۱۹۹)

ترجمہ: اوردرگذر کی عادت اپنایئے نیک کام کا حکم کیجئے اور جاہلوں سے کنارہ کشی کیجئے۔

اونچے اخلاق

(روایت نمبر:۳۳۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"ألا أدلكم على كرائم الأخلاق للدنيا والآخرة، أن تصل من قطعك وتعطى من حرمك و تجاوز عمن ظلمك".

کیا میں تمہیں دنیا اور آخرت سے اعلیٰ اخلاق نہ بتاؤں وہ یہ ہیں کہ تم اس رشتہ دار کے ساتھ تعلق جوڑو جو تم سے تعلق توڑے اور جو تمہیں محروم رکھے اس کو دو اور جو تم پر ظلم کرے اس سے درگزر کرو۔

حضورؐ کی بعض صفات

(روایت نمبر:۳۳۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

"لم يكن رسول الله ﷺ فاحشاً ولا متفحشاً ولا سخاباً فى الأسواق ولا يجزى بالسيئة ولكن يعفو و يصفح".

حضور ﷺ نہ فاحش تھے نہ متفحش تھے اور نہ ہی بازاروں میں شور کرنے والے تھے اور نہ ہی برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے بلکہ معاف کرتے تھے اور درگزر فرماتے تھے۔

---

(٣٣٤)أورده البغوى فى تفسيره فى سبب نزول الآية (٢ /٢٢٣)، والخازن (٢ /٣٢٧)، وانظر دلائل النبوة للبيهقى (١/ ٣١٠)، ولاحديث أصله ثابت بأدلة قطعية من الكتاب والسنة، وهذه أجمع آية لمكارم الأخلاق.

أخرجه ابن كثير فى تفسيره عن عائشة قريباً منه وهو (خذ ما عفى لك من أخلاق الناس) (٢٧٧/٢)، وأخرجه السيوطى فى تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ(١٥٤/٣).

وأخرجه ابن أبى الدنيا فى مكارم الأخلاق ص ٢٦، والطبرانى فى المعجم الكبير (٢٦٩/١٧)، والبغوى فى شرح السنة (١٣ /١١٣)، والحاكم فى مستدركه وقال إنه على شرط الشيخين ولم يخرجاه (١٦٢/٤)، وسكت عنه الذهبى فى التلخيص والإمام أحمد فى مسنده (١٤٨/٤، ١٥٨).

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِہٖ وَ یُسَبِّحُوْنَہٗ وَ لَہٗ یَسْجُدُوْنَ﴾	(آیۃ:۲۰۶)

ترجمہ: بے شک جولوگ آپؐ کے رب کے نزدیک ہیں وہ اس کی بندگی سے تکبر نہیں کرتے اوراس کی پاک ذات کو یادکرتے ہیں اوراسی کو سجدہ کرتے ہیں۔

سجدہ کا ثواب

(روایت نمبر:۳۳۶) حضرت ابن سیرین فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے قرآن پاک کے سجدوں کے متعلق پوچھا توانہوں نے فرمایا کہ:

حق الله یؤدیه أو تطوع تطوعه، وما من مسلم سجد لله سجدة إلا رفعه الله بها درجة وحط عنه بها خطیئة أو جمعها له کلیهما.

(ترجمہ) یہ اللہ کا حق ہے جس پرآدمی عمل کرتا ہے۔جومسلمان بھی اللہ کے لئے ایک مرتبہ سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں ایک درجہ بلند کردیتے ہیں اوراس کا ایک گناہ مٹادیتے ہیں یا دونوں ثواب اس کو عطا کردیتے ہیں (درجہ بلند کرنے کا بھی اور گناہ معاف کرنے کا بھی)۔

(روایت نمبر:۳۳۷) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے:

(۳۳۵)أخرجه البغوی فی تفسیره عن عائشة (۲ /۲۲٤)، والخازن فی تفسیره (۲ /۳۲۸)، وهو جزء من حدیث متفق علیه ذکره البخاری فی مواضع من صحیحه انظر منها۔ کتاب المناقب- باب فقه النبی ﷺ،وانظر أیضاً فتح الباری (٦ /٥٦٦)، وفی فضائل الصحابة (۱۰۲/۷)، وفی کتاب الأدب، باب : لم یکن النبی ﷺ فاحشاً ولا متفحشاً (۱۰/ ٤٥۲)۔

وأخرجه مسلم فی صحیحه فی کتاب الفضائل /باب کثرة حیائه ﷺ (٤ /۱۸۱۰)، والبیهقی فی دلائل النبوة (۱ /۳۱٥)، وأخرجه الإمام أحمد فی مسنده (۱۷٤/٦، ۲۳٦، ۲۳٦)، والترمذی فی سننه- کتاب البر والصلة (۳٤۹/٤)۔

وأخرجه الترمذی فی جامعه وقال: حسن صحیح (٤ /۳٦۹)، والإمام أحمد فی مسنده (۱۷٤/٦، ۲۳٦، ۲٤٦)،ومعنی الصفات النبویة وردت فی عدة روایات عند البخاری۔ انظر فتح الباری (۸/۸٥۸)، کما أخرجه بهذا اللفظ الدارمی فی مصنفه (۱ /٤)،وأخرجه أیضاً الطبرانی فی مکارم الأخلاق ص٦۱۔

(۳۳٦)أخرج البغوی فی تفسیره جزءاً منه مرفوعاً إلی النبی ﷺ بلفظ: "ما من مسلم =

"وشق سمعه وبصره بحوله وقوته تبارک الله أحسن الخالقين".

کہ ان کی سماعت اور بصارت کو اللہ کی قوت کے ساتھ کھلا رکھا گیا اللہ کی ذات برکت والی ہے تمام خالقوں سے بہترین تخلیق کرنے والی ہے۔

(فائدہ) یعنی اگر حضور ﷺ حالت خواب میں بھی ہوں تب بھی آپ کی نگاہیں اور آپ کی سماعت کھلی رہتی ہیں۔ اللہ کی طرف سے جو وحی ہو حضور ﷺ اس کا صحیح طریقے سے سماع کرتے ہیں اور اچھی طرح سے اس کی بصیرت رکھتے ہیں۔

=سجد لله" عن ثوبان رضى الله عنه (٢ /٢٢٧)، ومثله الخازن فى تفسيره (٣٣٣/٢)، وأخرجه بهذا اللفظ السيوطى فى الدرالمنثور (١٥٨/٣)۔

وأخرجه البيهقى كاملاً بهذا اللفظ عن عائشة فى سننه (١ /٣٢٢)، وأخرج مسلم فى صحيحه شطره الأخير مرفوعاً إلى النبى ﷺ فى كتاب الصلاة، باب فضل السجود والحث عليه عن زهير بن حرب (١ /٣٥٣)، والترمذى فى سننه كتاب الصلاة- باب كثرة الركوع والسجود وفضله (٢ /٢٣٠)، والنسائى فى سننه باب فضل السجود (٢٢٩/٢)، وابن ماجة فى الصلاة (١ /٤٥٧)، والإمام أحمد فى مسنده (٢٧٦/٥، ٢٨٣)، وأبو عوانة فى مسنده أيضاً (٢ /١٨٠)،وأخرجه أبو نصر المروزى فى كتابه تعظيم قدر الصلاة بعدة روايات۔ انظر أحاديث فى فضل السجود والركوع (١ /٣١١)، فما بعدها۔

(٣٣٧)لم أجد من ذكره فى تفسير هذا الآية من المفسرين بالأثر، إلا السيوطى فى تفسيره الدر المنثور (١٥٨/٣)۔

والحديث أخرجه مسلم فى صحيحه بهذا اللفظ فى كتاب صلاة المسافرين عن على بن أبى طالب (١ /٥٣٤)، وابن أبى شيبة فى مصنفه عن عائشة رضى الله عنها (٢ /٢٠) وأبو داود فى سننه/باب ما يقول إذا سجد، انظر عون المعبود (٤ /٢٨٩)، والترمذى فى موضعين من سننه عن عائشة كتاب الجمعة باب- ما يقول إذا سجد (٢ /٤٧٤)، وفى كتاب الدعوات (٤٨٩/٥)، والنسائى أيضاً فى ثلاثة مواضع من سننه عن عائشة وجابر و محمد بن سلمة (٢٢١/٢)، فما بعدها، وابن ماجه فى سننه عن على بن أبى طالب كتاب الإقامة- باب سجود القرآن (١ /٣٣٥)، والإمام أحمد فى مواضع من مسنده عن على بن أبى طالب (١ /٦٥،١٠٢)، وعن عبد الله بن عباس (٢١٧/٦)، وعن عائشة (٦ /٢٠)، وأخرجه عنها الحاكم فى المستدرك على شرط الشيخين ووافقه الذهبى فى التلخيص (١ /٢٢٠)، كما أخرجه عنها أيضاً كل من الدار قطنى (٤٠٦/١)، والبيهقى (٢ /٣٢٥)، فى سننيهما وأخرجه عنها أبو يعلى الموصلى فى مسنده (٨ /١٢٢)، قريباً من هذا اللفظ۔

سورة الأنفال

﴿یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ﴾	(آیۃ:۱)

ترجمہ: یہ لوگ آپؐ سے غنیموں کا حکم پوچھتے ہیں آپ کہہ دیجئے مال غنیمت اللہ اور رسول کا ہے پس تم اللہ سے ڈرو اور آپس کے تعلقات میں اصلاح کرو اور اللہ کا اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر تم مؤمن ہو۔

جنگ بدر کے مال غنیمت پر عتاب

(روایت نمبر:۳۳۸) حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ:

أن النبي ﷺ لما انصرف من بدر وقدم المدينة أنزل الله عليه سورة الأنفال فعاتبه في إحلال غنيمة بدر وذلك أن رسول الله ﷺ قسمها بين أصحابه لما كان بهم من الحاجة إليها واختلافهم في النفل يقول الله: ﴿ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴾ فردها الله على رسوله فقسمها بينهم على السواء فكان في ذلك تقوى لله وطاعته ورسوله وإصلاح ذات البين.

---

(۳۳۸)لم أجد من ذكره بهذا اللفظ عن عائشة من المفسرين بالأثر غير السيوطي في تفسيره (۳/ ۱٦۰)، ولم أجد من ذكره عن عائشة بهذا اللفظ فيما اطلعت عليه من كتب السنة غير أنه ثابت عن غيرها في نصوص كثيرة۔ انظر في هذا دلائل النبوة للبيهقي (۳/ ۱۳٥)،فما بعدها۔

(ترجمہ) نبی کریمؐ جب جنگ بدر سے فارغ ہو کر آئے اور مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر سورۂ انفال نازل فرمائی اور اس میں جنگ بدر کے مال غنیمت کے حلال کرنے پر آپ ﷺ پر عتاب فرمایا اور اس کا واقعہ یہ ہوا کہ حضور ﷺ نے اس مال غنیمت کو اپنے صحابہ کے درمیان ان کی ضرورت کے بقدر تقسیم فرمایا اور ان حصوں میں بھی کمی بیشی فرمائی جس پر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ ﴿یَسْـئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ﴾ (آیۃ: ۱). تو اللہ تعالیٰ نے اس مال غنیمت کو حضور ﷺ کی طرف اسی حکم میں لوٹا دیا پھر حضور ﷺ نے اس مال غنیمت کو ان شرکاء بدر میں برابر تقسیم فرمایا اور اسی صورت میں اللہ کیلئے تقویٰ اور اطاعت اور اس کے رسول کی بھی اطاعت تھی اور لوگوں کے درمیان اسی میں اصلاح تھی۔

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِکُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾	(آیۃ: ۲۷)

ترجمہ: اے ایمان والو تم اللہ اور رسول کے حقوق میں خیانت نہ کرو اور اپنی قابل حفاظت چیزوں میں بھی جان کر خیانت نہ کرو۔

بنو قریظہ کے یہودیوں کے قتل اور گرفتاری کا واقعہ

(روایت نمبر: ۳۳۹) حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے فرمایا کہ:

قال لما كان شأن بني قريظة بعث إليهم النبي ﷺ علياً رضى الله عنه فيمن كان

(۳۳۹) ذكره ابن جرير الطبرى فى التفسير عن الزهرى (۱۳/ ٤٨١)، وابن الجوزى فى تفسيره (۳/ ۳٤۳)، وسبب نزول الآية ومثله البغوى فى تفسيره (۲/ ۲٤۲)، عن الزهرى والكلبى، وابن كثير فى تفسيره (۲/ ۳۰۰)، والسيوطى فى تفسيره (۱/ ۱۷۸)، والواحدى فى أسباب النزول ص ۲۳۰ ـ وأخرجه الإمام أحمد فى مسنده موقوفاً على الحسين بن السائب (۳/ ٤٥۲)، والبخارى فى صحيحه مختصراً عن عائشة، انظر فتح البارى (٤/ ٤۰۷)، وأخرجه الحاكم فى المستدرك مطولاً على شرط الشيخين عن عائشة (۳/ ۳٤، ۳٥) ووافقه الذهبى فى التلخيص، والبيهقى فى دلائل النبوة، عن عائشة مختصراً (٤/ ۱۱)، والحافظ ابن كثير فى البداية والنهاية مطولاً، وقال: لهذا الحديث طرق جيدة عن عائشة وغيرها (٤/ ۱۳۲، ۱۳۳)۔

عنده من الناس ' فلما انتهى إليهم وقعوا في رسول الله ﷺ وجاء جبريل عليه السلام إلى رسول الله ﷺ على فرس أبلق فقالت عائشة رضي الله عنه : لكأني أنظر إلى رسول الله ﷺ مسح الغبار عن وجه جبريل عليه السلام' فقالت هذا دحية يا رسول الله؟ قال: "هذا جبريل" فقال: يا رسول الله ما يمنعك من بني قريظة أن تأتيهم؟ فقال رسول الله ﷺ: "فكيف لي بحصنهم" فقال جبريل عليه السلام: أني أدخل فرسي هذا عليهم فركب رسول الله ﷺ فرساً معروراً فلما رآه علي رضي الله عنه قال: يا رسول الله لا عليك أن لا تأتيهم فانهم يشتمونك ' فقال: كلا إنها ستكون تحية فأتاهم النبي ﷺ فقال : 'يا أخوة القردة والخنازير" فقالوا : يا أبا القاسم ما كنت فحاشاً فقالوا : لا ننزل على حكم محمد صلى الله عليه وسلم و لكننا على حكم سعد بن معاذ. فنزلوا فحكم فيهم أن تقتل مقاتلتهم وتسبى ذراريهم فقال رسول الله ﷺ : "بذلك طرقني الملك سحراً ' فنزل فيهم: ﴿ يَآاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَخُوۡنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوۡلَ وَ تَخُوۡنُوۡۤا اَمٰنٰتِكُمۡ وَ اَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴾. نزلت في أبي لبابة رضي الله عنه وأشار إلى بني قريظة حين قالوا: ننزل على حكم سعد بن معاذ: لا تفعلوا فإنه الذبح' وأشار بيده إلى حلقه.

(ترجمہ) جب بنوقریظہ نے اپنی شرارت بڑھائی تو حضور ﷺ نے ان کی طرف حضرت علیؓ کو بھیجا اور آپؓ کے ساتھ اور صحابہ کرامؓ کو بھی روانہ کیا۔ جب یہ حضرات بنوقریظہ تک پہنچے تو بنوقریظہ حضورؐ کی شان میں گستاخی کرنے لگے دوسری طرف حضرت جبرائیلؑ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں سرمگیں رنگ کے گھوڑے پر حاضر خدمت ہوئے تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ گویا کہ میں حضور ﷺ کو دیکھ رہی ہوں کہ آپ حضرت جبرائیلؑ کے چہرے سے غبار پونچھ رہے تھے اس پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا یا رسول اللہ کیا یہ دحیہ ہیں فرمایا یہ جبرائیل ہیں۔تو حضرت جبرائیلؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو بنوقریظہ پر حملہ کرنے سے کس چیز نے منع کیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کے قلعہ کا میرے پاس کیا توڑ ہے تو حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا میں اپنا یہ گھوڑا ان پر داخل کروں گا پھر رسول اللہ ﷺ ایک فارسی گھوڑے پر سوار ہوئے جب آپ ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا تو عرض کیا آپ نے یہاں آنے کی کیوں زحمت فرمائی یہ لوگ تو آپ کو برا بھلا کہتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا کبھی نہیں یہ تحفہ بنے گا پھر حضور ﷺ ان کے پاس آئے اور فرمایا اے بندروں اور خنزیروں کے بھائیو تو انہوں نے کہا اے ابوالقاسم آپ تو بدکلامی نہیں کرتے تھے تو بنوقریظہ نے کہا ہم محمدؐ کے حکم پر (قلعے سے) نہیں اتریں گے ہم سعد بن معاذ کے حکم سے اتریں گے۔

پھر وہ اترے تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان میں یہ حکم جاری کیا کہ ان کو قتل کیا جائے اور ان کی اولاد کو قید کیا جائے پھر حضور ﷺ نے فرمایا یہی حکم رات کے وقت فرشتہ میرے پاس لے کر آیا تھا اسی موقع پر یہ آیت ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (آیة:۲۷). حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی کیونکہ انہوں نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا تھا جب انہوں نے کہا تھا کہ ہم سعد بن معاذ کے حکم سے اتریں گے انہوں نے اشارہ کیا تھا کہ نہ اترنا کیونکہ ذبح ہو جاؤ گے اور انہوں نے اپنے ہاتھ سے حلق کی طرف اشارہ کیا تھا۔

﴿وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِیْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ یَعْلَمُهُمْ﴾	(آیۃ:۶۰)

ترجمہ: اور ان سے لڑائی کیلئے جس قدر ہتھیار اور پلے ہوئے گھوڑے جمع کر سکتے ہو تیار کر لو کہ اس سے دھاک بٹھائے رکھو اللہ کے دشمنوں پر اور اپنے دشمنوں پر اور ان کے سوا دوسروں پر جن کو تم نہیں جانتے ان کو اللہ جانتا ہے اور تم اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا ملے گا اور تمہارا حق نہ رہے گا۔

غم دور کرنے کا ایک طریقہ

(روایت نمبر:۳۴۰) حضور ﷺ نے فرمایا:

"ما من أحد إذا ألح به همه أن يتقلد قوسه فينفي به همه".

---

(٣٤٠) لم أجد من ذكره من المفسرين بالاثر غير السيوطى فى كتابه الدر المنثور (١٩٤/٣)۔
وأخرجه الطبرانى فى المعجم الصغير بهذا اللفظ عن عائشة (٢ /١٣٨)، وقال: لم يروه عن هشام إلا محمد بن المنذر الزبيدى تفرد به أحمد بن يزيد الجمحى وعد ابن حجر فى لسان الميزان (١/٣٢٥)، هذا الحديث من مناكيره۔
وأورده الهيثمى فى مجمع الزوائد (٥/٢٦٨)، وقال: فيه محمد بن الزبير الزبيدى، وهو ضعيف جداً۔
ومعنى "ألح به همه" أى نزل به هم أو ضيق۔

(ترجمہ) تم میں سے جب کسی کو مصیبت تنگ کرے تو وہ اپنی کمان اپنے گلے میں لٹکائے اور اپنے غم کو دور کرے۔ (یعنی جہاد میں جائے اور مال غنیمت حاصل کرے اور خوشحالی پائے)۔

﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾	(آیۃ: ۷۰)

ترجمہ: اے نبی ان لوگوں سے جو آپ کے ہاتھ میں قیدی ہیں فرما دیجئے کہ اگر اللہ کو تمہارے دلوں میں ایمان معلوم ہوگا تو جو کچھ تم سے چھن گیا ہے تمہیں اس سے بہتر دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حضورؐ کے داماد اور حضرت عباس کا فدیہ

(روایت نمبر: ۳۴۱) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

قالت لما بعث أهل مكة في فداء أسراهم بعثت زينب بنت رسول الله ﷺ قلادة لها في فداء زوجها، فلما رآها رسول الله ﷺ رق رقة شديدة وقال: "إن رأيتم أن تطلقوا لها أسيرها" وقال العباس رضي الله عنه: إني كنت مسلماً يا رسول الله . قال: "الله أعلم بإسلامك فإن تكن كما تقول فالله يجزيك فافد نفسك وابني أخويك نوفل بن الحارث و عقيل بن أبي طالب وحليفك عتبة بن عمرو" قال: ما ذاك عندي يا رسول الله . قال: "فأين الذين دفعت أنت وأم الفضل فقلت لها إن أصبت فإن هذا المال لبني". فقال: والله يا رسول الله إن هذا شيء ما علمه غيري وغيرها فاحسب لي ما

(۳٤۱) أخرجه ابن جرير في تفسيره مختصرًا لغير عائشة (۷۵/۱٤)، وذكره مثله ابن الجوزي فيي تفسيره (۳۸۳/۳)، وكذلك البغوي في تفسيره (۲۶۳/۲)، وأخرجه ابن كثير في التفسير لغير عائشة أيضاً بأكثر من رواية (۳۲۷/۲)، وأورده السيوطي في الدرالمنثور بهذا اللفظ عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها (۲۰٤/۳)۔

وأخرجه الحاكم في المستدرك وقال أنه على شرط مسلم ولم يخرجه (۲۳/۳، ۳۲۶)، ووافقه الذهبي في التلخيص، كما أخرجه البيهقي في سننه/كتاب الجهاد (۳۲۲/۶)۔

أصبتم مني عشرين أوقية من مال كان معي . فقال: "افعل" ففدى نفسه وابني أخويه وحليفه ونزلت: ﴿ قُلْ لِمَنْ فِيٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ ﴾. فأعطاني مكان العشرين أوقية في الإسلام عشرين عبداً كلهم في يده مال فصرت به مع ما أرجو من مغفرة الله.

(ترجمہ) جب مکہ والوں نے اپنے قیدیوں کے چھڑانے کا فدیہ روانہ کیا تو حضرت زینب بنت رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنا ہار اپنے خاوند کے چھڑانے کے لئے بھیجا جب حضور ﷺ نے اسے دیکھا تو آپ پر شدید قسم کی رقت طاری ہوئی اور فرمایا اگر تم چاہو تو زینب کے لئے اس کے قیدی کو آزاد کر دو تو حضرت عباسؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں بھی مسلمان تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تمہارے اسلام کو زیادہ جانتے ہیں اگر تم ایسے ہی تھے جیسا کہ تم کہہ رہے ہو تو اللہ تمہیں اس کا بدلہ دیں گے تم بھی اپنے نفس کا اپنی جان کا اور اپنے بھائیوں کے بیٹوں نوفل بن حارث اور عقیل بن ابی طالب کا اور اپنے حلیف عتبہ بن عامر کا فدیہ دے دو تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ میرے پاس نہیں ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ مال کہاں ہے جو تم نے اور ام فضل نے رکھا ہوا ہے تو حضرت عباسؓ نے عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو کہا تھا کہ اگر تو نے درست عمل کیا تو یہ مال میرے بچوں کا ہوگا پھر حضرت عباسؓ نے عرض کیا خدا کی قسم یا رسول اللہ یہ ایسی بات ہے جس کو میں اور میری بیوی کے سوا کوئی نہیں جانتا میرا خیال ہے کہ آپ مجھ سے بیس اوقیہ مال جو میرے پاس ہے وہ لے لیں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایسا کر لو چنانچہ حضرت عباس نے اپنی جان کا فدیہ دیا۔ اور اپنے بھائیوں کے دو بیٹوں کا اور اپنے حلیف کا بھی اور یہ آیت ﴿قُلْ لِّمَنْ فِيٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ﴾. نازل ہوئی تو پھر حضور ﷺ نے مجھے ان بیس اوقیوں کی جگہ اسلام میں تیس غلام دیئے جن سب کے ہاتھ میں مال موجود تھا کہ میں اس حالت میں ہو گیا کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس کے ساتھ مغفرت کا بھی امیدار ہوں۔

سورة التوبه

﴿هُوَ الَّذِیٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَ دِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ وَ لَوۡ کَرِهَ الۡمُشۡرِکُوۡنَ﴾	(آیۃ:۳۳)

ترجمہ: اسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تا کہ اس کو ہر دین پر غالب کردے اور اگر چہ مشرک کتنا ہی برا مانیں۔

قیامت کے قریب شرک عام ہو جائے گا

(روایت نمبر:۳۴۲) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

أن رسول الله ﷺ قال: "لا يذهب الليل والنهار حتى تعبد اللات والعزى" فقالت عائشة رضي الله عنها: يا رسول الله إني كنت أظن حين أنزل الله ﴿لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ﴾ أن ذلك سيكون تاماً قال: "إنه سيكون من ذلك ما شاء الله ثم يبعث الله ريحاً طيبة فيتوفى من كان في قلبه مثقال حبة من خردل من خير فيبقى من لا خير فيه فيرجعون إلى دين آبائهم".

---

(۳٤۲)أخرجه البغوى فى التفسير عن عائشة (۲/۲۸۷)، ومثله الخازن فى تفسيره (۳/۸۵)، وابن كثير فى تفسيره (۲/۳٥۱)، والسيوطى فى الدرالمنثور (۳/۲۳۱)۔

وأخرجه مسلم فى صحيحه /كتاب الفتن وأشراط الساعة (٤/ ۲۲۳۰)، وأخرجه الحاكم فى المستدرك وقال صحيح على شرط مسلم ولم يخرجه (٤/ ۲٤٦)، ووافقه الذهبى فى التلخيص ولم أجده بها اللفظ فى مسند أحمد وإنما وجدته أخرج حديثا عن تميم الدارى بلفظ "ليبلغن هذا الأمر ما بلغ الليل والنهار ولا يترك الله بيت مدر ولا وبر إلا أدخل الله هذا الدين بعز عزيز أو ذل ذليل" (٤/ ۱۰۳)، وأخرجه أبو يعلى الموصلى فى مسنده عنها (۸/ ٤۸)۔

وأخرجه البيهقي في سننه عن عائشة بلفظ مسلم۔ انظر السنن (۹/ ۱۸۱)، وانظر كنز العمال (۱٤/ ۲۱۲)

(ترجمہ) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا رات اور دن ختم نہیں ہوں گے حتیٰ کہ لات اور عزیٰ کی پھر پوجا شروع ہو جائے گی۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ جب آیت ﴿لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ نازل ہوئی تو میں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ اب مکمل طور پر دین غالب ہو جائے گا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إنه سيكون من ذلك ما شاء الله ثم يبعث الله ريحاً طيبة فيتوفى من كان في قلبه مثقال حبة من خردل من خير فيبقى من لا خير فيه فيرجعون إلى دين آبائهم"

جتنا عرصہ اللہ چاہیں گے ایسا ہوگا پھر اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا چلائیں گے تو جس شخص کے دل میں بھی رائی کے دانے کے برابر خیر ہوگی اس کی وفات ہو جائے گی۔ پھر وہ لوگ رہ جائیں گے جن میں کوئی خیر نہیں ہوگی تو وہ لوگ اپنے باپ دادا کے دین کی طرف چلے جائیں گے۔

(فائدہ) یعنی قرب قیامت یہ عرب کے لوگ بھی مشرکین عرب کے طریقے پر واپس لوٹ جائیں گے اور یہ بھی لات وعزیٰ کی پوجا کرنے لگیں گے۔

﴿اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ﴾	(آیۃ:۳۶)

ترجمہ: مہینوں کا شمار کتاب الٰہی میں اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں جس دن اس نے آسمان اور زمین پیدا کئے تھے ان میں چار مہینے ادب کے ہیں یہی سیدھا دین ہے پس تم ان میں اپنے اوپر ظلم مت کرو اور ہر حال میں سب مشرکوں سے لڑو جیسے وہ تم سب سے ہر حال میں لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے۔

مشرکین مکہ بھی رجب کا احترام کرتے تھے

(روایت نمبر ۳۴۳) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إن رجب شهر الله ويدعى الأصم وكان أهل الجاهلية إذا دخل رجب يعطلون أسلحتم

(۳٤۳) لم أجد من ذكره من أهل التفسير بالأثر عن عائشة غير السيوطي في الدرالمنثور (۲۳۵/۳)۔

وأخرجه البيهقي في شعب الإيمان عن عائشة (۳۸۷/۷)، وقال هو حديث مشهور مد =

ویضعونها فکان الناس یأمنون ویأمن السبیل ولا یخافون بعضهم بعضاً حتی ینقضی".

(ترجمہ) رجب اللہ کا مہینہ ہے اس کا نام اصم ہے جاہلیت کے لوگ جب رجب آتا تو اپنے اسلحہ کو اتار کر رکھ دیتے تھے اور لوگ امن کے ساتھ رہتے اور راستہ میں بھی امن ہوتا اور وہ ایک دوسرے سے خوف نہیں کھاتے تھے حتیٰ کہ یہ مہینہ گزر جاتا۔

(فائدہ) اصم کہتے ہیں وہ زمانہ جس میں ہتھیاروں کی آواز نہ سنی جائے یعنی جنگ نہ کی جائے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ..﴾	(آیۃ:۳۸)

ترجمہ: اے ایمان والو تمہیں کیا ہوا جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو زمین کو لگے جاتے ہو کیا تم آخرت کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی پر خوش ہو گئے پس دنیا کی زندگی کا نفع آخرت کے مقابلے میں کچھ نہیں مگر قلیل۔

آخرت میں حضورؐ کے ساتھ کون مل سکے گا

(روایت نمبر ۳۴۴) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"یا عائشة إن أردت اللحوق بی فلیکفک من الدنیا کزاد الراکب لا تستخلفی ثوباً

=أهل العلم بالتواریخ إن الأمر فی الأشهر الحرم کان علی هذه الجملة وإنما المنکر رفعه إلی النبی ﷺ وروایته عنه۔ اهـ۔

وانظره فی کتابه الآخر فضائل الأوقات ص ٨٤، وأخرجه الحافظ ابن حجر فی کتابه: تبیین العجب بما ورد فی فضل رجب ص ١٧۔ وقال: وإن کان معناه صحیحاً فإنه لا یصح عن رسول الله ﷺ حیث فی إسناده راویان هما أبین بن سفیان و غالب بن عبید الله معروفان بوضع الحدیث۔ اهـ۔ وانظر: میزان الاعتدال (١/٧٨، ٤/٢٥١)۔

(٣٤٤) ذکر ابن کثیر فی تفسیره جزأ منه للأعمش وهو: متاع الدنیا کزاد الراکب (٢/٣٥٨)، وأورده السیوطی فی الدر المنثور بهذا اللفظ عن عائشة (٣/٢٣٨)۔

وأخرجه الحاکم فی المستدرك علی شرط الشیخین وخالفه الذهبی فی التلخیص (٤/٣١٢)، لأنه من روایات سعید بن محمد الوراق قال فیه الذهبی: عدم أی لا یحتج به =

حتی ترقعیہ وإیاک و مجالسۃ الأغنیاء".

(ترجمہ) اے عائشہ اگر تو میرے ساتھ (آخرت میں) ملنا چاہتی ہے تو دنیا سے تجھے اتنا کافی ہے جتنا مسافر کو سفر کے لئے ضرورت ہوتی ہے کسی کپڑے کو اس وقت تک پرانا نہ سمجھنا جب تک کہ اس کو پیوند نہ لگا لے اور اپنے آپ کو دولت مندوں کے ساتھ بیٹھنے سے بچائے رکھنا۔

﴿اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذۡ اَخۡرَجَهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ثَانِىَ اثۡنَيۡنِ اِذۡ هُمَا فِى الۡغَارِ اِذۡ يَقُوۡلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾	(آیۃ:۴۰)

ترجمہ: اگر تم اللہ کے رسول کی مدد نہیں کرو گے تو اللہ اس کی مدد کر چکا ہے جس وقت اس کو کافروں نے جلاوطن کر دیا تھا جبکہ وہ دو آدمیوں میں سے دوسرا تھا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے ہمراہی سے کہہ رہا تھا تم غم نہ کرو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ نے اس پر اپنی طرف سے تسکین اتاری اور اس کی مدد کیلئے اپنی فوجیں بھیجیں جن کو تم نے نہیں دیکھا تھا اور کافروں کی بات نیچی کر دی اور اللہ ہی کا بول بالا رہا اور اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔

حضورؐ کی کفار سے حفاظت

(روایت نمبر:۳۴۵) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

خرج رسول اللہ ﷺ والقوم جلوس علی بابہ فأخذ حفنۃ من البطحاء فجعل یذرھا

=وأخرجہ الترمذی فی جامعہ عن بھذا اللفظ (٤/٢٤٥)، والإمام أحمد فی مسندہ (٤٣٨/٥)، عن الحسن البصری وابن السنی فی کتابہ القناعۃ بأکثر من روایۃ ص٥٣، والھندی فی کنز العمال (٤٠٢/٣)، ولم أعثر علیہ للبیھقی۔

وأخرجہ ابن السنی فی کتاب القناعۃ موقوفاً علی سلمان الفارسی ص ١٧، وابن سعد فی الطبقات بھذا اللفظ عن عائشۃ (٧٦/٨)۔

(٣٤٥)أوردہ السیوطی فی الدرالمنثور (٣ / ٢٤٠)، ولم أجدہ لغیرہ فی کتب التفسیر بالأثر التی رجعت إلیھا۔

وأخرجہ ابن سعد فی کتابہ الطبقات (١ /٢٢٨)، وأخرجہ البیھقی فی دلائل النبوۃ مختصراً عن ابن إسحق (٢ /٤٦٩)، وانظر: السیرۃ لابن ھشام (١ /٤٨٠)،فما بعدھا وسبل الھدی والرشاد للصالحی (٣٢٤/٣)، فما بعدھا۔

علی رؤوسهم ويتلو: ﴿يسٓ(١) والقُرءَانِ الحَكِيمِ﴾ الآيات . ومضى فقال لهم قائل: ما تنتظرون؟ قالوا : محمداً. قال: قد والله مر بكم قالوا: والله ما أبصرناه وقاموا ينفضون التراب عن رؤوسهم وخرج رسول الله ﷺ وأبو بكر رضي الله عنه إلى غار ثور فدخلاه وضربت العنكبوت على بابه بعضها على بعض وطلبته قريش أشد الطلب حتى انتهت إلى باب الغار فقال بعضهم إن عليه لعنكبوتاً قبل ميلاد محمد.

(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ (ہجرت کے لئے جب اپنے گھر سے) نکلے تو لوگ آپ کے دروازے پر بیٹھے تھے آپ ﷺ نے مٹی کی ایک مشت اٹھائی اور ان کے سروں پر پھینکی اور یٰسٓ والقران الحکیم اور کچھ آگے تک آیات پڑھیں پھر آپؐ چلے گئے تو ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ تم کس کا انتظار کر رہے ہو انہوں نے کہا محمد کا۔ اس نے کہا خدا کی قسم وہ تمہارے سامنے سے چلا گیا ہے انہوں نے کہا خدا کی قسم ہم نے تو اس کو نہیں دیکھا پھر وہ کھڑے ہوئے اور اپنے سروں سے مٹی جھاڑنے لگے اور حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار ثور کی طرف چلے گئے اور اس میں داخل ہو گئے اور مکڑی نے دروازے کے اوپر جالا بن دیا اور قریش نے حضور ﷺ کو بہت شدت سے تلاش کیا حتیٰ کہ غار کے دروازے پر بھی پہنچے حتیٰ کہ کسی ایک نے کہا کہ اس پر تو محمد کے پیدا ہونے سے پہلے کا مکڑی کا جالا ہے۔

غار ثور پر چڑھتے ہوئے حضورؐ کے پاؤں سے خون بہنے لگا

(روایت نمبر:۳۴۶) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا:

لو رأيتني مع رسول الله ﷺ إذ صعدنا الغار فأما قدما رسول الله ﷺ فتفطرتا دماً وأما قدماي فعادت كأنها صفوات قالت عائشة رضى الله عنها: أن رسول الله ﷺ لم يتعود الحفية.

(ترجمہ) کاش تو مجھے حضور ﷺ کے ساتھ دیکھتی جب ہم غار پر چڑھے تھے تو حضور ﷺ کے قدموں سے خون پھوٹنے لگا اور میرے قدم اپنی صحیح حالت پر رہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا اس لئے کہ حضور ﷺ کو ننگے پاؤں چلنے کی عادت نہ تھی۔

(٣٤٦)أورده السيوطي في الدر المنثور عن عائشة بهذا اللفظ (٣/٢٤٢)، ولم اجد عند غيره من المفسرين بالأثر واورده علاء الدين الهندي في كنزالعمال وعزاه لابن مردويه (٦٦٢/١٦)۔

حضورؐ کے غار میں چھپنے کو کون جانتے تھے

(روایت نمبر:۳۴۷) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

رأيت قوماً يصعدون حراء فقلت: ما يلتمس هؤلاء في حراء فقالوا الغار الذي اختبأ فيه رسول الله ﷺ وأبوبكر رضي الله عنه قالت عائشة رضي الله عنها: ما اختبأ في حراء وإنما اختبأ في غار ثور وما كان أحد يعلم مكان ذلك الغار إلا عبدالرحمن بن أبي بكر وأسماء بنت أبي بكر فإنهما كانا يختلفان إليهما وعامر بن فهيرة مولى أبي بكر رضى الله عنه فإنه كان إذا سرح غنمه مر بهما فحلب لهما.

(ترجمہ) میں نے کچھ لوگوں کو غار حرا پر چڑھتے ہوئے دیکھا اور کہا کہ یہ لوگ غار حرا میں کیا تلاش کرنے گئے ہیں تو لوگوں نے کہا کہ اس غار کو جہاں حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ چھپے تھے تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ وہ غار حرا میں نہیں چھپے تھے بلکہ غار ثور میں چھپے تھے اور لوگوں میں سے اس غار کو عبدالرحمٰن بن ابوبکر اور اسماء بنت ابوبکر کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا یہ دونوں ان حضرات کے پاس آتے جاتے تھے اور عامر بن فہیرہ جو حضرت ابوبکرؓ کے غلام تھے وہ جب اپنی بکریوں کو چراتے تھے تو وہاں سے گزرتے تھے اور ان کو دودھ دوہ کر دیتے تھے۔

حضرت ابوبکر کی مکہ میں مشرکین کی وجہ سے مشکلات

(روایت نمبر:۳۴۸) حضور ﷺ کی بیوی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

لم أعقل أبواي قط إلا وهما يدينان الدين ولم يمر علينا يوم إلا يأتينا رسول الله ﷺ

---

(٣٤٧)أورده السيوطى فى الدر المنثور بهذا اللفظ عن عائشة ولم أجده لغيره من المفسرين بالأثر (٢٤٣/٣)۔

وأخرجه البخارى فى صحيحه عن عائشة مطولاً (٧/ ٢٣٠-٢٣٢)، والبيهقى فى دلائل النبوة (٤٧٣/٢)،وابن كثير فى البداية (٢٠٢/٣- ٢٠٣)۔

(٣٤٨)أخرجه البغوى عنها فى تفسيره لهذه الآية (٢ /٢٩٣-٢٩٤)، ومثله الخازن فى تفسيره (٩٥/٣)۔

وأخرجه البخارى فى صحيحه عن عائشة بأطول من هذا۔ انظره مع الفتح (٢٣٠/٧-٢٣٢)، والبيهقى فى دلائل النبوة (٤٧١/٣-٤٧٢)، وابن عبدالبر فى كتابه الدرر فى اختصار المغازى والسير مختصراً ص ٨٠، وانظر تخريج الحديث الذى قبله۔

طرفي النهار بكرة وعشياً فلما ابتلي المسلمون خرج ابو بكر مهاجراً نحو أرض الحبشة حتى إذا بلغ برك الغماد لقبه ابن الدغنة وهو سيد القارة فقال: أين تريد يا أبا بكر، فقال أبو بكر: أخرجني قومي فأريد أن أسيح في الأرض فأعبد ربي قال ابن الدغنة: فإن مثلك يا أبا بكر لا يخرج ولا يُخرج فعرض عليه أن يدخل بجواره، فقبل وأعلم ابن الدغنة قريشاً فقالوا له: مر أبا بكر فليعبد ربه في داره فليصل فيها ويقرأ ما يشاء ولا يؤذينا بذلك ولا يستعلي به فإنا نخشى أن يفتن نساءنا وأبناءنا. ثم بدا لأبي بكر فأتى مسجداً بفناء داره وكان يصلي فيه ويقرأ القرآن فيجتمع عليه نساء المشركين وأبناؤهم يعجبون منه وينظرون إليه وكان رجلاً بكاء لا يملك عينيه إذا قرأ القرآن فأفزع ذلك المشركين فأتى ابن الدغنة إلى أبي بكر وقال له: لقد علمت الذي عاقدت لك عليه فإما أن تقصر على ذلك وإما أن ترجع إلي ذمتي فقال أبوبكر: فإني أرد إليك جوارك وأرضى بجوار الله فكان من ذلك أن نصره بالهجرة مع نبيه.

(ترجمہ) میں اپنے والدین کے بارے میں نہیں سمجھتی تھی سوائے اس کے کہ وہ ایک دین پر چلتے تھے اور مجھ پر کوئی دن نہیں گزرتا تھا مگر رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس دن کے دونوں حصوں میں صبح اور شام تشریف لاتے تھے پھر جب مسلمان مصیبت میں مبتلا ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ حبشہ کے ملک کی طرف ہجرت کے لئے نکل کھڑے ہوئے حتیٰ کہ جب وہ برک غماد تک پہنچے تو ان کو ابن دغنہ ملا یہ علاقے کا سردار تھا اس نے پوچھا اے ابوبکر کہاں جاتے ہو تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا مجھے اپنی قوم نے نکال دیا ہے میں زمین میں چلنا پھرنا چاہتا ہوں اور اپنے رب کی عبادت کرنا چاہتا ہوں تو ابن دغنہ نے کہا اے ابوبکر تیرے جیسا آدمی نہ نکلتا ہے اور نہ نکالا جاتا ہے۔ پھر اس نے پیش کش کی کہ حضرت ابوبکرؓ اس کی پناہ میں رہیں تو حضرت ابوبکرؓ نے اس کو قبول کیا اور ابن دغنہ نے قریشیوں کو بتادیا تو قریشیوں نے اس سے کہا کہ ابوبکر کو کہو کہ اپنے رب کی اپنے گھر میں عبادت کرے اور وہیں نماز پڑھے اور جو چاہے پڑھتا رہے اور ہمیں اس کے ساتھ تکلیف نہ دے اور نہ ہی اس کے ساتھ تعلّی کرے کیونکہ ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہماری عورتوں کو اور ہمارے لڑکوں کو فتنے میں مبتلا نہ کردے (یعنی بے دین نہ بنادے) پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں اپنے گھر میں نماز پڑھتے رہے اور قرآن کی تلاوت کرتے رہے مشرکین کی عورتیں اور ان کے لڑکے حضرت ابوبکرؓ کے پاس جمع ہوجاتے اور قرآن کی تلاوت پر حیران ہوتے اور حضرت ابوبکرؓ کی طرف دیکھتے رہتے حضرت ابوبکرؓ بہت رونے والے آدمی تھے جب قرآن پاک کی تلاوت کرتے تو اپنی آنکھوں کو اپنے کنٹرول میں نہ کرسکتے اس

سے مشرکین گھبرا گئے پھر ابن دغنہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور کہا تمہیں معلوم ہے۔ میں نے تمہارا معاملہ کس طرح سے طے کیا ہے یا تو اپنے اعمال کو کم کرلو یا پھر میرے پاس میری امان واپس کر دو تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں تمہاری امان واپس کرتا ہوں اور میں اللہ کی امان پر راضی ہوں اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ابو بکرؓ کی حضور ﷺ کے ساتھ ہجرت کرنے پر مدد فرمائی۔

﴿وَ قُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ سَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾	(آیۃ:۱۰۵)

ترجمہ: اور کہہ دیجئے کہ عمل کئے جاؤ پھر عنقریب اللہ اور اس کا رسول اور مسلمان تمہارے عمل کو دیکھ لیں گے اور تم غائب اور حاضر کے جاننے والے کی طرف جلد لوٹائے جاؤ گے پھر وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔

(روایت نمبر:۳۴۹) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

ما احتُقِرتُ أعمال أصحاب رسول الله ﷺ حتى نجم القراء طعنوا على عثمان فقالوا قولاً لا نحسن مثله وقرؤوا قراءة لا نقرأ مثلها وصلوا صلاة لا نصلي مثلها فلما تذكرت إذن والله ما يقاربون أصحاب رسول الله ﷺ فإذا أعجبك حسن قول امرىء منهم فقل: ﴿اِعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ﴾. ولا يستخفنك أحد.

(ترجمہ) حضور ﷺ کے صحابہ کے اعمال کو معمولی نہیں سمجھا گیا یہاں تک کہ یہ قاری ظاہر ہوئے انہوں نے حضرت عثمانؓ پر اعتراض کیا اور ایسی باتیں کرنے لگے جن کو ہم اچھا نہیں سمجھتے تھے اور اس طرح پڑھنے لگے جس طرح سے ہم قرآن کو نہیں پڑھتے اور اس طرح سے نمازیں پڑھنے لگے جس طرح سے ہم

---

(۳٤۹) أخرجه ابن كثير فى تفسيره مختصراً (۲ /۳۸۷)، والسيوطى فى الدرالمنثور بهذا اللفظ (۲۷٦/۳)۔

وأخرجه البخارى فى صحيحه مختصراً من قول عائشة فى كتاب التوحيد، انظره مع الفتح (۵۰۳/۱۳)۔

وانظره بتمامه فى خلق أفعال العباد ص ۵۹: وفى المصنف لعبد الرازق (۱۱/٤٤۷)۔

نہیں پڑھتے جب میں نے اس کا ذکر کیا تو خدا کی قسم یہ لوگ صحابہ کرامؓ کے مقامات تک نہیں پہنچ سکتے اگر تمہیں کبھی ان لوگوں میں سے کسی کی بات عجیب لگے تو تم یہ آیت پڑھو۔

﴿اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾.

(ترجمہ) کام کرو رب تمہارے کام دیکھے گا اللہ اور اس کے رسول اور مسلمان۔

خبردار تم میں سے ان کو کوئی ہلکا نہ سمجھے۔

﴿اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ﴾	(آیۃ:۱۱۲)

ترجمہ: وہ ایسے ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں بندگی کرنے والے ہیں شکر کرنے والے ہیں خدا کی راہ میں پھرنے والے ہیں رکوع کرنے والے ہیں سجدہ کرنے والے ہیں نیکی کا حکم کرنے والے ہیں اور بری بات سے منع کرنے والے ہیں اور اللہ کی حدوں کی حفاظت کرنے والے ہیں ایسے مؤمنین کو خوشخبری سنا دیجئے۔

خوشی اور پریشانی کے وقت حضورؐ کے کلمات

(روایت نمبر:۳۵۰) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

كان رسول الله ﷺ إذا أتاه الأمر يسره قال: "الحمد لله الذي تتم بنعمته الصالحات" وإذا أتاه الأمر يكرهه قال: "الحمد لله على كل حال".

(ترجمہ) حضور ﷺ کو جب کوئی ایسا معاملہ پیش آتا جس سے آپ خوش ہوتے تو اس طرح سے اللہ کی تعریف کرتے۔ **"الحمد لله الذى تتم بنعمته الصالحات"**

(ترجمہ) تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس کی نعمت کی وجہ سے نیکیاں تمام ہوتی ہیں۔

اور جب آپ کو کوئی ناپسندیدہ امر لاحق ہوتا تو آپ ﷺ فرماتے **"الحمد لله على كل حال"**

(٣٥٠)أورده السيوطى فى تفسيره (٢٨١/٣)، ولم أجده عند غيره من المفسرين بالأثر۔ وأخرجه البيهقى فى شعب الإيمان (٣٣٠/٨)،فى كتاب الآداب عن عائشة ص ٤٦٠، والحاكم فى المستدرك فى كتاب الدعاء وقال: إنه على شرط الشيخين ولم يخرجاه (٤٩٩/١)، وسكت عنه الذهبى فى التلخيص، وأخرجه ابن السنى فى عمل اليوم والليلة ص ١٠١، وأبو نعيم فى حلية الأولياء عن أبى هريرة (١٥٧/٣)، وابن ماجه فى سننه /كتاب الأدب مختصراً (١٢٥٠/٢)۔

(ترجمہ) تمام تعریفیں تمام حالات میں اللہ کے لئے ہیں۔

اس امت کی سیاحت

(روایت نمبر:۳۵۱) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

سیاحة هذه الأمة الصیام.

(ترجمہ) امت کی سیاحت روزہ رکھنا ہے۔

(فائدہ) یہاں سیاحت کے مؤرخین نے دو معنی کئے ہیں ایک تو یہ ہے کہ شہروں کو چھوڑنا جنگلات میں رہنا جمعہ اور جماعتوں میں شریک نہ ہونا پہلی امت میں ہوتا تھا کہ لوگ الگ الگ بیٹھ کر کہ اپنی عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ تو فرمایا کہ اس امت کی علیحدگی کی عبادت روزہ رکھنا ہے۔ یعنی آدمی روزے کی حالت میں بہت سارے نفس کی آسائش کے کام کھانے پینے کی چیزیں چھوڑ دیتا ہے تو اس طرح سے اس امت کی سیاحت میں ہوتا ہے یعنی جس طرح سیاحت کرنے والے سفر میں ہوتے ہیں اور ان کو کھانا اور پانی مشکل سے ملتا ہے تو اسی طرح روزہ دار کو بھی روزے کے وقت میں کھانا اور پانی نہیں ملتا یعنی وہ جان بوجھ کر کھانا پانی چھوڑ دیتا ہے تو یہ اس امت کی سیاحت ہے یعنی اس صورت میں روزہ دار اس سفر کرنے والے کے مشابہ ہو جاتا ہے کہ کچھ نہیں کھاتا اور کچھ نہیں پیتا۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾	(آیۃ:۱۱۹)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

حضورؐ کو جھوٹ سب سے برا لگتا تھا لگتا

(روایت نمبر:۳۵۲) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

---

(۳۵۱) أخرجه ابن جرير مرفوعاً عن أبى هريرة ورواه موقوفاً وروايات أخرى عن أبى هريرة وابن عباس و سعيد بن جبير والحسن (۱۴/ ۵۰۲)، فيما بعدها۔ وأورده ابن الجوزى أقوالاً لبعض الصحابة والتابعين دون ذكر الإسناد (۳/ ۵۰۶)، ومثله البغوى فى تفسيره (۲/ ۳۳۰)، وكذلك الخازن (۳/۱۵۲)۔

وأخرجه ابن كثير فى تفسيره ورجح وقفه على عائشة وأبى هريرة (۲/ ۳۹۲)۔ وأورده السيوطى فى تفسيره بهذا اللفظ عن عائشة (۳/۲۸۱)

ما كان خلق أبغض إلى رسول الله ﷺ من الكذب، ولقد كان الرجل يكذب عنده الكذبة فما يزال في نفسه حتى يعلم أنه قد أحدث منها توبة.

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ کو تمام بری عادات میں سے جھوٹ زیادہ مبغوض تھا کوئی شخص حضور ﷺ کے پاس جھوٹ بولتا تو حضور ﷺ کے دل میں اس کی بات رہتی حتی کہ حضور ﷺ جان لیتے کہ اس نے توبہ کر لی ہے۔

---

(٣٥٢)أورده السيوطي في تفسيره الدرالمنثور (٢٩١/٣)، ولم أجده لغيره من المفسرين بالأثر۔

وأخرجه الحاكم في المستدرك في كتاب الأحكام(٤ /٩٨)،بلفظ: "ما كان شيء أبغض إلى رسول الله ﷺ من الكذب وما جربه رسول الله ﷺ من أحد وإن قل فيخرج له من نفسه حتى يجدد له توبة" وقال: إن صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه، ووافقه الذهبي في التلخيص، وأخرجه البيهقي في سننه/كتاب الشهادات من طريقين عن عائشة بهذا اللفظ (١٩٦/١٠)، وأخرجه الهيثمي في كشف الأستار عن زوائد مسند البزار (١٠٨/١)، وفي مجمع الزوائد(١ /١٤٢)، والترمذي في سننه / كتاب البر والصلة(٤ /٣٤٨)، وقال : هذا حديث حسن، وابن أبي الدنيا في كتابه الصمت ص ٤٨٠، وكتابه مكارم الأخلاق ص١١٩۔

سورۃ یونس

﴿لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ﴾	(آیۃ:٦٤)

ترجمہ: ان کیلئے دنیاوی زندگی میں خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی' اللہ کی باتیں نہیں بدلتیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

اچھے خواب نبوت کا حصہ ہیں

(روایت نمبر:۳۵۳) حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لا يبقى بعدي شيء من النبوة إلا المبشرات" قالوا: يا رسول الله وما المبشرات قال:"الرؤيا الصالحة يراها الرجل أو تُرى له".

(ترجمہ) میرے بعد نبوت کی کوئی چیز باقی نہیں رہے گی سوائے مبشرات کے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مبشرات کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اچھے خواب جن کو آدمی دیکھتا ہے یا اس کو دکھائے جاتے ہیں۔

---

(٣٥٣)أخرجه ابن جرير في تفسيره بعدة أسانيد بمعناه وعن أم كرز وأبي هريرة بلفظ: " ذهبت النبوة وبقيت المبشرات" (١٥ /١٢٥-١٤٠)، ومثله ابن الجوزي في تفسيره ٤٤/٤)، والبغوي في تفسيره (٣٦٠/٢)، والخازن (١٩٣/٣)،وابن كثير (٢ /٤٢٣-٤٢٤) كلهم عن غير عائشة منالصحابة، أما السيوطي في تفسيره فقد ساقه لعائشة بهذا اللفظ (٣١٢/٣)، والشوكاني في الفتح (٤٣٧/٢)۔

وأصل الحديث متفق عليه من حديث أبي هريرة بلفظ: "إذا اقترب الزمان لم تكن تكذب - رؤيا المؤمن وهي جزء من ستة وأربعين جزءا من النبوة"۔ انظر: اللؤلؤ والمرجان ص٥٧٧، وأحمد في مسنده(٣٨١/٦)، من حديث أم كرز الكعبية وابن ماجه في السنن (١٢٨٣/٣)، والدارمي في سننه (١٢٣/٢)۔

﴿فَلَوْ لَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ مَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ﴾	(آیۃ:۹۸)

ترجمہ: چنانچہ کوئی بستی ایمان نہ لائی کہ اس کو (عذاب دیکھ کر) ایمان لانا مفید ہوتا مگر یونس کی قوم کو جب وہ ایمان لائی تو ہم نے ان پر سے دنیاوی زندگی میں ذلت کا عذاب اٹھالیا اور ہم نے ان کو ایک وقت تک عیش دیا۔

دعا مصیبت کو ٹال دیتی ہے

(روایت نمبر:۳۵۴) جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لا ينجي حذر من قدر وإن الدعاء يرفع من البلاء" وقد قال الله في كتابه: ﴿اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ مَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ﴾.

(ترجمہ) تقدیر سے ڈرنا نجات نہیں دیتا، لیکن دعا مصیبت کو دور کر دیتی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے:

(ترجمہ) ہاں یونس کی قوم جب ایمان لائے ہم نے ان سے رسوائی کا عذاب دنیا کی زندگی میں ہٹا دیا اور ایک وقت تک انہیں برتنے دیا۔

حضرت عائشہؓ کی رخصتی کا واقعہ

(روایت نمبر:۳۵۵) حضرت اسماء بنت عمیسؓ فرماتی ہیں کہ:

(٣٥٤)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر سوى السيوطي في الدرالمنثور (٣١٨/٣)، وأخرجه الحاكم عن عائشة في المستدرك عن كتاب الدعاء على شرط الشيخين(٤٩٢/١)، ومثله الهيثمي في مجمع الزوائد (١٤٦/١٠)، والبزار عن أبي هريرة في كشف الأستار (٣٩،٣٧/٤)، وفي إسناده عند الحاكم زكريا بن منظور ضعيف لا يحتج به۔ انظر: تقريب التهذيب (٢٦١/١)، وفي إسناد البزار إبراهيم بن خثيم متروك، انظر: لسان الميزان (٥٣/١)، وأخرجه الديلمي في مسند الفردوس (٢٧٦/٥)، ولم أجده لابن النجار في ذيل تاريخ بغداد۔

(٣٥٥)أورده السيوطي في تفسيره الدرالمنثور(٢٩١/١)، ولم أجده لغيره من المفسرين بالأثر۔=

كنت صاحبة عائشة التي هيأتها فأدخلتها على رسول الله ﷺ في نسوة فما وجدنا عنده قرى إلا قدحاً من لبن فتناوله فشرب منه. ثم ناوله عائشة فاستحيت منه. فقلت: لا تردي يد رسول الله ﷺ فأخذته فشربته ثم قال: "ناولي صواحبك" فقالت: لا نشتهيه فقال: "لا تجمعين كذباً وجوعاً" فقلت: إن قالت إحدانا لشيء تشتهيه لا أشتهي أيعد ذلك كذباً فقال: "إن الكذب يكتب كذباً حتى الكذيبة تكتب كذيبة".

(ترجمہ) میں حضرت عائشہؓ کے ساتھ تھی جب میں نے ان کو دلہن بنا کر تیار کیا اور جب ان کو حضور ﷺ کے پاس ان کی ازواج مطہرات میں شامل کیا ہم نے حضور ﷺ کے پاس ضیافت کی کوئی چیز نہ پائی سوائے دودھ کے ایک پیالے کے جس کو حضور ﷺ نے لیا اور اس سے پیا پھر حضرت عائشہؓ کو وہ پیالہ دیا تو حضرت عائشہؓ کو پیالہ لینے میں حیا ہوئی تو میں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کو واپس نہ لوٹانا انہوں نے اس کو لے لیا اور اس کو پی لیا پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ پیالہ اپنے ساتھ والی عورتوں کو دے دو تو ان عورتوں نے کہا کہ ہمیں اس کی خواہش نہیں ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا:

کہ جھوٹ اور بھوک کو جمع نہ کرو۔

میں نے عرض کیا اگر ہم میں سے کوئی کسی چیز کے بارے میں کہے کہ مجھے اس کی خواہش نہیں ہے جب کہ وہ اس کو چاہتی تھی کیا اس کو بھی جھوٹ شمار کیا جائے گا آپ نے ارشاد فرمایا:

جھوٹ جھوٹ ہی لکھا جاتا ہے حتی کہ چھوٹے سے جھوٹ کو بھی چھوٹے سے جھوٹ کے طور پر لکھ دیا جاتا ہے۔

=وأخرجه أحمد فی مواضع فی مسنده من أحاديث زيد(٦ /٤٣٨، ٤٥٨) ، والهيثمى فی مجمع الزوائد(٤ /٥١)، عن عائشة من طريقين طريق أسماء بنت عميس وأسماء بنت يزيد قال: الصواب حديث أسماء بنت يزيد لأن أسماء بنت عميس وقت تزوج النبی ﷺ بعائشة كانت مهاجرة مع زوجها إلى الحبشة۔ وأخرجه فی مسنده (١ /١٧٩)، عن أسماء بنت يزيد وابن ماجه فی سننه مختصراً من كتاب الأطعمة (٢ /١٠٩٧)، والمنذری فی الترغيب والترهيب (٢٩/٣)، وابن أبی الدنيا فی كتابه الصمت ص٥١٣، وكتابه مكارم الأخلاق ص١٢١۔

سورة هود

﴿وَ يَصۡنَعُ الۡفُلۡكَ وَ كُلَّمَا مَرَّ عَلَيۡهِ مَلَاٌ مِّنۡ قَوۡمِهٖ سَخِرُوۡا مِنۡهُ﴾	(آیۃ:۳۸)

ترجمہ: اور حضرت نوحؑ کشتی بناتے تھے اور جب کشتی پر ان کی قوم کے سردار گزرتے تو ان سے مذاق کرتے نوحؑ فرماتے اگر تم ہم سے مذاق کرتے ہو تو ہم بھی تم پر مذاق کریں گے جس طرح سے تم مذاق کرتے ہو۔

طوفان نوحؑ میں ایک عورت کا قصہ

(روایت نمبر:۳۵۶) حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"کان نوح عليه السلام مكث فى قومه ألف سنة إلا خمسين عاماً يدعوهم إلى الله حتى كان آخر زمانه غرس شجرة فعظمت وذهبت كل مذهب ثم قطعها ثم جعل يعملها سفينة ويمرون فيسألونه فيقول أعملها سفينة، فيسخرون منه ويقولون تعمل سفينة فى البر كيف تجرى؟ قال: سوف تعلمون.فلما فرغ منها وفار التنور و كثر الماء

---

(٣٥٦)أخرجه ابن جرير فى التفسير بهذا اللفظ عن عائشة (١٥/ ٣١٠)، وأورد البغوى جزءاً منه دون عزوه لأحد (٢/ ٣٨٥)، ومثله الخازن (٣/ ٢٣٣)، وابن كثير فيى التفسير عن عائشة بهذا اللفظ(٢/ ٤٤٧)، وكذلك السيوطى فى الدرالمنثور (٣/ ٣٢٧) ، ومثله الشيوكانى فى فتح القدير (٢/ ٤٧٧)۔

وأخرجه الحاكم فى المستدرك عن عائشة بهذا اللفظ، وقال: على شرط الشيخين ولم يخرجاه (٢/ ٣٤٢) وخالفه الذهبى فى التلخيص ووصف اسناده بأنه مظلم بسبب موسى بن يعقوب الزمعى وليس بذاك۔ قال فيه ابن المدينى: ضعيف منكر الحديث انظر: تهذيب التهذيب (١٠/ ٣٧٨)۔

فی السکک، خشیت أم الصبی علیه و كانت تحبه حباً شدیداً فخرجت إلی الجبل حتی بلغت ثلثه فلما بلغها الماء خرجت حتی استوت علی الجبل، فلما بلغ الماء رقبتها رفعته بین یدیها حتی ذهب بها الماء فلو رحم الله منهم أحداً لرحم أم الصبی".

(ترجمہ) حضرت نوحؑ اپنی قوم میں ساڑھے نوسو سال رہے ان کو اللہ کی طرف بلاتے رہے جب ان کا اخیر زمانہ ہوا تو انہوں نے ایک درخت لگایا جو بڑھ گیا اور ہر طرف پھیل گیا پھر اس کو کاٹا اور اس کی کشتی بنانا شروع کی لوگ ان کے پاس سے گزرتے تھے اور پوچھتے تھے تو وہ فرماتے کہ میں اس کی کشتی بنارہا ہوں تو وہ آپ سے مذاق کرتے اور کہتے کہ تم خشکی میں کشتی بنارہے ہو یہ کیسے چلے گی؟ تو آپؑ فرماتے تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا پھر جب اس سے فارغ ہوئے اور تنورابلنے لگا اور پانی گلیوں میں بہت ہو گیا تو ایک بچے کی ماں ڈر گئی جو اس سے بہت محبت کرتی تھی وہ اس کو لے کر پہاڑ کی طرف چلی گئی حتی کہ پانی اس کی تہائی تک پہنچ گیا پھر جب پانی اس پر غالب آیا تو یہ وہاں سے نکل کر پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئی۔ پھر جب پانی اس کے گھٹنے تک پہنچا تو اس نے اپنے بچے کو اپنے ہاتھوں میں اٹھا لیا حتی کہ پانی اس کو بہا کر لے گیا۔ اگر اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی پر رحمت کرتا تو اس بچے کی ماں پر رحم کرتا۔

سورة يوسف

﴿حَتّٰۤی اِذَا اسۡتَیۡـَٔسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوۡۤا اَنَّهُمۡ قَدۡ كُذِبُوۡا جَآءَهُمۡ نَصۡرُنَا فَنُجِّیَ مَنۡ نَّشَآءُ وَ لَا یُرَدُّ بَاۡسُنَا عَنِ الۡقَوۡمِ الۡمُجۡرِمِیۡنَ﴾	(آیۃ:۱۱۰)

ترجمہ: یہاں تک کہ جب پیغمبر مایوس ہوگئے اور امتوں نے گمان کیا کہ رسولوں کی مدد آنے کا وعدہ خلاف ہوگیا ہے تب ہماری مدد ان کے پاس آ گئی تو ہم نے جن کو چاہا بچالیا اور ہمارا عذاب مجرم لوگوں سے نہیں ہٹتا۔

(روایت نمبر:۳۵۷) حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

أنه سأل عائشة رضي الله عنها عن قوله: ﴿حَتّٰۤی اِذَا اسۡتَیۡـَٔسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوۡۤا اَنَّهُمۡ قَدۡ كُذِبُوۡا﴾ قال قلت: أكُذِّبوا أم كُذِبوا؟ قالت عائشة رضي الله عنها: بل كذِّبوا - يعني بالتشديد - قلت: والله لقد استيقنوا أن قومهم كذبوهم فما هو بالظن قالت: أجل لعمري لقد استيقنوا بذلك فقلت لعلها: وظنوا أنهم قد كذبوا - مخففة - قالت: معاذ الله لم تكن الرسل لتظن ذلك بربها' قلت: فما هذه الآية قالت: هم أتباع الرسل ممن كذبهم من قومه وظنت الرسل أن أتباعهم قد كذبوهم جاء هم نصر الله عند ذلك.

(ترجمہ) انہوں نے حضرت عائشہؓ سے ارشاد باری تعالیٰ ﴿حَتّٰۤی اِذَا اسۡتَیۡـَٔسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوۡۤا اَنَّهُمۡ قَدۡ كُذِبُوۡا﴾ کے متعلق پوچھا کہ اس میں یہ کُذِبُوۡا ہے یا کُذِّبُوۡا ہے۔ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کُذِّبُوۡا ہے شد کے ساتھ میں نے عرض کیا خدا کی قسم ان رسولوں نے یقین کرلیا تھا کہ ان کی قوم نے ان کو جھٹلا دیا ہے اس کے متعلق فقط ان کا گمان نہیں تھا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہاں مجھے اپنی قسم انہوں نے

(۳۵۷) أخرجه ابن جرير في تفسيره (۱٦/۳۰٦،۳۰۸)، فيما بعدها والبغوى فى تفسيره (۲/٤٥٤)، وابن الجوزى فى زاد المسير (٤/۲۹٦)، والخازن فى تفسيره (۳/۳۲۳)، وابن كثير فى تفسيره (۲/٤۹۷)، والسيوطى فى الدرالمنثور (٤/٤۰)، والشوكانى فى فتح القدير (۳/٥۸)۔

اس کا یقین کرلیا تھا تو میں نے کہا کہ شاید یہ لفظ فظنوا انهم قد كذبوا ہے بغیر شد کے انہوں نے فرمایا معاذ اللہ رسول ایسے نہیں تھے کہ وہ اپنے رب کے ساتھ یہ گمان کریں (یعنی اگر بغیر شد کے پڑھا جائے تو اس کی نسبت اللہ کی طرف ہوگی کہ اللہ نے ان کو جھٹلایا ہے) میں نے عرض کیا تو اس آیت کا کیا معنی ہوگا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ رسولوں کے پیروکار تھے۔ ان کی قوم میں سے کچھ لوگوں نے ان کو جھٹلایا تھا اور رسولوں نے یہ یقین کیا تھا کہ ان کے پیروکاروں نے ان کی تکذیب کی ہے جس پر اللہ کی مدد رسولوں کے پاس آئی تھی۔

(فائدہ) کُذِّبُوْا بھی ایک قراءۃ ہے۔

(روایت نمبر: ۳۵۸) حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ روایت فرماتے ہیں کہ مجھے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے حضرت ابن عباسؓ کی اس آیت کے متعلق مخالفت کی ہے اور فرمایا کہ:

ما وعد الله رسوله من شيء إلا علم أنه سيكون قبل أن يموت ولكنه لم يزل البلاء بالرسل حتى ظنوا أن من معهم من المؤمنين قد كذبوهم وكانت تقرؤها: ﴿وَ ظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوْا﴾ بالتشديد.

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے جس چیز کا وعدہ کیا ہے رسول نے اس کے بارے میں یقین کرلیا کہ یہ موت سے پہلے ہو کر رہے گا۔ لیکن رسولوں پر مصیبت اترتی رہی حتی کہ انہوں نے یقین کرلیا کہ ان کے ساتھ جو مومنین ہیں انہوں نے ان کو جھٹلایا ہے آپ یہ آیت اس طرح پڑھتی تھیں۔ ﴿وَ ظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوْا﴾. ذال کی شد کے ساتھ۔

(فائدہ) یہ روایت سابقہ انبیاء علیہم السلام کی امتوں کے متعلق ہے جن میں سے بہت سارے لوگ ان رسولوں کی تکذیب کرتے تھے جس کے متعلق اس روایت میں وضاحت کی گئی ہے۔

(روایت نمبر: ۳۵۹) حضرت عائشہؓ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتی ہیں کہ:

أنه قرأ: ﴿وَ ظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا﴾ مخففة.

---

(۳۵۸) أخرجه ابن جرير في تفسيره (۱٦/ ۳۰٦، ۳۰۸)، والسيوطى فى تفسيره (٤/ ٤۰)، والشوكانى فى فتح القدير (۳/ ۵۹)۔

وأخرجه البخارى فى صحيحه فى تفسير سورة البقرة انظره مع الفتح (۸/ ۱۸۸، ۳٦۷)، وانظر: التخريج الذى قبله، ووهم ابن حجر فى النكت الظراف على تحفة الأشراف لما قال: إنه فى البقرة فقط وليس فى سورة يوسف (۱۲/ ۱۱)، والصحيح أنه فيها كما بيناه۔

(۳۵۹) أورده السيوطى فى الدرالمنثور بهذا اللفظ (٤/ ٤۱)، وانظر: التخريج الذى قبله حيث هو جزء منه۔

ذكره مكى بن أبى طالب فى الكشف عن وجه القراءات السبع (۲/ ۱۵)، وابن زنجلة =

(ترجمہ) آپ ﷺ اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے ﴿وَ ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا﴾ ذال کی تخفیف کے ساتھ تھا۔

(فائدہ) قرآن کریم میں بھی ذال کی تخفیف کے ساتھ یعنی بغیر شد کے ہے اور حضور ﷺ کا طریقہ بھی یہی تھا۔

(روایت نمبر: ۳۶۰) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ:

أن النبي ﷺ قرأ: ﴿وَ ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوْا﴾ بالتشديد.

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ نے ﴿وَ ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوْا﴾ ذال کی شد کے ساتھ بھی پڑھا ہے۔

(فائدہ) كُذِبُوْا اور كُذِّبُوْا دونوں طرح کی قراءتیں ہیں اور دونوں طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھنا ثابت ہے اور دونوں طرح سے پڑھنا صحیح ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں تفسیر قرطبی جلد ۹ صفحہ ۲۷۵۔

=فی حجة القراء ات ص ٣٦٦، وهی قراء ة عاصم وحمزة والكسائی۔

والحجة فی هذا أن الضمير ﴿أنهم﴾ يعود إلى المرسل ومعنى الظن الشك أی وظن القوم أن ما جاء تهم به رسلهم غير واقع وانظر:الغاية فی القراء ات العشر للنيسابوری ص ١٨١، والنشر لابن الجزری (٢/٢٩٦)، والمبسوط لأبی بكر الأصبهانی ص ٢٢١۔

(٣٦٠)أخرجه السيوطی فی الدرالمنثور (٤١/٤)

وذكره مكی بن أبی طالب فی كتاب الكشف (٢/١٥)، وابن زنجلة فی حجة القراء ات ص٣٦٦، وابن الجزری فی النشر (٢/٢٩٦)، وهی قراء ة نافع وابن كثير وأبی عمرو وابن عامر وحجتهم فی هذا أن الضمير ﴿أنهم﴾ للرسل عطف على قوله:﴿استيأس الرسل﴾ والظن هنا بمعنى اليقين۔ والمعنى: وأيقن الرسل أن قومهم كذبوهم فيما جاء وهم به من عند ربهم ۔ وانظر: تخريج الذی قبله۔

﴿وَ يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ﴾	(آیۃ:۲۵)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کا عہد مضبوط کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور جن کے جوڑنے کا حکم دیا ہے اس کو قطع کر دیتے ہیں اور دنیا میں فساد پھیلاتے ہیں ایسے لوگوں پر لعنت ہوگی اور ان کیلئے برا گھر ہے۔

رحمت عرش کے ساتھ معلق ہے

(روایت نمبر:۳۶۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الرحمة معلقة بالعرش تقول من وصلني وصلته ومن قطعني قطعته".

(ترجمہ) صلہ رحمی عرش کے ساتھ معلق ہے یہ کہتی ہے جس نے مجھے ملایا میں اس کو ساتھ ملاؤں گی اور جس نے مجھے کاٹا میں اس کو کاٹ دوں گی۔

(فائدہ) یعنی رشتہ داروں کے ساتھ تعلق رکھنے کا فائدہ یہ ہے کہ اس کے ساتھ بھی تعلق قائم رکھا جاتا ہے اور جو لوگ صلہ رحمی نہیں کرتے تعلق کو توڑتے ہیں ان کا بھی تعلق ٹوٹ جاتا ہے۔

﴿وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً وَ مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ﴾	(آیۃ:۳۸)

ترجمہ: اور ہم آپؐ سے پہلے بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ہم نے ان کو بیویاں اور اولاد بھی دی اور کسی رسول کے اختیار میں نہیں تھا کہ وہ کوئی آیت لے آئے مگر اللہ کے حکم سے ہر زمانہ

(۳۶۱)أخرجه الخازن فى تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (۱۷/٤).

کے مناسب خاص خاص احکام ہوتے ہیں۔

تبتل منع ہے

(روایت نمبر:۳۶۲) حضرت سعد بن ہشام فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں گیا اور عرض کیا:

إني أريد أن أتبتل قالت: لا تفعل، أما سمعت الله يقول: ﴿وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً﴾.

(ترجمہ) میں چاہتا ہوں کہ میں دنیا سے کٹ کر صرف اللہ کی طرف متوجہ ہو جاؤں یعنی ازدواجی تعلق سے الگ رہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا تم ایسا نہ کرو کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا۔ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً.

---

(٣٦٢)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر غير السيوطي في الدرالمنثور (٦٥/٤)۔ وأخرجه أحمد في المسند عن عائشة (٦ /٩١، ٩٧، ١١٢)، وأصل الحديث ثابت في الصحيحين انظر:اللؤلؤ والمرجان ص٣٢٦۔

سورة ابراهيم

﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ وَ يُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ﴾	(آیۃ:۲۷)

ترجمہ: اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے مضبوط کرتا ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور ظالموں کو گمراہ کرتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مؤمنین کو قبر میں ثابت قدم رکھتا ہے

(روایت نمبر:۳۶۳)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ﴾ آیت کے متعلق فرمایا:

"هذا في القبر"۔

---

(۳۶۳) أخرجه ابن جرير بأكثر من طريق عن البراء بن عارب (۱٦/٥٨٩ - ٦٠٠)، وأورده قولاً له بدون إسناده ابن الجوزي في تفسيره (٤/٣٦١)، وأخرجه عنه البغوي في تفسيره (٣/٣٣)، ومثله الخازن في تفسيره (٤/٤٢)، وأخرجه ابن كثير في تفسيره بأسانيد عدة عن البراء وعن أبي هريرة وعن تميم الداري وعن عائشة (٢/٥٣١-٥٣٨)۔ وأورده السيوطي في تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (٤/٧٩)، وأخرجه الشوكاني بهذا اللفظ أيضاً عن عائشة (٣/١٠٣)، وأخرجه البخاري في صحيحه انظره مع الفتح (٣/١٨٤، ٨/٢٨٦)، ومسلم في صحيحه، انظر شرح النووي (١٧/٢٠٤)، وأبو داود في سننه انظره مع عون المعبود (١٣/٨٥)، والنسائي في سننه (٤/١٠١)، والترمذي في سننه (٥/٢٩٥)، وابن ماجه في سننه (٢/١٤٢٢)، والإمام أحمد في مسنده (٤/٩١، ٢٨٢)، وابن أبي شيبة في مصنفه (١٠/٢٣٣، ١٣/٣٦٧)۔

یہ آیت قبر کے متعلق ہے۔

قبر میں حضورؐ کے متعلق پوچھا جاتا ہے

(روایت نمبر:۳۶۴) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بی یفتتن أهل القبور" وفيه نزلت ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ﴾.

(ترجمہ) میرے متعلق اہل قبور سے پوچھا جاتا ہے اوراسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے۔﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾. (ترجمہ) اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر۔

اللہ تعالیٰ مؤمنین کو قبر میں ثابت قدم رکھتا ہے

(روایت نمبر:۳۶۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا:

"تبتلى هذه الأمة في قبورها" فكيف بي وأنا امرأة ضعيفة قال : ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ﴾.

(ترجمہ) کہ اس امت کا ان کی قبروں میں امتحان لیا جاتا ہے تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا میرا کیا حال ہوگا میں تو کمزور عورت ہوں تو آپؐ نے یہ آیت پڑھی۔﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ﴾.

(فائدہ) یعنی مومنین سے قبر میں فرشتے حضور ﷺ کے متعلق سوال کرتے ہیں اور اللہ کے متعلق اور دین کے متعلق بھی تو اللہ تعالیٰ ان کو ثابت قدم رکھتے ہیں اوران کو گھبراہٹ میں نہیں ڈالتے۔

فتنہ دجال اور قبر میں سوالات اور میت کی حالت

(روایت نمبر:۳۶۶) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

جاء ت يهودية فاستطعمت على بابي فقالت: أطعموني أعاذكم الله من فتنة الدجال ومن فتنة عذاب القبر، في أزل أحبسها حتى أتى رسول الله ﷺ فقلت : يا رسول الله ما تقول هذه اليهودية؟ قال: وما تقول..قلت: تقول : أعاذكم الله من فتنة الدجال ومن فتنة عذاب

---

(٣٦٥)أخرجه السيوطى فى تفسيره (٧٩/٤)۔

وانظر تخريج الحديثين قبله فهو مثلهما۔

(٣٦٦) لم أجد من أخرجه بهذا اللفظ من المفسرين بالأثر إلا السيوطى فى تفسيره الدر المنثور (٨٣/٤)، وابن كثير فى تفسيره اشار إلى جملة منه عن عائشة (٥٣٨/٢)۔=

القبر فقام رسول الله ﷺ فرفع يديه مداً يستعيذ بالله من فتنة الدجال ومن فتنة عذاب القبر ثم قال: "أما فتنة الدجال فإنه لم يكن نبي إلا حذر أمته' وسأحذركموه بحديث لم يحدثه نبي أمته إنه أعور والله ليس بأعور مكتوب بين عينيه كافر يقرؤه كل مؤمن' وأما فتنة القبر فبي تفتنون وعني تسألون فإذا كان الرجل الصالح أجلس في قبره غير فزع ولا مشعوف ثم يقال له: فيم كنت؟ فيقول في الإسلام' فيقال: ما هذا الرجل الذي كان فيكم؟ فيقول محمد رسول الله جاء نا بالبينات من عند الله فصدقناه فيفرج له فرجة قبل النار فينظر إليها يحطم بعضهابعضاً فيقال له: أنظر إلى ما وقاك الله' ثم يفرج له فرجة إلى الجنة فينظر إلى زهرتها وما فيها فيقال هذا مقعدک منها ويقال: على اليقين كنت وعليه مت وعليه تبعث إن شاء الله. وإذا كان الرجل السوء جلس في قبره فزعاً مشعوفاً فيقال له: فيم كنت؟ فيقول: سمعت الناس يقولون قولاً فقلت كما قالوا' فيفرج له فرجة قبل الجنة فينظر إلى زهرتها وما فيها فيقال أنظر إلى ما صرف الله عنک ثم يفرج له فرجة قبل النار فينظر إليها يحطم بعضها بعضاً ويقال: هذا مقعدک منها' على الشک كنت وعليه مت وعليه تبعث إن شاء الله.

(ترجمہ) ایک یہودی عورت آئی اور اس نے دروازے پر مجھ سے کھانا مانگا اور کہنے لگی مجھے کھانا کھلا دو اللہ تمہیں دجال کے فتنے سے اور قبر کے عذاب کے فتنے سے محفوظ رکھے۔ میں نے اس یہودی عورت کو روکے رکھا حتی کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ یہودی عورت کیا کہتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ یہ کیا کہتی ہے میں نے عرض کیا وہ کہتی ہے اللہ تمہیں دجال کے فتنے سے اور عذاب قبر کے فتنے سے محفوظ فرمائے۔ تو حضور ﷺ کھڑے ہوئے اور اپنے ہاتھ اٹھا کر پھیلائے اور اللہ سے دجال کے فتنے سے اور عذاب قبر کے فتنے سے پناہ مانگنے لگے۔ پھر فرمایا دجال کا فتنہ ایسا ہے کہ جو نبی بھی آیا ہے اس نے اپنی امت کو اس سے ڈرایا ہے۔ اور میں بھی تمہیں ایسی بات کے متعلق ڈراتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی امت کو نہیں بتائی۔ یہ کانا ہوگا اور اللہ کانا نہیں ہے اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان "کافر" لکھا ہوا ہوگا۔ جس کو ہر مومن پڑھے گا اور قبر کی آزمائش میرے متعلق ہوگی۔ قبر کا فتنہ یہ ہے کہ میرے بارے میں تم

=وأخرجه البخاری فی مواضع من صحيحه فی كتاب الأنبياء (٦/ ٣٧٠)، وفی كتاب الأدب (١٠/ ٥٦١)، وفی كتاب الفتن (١٣/ ٨٩)، وكتاب التوحيد (١٣/ ٣٨٩)، وأخرجه مسلم فی صحيحه كتاب الفتن وأشراط الساعة (٤/ ٢٢٤٤)، وأبو داود فی الملاحم من سننه انظره مع عون المعبود (٣/ ١٠٠)، والترمذی فی سننه كتاب الفتن (٤/ ٥٠٨-٥١٤)، وابن ماجه فی كتاب الفتن من سننه (٢/ ١٣٥٩)، وأحمد فی مسنده عن عائشة بهذا اللفظ (٦/ ١٤٠)۔

پوچھے جاؤ گے اور میرے بارے میں آزمائش میں ڈالے جاؤ گے اگر وہ نیک آدمی ہوگا تو اس کو اس کی قبر میں بٹھا دیا جائے گا نہ وہ پریشان ہوگا اور نہ اس کو سخت گھبراہٹ لاحق ہوگی۔ پھر اس سے پوچھا جائے گا تم کس حالت میں تھے تو وہ کہے گا اسلام کی حالت میں پھر پوچھا جائے گا کہ یہ شخص کون ہے جو تم میں تھے تو وہ کہے گا محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جو ہمارے پاس اللہ کی طرف سے دلائل لے کر آئے۔ ہم نے ان کی تصدیق کی تھی تو پھر اس کے لئے جہنم کو تھوڑا سا کھولا جائے گا تو وہ اس کو دیکھے گا وہ ایک دوسرے کے اوپر چڑھی ہوئی ہے اور اس سے کہا جائے گا کہ اس سے اللہ تعالیٰ نے تجھے بچا دیا ہے پھر اس کے لئے جنت ٹھکانہ ہے۔ اور کہا جائے گا تو یقین پر رہا اور یقین پر مرا اور اسی یقین پر انشاء اللہ تو قبر سے نکلے گا (یقین سے مراد یہاں ایمان ہے) اور جب کوئی برا آدمی ہوتا ہے تو قبر میں پریشان اور گھبراہٹ میں بیٹھتا ہے تو اس کو کہا جاتا ہے تو کس حالت میں رہا وہ کہے گا مجھے معلوم نہیں تو اس کو کہا جائے گا۔ یہ آدمی جو تم میں تھے وہ کون ہیں تو وہ کہے گا کہ میں لوگوں سے سنتا تھا وہ جو کہتے تھے میں بھی وہی کہتا تھا تو اس کے لئے جنت کو تھوڑا سا کھولا جائے گا اور وہ اس کی رونق کو اور اس کے اندر کی چیزوں کو دیکھے گا پھر کہا جائے گا دیکھ اللہ نے اس سے تجھے پھیر دیا ہے پھر اس کے لئے دوزخ کو کچھ کھولا جائے گا تو وہ اس کی طرف دیکھے گا تو اس کا بعض حصہ بعض پر چڑھ رہا ہے۔ اور اس کو کہا جائے گا کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے تو شک پر رہا اور شک میں مرا اور اسی شک کی حالت میں تو انشاء اللہ قبر سے اٹھے گا۔

(فائدہ) یعنی تو نے نبی کی تصدیق نہیں کی اور اس شک میں رہا کہ معلوم نہیں سچا ہے یا جھوٹا ہے۔ اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں یقین سے کہتے ہیں نعوذ باللہ محمد رسول اللہ ﷺ جھوٹے ہیں اور ان کا مذہب بھی جھوٹا ہے۔

﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾	(آیۃ:۴۸)

ترجمہ: جس دن بدل دی جائے گی زمین اس زمین کے علاوہ اور بدلے جائیں گے آسمان اور لوگ اللہ اکیلے زبردست کے روبرو پیش ہوں گے۔

جب زمین بدلی جائے گی لوگ پل صراط پر ہوں گے

(روایت نمبر:۳٦۷) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

أنا أول الناس يسأل رسول الله ﷺ عن هذه الآية: ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ﴾ قلت: أين الناس يومئذ: قال: "على الصراط المستقيم".

(ترجمہ) لوگوں میں سے سب سے پہلے میں نے اس آیت ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ﴾ کے متعلق سوال کیا تھا۔ پھر پوچھا جس دن اس زمین کے علاوہ اور زمین بدلی جائے گی اس وقت لوگ کہاں رہیں گے۔ فرمایا: پل صراط پر۔

قیامت میں زمین جنت کے سنگ مرمر کی ہوگی

(روایت نمبر:۳۶۸) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا قیامت کے دن زمین کس چیز کی ہوگی فرمایا:

"هي رخام من الجنة".

یہ جنت کے سنگ مرمر کی ہوگی۔

---

(۳۶۷)أخرجه ابن جرير الطبري في تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ بأكثر من طريق (۳۵۳/۱۳)، والبغوي في تفسيره (۴۱/۳)، والخازن (۵۴/۴)، وابن كثير في تفسيره عن عائشة بأكثر من طريق (۵۴۳/۲)، والسيوطي في الدر المنثور (۹۰/۴)، والشوكاني في الفتح (۱۱۴/۳)۔

وأخرجه أحمد في مسنده بأكثر من طريق عن عائشة (۱۰۱،۳۵/۶، ۱۳۴،۱۱۷،۱۱۶)، واخرجه مسلم في صحيحه /كتاب صفات المنافقين بهذا اللفظ (۲۱۵۰/۴)۔

والترمذي في سننه من كتاب التفسير (۲۹۶/۵)، وابن ماجه في سننه /كتاب الزهد (۱۳۴۰/۲)، وابن حبان في صحيحه (۲۳۷/۹)، والحاكم في المستدرك على شرط الشيخين ووافقه الذهبي في التلخيص (۳۵۲/۲)۔

(۳۶۸)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر سوى السيوطي في الدرالمنثور (۹۱/۴)، وأخرجه البخاري في كتابه التاريخ الكبير بهذا اللفظ (۱۶۵/۳)۔

سورة الحجر

﴿وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ - إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ﴾	(آیۃ: ۱۷، ۱۸)

ترجمہ: اور ہم نے اس کو ہر شیطان مردود سے محفوظ رکھا ہے۔ مگر جو چوری چھپے سُن بھاگا اس کے پیچھے ایک روشن شعلہ ہولیتا ہے۔

شیاطین آسمان کی باتیں چراتے تھے

(روایت نمبر:۳۶۹) نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریمؐ نے فرمایا:

"إن الملائكة تنزل فی العنان وهو السحاب فتذكر الأمر الذی قضی فی السماء فتسترق الشياطين السمع فتسمعه فتوحی إلی الكهان فيكذبو ن معها مائة كذبة من عند أنفسهم" (البغوی).

(ترجمہ) حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فرشتے بادل میں اترتے ہیں اور اس بات کا ذکر کرتے ہیں جو آسمان میں ہو چکی ہوتی ہے تو شیطان چوری چھپے سن لیتے ہیں پھر کاہنوں کو بتاتے ہیں تو کاہن اس کو اپنی طرف سے سو جھوٹ ملا کر بیان کرتے ہیں۔

---

(۳۶۹) لم أجد من أخرجه من المفسرين بالأثر عن عائشة بهذا اللفظ إلا البغوی، انظر البغوی فی تفسيره (۴۶/۳)۔

وأخرجه البخاری فی صحيحه بهذا اللفظ عن عائشة، انظره مع الفتح (۳۰۴/۶، ۳۳۸)، ومسلم عن عائشة فی صحيحه عن الإمام أحمد فی مسنده أيضاً (۸۷/۶)۔

سورة النحل

﴿وَقَالَ اللّٰهُ لَاتَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾	(آیۃ:۵۱)

ترجمہ: اوراللہ نے فرمایادومعبودمت بناؤوہ معبودایک ہی ہے پس تم مجھ ہی سے ڈرو۔

خداکوتوحید کے ساتھ پکاراجائے

(روایت نمبر:۳۷۰) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

إن الله يحب أن يدعى هكذا وأشارت بإصبع واحدة.

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کو پسند ہے کہ وہ اس طرح سے پکارے جائیں پھرانہوں نے اپنی انگلی کے ساتھ (ایک کا) اشارہ کیا۔

(فائدہ) یعنی اللہ چاہتا ہے کہ صرف اس کو پکاراجائے آج جولوگ خداکوچھوڑ کر دوسرے لوگوں کو پکارتے ہیں اوران سے مدد مانگتے ہیں اورضرورتیں مانگتے ہیں تو یہ اللہ کو پسند نہیں ہیں۔

﴿شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ﴾	(آیۃ:۶۹)

ترجمہ: پھرہرقسم کے پھلوں سے کھا' پھراپنے رب کے راستوں میں چل جوآسان ہوں، اس کے پیٹ سے پینے کی ایک چیزنکلتی ہے جس کی رنگتیں مختلف ہوتی ہیں اس میں لوگوں کیلئے شفاء ہے اس میں ان لوگوں کیلئے جودھیان کرتے ہیں بڑی نشانی ہے۔

(روایت نمبر:۳۷۱) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

---

(۳۷۰) لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر غير السيوطي في الدر المنثور (۴ / ۱۲۰) وأصل رفع السبابة عند الدعاء ثابت بالصحيحين والسنن، وانظر الإشارة باصبع واحدة في مختصر سنن أبي داود (۲/۱۴۴)۔

(۳۷۱) ذكره الديلمي في مسند الفردوس بهذا اللفظ عن عائشة (۱۹۶)، والعجلوني =

نعم الشراب العسل یزکي القلب ویذهب برد الصدر.
(ترجمہ) شہد بہترین پینے کی چیز ہے اس سے دل صاف ہوتا ہے اور سینے کی برودت ختم ہوتی ہے۔

﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴾	(آیۃ:۹۸)

ترجمہ: پس جب آپ قرآن پڑھنے لگیں تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں۔

حضرت عائشہؓ پر تہمت لگانے والے بعض لوگ

(روایت نمبر:۳۷۲)

حضرت عائشہؓ نے واقعہ افک ذکر کیا پھر فرمایا رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوئے اور اپنے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور فرمایا اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم ان الذین جاءُ وا بالافک عصبة منکم میں اللہ سمیع وعلیم کی شیطان مردود سے پناہ لیتا ہوں۔ بے شک جن لوگوں نے یہ تہمت کا طوفان برپا کیا ہے وہ تم میں سے ایک گروہ ہے۔

(فائدہ) واقعہ افک سے مراد وہ تہمت ہے جو حضرت عائشہؓ پر لگائی گئی تھی اس کی تفصیل سورۃ نور میں آئے گی۔

=فی کتابه کشف الخفاء ومزیل الإلباس (۲ /۳۱۹)، وعنده (یرعی) بدل یزکی۔ وأصله ثابت فی الصحیح۔

(۳۷۲) درمنثور (۴/ ۱۳۰)، وأصل الحدیث متفق علیه انظر صحیح البخاری مع الفتح (۴۵۲/۸)، وانظر مختصر صحیح مسلم (۲ /۳۳۱)، وسیأتی تخریجه بعدة روایات فی سورة النور۔

﴿سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا﴾	(آیۃ:۱)

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندہ (محمدؐ) کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی جس کو ہماری برکت نے گھیر رکھا ہے تا کہ ہم ان کو اپنی قدرت کے نمونے دکھائیں بے شک وہی سننے والا دیکھنے والا ہے۔

حضورؐ ہر رات سورۃ اسراء اور زمر پڑھا کرتے تھے

(روایت نمبر:۳۷۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كان رسول الله ﷺ يقرأ كل ليلة بني إسرائيل والزمر.

(ترجمہ) جناب رسول اللہ ﷺ ہر رات سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ زمر پڑھا کرتے تھے۔

واقعہ معراج

(روایت نمبر۳۷۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو ربیع الاول میں ہجرت سے ایک سال پہلے سترہ تاریخ کی رات شعب ابی طالب سے بیت المقدس تک معراج کرائی گئی۔

---

(۳۷۳)أخرجه ابن كثير في تفسيره بهذااللفظ(۲/۳)، والسيوطي في الدرالمنثور (۱۳٦/٤)، والشوكاني في فتح القدير (۱۹۸/۳)۔

وأخرجه أحمد في المسند عن عائشة (٦۸/٦)، والحاكم في المستدرك /كتاب التفسير (٤۳٤/۲)، وسكت عنه الذهبي في التلخيص وأخرجه الترمذي في جامعه (۱۸۱/٥)، والنسائي في عمل اليوم والليلة ص ٤۳٤، والبيهقي في شعب الإيمان (٤۰۷/٥)، وابن السني في عمل اليوم والليلة ص۱۸۳، وابن خزيمة في صحيحه۔ (۱۹۱/۲)، وأبو يعلى الموصلي في مسنده (۱۰٦/۸، ۲۰۳)۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"حملت على دابة بيضاء بين الحمار وبين البغل فى فخذها جناحان تحفر بهما رجليها فلما دنوت لأركبها شمست فوضع جبريل عليه السلام يده على معرفتها ثم قال: ألا تستحين يا براق بما تضعين والله ماركبک عبدالله قبل محمد أكرم على الله منه فاستحيت حتى ارفضّت عرقاً ثم قرّت حتى ركبتها فعلت بأذنيها و قبضت الأرض حتى كان منتهى رفع حافرها طرفها وكانت طويلة الظهر طويلة الأذنين وخرج معى جبريل لا يفوتنى ولا أفوته حتى أتى بيت المقدس فأتى بالبراق إلى موقفه الذى كان يقف فربطه فيه وكان مربط الأنبياء عليهم السلام ورأيت الأنبياء جمعوا لى فرأيت إبراهيم وموسیٰ و عيسى فظننت أنه لا بد أن يكون لهم إمام فقدمنى جبريل عليه السلام حتى صليت بين أيديهم وسألتهم فقالوا: بعثنا بالتوحيد" وقال بعضهم : فقد النبي ﷺ تلک الليلة فتفرقت بنو عبدالمطلب يطلبونه ويلتمسونه' وخرج العباس رضي الله عنه حتى بلغ ذا طوى فجعل يصرخ يا محمد' يا محمد فأجابه رسول الله ﷺ : "لبيک لبيک" فقال: ابن أخي أعييت قومک منذ الليلة فأين كنت؟ قال: "أتيت من بيت المقدس". قال: في ليلتک؟ قال: "نعم" قال: هل أصابک إلا خير؟ قال: "ما أصابني إلا خير". وقالت أم هانيء رضي الله عنها: ما أسري به إلا من بيتنا بينا هو نائم عندنا تلک الليلة صلى العشاء ثم نام فلما كان قبل الفجر أنبهناه للصبح فقام فصلى الصبح قال: "يا أم هانيء لقد صليت معكم العشاء كما رأيت بهذا الوادي ثم قد جئت بيت المقدس فصليت فيه ثم طلبت الغدا معكم" ثم قام ليخرج فقلت: لا تحدث هذا الناس فيكذبوک ويؤذوک فقال: "والله لأحدثهم فأخبرهم" فتعجبوا وقالوا: ما نسمع بمثل هذا قط وقال رسول الله ﷺ لجبريل عليه السلام: "يا جبريل إن قومي لا يصدقوني" قال: يصدقک أبوبكر وهو الصدّيق. وافتتن ناس كثير كانوا قد ضلوا وأسلموا . "وقمت في الفجر فجلا الله لي بيت المقدس فطففت أخبرهم عن آياته وأنا

---

(٣٧٤)أخرجه ابن جرير فى تفسيره بأكثر من رواية عن عائشة (١٥ / ٣-١٧)، والبغوى فى تفسيره (٣/ ٩٣)، والخازن فى التفسير بأكثر من رواية (٣ /١٢٨، ١٣٤)،ومثله ابن كثير فى تفسيره (٣/٢-٢٤)، والسيوطى فى الدرالمنثور (٤/١٤٩)، والشوكانى فى فتح القدير (٣/ ٢٠١)۔

وأخرجه ابن سعد فى الطبقات (١/ ٢١٤)، وابن عساكر فى تاريخه (١/ ٣٨٠)۔

انظر إليه. فقال بعضهم: كم للمسجد من باب ولم أكن عددت أبوابه فجعلت أنظر إليها وأعدها باباً باباً، وأعلمهم وأخبرتهم عن عير لهم في الطريق، وعلامات فيها فوجدوا ذلك كما أخبرتهم". وأنزل الله: ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيٓ أَرَيْنٰكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾ قال: كانت رؤيا عين رآها بعينه.

(ترجمہ) مجھے ایک سفید جانور پر سوار کیا گیا جو گدھے اور خچر کے درمیانی جسامت میں تھا اس کی ران پر دو پر تھے ان کے ساتھ وہ اپنے پاؤں کو چلاتی تھی پھر جب میں سوار ہونے کے لئے اس کے قریب ہوا تو وہ سرکشی دکھانے لگی تو حضرت جبریلؑ نے اس کی پیشانی پر اپنا ہاتھ رکھ کر فرمایا اے براق تجھے حیا نہیں آتی تو کیا کرتی ہے خدا کی قسم محمد ﷺ سے پہلے اللہ کا سب سے زیادہ برگزیدہ کوئی بندہ تجھ پر سوار نہیں ہوا اس سے اس کو شرم آئی حتیٰ کہ پسینہ پسینہ ہوگئی پھر اس کو قرار حاصل ہوا حتیٰ کہ میں اس پر سوار ہوگیا تو اس نے اپنے کانوں کی سیدھ میں اڑان بھری اور زمین کو طے کرنے لگی حتیٰ کہ جہاں اس کی نگاہ پڑتی تھی وہیں اس کا پاؤں پہنچتا تھا اس کی پشت بھی لمبی تھی اور اس کے دونوں کان بھی لمبے تھے۔ میرے ساتھ جبریلؑ چل رہے تھے نہ وہ مجھ سے جدا ہوئے تھے اور نہ میں ان سے جدا ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ بیت المقدس آ گیا اور حضرت جبریلؑ نے اپنی براق کو اپنی اس جگہ پر باندھا جہاں وہ باندھا کرتے تھے یہی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی سواریوں کے باندھنے کی جگہ تھی میں نے انبیاء کرام علیہم السلام کو دیکھا جو میرے لئے جمع ہو چکے تھے میں نے حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو بھی دیکھا تو میرے خیال میں آیا کہ ان کا کوئی امام ہوگا پھر حضرت جبریلؑ نے مجھے آگے کیا حتیٰ کہ میں نے ان کے آگے ہو کر نماز پڑھائی اور ان سے سوال کیا تو انہوں نے کہا ہمیں توحید کے حکم کے ساتھ مبعوث کیا گیا تھا۔

اور بعض راوی اس طرح سے روایت کرتے ہیں کہ اس رات نبی اکرم ﷺ کو گم پایا گیا تو عبدالمطلب کی اولاد پھیل گئی اور آپ کی جستجو کرتی رہی اور حضرت عباس بھی نکلے حتیٰ کہ ذی طوی کے مقام پر پہنچے اور پکار کر کہا یا محمد! یا محمد! تو حضور ﷺ نے ان کو جواب دیا لبیک لبیک تو انہوں نے فرمایا اے بھتیجے! تم نے اس رات اپنی قوم کو تھکا دیا تم کہاں تھے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ میں بیت المقدس سے آ رہا ہوں انہوں نے کہا اسی رات میں فرمایا ہاں پھر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کیا خیریت تھی فرمایا ہاں خیریت ہی تھی۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کو ہمارے گھر سے معراج کرائی گئی تھی آپ ﷺ ہمارے ہاں اس رات عشاء کی نماز پڑھ کر سو گئے تھے پھر جب صبح ہوئی تو ہم نے آپ کو صبح کی نماز کے لئے اٹھایا تو آپ کھڑے ہوئے اور صبح کی نماز ادا کی پھر فرمایا اے ام ہانی! میں نے تمہارے ساتھ عشاء

کی نماز پڑھی تھی جیسا کہ تم نے مجھے یہاں وادی میں دیکھا پھر میں بیت المقدس گیا وہاں میں نے نماز پڑھی ہے اوراب میں تمہارے ساتھ صبح کا کھانا کھا رہا ہوں۔ پھر آپ اٹھے تاکہ باہر جائیں تو میں نے عرض کیا کہ یہ بات لوگوں کو نہ بتانا ورنہ وہ آپؐ کو جھٹلائیں گے اور وہ آپ کو ایذا پہنچائیں گے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم میں ان کو ضرور بتاؤں گا پھر آپؐ نے ان کو بتایا تو لوگ حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم نے ایسی بات کبھی نہیں سنی اور حضور ﷺ نے حضرت جبریلؑ سے فرمایا اے جبریلؑ میری قوم میری بات کی تصدیق نہیں کرے گی تو انہوں نے فرمایا کہ آپ کی تصدیق حضرت ابوبکرؓ کریں گے اور وہ صدیقؓ ہیں اور بہت سارے لوگ جو گمراہ تھے یا اسلام لاچکے تھے پریشانی میں مبتلا ہو گئے اور میں فجر کے وقت اٹھا تو اللہ تعالیٰ نے میرے لئے بیت المقدس کو ظاہر کر دیا تو میں ان کو اس کی نشانیاں بتاتا رہا اور اس کی طرف دیکھتا رہا۔ بعض نے سوال کیا کہ مسجد کے کتنے دروازے ہیں؟ جب کہ میں نے اس کے دروازے نہیں گنے تھے تو میں اس کی طرف دیکھتا رہا ایک ایک کر کے اس کے دروازے گنتا رہا اور ان کو بتاتا رہا۔ اور میں نے ان کو اس قافلے کے متعلق بھی بتایا جو راستے میں تھا اور اس کی علامات بھی بتائیں تو انہوں نے ایسا ہی پایا جیسا کہ میں نے ان کو خبر دی تھی اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيٓ أَرَيْنٰكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾ قال: كانت رؤيا عين رآها بعينه.

حضور ﷺ نے فرمایا یہ دیکھنا آنکھ کا دیکھنا تھا جس کو حضور ﷺ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

(فائدہ) مزید بیت المقدس کے آگے آسمانوں کی معراج دوسری روایات سے ثابت ہیں اور اگلی روایت (۳۷۵) میں بھی کچھ اس کا ذکر آرہا ہے۔

حضرت فاطمہ کی فضیلت میں ایک ضعیف روایت

(روایت نمبر: ۳۷۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لما أُسرى بى إلى السماء أدخلت الجنة فوقعت على شجرة من أشجار الجنة لم أر فى الجنة أحسن منها ولا أبيض ورقاً ولا أطيب ثمرة فتناولت ثمرة من ثمرتها فأكلتها فصارت نطفة فى صلبى فلما هبطت إلى الأرض واقعت خديجة فحملت بفاطمة رضى

---

(۳۷۵) لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر غير السيوطى فى الدر المنثور (٤ /١٥٣)، وأخرجه الطبرانى فى الكبير (٢٢ /٤٠١)، والهيثمى فى مجمع الزوائد (٩ /٢٠٢)، وأبوبكر الخطيب فى تاريخ بغداد عن عائشة بهذا اللفظ غير أنها عنده (تفاحة) بدل (شجرة) (٨٧/٥)۔

انظر تهذيب التهذيب (٦٦/٦)، وكتاب المجروحين (٢٩/٢)۔

الله عنها فإذا أنا اشتقت إلى ريح الجنة شممت ريح فاطمة".

(ترجمہ) کہ مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو مجھے جنت میں داخل کیا گیا تو میں نے جنت کے درختوں میں سے ایک درخت کو دیکھا کہ اس سے زیادہ خوبصورت اور اس سے زیادہ سفید پتوں والا اور پاکیزہ پھلوں والا اور کوئی نہیں تھا تو میں نے اس کے پھلوں میں سے ایک پھل کھایا جب میں نے اس کو کھایا تو میری صلب میں نطفہ بن گیا پھر جب میں زمین پر اترا تو میں حضرت خدیجہ کے پاس گیا جس سے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حمل ہوا پھر جب جنت کی خوشبو سونگھنا چاہتا ہوں تو فاطمہؓ کی خوشبو سونگھ لیتا ہوں۔

(تنبیہ) یہ روایت ابوقتادہ حرانی اور مسلم صفار کی وجہ سے جھوٹی ہے کیونکہ ابوقتادہ حرانی متروک راوی ہے اور محدثین کہتے ہیں کہ یہ کچھ نہیں ہے۔ بخاری نے اور یحیٰ بن معین نے اور نسائی نے اور دوسرے حضرات نے اس کی روایت کو ترک کر دیا تھا۔

اور مسلم الصفار بھی متروک الحدیث ہے علامہ ذہبی نے تلخیص المستدرک میں لکھا ہے کہ یہ روایت اس کی گھڑی ہوئی ہے۔ اور یہ واضح جھوٹ ہے کیونکہ حضرت فاطمہ نبوت سے پہلے پیدا ہو گئیں تھیں اور معراج تو نبوت کے بعد ہوئی ہے۔ (دیکھئے مستدرک ۱۵۶/۳)

حضرت فاطمہؓ کی پیدائش تعمیر کعبہ کے وقت ہو چکی تھی جب کہ حضور ﷺ کی عمر ۳۵ سال تھی (الاصابۃ ۳۷۷/۴) امام ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں لکھا ہے (۴۱۲/۱)

حضورؐ کو معراج جسمانی ہوئی تھی

(روایت نمبر: ۳۷۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کے جسم مبارک کو گم نہیں پایا گیا تھا بلکہ آپ کی روح کو سیر کرائی گئی تھی۔

(فائدہ) یہ حضرت عائشہؓ کا مسلک ہے۔ جمہور امت کا مسلک یہی ہے کہ آپ ﷺ کو جسم سمیت آسمانوں کی معراج کرائی گئی تھی چونکہ یہ معراج رات کے وقت کرائی گئی تھی اور لوگوں کو علم بھی نہ ہو سکا کہ

---

(۳۷۶) أخرجه عن عائشة ابن جرير في تفسيره (۱۵/ ۱٦)، والبغوی (۳/ ۹۲)، وابن كثير في تفسيره (۲۳/۳)، والسيوطي في الدرالمنثور (۱۵۷/٤)، والشوكاني في فتح القدير (۱۹۹/۳)۔

واخرجه ابن اسحاق في المغازي والسير ص ۲۹۵

ونقل ابن إسحق مثل قول عائشة هذا عن معاوية رضي الله عنه وعن الحسن البصري. انظر شرح العقيدة الواسطية (۲/ ۲۷۰-۲۷۱)، وانظر زاد المعاد لابن القيم (۳/ ٤۰)۔

حضور اتنی دیر میں تمام معراج کر کے واپس بھی آ گئے تھے رات کے اسی لمحہ کے عرض میں اتنی وسعت اور برکت ڈالدی گئی تھی کہ کھربوں سال کے سفر کے حالات ومقامات دیکھ کر آ گئے اور یہ سب حضور ﷺ کا بہت بڑا معجزہ ہے۔ اگر کسی کو معلوم ہوتا تو معراج پر ایمان بالغیب اور حضور ﷺ کی تصدیق کیسے ہوتی اور حضرت ابو بکرؓ کو اسی واقعہ کی تصدیق کی وجہ سے صدیق کا لقب اور منصب عطاء کیا گیا تھا۔

﴿ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا﴾	(آیۃ:۳)

ترجمہ: اے ان لوگوں کی اولاد جن کو ہم نے نوحؑ کے ساتھ سوار کیا تھا بے شک وہؑ بڑے شکر گزار بندہ تھے۔

قضائے حاجت کے بعد حضرت نوحؑ کا کلمہ شکر

(روایت نمبر: ۳۷۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"إن نـوحاً لم يقم عن خلاء قط إلا قال: الحمد لله الذى أذاقنى لذته وأبقى فيّ منفعته وأخرج عنّى أذاه".

نوح علیہ السلام جب بھی قضاء حاجت سے اٹھے ہیں تو انہوں نے یہ کلمہ شکر کہا ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَذَاقَنِىْ لَذَّتَهٗ وَاَبْقٰى فِىَّ مَنْفَعَتَهٗ وَاَخْرَجَ عَنِّىْ اَذَاهُ.

(ترجمہ) تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے رزق کی لذت چکھائی پھر اس کی منفعت کو باقی رکھا اور اس کی گندگی کو باہر نکال دیا۔

---

(۳۷۷)أخرج ابن جرير فى تفسيره بأطول من هذا عن مجاهد وقتادة (۱/ ۲۰)، والبغوى فى تفسيره قريباً من هذا اللفظ (۳/ ۹۷)، ومثله الخازن فى تفسيره (۱۳۸/٤)، ومثله ابن كثير فى تفسيره (۲٤/۳)، والسيوطى فى الدر المنثور بهذا اللفظ عن عائشة (۱٦۲/٤)۔

وأخرجه ابن أبى الدنيا فى كتابه " الشكر" بهذا اللفظ عن عائشة ص۱۲۹، ومثله البيهقى فى شعب الإيمان (۳۹۹/۸)، وأخرجه العقيلى فى الضعفاء الكبير من رواية الحارث بن شبل (۱/ ۲۱٤)، وابن السنى فى عمل اليوم والليلة ص ۸، وكل طريق من هذه الطرق ضعيف بمفرده لا يحتج به ولكن يقوي بعضها بعضاً۔ ولهشاهد من حديث عبدالله بن عمر مرفوعاً، وأصل الدعاء والشكر عند تجده نعمة أوزوال ضدها ۔ ثابت في القرآن والسنة۔

﴿مَنِ اهْتَدٰى فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهٖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرٰى﴾	(آیۃ:۱۵)

ترجمہ: جوشخص ہدایت پر چلتا ہے وہ اپنے بھلے کیلئے ہی چلتا ہے اور جوکوئی گمراہ رہا تو اپنے نقصان میں بہکا رہا اور کوئی کسی (کے گناہ) کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور ہم سزا نہیں دیتے جب تک کہ کسی رسول کو نہیں بھیج دیتے۔

آخرت میں مشرکین کی اولاد کہاں ہوگی

(روایت نمبر:۳۷۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

سألت خديجة رسول الله ﷺ عن أولاد المشركين فقال: "هم مع آبائهم" ثم سألته بعد ذلك فقال: "الله أعلم بما كانوا عاملين" فلما سألته بعدما استحكم الإسلام فنزلت: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرٰى﴾ فقال: "هم على الفطرة أو قال: في الجنة".

(ترجمہ) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں پوچھا (جب وہ فوت ہو جاتے ہیں تو ان کا انجام کیا ہوگا) تو آپؐ نے فرمایا وہ اپنے باپ دادوں کے ساتھ ہوں گے پھر اس کے بعد میں نے آپ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: کہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ انہوں نے زندہ رہ کر کیا عمل کرنا تھا (اسلام کا یا کفر کا) اس کے بعد جب اسلام مستحکم ہو گیا تو یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرٰى۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ فطرت پر ہوں گے یا یہ فرمایا کہ یہ جنت میں ہوں گے۔

(روایت نمبر ۳۷۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

سألت رسول الله ﷺ عن أولاد المسلمين أين هم قال: "في الجنة": وسألته عن

---

(۳۷۸)أخرجه ابن كثير فى تفسيره عن عائشة مختصراً (۲۹/۳)، والسيوطى فى الدرالمنثور عنها بهذا اللفظ (١٦٨/٤)، مثله الشوكانى فى فتح القدير (۲۰۷/۳)، وذكره ابن حجر فى فتح البارى التمهيد (۱۸ / ۱۲۱)۔ اللؤلؤ والمرجان ص ۷۲۱، مسند أحمد (٦ /٨٤)، ومصنف عبدالرزاق (۱۱۲/۱۱)، وأخرجه السيوطى فى لباب النقول فى أسباب النزول ص ١٣٦، وانظر تخريجه فى آية (١٦٤) من سورة الأنعام۔

(۳۷۹)أخرجه ابن كثير فى تفسيره (۳۱/۳)، والسيوطى فى تفسيره (١٦٨/٤)۔ =

ولـدان المشركين أين هم قال: "في النار" ' قلت: يا رسول الله لم يدركوا الأعمال ولم تـجـر علـيهـم الأقلام قال: "ربک أعلم بما كانوا عاملين والذي نفسي بيده لئن شئت أسمعک تضاغيهم في النار".

(ترجمہ) میں نے حضور ﷺ سے مسلمانوں کی اولاد کے متعلق پوچھا کہ یہ کہاں ہوں گے آپؐ نے فرمایا کہ جنت میں پھر میں نے مشرکین کی اولاد کے متعلق پوچھا کہ وہ کہاں ہوں گے؟ فرمایا دوزخ میں ہوں گے میں نے عرض کیا یارسول اللہ انہوں نے تو اعمال کی عمر بھی نہیں پائی اوران پر مکلّف ہونے کا قلم بھی نہیں چلاتو آپؐ نے فرمایا: تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ وہ کیا عمل کرتے ہیں مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں تمہیں دوزخ میں ان کی چیخ وپکار سنوا سکتا ہوں۔

﴿وَقَضٰى رَبُّکَ أَلَّا تَعْبُدُوْا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسٰنًا﴾	(آیۃ: ۲۳)

ترجمہ: اورآپ کا رب حکم دے چکا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو اگر تیرے سامنے ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اُف بھی نہ کہنا اوران کو مت جھڑکنا اوران سے ادب سے بات کرنا۔

والدین کے آداب اورحقوق

(روایت نمبر: ۳۸۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

أتـى رجـل رسـول الله ﷺ ومـعـه شيـخ فقال: "من ذا معک" قال: أبي ' قال: "لا

=وأخـرجه الحكيم الترمذي في نوادره بهذا اللفظ ص ۸۷، وانظر التمهيد (۱۸/۱۲۲)، وفي إسناده عنه أبو عقيل يحيى بن المتوكل لا يحتج بمثله عند أهل العلم قال فيه ابن معين: ليس بشيء ۔ انظر تاريخ ابن معين (۲/۶۵۳)۔

وللفائدة: ينبغي مراجعة التمهيد فقد ذكر في حكم أطفال المشركين في الآخرة اقوالاً: منها أنهم في النار وقيل هم في الجنة وقيل هم خدم الجنة وقيل يمتحنون يوم القيامة، فمن أطاع دخل الجنة ومن عصى دخل النار، وقيل بالتوقف فيهم۔ وساق أدلة كل قول، التمهيد (۱۸/۵۷،۱۳۳) ومثله ابن القيم، فقد ذكر فيهم ثمانية أقوال وذكر أدلة كل قول و ناقشها وناقش ابن عبدالبر ونقض ترجيحاته، انظر طريق الهجرتين ص۵۰۷-۵۲۸۔

(۳۸۰) لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر إلا السيوطي في تفسيره (۴/۱۷۱) واخرجه الهيثمي بهذا في مجمع الزوائد وعزاه للطبراني في الأوسط (۸/۱۳۷)،=

تمش أمامه ولا تقعد قبله ولا تدعه باسمه ولا تستسب له"۔

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا جبکہ اس کے ساتھ ایک بوڑھا شخص بھی تھا آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ عرض کیا میرے والد ہیں فرمایا:

ان کے آگے نہ چلنا اوران سے پہلے نہ بیٹھنا اوران کو نام سے نہ پکارنا اوران کو برا بھلا نہ کہنا۔

(فائدہ) یہ حکم سب مسلمانوں کے لئے ہے کہ وہ اپنے والد کے ساتھ یہی معاملہ کریں۔

(روایت نمبر:۳۸۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

"ما بر أباً من حد إليه الطرف"۔

(ترجمہ) اس شخص نے اپنے والد کے ساتھ کوئی نیکی نہیں کی جس نے تیز نگاہ سے اس کی طرف دیکھا۔

ماں کا حق

(روایت نمبر۳۸۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

=وأخرجه عبدالرزاق في مصنفه عن أبي هريرة (١٣٨/١١)، والبخاري ف الأدب المفرد، انظر فضل الصمد شرح الأدب المفرد (١١٢/١)، وهو عن أبي هريرة وعروة بن الزبير موقوفاً وعن عائشة مرفوعاً إلى النبي وأخرجه ابن الجوزي في العلل المتناهية (٣٠/٢)، وقال: لا يصح عن النبي ﷺ لأن في إسناده محمد بن الحسن الواسطي ضعيف لا يحتج به، وقال الدار قطني: إنه ثقة انظر الميزان للذهبي (٣/٥١٤)، وأخرجه ابن السرى في كتاب الزهد عن أبي هريرة ص ٤٧٨، وفي إسناده عنده رجل لم يسم، وعند ابن السني سمي هذا الرجل وهو أيوب بن ميسرة انظر عمل اليوم والليلة ص ١٠٦۔

(٣٨١) لم أجد من خرجه بهذا اللفظ من المفسرين بالأثر إلا السيوطي في الدرالمنثور (١٧١/٤)، وأخرجه ابن أبي شيبة (٥٤٣/٨)، وعن عروة بن الزبير بلفظ (شد) بالشين لا (حد)۔

وأخرجه السيوطي في الجامع الصغير بلفظ:" ما برأباه من شد إليه الطرف بالغضب " عن عائشة وعزاه للطبراني في الأوسط وابن مردويه ورمز له بلاضعف قال فيه الهيثمي: فيه صالح بن موسى وهو متروك، انظر فيض القدير للمناوي (٤٣١/٥)، انظر كتاب الزهد لابن السرى ص ٤٧٨، وأخرجه الديلمي في مسند الفردوس عن عائشة (٣٧٠/٤)۔

(٣٨٢) لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر إلا السيوطي في الدر المنثور (١٧٥/٤)۔

وأخرجه الحاكم في المستدرك بهذا الفظ عن عائشة /باب البر والصلة (١٥٠/٤)، وسكت عليه الذهبي في التلخيص۔

قلت يا رسول الله : أي الناس أعظم مناً على المرأة قال: "زوجها" قلت : فأي الناس أعظم حقاً على الرجل ' قال: "أمه".

(ترجمہ) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! سب سے زیادہ عورت پر کس کا حق ہے؟ فرمایا اس کے خاوند کا۔ پھر میں نے عرض کیا لوگوں میں سے مرد پر کس کا بڑا حق ہے؟ فرمایا اس کی ماں کا۔

ماں کے فرمانبردار ایک صحابی کی جنت میں تلاوت

(روایت نمبر:۳۸۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:
"نمت فرأيتني في الجنة فسمعت قارئاً يقرأ فقلت من هذا؟ قالوا: حارثة بن النعمان فقال رسول الله ﷺ : "كذلك البر كذلك البر كذلك البر قال: وكان أبر الناس بأمه".

میں سو گیا تھا میں نے جنت میں ایک پڑھنے والے کو سنا جو قرآن پڑھ رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ حارثہ بن نعمانؓ ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ نیکی ایسی ہونی چاہیے نیکی ایسی ہونی چاہیے نیکی ایسی ہونی چاہیے فرمایا کہ وہ لوگوں میں اپنی والدہ کے متعلق سب سے زیادہ اچھا برتاؤ کرنے والے تھے۔

﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا﴾	(آیۃ:۲۹)

ترجمہ: اور اپنا ہاتھ اپنی گردن کے ساتھ بندھا ہوا نہ رکھیں اور نہ بالکل اس کو کھول ہی دیں کہ پھر آپ الزام خوردہ خالی ہاتھ ہو کر بیٹھ رہیں۔

اللہ کی راہ میں خرچ

(روایت نمبر:۳۸۴)

(۳۸۳) لم أر من أخرجه بهذا اللفظ من المفسرين بالأثر في تفسير هذه الآية إلا السيوطي في الدرالمنثور (۱۷٥/٤)۔

وأخرجه الحاكم في المستدرك / كتاب معرفة الصحابة على شرط الشيخين (۲۰۸/۳)، ووافقه الذهبي في التلخيص۔ والإمام أحمد في مسنده عنها بهذا اللفظ (۱٦۷،۱٥۱،۳٦/٦)، وأخرجه عبدالرزاق في المصنف (۱۳۲/۱۱)، وأبو يعلى الموصلي في مسنده (۳۹۹/۷)، والهيثمي في مجمع الزوائد في مناقب حارثة بن النعمان (۳۱۳/۹)۔

اخرج ابن مردويه عن ابي امامة رضى الله عنه أن النبي ﷺ قال لعائشة وضرب بيده: "انفقي ما ظهر كفي" قالت: إذاً لا يبقى شيء قال ذلک ثلاث مرات فانزل الله تعالى: ﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً إِلَى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ﴾.

(ترجمہ) جناب نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو اپنا ہاتھ مار کر فرمایا جتنا میری ہتھیلی نظر آ رہی ہے اتنا ہی اللہ کی راہ میں خرچ کرلیا کرو۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا پھر تو کچھ نہیں بچے گا۔ لیکن حضور ﷺ نے تین مرتبہ یہی فرمایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً إِلَى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ﴾.

(ترجمہ) اور اپنا ہاتھ اپنی گردن کے ساتھ بندھا ہوا نہ رکھیں اور نہ بالکل اس کو کھول ہی دیں۔

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى إِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيْلًا﴾	(آیۃ:۳۲)

ترجمہ: اور زنا کے پاس بھی نہ بھٹکو بلاشبہ وہ بے حیائی اور برا راستہ ہے۔

گناہ کے وقت ایمان کی حالت

(روایت نمبر:۳۸۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا:

"لا يزني الزاني حين يزني وهو مؤمن ولا يسرق السارق حين يسرق وهو مؤمن ولا يشرب حين يشرب وهو مؤمن"(١).

(ترجمہ) کوئی زانی زنا نہیں کرتا جب کہ وہ زنا کر رہا ہو اور وہ مومن ہو اور چوری کرنے والا جس وقت چوری کرتا ہے وہ بھی اس وقت مومن نہیں ہوتا اور شراب پینے والا جب شراب پی رہا ہوتا ہے وہ بھی اس وقت

(٣٨٥)لم أجد من أخرجه من المفسرين بالأثر عند هذه الآية إلا السيوطي في الدرالمنثور (١٨٠/٤)۔

وأخرجه ابن أبي شيبة في مصنفه عنها (٤٠٥/٤)، وأخرجه ابن أبي داود في مسنده عن عائشة موقوفاً وله حكم الرفع ص ٦٩۔

وأحمد في مسنده عن عائشة (١٣٩/٦)، وأبو بكر الهيثمي في كشف الأستار عن زوائد البزار عن عائشة بهذا اللفظ (١/ ٧٣)، وفي مجمع الزوائد عنها (١ / ١٠٠)،والحديث متفق عليه عن أبي هريرة۔ انظر اللؤلؤ والمرجان ص ١٢۔

مومن نہیں ہوتا۔

(فائدہ) یعنی عملاً ایمان سے خارج ہوتا ہے اگر چہ اعتقاداً خارج نہیں ہوتا ہاں اگر وہ ان چیزوں کو حلال سمجھے گا تو پھر یقیناً کافر ہوگا۔

﴿وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾	(آیۃ:۷۹)

ترجمہ: اور کسی قدر رات میں قرآن کے ساتھ تہجد پڑھیں جو آپؐ کیلئے زائد حکم ہے قریب ہے آپؐ کا رب آپؐ کو مقام محمود میں پہنچا دے۔

تین چیزیں حضورؐ پر فرض اور امت پر سنت

(روایت نمبر:۳۸۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ثلاث هن فرائض علي وهي لكم سنة: الوتر والسواک وقيام الليل".

(ترجمہ) تین چیزیں ایسی ہیں جو مجھ پر فرض ہیں اور تم پر سنت ہیں۔ وتر، مسواک، تہجد۔

(فائدہ) دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر واجب ہے اس لئے وتر کا وجوب اس روایت سے مستثنیٰ ہے۔ یا یہاں سنت سے مراد وجوب ہی ہے۔

---

(۳۸٦) أخرجه البغوی فی تفسیره بهذا اللفظ (۱۲۹/۳)، ومثله الخازن فی تفسیره (۱۷٤/٤)، والسیوطی فی الدر المنثور (۱۹٦/٤)، والشوكانی فی تفسیره بهذا اللفظ عنها (۲٤٦/۳)۔

وأخرجه البيهقی فی سننه (۲٦٤/۹)، والهيثمی فی مجمع الزوائد وعزاه لعائشة الطبرانی فی الأوسط (٤٦٤/۸)۔

(۳۸۷) لم اجد من ذكره من المفسرين بالاثر عند تفسير هذه الآية

انظر المسند (٤٦/٦، ۵۲، ۱۲۷)، كلها عن عائشة وأخرجه البخاری فی صحيحه عن عائشة فی موضعين (۲ /۲۱،۲٤)، فی تقصير الصلاة، باب إذا صلى قاعداً ثم صح أو وجد خفة تمم ما بقی، وفی التهجد باب قيام النبی ﷺ بالليل فی رمضان وغيره، وأخرجه مسلم عنها بطرق عدة فی كتاب صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائماً وقاعداً (۵۰۵/۱)۔

بڑھاپے میں حضورؐ کی عبادت

(روایت نمبر:۳۸۷) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

كان النبي ﷺ لا يقرأ في شيء من صلاة الليل جالساً حتى دخل في السن و كان إذا بقيت عليه ثلاثون آية أو أربعون قام فقرأها ثم سجد.

(ترجمہ) حضور ﷺ تہجد کی نماز میں بیٹھ کر قراءت نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ جب آپؐ بوڑھے ہو گئے اور تلاوت کی تیس یا چالیس آیت رہتی ہوتیں تو آپ کھڑے ہو کر ان کو پورا کرتے پھر سجدہ کرتے۔

(فائدہ) یعنی تہجد کی نماز حضور ﷺ کھڑے ہو کر ادا کرتے تھے۔ بڑھاپے کی وجہ سے زیادہ قیام کرنے کے سبب سے کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہہ کر بیٹھ جاتے اور بیٹھ کر جتنا جی چاہتا تلاوت کرتے پھر جب تیس یا چالیس آیات باقی پڑھنے کا ارادہ ہوتا تو کھڑے ہو کر پڑھتے پھر رکوع میں چلے جاتے۔ یہاں (روایت میں) سجدہ سے مراد رکوع اور سجدہ کرنا ہے۔

(روایت نمبر:۳۸۸)

حضرت عبداللہ بن شقیق فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور ﷺ کی رات کی نماز کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ:

كان يصلي ليلاً طويلاً قائماً ، وليلاً طويلاً قاعداً، فإذا قرأ قائماً ركع قائماً وإذا قرأ قاعداً ركع قاعداً.

(ترجمہ) آپؐ رات کو طویل قیام کرتے تھے اور طویل قعدہ کرتے تھے جب آپؐ کھڑے ہو کر قراءت کرتے تو کھڑے ہو کر رکوع کرتے اور جب بیٹھ کر قراءت کرتے تو بیٹھ کر رکوع کرتے تھے۔

---

(۳۸۸) لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر عند تفسيره هذه الآية، انظر مسند الإمام أحمد (۹۸/٦، ۱٦٦، ۲۰٤، ۲۳٦، ۲۱۷، ۲٤۱، ۲٦۰، ۲٦٤)، وأخرجه مسلم فی صحيحه فی صلاة المسافرين باب جواز النافلة قائما و قاعدًا (۱/ ٥۰٤)، وابو داود، فی الصلاة باب فی صلاة القاعد، عون المعبود (۳/ ۲۳٥)، والترمذی فی الصلاة باب ما جاء الرجل يتطوع جالساً (۲/ ۲۱۳)، النسائی فی قيام الليل باب كيف يفعل إذا افتتح الصلاة قائماً (۳/ ۲۲۰)، وابن ماجة فی الإقامة باب فی صلاة النافلة قاعداً (۱/ ۳۸۸)، والطحاوی فی شرح معانی الآثار (۱/ ۳۳۸)، وعبدالرزاق فی مصنفه (۲/ ٤٦٦)، وأبو يعلى فی مسنده (۱۷۳/۸، ۲۲۷)، وصححه ابن خزيمة (۲/ ۲۳۹)، وابن حبان (۸۳/٤).

حضورؐ کی رات کی عبادت

(روایت نمبر:۳۸۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

کان النبي ﷺ یصلي ما بین صلاة العشاء الآخرة إلی الفجر إحدی عشر رکعة یسلم في کل اثنین ویوتر بواحدة ویسجد في سفحته بقدر ما یقرأ أحدکم بخمسین آیة قبل أن یرفع رأسه فإذا سکت المؤذن بالأولی من أذانه قام فرکع رکعتین خفیفتین ثم اضطجع علی شقه الأیمن حتی یأتیه المؤذن فیخرج معه.

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ عشاء کی نماز کے بعد سے فجر تک کے درمیان میں گیارہ رکعت نماز پڑھتے تھے آپ ﷺ ہر دو رکعت کے بعد سلام کہتے تھے اور پھر ان کو آخر میں ایک رکعت کے ساتھ وتر بنا دیتے تھے اور سجدے میں اس قدر تسبیح پڑھتے جس قدر تم میں سے کوئی شخص پچاس آیات پڑھتا ہے اس سے پہلے آپ ﷺ سر نہیں اٹھاتے تھے پھر جب مؤذن پہلی اذان دیتا تو آپ ﷺ کھڑے ہو کر ہلکی سی دو رکعت ادا کرتے اور پھر (رات بھر کی عبادت کی تھکاوٹ سے آرام پانے کیلئے تھوڑی دیر) دائیں پہلو پر لیٹ جاتے حتی کہ مؤذن آپ ﷺ کے پاس آتا اور آپ ﷺ اس کے ساتھ مسجد چلے جاتے۔

(فائدہ) اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں جن کا اظہار ضروری ہے۔

پہلی بات یہ ہے کہ حضور ﷺ عشاء کی نماز کے بعد جو گیارہ رکعات پڑھتے تھے یہ عشاء کی سنتوں کے علاوہ ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ان گیارہ رکعت میں آٹھ رکعات تہجد کی نماز ہوتی تھی اور تین رکعات وتر کی ہوتی تھی۔ کیونکہ حضور ﷺ ہر دو رکعات پر سلام پھیرتے تھے اور آخری تشہد کے دوگانے کے ساتھ ایک اور رکعت

---

(۳۸۹) وأخرجه البغوی فی تفسیره (۱۲۹/۳)، والخازن (۱۷۵/٤)، وانظر مسند الإمام أحمد (٦/ ٥٣، ٧٤، ٨٣، ٨٨، ١٤٣، ٢١٥)، وأخرجه البخاری فی صحیحه فی باب من انتظر الإقامة (١/ ١٥٤)، وفی الوتر (٢/ ١٢)، فی التهجد باب طول السجود فی قیام اللیل (٤٢/٢)، وفی الدعوات باب الضجع علی الشق الأیمن (١٤٦/٧)، ومسلم فی صحیحه فی صلاة المسافرین (٦/ ٥٤٨)، باب استحباب رکعتی سنة الفجر (١٠٨/٥)، وأبو عوانة فی مسنده (٢/ ٣٠٠)، وأبو داود فی سننه باب الاضطجاع (٤/ ١٤٠)، وباب وقت قیام النبی من اللیل (٤/ ٢٠١)، والدارمی فی سننه (١/ ٣٣٧)، وعبدالرزاق فی مصنفه (٣/ ٣٥، ٥٥)، وأبو یعلی فی مسنده (٨/ ١١٠، ٢٢٥)، وابن أبی داود فی مسند عائشة ص ٨٨، وأبو نعیم فی الحلیة (٩/ ٢٥٥)، وصححه خزیمة (١٦٣/٢)، والنسائی باب قدر السجدة بعد الوتر (٢٤٩/٣)، والطحاوی فی معانی الآثار (٢٨٣/١)، والبیهقی فی السنن (٧٣/٣)۔

ملا کر اس کو وتر بنا لیتے تھے تو اس طرح سے یہ تین رکعات وتر کی بن جاتی تھیں۔ایک رکعت حضور ﷺ نے وتر کبھی نہیں پڑھے جیسا کہ اس حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو دو رکعات آپ پڑھتے رہتے پھر آخر میں ایک رکعت ان کے ساتھ ملا دیتے تھے تو معلوم ہوا کہ خالی ایک رکعت کا پڑھنا درست نہیں ہے۔

تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ آپ ﷺ طویل سجدہ ادا کرتے تھے اور اس میں تسبیح ادا کرتے تھے اور اس سجدے کی مقدار پچاس آیات پڑھنے کی مقدار کے برابر ہوتی تھی۔

اور چوتھی بات یہ معلوم ہوئی کہ فجر کی پہلی اذان کے بعد آپ دو رکعات ہلکی سی ادا کرتے یہ دو رکعات فجر کی سنتیں ہوتی تھیں۔

پانچویں بات یہ معلوم ہوئی کہ آپ ﷺ یہ سنتیں ادا کرنے کے بعد کچھ دیر دائیں پہلو پر لیٹ جاتے۔یہ دائیں پہلو پر لیٹنا ضروری نہیں ہے جو آدمی رات کو کثرت سے عبادت کر کے تھک گیا ہو تو اس کے لئے ہے کہ وہ یہ کرے جو لوگ آج تہجد کی نماز نہیں پڑھتے ان کیلئے بھی ضروری قرار دیتے ہیں کہ فجر کی دو سنتوں کے بعد سو کر پھر فجر کے فرض ادا کریں یہ اس حدیث کا معنی اور مفہوم نہیں ہے۔

حضورؐ کی تہجد، وتر اور وتر کے بعد کے دو نفل

(روایت نمبر:۳۹۰)

عن سعد بن هشام أنه طلق امرأته ثم ارتحل إلى المدينة ليبيع عقاراً له بها ويجعله في السلاح والكراع ثم يجاهد الروم حتى يموت فلقي رهطاً من قومه فحدثوه أن رهطاً من قومه ستة أرادوا ذلک علی عهد رسول الله ﷺ فقال : "أليس لكم في أسوة حسنة" فنهاهم عن ذلک فأشهدهم على رجعتها' ثم رجع إلينا فأخبرنا أنه أتى ابن عباس فسأله عن الوتر' فقال: ألا أنبئک بأعلم أهل الأرض بوتر رسول الله ﷺ قال: نعم' قال: إئت

(۳۹۰)لم أجد من المفسرين بالأثر من أخرجه بهذا اللفظ فى تفسير هذه الآية ـ وانظر مسند أحمد (٦/٥٣، ٨٤، ٩١، ٩٥، ١١١، ١٦٣، ١٨٨: ٢١٦) ـ وأخرج البخارى جزءاً منه فى كتاب الصيام /باب صوم شعبان (٢/٢٤٣) ، وجزءاً منه فى كتاب التفسير تفسير سورة الفتح (٦/٤٤)، وأخرجه مسلم فى صحيحه بهذا اللفظ فى صلاة المسافرين (١/٥١٢)، وأخرج أبو داود اجزاء منه ـ انظر عون المعبود (٤/٢٩٩، ٣١٢، ٣١٣)، والترمذى فى جامعه (٤/٣٦٨)، وأخرجه النسائى فى سننه بهذا اللفظ عنها و كذلك فى باب قيام الليل (٣/١٩٩)، وابن ماجه فى سننه كاملاً بهذا اللفظ أيضاً فى كتاب الصلاة /باب صلاة رسول الله ﷺ (١/٣٢٤)، والدار قطنى فى سننه فى كتاب الوتر (٢/٢٤، ٣٥)۔

عائشة فاسألها ثم ارجع إلي فأخبرني بردها عليك قال: فأتيت على حكيم ابن أفلح فاستحلفته إليها فقال: ما أنا بقاربها إني نهيتها أن تقول في هاتين الشيعتين شيئاً فأبت فيهما إلا مضياً فأقسمت عليه فجاء معي فدخلنا عليها' فقالت: حكيم وعرفته' قال: نعم أو بلغ قالت: من هذا معك؟ قال: سعد بن هشام قالت: من هشام' قال: ابن عامر' قال: فترحمت عليه وقالت: نعم المرء كان عامر' قلت: يا أم المؤمنين أنبئيني عن خلق رسول الله ﷺ قالت: ألست تقرأ القرآن' قلت: بلى قالت: فإن خلق رسول الله ﷺ كان القرآن' فهممت أن أقوم ثم بدا لي قيام رسول الله ﷺ قلت: يا أم المؤمنين أنبئيني عن قيام رسول الله ﷺ فقالت: ألست تقرأ هذه السورة: ﴿يَاأَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾' قلت: بلى قالت: فإن الله عزوجل افترض قيام الليل من أول هذه السورة' فقام رسول الله ﷺ وأصحابه حولاً حتى انتفخت أقدامهم وأمسك الله عزوجل خاتمتها في السماء اثنى عشر شهراً' ثم أنزل عزوجل التخفيف في آخر هذه السورة فصار قيام رسول الله ﷺ الليل تطوعاً من بعد فريضته فهممت أن أقوم ثم بدا لي وتر رسول الله ﷺ قلت: يا أم المؤمنين أنبئيني عن وتر رسول الله ﷺ قالت: كنا نعد له سواكه وطهوره فيبعثه الله عزوجل لما شاء أن يبعثه من الليل فيتسوک ثم يتوضأ ثم يصلي ثماني ركعات لا يجلس فيهن إلا عند الثامنة فيجلس ويذكر ربه عزوجل ويدعو ويستغفر ثم ينهض ولا يسلم' ثم يصلي التاسعة فيقعد فيحمد ربه ويذكره ويدعو' ثم يسلم تسليماً يسمعنا. ثم يصلي ركعتين وهو جالس بعد ما يسلم فتلک تسع يا بني وكان نبي الله ﷺ إذا صلى صلاة أحب أن يداوم عليها وكان إذا شغله عن قيام الليل نوم أو وجع أو مرض صلى من النهار اثنتي عشرة ركعة ولا أعلم نبي الله ﷺ قرأ القرآن كله في ليلة ولا قام ليلة حتى أصبح ولا صام شهراً كاملاً غير رمضان فأتيت ابن عباس فحدثته بحديثها فقال: صدقت أما لو كنت أدخل عليها لأتيتها حتى تشافهني مشافهة.

(ترجمہ) حضرت سعد بن ہشام نے اپنی بیوی کو طلاق دی پھر مدینہ چلے گئے تا کہ وہاں جو ان کی زمین ہے اس کو بیچ دیں اور اس کو ہتھیاروں میں اور سواری کے جانوروں میں استعمال کریں پھر روم میں جا کر جہاد کریں حتیٰ کہ فوت ہو جائیں۔ پھر وہ اپنی قوم کے کچھ لوگوں سے ملے تو ان لوگوں نے سعد بن ہشام سے فرمایا کہ تمہاری قوم کے چھ آدمیوں نے حضور ﷺ کے زمانہ میں ایسا ہی ارادہ کیا تھا تو حضور ﷺ نے

فرمایا تھا کیا تمہارے لئے میری ذات میں کوئی اُسوہ نہیں ہے پھر حضور ﷺ نے ان کو اس عمل سے منع کر دیا تھا اوران کو اپنی بیوی کی طرف رجوع کرنے پر گواہی دلوائی تھی۔ (یعنی انہوں نے اپنی بیویوں کو رجعی طلاق دی تھی اس لئے رجوع بھی کروایا اور رجوع کی شہادتیں بھی قائم کروائیں) پھر سعد بن ہشام ہماری طرف لوٹ کر آئے اور ہمیں بتایا کہ وہ حضرت ابن عباسؓ کے پاس گئے تھے اور ان سے وتر کے بارے میں پوچھا تھا تو انہوں نے فرمایا تھا کہ میں تمہیں ایسے شخص کے متعلق نہ بتاؤں جو روئے زمین پر رسول اللہ ﷺ کے وتروں کے بارے میں سب سے زیادہ باخبر ہے تو انہوں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جاؤ اوران سے پوچھو پھر میرے پاس لوٹ کر مجھے بھی ان کے جواب کی اطلاع کر دینا۔
حضرت سعد بن ہشام فرماتے ہیں کہ پھر میں حکیم بن افلح کے پاس گیا اوران کو کہا کہ تم بھی میرے ساتھ حضر میں نے ان کو منع کیا تھا کہ ان دو گروہوں حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی جماعتوں کے متعلق کچھ نہ کریں تو انہوں نے ان دونوں گروہوں کے متعلق انکار کیا سوائے اس کے کہ وہ اپنے عمل کو ان میں سے جاری رکھیں تو میں نے اس پر قسم کھالی تھی کہ میں نہیں جاؤں گا۔ بہرحال وہ میرے ساتھ چل پڑے اور ہم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں پہنچ گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حکیم کو پہچان کر فرمایا کہ یہ حکیم ہے عرض کیا جی ہاں یا کہا کہ حکیم پہنچ چکا ہے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ تو حکیم نے کہا کہ سعد بن ہشام ہیں فرمایا کہ کون ہشام عرض کیا عامر کا بیٹا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس پر رحمت کی دعا فرمائی اور فرمایا کہ عامر اچھا انسان تھا میں نے عرض کیا اے ام المومنین ہمیں رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے متعلق خبر دیں تو انہوں نے فرمایا کہ کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا میں نے عرض کیا کیوں نہیں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا خُلُق قرآن کریم تھا پھر میں نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو میرے ذہن میں رسول اللہ ﷺ کی رات کی عبادت کے متعلق سوال آیا تو میں نے عرض کیا اے ام المومنین ہمیں حضور ﷺ کی رات کی عبادت کے متعلق بیان فرمائیں تو انہوں نے فرمایا کیا تم نے سورۂ **یا ایھا المزمل** نہیں پڑھی میں نے عرض کیا کیوں نہیں فرمایا کہ اللہ عزوجل نے اس سورت کے شروع میں رات کی عبادت کو فرض قرار دیا تھا تو حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ ایک سال تک یہ رات کی عبادت کرتے رہے حتیٰ کہ ان کے قدم سوج جاتے تھے اور اللہ عزوجل نے اس سورۂ مزمل کے آخری حصہ کو بارہ مہینے تک آسمان میں روکے رکھا (یعنی سورۂ کے آخری حصہ کو نازل نہیں کیا) پھر اللہ عزوجل نے اس سورت کے آخر میں اس حکم کی تخفیف نازل فرمائی تو رسول اللہ ﷺ کا رات کو تہجد کا قیام فرض ہونے کے بعد نفل میں بدل گیا تھا سعد بن ہشام فرماتے ہیں کہ پھر میں نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ کے وتروں کے بارے میں سوال ذہن میں آیا تو میں

نے عرض کیا۔اے ام المومنین مجھے رسول اللہ ﷺ کے وتر کے بارے میں بتائیں تو انہوں نے فرمایا کہ ہم حضور ﷺ کے لئے آپ کی مسواک اور آپ ﷺ کا وضو کا پانی تیار کرتے تھے اور اللہ عزوجل جب چاہتے تو حضور ﷺ کو رات کے وقت بیدار کر دیتے اور آپ ﷺ مسواک کرتے پھر وضو کرتے پھر آٹھ رکعات نماز ادا کرتے ان میں (سلام کے بعد) نہیں بیٹھتے تھے۔

مگر آٹھویں رکعت کے بعد بیٹھتے اور پھر اللہ عزوجل کا ذکر کرتے پھر دعا کرتے اور استغفار کرتے پھر کھڑے ہوتے اور آپ سلام نہ کہتے پھر نویں رکعت پڑھتے پھر بیٹھ جاتے۔رب تعالیٰ کی حمد ادا کرتے اس کا ذکر کرتے اور دعا فرماتے پھر سلام کہتے اس طرح سے کہ ہمیں بھی سلام سناتے (اونچی آواز سے سلام کہتے تھے) پھر سلام کہنے کے بعد بیٹھے بیٹھے دو رکعات پڑھتے اس طرح سے اے بیٹے گیارہ رکعت ہوتی تھیں پھر جب حضور ﷺ عمر رسیدہ ہوئے اور گوشت بڑھ گیا تو آپ ﷺ سات رکعات کے ساتھ وتر پڑھتے تھے (یعنی چھ رکعات قیام اللیل کے آخر میں ساتویں رکعات ملا کر وتر بنا لیتے تھے) پھر سلام کے بعد بیٹھے بیٹھے دو رکعت (نفل) ادا کرتے اس طرح سے اے بیٹے یہ نو رکعات ہوتی تھیں حضور ﷺ جب کوئی نماز پڑھتے تو آپ کو پسند تھا کہ ہمیشہ اس کو پڑھتے رہا کریں اور اگر نیند رات کے قیام میں کبھی خلل ڈال دیتی یا آپ ﷺ کو دکھ ہوتا یا بیماری ہوتی تو پھر آپ ﷺ دن کو بارہ رکعات ادا کرتے مجھے معلوم نہیں کہ اللہ کے نبی نے ایک رات میں پورا قرآن پاک پڑھا ہو یا پوری رات صبح تک نماز میں گزاری ہو اور سوائے رمضان کے پورا مہینہ روزے رکھے ہوں۔حضرت ہشام فرماتے ہیں کہ پھر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ساری بات ان سے ذکر کی تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سچ فرمایا ہے اگر میں خود حضرت عائشہؓ کے پاس جاتا تو میں بالمشافہ ان سے یہ بات سن لیتا۔

وتر کے بعد دو رکعتیں ہلکی پڑھتے تھے

(روایت نمبر:۳۹۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كان النبي ﷺ يخفف الركعتين حتى أقول: قرأ بفاتحة الكتاب أم لا..

(ترجمہ) حضور ﷺ دو رکعتوں کو اتنا ہلکا پڑھتے تھے کہ میں کہتی کہ معلوم نہیں آپ نے سورۂ فاتحہ بھی

(۳۹۱)لم أجد من أخرجه بهذا اللفظ من المفسرين بالأثر عند هذه الآية۔ وأخرجه أحمد في المسند (۴۹/۶، ۱۰۰، ۱۶۴، ۱۸۶، ۲۳۵)، وأخرجه البخاري في التهجد باب ما يقرأ في ركعتي الفجر (۵۲/۲)، وأخرجه مسلم في صلاة المسافرين (۵۰۱/۱)، وأبو داود =

پڑھی ہے یا نہیں۔

(فائدہ) یہ دو رکعت وتروں کے بعد والی ہیں۔ اب بعض لوگ ان رکعتین بعد الوتر کا انکار کر رہے ہیں جو درست نہیں ہے، ہم نے وتروں کے بعد کی ان دو رکعات کے ثبوت پر "رکعتین بعد الوتر" کے نام سے ایک مفصل اور مدلل رسالہ لکھا ہے جو ہماری کتاب "مستند نماز حنفی" کے آخر میں طبع کیا گیا ہے اس کو ضرور ملاحظہ کرلیا جائے۔

﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾	(آیۃ: ۸۲)

ترجمہ: اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں اتارتے ہیں جس سے تکلیف دور ہو اور ایمان والوں کیلئے رحمت ہو اور گناہگاروں کا تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے۔

حضورﷺ کی تکلیف، اور قرآن سے دم

(روایت نمبر: ۳۹۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كان عرق الكلية وهي الخاصرة تأخذ رسول الله ﷺ شهراً ما يستطيع أن يخرج إلى الناس ولقد رأيته يكرب حتى آخذ بيده فأتفل فيها بالقرآن ثم أكبها على وجهه ألتمس بذلك بركة القرآن وبركة بره فأقول يا رسول الله إنك مجاب الدعوة فادع الله يفرج عنك ما أنت فيه فيقول: "يا عائشة أنا أشد الناس بلاء".

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ کو ایک مہینہ تک کوکھ کا درد رہا۔ آپ ﷺ میں ہمت نہیں تھی کہ لوگوں کی طرف چل کر جائیں میں نے آپ ﷺ کو دکھ میں دیکھا تو میں آپ ﷺ کے ہاتھ کو تھامتی اور میں قرآن پڑھ کر

=في الصلاة باب في تخفيفها، عون المعبود (١٣٥/٤)، والنسائي في سننه في الافتتاح، باب تخفيف ركعتي الفجر (١٥٦/٢)، والبيهقي في الصلاة باب السنة في تخفيف الفجر (٤٣/٣)، والطحاوي في معاني الآثار (٢٩٧/١)، والبغوي في شرح السنة (٤٥٤/٣)، والطيالسي في منحة المعبود (١١٤/١)۔

والحميدي في مسنده (٩٥/١)، وأبو يعلى الموصلي في مسنده (٧٦/٨)، وصححه ابن خزيمة (١٦٣/٢)، وابن حبان في صحيحه (٨٠/٤)۔

(٣٩٢)وأخرجه أبو يعلى في مسنده (٢٠٧/٨)، وفي سنده محمد بن إسحق صاحب السيرة وهو مدلس وقد عنعن والهيثمي في مجمع الزوائد (٢٩١/٢)، وأخرجه الحاكم مختصراً في علاج الخاصرة (٤٠٥/٤)، ووافقه الذهبي، وأحمد النفاش في الشفاء الطب المسند ص١٣٤، وانظر المنهج السوي في الطب النبوي للسيوطي ص ٣٥٤۔

جھاڑتی اور میں اس ہاتھ کو چہرے پر پھیرتی اس سے میں قرآن کی برکت اور آپ ﷺ کی نیکی کی برکت کو طلب کرتی تھی پھر میں کہتی یارسول اللہ آپ مستجاب الدعوۃ ہیں آپ ﷺ اللہ سے دعا مانگیں آپؐ کو جو تکلیف ہے آپ سے دور فرمادیں تو فرماتے اے عائشہ میں لوگوں کے مقابلے میں مصیبت میں شدید تر ہوں۔

﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ أَيًّامَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا﴾	(آیۃ:۱۱۰)

ترجمہ: آپؐ فرما دیجئے اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر جس نام سے پکارو گے تو اس کے بہت سے اچھے نام ہیں اور اپنی نماز میں پکار کر مت پڑھئے اور نہ بالکل چپکے چپکے اور اس کے درمیان کا طریقہ اختیار کیجئے۔

''رحمٰن'' کے نام پر کفار کا اعتراض

(روایت نمبر:۳۹۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كان رسول الله ﷺ يجهر بالدعاء فجعل يقول: ''يا رحمٰن'' فسمعه أهل مكة فأقبلوا عليه فأنزل الله: ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ﴾ الآية.

(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ اونچی آواز سے دعا مانگا کرتے تھے تو آپ ﷺ نے دعا میں یا رحمٰن کہنا شروع کیا جب اہل مکہ نے آپؐ سے یہ نام سنا تو آپؐ کی طرف متوجہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ﴾۔

(فائدہ) یعنی ان کو اللہ کے نام رحمٰن کا علم نہیں تھا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا رحمٰن بھی اللہ

---

(۳۹۳) أخرجه ابن جرير عن ابن عباس (۱۵ /۱۸۲)، ومثله ابن الجوزی (۵ /۹۸)، والخازن فی تفسیره (۱۸۹/٤)، وابن کثیر بمعناه (۶۹/۳)، ولم أجد من ذکره من المفسرين بالأثر عن عائشة إلا السيوطی فی الدرالمنثور (۲۰٦/٤)، والشوکانی فی تفسيره (۲۵۷/۳)، والواحدی فی أسباب النزول عن ابن عباس ص ۳۰٤، والسيوطی فی أسباب النزول أيضاص ۱٤۳، والحديث متفق عليه انظره فی البخاری مع الفتح (٤۰٤/۸)، ومسلم /کتاب الصلاة (۳۲۹/۱)۔

کا نام ہے اور اللہ کے ناموں میں سے جس نام سے بھی تم چاہو اس کو پکار سکتے ہو۔

یہ آیت کس لئے نازل ہوئی تھی

(روایت نمبر:۳۹۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

نزلت هذه الآية في التشهد، ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ في الدعاء.

(ترجمہ) یہ آیت ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ تشہد کی دعا کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

(فائدہ) یعنی التحیات کے آخر میں جو دعا مانگی جاتی ہے یہ آیت اس کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

(روایت نمبر:۳۹۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ﴾ کے متعلق فرماتی ہیں کہ:

نزلت في المسألة والدعاء.

(ترجمہ) یہ آیت سوال اور دعا کے متعلق نازل ہوئی ہے۔(یعنی اونچی آواز سے دعا مانگو اگر مجمع زیادہ ہو اور کوئی مانع شرعی نہ ہو تو اونچی آواز سے دعا مانگی جا سکتی ہے)۔

وتروں میں اور اس کی قراءت میں گنجائش

(روایت نمبر:۳۹۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا گیا کہ:

أنها سئلت أكان رسول الله ﷺ يوتر في أول الليل أو في آخره؟ قالت : ربما أوتر في أول الليل وربما أوتر في آخره، قلت : الله أكبر الحمد لله الذي جعل في الأمر سعة

(۳۹٤)أخرجه الطبري في تفسيره عنها (١٨٣/١٥، ١٨٧)، والبغوي في تفسيره أيضاً (١٤٢/٣)، ومثله الخازن في تفسيره (١٨٩/٤)، وابن كثير في تفسيره عن عائشة أيضاً (٦٩/٣)، والسيوطي في الدرالمنثور (٢٠٧/٤) وحكاه الشوكاني قولاً لعائشة (٢٥٧/٣)، والواحدي في أسباب النزول عنها ص ٣٠٥، والسيوطي في لباب النقول ص ١٤٣، عن عائشة، ولم أجده للحاكم في المستدرك بهذا اللفظ۔

وأخرجه البخاري في صحيحه عنها انظره مع الفتح (٤٠٥/٨)، ومسلم في صحيحه كتاب الصلاة (٣٢٩/١)، وابن أبي شيبة في مصنفه (٤٤٠/٢، ٤٠٤/١٠)، ومحمد بن نصر المروزي في كتابه مختصر قيام الليل ص ٣١٨، وابن أبي داود في مسند عائشة ص ٦٨۔

(۳۹٥)أخرجه بهذا اللفظ بزيادة المسالة لها ابن جرير الطبري في تفسيره عن مجاهد (١٨٤/١٥)، وانظر تخريج ما قبله۔

(۳۹٦)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر بهذا اللفظ عند تفسير هذه الآية ـ وأخرجه =

وقلت: أرأيت رسول الله ﷺ كان يجهر بالقرآن ويخافت به' قالت: ربما جهر به وربما خافت' قلت: الله أكبر الحمد لله الذي جعل في الأمر سعة..

(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ وتر رات کے شروع حصے میں پڑھتے تھے یا آخر میں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ کبھی رات کے شروع حصے میں پڑھتے تھے اور کبھی رات کے آخری حصے میں۔ میں نے عرض کیا اللہ اکبر تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے اس حکم میں عمل کی آسانی رکھی ہے اور میں نے پوچھا آپ کیا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ قرآن پاک اونچی آواز سے پڑھتے تھے یا آہستہ آواز سے؟ تو فرمایا کہ کبھی اونچی آواز سے پڑھتے تھے اور کبھی آہستہ آواز سے میں نے کہا اللہ اکبر تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اس حکم میں آسانی رکھی ہے۔

(روایت نمبر:۳۹۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

كان رسول الله ﷺ يرفع صوته بالقراءة ' قالت: ربما رفع وربما خفض..

(ترجمہ) کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ اونچی آواز سے قراءت کرتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ کبھی اونچی آواز سے قراءت کرتے تھے اور کبھی آہستہ آواز سے۔

=أحمد عن عائشة فی مواضع من المسند (٦/ ٤٧، ٧٣،٧٤، ١٣٨، ١٤٩)، وأبو داود فی سننه/كتاب الوتر انظره مع عون المعبود (٤/ ٣١٣)، والترمذی فی جامعه/كتاب فضائل القرآن(٥/ ١٨٣)، وانظر تخريج الأحاديث السابقة فی تفسيره هذه الآية۔

(٣٩٧)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر عند تفسير هذه الآية بهذا اللفظ وأخرجه الإمام أحمد فی مسنده (٦/ ١٥٣)، وانظر تخريج الأحاديث السابقة فی تفسير هذه الآية۔

سورة الكهف

سورۃ کہف کے فائدے

(روایت نمبر:۳۹۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من قرأ من سورة الكهف عشر آيات عند منامه عصم من فتنة الدجال ومن قرأ خاتمتها عند رقاده كانت له نوراً من لدن قرنه إلى قدمه يوم القيامة".

(ترجمہ) جس نے سورۂ کہف کی سونے کے وقت دس آیات پڑھیں وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔ اور جس نے سورۂ کہف کی سونے کے وقت آخری آیت پڑھی تو یہ اس کے لئے قیامت کے دن اس کے سر سے لے کر قدم تک نور بن جائے گا۔

(روایت نمبر:۳۹۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"ألا أخبركم بسورة ملأت عظمتها ما بين السماء والأرض ولكاتبها من الأجر مثل

---

(۳۹۸) أخرجه ابن الجوزي في تفسيره عن أبي الدرداء (۵/۱۰۲)، ومثله ابن كثير في تفسيره (۳/۷۰)، والسيوطي في تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (۴/۴۰۹)، وأيضاً الشوكاني في فتح القدير (۳/۲۵۸)۔

وأخرجه أحمد في مسنده عن أبي الدرداء (۴/۴۴۶،۴۴۹)۔

وأخرجه مسلم في صحيحه كتاب المسافرين (۱/۵۵۵)، وأبو داود في سننه انظره مع عون المعبود (۱۱/۴۵۱)، والترمذي في جامعه /فضائل القرآن (۵/۱۶۲) كل هولاء رووه عن ابي الدرداء وقتاده والنسائي في عمل اليوم والليلة ص ۵۲۷، وكتابه فضائل القرآن ص ۸۰۔

(۳۹۹) أخرجه ابن كثير في تفسيره عن أبي سعيد قريباً منه (۳/۷۱)، وأخرجه بهذا اللفظ عن عائشة السيوطي في الدر المنثور (۴/۲۰۹)، ومثله الشوكاني في فتح القدير (۳/۲۵۹)، وأخرجه السيوطي في جامع الأحاديث (۳/۳۰۵)، بهذا اللفظ عن عائشة وعزاه لابن مردويه۔ ومثله علاء الدين الهندي في كنزالعمال، وعزاه للديلمي أيضاً (۱/۵۷۴، ۵۷۵) ولم أجده في مسند الفردوس عنها۔ انظر تخريج الحديث الذى قبله۔

ذلک ومن قرأها يوم الجمعة غفرله ما بينه وبين الجمعتين".

(ترجمہ) میں تمہیں ایسی سورت کا نہ بتاؤں جس کی عظمت نے آسمان اور زمین کے درمیان کے حصے کو بھر دیا ہے اور اس کے لکھنے والے کو بھی ایسا ہی اجر ملے گا (یعنی اس کی عظمت بھی آسمان وزمین میں بھر جائے گی)۔اور جس نے اس کو جمعہ کے دن پڑھا اس کی جمعہ اور دو جمعوں کے درمیان لغزشوں کی مغفرت کردی جائے گی۔

﴿اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ ثَوَاباً وَخَيْرٌ أَمَلًا﴾	(آیۃ:۴۶)

ترجمہ: مال اور اولاد دنیا کی زندگی کی رونق ہیں اور باقی رہنے والے نیک اعمال کا آپ کے رب کے ہاں بہتر ثواب ہے اور بہتر توقع ہے۔

یہ کلمات جہنم کے آگے ڈھال ہیں

(روایت نمبر:۴۰۰) نبی کریم ﷺ نے ایک دن اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمایا:

"خذوا جنتكم مرتين أو ثلاثاً قالوا: من عدو حضر قال: بل من النار قولوا سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله وسبحان الله والحمد لله ولا حول ولا قوة إلا بالله".

اپنی ڈھال لے لو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کوئی دشمن آ گیا ہے؟ فرمایا بلکہ دوزخ سے اپنا بچاؤ کرلو اور یوں کہو:
سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ.

---

(۴۰۰)أخرجه السيوطى فى تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (۲۲۵/۴)، ومثله الشوكانى فى تفسيره عن أبى هريرة (۲۸۰/۳)، وأخرجه ابن أبى شيبة فى مصنفه (۳۹۳/۱۰) عن خالد بن أبى عمران والطبرانى فى الصغير والأوسط عن أبى هريرة، انظر الروض الدانى (۲۴۹/۱)، وقال الهيثمى فى مجمع الزوائد رجال الصغير رجال الصحيح غير داود بن بلال: وهو ثقة (۸۹/۱۰)۔

وأخرجه النسائى فى عمل اليوم والليلة بسند صحيح ص ۴۸۸، والحاكم فى المستدرك عن أبى هريرة (۵۴۱/۱)، وقال إنه على شرط مسلم ولم يخرجه ووافقه الذهبى فى التلخيص۔

(ترجمہ) اللہ پاک ہے تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ پاک ہے تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں کوئی طاقت اور قوت نہیں مگر اللہ کے پاس۔

معمولی گناہوں کو معمولی نہ سمجھو

(روایت نمبر:۴۰۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ
"إياک و محقرات الذنوب فإن لها من الله طالباً".
(ترجمہ) اپنے آپ کو معمولی گناہوں سے بچا کے رکھو کیونکہ اللہ کی طرف سے ان کے متعلق بھی باز پرس ہوگی۔

﴿لَقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ بَلْ زَعَمْتُمْ أَلَّن نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا﴾	(آیۃ:۴۸)

ترجمہ: اور آپؐ کے رب کے سامنے صف باندھ کر پیش ہوں گے دیکھو آخر تم ہمارے پاس آ پہنچے جیسا ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا بلکہ تم یہی سمجھتے رہے کہ ہم تمہارے لئے کوئی وعدہ گاہ مقرر نہیں کریں گے۔

قیامت کتنا سخت ہے

(روایت نمبر:۴۰۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا:
"**يحشر الناس حفاة عراة غرلاً**" قالت عائشة فقلت: الرجال والنساء جميعاً ينظر

---

(۴۰۱)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر غير السيوطي في الدر المنثور (۲۲۶/۴)۔
وأخرجه الإمام أحمد في مسنده (۳۳۱/۵)، بإسناد صحيح۔
وأخرجه الطبراني في المعجم عن سهل بن سعد (۱۲۹/۲)، وفي الكبير (۲۰۴/۶)، ومجمع الزوائد (۱۹۰/۱۰)، وانظر كنزالعمال (۲۱۲/۴)۔
(۴۰۲)أخرجه البغوي في تفسيره (۱۶۵/۳)۔
وأخرجه الخازن في تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (۲۱۴/۴)، وأخرجه ابن كثير في تفسيره عن جابر بن عبدالله ومعناه (۸۸/۳)، وذكره ابن جرير (۱۰۲/۷)، والبغوي (۲۷۱/۳)، عن ابن عباس والخازن (۳۲۵/۴)، عند تفسير قوله تعالى:﴿كما بدأنا أول خلق نعيده﴾ (الأنبياء:۱۰۴)۔ والحديث متفق عليه عن عائشة، انظر اللؤلؤ والمرجان ص ۸۰۲، =

بعضهم إلى بعض قال: "الأمر اشد من أن يهمهم ذلك".

(ترجمہ) آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو ننگے پاؤں اور ننگے جسم غیر مختون قیامت کے دن اٹھایا جائے گا) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا مرد اور عورتیں سب اکٹھے ہوں گے وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوں گے؟ فرمایا معاملہ اس سے زیادہ سخت ہوگا کہ لوگ اس قسم کا خیال کریں۔

(فائدہ) بعد میں جنتی لوگوں کو لباس پہنا دیا جائے گا لباس پہنانے میں پہل حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کی جائے گی لیکن آناً فاناً سب کے ہو جائیں گے تاخیر کا کوئی خاص علم نہیں ہو سکے گا۔

=وأخرجه الحاكم بمعناه عن عبداللطيف بن انيس وقال هو على شرط الشيخين ولم يخرجاه(٢ /٤٣٨)، ووافقه الذهبى فى التلخيص والامام احمد فى مسنده(١/٢٢٣، ٢٢٩)،والنسائى فى سننه بهذا اللفظ عنها فى كتاب البعث (١١٤/٤)-

سورة مريم

﴿فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ أَضَاعُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَٱتَّبَعُواْ ٱلشَّهَوَٰتِ﴾	(آیۃ:۵۹)

ترجمہ: پھران کی جگہ ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے نماز کو ضائع کیا اور مزوں کے پیچھے پڑ گئے یہ عنقریب جہنم کی وادی غی میں جائیں گے۔

صدقہ کے مستحق

(روایت نمبر:۴۰۳) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ

أنها كانت ترسل بالصدقة لأهل الصدقة وتقول: لاتعطوا منها بربرياً ولا بربرية فإني سمعت رسول الله ﷺ يقول: "هم الخلف الذين قال الله" ﴿فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ﴾۔

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صدقہ کے محتاج لوگوں کو صدقہ بھیجتی تھیں اور فرماتی (صدقہ دینے والوں کے لئے) تھیں اس صدقہ میں سے نہ کسی بربری مرد کو دینا اور نہ کسی بربری عورت کو دینا کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپؐ نے فرمایا:

یہی ناخلف ہیں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا، **فخلف من بعده خلف**.

(ترجمہ) تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے۔

(فائدہ) بربری ایک قوم ہے مغربی افریقہ میں اور اس کا اطلاق حبشیوں پر بھی ہوتا ہے اور یہاں شاید حبشی مراد ہیں۔

---

(٤٠٣) أخرجه ابن كثير في تفسيره عن عائشة بهذااللفظ وقال: هذا حديث غريب (١٢٨/٣)، والسيوطي في تفسيره عن عائشة أيضاً (٤ /٢٧٧)، والشوكاني في فتح القدير (٣٣٠/٣)۔

وأخرجه الحاكم عنها في المستدرك /كتاب القراء ات (٢٤٤/٢)۔

سورة طه

ترجمه: اور مجھے میرا کام بٹانے والا میرے گھر سے دیدے۔

حضرت موسیٰؑ کا اپنے بھائی ہارونؑ پر احسان

(روایت نمبر:۴۰۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک مرد سے سنا جو کہہ رہا تھا کہ:

إني لا أدري أي أخ في الدنيا كان أنفع لأخيه من موسى حين سأل لأخيه النبوة، فقالت: صدق والله.

(ترجمہ) مجھے معلوم نہیں کہ دنیا میں کون زیادہ مفید ہوا اپنے بھائی کے لئے موسیٰ علیہ السلام سے جب کہ انہوں نے اپنے بھائی کے لئے نبوت مانگی تھی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا خدا کی قسم اس شخص نے سچ کہا ہے۔

(فائدہ) یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کے لئے نبوت کا سوال کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے سوال پر حضرت ہارون علیہ السلام کو نبی بنا دیا تھا اور اس سے بڑے فائدے کی بات کسی اور بھائی نے کسی بھائی کے لئے نہیں کی اور نہ ہی ثابت ہوئی ہے اور نہ ہوگی۔

---

(٤٠٤) أخرجه ابن كثير في تفسيره عن عائشة بأطول من هذا (١٤٧/٣)، والسيوطي في الدرالمنثور مختصراً وبهذا اللفظ (٢٩٥/٤) ولم أجده فيما اطلعت عليه من كتب السنة۔

سورۃ الانبیاء

﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِکَ الْخُلْدَ﴾	(آیۃ:۳۴)

ترجمہ: اور ہم نے آپؐ سے پہلے کسی آدمی کیلئے ہمیشہ زندہ رہنا تجویز نہیں کیا پھر اگر آپ فوت ہوجائیں تو کیا یہ ہمیشہ رہیں گے۔

حضرت ابوبکرؓ کا حضورؐ کی وفات پر صدمہ

(روایت نمبر:۴۰۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

دخل أبوبكر على النبي ﷺ وقد مات فقبله وقال: وانبياه واخليلاه واصفياه ثم تلى: ﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ﴾ (الآية. وقوله: ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَّإِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾.

(ترجمہ) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے جبکہ آپ ﷺ کا انتقال ہو چکا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کو بوسا دیا اور فرمایا ہائے نبی، ہائے خلیل، ہائے صفی۔ پھر یہ آیتیں پڑھیں۔ ﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ﴾ اور انک میت وانھم میتون.

ترجمہ: اور ہم نے آپؐ سے پہلے کسی آدمی کیلئے ہمیشہ زندہ رہنا تجویز نہیں کیا پھر اگر آپ فوت ہوجائیں تو کیا یہ ہمیشہ رہیں گے ____ اور ____ آپ پر بھی موت آنے والی ہے اور یہ بھی مر جائیں گے۔

﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ﴾	(آیۃ:۴۷)

ترجمہ: اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازوئیں قائم کریں گے پھر کسی جی پر ایک ذرہ بھر

(۴۰۵) أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (۳۱۹/٤)، وأخرجه الشوكاني في فتح القدير (۳۹۳/۳). وأخرجه البيهقي في دلائل النبوة عن عائشة بهذا اللفظ (۲۱۵/۷)، ومثله الإمام أحمد في المسند (۲۲۰،۳۱۰/٦).

ظلم نہیں ہوگا اور اگر کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگا تو ہم اس کو حاضر کر دیں گے اور ہم حساب لینے کیلئے کافی ہیں۔

(روایت نمبر:٤٠٦) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

يا رسول الله إن لي مملوكين يكذبونني ويخونني ويعصونني وأضربهم وأشتمهم فكيف أنا منهم فقال له رسول الله ﷺ : "بحسب ما خانوك و عصوك و كذبوك وعقابك إياهم فإن كان عقابك إياهم دون ذنوبهم كان فضلًا لك وإن كان عقابك إياهم فوق ذنوبهم اقتص لهم منك الفضل" فجعل الرجل يبكي ويهتف فقال رسول الله ﷺ: "أما تقرأ كتاب الله : ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ﴾" فقال الرجل: يا رسول الله ما أجد لي ولهم شيئاً خيراً من مفارقتهم أشهدك أنهم أحرار.

(ترجمہ) ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے غلام ہیں جو مجھے جھٹلاتے ہیں میری خیانت کرتے ہیں اور میری نافرمانی کرتے ہیں میں بھی ان کو مارتا ہوں اور برا بھلا کہتا ہوں میرا کیا بنے گا؟ تو حضور ﷺ نے اس سے فرمایا:

تیرے لئے کافی ہے۔ان کا تیری نافرمانی کرنا خیانت کرنا اور جھٹلانا اور تیرا ان کو سزا دینا اس کے متعلق یہ ہے کہ اگر تیری سزا ان کے لئے اس سے کم ہوئی جتنا ان کا گناہ ہے تو تیرا حق ان پر رہے گا۔اور اگر تیری سزا ان کو ان کے گناہوں سے زیادہ ہوئی تو تم نے جتنا زیادتی کی ہوگی اس کا ان کے لئے تم سے حساب لیا جائے گا تو وہ شخص رونے لگا اور چیخنے لگا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو نے اللہ کی کتاب نہیں پڑھی:

﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ﴾

ترجمہ: اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازوئیں قائم کریں گے پھر کسی جی پر ایک ذرہ بھر ظلم نہیں ہوگا اور اگر کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگا تو ہم اس کو حاضر کر دیں گے اور ہم حساب لینے کے لئے کافی ہیں۔

---

(٤٠٦)أخرجه ابن كثير فى تفسيره (١٨١/٣)، عن عائشة بهذا ومثله السيوطى فى الدرالمنثور (٣١٩/٤)، والشوكانى فى تفسيره (٣٩٩/٣)۔ وأخرجه الإمام أحمد فى مسنده عن عائشة (٢٨٠/٦)، والترمذى فى جامعه /كتاب التفسير (٣٢٠/٥)، انظر تحفة الأشراف (٨٠/١٢)۔

وأخرجه القرطبى فى كتابه التذكرة ص٣١٨۔ وحديث أحمد صحيح الإسناد۔

تو اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے لئے اور ان کے لئے ان کو الگ کرنے کے علاوہ کوئی بہتری نہیں دیکھتا میں آپ ﷺ کو گواہ بناتا ہوں کہ یہ لوگ آزاد ہیں۔

(آیۃ:٦٩)	﴿يٰنَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلٰمًا عَلٰى إِبْرٰهِيمَ﴾

ترجمہ: ہم نے حکم دے دیا کہ اے آگ ابراہیمؑ کے حق میں ٹھنڈک اور آرام ہو جا۔

چھپکلی کو مارنے کی وجہ

(روایت نمبر:۴۰۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إن إبراهيم حين ألقي في النار لم يكن في الأرض دابة إلا تطفئ عنه النار غير الوزغ فإنه كان ينفخ على إبراهيم فأمر رسول الله ﷺ بقتله"۔

ابراہیمؑ کو جب آگ میں ڈالا گیا تو زمین کا کوئی جانور ایسا نہیں تھا جو ان سے آگ کو نہ بجھا رہا ہو سوائے چھپکلی کے کیوں کہ یہ حضرت ابراہیمؑ پر آگ کو بھڑکا رہی تھی۔ پس حضور ﷺ نے اس کے مار ڈالنے کا حکم دیا۔

---

(٤٠٧)أخرجه ابن كثير فى تفسيره عنها بهذا اللفظ ومثله السيوطى فى تفسيره (٣٢١/٤)، والشوكانى فى تفسيره (٤٠٢/٣)، والحديث متفق عليه أخرجه البخارى فى صحيحه فى بدء الخلق انظره مع الفتح (٣٥١/٦)، ومسلم فى صحيحه باب قتل الجان وغيرها من كتاب السلام (١٧٥٢/٤)، ورواه الإمام مالك فى الموطأ مرسلاً فى الاستيذان/باب ما جاء فى قتل الجان (٩٧٦/٢)، والإمام أحمد فى مسنده (٢٩/٦، ٥٢، ٨٣، ١٤٧، ١٥٧)، والطحاوى فى مشكل الآثار (٩١/٤، ٩٦)، وابن ماجه فى سننه /كتاب الطب/باب قتل ذى الطفيتين (١١٦٩)، وأبو نعيم فى الحلية (٢٦٦١)، والديلمى فى مسند الفردوس (٤٨٠/٣)، وأبو يعلى الموصلى فى مسنده (٢١٢/٨)، كل هؤلاء رووه عن عائشة، وقد روى ابن ماجه وأبو يعلى والطحاوى وأبو بكر الهيثمى (٤٨/٤)، مثله عن عبدالله بن عمر، كما أخرجه ابن أبى شيبة فى مصنفه عن عائشة (٤٠٢/٥)، وعلاء الدين الهندى فى كنزالعمال وعزاه للخطيب (٥٠/١٥)۔

﴿وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ﴾	(آیۃ:۷۸)

ترجمہ: اور داودؑ اور سلیمانؑ کا تذکرہ کیجئے جب وہ دونوں ایک کھیت کے جھگڑے کا فیصلہ کرنے لگے جب اس کو ایک قوم کی بکریاں رات کے وقت روند گئی تھیں اور ہم ان کا فیصلہ دیکھ رہے تھے۔

جانور کسی کا کھیت خراب کریں تو

(روایت نمبر:۴۰۸) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اونٹنی ایک باغ میں داخل ہوگئی اور ان کے کھیت کو خراب کر دیا۔ تو وہ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپؐ نے فرمایا کہ:

"علی أهل الحائط حفظ حوائطهم بالنهار وعلى أهل المواشي حفظ مواشيهم بالليل"، ثم تلا هذه الآية: ﴿وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ﴾ الآية۔ ثم قال: "نفشت ليلاً".

اس باغ والوں کے ذمہ ہے کہ وہ دن کے وقت اپنے باغ کی حفاظت کریں۔ اور جانور والوں کے ذمہ ہے کہ وہ اپنے جانوروں کو رات کے وقت بچا کے رکھیں پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی۔ ﴿وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ﴾ پھر یہ فرمایا یہ جانور رات کے وقت کھیت میں گھسا تھا۔

﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ﴾	(آیۃ:۱۰۴)

ترجمہ: جس دن ہم آسمان لپیٹ لیں گے جیسے طومار میں کاغذ لپیٹتے ہیں جیسی ہم نے پہلی

(۴۰۸) أخرج ابن جرير في تفسير هذه الآية روايات بمعناه عن غير عائشة (۱۷/۵۱)، والبغوي في تفسيره بهذا اللفظ عن حزام بن سعد بن محيصة (۳/۲۵۳)، ومثله الخازن في تفسيره (۴/۳۰۵)، ومثله ابن كثير (۳/۱۸۶)، والسيوطي في الدرالمنثور عن عائشة بهذا اللفظ (۴/۳۲۵)، وأخرجه الشوكاني في تفسيره بطريقين عن حزام بن سعد بن محيصة وعن عائشة رضي الله تعالىٰ عنه (۳/۴۰۸)۔

وأخرجه مالك في الموطا/كتاب الأقضية (۲/۷۴۷)، والإمام أحمد في مسنده (۵/۴۳۶)، وانظر التمهيد لابن عبدالبر (۱۱/۸۱-۹۰)۔

پیدائش شروع کی تھی اس کو دوبارہ کریں گے یہ وعدہ ہمارے ذمہ ہے ہم نے پورا کرنا ہے۔

بوڑھیاں جنت میں جوان ہو کر داخل ہوں گی

(روایت نمبر:۴۰۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس بنو عامر کی ایک بڑھیا بیٹھی ہوئی تھی تو آپؐ نے پوچھا اے عائشہ!

"**من هذه العجوز يا عائشة**" فقلت إحدى خالاتي، فقالت: ادع الله أن يدخلني الجنة فقال: "**إن الجنة لا يدخلها العجوز**"، فأخذ العجوز ما أخذها فقال: "**إن الله تعالىٰ ينشأهن في خلق آخر غير خلقهن**" ثم قال: "**تحشرون حفاة عراة غلفاً**"۔

(ترجمہ) یہ بڑھیا کون ہے تو میں نے عرض کیا کہ میری خالاؤں میں سے ایک ہے۔ تو اس بڑھیا نے کہا اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے جنت میں داخل کر دے آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں بوڑھی داخل نہیں ہوگی تو بڑھیا کو بڑا صدمہ لاحق ہوا پھر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ ان کو اور تخلیق میں پیدا کریں گے۔ اس حالت کے علاوہ پھر فرمایا کہ تم لوگ ننگے پاؤں جسم نامختون اٹھائے جاؤ گے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا اس سے خدا کی پناہ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَٰعِلِينَ﴾

(ترجمہ) جیسی ہم نے پہلی پیدائش شروع کی تھی اس کو دوبارہ کریں گے یہ وعدہ ہمارے ذمہ ہے ہم نے پورا کرنا ہے۔ تو سب سے پہلے جس کو لباس پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہوں گے۔

---

(٤٠٩) أخرجه ابن جرير عن عائشة في تفسير هذا اللفظ (١٧ /١٠٢)۔ وابن كثير في تفسيره (٣/ ٢٠٠)، وعن ابن عباس وعائشة والسيوطي في تفسيره في الدرالمنثور (٤ /٣٤٠)، عن عائشة بهذا اللفظ۔

وأخرج ابن أبي شيبة في جزء منه في موضعين (١٣ /٢٤٧، ١٤/ ١٢٠) وأخرجه العامري في بهجة المحافل وبغية الأماثل (٢/ ٢٧٤)، والقسطلاني في المواهب اللدنية بأكثر من رواية (١/ ٢٩٧)، وأخرجه الترمذي في الشمائل عن الحسن مرسلًا ص١١٣، وقيل إن هذه المرأة هي عمته صفية بنت عبدالمطلب۔

﴿ذٰلِکَ بِأَنَّ اللهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَأَنَّهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ﴾	(آیۃ:٦)

ترجمہ: یہ سب اس لئے ہے کہ اللہ ہی حق ہے اور وہی مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے۔

ہر نئے دن کیلئے دعا

(روایت نمبر:۴۱۰) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جب صبح کی نماز پڑھی تو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

"مرحباً بالنهار الجديد والكاتب والشهيد اكتبا بسم الله الرحمن الرحيم أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمداً رسول الله وأشهد أن الدين كما وجد والكتاب كما نزل وأشهد أن الساعة آتية لا ريب فيها وأن الله يبعث من في القبور".

(ترجمہ) نئے دن کے لئے مرحبا اعمال نامہ لکھنے والے کے لئے اور اس پر دوسرے فرشتے کے گواہی دینے کے لئے بھی مرحبا (اے کراماً کاتبین) لکھو بسم الله الرحمن الرحيم (اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو مہربان ہے بے حد رحم کرنے والا ہے) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ دین ویسا ہی ہے جیسے کہ پایا گیا اور کتاب ایسی ہے جیسی اتاری گئی اور گواہی دیتا ہوں کہ قیامت آنے والی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں اور جو لوگ قبروں میں ہیں ان کو کھڑا کیا جانے والا ہے۔

---

(٤١٠) لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر غير السيوطي في تفسيره (٤ /٣٤٦)، وأخرجه أبو بكر الخطيب في تاريخ بغداد عن عائشة بهذا اللفظ (٣ /٤٨)، وإسناده ضعيف لضعف زنفل بن عبدالله ليس بشيء وكان يلعب به الصبيان انظر التهذيب (٣ /٣٤٠)۔

﴿وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ﴾	(آیۃ:۲٦)

ترجمہ: اور جب ہم نے ابراہیمؑ کو خانہ کعبہ کی جگہ بتلا دی (اور حکم دیا) کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرا گھر طواف کرنے والوں کیلئے اور قیام اور رکوع سجود کرنے والوں کیلئے پاک رکھنا۔

بیت اللہ کا صرف طواف ہی کافی ہے

(روایت نمبر:۴۱۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک دن میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ

"صنعت اليوم شيئاً لو كنت استقبلت من أمري ما استدبرت ما صنعته" قالت: قلت: وما ذا يا رسول الله؟ قال:"دخلت البيت وخشيت أن يأتي الآتي من بعدي فيقول حججت ولم أدخل البيت وإنه لم يكتب علينا دخوله. إنما كتب علينا طوافه".

میں نے آج ایسا کام کیا ہے اگر میں اس کے بعد کروں یا پہلے کروں تو میں ایسا نہیں کروں گا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے کیا کام کیا ہے فرمایا میں بیت اللہ میں داخل ہوا اور مجھے ڈر تھا کہ میرے بعد آنے والا کوئی شخص آئے گا اور کہے گا کہ میں نے حج کیا ہے اور میں بیت اللہ کے اندر داخل نہیں ہوا اور اگر چہ ہم پر بیت اللہ میں داخل ہونا لازم قرار نہیں دیا گیا بلکہ بیت اللہ کا طواف لازم کیا گیا ہے۔

طواف والوں پر خدا کا فخر

(روایت نمبر:۴۱۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

(٤١١)أخرجه أبو نعيم في الحلية عن عائشة بهذا اللفظ (١١٥/٧)، وإسناده حسن۔

(٤١٢)أخرجه أبو نعيم في الحلية بهذا اللفظ عنها (٨/ ٢١٦)، وأصله ثابت في صحيح مسلم : " وإنه ليدنو ثم يباهي بهم الملائكة فيقول: ما أراد هؤلاء " (٢ /٩٨٣)، ومثله النسائي في سننه/كتاب الحج (٢٥٢/٥)، وابن ماجه في سننه /كتاب المناسك (٢ /١٠٠٢) كلهم عن عائشة۔ وأخرج الحاكم في المستدرك عن أبي هريرة قريباً من هذا اللفظ وقال: إنه على شرط الشيخين ولم يخرجاه (٤٦٥/١)وسكت عنه الذهبي في التلخيص۔

"إن الله يباهي بالطائفين".

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ طواف کرنے والوں پر فخر کرتے ہیں۔

عمرہ کیلئے طواف اور سعی بڑا رکن ہیں

(روایت نمبر:۴۱۳) حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"طوافک بالبیت وسعیک بین الصفا والمروۃ یجزیک لحجک وعمرتک".

(ترجمہ) تیرا بیت اللہ کا طواف کرنا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا تیرے حج و عمرہ کرنے کے برابر ثواب پہنچاتا ہے۔

(فائدہ) یعنی طواف اور سعی کا ثواب حج اور عمرے کے ثواب کے برابر ہے اور یہ طواف اور سعی عمرے کی حالت میں ہوتی ہے خالی سعی مقصود نہیں ہے۔ ہاں خالی طواف بیت اللہ کا ہوسکتا ہے بلکہ عمرہ کرنے کے بعد افضل یہی ہے کہ آدمی کثرت سے طواف کرتا رہے۔

﴿وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ﴾	(آیۃ:۲۷)

ترجمہ: اور لوگوں میں حج کا اعلان کردو وہ تمہارے پاس چلے آئیں گے پیادہ بھی اور دبلی اونٹنیوں پر بھی جو کہ دور دراز راستوں سے پہنچی ہوں گی۔

(روایت نمبر:۴۱۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

(۴۱۳)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر عن عائشة۔

وأخرجه الإمام أحمد فی مسنده عنها (٦ /١٢٤، ٢٥٣)، وأبو داود فی سننه كتاب المناسك۔ انظره مع عون المعبود (٥ /٣٥٠)، وأبو نعيم فی الحلية (١٥٧/٩)، والبيهقی فی سننه (١٠٦/٥، ١٧٣)۔

(٤١٤)درمنثور(٤ /٣٥٥)،وأخرجه البيهقی فی شعب الإيمان بهذا اللفظ عن عائشة (٤٦/٨) ، وسبب ضعفه أن فی إسناده محمد بن يونس الكويمی ضعيف لا يحتج به- انظر تقريب التهذيب (٢٢٢/٢)۔

وذكره السيوطی فی الجامع الصغير، انظر فيض القدير (٣٩٣/٢)، وأخرجه الديلمی فی مسند الفردوس بلفظ (ركبان الحاج)بدل ركاب الحجاج۔ انظر مسنده (١ /٢٥٠)۔

"إن الملائكة لتصافح ركاب الحجاج و تعتنق المشاة" .

(ترجمہ) فرشتے سوار حاجیوں کے ساتھ مصافحہ کرتے ہیں اور پیدل چلنے والے حاجیوں کے گلے ملتے ہیں۔

(فائدہ) اس سے معلوم ہوا کہ پیدل حج کرنے کا ثواب زیادہ ہے۔ (اور پیدل حج وہی کرے جس میں طاقت ہو اگر بوڑھے اور مریض کمزور لوگ پیدل حج کریں گے تو حج کے بہت سے اہم کام تھیں سست پڑ جائیں گے)۔

﴿وَمَنْ يُعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللهِ فَهُوَ خير لَّهُ عِنْدَ رَبِّهٖ﴾	(آیۃ: ۳۰)

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ کی معزز چیزوں کی تعظیم کرے گا تو یہ اس کیلئے اپنے رب کے پاس بہتر ہے اور تمہارے لئے چوپائے حلال ہیں مگر وہ جو تمہیں پڑھ کر سنائے جاتے ہیں پس تم بتوں کی گندگی سے بچتے رہو اور جھوٹی بات سے کنارہ کش رہو۔

حج اور عمرہ میں کعبہ میں داخل ہونا ضروری نہیں

(روایت نمبر: ۴۱۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

خرج رسول الله ﷺ من عندي وهو قرير العين طيب النفس ، ثم رجع وهو حزين فقلت يا رسول الله خرجت من عندي وأنت كذا وكذا قال : "إني دخلت الكعبة ووددت أني لم أكن فعلته إني أخاف أن أكون أتعبت أمتي من بعدي".

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ جب میرے پاس سے گئے تو آپ کی آنکھیں ٹھنڈی تھیں اور دل خوش تھا پھر جب لوٹے تو آپ ﷺ غمگین تھے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ میرے پاس سے اس حالت میں گئے تھے فرمایا کہ: میں کعبہ میں داخل ہوا اور میں پسند کرتا ہوں کہ میں یہ کام نہ کرتا کیونکہ مجھے یہ ڈر ہے کہ میں اپنے بعد اپنی امت کو تھکا نہ دوں۔

---

(٤١٥) لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر عن عائشة غير السيوطي في الدر المنثور (٣٥٨/٤)۔

وأخرجه الحاكم في المستدرك كتاب المناسك ، وقال على شرط الشيخين ولم يخرجاه (٤٧٩/١)، ووافقه الذهبي في تلخيصه، وأخرجه أبو داود في المناسك من سننه عن عائشة، انظر عون المعبود (٨/٦)، والترمذي في جامعه/كتاب الحج (٢٢٣/٣)، وقال: حديث حسن صحيح ، وأخرجه ابن ماجه في سننه عن عائشة (١٠١٨/٢)، وانظر تحفة الأشراف (٤٥١/١١)۔

(فائدہ) کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ حج یا عمرہ کعبہ میں داخل ہوئے بغیر پورا نہیں ہوتا۔ ورنہ ایسے کعبہ میں جانا اور نماز پڑھنا درست ہے۔ لیکن الحمد للہ امت نے حضور پاک ﷺ کی اس تنبیہ کو سمجھا اور حج اور عمرہ میں کعبہ شریف میں داخل ہونے کو لازم قرار نہیں دیا۔

کعبہ میں داخل ہونے کا ادب

(روایت نمبر:۴۱۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ:

أنها كانت تقول: عجباً للمرء المسلم إذا دخل الكعبة حين يرفع بصره قبل السقف يدع ذلك إجلالاً منه وإعظاماً ما دخل رسول الله ﷺ الكعبة ما خالف بصره موضع سجوده حتى خرج منه.

(ترجمہ) مجھے اس مسلمان آدمی پر تعجب ہے جب وہ کعبہ میں داخل ہوتا ہے تو وہ اپنی نگاہ چھت کی طرف بلند کرتا ہے اس کے اکرام اور عظمت کا خیال نہیں کرتا۔ جب بھی حضور ﷺ کعبہ میں داخل ہوئے تو آپؐ کی نگاہ آپؐ کی سجدہ کی جگہ سے ادھر ادھر نہیں ہوئی حتی کہ آپؐ کعبہ سے باہر آجاتے تھے۔

﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ﴾	(آیۃ:۳٦)

ترجمہ: اور قربانی کے اونٹوں کو ہم نے اللہ کی یادگار بنایا ہے ان جانوروں میں تمہارے فائدے ہیں پس تم ان پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام کھڑے کر کے لو پھر جب وہ کسی پہلو پر گر پڑیں تو ان میں سے خود بھی کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والے کو اور سوال کرنے والے کو بھی کھلاؤ اسی طرح سے ہم نے ان جانوروں کو تمہارے تابع کر دیا ہے تا کہ احسان مانو۔

قربانی کی قبولیت اور ثواب

(روایت نمبر ۴۱۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

(٤١٦) لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر عن عائشة سوى السيوطي في الدر المنثور (٣٥٨/٤)، وأخرجه الحاكم عنها في المستدرك /كتاب المناسك (٤٧٩/١)، وقال: إنه على شرط الشيخين ولم يخرجاه وسكت عنه الذهبي في التلخيص۔

(٤١٧) أخرجه ابن كثير في تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (٢٢/٣)، والسيوطي في تفسير: =

"ما عمل ابن آدم يوم النحر عملاً أحب إلى الله من هراقة دم وإنها لتأتي يوم القيامة بقرونها وأظلافها وأشعارها وإن الدم ليقع من الله بمكان قبل أن يقع على الأرض فطيبوا بها نفساً".

انسان کا قربانی کے دن اللہ کے نزدیک خون بہانے سے زیادہ محبوب کوئی عمل نہیں ہوتا یہ قربانی قیامت کے دن اپنے سینگوں کے ساتھ اور اپنے کھروں کے ساتھ اور اپنے بالوں کے ساتھ آئے گی۔ اور قربانی کا خون گرنے سے پہلے اللہ کے ہاں قبول ہو جاتا ہے۔ پس تم اپنے دلوں کی نیت کو صاف رکھا کرو۔

(فائدہ) قیامت کے دن قربانی کا سینگ وغیرہ کے ساتھ آنے کا مطلب یہ ہے کہ ان تمام چیزوں کا اس کے میزان اعمال میں وزن ہوگا۔ اور ان کا ثواب ملے گا۔

(روایت نمبر: ۴۱۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اے لوگو قربانی کرو اور دلوں کو پاکیزہ رکھا کرو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"ما من عبد يوجه بأضحيته إلى القبلة إلا كان دمها وقرنها وصوفها حسنات محضرات في ميزانه يوم القيامة فإن الدم وإن وقع في التراب فإنما يقع في حرز الله حتى يوفيه صاحبه يوم القيامة" وقال رسول الله ﷺ "اعملوا قليلاً تجزوا كثيراً".

جو شخص اپنی قربانی کا رخ قبلے کی طرف کرتا ہے تو اس کا خون اس کے سینگ اور اس کی اون سب نیکیاں بنیں گی اور قیامت کے دن اس کے میزان میں پیش کی جائیں گی اور خون اگرچہ زمین پر گرتا ہے لیکن یہ اللہ کی حفاظت میں واقع ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے گرانے والے کو قیامت کے دن پورا پورا اجر و ثواب ملے گا۔ اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھوڑا سا عمل کر لو اور اس کی بہت سی جزا حاصل کر لو۔

=(٣٦١/٤)، وأخرجه الترمذي عن عائشة بهذا اللفظ في جامعه /كتاب الأضاحي - باب الأضاحي (٨٣/٤)، وقال: حديث حسن غريب وأخرجه عنها ابن ماجه أيضاً في سننه /كتاب الاضاحي (١٠٤٥/٢)، والبيهقي في سننه (٢٦١/٩) واخرجه الحاكم فيالمستدرك وقال: إنه على شرط الشيخين ولم يخرجاه (٢٢١/٤)، وخالفه الذهبي في التلخيص فقال: في إسناده سليمان بن يزيد واه وبعضهم تركه۔

(٤١٨) لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر سوى السيوطي في الدرالمنثور (٣٦١/٤)۔ ولم أجده في الأجزاء العشرين المطبوعة من التمهيد، وانظر تخريج الحديث الذي قبله فإنه بمعناه۔

وأخرجه البيهقي في سننه عنها قريباً من هذا اللفظ (٢٦١/٩)۔

سورة المؤمنون

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ﴾	(آیۃ:۱،۲)

ترجمہ: بے شک ایمان والے کامیاب ہوگئے۔ جو اپنی نماز میں عاجزی کرتے ہیں۔

سارا قرآن حضورؐ کے اخلاق اور سیرت ہے

(روایت نمبر:۴۱۹) حضرت یزید بن بابنوس فرماتے ہیں کہ:

قلنا لعائشة كيف كان خلق رسول الله ﷺ؟ قالت: كان خلقه القرآن' ثم قالت: تقرأ سورة المؤمنون: ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ فقرأ حتى بلغ العشر فقالت: هكذا كان خلق رسول الله ﷺ.

(ترجمہ) ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کا خلق کیسا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ کا خلق قرآن تھا پھر انہوں نے فرمایا کہ تم نے سورۃ المومنون ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ پڑھی ہے پھر فرمایا تم نے سورۂ مومنون پڑھی ہے پھر انہوں نے ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ سے لے کر دس آیات تک پڑھی پھر فرمایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا خلق ہے۔ (یعنی زندگی گزارنے کا طریقہ تھا)۔

نماز میں ادھر ادھر توجہ کی وجہ

(روایت نمبر:۴۲۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز

(٤١٩) أخرجه ابن كثير فى تفسيره عن عائشة (٢٣٧/٣)، والسيوطى فى تفسيره الدرالمنثور عنها بهذا اللفظ (٢/٥)، والشوكانى فى تفسيره أيضاً (٤٦٠/٣)۔

وأخرجه البخارى فى الأدب المفرد انظر فضل الله الصمد (٤٠١/١)، والنسائى فى السنن الكبرى فى التفسيرانظر تحفة الأشراف (٣٣٦/١٢)، والحاكم فى المستدرك وقال: إنه على شرط الشيخين (٣٩٢/٢)، ووافقه الذهبى فى التلخيص، وأخرجه البيهقى فى دلائل النبوة (٣٠٩/١)۔

(٤٢٠) أخرجه البغوى فى تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (٣٠٢/٣)، ومثله الخازن فى =

میں ادھر ادھر متوجہ ہونے کے متعلق سوال کیا آپؐ نے فرمایا:

"هو اختلاس يختلسه الشيطان من صلاة العبد".

یہ جھپٹا مارنا ہے' شیطان انسان کی نماز سے یہ جھپٹا مار لیتا ہے۔

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ إِلٰى رَبِّهِمْ رَاجِعُوْنَ﴾	(آیۃ: ٦٠)

ترجمہ: اور جو لوگ کہ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل خوفزدہ ہوتے ہیں اس لئے کہ ان کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

خوف کا معنیٰ

(روایت نمبر:۴۲۱)

=تفسيره (٥ /٣١)، ومثله السيوطي في تفسيره أيضاً (٤/٥)، وأخرج آثاراً قريبة منه الطبري في تفسيره (١٨ /٢)، وابن الجوزي في زاد المعاد (٥/ ٤٦٠)، والشوكاني في فتح القدير (٣/ ٤٦٠)۔

وأخرج ابن أبي شيبة في مصنفه عدة آثار بمعناه (٢ / ٢٤٠)، والبخاري في مواضع من صحيحه بهذا اللفظ عن عائشة انظره في كتابه الأذان، فتح الباري (٢/ ٢٣٤)، وأبو داود في سننه/كتاب الصلاة، انظر : عون المعبود (٣/ ١٧٨)، والنسائي في سننه /كتاب السهو (٣/٧)، والإمام أحمد في مسنده (٦/٧، ١٠٦)۔

(٤٢١)أخرج الفريابي وأحمد وابن عبد بن حميد والترمذي وابن ماجه وابن أبي الدنيا في نعت الخائفين وابن جريروابن المنذر وابن أبي حاتم والحاكم وصححه وابن مردويه والبيهقي في شعب الايمان)۔

أخرجه الطبري في تفسيره عن عائشة (١٨ /٣٣)، وابن الجوزي في تفسيره (٥ /٤٨٠)، والبغوي في تفسيره بهذا اللفظ (٣/ ٣١٢)، والخازن في تفسيره أيضاً (٥/ ٣٩)، ومثله ابن كثير في تفسيره (٣ /٢٤٨)، والسيوطي في الدرالمنثور (٥ /١٠١)، والشوكاني في تفسيره، وأخرجه أحمد في مسنده (٦/ ١٥٩، ٢٠٥)، والحميدي في مسنده (١٥ /١٣٢) ، والترمذي في جامعه/كتاب التفسير (٥ /٣٢٧)، وابن ماجه في سننه /كتاب الزهد (٢ /١٤٠٤)، ووكيع بن الجراح في كتاب الزهد (٢ /٣٦٠)واخرجه الحاكم في المستدرك كتاب التفسير(٢ /٣٩٣)، ووافقه الذهبي في التلخيص، والبيهقي في شعب الإيمان بهذا اللفظ (٣/ ٥١٠)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ (اور وہ جو دیتے ہیں جو کچھ دیں اور ان کے دل ڈر رہے ہیں) کیا اس سے مراد وہ شخص ہے۔ جو چوری کرتا ہے زنا کرتا ہے شراب پیتا ہے اور اس کے باوجود وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے؟

فرمایا: "لا ولكن الرجل يصوم ويتصدق ويصلي وهو مع ذلك يخاف الله ألا يتقبل منه" (۲).

نہیں بلکہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو روزہ رکھتا ہے اور زکوۃ دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اور وہ اس کے باوجود اللہ سے ڈرتا ہے اس خوف سے کہ اس کا یہ عمل مقبول نہ ہوا ہو۔

(روایت نمبر: ۴۲۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ:

يا رسول الله: ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ أهم الذين يخطئون ويعملون بالمعاصي؟.

(ترجمہ) یارسول اللہ ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ یا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو خطا کرتے ہیں اور گناہ کرتے ہیں۔

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو گناہ کرتا ہے اور پھر اس کا دل خوف زدہ ہوتا ہے فرمایا:

"لا ولكن هم الذين يصلون ويصومون ويتصدقون وقلوبهم وجلة".

(ترجمہ) نہیں بلکہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز پڑھتے اور روزے رکھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور پھر بھی ان کے دل خوف زدہ ہوتے ہیں۔

اس آیت کی دو قراءتیں

(روایت نمبر: ۴۲۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

لأن تكون هذه الأية كما أقرأ أحب إلي من حمر النعم فقال لها ابن عباس: ما هي؟

(۴۲۲) أخرجه الطبر فى تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (۱۸/۳٤)، وابن الجوزى فى تفسيره عنها قريباً من هذا اللفظ (۵/٤۸۰)، والسيوطى فى الدرالمنثور بهذا اللفظ (۵/۱۱)، وفى كتابه الإكليل ص۱۸٦، والشوكانى وعزاه لابن الأنبارى(۳/٤۷)،وانظر تخريج الذى قبله فى كتب السنة فإنه بمعناه۔

(٤۲۳) أخرجه البغوى فى تفسيره عن عائشة بمعناه (۳/۳۱۱)، والسيوطى بهذا اللفظ فى كتابه الدرالمنثور (۵/۱۲)، والشوكانى فى تفسيره فتح القدير (۳/٤۷٦) ولم أجده فى كتب السنة فيما اطلعت عليه۔

قالت: ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَاآتَوْا﴾.

(ترجمہ) یہ آیت ایسی ہوتی ہے جیسا کہ میں پڑھتی ہوں مجھے یہ سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ وہ کون سی آیت ہے۔ فرمایا﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَاآتَوْا﴾ (عبد بن حمید)

(روایت نمبر:۴۲۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أن النبي ﷺ أنه قرأ: ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَاآتَوْا﴾ مقصورة من المجيء.

نبی کریم ﷺ نے ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَاآتَوْا﴾ کوآنے کے معنی میں پڑھا ہے (یعنی آتَوْا کے بجائے أتوا پڑھا)۔

(فائدہ) اس کا معنی یہ ہوگا کہ وہ لوگ لائے جائیں گے اس حالت میں جس حالت میں بھی وہ آئیں گے۔ آگے جو آیات میں انعام کا ذکر ہے وہ ان کو حاصل ہوگا۔

(روایت نمبر:۴۲۵) حضرت عبید بن عمیر نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا کہ:

كيف كان رسول الله ﷺ يقرأ هذه الآية: ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَاآتَوْا﴾ فقالت: أيتهما أحب إليك؟ قال: والذي نفسي بيده لإحداهما أحب إلي من الدنيا جميعاً قالت: أيهما قلت:

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَاآتَوْا﴾، فقال: أشهد أن رسول الله ﷺ كذلك كان يقرؤها

---

(٤٢٤)أخرجه السيوطى فى الدرالمنثور (١٢/٥)، وانظر ما قبله فإنه بمعناه، والشوكانى فى تفسيره (٤٧٥/٣)، وانظر المحتسب لابن جنى (٢ /٩٥)، وهى قراءة شاذة، انظر مختصر شواذ القراء ات لابن خالويه ص ٩٨۔

(٤٢٥)أخرجه سعيد بن منصور وأحمد والبخارى فى تاريخه وعبد بن حميد وابن المنذر وابن أشته وابن الأنبارى معاً فى المصاحف والدار قطنى فى الأفراد والحاكم وصححه وابن مردويه)

أخرجه ابن كثير فى تفسيره بهذا اللفظ موقوفاً (٢٤٨/٣)، والسيوطى فى الدرالمنثور (١٢/٣)، وأخرجه الإمام أحمد فى مسنده (٩٥/٦،١٤٤)، والبخارى فى التاريخ الكبير/الكنى (٢٨/٩)، والحاكم فى المستدرك عن عائشة قريباً من هذا اللفظ (٢ /٣٩٣)، ووافقه الذهبى فى التلخيص، والهيثمى فى مجمع الزوائد عن عائشة مرفوعاً بهذا اللفظ (٧٣/٧)،وعزاه للإمام أحمد وقال: فى إسناده إسماعيل بن مسلم المكى ضعيف، وابن جنى فى المحتسب فى القراء ات الشواذ (٩٥/٢)۔

وكذلك أنزلت ولكن الهجاء حرف.

(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ اس آیت ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا﴾ کو کیسے پڑھتے تھے (مَا اٰتَوْا) یا ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا﴾ تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا تمہیں ان میں سے کون سی زیادہ محبوب ہے۔ تو انہوں نے فرمایا جس کے قبضہ میں میری جان ہے ان دونوں میں سے مجھے ایک تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا وہ کونسی ہے فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا﴾ انہوں نے فرمایا کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح پڑھتے تھے اور اسی طرح سے اتری تھی لیکن ہجاء بھی حرف ہے۔

(فائدہ) یعنی مختلف قبائل کا قرآن کو پڑھنے کا انداز بھی ایک طرح کی قراءت ہے) لیکن علماء قراءت نے اس قراءت کو قراءات متواترہ میں درج نہیں کیا ہے۔ (امداد اللہ)

﴿حَتّٰى إِذَا جَآءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ (۱۱) لَعَلِّي أَعْمَلُ صٰلِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ وَرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾	(آیۃ: ۹۹-۱۰۰)

ترجمہ: یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آتی ہے تو کہتا ہے اے رب مجھے واپس بھیج دے۔ شاید میں کچھ نیک کام کرلوں اس جگہ جس کو میں چھوڑ آیا ہوں ہرگز نہیں یہ ایک بات ہی بات ہے جو وہ کہے جارہا ہے اور ان لوگوں کے آگے ایک آڑ ہے قیامت کے دن تک۔

قبر میں عذاب کیسا ہوگا

(روایت نمبر: ۴۲۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

ويل لأهل المعاصي من أهل القبور يدخل عليهم في قبورهم حيات سود، حية عند رأسه وحية عند رجليه يضربانه حتى يلتقيان في وسطه فذلك العذاب في البرزخ الذى قال الله: ﴿وَمِنْ وَرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾.

(ترجمہ) قبر میں نافرمانوں کیلئے ہلاکت ہے ان کی قبروں میں کالے سانپ مسلط کئے جاتے ہیں ایک سانپ اس کے سر کے پاس ہوتا ہے اور ایک اس کے پاؤں کے پاس یہ دونوں ڈستے ڈستے میت کے درمیان تک جا پہنچتے

ہیں یہی قبر میں عذاب ہوگا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ﴿وَمِنْ وَرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾

(فائدہ) جو لوگ آج کل عذاب قبر کے منکر ہیں وہ اس روایت سے عبرت حاصل کریں اس میں قبر سے مراد برزخ لی گئی ہے اور قبر کی زندگی اور قبر کا عذاب بھی اس سے ثابت ہوتا ہے اور یہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اپنی رائے نہیں کیوں ایسی بات اپنی رائے سے نہیں کہی جا سکی، بلکہ وحی سے کہی جا سکتی ہے۔ اگر چہ یہ موقوف ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے الفاظ سے لیکن ان کا حکم مرفوع کا ہے۔

---

(٤٢٦)أخرجه ابن كثير في تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ وعزاه لابن أبي حاتم (٢٥٥/٣)، ومثله السيوطي في تفسيره (١٤/٥)، والشوكاني في فتح القدير بهذا اللفظ أيضاً (٤٨٦/٣)، وهذه الروايات كلها موقوفة على عائشة ولكن لها حكم الرفع لأن عالم البرزخ لا يعرف إلا بالوحي۔

وأخرجه البيهقي مختصراً في الزهد ص٢٣٧۔

سورة النور

عورتوں کو کیا تعلیم دینی چاہئے

(روایت نمبر: ۴۲۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"لا تنزلوهن الغرف ولا تعلموهن الكتابة- يعنى النساء وعلموهن الغزل وسورة النور".

(ترجمہ) عورتوں کو بالا خانوں میں نہ رکھو اور نہ ان کو لکھنا سکھاؤ اور ان کو سوت کاتنا سکھاؤ اور سورۂ نور سکھاؤ۔

(فائدہ) جب تک عورت کی ضروری دینی اور دنیاوی تعلیم اس کے گھر میں ہوسکتی ہو یا گھر میں اس کی باپردہ تعلیم کا انتظام ہوسکتا ہو یعنی غیر محرم سے اس کو نہ پڑھوایا جائے بلکہ اس کو عورت سے تعلیم دی جائے اور دین کی ضروریات وہ سیکھ لے تو یہ اس کے لئے ضروری ہے اور لڑکیوں کو بے پردہ تعلیم کے لئے باہر نکالنا یونیورسٹیوں میں اور کالجوں میں ان کو پڑھوانا جہاں مخلوط تعلیم ہوتی ہے اس کی بھی شرعاً اجازت نہیں ہے اور اگر لڑکی کو باہر ضروری دینی تعلیم کے لئے نکالا جائے تو محرم کو ساتھ جانا چاہئے پہنچانے کے لئے بھی اور واپس لانے کے لئے بھی اور مردوں سے تعلیم نہ دلوائی جائے ہاں اگر بالکل احتیاط اور پردے کا مکمل ماحول ہو اور

---

(٤٢٧) أخرجه ابن الجوزی فی تفسیره عن عائشة بهذا اللفظ (١/٦) ، ومثله السيوطی فی تفسيره (٥ /١٨)، والشوكانی فی تفسيره فتح القدير (٤ /٢)،وأخرجه الحاكم فی المستدرك وقال:على شرط الشيخين ولم يخرجا (٢/٣٩٢)، وخالفه الذهبی التلخيص فقال: بل هو موضوع وآفته عبدالوهاب بن الضحاك بن أبان۔ قال أبو حاتم : كذاب ۔ انظر ترجمة عبدالوهاب هذا فی المجروحين (٢ /١٤٧)، وميزان الاعتدال (٢ /٦٩٦)، وتقريب التهذيب (٥٢٧/١)، وأخرجه البيهقی فی شعب الإيمان (٥ /٣٨٨) من طريقين الأول وفيه عبدالوهاب بن الضحاك الآنف الذكر، والثانی فيه محمد بن إبراهيم الشامی كذبه الدار قطنی وقال ابن حبان: لا تحل الرواية عنه إلا عند الاعتبار كان يضع الحديث، انظر ترجمته فی المجروحين (٢٧٥/٢)، وذكره الذهبی فی الميزان عن عباس من رواية جعفر بن نصر غير أنه متهم بالكذب (٤١٩/١)، انظر ترجمته فی المجروحين(٢ /٢٧٥)، وانظر رسالة "عقود الجمان فی جواز تعليم الكتابة للنسوان" لشمس الدين الحق العظيم آبادی شارح سنن أبی داود۔

دینی فرائض اور واجبات کی تعلیم دی جاتی ہو اور لڑکی نے فرائض و واجبات نہ سیکھے ہوں اور کوئی گھر میں سکھانے والا نہ ہو تو پھر محفوظ ماحول میں بغیر تنہائی کے پردے میں بیٹھ کر سیکھ لے۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ جَآءُ و بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ	(الآيات: ۱۱-۲۶)

الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ (۱۱) لَوْلَآ إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ (۱۲) لَّوْلَا جَآءُ وعَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْلَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ (۱۳) وَلَوْلَا فَضْلُ اللهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَآ أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ (۱۴) إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ اللهِ عَظِيمٌ (۱۵) وَلَوْلَآ إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَٰنَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ (۱۶) يَعِظُكُمُ اللهُ أَن تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (۱۷) وَيُبَيِّنُ اللهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (۱۸) إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (۱۹) وَلَوْلَا فَضْلُ اللهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللهَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ (۲۰) يَٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُو لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَن يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنكَرِ وَلَوْلَا فَضْلُ اللهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَىٰ مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ أَبَدًا وَلَٰكِنَّ اللهَ يُزَكِّي مَن يَشَآءُ وَاللهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (۲۱)

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (۲۲) إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (۲۳) يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (۲۴) يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ (۲۵) الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ (۲۶)﴾

ترجمہ: جب تم نے یہ بات سنی تھی تو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنے آپس کے لوگوں کے ساتھ نیک گمان کیوں نہ کیا اور کیوں نہ کہا کہ یہ صریح بہتان ہے۔ وہ اس بات پر چار گواہ کیوں نہ لائے پھر جب یہ گواہ نہیں لائے تو اللہ کے نزدیک یہی جھوٹے ہیں۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت دنیا اور آخرت میں نہ ہوتی تو تم پر اس شغل کرنے پر سخت عذاب واقع ہوتا۔ جب تم اس کو اپنی زبانوں پر نقل در نقل لینے لگے اور اپنے منہ سے وہ بات کہنے لگے جس کی تمہیں خبر نہیں تھی اور تم اس کو ہلکی بات سمجھتے ہو اور وہ اللہ کے ہاں بہت بڑی ہے۔ اور جب تم نے اس کو سنا تھا تو کیوں نہ کہا کہ ہمیں زیب نہیں دیتا کہ ہم ایسی بات منہ پر لائیں معاذ اللہ یہ تو بڑا بہتان ہے۔ اللہ تم کو سمجھاتا ہے کہ پھر ایسا کام کبھی نہ کرو اگر تم مؤمن ہو۔ اور اللہ تمہارے لئے صاف صاف احکام بیان کرتا ہے اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا ہے۔ جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بدکاری کا چرچا ہو ان کیلئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اور اگر اللہ کا تم پر فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ نرمی کرنے والا مہربان ہے (تو تم بھی نہ بچتے)۔ اے ایمان والو! تم شیطان کے قدموں پر نہ چلو اور جو شخص شیطان کے قدموں پر چلے گا تو وہ یہی بے حیائی اور بری بات کرنے کا کہے گا اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے ایک شخص بھی کبھی پاک صاف نہ ہوتا اور لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے پاک صاف کر دیتا ہے

اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ اور تم میں سے بزرگی اور وسعت والے قسم نہ کھائیں کہ وہ رشتہ داروں اور فقیروں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو نہ دیا کریں گے اور چاہئے کہ معاف کر دیں اور درگزر کر دیں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کر دے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ جو لوگ پاکدامن ایسی باتوں سے بے خبر ایمان والی عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور ان کیلئے بڑا عذاب ہے۔ جس دن ان کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں ظاہر کر دیں گے جو کچھ وہ کرتے تھے۔ اس دن اللہ ان کو ان کا پورا پورا بدلہ دے گا اور ان کو معلوم ہوگا اللہ ہی حق بیان کرنے والا ہے۔ ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کیلئے ہیں اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کیلئے ہیں اور پاک عورتیں پاک مردوں کیلئے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کیلئے ہیں وہ لوگ اس سے بے تعلق ہیں جو یہ کہتے ہیں ان کیلئے بخشش ہے اور عزت کی روزی ہے۔

واقعہ افک کی روایات اور تفصیل

(روایت نمبر: ۴۲۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كان رسول الله ﷺ إذا أراد أن يخرج إلى سفر أقرع بين أزواجه فأيتهن خرج سهمها خرج بها رسول الله ﷺ معه قالت عائشة: فأقرع بيننا في غزوة غزاها فخرج

(٤٢٨) أخرجه ابن جرير في تفسيره مطولاً (١٨/ ٩٠-٩٥) وأخرج ابن الجوزي في تفسيره بعض رواياته مختصراً (٦/ ١٩٠)، والبغوي في تفسيره مطولاً (٣/ ٣٢٨)، والخازن في تفسيره (٥/ ٥٦)، وابن كثير في تفسيره برواياته مع طول بعضها (٣/ ٢٦٨-٢٧٣)، والسيوطي في تفسيره مطولاً (٥/ ٢٤-٢٦)، والشوكاني في فتح القدير مختصراً (٤/ ١٤)، والواحدي في أسباب النزول ص ٣١٣۔

وأخرجه البخاري بطوله في مواضع من صحيحه انظر منها / كتاب الشهادات انظره مع الفتح (٥/ ٢٤٨)، ومسلم في صحيحه في التوبة (٤/ ٢١٢٩)، وأخرجه أبو داود في النكاح من سننه، انظر عون المعبود (٦/ ١٧٥)، وابن ماجه (١/ ٦٣٤)، وأخرجه البيهقي في سننه (٧/ ٣١٢)، وأخرجه أحمد في المسند (٦/ ١١٧-١٩٤- ١٩٥-١٩٧- ٢٩٦)، وأخرجه الترمذي في جامعه (٥/ ٣٣٢-٣٣٥)، وأخرجه البغوي في شرح السنة (٩/ ١٥٣)، (٨/ ٣٢٢- ٣٥٢)، وأخرج الطبراني في المعجم الكبير حديث الإفك مطولاً بلغت أحاديثه أكثر من (١٣٠) حديثا (٢٣/ ٥٠-١٦٤)، انظر السمط الثمين في مناقب امهات المؤمنين لمحب الدين الطبري ص ٥٦-٥٩ و مسند عائشة لإسحق بن راهويه (٢/ ٥٥٦ - ٦٥٩)۔

سهمي فخرجت مع رسول الله ﷺ بعد ما أنزل الحجاب وأنا أحمل في هودجي وأنزل فيه فسرنا حتى إذا فرغ رسول الله ﷺ من غزوته تلك وقفل فدنونا من المدينة قافلين آذن ليلة بالرحيل فقمت حين آذنوا بالرحيل فمشيت حتى جاوزت الجيش فلما قضيت شأني أقبلت إلىٰ رحلي فإذا عقد لي من جزع ظفار قد انقطع فالتمست عقدي وحبسني ابتغاؤه وأقبل الرهط الذين كانوا يرحلون بي فاحتلموا هودجي فرحلوه على بعيري الذي كنت أركب وهم يحسبون أني فيه وكان النساء إذ ذاك خفافاً لم يثلقهن اللحم إنما تأكل المرأة العلقة من الطعام فلم يستنكر القوم خفة الهودج حين رفعوه وكنت جارية حديثة السن فبعثوا الجمل فساروا فوجدت عقدي بعد ما استمر الجيش فجزت منازلهم وليس بها داع ولا مجيب ' فيممت منزلي الذي كنت به فظننت أنهم سيفقدوني فيرجعون إلي فبينما أنا جالسة في منزلي غلبتني عيني فنمت و كان صفوان بن المعطل السلمي ثم الذكواني من وراء الجيش فأدلج فأصبح عند منزلي فرأى سواد إنسان نائم فأتاني فعرفني حين رآني وكان يراني قبل الحجاب فاستيقظت باسترجاعه حين عرفني فخمرت وجهي بجلبابي والله ما كلمني كلمة واحدة ولا سمعت منه كلمة غير استرجاعه حتى أناخ راحلته فوطئ على يديها فركبتها فانطلق يقود بي الراحلة حتى أتينا الجيش بعد أن نزلوا موغرين في نحر الظهيرة فهلك فيّ من هلك وكان الذي تولى الإفك عبدالله بن سلول فقدمنا المدينة فاشتكيت حين قدمت شهراً والناس يفيضون في قول أصحاب الإفك لا أشعر بشيء من ذلك وهو يريبني في وجعي أني لا أعرف من رسول الله ﷺ اللطف الذي كنت أرى منه حين أشتكي إنما يدخل علي فيسلم ثم يقول: "كيف تيكم" ثم ينصرف فذاك الذي يريبني ولا أشعر بالشر حتى خرجت بعد ما نقهت وخرجت معي أم مسطح قبل المناصع وهي متبرزنا وكنا لا نخرج إلا ليلاً إلى ليل وذلك قبل أن تنخذ الكنف قريباً من بيوتنا وأمرنا أمر العرب الأول في التبرز قبل الغائط فكنا نتأذى بالكنف أن نتخذها عند بيوتنا فانطلقت أنا وأم مسطح فأقبلت أنا وأم مسطح قبل بيتي قد أشرعنا من ثيابنا فعثرت أم مسطح في مرطها فقالت: تعس مسطح فقلت لها: بئس ما قلت أتسبين رجلاً شهد بدراً قالت: أي هنتاه أو لم تسمعي ما قال قلت: وما قال فأخبرتني بقول أهل الإفك فازددت مرضاً على مرضي فلما رجعت إلى بيتي دخل

علي رسول الله ﷺ فسلم، ثم قال: "كيف تيكم" فقلت أتأذن لي أن آتي أبواي قالت وانا حينئذ أريد أن استيقن الخبر من قبلهما قالت: فاذن لي رسول الله ﷺ فجئت لأبوّاي فقلت لأمي: يا امتاه ما يتحدث الناس قالت: يا بنية هوني عليك فوالله لقلما كانت امرأة قط وضيئة عند رجل يحبها ولها ضرائر إلا أكثرن عليها فقلت: سبحان الله ولقد تحدث الناس بهذا فبكيت تلك الليلة حتى أصبحت لا يرقالي دمع ولا أكتحل بنوم، ثم أصبحت أبكي ودعا رسول الله ﷺ علي بن أبي طالب وأسامة بن زيد حين استلبث الوحي يستأمرهما في فراق أهله فأما أسامة فأشار على رسول الله ﷺ بالذي يعلم من براء ة أهله وبالذي يعلم لهم في نفسه ومن الود فقال: يا رسول الله أهلك ولا نعلم إلا خيراً وأما علي بن أبي طالب فقال: يا رسول الله لم يضيق الله عليك والنساء سواها كثير وإن تسأل الجارية تصدقك فدعا رسول الله ﷺ بريرة فقال: "أي بريرة هل رأيت فيها شيئا يريبك" قالت بريرة: لا والذي بعثك بالحق إن رأيت عليها امراً أغمصه عليهما من أكثر من أنها جارية حديثة السن تنام عن عجين أهلها فتأتي الداجن فتأكله فقام رسول الله ﷺ فاستعذر يومئذ من عبدالله بن أبي فقال وهو على المنبر يا معشر المسلمين: "من يعذرني من رجل بلغني أذاه في أهل بيتي فوالله ما علمت على أهلي إلا خيراً ولقد ذكروا رجلاً ما علمت عليه إلا خيراً أو ما كان يدخل على أهلي إلا معي" فقام سعد بن معاذ الأنصاري فقال: يا رسول الله أنا أعذرك منه إن كان من الأوس ضربت عنقه وإن كان من إخواننا من بني الخزرج أمرتنا ففعلنا فيه أمرك فقال سعد بن عبادة وهو سيد الخزرج وكان قبل ذلك رجلاً صالحاً ولكن احتملته الحمية فقال لسعد: كذبت لعمر الله لا تقتله ولا تقدر على قتله فقال أسيد بن حضير وهو ابن عم سعد فقال لسعد بن عبادة: كذبت لنقتلنه فإنك منافق تجادل عن المنافقين فتشاور الحيان الأوس والخزرج حتى هموا أن يقتتلوا ورسول الله ﷺ قائم على المنبر، فلم يزل رسول الله ﷺ يخفضهم حتى سكتوا وسكت فبكيت يومي ذلك فلا يرقأ لي دمع ولا أكتحل بنوم فأصبح أبواي عندي وقد بكيت ليلتين ويوماً لا أكتحل بنوم ولا يرقأ لي دمع وأبواي يظنان أن البكاء فالق كبدي فبينما هما جالسان عندي وأنا أبكي فاستأذنت علي امرأة من الأنصار فأذنت لها فجلست تبكي معي فبينما نحن على ذلك دخل علينا رسول الله ﷺ فسلم ثم جلس ولم يجلس عندي منذ قيل فيّ ما قيل

قبلها وقد لبث شهراً لا يوحى إليه في شأني بشيء فتشهد حين جلس ثم قال: "أما بعد يا عائشة فإنه بلغني عنک كذا وكذا فإن كنت بريئة فسيبرئک الله وإن كنت ألممت بذنب فاستغفري الله وتوبي إليه فإن العبد إذا اعترف بذنبه ثم تاب تاب الله عليه" فلما قضى رسول الله ﷺ مقالته قلص دمعي حتى ما أحس منه قطرة' فقلت لأبي : أجب عني رسول الله ﷺ قال: والله ما أدري ما أقول لرسول الله ﷺ فقلت لأمي أجيبي عني رسول الله ﷺ قالت : والله ما أدري ما أقول لرسول الله ﷺ فقلت: وأنا جارية حديثة السن لا أقرأ كثيراً من القرآن إني والله لقد علمت أنكم سمعتم هذا الحديث حتى استقر في أنفسكم وصدقتم به فلئن قلت لكم أني بريئة والله يعلم أني بريئة لا تصدقوني ولئن اعترفت لكم بأمر والله يعلم أني منه بريئة لتصدقني والله لا أجد لي ولكم مثلاً إلا قول أبي يوسف فصبر جميل والله المستعان على ما تصفون ثم تحولت فاضطجعت على فراشي وأنا حينئذ أعلم أني بريئة وأن الله مبرئيَّ ببراءتي ولكن والله ما كنت أظن أن الله منزل في شأني وحياً يتلى ولشأني في نفسي كان أحقر من أن يتكلم الله في بأمر يتلى ولكن كنت أرجو أن يرى رسول الله ﷺ رؤيا يبرئني الله بها قالت: فوالله ما رام رسول الله ﷺ مجلسه ولا خرج أحد من أهل البيت حتى أنزل عليه فأخذه ما كان يأخذه من البرحاء عند الوحي حتى أنه ليتحدر منه مثل الجمان من العرق وهو في يوم شات من ثقل القول الذي أنزل عليه فلما سُرِّيَ عن رسول الله ﷺ سري عنه وهو يضحک فكان أول كلمة تكلم بها أن قال: "ابشري يا عائشة أما الله فقد برآک" فقالت أمي: قومي إليه' فقلت: والله لا أقوم إليه ولا أحمد إلا الله الذي أنزل براءتي وأنزل اللّٰه: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُو بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ﴾ العشر الآيات كلها فلما أنزل الله هذا في براءتي قال أبوبكر وكان ينفق على مسطح بن أثاثة لقرابته منه وفقره والله لا أنفق على مسطح شيئاً أبداً بعد الذي قال لعائشة ما قال فأنزل الله : ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ﴾ إلى قوله : ﴿رَّحِيْمٌ﴾ ﴿قال أبوبكر والله إني أحب أن يغفر الله لي فرجع إلى مسطح النفقة التي كان ينفق عليه وقال والله لا أنزعها منه أبداً قالت عائشة: فكان رسول الله ﷺ يسأل زينب بنت جحش عن أمري فقال: "يا زينب ماذا علمت او رأيت" فقالت: يا رسول الله أحمي سمعي وبصري ما علمت عليها إلا خيراً قالت: وهي التي كانت تساميني من أزواج النبي ﷺ فعصمها الله بالورع وطفقت أختها حمنة تحارب

لها فهلكت فيمن هلک من أصحاب الإفک.

(ترجمہ) حضور ﷺ جب کہیں سفر میں جانے کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج میں قرعہ اندازی کر لیتے ان میں سے جس کا نام نکل آتا حضور ﷺ اس کو اپنے ساتھ لے جاتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: ایک غزوہ میں ہمارے درمیان قرعہ ڈالا گیا تو میرا نام نکلا تو میں حضور ﷺ کے ساتھ چل پڑی بعد اس کے کہ پردے کا حکم نازل ہو چکا تھا اور میں اونٹ کے باپردہ کجاوے میں بٹھائی جاتی تھی اور اس میں اتاری جاتی تھی پس ہم سفر کے لئے چل پڑے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اس غزوہ سے فارغ ہوئے اور لوٹے تو ہم مدینہ کے قریب دو جماعتوں کی شکل میں پہنچے پھر حضور ﷺ نے ہمیں رات کے وقت ابھی رات باقی تھی کہ حضور ﷺ نے ہمیں روانہ ہونے کا حکم فرمایا پس جب روانگی کی منادی ہوئی تو میں کھڑی ہوئی اور قضاء حاجت کے لئے چل پڑی حتیٰ کہ میں لشکر سے آگے نکل گئی اور اپنی ضرورت پوری کی اور جب میں واپس آئی تو میرا یمنی موتیوں کا ایک ہار تھا جو ٹوٹ کر گر گیا میں اس کو تلاش کرتی رہی جس کی تلاش نے مجھے روک لیا اور وہ لوگ جو میرے کجاوے کو لے جاتے تھے انہوں نے میرا کجاوا اٹھایا اور میرے اونٹ پر رکھا جس میں میں سوار ہوتی تھی انہوں نے یہی سمجھا کہ میں اس میں موجود ہوں اور اس وقت عورتوں کے وزن ہلکے ہوتے تھے گوشت نے ان کو بھاری نہیں کیا تھا کیونکہ عورت تھوڑا سا کھانا کھالیتی تھی تو لوگوں نے جب میرا کجاوا اٹھایا تو ہلکے ہونے کو نامانوس نہیں سمجھا جبکہ میں کم عمر لڑکی تھی پھر انہوں نے اونٹ کھڑا کیا اور چل پڑے میں نے بھی قافلے کے چلے جانے کے بعد اپنا ہار تلاش کر لیا پھر میں قافلے کی جگہوں پر گئی وہاں نہ کوئی بلانے والا تھا اور نہ کوئی سننے والا تھا (یعنی کوئی نہیں تھا) پھر میں وہیں بیٹھی رہی جہاں پر میں تھی اور میں نے خیال کیا کہ یہ مجھے تلاش کریں گے تو لوٹ آئیں گے پس میں اسی حالت میں اپنی جگہ پر بیٹھی ہوئی تھی کہ آنکھ لگی تو میں سوگئی صفوان بن معطل سلمی ذکوانیؓ لشکر کے پیچھے مقرر تھے صبح کو انہوں نے مجھے میری جگہ پر دیکھا تو ایک سونے والے انسان کا ایک سیاہ سایہ نظر آیا وہ میرے پاس آئے جب انہوں نے مجھے دیکھا تو پہچان لیا کیونکہ انہوں نے مجھے پردے کے حکم اترنے سے پہلے دیکھا تھا پھر میں ان کے انا لله وانا اليه راجعون کے پڑھنے پر بیدار ہوگئی اس انا لله وانا اليه راجعون کے کلمہ کے علاوہ میں نے ان سے کوئی لفظ نہ سنا حتیٰ انہوں نے اپنا اونٹ بٹھایا اور اپنے پاؤں اس اونٹ کے پاؤں پر رکھے (تاکہ اونٹ سکون سے بیٹھا رہے) پھر میں سواری پر بیٹھ گئی اور وہ سواری کو ہانک کر چل پڑے حتیٰ کہ ہم لشکر کے پاس پہنچ گئے جب کہ لشکر والے لوگ عین دوپہر کے وقت گرمی میں اترے ہوئے تھے تو جو لوگ اس تہمت میں ہلاک ہوئے وہ ہلاک ہو گئے اور اس تہمت لگانے والوں کا سردار عبداللہ بن ابی بن سلول تھا ہم مدینہ منورہ میں جب پہنچے تو چونکہ پورا مہینہ سفر میں گزر چکا تھا اس لئے سفر کی تھکاوٹ ہوئی اور تہمت لگانے والے لوگوں کی بات میں

گھرے ہوئے تھے جب کہ مجھے اس کا پتہ نہیں تھا۔ مجھے اپنی تکلیف میں کوئی شک محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ سوائے اس کے کہ میں حضور ﷺ سے اس نرمی کے رویہ کو معلوم نہیں کر رہی تھی جو میں اس سے پہلے تکلیف کے وقت محسوس کرتی تھی بس آپ میرے پاس آتے سلام کہتے پھر پوچھتے کیسی ہو؟ پھر چلے جاتے اس چیز نے مجھے شک میں ڈالا لیکن مجھے شر کا علم نہیں تھا حتیٰ کہ جب میں کچھ تندرست ہوئی اور گھر سے نکلی اور میرے ساتھ مسطح کی ماں بھی تھی ہم مدینہ سے باہر میدان کی طرف گئیں جو ہمارے قضاء حاجت کرنے کی جگہ تھی ہم رات ہی رات کو اس طرف جایا کرتی تھیں اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے کہ ابھی ہمارے گھروں کے قریب پاخانے ڈالنے کی جگہ نہیں بنائی گئی تھی اور ہمارا طریقہ عرب کے نزدیک قضاء حاجت جانے کے لئے سابقہ طریقہ تھا کیونکہ ہم گندگی قریب ڈالنے سے اذیت محسوس کرتے تھے اس لئے ہم ان کو اپنے گھروں کے پاس نہیں ڈالتے تھے۔ چنانچہ میں اور مسطح کی ماں چل پڑیں پھر میں اور مسطح اپنے گھر سے کچھ آگے گئیں تو مسطح کی ماں اپنی چادر میں اٹک جانے کی وجہ سے گر گئی اور کہنے لگی مسطح تباہ ہو تو میں نے اس سے کہا تو نے بری بات کہی ہے تو ایسے آدمی کو برا کہہ رہی ہے جو جنگ بدر میں شامل ہوا ہے تو اس نے کہا اری کم سمجھ تو نے سنا نہیں جو بات کہی جا رہی ہے میں نے کہا کیا کہا جا رہا ہے؟ اس نے مجھے تہمت لگانے والوں کی بات سنائی تو میری بیماری میں اور اضافہ ہو گیا جب میں اپنے گھر لوٹی تو حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور سلام کیا پھر پوچھا کیسی ہو؟ تو میں نے عرض کیا آپ مجھے اجازت دیں گے کہ میں اپنے والدین کے گھر جاؤں میں اس وقت اپنے والدین سے پختہ بات معلوم کرنا چاہتی تھی تو حضور ﷺ نے مجھے اجازت دے دی تو پھر میں اپنے والدین کے پاس آئی اور اپنی والدہ سے کہا اے اماں! لوگ کیا بات کر رہے ہیں تو انہوں نے فرمایا۔ اے بیٹی! حوصلہ رکھو خدا کی قسم بہت کم عورتیں ہیں میں اس کے متعلق کوئی عیب کی بات نہیں دیکھتی۔ سوائے اس کے کہ یہ کم عمر لڑکی ہے جو آٹا گوندھ کر غافل ہو کر سو جاتی ہے اور بکری آتی ہے اور وہ آٹا کھا جاتی ہے تو حضور ﷺ کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن ابی کے متعلق لوگوں سے مطالبہ کیا اور منبر پر چڑھ کر فرمایا اے مسلمانوں کی جماعت کون ہے جو اس آدمی سے جس نے میرے اہل بیت کے متعلق ایذاء پہنچائی ہے بدلہ لے گا خدا کی قسم میں اپنے گھر والوں کے متعلق خیر ہی جانتا ہوں پھر لوگوں نے ایک آدمی کا ذکر کیا ہے میں اس کے بارے میں خیر ہی جانتا ہوں کیا جو شخص بھی میرے گھر آتا ہے میں اس کے ساتھ نہیں ہوتا۔ پھر حضرت سعد بن معاذ انصاریؓ اٹھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس سے آپ کا بدلہ لوں گا اور اگر اوس قبیلہ کا ہے تو میں اس کی گردن مار دوں گا اور اگر وہ ہمارے خزرجی بھائیوں میں سے ہے تو آپ ﷺ ہمیں حکم دیں تو ہم اس کے متعلق آپ کا حکم پورا کریں۔ پھر سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے یہ خزرجی قبیلے کے سردار تھے اس واقعہ سے پہلے یہ بہت اچھے آدمی تھے لیکن ان کو اپنے قبیلے کی غیرت اور حمیت نے برا مسطح

کیا تو انہوں نے حضرت سعد سے کہا خدا کی قسم تم نے جھوٹ بولا ہے۔ نہ تو ہمارے قبیلہ کے آدمی کو قتل کر سکتا ہے اور نہ اس کے قتل پر قدرت پا سکتا ہے پھر اسید بن حضیر کھڑے ہوئے یہ سعد کے چچازاد بھائی تھے انہوں نے سعد بن عبادہ سے کہا تو جھوٹ بولتا ہے ہم ایسے شخص کو قتل کر دیں گے تو منافقوں کے حق میں جھگڑ رہا ہے پھر اوس اور خزرج کے دونوں قبیلوں نے آپس میں مشورہ کیا حتیٰ کہ آپس میں لڑنے مارنے پر تیار ہو گئے اور حضور ﷺ ابھی منبر پر موجود تھے حضور ﷺ ان کو خاموش کراتے رہے آخر وہ خاموش ہو گئے اور حضور ﷺ بھی خاموش ہو گئے میں اس دن روتی رہی نہ میرے آنسو تھمتے تھے اور نہ مجھے نیند آئی صبح کو میرے والدین میرے پاس آئے جب کہ میں دو راتیں ایک دن روتی رہی تھی مجھے نیند نہ آئی اور نہ میرے آنسو تھمے تھے اور میرے والدین کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ رونا اس کے جگر کو پھاڑ دے گا۔ وہ اسی حالت میں میرے پاس بیٹھے تھے اور میں رو رہی تھی کہ انصار کی ایک عورت نے میرے پاس آنے کی اجازت مانگی میں نے اس کو اجازت دے دی تو وہ بھی میرے پاس بیٹھ کر رونے لگی ہم اسی حالت میں پریشان تھے کہ حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے انہوں نے سلام کیا پھر بیٹھ گئے جب کہ میرے بارے میں اعتراض اٹھنے کے بعد میرے پاس نہیں بیٹھے تھے اور ایک مہینہ گزر گیا تھا کہ آپ ﷺ کی طرف میرے واقعہ کے متعلق کسی قسم کی کوئی وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔ پھر آپؐ نے بیٹھتے وقت کلمہ شہادت پڑھا پھر فرمایا اما بعد! اے عائشہ! مجھے تیرے متعلق ایسی ایسی بات پہنچی ہے اگر تو بری ہے تو عنقریب اللہ تجھے بری کر دیں گے اور اگر تو نے گناہ کا خیال کیا تھا تو اللہ سے استغفار کر اور اس کے سامنے توبہ کر کیونکہ جو بندہ گناہ کا اعتراف کرتا ہے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرماتے ہیں پھر جب حضور ﷺ اپنی بات کو پورا کر چکے تو میرے آنسو تھم گئے حتیٰ کہ میں نے آنسو کا ایک قطرہ بھی نکلنے کو محسوس نہیں کیا۔ پھر میں نے اپنے ابا جان سے کہا کہ میری طرف سے آپ رسول اللہ ﷺ کو جواب دیں انہوں نے فرمایا خدا کی قسم مجھے کچھ معلوم نہیں میں رسول اللہ ﷺ سے کیا کہوں پھر میں نے اپنی ماں سے کہا میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو آپ جواب دیں تو انہوں نے فرمایا خدا کی قسم مجھے معلوم نہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کو کیا جواب دوں۔ پھر میں نے کہا میں کم عمر لڑکی ہوں میں نے زیادہ قرآن بھی نہیں پڑھا خدا کی قسم میں جانتی ہوں کہ تم نے یہ بات سن لی ہے حتیٰ کہ اس نے تمہارے دلوں میں جگہ بنا لی ہے۔ اور تم اس کو سچ سمجھ رہے ہو اگر میں تمہیں یہ کہوں کہ میں بَری ہوں اور اللہ بھی جانتا ہے کہ میں بَری ہوں مگر تم میری تصدیق نہیں کرو گے اور اگر میں تمہارے حق میں اس بات کا اعتراف کر لوں تو اللہ جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں۔ لیکن تم میری بات کی تصدیق کرو گے خدا کی قسم میں اپنے لئے اور تمہارے لئے کوئی مثال نہیں سمجھتی سوائے حضرت یوسفؑ کے والد کی بات کے فصبر جمیل واللہ المستعان علی ماتصفون (ترجمہ) صبر ہی اچھا ہے اور اللہ ہی سے مدد چاہتا

ہوں ان باتوں پر جو تم بنا رہے ہو۔

پھر میں اٹھ گئی اور اپنے بستر میں جا کر لیٹ گئی اور میں جانتی تھی کہ میں بری ہوں اور اللہ تعالیٰ میری براء ت ظاہر فرمائیں گے لیکن خدا کی قسم مجھے اس کا علم نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے حق میں وحی اتاریں گے اور وہ وحی قرآن کا حصہ بنے گی میرے دل میں خیال تھا کہ میں اس سے کم تر ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے حق میں کلام فرمائیں اور اس کی تلاوت کی جاتی رہے۔ میری امید یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو خواب دکھائیں گے جس میں اللہ تعالیٰ میری براءت کا اعلان فرمائیں گے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ اپنی مجلس سے نہیں اٹھے تھے اور نہ ہی گھر میں بیٹھنے والوں میں سے کوئی نکلا تھا حتیٰ کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی اور وہ حالت ہوئی جو وحی کے نازل ہونے کے وقت سخت بخار اور گرمی کی ہوتی تھی ۔حتیٰ کہ آپ ﷺ سے موتیوں کی طرح پسینہ گرنے لگا جب کہ وہ دن سردی کا دن تھا لیکن یہ پسینہ اس بات کی گرمی کی وجہ سے گر رہا تھا جو اللہ کی طرف سے اس وحی کی صورت میں نازل ہو رہی تھی پھر جب رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا پردہ ہٹ گیا تو آپ ﷺ ہنس رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے جو سب سے پہلا کلمہ فرمایا وہ یہ تھا اے عائشہ! خوش ہو جا اللہ نے تجھے بری کر دیا۔ تو میری ماں نے کہا کہ حضور ﷺ کے پاس اٹھ کر جاؤ میں نے کہا خدا کی قسم میں ان کے پاس نہیں جاؤں گی اور نہ میں ان کی تعریف کروں گی مگر اس اللہ کی جس نے میری براءت کو نازل کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تھی:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُو بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (١١) لَوْلَآ إِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوْا هٰذَا إِفْكٌ مُّبِيْنٌ (١٢) لَوْلَا جَآءُ وْعَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْلَمْ يَأْتُوْا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ (١٣) وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ أَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (١٤) إِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ (١٥) وَلَوْلَآ إِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَا أَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ (١٦) يَعِظُكُمُ اللّٰهُ أَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖ أَبَدًا إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (١٧) وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (١٨) إِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ أَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (١٩) وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَأَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (٢٠)﴾.

(ترجمہ آیات مذکورہ) بے شک جولوگ یہ طوفان لائے ہیں تم ہی میں سے ایک گروہ ہے تم اسے اپنے حق میں برانہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ان میں سے ہرایک کے لئے بقدر عمل گناہ ہے اور جس نے ان میں سے سب سے زیادہ حصہ لیا اس کے لئے بڑا عذاب ہے جب تم نے یہ بات سنی تھی تو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنے لوگوں کے ساتھ نیک گمان کیوں نہ کیا اور کیوں نہ کہا کہ یہ صریح بہتان ہے یہ لوگ اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے پھر جب وہ گواہ نہ لائے تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور دنیا اور آخرت میں اس کی رحمت نہ ہوتی تو اس چرچا کرنے میں تم پر کوئی بڑی آفت پڑتی جب تم اسے اپنی زبانوں سے نکالنے لگے اور اپنے مونہوں سے وہ بات کہنی شروع کردی جس کا تمہیں علم بھی نہیں تھا۔اور تم نے اسے ہلکی بات سمجھ لیا تھا حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے اور جب تم نے اسے سنا تھا تو کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمیں تو اس کا منہ سے نکالنا بھی لائق نہیں سبحان اللہ یہ بڑا بہتان ہے۔اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ پھر کبھی ایسا نہ کرنا اگر تم ایمان دار ہو اور اللہ تمہارے لئے آیتیں بیان کرتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے بے شک جولوگ چاہتے ہیں کہ ایمانداروں میں بدکاری کا چرچا ہو ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ نرمی کرنے والا مہربان ہے (۱۱ تا ۲۰)۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے میری یہ براءت فرمائی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب کہ وہ مسطح بن اثاثہ پر خرچ کیا کرتے تھے ان کی رشتہ داری اور غربت کی وجہ سے خدا کی قسم میں مسطح پر اس واقعہ کے بعد جو اس نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں کہا ہے کبھی کچھ خرچ نہیں کروں گا۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾۔

(ترجمہ) اور تم میں سے بزرگی اور کشائش والے اس بات پر قسم نہ کھائیں کہ رشتہ داروں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو نہ دیا کریں گے اور انہیں معاف کرنا اور درگزر کردینا چاہئے کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کردے اور اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمائیں پھر مسطح کو خرچہ دینا شروع کیا جیسا کہ آپؓ دیتے تھے اور فرمایا خدا کی قسم میں اس کا خرچہ کبھی بند نہیں کروں گا۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے زینب بنت جحشؓ سے بھی میرے

متعلق پوچھا تھا تو فرمایا اے زینب! عائشہؓ کے متعلق تو نے کیا دیکھا ہے انہوں نے کہا جہاں تک میری آنکھوں اور میرے کانوں کا تعلق ہے میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق خیر کے سوا کچھ نہیں جانتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ تھیں جو میرے مقابلے کی تھیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو پرہیزگاری کی وجہ سے بچالیا۔ اوران کی بہن حمنہ ان سے لڑتی تھی اور وہ ان تہمت لگانے والے لوگوں کے ساتھ ہلاک ہوئی جس طرح وہ ہلاک ہوئے۔

(روایت نمبر:۴۲۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ:

لما ذكر من شأني الذي ذكر وما علمت به قام رسول الله ﷺ في خطيبا فتشهد فحمد الله وأثنى عليه ثم قال "أما بعد أشيروا عليّ في أناس أبنوا أهلي وأيم الله ما علمت على أهلي من سوء وأبنوهم بمن والله ما علمت عليه من سوء قط ولادخل بيتي قط إلا وأنا حاضر ولا غبت في سفر إلا غاب معي" فقال سعد بن معاذ فقال: إئذن لي يارسول الله أن نضرب أعناقهم وقال رجل من بني الخزرج وكانت أم حسان بن ثابت من رهط ذلك الرجل فقال: كذبت أما والله لو كانوا من الأوس ' ما أحببت أن تضرب أعناقهم حتى كاد أن يكون بين الأوس والخزرج شر في المسجد وما علمتُ فلما كان مساء ذلك اليوم خرجتُ لبعض حاجتي ومعي أم مسطح فعرتُ فقالت: تعس مسطح فقلت: أي أمّ تسبين ابنك؟ فسكتت ثم عثرت الثانية فقالت: تعص مسطح فانتهرتُها فقالت: والله لم أسبه إلا فيك فقلت: في أي شأني فبقرت لي الحديث فقلت وقد كان هذا؟ قالت: نعم والله ' فرجعت إلى بيتي كأن الذي خرجتُ له لا أجد منه قليلا ولا كثيراً ووعكتُ فقلت لرسول الله ﷺ: أرسلني إلى بيت امى فأرسل معي الغلام فدخلت الدار فوجدت أم رومان في السفل وأبو بكر فوق البيت يقرأ فقالت أمي: ما جاء بك يا بنية فأخبرتها وذكرت لها الحديث وإذا هو لم يبلغ منها مثل ما بلغ مني فقالت: يا بنية خفضي عليك الشأن فإنه والله لقلما كانت امرأة حسناء عند رجل يحبها لها ضرائر إلا حسدنها وقيل فيها. قلت: وقد علم به أبي ؓ قالت: نعم ' قلت:

(٤٢٨) أخرجه ابن جرير فى تفسيره (١٨/٩٥)، والبغوى فى تفسيره (٣/٣٣١)، والخازن فى تفسيره (٥/٥٩)، وابن كثير فى التفسير (٣/٢٧١)، والسيوطى فى الدرالمنثور (٥/٢٢)۔

وأخرجه الإمام أحمد فى مسنده (٦/١٠٣) والطبرانى فى المعجم الكبير (٢٣/٨٧، ١١٠، ١٢٤) وإسحق بن راهويه فى مسند عائشة (٢/٥٦٠-٢٠٣) وانظر تخريج الذى قبله۔

ورسول الله ﷺ؟ قالت : نعم ' فاستعبرتُ وبكيتُ فسمع أبوبكر صوتي وهو فوق البيت يقرأ فنزل فقال لأمي : ما شأنها؟ قالت: بلغها الذي ذكر من شأنها ففاضت عيناه فقال: أقسمتُ عليک أي بنية إلا رجعت إلى بيتک فرجعت ولقد جاء رسول الله ﷺ بيتي فسأل عني خادمي فقالت: لا والله ما علمتُ عليها عيباً إلا أنها كانت ترقد حتى تدخلَ الشاةُ فتأكلَ خميرها أو عجينها وانتهرَها بعضُ أصحابه وقال: أصدُقي رسولَ الله ﷺ حتى أسقَطوا المهابة فقالت: سبحان الله ما علمت عليها إلا ما يعلم الصائغ على تبر الذهب الأحمر فبلغ إلى ذلک الرجل الذي قيل له فقال سبحان الله والله ما كشفت كنف أنثى قط قالت: فقتل شهيداً في سبيل الله قالت: وأصبح أبواي عندي فلم يزالا حتى دخل علي رسول الله ﷺ وقد صلى العصر ثم دخل وقد اكتنفني أبواي عن يميني وشمالي فحمد الله وأثنى عليه ثم قال: "أما بعد يا عائشة إن كنت قارفتِ سوءاً أو ظلمت فتوبي إلى الله فإن الله يقبل التوبة عن عباده" قالت: وقد جاء ت امرأة من الأنصار فهي جالسة بالباب فقلت: ألا تستحيي من هذه المرأة أن تذكرَ شيئا قالت فوعظ رسول الله ﷺ فالتفت إلى أبي فقلت: أجبه قال: ماذا أقول؟ فالتفت إلى أمي فقلت: اجيبيه ' قالت: أقول ماذا؟ فلما لم يجيباه تشهدت فحمدت الله وأثنيت عليه ثم قلت : أما بعد فوالله لئن قلت لكم أني لم أفعل والله يشهد أني لصادقة ما ذاک بنافعي عندكم وقد تكلمتم به وأشربته قلوبكم وإن قلتُ: أني فعلت واللّهُ يعلم أني لم أفعلُ لتقولُن قد باء ت به على نفسها وإني والله لا أجد لي ولكم مثلاً والتمست اسم يعقوب فلم أقدر عليه إلا أبا يوسف حين قال: فصبر جميل والله المستعان على ما تصفون"﴾ وأُنزِل على رسول الله ﷺ من ساعته فسكتنا فرفع عنه وإني لأتبين السرور في وجهه وهو يمسح جبينه ويقول : "أبشري يا عائشة فقد أنزل الله براء تک" قالت: وقد كنت أشد مما كنت غضباً فقال لي أبواي: قومي إليه فقلت والله لا أقوم إليه ولا أحمده ولٰكن أحمد الله الذي أنزل براء تي ولقد سمعتموه فما أنكرتموه ولا غيرتموه وكانت عائشة تقول: أما زينب ابنة جحش فعصمها الله بدينها فلم تقل إلا خيراً' وأما أختها حمنة فهلكت فيمن هلک ' وكان الذي تكلم فيها مسطح وحسان بن ثابت والمنافق عبدالله بن أبي وهو الذي كان يستوشيه ويجمعه وهو الذي كان تولى كبره منهم هو وحمنة قالت فحلف أبوبكر ألا ينفع مسطحاً بنافعة أبداً فأنزل الله : ﴿وَلَايَأتَلِ

أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ﴾ إلى آخر الآية يعني أبا بكر: ﴿وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينَ﴾ يعني مسطحاً إلى قوله: ﴿أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَكُمْ وَاللهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ فقال أبوبكر: بلى والله إنا نحب أن يغفر الله لنا وعاد له كما كان يصنع.

(ترجمہ) جب میری وہ بات ذکر کی گئی جو ذکر کی گئی اور مجھے پتہ نہیں تھا حضور ﷺ میرے متعلق کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے خطبہ دیا کلمہ شہادت ادا کیا پھر اللہ کی حمد بجالائے اور اللہ کی تعریف بیان کی پھر فرمایا:

اما بعد! مجھے ان لوگوں کے متعلق مشورہ دو جنہوں نے میرے گھر والوں پر تہمت لگائی ہے۔

مجھے اللہ کی قسم میں اپنے گھر والوں کے متعلق کسی قسم کی برائی نہیں جانتا اور نہ میرے گھر میں وہ شخص داخل ہوا ہے مگر میں وہاں موجود تھا اور نہ کبھی سفر میں گیا ہوں مگر وہ بھی میرے ساتھ ہی رہا۔ پھر جب یہ بات فرمائی تو حضرت سعد بن معاذؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیں میں ایسے لوگوں کی گردن اتار دوں گا پھر بنوخزرج کا ایک آدمی کھڑا ہوا حسان بن ثابت کی والدہ اسی شخص کی جماعت کی تھیں اس نے (سعد بن معاذ کو مخاطب کر کے) کہا تم جھوٹ بولتے ہو۔ خدا کی قسم اگر یہ لوگ اوس قبیلے کے ہوتے تو تم ان کی گردنیں مارنے کو کبھی پسند نہ کرتے حتیٰ کہ مسجد میں اوس اور خزرج قبیلے کے درمیان شر ہوتے ہوتے رہ گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے اس واقعہ کی کوئی خبر نہیں تھی پھر جب اس دن کی شام ہوئی تو میں اپنی قضاء حاجت کے لئے گھر سے نکلی میرے ساتھ ام مسطح بھی تھیں۔ وہ گر پڑی اور کہنے لگی مسطح ہلاک ہو میں نے کہا اے اماں! اپنے بیٹے کو کیوں گالیاں دیتی ہو؟ تو وہ خاموش رہی پھر دوسری دفعہ گر پڑی تب بھی اس نے کہا کہ مسطح ہلاک ہو تو میں نے کہا اے اماں تو اپنے بیٹے کو کیوں گالیاں دیتی ہے؟ پھر وہ تیسری مرتبہ گری کہا کہ مسطح ہلاک ہو (ابن اثیر) تو میں نے اس کو اس پر جھڑک دیا تو اس نے کہا خدا کی قسم میں ان کو گالیاں نہیں دے رہی میں تو تیرے متعلق گالیاں دے رہی ہوں میں نے کہا میرا کیا معاملہ ہے؟ اس نے مجھے بات سنائی تو میں نے کہا کیا ایسی بات ہوگئی ہے اس نے کہا ہاں تو میں اپنے گھر لوٹ گئی شاید میں اسی بات کے لئے گھر سے نکلی تھی اس پر نہ تو مجھے تھوڑا سا صبر ہوسکا اور نہ زیادہ۔ مجھے بخار ہوگیا پھر میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا آپ مجھے میری والدہ کے گھر جانے دیں تو آپؐ نے میرے ساتھ ایک غلام بھیج دیا تو میں گھر چلی گئی تو میں نے (اپنی والدہ) حضرت ام رومان کو گھر کے نیچے دیکھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھر کی چھت پر دیکھا وہ قرآن پڑھ رہے تھے میری والدہ نے فرمایا اے بیٹی کیسے آئی ہو؟ میں نے ان کو بات بتائی یہ بات سن کر ان کو اتنا صدمہ نہ ہوا جتنا مجھے ہوا پھر فرمایا اے بیٹی اپنی پریشانی کو کم کرو خدا کی قسم جب بھی کوئی حسین و جمیل عورت کسی مرد کے نکاح میں ہوتی ہے اور مرد

اسے پسند کرتا ہے تو اس کی سوکنیں اس سے حسد کرتی ہیں۔ اور اس میں نکتہ چینی کرتی ہیں۔ میں نے کہا کیا اس بات کا میرے والد کو بھی پتہ ہے فرمایا ہاں میں نے کہا اور رسول اللہ ﷺ کو فرمایا ہاں تو میرے آنسو گرنے لگے اور میں رونے لگی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری آواز کو سن لیا جب کہ وہ گھر کی چھت پر قرآن پڑھ رہے تھے تو وہ اتر آئے اور میری والدہ کو کہا کہ اس کو کیا ہوا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اس کو وہ بات پہنچ گئی ہے جو اس کے متعلق کہی جاتی ہے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنسو نکل آئے اور فرمایا اے بیٹی! میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تو اپنے گھر واپس ہو جا تو میں گھر واپس آ گئی تو پھر حضور ﷺ میرے گھر تشریف لائے تو میرے متعلق میری خادمہ سے پوچھا تو اس نے کہا خدا کی قسم میں اس میں کوئی عیب نہیں دیکھتی سوائے اس کے کہ یہ آٹا گوندھ کر سو جاتی ہے تو بکری آتی ہے اور وہ اس کے آٹے کو کھا جاتی ہے اور اس کو اس کے بعض متعلقین جھڑکتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے رسول کے ساتھ سچی بات کہو وہ اس کے دل سے اس طرح ہیبت نکالنا چاہتے تھے تو اس نے پھر یہی کہا کہ اللہ کی ذات پاک ہے میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق کچھ نہیں جانتی سوائے اس کے کہ جیسے سونے کو نکھارنے والا سرخ سونے کی ڈلی کو دیکھتا ہے (یعنی عائشہؓ میں کوئی کھوٹ نہیں ہے) پھر یہ بات اس شخص کو پہنچی جس کے متعلق الزام لگایا گیا تھا اس نے کہا اللہ کی ذات پاک ہے میں نے کبھی کسی عورت کا پردہ تک نہیں کھولا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں پھر یہ شخص اللہ کی راہ میں جہاد میں شہید ہو گیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والدین میرے پاس آئے اور میرے پاس ہی رہے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے جب کہ عصر کی نماز ہو چکی تھی اور میرے والدین میرے دائیں اور بائیں بیٹھے تھے۔ حضور ﷺ نے اللہ کی تعریف ادا کی پھر ثنا بیان کی پھر فرمایا اما بعد! اے عائشہ اگر تو برائی کا ارتکاب کر چکی ہے یا ظلم کر چکی ہے تو اللہ کے سامنے توبہ کر کیونکہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتا ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک انصاری عورت آ کر دروازے پر بیٹھی ہوئی تھی میں نے عرض کیا آپ اس عورت سے حیاء نہیں کرتے یہ ایسی بات آگے جا کر ذکر کرے گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر حضور ﷺ نے نصیحت فرمائی تو پھر میں اپنے والد کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا ان کو جواب دو تو انہوں نے فرمایا میں کیا کہوں۔ پھر میں اپنی ماں کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا کہ آپ کو جواب دیں تو انہوں نے فرمایا میں کیا کہوں تو ان دونوں نے حضورؐ کو کوئی جواب نہیں دیا پھر میں نے کلمہ شہادت ادا کیا اور اللہ کی حمد اور ثناء ادا کی جیسا کہ اللہ اس کا اہل ہے پھر میں نے کہا اما بعد! خدا کی قسم اگر میں تمہیں کہوں کہ ایسا نہیں کیا اور اللہ گواہ ہے کہ میں سچی ہوں تو یہ بات مجھے نفع نہیں دے گی اور اگر میں وہ بات کہوں اور تم وہ بات کر چکے ہو اور یہ بات تمہارے دلوں میں اتر چکی ہے اور میں کہوں کہ میں نے کیا ہے اور خدا جانتا ہے کہ میں نے یہ گناہ نہیں کیا تو تم کہو گے

کہ یہ اپنے دل کی بات کر رہی ہے خدا کی قسم میں اپنے لئے کوئی مثال نہیں دیتی میں نے یعقوب علیہ السلام کا نام تلاش کیا تو میں اس پر قدرت نہ پاسکی سوائے اس کے کہ میں یوں کہوں کہ جب یوسفؑ کے والد کو دکھ پہنچا تو انہوں نے یہی کہا۔ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ (ترجمہ) اب صبر ہی بہتر ہے اور اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں اس بات پر جو تم بیان کرتے ہو۔

پھر حضور ﷺ پر اسی وقت وحی نازل ہوئی اور ہم خاموش تھے پھر جب آپ ﷺ پر وحی پوری ہوئی تو میں دیکھ رہی تھی کہ حضور ﷺ کے چہرے میں سرور تھا پھر آپ اپنی پیشانی پونچھ رہے تھے آپ فرما رہے تھے خوش ہو جاؤ اللہ نے تمہاری براءت اتاری ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں اس وقت سب سے زیادہ غصے کی حالت میں تھی پھر میرے والدین نے مجھے فرمایا کہ حضور ﷺ کے پاس جاؤ تو میں نے کہا خدا کی قسم میں ان کے پاس نہیں جاؤں گی نہ میں ان کی تعریف کروں گی اور نہ میں آپ دونوں کی تعریف کروں گی لیکن میں اس اللہ کی تعریف بجالاؤں گی جس نے میری براءت اتاری ہے تم نے اس بات کو سنا اور اس بات سے انکار نہ کیا اور نہ اس کو تبدیل کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ حضرت زینب بنت جحشؓ کو اللہ نے اس کی دین داری کی وجہ سے بچالیا انہوں نے خیر کے سوا کچھ نہیں کیا لیکن ان کی بہن حمنہ ان لوگوں کے ساتھ خود بھی ہلاک ہوئی جو لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہتان لگا رہے تھے ان میں حضرت مسطح اور حضرت حسان بن ثابت بھی تھے اور منافق عبداللہ بن ابی بھی تھا یہی وہ شخص تھا جو یہ چغلی پھیلا رہا تھا اور لوگوں کو اس پر جمع کر رہا تھا اور یہی لوگوں میں تکبر میں مست پھر رہا تھا اور حمنہ بھی ایسی بات کر رہی تھی پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم اٹھائی کہ وہ مسطح کو کبھی نفع نہیں پہنچائیں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْا اُولِى الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللهُ لَكُمْ وَاللهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾۔

(ترجمہ) اور تم میں سے بزرگی اور کشائش والے اس بات پر قسم نہ کھائیں کہ رشتہ داروں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو نہ دیا کریں گے اور انہیں معاف کرنا اور درگزر کر دینا چاہئے کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کر دے اور اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔

اس سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اَنْ يُّؤْتُوْا اُولِى الْقُرْبٰى وَالْمَسَاكِيْنَ (ترجمہ) کہ رشتہ داروں اور مسکینوں کو دیا کریں۔ اس سے مراد مسطح ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللهُ لَكُمْ وَاللهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (ترجمہ) کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کر دے اور اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔ نازل فرمائی پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیوں نہیں

اللہ کی قسم ہم پسند کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری بخشش فرمائیں پھر وہی کیا جو آپؓ کیا کرتے تھے (یعنی حضرت مسطح پر خرچ خیرات کرتے رہے)۔

(روایت نمبر: ۴۳۰) حضرت ام رومان سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

بينما أنا عند عائشة إذ دخلت عليها امرأة فقالت: فعل الله بابنها وفعل فقالت عائشة: ولم قالت إنه كان فيمن حدث الحديث قالت عائشة: وأي حديث قالت كذا وكذا قلت: وقد بلغ ذاک رسول الله ﷺ؟ قالت: نعم، قلت: وأبابكر، قالت: نعم فخرت عائشة مغشياً عليها فما أفاقت إلا وعليها حمى بنافض فقمت فزبرتها وجاص النبي ﷺ فقال: "ما شأن هذه" قلت: يا رسول الله أخذتها حمى بنافض قال: "فلعله من حديث تحدث به" قالت: واستوت عائشة قاعدة فقالت: والله لئن حلفت لا تصدقوني ولئن اعتذرت إليكم تعذروني فمثلي ومثلكم كمثل يعقوب وبنيه والله المستعان على ما تصفون وخرج رسول الله ﷺ فأنزل الله عذرها فرجع رسول الله ﷺ ومعه أبوبكر فدخل فقال: "يا عائشة إن الله قد أنزل عذرک" فقالت: بحمد الله لا بحمدک فقال لها أبو كر: أتقولين هذا لرسول الله ﷺ؟ قالت: نعم، قالت: وكان فيمن حدث الحديث رجل كان يعوله أبوبكر فحلف أبوبكر أن لا يصله فأنزل الله: ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ﴾ إلى آخر الآية قال أبوبكر: بلى فوصله.

(ترجمہ) میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ ان کے پاس ایک عورت آئی اس نے کہا اللہ اس کے بیٹے کو ایسا ویسا کرے (تباہ کرے) تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کیوں؟ تو وہ عورت کہنے لگی کہ یہ جو بات ہوئی ہے یہ اس بات کرنے والے لوگوں میں ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کون سی بات؟ تو اس عورت نے کہا کہ ایسی اور ایسی بات کی ہے تو میں نے کہا کہ یہ بات حضور ﷺ کے علم میں بھی آئی ہے اس نے کہا ہاں۔ میں نے کہا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم میں بھی آئی ہے کہنے لگی ہاں تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ سن کر بے ہوش ہو کر گر پڑیں پھر جب افاقہ ہوا تو ان کو کپکپا دینے والا بخار چڑھا ہوا تھا

(٤٣٠) أخرجه ابن كثير في تفسيره عنها بهذا اللفظ (٣/ ٢٧٢)، والسيوطي في الدرالمنثور (٥/ ٢٧)، وأخرجه الإمام أحمد في مسنده (٦/ ٣٦٧)، والبخاري في مواضع من صحيحه انظر منها مع الفتح (٩/ ٤٣٥)، وأخرجه الطبراني في المعجم الكبير (٢٣/ ١٠٧، ١٢٦)، وانظر تخريج الأحاديث السابقة۔

حضرت ام رومانؓ فرماتی ہیں کہ میں کھڑی ہوئی اور اس عورت کو ڈانٹا اتنے میں نبی کریم ﷺ بھی تشریف لائے اور پوچھا اس کو کیا ہوا؟ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کو کپکپا دینے والا بخار ہو گیا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شاید اس بات کی وجہ سے جو کہی جا رہی ہے حضرت ام رومانؓ فرماتی ہیں کہ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سیدھی ہو کر بیٹھ گئیں اور فرمایا خدا کی قسم اگر میں قسم بھی اٹھاؤں تو تم میری تصدیق نہیں کرو گے لیکن میں تمہارے سامنے ایسی عذر کی بات کرتی ہوں جس میں تم مجھے معذور سمجھو گے میری اور تمہاری مثال یعقوبؑ کی اور ان کے بیٹوں جیسی ہے۔ **واللہ المستعان علی ما تصفون.** پھر حضور ﷺ باہر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکیزگی بطور وحی کے نازل ہوئی پھر حضور ﷺ واپس تشریف لائے تو آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے پھر آپؐ گھر میں تشریف لائے اور فرمایا اے عائشہ! اللہ نے تمہارا عذر اتارا ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اللہ کی تعریف ہو نہ کہ آپ کی۔ تو ان سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا تم رسول اللہ ﷺ کو ایسا کہتی ہو فرمایا ہاں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جن لوگوں نے یہ بات چلائی تھی ان میں ایک آدمی ایسا بھی تھا۔ جس کے خرچ اخراجات کی ذمہ داری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لے رکھی تھی تو حضرت ابوبکرؓ نے حلف اٹھایا کہ وہ اس کے ساتھ صلہ رحمی نہیں کریں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللهُ لَكُمْ وَاللهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾۔

(ترجمہ) اور تم میں سے بزرگی اور کشائش والے اس بات پر قسم نہ کھائیں کہ رشتہ داروں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو نہ دیا کریں گے اور انہیں معاف کرنا اور درگزر کر دینا چاہئے کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کر دے اور اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ کیوں نہیں پھر انہوں نے صلہ رحمی کی۔

(روایت نمبر: ۴۳۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

---

(۴۳۱) هذا جزء من حديث الإفك الطويل عن عامة المفسرين بالأثر سبق تخريجه عندهم في الحديث السابق بألفاظ مختلفة وأخرجه السيوطي في تفسيره بهذا اللفظ (۵/۳۱)۔

وأخرجه الطبراني في المعجم الكبير قريباً من هذا اللفظ (۱۲۰/۲۳)، وانظر تخريج حديث الإفك كاملاً في الأحاديث السابقة۔

أنزل الله عذري و كادت الأمة تهلك بسببي فلما سرى عن رسول الله ﷺ وعرج الملك قال رسول الله ﷺ لأبي : "اذهب إلى ابنتك فأخبرها أن الله قد أنزل عذرها من السماء" قالت: فأتاني أبي وهو يعدو يكاد أن يعثر فقال: أبشري يا بنية بأبي وأمي فإن الله قد أنزل عذرك قلت بحمد الله لا بحمدك ولا بحمد صاحبك الذي أرسلك ثم دخل رسول الله ﷺ فتناول ذراعي فقلت بيده هكذا، فأخذ أبوبكر النعل ليعلوني بها فمنعته أمي فضحك رسول الله ﷺ فقال: "أقسمت لا تفعل".

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے میری صفائی بیان فرمائی قریب تھا کہ امت میری وجہ سے ہلاک ہو جاتی پھر جب حضور ﷺ کے سامنے سے پردہ ہٹ گیا اور فرشتہ واپس چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے میرے والد سے فرمایا اپنی بیٹی کے پاس جائیں اور ان کو خبر دیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ان کی صفائی نازل فرمائی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر میرے والد میرے پاس دوڑے ہوئے پہنچے آپ کا سانس بھی پھولا ہوا تھا اور فرمایا اے بیٹی میرے ماں باپ تجھ پر قربان خوش ہو جا اللہ تعالیٰ نے تیری صفائی نازل فرمائی ہے میں نے عرض کیا کہ اللہ کی تعریف ہو نہ کہ آپ کی اور نہ ہی آپ کے ساتھی (حضرت محمدؐ) کی۔ جنہوں نے آپؓ کو بھیجا ہے۔ پھر رسول خدا ﷺ بھی تشریف لائے اور انہوں نے میری کلائی سے پکڑا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جوتی لی اور میرے اوپر اٹھانا چاہی تو میری والدہ نے ان کو منع کر دیا اس پر حضور ﷺ ہنس پڑے پھر فرمایا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ یہ مت کرو۔

(فائدہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہاتھ کھینچنا ان کی پریشانی اور واقعہ کی اندوہناکی کی طرف غمازی کرتا ہے۔

(روایت نمبر:۴۳۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

والله ما كنت أرجو أن ينزل في كتاب الله ولا أطمع فيه ولكني كنت أرجو أن يرى رسول الله ﷺ رؤيا فيذهب ما في نفسه وقد سأل الجارية الحبشية فقالت: والله لعائشة أطيب من طيب الذهب ولكنها ترقد حتى تدخل الشاة فتأكل عجينها والله لئن كان ما يقول الناس حقاً ليخبرك الله فعجب الناس من فقهها.

---

(٤٣٢) هذا الحديث جزء من حديث الإفك الطويل والذى سبق تخريجه عن أهل التفسير بالأثر، وانظر تفسير ابن جرير (١٨/ ٩١،٩٢)، وأخرجه السيوطى فى تفسيره بهذا اللفظ (٣١/٥)، سبق تخريجه فى كتب السنة قريباً فلينظر هناك۔

(ترجمہ) خدا کی قسم مجھے امید نہیں تھی کہ میرے متعلق اللہ کی کتاب نازل ہوگی اور نہ ہی یہ طمع تھی لیکن مجھے خیال تھا کہ نبی کریم ﷺ کو خواب دکھایا جائے گا جس سے جو کچھ آپؐ کے دل میں ہے ختم ہو جائے گا آپؐ نے ایک حبشی عورت سے پوچھا تھا تو اس نے کہا تھا اللہ کی قسم عائشہؓ سونے سے بھی کھری ہے لیکن یہ سوتی ہے تو بکری داخل ہو کر اس کا آٹا بھی کھا جاتی ہے اللہ کی قسم اگر ایسی بات ہوتی جو لوگ کہہ رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی ضرور خبر دیں گے تو صحابہؓ نے اس کی سمجھ کی اس بات کو سن کر بہت پسند کیا۔

(روایت نمبر:۴۳۳) حضرت حکم بن عتیبہ فرماتے ہیں کہ:

لما خاض الناس في أمر عائشة أرسل رسول الله ﷺ إلى عائشة فقال: "يا عائشة ما يقول الناس؟" فقالت: ما أعتذرُ من شيء قالوه حتى نزل عذري من السماء فانزل فيها خمس عشرة آية من سورة النور ثم قرأ حتى بلغ: ﴿اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ﴾.

(ترجمہ) جب لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے معاملے میں پڑے تو اللہ کے رسول نے حضرت عائشہؓ کی طرف پچھوا بھیجا کہ اے عائشہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں میں اس کی صفائی پیش نہیں کر سکتی حتی کہ آسمان سے میری صفائی نازل ہوئی اور اس واقعہ میں پندرہ آیات سورۂ نور کی نازل ہوئیں پھر انہوں نے آیات پڑھیں حتی کہ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ والی آیت بھی پڑھی۔

(روایت نمبر:۴۳۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس واقعہ کے متعلق فرماتی ہیں کہ:

هممت أن آتي قليباً فأطرح نفسي فيه.

(ترجمہ) میں نے یہ خیال کر لیا تھا کہ میں کسی اندھے کنویں پر جاؤں اور خود کو اس میں گرا دوں۔

(فائدہ) لیکن چونکہ خودکشی حرام تھی اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ اقدام نہیں کیا ورنہ

---

(٤٣٣) هذا الحديث جزء من حديث الإفك الطويل وسبق تخريجه بألفاظ مختلفة عند المفسرين بالأثر واخرجه بهذا اللفظ السيوطي في الدر المنثور (٣٢/٥)۔

وأخرجه الطبراني بهذا اللفظ في المعجم الكبير (٦٠/٢٣)، غير أنها قالت: فقرأ عشر آيات من سورة النور ثم قرأ الحكم حتى بلغ: ﴿الخبيثات للخبيثين والخبيثون للخبيثات والطّيّباتُ للطيبين والطيبون للطيبات﴾ و فيها تبلغ الآيات خمس عشر آية وبهذا يزول اشكالٌ في عدد آيات حادثة الإفك۔

(٤٣٤) ينظر تخريج حديث الإفك الطويل السابق، وأخرجه بهذا اللفظ السيوطي في تفسيره (٣٢/٥)۔

وأخرجه الطبراني في الكبير (١٢١/٢٣)، بهذا اللفظ ومثله أبو محمد عبدالغني المقدسي في حديث الإفك ص ٢٩۔

عورت کے لئے اہتمام خصوصاً اس درجہ کی خاتون کے لئے بہت ہی مہلک ہوتا ہے۔

(روایت نمبر ۴۳۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

أنه لما نزل عذرها قبل أبوبكر رأسها فقالت: ألا عذرتني؟ فقال: أي سماء تظلني وأي أرض تقلني إن قلت مالا أعلم؟.

(ترجمہ) جب ان کی صفائی نازل ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا سر چوما اور فرمایا کیا مجھے معاف نہیں کروگی پھر فرمایا مجھے کون سا آسمان سایہ دے گا اور کون سی زمین اٹھائے گی۔ اگر میں ایسی بات کرتا جس کا مجھے علم نہ ہوتا۔

(روایت نمبر:۴۳۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

لما نزل عذري من السماء جاء ني النبي ﷺ فأخبرني بذلک فقلت : بحمد الله لا بحمدک.

(ترجمہ) جب میری صفائی آسمان سے نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور مجھے اس کی اطلاع فرمائی تو میں نے کہا کہ اللہ کی حمد ہو نہ کہ آپ کی۔

(روایت نمبر:۴۳۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

---

(٤٣٥)أخرجه السيوطي في تفسيره (٣٢/٥)، ولم أجده لغيره من المفسرين بالأثر وأخرجه الهيثمي في مجمع الزوائد وعزاه للبزار وقال رجاله رجال الصحيح (٢٤٠/٩)۔

واخرج ابن حجر في المطالب العالية (٣ /٣٥٧) انها قالت فقام الى ابى وأمى فقبلونى فدفعت في صدورهما۔۔وانظر البيهقي في المدخل ص٣٤٤۔

(٤٣٦)أخرج ابن جرير الطبري (١٨ /٩٥)، والبغوي (٣ /٣٣١)، والخازن (٥٩/٥)، وابن كثير في تفسيره (٢٧١/٣)، والسيوطي في الدرالمنثور (٣٢/٥)،

وأخرجه أحمد في مسنده (١٠٣/٦)، والطبراني في المعجم الكبير (٨٧/٢٣، ١١٠، ١٢٤)۔

(٤٣٧)أخرجه ابن الجوزي في تفسيره (٦ /٢٢)، وابن كثير في التفسير (٢٧١/٣)، والسيوطي في تفسيره (٣٤/٥)، والشوكاني في فتح القدير (١٤/٤)۔

وأخرجه عبدالرزاق في مصنفه (٤١٩/٥، ٤٢٠)، والإمام أحمد في مسنده (٦ /٣٥)، وأبو داود في سننه حد القذف، انظر عون المعبود مرسلاً وموصولاً (١٢ /١٧٢)، والترمذي في سننه وفي كتاب التفسير (٥ /٣٣٦)، وابن ماجه في سننه كتاب الحدود (٨٥٧/٢)،والبيهقي في سننه/كتاب الحدود (٨ /٢٥٠)، وفي دلائل النبوة (٤ /٨٤)، وأبو يعلى الموصلي في مسنده (٣٣٩/٨)، والطبراني في المعجم الكبير (١٢٤/٢٣،١٦٣)

لما أنزل عذري قام رسول الله ﷺ على المنبر فذكر ذلک وتلى القرآن فلما نزل أمر برجلين وامرأة فضربوا حدين.

(ترجمہ) جب میری صفائی نازل ہوئی تو حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے پھر اس کا ذکر کیا اور قرآن کی وہ آیات پڑھیں پھر آپ ﷺ منبر سے اتر آئے پھر دو مرد اور ایک عورت کے متعلق حکم فرمایا تو ان کو حد قذف لگائی گئی۔

(فائدہ) حد قذف جھوٹی تہمت کی سزا ہے جس میں اسی کوڑے لگائے جاتے ہیں۔

(روایت نمبر:۴۳۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أنها قالت لنساء كن يطفن معها وقعن في حسان بن ثابت و سبنه قالت: لا تسبوه قد أصاب ما قال الله : ﴿لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾.

(ترجمہ) وہ عورتیں جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ رہتی تھیں انہوں نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کچھ باتیں کیں اور برا بھلا کہا جس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ان کو برا مت کہو ان کو وہ کچھ پہنچ گیا ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ میں فرمایا ہے۔

(فائدہ) یعنی ان کو حد قذف لگ چکی ہے۔ اب اس کے بعد ان کو برا بھلا کہنا جائز نہیں۔

(روایت نمبر:۴۳۹) حضرت محمد بن عبداللہ بن جحش فرماتے ہیں کہ:

تفاخرت عائشة وزينب فقالت زينب: أنا الذي نزل تزويجي من السماء، قالت عائشة : وأنا الذي نزل عذري في كتابه حين حملني ابن المعطل فقالت لها زينب: ياعائشة ما قلت حين ركبتيها . أي الناقة . قالت قلت : حسبي الله ونعم الوكيل قالت: قلت كلمة المؤمنين.

---

(٤٣٨)أخرجه الطبرى فى تفسيره (١٨ /٨٨)، وابن كثير فى التفسير (٣ /٢٧٣)، والسيوطى فى الدرالمنثور (١٠٣/٧)۔

وأخرجه أبو يعلى الموصلى فى مسنده (١٠٣/٨)، وانظر الزيادات على (حديث الإفك) لعبد الغنى المقدسى ص٤٥۔

(٤٣٩)أخرجه ابن جرير فى تفسيره (٨٨/١٨)، وابن كثير فى التفسير (٣ /٣٧٢)، والسيوطى فى الدر المنثور (٣٢/٥)۔

وأخرجه البخارى فى صحيحه/كتاب التوحيد، انظر مع الفتح (٤٠٣/١٣) والترمذى فى سننه/كتاب التفسير (٥ /٣٥٥)، والنسائى فى سننه/كتاب النكاح (٦ /٨٠)، والإمام أحمد فى مسنده (٢٢٦/٣)۔

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت زینبؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے باہمی فخر کی بات کی تو حضرت زینبؓ نے فرمایا میں وہ ہوں کہ میرا نکاح آسمان پر ہوا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میں وہ ہوں کہ میری صفائی کتاب (قرآن) میں نازل ہوئی جب مجھے صفوان بن معطل نے اونٹ پر بٹھایا تھا تو حضرت زینبؓ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اے عائشہ تم جب اونٹنی پر سوار ہوئی تھی تو کیا کہا تھا تو آپؓ نے فرمایا کہ میں نے کہا تھا حسبی اللہ ونعم الوکیل مجھے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ حضرت زینبؓ نے فرمایا کہ تم نے مومنین والی بات کہی۔

(فائدہ) یہ حضرت زینب بنت جحشؓ ہیں حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح آسمان پر کیا تھا اور قرآن شریف میں بھی ان کی زوجیت کا حضرت زیدؓ کے ساتھ ذکر آتا ہے اور اس کے بعد آپ کے ساتھ زوجیت کا ذکر آتا ہے۔

(روایت نمبر: ۴۴۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ان کی وفات سے کچھ پہلے حاضر ہوئے جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تکلیف کا غلبہ تھا حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ:

كيف تجدينك قالت: بخير إن اتقيت قال: فأنت بخير زوج رسول الله ﷺ ولم ينكح بكراً غيرك ونزل عذرك من السماء. قالت: دعني منك يا ابن عباس فوالذي نفسي بيده لوددت أني كنت نسياً منسياً.

(ترجمہ) آپ اپنے آپ کو کیسا پا رہی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر میں بچ گئی تو خیر ہے۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا آپ خیر ہی میں رہیں گی آپؓ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں آپؓ سے پہلے حضور ﷺ نے کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا تھا۔ اور آپ کی صفائی آسمان سے اتری تھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اے ابن عباس آپ مجھے معاف کیجئے مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں پسند کرتی ہوں کہ میں بھولی بسری ہو جاتی۔

(٤٤٠) أخرجه السيوطي في تفسيره (٥ /٣٢)، ولم أجده لغيره من المفسرين بالأثر، وأخرجه البخاري في موضعين من صحيحه دون ذكر قولها لابن عباس في كتاب التفسير (٤٨٢/٨)، وفي كتاب النكاح معلقاً عن ابن عباس انظره مع الفتح (١٢٠/٩)، وأخرجه ابن سعد في الطبقات قريباً منه (٧٥/٨).

حضرت عائشہؓ کی نو خصوصیات

(روایت نمبر:۴۴۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

فيَّ خلال تسع لم تكن لأحد إلا ما اتى الله مريم : جاء الملك بصورتي رسول الله ﷺ وتزوجني وأنا ابنة سبع سنين وأهديت إليه وأنا ابنة تسع وتزوجني بكراً وكان يأتيه الوحي وأنا وهو في لحاف واحد وكنت أحب الناس إليه ونزل في آيات من القرآن كادت الأمة تهلك فيها ورأيت جبريل ولم يره أحد من نسائه غيري وقبض في بيتي لم يله أحد غير الملك إلا أنا.

(ترجمہ) مجھ میں نو صفات ایسی ہیں جو کسی ایک خاتون میں نہیں ہیں سوائے اس عظمت کے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو عطا فرمائی تھی۔(۱) فرشتہ میری صورت لے کر حضور ﷺ کے پاس آیا۔(۲) اور حضور ﷺ نے میرے ساتھ نکاح کیا جب میں سات سال کی تھی۔(۳) اور مجھے آپ کی طرف پہنچایا گیا جب میں نو سال کی تھی۔(۴) اور میرے ساتھ اس حالت میں نکاح کیا جب میں کنواری تھی۔(۵) اور کبھی آپؐ کے پاس وحی آتی تھی اور میں اور آپ ﷺ ایک لحاف میں ہوتے تھے۔(۶) میں حضور ﷺ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب تھی۔(۷) میرے متعلق قرآن کریم کی آیات نازل ہوئیں قریب تھا کہ لوگ ہلاک ہو جاتے میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا جب کہ حضور ﷺ کی بیویوں میں کسی بیوی نے ان کو نہیں دیکھا ہے۔(۹) حضور ﷺ کا انتقال میرے گھر میں ہوا۔ جبکہ اس وقت موت کے فرشتے کے سوا حضور ﷺ کے پاس میرے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

دیگر ازواج رسولؐ پر حضرت عائشہؓ کی ۱۰ فضیلتیں

(روایت نمبر:۴۴۲) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

---

(٤٤١) أخرجه السيوطی فی الدرالمنثور بهذا اللفظ فی موضعين (٥/٣٢، ٣٧)، ولم أجده لغيره من المفسرين بالأثر۔

وأخرجه الطبرانی فی المعجم الكبير (٢٣/٢٩، ٣١)، بهذا اللفظ وأخرجه الحاكم فی المستدرك وقال: صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه (٤/١٠)، ووافقه الذهبی فی التلخيص، وكل خلة من هذه الخلال بمفردها ورد بها حديث أو أكثر من الصحاح والمسانيد وقد مضى بعضها۔

(٤٤٢) أخرجه السيوطی فی تفسيره (٥/٣٢)، ولم أجده عند غيره من المفسرين بالأثر۔=

فضلت على نساء النبي ﷺ بعشر قيل: وما هن يا أم المؤمنين قالت: لم ينكح بكراً غيري ولم ينكح امرأة أبواها مهاجران غيري وأنزل الله براءتي من السماء وجاء جبريل بصورتي من السماء في خريرة وقال: تزوجها فإنها امرأتك وكنت أغتسل أنا وهو من إناء واحد ولم يكن يصنع ذلك بأحد من نسائه غيري وكان يصلي وأنا معترضة بين يديه ولم يكن يفعل ذلك بأحد من نسائه غيري وكان ينزل عليه الوحي وهو معي ولم يكن ينزل عليه وهو مع أحد من نساءه غيري وقبض الله نفسه وهو بين سحري ونحري ومات في الليلة التي كان يدور علي فيها ودفن في بيتي.

(ترجمہ) مجھے حضور ﷺ کی ازواج مطہرات پر دس اعتبار سے فضیلت دی گئی ہے آپؓ سے پوچھا گیا اے ام المومنین وہ کون سی چیزیں ہیں فرمایا: (۱) حضور ﷺ نے میرے سوا کسی اور کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا۔ (۲) اور کسی ایسی عورت سے نکاح نہیں کیا جس کے ماں باپ مہاجر ہوں سوائے میرے۔ (۳) اللہ تعالیٰ نے میری براءت آسمان سے اتاری۔ (۴) حضرت جبریلؑ آسمان سے میری تصویر لے آئے اور فرمایا کہ آپ اس سے شادی کر لیجئے کیوں کہ یہ آپ کی بیوی ہے۔ (۵) میں اور حضور ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے جبکہ حضور ﷺ میرے علاوہ اپنی بیویوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ایسا نہیں کرتے تھے۔ (۶) آپ نماز پڑھتے تھے جبکہ میں آپ کے سامنے لیٹی ہوتی تھی اور میرے سوا حضور ﷺ اپنی زندگی میں کسی ایک کے ساتھ ایسا نہیں کرتے تھے۔ (۷) آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی جب کہ آپ ﷺ میرے پاس ہوتے تھے اور میرے سوا حضور ﷺ کی بیویوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ایسا نہیں ہوا کہ آپ ﷺ اس کے ساتھ ہوں اور آپ پر وحی اتری ہو۔ (۸) اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح کو قبض کیا جب کہ آپ ﷺ کا انتقال میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوا تھا۔ (۹) آپ کا انتقال اس رات میں ہوا جس میں میری باری تھی۔ (۱۰) اور میرے حجرے میں آپ کو دفن کیا گیا۔

(فائدہ) یہ اور پچھلی روایت کی خصوصیات ملائیں تو دس سے زیادہ بنتی ہیں۔

(روایت نمبر: ۴۴۳)

حضرت مجاہدؒ نے اللہ کے اس فرمان (إِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْ بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ) (ترجمہ) بے شک جو لوگ یہ طوفان لائے ہیں تم ہی میں سے ایک گروہ ہے۔ کے متعلق تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

=وأخرجه ابن سعد في الطبقات الكبير بهذا اللفظ (٨/٦٣)، وانظر سير الأعلام للذهبي (١٤١/٢، ١٤٧).

(٤٤٣) أخرجه الطبري في تفسيره (٨٧/١٨)، وابن الجوزي في تفسيره (١٨/٦)، =

قال أصحاب عائشة عبدالله بن أبي بن سلول ومسطح وحسان.

(ترجمہ) اس سے مراد عبداللہ بن ابی بن سلول (منافق) اور حضرت مسطحؓ اور حضرت حسانؓ ہیں۔

(روایت نمبر:۴۴۴) حضرت عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ:

أن عبدالملک بن مروان کتب إليه يسأله عن الذين جاء وا بالإفک فکتب إليه أنه لم يسلم منهم إلا حسان ومسطح وحمنة بنت جحش في آخرين لا علم لي بهم.

(ترجمہ) عبدالملک بن مروان نے حضرت عروہ کی طرف ان لوگوں کے بارے میں لکھا کہ وہ کون لوگ تھے جنہوں نے بہتان لگایا تھا؟ تو آپ نے اس کو جواب میں لکھا اُن بہتان لگانے والوں میں سے کوئی بھی سلامتی سے نہ بچ سکا مگر حضرت حسانؓ حضرت مسطحؓ اور حضرت حمنہ بنت جحش اور کچھ اور لوگ تھے جن کو میں نہیں جانتا۔

(روایت نمبر:۴۴۵) حضرت عروہ بن زبیر، حضرت علقمہ بن ابی وقاص، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا کہ انہوں نے فرمایا:

الذي تولى كبره عبدالله بن أبي.

(ترجمہ) وہ شخص جس نے سب سے زیادہ اس تہمت میں حصہ لیا وہ عبداللہ بن ابی (منافق) ہے۔

(روایت نمبر:۴۴۶) حضرت مسروق فرماتے ہیں کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت

=والبغوی فی تفسیره (۳ /۳۳۱)، والخازن فی التفسير (٤/٥٩)، وذکر ابن کثیر فی التفسير قريباً من لفظه،(۲۷۱/۳)، وأخرجه السيوطی فی الدرالمنثور بهذا اللفظ (٥ /۳۲)، والشوکانی فی فتح القدير (١١/٤)۔

وأخرجه الطبرانی فی المعجم الكبير بأكثر من رواية (۱۳۱/۲۳ - ۱۳۸)۔

(٤٤٤)أخرجه ابن جرير الطبری فی تفسيره (۱۸ /۸٦)، والخازن فی تفسيره (٤ /٥٩)، وابن کثير فی تفسيره (۳ /۲۷۳)، والسيوطی فی الدرالمنثور (٥/۳۲)، والشوکانی بمعناه بوصفهم دون ذکر أسمائهم (١٤/٤)، وأخرجه الطبرانی فی المعجم الكبير (۲۳ /۱۳ - ۱۳۸)، ومحب الدين الطبری فی السمط الثمين ص٥٨۔

(٤٤٥)أخرجه ابن جرير الطبری فی التفسير (۱۸ /۸۹)، وابن الجوزی فی تفسيره (١٩/٦)، والبغوی فی تفسيره (۳۳۱/۳)، والخازن فی تفسيره (٥ /٥٩)، وابن کثير فی تفسيره (۲۷۲/۳)، والسيوطی فی تفسيره (٥/۳۲)، والشوکانی فی تفسيره (١١/٤)۔

وأخرجه البخاری فی صحيحه/كتاب التفسير، انظره مع الفتح (٤٥١/٨)، والطبرانی فی المعجم الكبير (۱۳۸،۱۳۷/۲۳)، والبيهقی فی دلائل النبوة (١٨٢/٤)۔

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں گئے اور آپ کے محاسن واوصاف بیان کرتے ہوئے یہ شعر کہا۔

حَصَّانٌ رزانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيْبَةٍ
وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُوْمِ الْغَوَافِلِ

قالت: لكنك لست كذلك قال مسروق فقلت لها اتاذنين له: تدعين مثل هذا يدخل عليك وقد أنزل الله: ﴿وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ فقلت: وأي عذاب أشد من العمى ولفظ ابن مردويه: أو ليس في عذاب قد كف بصره(۱). ثم قالت: كان يرد عن النبي صلى الله عليه وسلم.

(ترجمہ) پاک دامن ہیں پختہ رائے والی ہیں ان پر کسی قسم کا شک نہیں کیا جا سکتا ان کی حالت یہ ہے کہ یہ غافل عورتوں کے گوشت کھانے سے رکی ہوئی ہیں۔(غافل عورتوں کا گوشت کھانے کا مطلب ان کی غیبت کرنا ہے جھوٹی تہمت لگانا ہے)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس شعر کا مطلب سمجھ کر فرمایا کہ آپ اس طرح کے نہیں ہیں۔ حضرت مسروق فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا کہ ان کو اپنے پاس آنے کی اجازت کیوں دیتی ہیں۔جبکہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔

وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ.

(ترجمہ) اور جس نے ان میں سے سب سے زیادہ حصہ لیا اس کیلئے بڑا عذاب ہے۔

تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا نابینا ہو جانے سے بڑی تکلیف کونسی ہے؟ اور ابن مردویہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ کیا وہ (حسان) تکلیف میں نہیں ہیں کہ ان کی نگاہ ختم ہوگئی ہے۔(علامہ ذہبی نے سیر اعلام النبلاء میں فرمایا) پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حسان تو نبی کریم ﷺ سے کفار کی ہجو کو رد کیا کرتے تھے۔

---

(٤٤٦)أخرجه الطبرى فى تفسيره (١٨/٨٨)، وابن الجوزى فى التفسير بمعناه (٦/١٩)، والبغوى فى التفسير (٣/٣٢)، والخازن فى تفسيره (٤/٦٠)، وابن كثير فى التفسير (٣/٢٧٢)، والسيوطى فى الدرالمنثور (٥/٣٣)، والشوكانى فى فتح القدير (٤/١٤)۔

وأخرج ابن أبى شيبة فى المصنف (٨/٧٠٣)،والبخارى فى صحيحه/كتاب فضائل الصحابة (٤/١٩٣٤)، والطبرانى فى المعجم الكبير (٢٣/١٣٤،١٣٧،١٣٩)، ومحب الدين الطبرى فى السمط الثمين ص ٥٨، والذهبى فى سير الأعلام (٢/١٦١)۔

(روایت نمبر:۴۴۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ:

ما سمعت بشيء أحسن من شعر حسان و تمثلت به إلا رجوت له الجنة قوله لأبي سفيان بن الحارث بن عبدالمطلب بن هاشم:

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا واجَبْتُ عَنْهُ ... وَعِنْدَ اللهِ فِيْ ذَاكَ الْجَزَاء

فَإِنَّ أَبِيْ وَوَالِدَهُ وَعِرْضِيْ ... لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ

أَتَشْتُمُهُ وَلَسْتَ لَهُ بِكُفْءٍ ... فَشَرُّكُمَا لِخَيْرِكُمَا الْفِدَاءُ

لِسَانِيْ صَارِمٌ لَا عَيْبَ فِيْهِ ... وَبَحْرِيْ لَا تُكَدِّرُهُ الدِّلَاءُ

فقيل يا أم المؤمنين : أليس هذا لغوا قالت: إنما اللغو ما قيل عند النساء قيل أليس الله يقول: ﴿وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ قالت: أليس قد أصابه عذاب أليم أليس قد أصيب بصره و كسع بالسيف وتعني الضربة التي ضربها إياه صفوان بن المعطل حين بلغه عنه أنه تكلم في ذلک فعلاه بالسيف و كاد يقتله.

(ترجمہ) میں نے حضرت حسانؓ کے شعر سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز نہیں سنی جب میں نے ان شعروں پر غور کیا تو مجھے یہی امید ہوئی کہ حضرت حسانؓ جنتی ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم یہ نبیؐ کے چچازاد بھائی تھے کے متعلق یہ شعر کہے تھے۔ (یہ شعر حضرت ابوسفیان کے رد میں اس وقت کہے تھے جس وقت یہ مسلمان نہیں ہوئے تھے)، (یہ نبیؐ کے چچازاد بھائی تھے)۔

(ترجمہ اشعار)(۱) تو نے حضرت محمدؐ کی برائی کی ہے اور میں اس کا جواب دیتا ہوں اور اس دفاع کا صلہ اللہ کے پاس ہے یا تیری اس ہجو کی سزا اللہ کے ہاں ملے گی۔

(۲) بے شک میرا باپ اور اس کا باپ اور میری عزت حضرت محمدؐ کی عزت کے مقابلے میں ڈھال ہے۔

(۳) تو ایسی ذات کو برا کہتا ہے جس کے تو برابر نہیں ہے پس تم میں سے جو برا ہے وہ تم میں سے جو بہتر

---

(٤٤٧)أخرجه ابن جرير الطبرى فى تفسيره (١٨ /٨٨)، بهذا اللفظ وابن الجوزى فى زاد المعاد مختصراً (٦ /١٩)، ومثله البغوى فى التفسير (٣ /٣٢٩)، و كذلك الخازن (٥٩/٥)، وأخرجه ابن كثير فى تفسيره بهذا اللفظ (٢٧٣/٣)، ومثله السيوطى فى الدرالمنثور (٣٣/٥)۔

وأخرجه الطبرانى فى المعجم الكبير بهذا اللفظ (٢٣ / ١٣٠)،وأخرجه محب الدين الطبرى فى السمط الثمين ص٥٨، ٥٩ ـ واخرجه عبدالغنى المقدسى فى (حديث الافك)ص ٤٥، وأخرجه الذهبى فى سيرأعلام النبلاء (٥١٥/٢)۔

ہے وہ اس پر فدا ہو۔

(۴) میری زبان درست کہنے والی ہے اس میں کوئی عیب نہیں اور میرا اسمندر ایسا ہے جس کو ڈول گدلا نہیں کر سکتے۔

تو عرض کیا گیا اے ام المومنین کیا یہ شعر کہنا لغو نہیں ہے تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ یہ شعر اس وقت لغو ہیں جب عورتوں کے سامنے کہے جائیں۔ عرض کیا گیا اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں نہیں فرماتے وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ. (ترجمہ) اور جس نے ان میں سب سے زیادہ حصہ لیا اس کے لئے بڑا عذاب ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ کیا ان کو عذاب الیم نہیں پہنچ چکا تھا کیا ان کی نگاہ نہیں چلی گئی اور ان کو تلوار کی ضرب نہیں پڑی جب حضرت صفوان بن معطلؓ کو ان کی طرف سے یہ تہمت کی بات پہنچی تھی تو انہوں نے ان پر تلوار کی ضرب ماری اور قریب تھا کہ وہ ان کو قتل کر دیتے۔

حضرت عائشہؓ حضرت حسانؓ کا احترام کرتی تھیں

(روایت نمبر: ۴۴۸) حضرت محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ

أن عائشة كانت تأذن لحسان بن ثابت وتدعو له بالوسادة وتقول: لا تؤذوا حساناً فإنه كان ينصر رسول الله ﷺ بلسانه .

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت حسان بن ثابتؓ کو اپنے پاس آنے کی اجازت دیتی تھیں اور ان کے لئے تکیہ بھی رکھواتی تھیں اور کہتی تھیں کہ حسان کو اذیت نہ دو کیونکہ یہ اپنی زبان سے رسول خدا ﷺ کی مدد اور نصرت کیا کرتے تھے۔

(فائدہ) یعنی کفار کا اپنے اشعار کی صورت میں رد کیا کرتے تھے۔

---

(٤٤٨) أخرجه ابن جرير الطبرى فى التفسير قريباً من هذا اللفظ (١٨ /٨٨)، وأخرجه ابن الجوزى فى التفسير بهذا اللفظ (٣ /٢٧٢)، والسيوطى فى تفسيره الدرالمنثور بهذا اللفظ (٥/٣٣)۔

وأخرجه ابن سعد فى الطبقات بمعناه (٥/١٥٧)، وأخرجه الذهبى فى سيرأعلام النبلاء (٢/٥٢٤)، وأبو نعيم فى الحلية (٤ /٤٠٩)، والطبرانى فى المعجم الكبير قريباً من هذا اللفظ (٢٣/١٣٦)، وابن عساكر فى تهذيب تاريخ دمشق (٤ /١٢٩)، وهو جزء من حديث الإفك الطويل فينظر تخريجه فى أول السورة۔

''تلقونہ'' کا معنی

(روایت نمبر:۴۴۹) حضرت ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ:

كانت عائشة تقرأ: ﴿إِذْ تَلِقُونَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ﴾ وتقول إنما هو ولق القول والولق الكذب قال ابن أبي مليكة: هي أعلم به من غيره لأن ذلك نزل فيها.

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب اِذْ تَلِقُوْنَهٗ بِأَلْسِنَتِكُمْ پڑھتی تھیں۔ تو فرماتی تھیں کہ یہ گفتگو میں جھوٹ بولنا ہے کیونکہ ولـــــق کا معنی جھوٹ بولنا ہے حضرت ابن ابی ملیکہ نے فرمایا کہ حضرت عائشہؓ اس آیت کے معنی کو دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ جاننے والی تھیں کیونکہ یہ آیت انہی کے متعلق نازل ہوئی تھی۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ نے تہمت کو بہتان سمجھا

(روایت نمبر:۴۵۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ:

كان أبو أيوب الأنصاري حين أخبرته امرأة قالت: يا أبا أيوب ألا تسمع ما يتحدث الناس فقال: ما يكون لنا نتكلم بهذا سبحانك هذا بهتان عظيم فأنزل الله: ﴿وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَٰنَكَ هَٰذَا بُهْتَٰنٌ عَظِيمٌ﴾.

(ترجمہ) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب ان کی اہلیہ نے بتایا کہ اے ایوب! تم نے

(٤٤٩)أخرجه ابن جرير في تفسيره (١٨/٩٨)، بهذا اللفظ وحكاه ابن الجوزي في التفسير قراءة لعائشة وابن عباس (٦/٢١)، ومثله البغوي في تفسيره (٣/٣٣٣): وأخرجه ابن كثير في تفسيره بهذا اللفظ (٣/٢٧٤)، والسيوطي في تفسيره بهذا اللفظ (٥/٣٣)، والشوكاني في فتح القدير (٤/١٢)۔

وأخرجه البخاري في صحيحه بهذا اللفظ /كتاب المغازي (٧/٤٣٦)، وفي كتاب التفسير (٨/٤٨٢)، والطبراني في المعجم الكبير (٢٣/١٤٣)۔

(٤٥٠)أخرجه ابن الجوزي في تفسيره (٦/٢٠)، والبغوي في تفسيره (٣/٣٧٣)، ومثله الخازن في التفسير (٥/٦٣)، وابن كثير في تفسيره بأطول من هذا (٣/٢٧٣)، والسيوطي في الدرالمنثور بهذا اللفظ (٥/٣٣)، ومثله الشوكاني في فتح القدير (٤/١٤)، وانظر أسباب النزول للواحدي ص ٣٣٤۔

وأخرجه الواقدي في المغازي بهذا اللفظ وروى أن القائل أبي بن كعب (٢/٤٣٤)، وانظر السيرة النبيوية لابن هشام(٢/٣٠٢)۔

نہیں سنا کہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ ہمیں اس کے متعلق بات کرنا درست نہیں ہے اللہ کی ذات پاک ہے یہ بہتان عظیم ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَٰنَكَ هَٰذَا بُهْتَٰنٌ عَظِيمٌ﴾.

(ترجمہ) اور جب تم نے اس بات کو سنا تھا تو کیوں نہ کہا کہ ہمیں زیب نہیں دیتا کہ ہم ایسی بات منہ پر لائیں معاذ اللہ یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کا حضرت مسطح کا وظیفہ بحال کرنا

(روایت نمبر:۴۵۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ:

كان مسطح بن أثاثة ممن تولى كبره من أهل الإفك وكان قريباً لأبي بكر وكان في عياله فحلف أبوبكر ألا يليه خيراً أبداً فأنزل الله : ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ﴾ الآية. قالت : فأعاده أبوبكر إلى عياله وقال: لا أحلف على يمين فأرى غيرها خيراً منها إلا تحللتها وأتيت الذي هو خير.

(ترجمہ) حضرت مسطح بن اثاثہؓ نے تہمت لگانے والوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔ اور یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریبی رشتہ دار تھے اور ان کی عیال داری بھی کرتے تھے جب انہوں نے یہ کہا تو حضرت ابوبکرؓ نے حلف اٹھایا کہ وہ ان کو کبھی خیر نہیں پہنچائیں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ الاية. (ترجمہ) اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت والے اور گنجائش والے ہیں۔ الاية

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر حضرت ابوبکرؓ نے ان کو اپنے عیال میں شامل فرمایا اور فرمایا کہ میں کسی قسم کے بارے میں حلف اٹھاتا ہوں پھر اس کے علاوہ میں خیر دیکھتا ہوں تو میں وہ قسم توڑ دیتا ہوں اور وہ عمل کرتا ہوں جس میں خیر ہو۔

---

(٤٥١) أخرجه ابن جرير فى تفسيره (١٠٢/١٨)، وابن الجوزى فى زاد المسير (٢٤/٦)، والبغوى فى تفسيره (٣٣٠/٣)، والخازن فى التفسير (٥٩/٥)، وابن كثير فى تفسيره (٢٧١/٣)، والسيوطى فى الدرالمنثور (٣٤/٥)، والشوكانى فى تفسيره (١٧/٤)، وانظر أسباب النزول للواحدى ص ٣٣٥ ـ وأخرجه الطبرانى فى المعجم الكبير فى أكثر من موضع انظر منها (١٤٨/٢٣-١٥١)، ومسند أحمد (١٩٥/٦-١٩٨)، وهو جزء من حديث الإفك الطويل انظر تخريجه فى أول السورة۔

حضرت عائشہ کی براءت میں قرآن کا نزول

(روایت نمبر:۴۵۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

رميت بما رميت به و أنا غافلة فبلغني بعد ذلک فبينا رسول الله ﷺ عندي جالس إذ أوحي إليه وهو جالس ثم استوى فمسح على وجهه وقال: "يا عائشة أبشري" فقلت: بحمد الله ولا بحمدک فقرأ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ﴾ - حتى بلغ - ﴿أُوْلٰٓئِکَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ﴾.

(ترجمہ) مجھے جو تہمت لگائی گئی میں اس سے غافل تھی بعد میں مجھے اس کی خبر ہوئی تو میں حضور ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ آپؐ پر وحی نازل ہوئی اس وقت آپؐ بیٹھے ہوئے تھے پھر آپؐ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ اور ماتھا پونچھا اور فرمایا اے عائشہ! تجھے بشارت ہو، تو میں نے کہا اس پر اللہ کی حمد ہے آپؐ کی نہیں پھر حضور ﷺ نے یہ آیات پڑھیں:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ. يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ. يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ. اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ اُوْلٰٓئِکَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ﴾.

(ترجمہ) جو لوگ پاکدامن ایسی باتوں سے بے خبر ایمان والی عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ جس دن ان کی زبانیں اور ہاتھ پاؤں ظاہر کر دیں گے جو کچھ وہ کرتے تھے۔ اس دن اللہ ان کو ان کا پورا پورا بدلہ دے گا اور ان کو معلوم ہوگا اللہ ہی حق بیان کرنے والا ہے۔ ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لئے ہیں اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لئے ہیں اور پاک عورتیں پاک مردوں کیلئے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے ہیں۔ وہ لوگ اس سے بے تعلق ہیں جو کہتے ہیں۔

---

(٤٥٢) أخرجه ابن جرير في تفسيره (٩٤/١٨)، والبغوي في التفسير (٣٣٠/٣)، والخازن في تفسيره (٥٩/٥)، وابن كثير في التفسير (٢٧٦،٢٧١/٣)، والسيوطي في الدرالمنثور (٣٥/٥)۔

وأخرجه الإمام أحمد في مسنده (١٠٣/٦)، والطبراني في المعجم الكبير (١٢١/٢٣)۔ وانظر تخريجه فيما سبق۔

(روایت نمبر:۴۵۳) حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے سورۂ نور پڑھی پھر اس کی تفسیر بیان فرمائی جب آپ ؓ اس آیت ان الذین یرمون المحصنت الغفلت المومنت پر پہنچے تو فرمایا کہ:

هـذه في عائشة وأزواج النبي ﷺ ولم يجعل لمن فعل ذلك توبة وجعل لمن رمى امرأة من المؤمنات من غير أزواج النبي التوبة ثم قرأ: ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُونَ الْمُحصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ ياتوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ..﴾ ـ إلى قوله ـ ﴿إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوا﴾ الآية. ولم يجعل لمن قذف امرأة من أزواج النبي ﷺ توبة . ثم تلا هذه الآية: ﴿لُعِنُواْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عظِيْمٌ﴾ فَهَمَّ بعض القوم أن يقوم إلى ابن عباس فيقبل رأسه لحسن ما فسر.

(ترجمہ) یہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کے متعلق ہیں ان کے متعلق جو تہمت لگائے گا اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی اور جو حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کے علاوہ دیگر مسلمان عورتوں پر تہمت لگائے تو اس پر توبہ ہے پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی:

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ. اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْم بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ.

(ترجمہ) تو اس آیت میں مومن خواتین پر تہمت لگانے کے بعد توبہ کرنے سے ان کا جرم معاف ہو جاتا ہے اور جس نے حضور ﷺ کی ازواج میں سے کسی زوجہ پر تہمت لگائی تو اس کے متعلق اللہ نے توبہ کا ذکر نہیں فرمایا:

پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ آیت تلاوت کی لعنوا فی الدنیا والآخرۃ ولھم عذاب عظیم کہ ایسے لوگوں پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لئے عذاب عظیم ہے۔ لعنت کا مطلب یہ ہے کہ وہ دنیا میں بھی خدا سے پھٹکارے گئے اور آخرت میں بھی خدا کی بارگاہ سے پھٹکارے گئے جب یہ تفسیر حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بیان فرمائی تو بعض لوگوں نے ان کی اس حسن تفسیر پر چاہا کہ آپ کے سر پر بوسہ دیں۔

---

(٤٥٣) أخرجه ابن جرير الطبرى فى تفسيره بهذا اللفظ (١٨/ ١٠٤)، والبغوى فى تفسيره مختصراً (٣/ ٣٣٤)، والخازن فى تفسيره (٦٥/٥)، وابن كثير فى تفسيره بأكثر من رواية (٢٧٦/٣)، والسيوطى فى تفسيره (٣٥/٥)، وأخرجه الطبرانى فى المعجم الكبير (١٥٣/٢٣)۔

وذكر أهل التفسير أقوالاً فى الآية هل هى خاصة بعائشة رضى الله عنها خاصة أو لأمهات المؤمنين عامة أو لنساء المؤمنين بوجه أعم وبكل قول قال بعض التابعين والراجح أن هذا الحكم فى الآية لأمهات المؤمنين انظر تفسير القرطبى (١٢/ ٢٠٩)۔

(روایت نمبر:۴۵۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

لقد نزل عذري من السماء ولقد خلقت طيبة وعند طيب ولقد وعدت مغفرة وأجراً عظيماً.

(ترجمہ) میری پاک دامنی کا اظہار آسمان سے کیا گیا اور میں پاک پیدا کی گئی اور پاک کے پاس بھیجی گئی اور مجھے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ بھی دیا گیا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کی طرف سے حضرت عائشہؓ کی تعریف

(روایت نمبر:۴۵۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دربان حضرت ذکوان فرماتے ہیں کہ: دخل ابن عباس على عائشة فقال:

أبشري ما بينک وبين أن تلقي محمداً والأحبة إلا أن تخرج الروح من الجسد كنت أحب نساء رسول الله ﷺ إلى رسول الله ولم يكن يحب رسول الله ﷺ إلا طيباً وسقطت قلادتک ليلة الأبواء فأنزل الله ان تيمموا صعيدا طيبا وكان ذلک بسببک وما انزل الله لهذه الامة من الرخصة وانزل الله براء تک من فوق سبع سماوات جاء بها الروح الأمين فأصبح و ليس مسجد من مساجد الله يذكر الله فيه إلا وهي تتلى فيه آناء الليل وآناء النهار قالت: دعني منک يا ابن عباس فوالذي نفسي بيده لوددت أني كنت نسياً منسياً.

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے تو فرمایا کہ آپ خوش ہو جائیں اپنے اور اپنے اس حال کے متعلق کہ آپ حضرت محمدؐ اور اپنے

(٤٥٤)أخرجه ابن جرير في التفسير بمعناه (١٨ /١٠٨)، وأورد البغوى فى تفسيره قريباً منه (٣٣٥/٣)، ومثله الخازن فى تفسيره (٦٥/٥)، وأخرجه ابن كثير فى تفسيره قريباً منه (٢٧٨/٣)، والسيوطى فى الدرالمنثور بهذا الفظ (٣٧/٥)، ومثله الشوكانى فى فتح القدير (١٨/٤)۔

وأخرجه الطبرانى فى معجمه الكبير بمعناه (١٥٥/٢٣، ١٥٦)

وهو جزء من حديث الإفك الطويل سبق تخريجه فلينظر فى أول السورة۔

(٤٥٥)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر فى تفسيره هذه الآية سوى السيوطى فى الدرالمنثور (٣٧/٥)، وذكره الطبرى فى سورة النساء (٨/ ٤٠٠-٤٢٨)۔

وأخرجه البخارى فى صحيحه /كتاب التفسير انظره مع الفتح (٤٨٣/٨)، والإمام أحمد فى مسنده (١٧٦/٦)۔

وأخرجه الطبرى مختصراً فى المعجم الكبير (٢٣ /٤٩)، وابن الجوزى فى كتابه الحدائق، بهذا اللفظ (٤٥٩/٢)، وكذلك محب الدين الطبرى فى السمط الثمين ص ٥١-٥٢، وابن سعد فى الطبقات (٧٤/٨)۔

احباب سے ملیں گی صرف جسم سے روح کے نکلنے کا فاصلہ ہے۔آپ رسول اللہ ﷺ کی بیویوں میں سے رسول خداؐ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تھیں اور رسول اللہ ﷺ پسند نہیں کرتے تھے مگر پاکیزہ کو اور آپ کا ہار لیلۃ ابواء میں گر گیا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ پاکیزہ مٹی کے ساتھ تیمم کرو اور یہ تیمم کا حکم اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی رخصت اس امت کے لئے اتاری تھی آپ کی وجہ سے ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی براءت ساتوں آسمانوں کے اوپر سے اتاری تھی جس کو روح امین لے کر آئے تھے پھر یہ ہوا کہ اللہ کی مساجد میں سے کوئی مسجد ایسی نہیں تھی جس میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہو مگر یہ آیات بھی رات اور دن میں پڑھی جاتی ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اے ابن عباس مجھے اپنے سے معاف رکھئے مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں پسند کرتی ہوں کہ میں بھولی بسری ہو جاتی۔

جبرائیل کا حضرت عائشہؓ کو سلام

(روایت نمبر:۴۵۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أن النبي ﷺ قال: "إن جبريل يقرأ عليك السلام" قالت عائشة: وعليه السلام ورحمة الله وبركاته.

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبریل آپ کو سلام عرض کر رہے ہیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ان پر بھی سلام اور اللہ کی رحمت اور برکات ہوں۔

مشکل گھڑی میں بہترین دعا

(روایت نمبر:۴۵۷) حضرت ابراہیم خرجی فرماتے ہیں کہ:

ضاق بي شيء من أمور الدنيا فدعوت بدعوات يقال لها دعاء الفرج فقلت : وما هي؟ فقال : حدثني أبو عبدالله أحمد بن محمد بن حنبل حدثني سفيان بن عيينة حدثنا محمد بن واصل الأنصاري عن أبيه عن جده عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال:

---

(٤٥٦)لم أجد من ذكره من المفسرين عند هذه الآية سوى السيوطي في تفسيره (٣٧/٥)۔ وأخرجه مسلم في صحيحه /فضائل الصحابة (٤/١٨٩٦)، والإمام أحمد في المسند /١١٧،٨٨، والطبراني في المعجم الكبير (٢٣ /٣٧)۔ وعبدالرزاق في مصنفه (١١ /٤٢٩)، وابن أبي شيبة في مصنفه (١٢/١٣١)۔

(٤٥٧)لم أجد بهذا اللفظ لأحد المفسرين بالأثر إلا السيوطي في الدرالمنثور(٣٧/٥)۔ ولم أعثر عليه لابن النجار وسبق تخريجه بمعناه في أحاديث ۔

كنت جالساً عند أم المؤمنين عائشة لأقر عينيها بالبراء ة وهي تبكي فقالت والله: لقد هجرني القريب والبعيد حتى هجرتني الهرة وما عرض علي طعام ولا شراب فكنت أرقد وأنا جائعة طامئة فرأيت في منامي فتى فقال لي: مالک ﴿ فقلت: حزينة مما ذكر الناس فقال: ادعي بهذه يفرج عنک فقلت: وما هو فقال قولي: يا سابغ النعم ودافع النقم ويا فارج الغمم وكاشف الظلم يا اعدلُ من حكم' يا حسيب من ظَلَم ' يا ولي من ظُلِم يا أول بلا بداية ويا آخر بلا نهاية يا من له اسم بلا كنية' اللهم اجعل لي فرجاً ومخرجاً قالت: فانتبهت وأنا ريانة شبعانة وقد أنزل الله فرجي قال ابن النجار: خبر غريب.

(ترجمہ) دنیا کے معاملات میں سے مجھ پر تنگی ہوئی تو میں نے وہ دعا مانگی جس کو دعائے فرج کشادگی کہا جاتا ہے۔ میں نے (محمد بن حسن کارانی) نے کہا وہ کون سی ہیں فرمایا مجھے ابوعبداللہ امام احمد بن حنبل نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ مجھے سفیان بن عینیہ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں محمد بن واصل انصاری نے بیان کیا وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بیٹھا ہوا تھا تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں جبکہ وہ رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں خدا کی قسم مجھے قریب اور بعید والوں نے چھوڑ دیا ہے حتیٰ کہ مجھ سے بلی نے بھی مقاطعہ کر دیا ہے اور نہ میرے پاس کھانا ہے اور نہ پینا ہے میں بھوک کی حالت میں پراگندہ حال ہو کر سو رہی تھی کہ میں نے خواب میں ایک جوان کو دیکھا اس نے مجھے کہا آپ کی یہ کیا حالت ہے میں نے کہا لوگ جو باتیں کر رہے ہیں میں اس سے غمگین ہوں تو اس نے کہا کہ آپ یہ دعا مانگیں اس سے آپ کا غم دور ہوگا؟ تو میں نے کہا کہ وہ کون سی ہے؟ تو اس نے کہا کہ یوں کہیں۔ يَا سَابِغَ النِّعَمِ وَدَافِعَ النِّقَمِ وَيَا فَارِجَ الْغَمِّ وَكَاشِفَ الظُّلَمِ يَا اَعْدَلُ مَنْ حَكَمَ يَا حَسِيْبُ مَنْ ظَلَمَ يَا وَلِيُّ مَنْ ظُلِمَ يَا أَوَّلُ بِلَابِدَايَةٍ وَيَا آخِرُ بِلَا نِهَايَةٍ يَا مَنْ لَهُ اسْمٌ بِلَا كُنْيَةٍ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّيْ فَرَجًا وَمَخْرَجًا.

(ترجمہ) اے نعمتوں کے پلٹنے والے، اے مصیبتوں کو دور کرنے والے، اے غموں کو ہٹانے والے، اے ظلم کو دور کرنے والے، اے فیصلہ کرنے والوں میں سب سے زیادہ انصاف کرنے والے، اے ظالم سے حساب لینے والے، اے مظلوم کے مددگار اے وہ اول جس کی کوئی ابتداء نہیں اے وہ آخر جس کی کوئی انتہاء نہیں، اے وہ ذات جس کا نام بغیر کنیت کے ہے، اے اللہ میرے لئے کشادگی فرما اور مصیبت سے نکلنے کی راہ بنا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں پھر میں بیدار ہوئی تو میں سیراب ہو چکی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے اس مصیبت سے کشادگی کی وحی نازل فرمائی ابن نجار فرماتے ہیں کہ یہ خبر غریب ہے۔

﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصٰرِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ﴾	(آیۃ:۳۱)

ترجمہ: اور مؤمن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت نہ دکھائیں مگر جو جگہ اس میں سے کھلی رہتی ہے اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر اپنے خاوند کے سامنے یا اپنے باپ کے یا اپنے خاوند کے باپ کے یا اپنے بیٹے کے یا اپنے خاوند کے بیٹے کے یا اپنے بھائی کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی عورتوں کے یا اپنی لونڈیوں کے سامنے یا ان مردوں پر جو طفیلی ہوں اور ان کو ذرا توجہ نہ ہو یا ایسے لڑکوں پر جو عورتوں کی پردہ کی باتوں سے ابھی واقف نہیں ہوئے اور اپنے پاؤں زمین پر زور سے نہ رکھیں کہ ان کا مخفی زیور ظاہر ہو جائے اور اے ایمان والو! تم سب ملکر اللہ کے سامنے توبہ کرو تا کہ تم نجات پاؤ۔

عورت کی کون کون سی چیزیں پردہ کی ہیں

(روایت نمبر:۴۵۸) حضرت ابن جریج فرماتے ہیں کہ:

قال ابن عباس في قوله : ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ قال الخاتم والمسكة قال ابن جريج وقالت عائشة رضى الله عنها: القلب والفتخة، قالت عائشة: دخلت علي ابنة أخي لأمي عبدالله بن الطفيل مزينة فدخلت علي النبي ﷺ وأعرض فقالت عائشة رضي الله عنها: إنها ابنة أخي وجارية فقال: "إذا عركت المرأة لم يحل لها أن تظهر إلا وجهها وإلا ما دون هذا" وقبض على ذراع نفسه فترك بين قبضته وبين الكف مثل قبضة أخرى.

(ترجمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد باری تعالیٰ **ولا يبدين زينتهن الا ما ظهر منها** کی تفسیر میں فرمایا کہ عورتوں کی زینت سے مراد انگوٹھی اور کنگن ہے اور حضرت ابن جریج نے حضرت

(٤٥٨)أخرجه ابن جرير في تفسيره (١٨/ ١١٩)، بهذا اللفظ ومثله السيوطى فى الدرالمنثور (٤٢/٥)، هذا الحديث بهذا اللفظ لم أجده فى كتب السنة وإسناده عن ابن جرير منقطع وهو من حيث معناه منكر إذ هو يخالف ما أجمع عليه المسلمون من لدن النبى ﷺ إلى يومنا هذا- بتحريم كشف المرأة شيئاً من جسدها للأجانب ما عدا الوجه والكفين موضع النزاع۔

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کر کے فرمایا کہ وہ فرماتی ہیں کہ اس سے مراد کنگن اور چھلا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میرے پاس میرے ماں جائے بھائی حضرت عبداللہ بن طفیل کی بیٹی ہار سنگار کر کے آئی پھر نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو اس سے منہ موڑ لیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یہ میری بھتیجی ہے۔ تو آپ نے فرمایا جب عورت کو ماہواری آ جائے تو اس کے لئے حلال نہیں کہ اپنے جسم کو ظاہر کرے مگر اپنے چہرے کو اور اس سے کم حصے کو پھر آپ نے اپنی کلائی کو مٹھی میں لیا اور ہتھیلی سے اوپر ایک مٹھی کے برابر جگہ چھوڑ کر کلائی کو پکڑ کر اشارہ فرمایا یعنی اتنی جگہ عورت ظاہر کر سکتی ہے۔

عورت باریک لباس پہن کر نامحرم کے سامنے نہ جائے

(روایت نمبر:۴۵۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أن أسماء بنت أبي بكر دخلت على النبي ﷺ وعليها ثياب رقاق فأعرض عنها وقال: "يا أسماء إن المرأة إذا بلغت المحيض لم يصلح أن ير منها إلا هذا وأشار إلى وجهه و كفه".

(ترجمہ) حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں جب کہ انہوں نے باریک کپڑے پہن رکھے تھے تو آپؐ نے اس سے اعراض کیا اور فرمایا:

اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے لئے درست نہیں کہ اس سے کوئی چیز نظر آئے سوائے اس کے پھر آپ ﷺ نے اپنے چہرے کی طرف اور اپنی ہتھیلی کی طرف اشارہ فرمایا۔

چہرہ پردہ میں شامل ہے

(فائدہ) وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ ۔الأية، اس طویل آیت کے ابتدائی حصہ میں تو

---

(٤٥٩) وأخرجه ابن كثير في تفسيره (٣ /٢٨٣)، والسيوطى فى الدرالمنثور (٥ /٤٢)، والشوكانى فى فتح القدير (٤/٢٤)۔

وأخرجه أبو داود فى سننه وقال: إنه مرسل فخالد بن دريك لم يدرك عائشة انظره مع عون المعبود (١١ /١٦١)، وانظر مراسيل أبى داود ص ٢١٥، وتحفة الأشراف (٣٣٩/١٣)، وعلل الحديث لابن أبى حاتم (١ /٤٨٨)، وفى إسناده أيضاً عند أبى داود سعيد بن بشير الأزدى ضعيف لا يحتج به انظر تقريب التهذيب (١/٢٩٢)۔

وأخرجه البيهقى فى سننه من طريقين (٢/٢٢٦)، الأول وهو طريق أبى داود السابق والطريق الثانى (٧ /٨٦)، وفى إسناده عبدالله بن لهيعة خلط بعد احتراق كتبه فلا يحتج به إلافى المتابعات، انظر التقريب (١/٤٤٤)۔

وہی حکم ہے جو اس سے پہلی آیت میں مردوں کو دیا گیا ہے کہ اپنی نظریں پست رکھیں یعنی نگاہ پھیر لیں۔ مردوں کے حکم میں عورتیں بھی داخل تھیں مگر ان کا ذکر علیحدہ تاکید کیلئے کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو اپنے محارم کے سوا کسی مرد کو دیکھنا حرام ہے۔ بہت سے علماء کا قول یہ ہے کہ غیر محرم مرد کو دیکھنا عورت کے لئے مطلقاً حرام ہے خواہ شہوت اور بری نیت سے دیکھے یا بغیر کسی نیت و شہوت کے، دونوں صورتیں حرام ہیں اور اس پر حضرت ام سلمہؓ کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ جس میں مذکور ہے کہ ایک روز ام سلمہ اور میمونہ دونوں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھیں اچانک عبداللہ ابن ام مکتوم نابینا صحابی آ گئے اور یہ واقعہ احکام حجاب نازل ہونے کے بعد پیش آیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ہم دونوں کو حکم دیا کہ ان سے پردہ کرو۔ ام سلمہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ، وہ تو نابینا ہیں نہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں نہ ہمیں پہچانتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم تو نابینا نہیں ہو، تم تو ان کو دیکھ رہی ہو۔ (راوہ ابوداود والترمذی وقال الترمذی حدیث حسن صحیح)

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ، اس میں اگرچہ سبب نزول کے خاص واقعہ کی بناء پر بیان اور تعبیر میں خاص ازواج مطہرات کا ذکر ہے، مگر حکم ساری امت کیلئے عام ہے، خلاصہ حکم کا یہ ہے کہ عورتوں سے اگر دوسرے مردوں کو کوئی استعمالی چیز برتن، کپڑا وغیرہ لینا ضروری ہو تو سامنے آ کر نہ لیں، بلکہ پردہ کے پیچھے سے مانگیں، اور فرمایا کہ یہ پردہ کا حکم مردوں اور عورتوں دونوں کے دلوں کو نفسانی وساوس سے پاک رکھنے کے لئے دیا گیا ہے۔

اس جگہ یہ بات قابل نظر ہے کہ یہ پردے کے احکام جن عورتوں مردوں کو دیئے گئے ہیں ان میں عورتیں تو ازواج مطہراتؓ ہیں، جن کے دلوں کو پاک صاف رکھنے کا حق تعالیٰ نے خود ذمہ لے لیا ہے، جس کا ذکر اس سے پہلی آیت لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ میں آ چکا ہے، دوسری طرف جو مرد مخاطب ہیں وہ آنحضرت ﷺ کے صحابہ کرام ہیں جن میں بہت سے حضرات کا مقام فرشتوں سے بھی آگے ہے۔

لیکن ان سب امور کے ہوتے ہوئے ان کی طہارتِ قلب اور نفسانی وساوس سے بچنے کے لئے یہ ضروری سمجھا گیا کہ مرد و عورت کے درمیان پردہ کرایا جائے، آج کون ہے جو اپنے نفس کو صحابہ کرامؓ کے نفوس پاک سے اور اپنی عورتوں کے نفوس کو ازواج مطہرات کے نفوس سے زیادہ پاک ہونے کا دعویٰ کر سکے، اور یہ سمجھے کہ ہمارا اختلاط عورتوں کے ساتھ کسی خرابی کا موجب نہیں ہے؟

(فائدہ) ایک عورت کو دوسری عورت کے مواضع ستر کو دیکنا بغیر خاص ضرورتوں کے یہ بھی اسی آیت کے الفاظ سے حرام ہے کیونکہ جیسا اوپر بیان ہو چکا ہے کہ موضع ستر یعنی مردوں کا ناف سے گھٹنوں تک اور عورتوں کا کُل بدن بجز چہرہ اور ہتھیلیوں کے، یہ مواضع ستر ہیں ان کا چھپانا سب سے فرض ہے نہ کوئی مرد

دوسرے مرد کا ستر دیکھ سکتا ہے نہ کوئی عورت دوسری عورت کا ستر دیکھ سکتی ہے اور مرد کسی عورت کا یا عورت کسی مرد کا ستر دیکھے یہ بدرجہ اولیٰ حرام ہے اور آیت مذکورہ کے حکم غض بصر کے خلاف ہے کیونکہ آیت کا مطلب جو اوپر بیان ہو چکا ہے اس میں ہر ایسی چیز سے نظر پست رکھنا اور ہٹا لینا مراد ہے جس کی طرف دیکھنے کو شرع میں ممنوع کیا گیا ہے اس میں عورت کے لئے عورت کا ستر دیکھنا بھی داخل ہے۔ (تفسیر معارف القرآن)

سروں پر دوپٹہ رکھیں

(روایت نمبر: ۴۶۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

رحم الله نساء المهاجرات الأول لما أنزل الله: ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بخمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ أخذ النساء إزرهن فشققنها من قبل الحواشي فاختمرن بها.

(ترجمہ) اللہ پہلے پہل ہجرت کرنے والی خواتین پر رحمت فرمائے جب اللہ تعالیٰ نے وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ آیت نازل فرمائی تو ان عورتوں نے اپنے تہبند لے کر کہ ان کے کناروں سے کچھ کپڑا پھاڑ کر ان کی اوڑھنیاں بنالیں۔

(روایت نمبر: ۴۶۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

لما أنزلت هذه الآية: ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ شققن أكتف مروطهن فاختمرن.

---

(٤٦٠)أخرجه ابن جرير في تفسيره (١٨ / ١٢٠)، والبغوي في تفسيره (٣ /٣٣٩)، والخازن في التفسير (٦٩/٥)، وابن كثير في تفسيره (٣ / ٢٨٤)، والسيوطي في تفسيره (٤٢/٥)، والشوكاني في فتح القدير (٢٥/٤)۔

وأخرجه البخاري في صحيحه/كتاب التفسير بهذا اللفظ انظره مع الفتح (٨ /٤٨٩)، وكذلك أبو داود في سننه انظره مع عون المعبود (١١ /١٥٩)، ولم أجده للنسائي في الصغرى، وأخرجه البيهقي في سننه (٣٣٥/١)۔

(٤٦١)اخرجه ابن جرير في تفسيره (١٨/ ١٢٠) بهذااللفظ ومثله ابن كثير فيالتفسير(٣ /٢٨٤)، والسيوطي في الدرالمنثور(٥ /٤٢)، والشوكاني في فتح القدير(٢٥/٤)۔

وأخرجه البخاري في صحيحه، انظره مع الفتح (٨ /٤٨٩)، وأخرجه الحاكم في المستدرك بلفظ:" ..أخذ نساء الأنصار أزرهن فشققها عن نحو الحواشي فاختمرن بها" (٣٩٧/٢)، وقال: على شرط الشيخين ولم يخرجاه ووافقه الذهبي في التلخيص سيأتي زيادة في تخريجه في الحديث الذي يليه۔

(ترجمہ) جب یہ آیت وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ نازل ہوئی تو انہوں نے اپنی چادروں کے کناروں سے کچھ حصہ پھاڑ کر دوپٹے بنا لئے۔

انصاری عورتوں نے آیت حجاب پر کیسے عمل کیا

(روایت نمبر:۴۶۲) حضرت صفیہ بنت شیبہ فرماتی ہیں کہ:

بينما نحن عند عائشة فذكرت نساء قريش و فضلهن فقالت عائشة: إن نساء قريش لفضلى وإني والله ما رأيت أفضل من نساء الأنصار أشد تصديقاً لكتاب الله ولا إيماناً بالتنزيل لقد أنزلت سورة النور: ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾. فانقلب رجالهن إليهن يتلون عليهن ما أنزل إليهن فيها ويتلو الرجل على امرأته وبنته وأخته وعلى ذي قرابته فما منهن امرأة إلا قامت إلى مرطها فاعتجرت به تصديقاً وإيماناً بما أنزل الله في كتابه فأصبحن وراء رسول الله ﷺ صلاة الصبح معتجرات كأن على رؤوسهن الغربان.

(ترجمہ) ہم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں تو قریش کی عورتوں کا اور ان کی فضیلت کا ذکر چل پڑا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ قریش کی خواتین کی فضیلت تو ہے خدا کی قسم میں نے انصار کی عورتوں سے زیادہ افضل کسی کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی کتاب کی مضبوطی سے تصدیق کی ہو اور نہ ہی میں نے اللہ کے نازل شدہ حکم پر ایمان لانے میں ان سے بڑھ کر کسی کو دیکھا ہے جب سورۂ نور وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ نازل ہوئی تو ان کے مردان کے پاس گئے اور ان کے سامنے یہ حکم پڑھ کر سنایا جو اس سورت میں ان عورتوں کی طرف نازل ہوا۔ چنانچہ مرد اپنی بیوی کے سامنے اور اپنی بیٹی کے سامنے اور اپنی رشتہ دار خاتون کے سامنے تلاوت کرتا تھا تو ان میں سے جو عورت بھی

(٤٦٢) لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر عند هذه الآية سوى السيوطي في الدر المنثور (٤٢/٥).

وأخرجه البخاري في صحيحه /كتاب الأذان انظره مع الفتح (٢ /٣٥١)، ومسلم في صحيحه /كتاب المساجد (١/٤٤٥)، والإمام أحمد في مسنده (٦ /٣٣، ٣٧، ٢٤٨، ٢٥٩)، والإمام مالك في الموطا (١٠ /٥)، والطحاوي في شرح معاني الآثار (١ /١٧٦)، وابن حبان في صحيحه انظر الإحسان في تقريبه (٤ /٣٦٤-٣٦٨)، وأبو داود في سننه انظر عون المعبود (١/١٥٩)، وصححه الترمذي في سننه (١ /٤٥٤، ٢/٢٣٥)، والبغوي في شرح السنة (٢/١٥٩)، وأبو يعلى الموصلي في مسنده (٧ /٣٨٩، ٣٩٠، ٤٤٦)، وابن أبي شيبة في مصنفه (١ /٣٢٠). وأبو داود الطيالسي في مسنده (١/٧٣)، والحميدي في مسنده (١/٩٢).

یہ حکم سنتی تو وہ اپنی اوڑھنی کی طرف کھڑی ہوتی اور اوڑھنی اوڑھ لیتی جو کچھ اللہ نے اپنی کتاب میں نازل کرتے ہوئے فرمایا اور اس پر تصدیق کرتے ہوئے اور اس پر ایمان لاتے ہوئے چنانچہ صبح کی نماز کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پیچھے جب نماز میں شریک ہوئیں تو اوڑھنیاں اوڑھی ہوئی تھیں گویا کہ ان کے سروں پر کالے کوے بیٹھے ہوئے ہیں۔

باریک دوپٹہ اوڑھنا درست نہیں

(روایت نمبر:۴۶۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أن امرأة دخلت عليها وعليها خمار رقيق يشف جبينها فأخذت عائشة فشقته ثم قالت: الا تعلمين ما أنزل الله في سورة النور فدعت لها بخمار فكستها إياه.

(ترجمہ) ایک خاتون ان کے پاس حاضر ہوئیں اور انہوں نے باریک دوپٹہ اوڑھا ہوا تھا جس سے ان کا ماتھا نظر آرہا تھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کو لے کر کے پھاڑ دیا پھر فرمایا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ اللہ نے سورۂ نور میں کیا نازل فرمایا ہے پھر اس کے لئے ایک دوپٹہ منگوایا اور اس کو اوڑھا دیا۔

ہیجڑوں کا مسلمان خواتین سے پردہ

(روایت نمبر:۴۶۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كان رجل يدخل على أزواج النبي ﷺ مخنثاً فكانوا يعدونه من غير أولي الإربة فدخل النبي ﷺ يوماً وهو عند بعض نسائه وهو ينعت امرأة قال: إذا أقبلت أقبلت

(٤٦٣)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر عند هذه الآية سوى السيوطي في تفسيره (٤٢/٥)، وأخرجه ابن سعد في الطبقات (٧١/٨)، والبيهقي في السنن (٢/ ٢٣٥)، وأخرجه مالك في الموطا (٩١٣/٢)۔ وهو صحيح الإسناد۔

(٤٦٤)أخرجه ابن جرير في تفسيره (١٨/ ١٢٣)، والبغوي في تفسيره (٣/ ٣٤٠)،والخازن في تفسيره (٥/ ٧٠)، وابن كثير في تفسيره (٣/ ٢٨٥)، والسيوطي في تفسيره (٤٣/٥)، والشوكاني في فتح القدير (٢٥/٤)۔

وأخرجه البخاري في صحيحه انظره مع الفتح (٨/ ٤٣)، ومسلم في صحيحه (٧١٥/٤)، وأبو داود في سننه /كتاب اللباس انظره مع عون المعبود (١١/ ١٦٥-١٦٧)، وابن ماجه في النكاح (٦١٣/١)، وفي الحدود (٨٧١/٢)، ومالك في الموطا (٢/ ٧٦٧)، والإمام أحمد في المسند (١٥٢/٦، ٢٩٠، ٣١٨)، والبيهقي في سننه (٩٦/٨)، وعبدالرزاق الصنعاني في مصنفه (٢٤٢/١١)۔

بأربع وإذا أدبرت أدبرت بثمان فقال النبي ﷺ : "لا أرى هذا يعرف ها هنا. لا يدخلن عليكم فحجبوه".

(ترجمہ) ایک مخنث شخص حضور ﷺ کی ازواج کے پاس آتا تھا اور لوگ اس کو عورت کی حاجت والا نہیں سمجھتے تھے ایک دن نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو وہ حضور ﷺ کی ازواج میں سے ایک کے پاس موجود تھا اور ایک عورت کی تعریف کررہا تھا کہ جب وہ سامنے ہوتی ہے تو اس (کے پیٹ) پر چار بل ہوتے ہیں اور جب پشت پھیرتی ہے تو اس (کی کمر) پر آٹھ بل ہوتے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں اس کو نہ دیکھوں کہ یہاں یہ آئے جائے یہ ہیجڑے تمہارے پاس (عورتوں میں) نہ آئیں، چنانچہ صحابہ کرامؓ نے اس سے پردہ کرادیا۔

(روایت نمبر: ۴۶۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كان يدخل على أزواج النبي ﷺ هيث وإنما كن يعدونه من غير أولي الإربة من الرجال فدخل رسول الله ﷺ ذات يوم وهو ينعت امرأة يقول: إنها إذا أقبلت أقبلت بأربع وإذا أدبرت أدبرت بثمان فقال رسول الله ﷺ : "لا أسمع هذا يعلم ما ها هنا لا يدخلن عليكم" فأخرجه فكان بالبيداء يدخل كل جمعة يستطعم.

(ترجمہ) ایک مخنث (ہیجڑا) نبی اکرم ﷺ کی ازواج کے پاس آتا تھا اور یہ ازواج مطہرات اس کو عورتوں کی خواہش والا نہیں سمجھتی تھیں ایک دفعہ رسول کریم ﷺ تشریف لائے جب کہ وہ ایک عورت کی حالت بیان کررہا تھا کہ جب وہ سامنا کرتی ہے تو چار بل پڑتے ہیں اور جب وہ پشت پھیرتی ہے تو آٹھ بل پڑتے ہیں تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کہ میں نہ سنوں کہ یہ یہاں آیا ہے یہ تمہارے پاس کبھی نہ آئے پھر اس کو نکال دیا تو وہ بیداء مقام پر رہتا تھا اور ہر جمعہ کے دن کبھی کھانے کے لئے آتا تھا۔

﴿وَأَنكِحُوا الْأَيَٰمَىٰ مِنكُمْ وَالصَّٰلِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾	(آیۃ: ۳۲)

ترجمہ: اور تم میں جو بے نکاح ہوں اور جو تمہارے غلام اور لونڈیاں نیک ہوں سب کے نکاح کردو اگر وہ مفلس ہوں گے تو اللہ ان کو اپنے فضل سے غنی کردے گا اور اللہ وسعت والا سب کچھ جاننے والا ہے۔

(۴۶۵) أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (۴۳/۵)۔

شادی کرنے سے اللہ مال دیتا ہے

(روایت نمبر:٤٦٦) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"انکحوا الصالحین والصالحات فما تبعهم بعد ذلک فهو أحسن".
(ترجمہ) صالح مردوں اور صالح عورتوں کا نکاح کردو اس کے بعد جو صورت سامنے آئے تو وہ بہتر ہوگی۔
(روایت نمبر:٤٦٧) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"انکحوا النساء فإنهن یاتینکم بالمال".
(ترجمہ) عورتوں سے نکاح کرو کیونکہ یہ تمہارے پاس مال لائیں گی۔
(فائدہ) چاہے غریب بھی ہوں اللہ تعالیٰ ازدواجی رشتہ کی وجہ سے رزق میں برکت عطا فرما دیتا ہے۔

عورت کے نکاح میں ولی کی اجازت

(روایت نمبر:٤٦٨) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

(٤٦٦)لم أجد من أخرجه من المفسرین بالأثر غیر السیوطی فی الدرالمنثور (٤٤/٥)۔
وأخرجه الدارمی فی سننه بهذا اللفظ وفیه زیادة (فهو حسن) مرتین (١٣٧/٢)۔
(٤٦٧)أخرجه ابن جریر فی تفسیره عن ابن مسعود قریباً منه (١٨ /١٢٦)، ومثله البغوی فی تفسیره عن عمر بن الخطاب(٣٤٢/٣)، وابن کثیر فی تفسیره عن ابن مسعود (٢٨٧/٣)، وأخرجه السیوطی فی تفسیره بهذا اللفظ (٤٥/٥)،ومثله الشوکانی فی فتح القدیر(٢٩/٤)۔
وأخرجه الدیلمی فی مسنده عن عائشة (٢ /٧٥)،بلفظ:" تزوجوا" بدل "انکحوا":
وأخرجه بهذا اللفظ ابن أبی شیبة فی مصنفه عن عروة بن الزبیر عن أبیه ولم یذکر عائشة (١٢٧/٤)وابوداوٗد فی مراسیله ص ١٤٠ والمزی فی تحفة الاشراف (١٣ /٢٩٥) وأخرجه أبو بکر الهیثمی فی کشف الأستار علی زوائد البزار (١٤٩/٢)، وقال: قال البزار: رواه غیر واحد مرسلاً وانظر مجمع الزوائد (٢٥٥/٤)، وأخرجه الحاکم فی المستدرك (١٦١/٢)، وأخرجه الدیلمی فی مسند الفردوس (٧٥/٣)۔
(٤٦٨) أخرجه البغوی فی تفسیره عن عائشة (٣ /٣٤٢)، ومثله الخازن فی التفسیر (٧٢/٥)، وأخرجه عبدالرزاق فی مصنفه (٦ /١٩٥)وابن أبی شیبة (١٠٥/٧)،وأخرجه عبدالرزاق فی مصنفه (١٩٥/٦)، وابن أبی شیبة (٧ /١٠٥)، وأحمد فی مسنده (١٦٦،٤٧/٦)، والحاکم المستدرك (١٦٨/٢)؛ ووافقه الذهبی فی التلخیص والدارقطنی =

"أيما امرأة نكحت نفسها بغير إذن وليها فنكاحها باطل" ثلاثاً.

(ترجمہ) جو عورت اپنا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر کرے گی اس کا نکاح باطل ہے باطل ہے باطل ہے۔

(فائدہ) یہ اس نکاح کے متعلق ہے کہ جب کوئی عورت غیر کفو میں نکاح کرے مزید تفصیل کے لئے فقہ اور فتاویٰ کی کتابیں ملاحظہ کی جائیں۔

﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ﴾	(آیۃ:۳۵)

ترجمہ: اللہ روشنی ہے آسمانوں کی اور زمین کی اس کی روشنی کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہے جس میں ایک چراغ ہو وہ چراغ ایک شیشے میں رکھا ہو وہ شیشہ ایسا ہو جیسے ایک چمکتا ہوا ستارہ اس میں ایک برکت کے درخت کا (یعنی) زیتون کا تیل جلتا ہے نہ مشرق کی طرف ہے نہ مغرب کی طرف قریب ہے کہ اس کا تیل روشن ہو جائے اگر چہ اسے آگ نے نہ چھوا ہو روشنی پر روشنی ہے اللہ اپنے نور کی طرف راہ دکھاتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ لوگوں کیلئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

زیتون کی برکات وفوائد

(روایت نمبر:۴۶۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أنها ذكر عندها الزيت فقالت: كان رسول الله ﷺ يأمر أن يؤكل ويدهن ويستعط

=في سننه (۲۱۱/۳)، والبيهقي في السنن (۱۰۵/۷)، والحميدي في مسنده (۱۱۸/۱)،وأبو داود الطيالسي في مسنده، انظر منحة المعبود(۳۰۵/۱) وابوداود في سننه انظره مع عون المعبود(۹۸/٦)، والترمذي في سننه (۴۰۸/۳)، وقال: حديث حسن وابن ماجة في سننه (٦۰۵/۱)، والدارمي في سننه (۱۳۷/۲)، والشافعي في الأم (۱۳/۵)، والطحاوي في شرح معاني الآثار (۷/۳)، وابن حبان في صحيحه (۱۵۱/٦)، وأبو يعلى الموصلي في مسنده بأكثر من طريق، انظر مثلاً (۱۹۱/۸،۲۵۱)، وكل هؤلاء رووه في كتاب النكاح من كتبهم۔

بهٖ و يقول: "إنه من شجرة مباركة".

(ترجمہ) ان کے ہاں زیتون کا ذکر کیا گیا تو فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ حکم فرماتے تھے کہ اس کو کھایا جائے اور اس کو تیل کے طور پر لگایا جائے اور اس کو ناک میں چڑھایا جائے اور فرمایا کہ:

"إنه من شجرة مباركة". یہ مبارک درخت سے نکلتا ہے۔

﴿فِي بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ﴾	(آیۃ:۳۶)

ترجمہ: ان گھروں میں جن کی تعظیم کرنے اور ان میں اس کا نام یاد کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے ان میں صبح اور شام اللہ کی تسبیح پڑھتے ہیں۔

مساجد کی تعمیر اور صفائی کا حکم

(روایت نمبر:۴۷۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أمر رسول الله ﷺ ببناء المساجد في الدور وأن تنظف وتطيب.

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ نے گھروں میں مسجدیں بنانے کا حکم دیا اور اس کا بھی کہ ان کو صاف اور خوشبودار رکھا جائے۔

---

(٤٦٩)أخرجه البغوى فى تفسيره عن أبى أسيد الأنصارى بهذا اللفظ (٣ /٣٤٦)، ومثله الخازن (٥ /٧٧)، وأخرجه السيوطى فى تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ(٥ /٥٠)، وأخرجه الترمذى فى سننه /كتاب الأطعمة (٤ /٢٨٥)،وفى الشمائل المحمدية ص١٠٣، وابن ماجة (٢/ ١١٠٣)، وفى سننه عن أبى هريرة، والإمام أحمد فى مسنده (٣ /٤٩٧)، والدولابى فى كتاب الكنى والأسماء ص ١٥، وأخرجه الحاكم فى المستدرك على شرط الشيخين (٢/٤)، وخالفه الذهبى فى التلخيص۔ لأن فيه عبد الله بن سعيد المقبرى وهو ضعيف، قلت: قد رواه ابن ماجه بطريقين ليس فى أحدهما سعيد المقبرى هذا۔

وأخرجه السيوطى فى كتابه الطب عن عائشة ص٢٩١، وأخرجه ابن حجر فى المطالب العالية عن عائشة أيضاً (٢/ ٣٢٢)۔

ولم أجده للبيهقى فى الأجزاء المطبوعة من شعب الإيمان وأخرجه البهيقى فى كتابه الآداب ص ٢١٤، والدارمى فى سننه (٢/ ١٠٢)۔

(٤٧٠)أخرجه ابن كثير فى تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (٣ /٢٩٢)، ومثله السيوطى فى الدرالمنثور (٥/ ٥٠)۔

﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِی لَایَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَن يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِيْنَةٍ وَأَن يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾	(آیۃ:٦٠)

ترجمہ: اور وہ بڑی بوڑھی عورتیں جن کو نکاح کی امید نہیں رہی ان پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے (زائد) کپڑے اتار رکھیں یہ نہیں کہ اپنا سنگھار دکھاتی پھریں اور اس سے بھی بچیں تو ان کیلئے بہتر ہے اور اللہ سب باتیں سنتا جانتا ہے۔

زیب وزینت کے متفرق مسائل

(روایت نمبر:۴۷۱)

عن عائشة أنها سئلت عن الخضاب والصباغ والقرطين والخلخال وخاتم الذهب وثياب الرقاق فقالت: يا معشر النساء قصتكن كلها واحدة' أحل الله لكنَّ الزينة غير متبرجات.

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے خضاب لگانے، جسم کو رنگ لگانے اور بالیاں پہننے اور پازیب پہننے اور سونے کی انگوٹھی پہننے اور باریک کپڑے پہننے کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اے خواتین تم سب کا ایک ہی قسم کا قصہ ہے اللہ نے تمہارے لئے زینت کو حلال قرار دیا ہے لیکن اس کو لوگوں کے سامنے دکھاتی نہ پھرو۔

﴿لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَلَا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوْا مِنْ بُيُوْتِكُمْ﴾	(آیۃ:٦١)

ترجمہ: نہ اندھے پر کچھ مضائقہ ہے اور نہ لنگڑے پر کچھ مضائقہ ہے اور نہ مریض پر کچھ مضائقہ

=وأخرجه أبو داود في سننه في كتاب الصلاة عن عائشة انظره مع عون المعبود (٢ /١٢٥)، ومثله الترمذي في سننه كتاب الصلاة (٢ /٢٩١)۔وابن ماجة في سننه (١/ ٢٥٠) في كتاب المساجد، وأخرجه ابن أبي شيبة بهذا اللفظ (٢ /٣٦٣)، وأخرج قريباً منه عن يعقوب بن يزيد والزركشي في كتابه المساجد ص ٣٣٥، وأخرجه الإمام أحمد في مسنده (١٧/٥، ٣٧١)۔

(٤٧١)أخرجه ابن كثير في تفسيره بهذا اللفظ (٣/ ٣٠٤)، وكذلك السيوطي في الدرالمنثور (٥/٥٧)، والقرطبي في تفسيره عن عائشة بدون إسناد (١٢ /٢٣١٠)، وأخرجه البيهقي في كتاب /الأدب مختصراً ص١٧٩۔

ہے اور نہ خود تمہارے لئے کہ تم اپنے (یعنی بیوی اور اولاد کے) گھروں سے کھاؤ یا اپنے باپ کے گھر سے یا اپنی ماں کے گھر سے یا اپنے بھائیوں کے گھر سے یا اپنی بہنوں کے گھر سے یا اپنے چچوں کے گھر سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھر سے یا اپنے ماموؤں کے گھر سے یا اپنی خالاؤں کے گھر سے یا جس گھر کی چابیوں کے تم مالک ہو یا اپنے دوست کے گھر سے، تم پر گناہ نہیں کہ آپس میں ملکر کھاؤ یا جدا ہو کر پھر جب تم گھروں میں جاؤ تو اپنے لوگوں کو سلام کہو جو اللہ کی طرف سے مبارک اور عمدہ دعا ہے اسی طرح اللہ تمہارے لئے احکام بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھ لو۔

گھروں کے نگہبان مالک مکان کے گھر سے کھا سکتے ہیں

(روایت نمبر:۴۷۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

كان المسلمون يرغبون في النفير مع رسول الله ﷺ فيدفعون مفاتيحهم إلى أمنائهم ويقولون لهم قد أحللنا لكم أن تأكلوا مما احتجتم إليه فكانوا يقولون: إنه لا يحل لنا أن نأكل إنهم أذنوا لنا من غير طيب أنفسهم وإنما نحن أمناء فأنزل الله: ﴿وَلَا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا - إلى قوله - أَوْمَا مَلَكْتُمْ مَفَاتِحَهُ﴾.

(ترجمہ) لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ جہاد میں نکلنے کو پسند کرتے تھے اور اپنے گھروں کی چابیاں اپنے ایماندار لوگوں کے سپرد کرتے تھے اور ان سے کہتے تھے ہم نے تمہارے لئے حلال کردیا ہے کہ جس چیز کی تمہیں ضرورت ہو اس کو کھا سکتے ہو تو وہ لوگ کہتے تھے کہ ہمارے لئے حلال نہیں ہے کہ ہم کھائیں کیونکہ انہوں نے اپنی دل کی خوشی سے ہمیں اجازت نہیں دی ہم تو صرف نگہبان ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿وَلَا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا﴾ سے لے کر اوما مَلَكْتُمْ مفاتحهٗ تک (یا جس گھر کی چابیوں کے تم مالک ہو)۔

---

(٤٧٢) أخرجه ابن جرير بمعناه عن عبيد الله (١٨/ ١٦٩)، وابن الجوزى فى التفسير وعزاه قولاً المجاهد (٦/ ٦٤)، والبغوى فى تفسيره عن ابن عباس (٣٥٨/٣)، والسيوطى فى الدرالمنثور عن عائشة بهذا اللفظ (٥٨/٥)، والشوكانى عن عائشة فى تفسيره (٤/ ٥٤)، وذكره الواحدى فى أسباب النزول دون عزو لأحد ص ٣٤٤، والسيوطى فى لباب النقول ص ١٦٤، وعزاه للبزار بسند صحيح۔

وأخرجه الهيثمى فى مجمع الزوائد بهذا اللفظ (٨٣/٧)، وعزاه للبزار وقال:رجاله رجال الصحيح۔

سورة الشعراء

﴿وَالَّذِي أَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ﴾	(آیۃ:۸۲)

ترجمہ: اور وہی ہے جس سے مجھے امید ہے کہ وہ انصاف کے دن میری تقصیر معاف کردے گا۔

کافر کو نیک کاموں کا آخرت میں فائدہ نہیں ملے گا

(روایت نمبر:۴۷۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

یا رسول الله إن ابن جدعان كان في الجاهلية يقري الضيف ويصل الرحم ويفعل ويفعل أينفع ذلک؟ قال : "إنه لم يقل يوماً : رب اغفر لي خطيئتي يوم الدين" (۱).

(ترجمہ) یارسول اللہ ابن جدعان جاہلیت کے زمانہ میں مہمان نوازی کرتا تھا صلہ رحمی کرتا تھا اور بہت اچھے اچھے کام کرتا تھا کیا اس کو یہ کام فائدہ پہنچائیں گے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا اس نے ایک دن بھی نہیں کہا ﴿وَالَّذِي أَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ﴾ اے میرے پروردگار! میری خطاؤں کو قیامت کے دن معاف کرنا۔

(فائدہ) یعنی یہ مومن نہیں تھا کہ اس کو اس کے نیک اعمال کا آخرت میں فائدہ پہنچے گا۔

---

(۴۷۳) لم يذكره ابن جرير في تفسيره لهذه الآية۔ وإنما ذكره في تفسيره لسورة الزلزلة (۲٦۹/۳۰)

وأخرجه البغوي في تفسيره (۳۹۰/۳)، والخازن في تفسيره (۱۲۰/۵)، والسيوطي في الدر المنثور (۸٦/۵)۔

وأخرجه مسلم في صحيحه (۱۹٦/۱)، وأخرجه الحاكم في المستدرك وقال: إنه على شرط الشيخين ولم يخرجاه، ووافقه الذهبي في التلخيص (۴۰۵/۲)۔ والبيهقي في كتابه البعث والنشور ص ٦۲۔

﴿فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ وَجُنُوْدُ إِبْلِيْسَ أَجْمَعُوْنَ﴾	(الآیتان: ۹۴-۹۵)

ترجمہ: کیا وہ تمہاری مدد کرتے ہیں یا بدلہ لے سکتے ہیں۔ پھر ان کو اور گمراہ لوگوں کو دوزخ میں اوندھے منہ ڈال دیا جائے گا۔ اور ابلیس کے لشکروں کو سب کو۔

آخرت کے تین خطرناک مواقع

(روایت نمبر:۴۷۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایسا دن بھی ہوگا کہ اس میں ہمیں اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز نہیں بچا سکے گی تو آپ نے ارشاد فرمایا:

"نعم فی ثلاث مواطن : عند المیزان، وعند النور والظلمة وعند الصراط من شاء الله سلمه وأجازه ومن شاء كبكبه فی النار". قالت: یا رسول الله ما الصراط؟ قال: " طریق بین الجنة والنار یجوز الناس علیه مثل حد الموس والملائكة حافون یمیناً وشمالاً یخطفونهم بالكلالیب مثل شوك السعدان وهم یقولون: سلم سلم وأفئدتهم هواء فمن شاء سلمه ومن شاء كبكبه فی النار".

(ترجمہ) تین مواقع پر ایک تو ترازوئے اعمال پر دوسرا روشنی اور تاریکی کے وقت تیسرا پل صراط کے وقت جس کو اللہ چاہیں گے سلامتی عطا فرمائیں گے اور اس کو گزار دیں گے اور جس کو چاہیں گے دوزخ میں گرا دیں گے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! پل صراط کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا جنت اور جہنم کے درمیان ایک راستہ ہے جس سے لوگ گریں گے استرے کی دھار کی طرح ہوگی اور فرشتے دائیں بائیں اس کو گھیرے ہوں گے اونٹ کٹارے کی طرح کے کانٹے لوگوں کو اچک رہے ہوں گے اور فرشتے کہہ رہے ہوں گے سلامتی ہو! سلامتی ہو! اور لوگوں کے دل اڑے ہوئے ہوں گے جس کو اللہ چاہے گا سلامتی عطا فرمائے گا اور جس کو چاہے گا دوزخ میں گرا دے گا۔

---

(٤٧٤) لم أجد من ذكره من المفسرين سوى السيوطی فی الدرالمنثور (٥/ ٩٠)، وأخرجه أبو داود فی سننه، انظر عون المعبود (١٣/ ٩٨)، والترمذی فی جامعه وقال: حدیث حسن غریب (٦٢١٤)، عن أنس بن مالك۔ ومثله أحمد فی المسند (٣/ ١٧٨)، وابن الجوزی فی كتاب الحدائق (٣/٥٢٢،٥٢٧)، والقرطبی فی التذكرة ص٣٣٨۔

﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾	(آیۃ:۲۱۴)

ترجمہ: پس اللہ کے ساتھ دوسرا معبود مت پکارنا کبھی تمہیں سزا نہ ہو جائے۔ اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے۔

حضورؐ آخرت میں کسی کی کسی چیز کا اختیار نہیں رکھیں گے

(روایت نمبر:۴۷۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جب آیت وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ نازل ہوئی تو رسول خدا ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا:

"يا فاطمة بنت محمد يا صفية ابنة عبدالمطلب يا بني عبدالمطلب لا أملك لكم من الله شيئاً سلوني من مالي ما شئتم".

(ترجمہ) اے فاطمہ بن محمد! اے صفیہ بنت عبدالمطلب! اے بنو عبدالمطلب! میں اللہ کے سامنے تمہاری کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا تم میرے مال کے متعلق جو چاہو مانگ سکتے ہو۔

﴿اَلَّذِيْ يَرَاكَ حِيْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ﴾	(الآيتان: ۲۱۸،۲۱۹)

ترجمہ: جو آپؐ کو جس وقت آپ کھڑے ہوتے ہیں اور نمازیوں میں آپ کی نشست و برخاست کو دیکھتا ہے۔

آپؐ اندھیرے میں بھی روشنی کی طرح نظر آتے تھے

(روایت نمبر:۴۷۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ:

(٤٧٥) أخرجه ابن جرير في تفسيره بهذا اللفظ (١٩/ ١١٨)، وابن الجوزي في تفسيره (١٤٧/٦)، والبغوي في تفسيره (٣/ ٤٠١)، والخازن في تفسيره (٥/ ١٢٧)، فما بعدها، وابن كثير في تفسيره (٣/ ٣٤٩)، فما بعدها، والسيوطي في تفسيره (٥/ ٩٥)، والشوكاني في فتح القدير (٤/ ١١٨)، وانظر تفسير النسائي (٢/ ١٣٧)۔ والحديث متفق عليه، انظر اللؤلؤ والمرجان ص٥٢ وأخرجه الإمام أحمد في مسنده (٦/ ١٣٦، ١٨٧)، والترمذي في جامعه (٤/ ٥٥٤)، والنسائي في سننه (٦/ ٢٤٨)، فما بعدها والبيهقي في دلائل النبوة (٢/ ١٧٦)۔

(٤٧٦) أخرجه البغوي في تفسيره قريباً من هذا اللفظ عن أبي هريرة (٣/ ٤٠٢)، ومثله =

كان رسول الله ﷺ يرى في الظلماء كما يرى في الضوء(۱).
(ترجمہ) نبی کریم ﷺ اندھیرے میں بھی ایسے نظر آتے تھے جیسے کہ روشنی میں نظر آتے تھے۔

﴿هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيْمٍ﴾	(الآیتان: ۲۲۱،۲۲۲)

ترجمہ: کیا میں تمہیں بتاؤں شیاطین کس پر اترا کرتے ہیں۔ وہ ہر جھوٹے گناہگار پر اترتے ہیں۔

جادوگر چھپی خبریں کیسے بتاتے ہیں

(روایت نمبر: ۴۷۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ:

سأل أناس النبي ﷺ عن الكهان، فقال: "إنهم ليسوا بشيء" فقالوا: يا رسول الله إنهم يحدثوننا أحياناً بالشيء يكون حقاً، قال: "تلك الكلمة من الحق يخطفها الجني، فيقذفها في أذن وليه فيخلطون فيها أكثر من مائة كذبة".

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ سے کچھ لوگوں نے کاہنوں کے متعلق پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ کچھ نہیں ہے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ ہمیں کوئی ایسی چیز بیان کرتے ہیں تو وہ حق معلوم ہوتی ہے۔

فرمایا: یہ ایک سچا کلمہ ہوتا ہے جس کو جن چراتے ہیں پھر وہ اپنے دوستوں کے کانوں میں ڈال دیتے ہیں پھر وہ لوگ اس کلمہ میں سو جھوٹ ملا کر بیان کر دیتے ہیں۔

=الخازن (۱۲۹/۵)، وابن كثير فى تفسيره (۳۵۲/۳)، والشوكانى فى تفسيره (۱۱۸/٤)۔

وأخرجه بهذا اللفظ عن عائشة البيهقى فى دلائل النبوة (۷٤/٦)، وذكر ابن حجر هذا الحديث فى لسان الميزان عند ترجمته انظره (۳۳۳/۳)، وأصل الحديث وهو أن الرسول ﷺ يرى من وراء ظهره تكريماً له ثابت فى الصحيحين انظره عند البخارى فى فتح البارى (۵۱٤/۱)، ومسلم فى صحيحه (۳۱۹/۱)۔

(٤۷۷)أخرجه ابن جرير فى تفسيره عن عائشة مختصراً (۱۲٦/۱۹)، وأخرج ابن كثير فى تفسيره قريباً منه (۳۵۳/٤)، وأخرجه السيوطى فى تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (۹۹/۵)، وأخرجه الشوكانى فى تفسيره (۱۱۸/٤)۔

وأخرجه البخارى فى صحيحه انظر مع فتح البارى (۵۹۵/۱۰)، ومسلم فى صحيحه (۱۷۵۰/٤)، والإمام أحمد فى مسنده (۸۷/٦)، كلهم عن عائشة۔

(روایت نمبر:۴۷۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"الملائكة تحدث في العنان- والعنان الغمام- بالأمر في الأرض فيجمع الشيطان الكلمة فيقرها في أذن الكاهن كما تقر القارورة فيزيدون معها مائة كذبة".

(ترجمہ) فرشتے بادلوں میں اس کام کے متعلق گفتگو کرتے ہیں جو زمین میں واقع ہونے والا ہوتا ہے تو شیطان جمع ہوکر کے وہ کلمہ سنتے ہیں اور پھر وہ کاہنوں کے کانوں میں ڈال دیتے ہیں جیسے قارورے کو قرار ہوتا ہے پھر وہ لوگ اس کلمہ کے ساتھ سو جھوٹ بڑھا کر بیان کرتے ہیں۔

﴿وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ (۴..) أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُوْنَ (۲۲۵) وَأَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَالَا يَفْعَلُوْنَ﴾	(الآیات: ۲۲۴-۲۲۷)

ترجمہ: اور شاعروں کی راہ پر گمراہ چلا کرتے ہیں۔ آپؐ نے دیکھا نہیں وہ (شاعر) ہر میدان میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اور وہ باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔ مگر جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور اللہ کو بہت یاد کیا اور مظلوم ہونے کے بعد بدلہ لیا اور ظالم جلدی جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ لوٹتے ہیں۔

حضرت حسانؓ کی حضرت عائشہؓ کے نزدیک شان

(روایت نمبر:۴۷۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

استأذن حسان بن ثابت رسول الله ﷺ في هجاء المشركين فقال رسول الله ﷺ: "فكيف بنسبي" فقال حسان: لأسلنك منهم كما تسل الشعرة من العجين، وعن هشام بن عروة عن أبيه قال: ذهبت أسب حسان عند عائشة فقالت: لا تسبه فإنه كان ينافح عن رسول الله ﷺ.

---

(٤٧٨) أخرجه ابن كثير في تفسيره عن عائشة (٣/٣٥٣)، ومثله السيوطي في الدرالمنثور (٩٩/٥)، والشوكاني في تفسيره (١١٨/٤)۔

وأخرجه البخاري في صحيحه انظره مع الفتح (٣٣٨/٦)۔

(٤٧٩) أخرج البغوي في تفسيره قريباً منه (٤٠٤/٣)، وأخرجه الخازن في تفسيره مطولاً (١٣١/٥)، وأخرج الشوكاني في تفسيره روايات بمعناه (١١٩/٤)۔

وأخرجه البخاري في صحيحه بهذا اللفظ عن عائشة۔ انظره مع الفتح (٥٤٦/١٠)۔

(ترجمہ) حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے مشرکین کی مذمت کرنے کی اجازت مانگی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا میرے نسب کا کیا کرو گے تو حضرت حسانؓ نے فرمایا میں اس سے اس طرح سے نکل جاؤں گا جس طرح سے بال کو آٹے سے نکالا جاتا ہے اور حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہنے کے لئے گیا تو انہوں نے کہا کہ ان کو برا نہ کہو کیوں کہ یہ نبی اکرم ﷺ کا (اپنے اشعار میں) دفاع کرتے تھے۔

(فائدہ) حضرت عروہ بن زبیر اکابر تابعین میں سے ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھانجے ہیں جب حضرت عائشہؓ پر تہمت لگی تھی تو حضرت حسان بن ثابتؓ بھی ان تہمت لگانے والوں میں شریک تھے تو اس روایت میں حضرت حسان کو برا بھلا نہ کہنے کی طرف اشارہ ہے۔

﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ﴾	(آیۃ: ۲۲۷)

ترجمہ: مگر جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور اللہ کو بہت یاد کیا اور مظلوم ہونے کے بعد بدلہ لیا اور ظالم جلدی جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ لوٹتے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کی حضرت عمرؓ کے خلیفہ بنانے کی وصیت

(روایت نمبر: ۴۸۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كتب أبي في وصيته سطرين: بسم الله الرحمن الرحيم هذا ما أوصى به أبوبكر بن أبي قحافة عند خروجه من الدنيا حين يؤمن الكافر ويتقي الفاجر ويصدق الكاذب إني استخلفت عليكم عمر بن الخطاب، فإن يعدل فذلك ظني به ورجائي فيه، وإن يجر ويبدل فلا أعلم الغيب: ﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ﴾.

(ترجمہ) میرے والد نے اپنی وصیت میں دو سطریں لکھی تھیں بسم الله الرحمن الرحيم هذا ما اوصى به ابو بكر بن ابى قحافة عنه خروجه من الدنيا حين يؤمن الكافر يتقى الفاجر ويصدق

---

(۴۸۰) أخرجه ابن كثير فى تفسيره بهذا اللفظ عن عائشة (۳/ ۳۵۵)، ومثله السيوطى فى التفسير (۵/ ۱۰۱)۔

وأخرجه ابن سعد فى الطبقات (۳/ ۲۰۰)، والمحب الطبرى فى الرياض النضرة (۱/ ۳۲۰)۔

الكاذب إني استخلفت عليكم عمر بن الخطاب، فإن يعدل فلذلك ظني به ورجائي فيه، وإن يجر ويبدل فلا أعلم الغيب: ﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُوْنَ﴾.

(ترجمہ) اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان بے حد رحم والا ہے یہ وہ وصیت ہے جو ابوبکر بن ابو قحافہ نے اپنی دنیا سے جانے کے وقت کی ہے جس وقت کہ کافر مومن ہو جاتا ہے اور فاجر (بدکار) نیک ہو جاتا ہے اور جھوٹا سچ بولتا ہے میں تم پر حضرت عمر بن الخطاب کو خلیفہ بناتا ہوں اگر یہ عدل کریں گے تو میرا گمان اور میری امید بھی ان سے یہی ہے۔ اور اگر ظلم کریں گے اور بدل جائیں گے تو میں غیب کا علم نہیں رکھتا عنقریب وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا جان لیں گے کہ وہ کس طرح پھرے ہیں۔

سورة النحل

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُوْنَ أَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ﴾	(آیۃ:٦٥)

ترجمہ: آپؐ کہہ دیجئے سوائے اللہ کے جو کوئی آسمانوں میں اور زمین میں ہیں غیب نہیں جانتے اور وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ دوبارہ کب زندہ کئے جائیں گے۔

کیا حضورؐ نے معراج میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا؟

(روایت نمبر:۴۸۱) حضرت مسروق فرماتے ہیں کہ:

کنت متكئاً عند عائشة فقالت: ثلاث من تكلم بواحدة منهن فقد أعظم على الله الفرية' قلت: وما هن؟ قال: من زعم أن محمداً رأى ربه فقد أعظم على الله الفرية قال: وكنت متكئاً فجلست فقلت: يا أم المؤمنين أنظريني ولا تعجلي علي. ألم يقل الله: ﴿وَلَقَدْ رَءَاهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِيْنِ﴾ ﴿وَلَقَدْ رَءَاهُ نَزْلَةً أُخْرٰى﴾ فقالت: أنا أول هذه الأمة سأل عن هذا رسول الله ﷺ فقال: "جبريل لم أره على صورة التي خلق فيها غير هاتين المرتين رأيته منهبطا من السماء ساداً عظم خلقه ما بين السماء والأرض" قالت: أو لم

---

(٤٨١) أخرجه ابن جرير فى تفسير عن عائشة مختصراً (٢٠/ ٥)، وأخرجه السيوطى فى الدرالمنثور بهذا اللفظ (١١٣/٥)، والشوكانى فى تفسيره عن عائشة أيضاً (١٤٣/٤)۔

وأخرجه البخارى ومسلم فى صحيحيهما، انظر اللؤلؤ والمرجان ص ٤٢، والترمذى فى سننه (٢٦٢/٥، ٣٩٤)، وانظره فى مسند الطيالسى فى منحة المعبود (٢/ ٢٥)، والإمام أحمد فى مسنده (٦/ ٢٣٦، ٢٤١)، والبيهقى فى الأسماء والصفات ص٤٣٥، وأبو الشيخ فى العظمة مرسلاً عن زرارة بن أوفى (٢/ ٦٧٧)، والإمام الدارمى فى رده على بشر المريسى ص ١٧٣ ـ وعزاه المزى فى تحفة الأشراف (٣٠٥/١٢)، للنسائى فى سننه الكبرى۔

تسمع الله عزوجل يقول: ﴿لا تدركه الابصار وهويدرك الابصار وهو اللطيف الخبير﴾. أولم تسمع الله يقول: ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أن يكلمه الله إِلَّا وحيا أومن ورائ حجاب﴾ إلى قوله: ﴿حكيم﴾ ' ومن زعم أن محمداً كتم شيئاً من كتاب الله فقد أعظم على الله الفرية والله جل ذكره يقول: ﴿يَأيها الرسول بلّغ ما أنزل إليک من ربک..﴾ إلى قوله ﴿والله يعصمک من الناس﴾ ومن زعم انه يخبر الناس بما يكون في غد فقد أعظم على الله الفرية والله تعالىٰ يقول: ﴿قُل لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾.

(ترجمہ) میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا تھا انہوں نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں جو ان میں سے کسی ایک کا بھی قائل ہوگا اس نے اللہ پر بڑا جھوٹ باندھا ہے میں نے عرض کیا وہ کون سی ہیں؟ انہوں نے کہا (ا) جو یہ کہے کہ حضرت محمدؐ نے اپنے رب کو دیکھا تو اس نے اللہ پر بڑا جھوٹ باندھا حضرت مسروق فرماتے ہیں کہ میں ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا تھا تو میں ٹھیک سے ہو کر بیٹھا اور عرض کیا اے ام المومنین! آپ مجھے مہلت دے دیجئے اور جلدی نہ کیجئے کیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں ہے۔(وَلَقَدْ رَءَاهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِيْنِ) (وَلَقَدْ رَءَاهُ نَزْلَةً أُخْرٰى) (ترجمہ) اور بے شک انہوں نے اسے روشن کنارہ پر دیکھا۔ اور انہوں نے تو اس کو دوبارہ دیکھا۔

تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اس امت میں سب سے پہلے میں نے رسول خدا سے اس کے متعلق سوال کیا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ جبریل تھے۔ میں نے ان کو اصل صورت میں نہیں دیکھا تھا جن میں ان کو پیدا کیا گیا سوائے ان دو حالتوں کے میں نے ان کو آسمان سے ایک وجود کی شکل میں اُترتے ہوئے دیکھا کہ ان کا وجود آسمان اور زمین کے درمیان والے حصہ کو بھر رہا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا۔ لا تدركه الابصار وهويدرك الابصار وهو اللطيف الخبير (ترجمہ) اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہو سکتی اور وہ سب کی نگاہوں کو محیط ہو جاتا ہے اور وہی بڑا باریک بین باخبر ہے۔

کیا آپؐ نے اللہ کا یہ ارشاد نہیں سنا۔ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أن يكلمه الله إِلَّا وحيا أومن ورائ حجاب.

(ترجمہ) ناممکن ہے کہ کسی بندہ سے اللہ تعالیٰ کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردے کے پیچھے سے۔

(۲) اور جو آدمی یہ گمان کرتا ہے کہ محمدؐ نے اللہ کی کتاب میں سے کوئی چیز چھپا دی تو اس نے بھی اللہ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا جب کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَأيها الرسول بلّغ ما أنزل إليک من ربک. (ترجمہ) اے رسول جو کچھ بھی آپ کی طرف

آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے، پہنچا دیجئے۔

(۳)اور جو آدمی یہ گمان کرتا ہے کہ حضور پاکؐ لوگوں کو کل کے حال کی خبر دیتے ہیں تو اس نے بھی اللہ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ. (ترجمہ) کہہ دیجئے کہ آسمان والوں اور زمین والوں میں سے سوائے اللہ کے کوئی غیب نہیں جانتا۔

(فائدہ) حضرت عائشہؓ کا موقف یہی ہے کہ حضورؐ نے معراج میں جناب باری تعالیٰ کی زیارت نہیں کی تھی جبکہ جمہور علماء امت کا مذہب یہی ہے کہ آپؐ نے جناب باری تعالیٰ کی معراج کی شب میں زیارت کی تھی اور یہی قول راجح ہے اس کے دلائل بڑی کتب میں ملاحظہ فرمائیں۔

(فائدہ دوم) جو لوگ حضور ﷺ کو عالم الغیب کہتے ہیں وہ اپنے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فیصلہ یاد رکھیں۔

﴿إِنَّکَ لَاتُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَلَاتُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ﴾	(آیۃ:۸۰)

ترجمہ: بے شک آپؐ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو اپنی آواز سنا سکتے ہیں جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر چل دیں۔

کیا مردے سنتے ہیں

(روایت نمبر:۴۸۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

(٤٨٢)لم أجد من أخرجه من المفسرين بالرواية على هذه الآية إلا الشوكاني في تفسيره قريباً من هذا اللفظ (١٤٦/٤)۔

والحديث متفق عليه أخرجه البخاري و مسلم في كتاب الجنائز من صحيحيهما۔ انظر اللؤلؤ والمرجان ص١٨٦۔

وأخرجه البخاري أيضاً في كتاب المغازي من صحيحه انظره مع الفتح (٣٠١/٧)، وابن أبي داود في مسند عائشة ص ٥٤،وأحمد في مسنده (١٧٦/٦)، والحميدي في مسنده (١١١/١)، وأبويعلى الموصلي في المسند (١٥/٨)، والبيهقي في دلائل النبوة (٩٣/٣)وأخرجه النسائي في سننه قريباً منه (١٠٩/٤)۔

''إنهم ليعلمون الآن أن الذی کنت أقول لهم فی الدنيا وقد قال الله عزوجل: ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ﴾''.

(ترجمہ) یہ (کفار جو جنگ بدر میں ایک کنویں میں قتل ہونے کے بعد پھینکے گئے تھے) اب جانتے ہیں کہ جو میں نے ان کو دنیا میں کہا تھا (حق ہے) جبکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ. (اور آپ مردوں کو نہیں سنوا سکتے)۔

(فائدہ) بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ بدر میں جو کفار قتل ہوئے تھے اور حضور ﷺ نے ان کو مخاطب ہو کر فرمایا تھا تو وہ لوگ صرف اسی وقت حضور ﷺ کی بات کو سن رہے تھے کیونکہ اس حدیث میں الآن کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آگے پیچھے نہیں سنتے بلکہ اس وقت سن رہے تھے کیونکہ آگے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دلیل کے طور پر انک لا تسمع الموتی کو بیان فرمایا کہ حضور ﷺ مردوں کو نہیں سنوا سکتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مردے نہیں سنتے اس کی پہلی شق کا جواب یہ ہے کہ اس میں الآن کا ذکر ہے اور بہت ساری روایات میں الآن کا ذکر نہیں ہے الآن سے بعد کی نفی نہیں جیسا کہ دوسری روایات اس معنی کی تائید کر رہی ہیں اس روایت کے عموم سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار بھی سنتے ہیں۔ اور انک لا تسمع الموتی سے عدم سماع کا عمومی استدلال درست نہیں۔ کیونکہ اس میں نبی کریم ﷺ کے مردوں کو سنوانے کی نفی کی گئی ہے اور یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ آپؐ میں اختیار نہیں کہ وہ مردوں کو سنوا سکیں باقی رہا یہ کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو سناتے ہیں یا نہیں تو بہت ساری احادیث میں اس کا ذکر آتا ہے مردے زندہ کی بات کو سنتے ہیں اس بارے میں دلائل میرے استاذ محترم مولانا سرفراز خان صفدر صاحب دامت برکاتہم کی کتاب سماع الموتی اور تسکین الصدور میں موجود ہیں تھوڑا سا یہ بھی ذہن میں رہے کہ بعض دفعہ زندہ آدمی کسی بات میں مصروف ہو اور اس کی دوسری طرف توجہ ہو تو بات کرنے والے کی بات کو نہیں سنتا کیونکہ توجہ نہیں ہوتی اسی طرح سے بعض دفعہ میت یا تو آخرت کے انعام و اکرام کے حصول میں مشغول ہوتی ہے اور کبھی کافر و مشرک و فاسق عذاب خداوندی میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کو کسی کی گفتگو کی طرف توجہ نہیں ہوتی اس لئے وہ غافل ہو جاتا ہے اس لئے یہ ایک خارجی سبب ہے۔ ورنہ مردوں میں اللہ تعالیٰ نے سننے کی صلاحیت رکھی ہے اور اس کے سماع کے عمومی دلائل کتابوں میں موجود ہیں ان کو دیکھا جا سکتا ہے۔

حضرت عائشہؓ کا مردوں کے عدم سماع کے قول سے رجوع بھی ثابت ہے جس کو حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری شرح بخاری میں نقل کیا ہے اس لئے آپؓ کا سابقہ قول حجت نہ رہا۔

آج کل جو لوگ قبور پر اپنی حاجات پورا کرنے کے لئے جاتے ہیں اور ایسی عرضیاں پیش کرتے ہیں اس کو بھی اس تناظر میں دیکھا جائے اکثر طور پر اہل قبور ان کی باتوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور ہوں بھی تو ان کے اختیار میں کوئی چیز نہیں ہوتی۔

باقی صحیح احادیث میں یہ بات وارد ہوتی ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کی قبر کے پاس سے گزرے اور وہ اس کو سلام کرے اور قبر والا بھی اس کو جانتا ہو تو اس کو سلام کرنے سے پہچان لیتا ہے اور اس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے اس حدیث میں چونکہ عموم ہے اس لئے سلام اور سلام کا جواب اور سلام کرنے والے کو پہچاننا ہر مردے کیلئے ثابت ہے۔

سورة القصص

﴿فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوْۤا إِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ﴾	(آیۃ:۲۹)

ترجمہ: پھر جب موسیٰ وہ مدت پوری کر چکے اور اپنے گھر والوں کو لے کر روانہ ہوئے تو کوہ طور کی طرف سے ایک آگ دیکھی اپنے گھر والوں سے فرمایا ٹھہرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے شاید میں آپ کے پاس وہاں سے کچھ خبر یا آگ کا انگارہ لے آؤں تا کہ تم تاپ لو۔

حضرت موسیٰؑ کو بے گمان نبوت مل گئی

(روایت نمبر:۴۸۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

كن لما لا ترجو أرضى منك لما ترجو فإن موسى بن عمران خرج يقتبس ناراً فرجع بالنبوة.

(ترجمہ) جس چیز کی تمہیں امید نہ ہو اس سے زیادہ راضی رہو اس کی بنسبت جس کی تمہیں امید ہو کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ کے انگارے لینے گئے تو نبوت لے کر واپس آئے۔

(فائدہ) یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ذکر اختصاص کے ساتھ ہے کہ بندے کے ساتھ وہ کتنا اچھا معاملہ کرتے ہیں بس اللہ کی رضا پر راضی رہنا چاہئے۔

(٤٨٣)أخرجه السيوطى فى الدرالمنثور (٥ /١٤٧)، والشوكانى فى فتح القدير (١٦٦/٤)۔

وأخرجه الخطيب فى تاريخه عن أبى ذر مرفوعاً بأطول من هذا (٢ /١٢٨)، والهيثمى فى مجمع الزوائد وعزاه للطبرانى فى الصغير والأوسط وإسناده حسن (٧ /٨٨)، وانظره فى الروض الدانى إلى المعجم الصغير للطبرانى (٨٩/٢)۔

سورج اور چاند گرہن کی نماز

(روایت نمبر:۴۸۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أن رسول الله ﷺ كان يصلي في كسوف الشمس والقمر أربع ركعات وأربع سجدات يقرأ في الركعة الأولى بالعنكبوت أو الروم وفي الثانية يس.

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ سورج گرہن اور چاند گرہن میں چار رکعات پڑھتے تھے اور چار سجدے (ایک رکعت کے دو سجدے) کرتے تھے اور پہلی رکعت میں سورۂ عنکبوت یا سورۂ روم پڑھتے تھے اور دوسری رکعت میں سورۂ یٰسین پڑھتے تھے۔

﴿أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنْكَرَ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللَّهِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ﴾	(آیۃ:۲۹)

ترجمہ: کیا تم مردوں سے شہوت رانی کرتے ہو اور ڈاکے ڈالتے ہو اور تم اپنی بھری مجلس میں مکروہ

(٤٨٤) أخرجه السيوطى فى الدرالمنثور (١٤١/٥)، والشوكانى فى فتح القدير (١٨٤/٤)۔
وأخرجه الدارقطنى فى سننه بهذا اللفظ (٦٤/٢)، وإسناده حسن وأصله فى الصحيحن۔
انظر اللؤلؤ والمرجان ص ١٧٦، فما بعدها۔

(٤٨٥) أخرجه ابن جرير الطبرى فى تفسيره (٢٠/ ١٤٥)، والبغوى فى تفسيره (٤٦٦/٣)، وابن الجوزى فى زاد المسير (٢٦٩/٦)، والخازن فى تفسيره (١٩٢/٥)، وابن كثير فى تفسيره (٤١١/٣)، والسيوطى فى الدرالمنثور (١٤٤/٥)، والشوكانى فى فتح القدير (١٩٦/٤)۔
وأخرجه البخارى فى التاريخ الكبير من رواية عمر بن مصعب بن الزبير (١٩٦/٦)۔ وهو ضعيف لا يروى إلا عن عروة ولا يتابع على حديثه ولا يعرف إلا به، انظر لسان الميزان (٣٣١/٤)، والضعفاء الكبير للعقيلى (١٨٩/٣)، والصواب وقفه على عائشة كما هو عند ابن كثير۔

کام کرتے ہو تو ان کی قوم کا اس کے سوا کوئی جواب نہیں تھا کہ ہم پر اللہ کا عذاب لے آؤ اگر تم سچے ہو۔

مجلس میں پاد مارنا

(روایت نمبر:۴۸۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنْكَرَ﴾ کی تفسیر میں فرماتی ہیں کہ اس سے مراد مجلس میں پاد مارنا ہے۔

﴿أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾	(آیۃ:۵۱)

ترجمہ: کیا یہ ان کیلئے کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے بے شک اس میں رحمت ہے، اور ان لوگوں کیلئے جو مانتے ہیں نصیحت ہے۔

حضرت عائشہؓ کا تقوی

(روایت نمبر:۴۸۶) حضرت ابن ابی ملیکہؒ فرماتے ہیں کہ

أهدى عبدالله بن عامر بن كرز إلى عائشة رضي الله عنها هدية فظنت أنه عبدالله بن عمرو فردتها وقالت: يتتبع الكتب وقد قال الله: ﴿أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ﴾ فقيل لها إنه عبدالله بن عامر فقبلتها(۱).

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عامر بن کرز نے حضرت عائشہؓ کی طرف ایک ہدیہ بھیجا تو حضرت عائشہؓ نے سمجھا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو نے ان کو یہ ہدیہ بھیجا ہے تو اس کو واپس لوٹا دیا' اور فرمایا: کہ وہ لکھنے کی تلاش میں رہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ﴾ تو ان سے عرض کیا گیا یہ ہدیہ عبداللہ بن عامر نے بھیجا ہے تو حضرت عائشہؓ نے اُس کو قبول کرلیا۔

---

(٤٨٦) لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر في هذه الآية سوى السيوطي في الدرالمنثور (١٤٩/٥)، ولم أطلع عليه عند ابن عساكر ولا وجدته عند غيره۔

سورة الروم

﴿فَإِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ﴾	(آیۃ:۵۲)

ترجمہ: بے شک تو مردوں کو نہیں سنا سکتا اور نہ بہروں کو آواز سنا سکتا ہے جب وہ پیٹھ پھیر کر چل دیں۔

عدم سماع موتی کا استدلال

(روایت نمبر:۴۸۷) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کے کنویں پر کھڑے ہو کر کفار کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

"**هل وجدتم ما وعد ربكم حقاً**" ثم قال: "**إنهم الآن يسمعون ما أقول**" فذكر لعائشة رضى الله عنها فقالت: إنما قال النبى ﷺ: "**إنهم الآن ليعلمون أن الذى كنت أقول لهم هو الحق**" ثم قرأت: ﴿**إِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی..**﴾ حتى قرأت الآية.

(ترجمہ) کیا جو کچھ تمہارے رب نے (عذاب کا) وعدہ فرمایا تھا کیا اس کو تم نے حق پایا پھر فرمایا کہ یہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ اب سن رہے ہیں۔ پھر یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے ذکر کی گئی تو فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ اب جان رہے ہیں جو میں ان کے لئے کہہ رہا تھا اور یہ حق

---

(٤٨٧)أخرجه ابن كثير فى تفسيره (٣/ ٤٣٨)، والسيوطى فى الدرالمنثور (٥/ ١٥٧)، والشوكانى فى فتح القدير (٤/ ٢٢٥)۔

والحديث متفق عليه أخرجه البخارى فى المغازى ومسلم فى الجنائز انظر اللؤلؤ والمرجان ص ١٨٦، والنسائى فيى سننه/كتاب الجنائز (٤/ ١١٠)، والإمام أحمد فى المسند (٦/ ٢٧٦)، والزركشى فى الإجابة فيما استدركته عائشة على عبدالله بن عمر بن الخطاب ص ١٠٩، والصواب قول عبدالله بن عمر وغيره لأن غيرها حضرت وعائشة لم تحضر۔ والله أعلم۔

تھا۔ پھرانہوں نے ﴿إِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی..﴾ والی پوری آیت پڑھ لی۔

(فائدہ) اس میں الآن کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دنیا میں چونکہ آخرت کا اور عذاب کا مشاہدہ نہیں ہوا تھا اس لئے اس کو جھوٹ سمجھتے تھے لیکن اب انہوں نے میری بات کو حق دیکھ لیا تو الآن سے اس کی طرف اشارہ ہے۔ اس کی طرف نہیں کہ ابھی سن رہے ہیں اور بعد میں نہیں سنیں گے باقی حضرت عائشہؓ کا اس آیت سے استدلال کرنا کچھ تو اس کی تفصیل سورۂ شعراء کی آیت ۵۶ کے نیچے گزر چکی ہے اور مزید یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سماع کے قول سے رجوع بھی ثابت ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری شرح بخاری میں ذکر کیا ہے۔

﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَّشَيْبَةً يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ﴾	(آیۃ:۵۴)

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے تمہیں کمزور حالت میں پیدا کیا پھر کمزوری کے بعد قوت دی پھر قوت کے بعد ضعف اور بڑھاپا بنایا وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہی جاننے والا قدرت والا ہے۔

(روایت نمبر:۴۸۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ یہ الفاظ ﴿خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا﴾ (سورۂ روم) میں پڑھا کرتے تھے۔

(٤٨٨) ذكر البغوى فى قراءتين فى ضم الضاد وفتحها، من كلمة (ضعف) والضم لغة قريش والفتح لغة تميم (٣ /٤٨٧)، ولم يسندهما لأحد، ومثله ابن الجوزى فى التفسير عند آية الأنفال: " الآن خفف الله عنكم وعلم أن فيكم ضعفاً)(٣ /٣٧٨)، وأورده ابن كثير فى تفسيره من حديث ابن عمر (٣ /٤٣٩)، والسيوطى فى الدرالمنثور عن عائشة بهذا اللفظ (١٥٨/٥)، وأشار إلى القراءتين الشوكانى فى الفتح (٤ /٢٢٤)، والقراءتان متواترتان قرأ عاصم وحمزة بفتح الضاد والباقون من القراء بضمها۔ انظر الحجة فى القراءات السبع لابن زنجلة ص ٥٦٢۔

وأخرجه الترمذى فى جامعه عن عبدالله بن عمرو وحسنه (٥ /١٨٩)، وأبو داود فى سننه عن ابن عمر ۔ انظر عون المعبود (١١/١١)۔

سورة لقمان

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِى لَهُوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾	(آیۃ:٦)

ترجمہ: اور ایک وہ لوگ ہیں جو کھیل کی باتوں کے خریدار ہیں تا کہ جو بے سمجھے خدا کی راہ سے گمراہ کریں اور اس کو مذاق میں اڑائیں ایسے لوگوں کیلئے ذلت کا عذاب ہے۔

گانے والیوں کی مذمت

(روایت نمبر:۴۷۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"إن الله حرم القينة وبيعها وثمنها والاستماع إليها" ثم قرأ:﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِى لَهُوَ الْحَدِيثِ﴾.

اللہ تعالیٰ نے گانے والی کو حرام قرار دیا ہے اور اس کے بیچنے کو بھی اور اس کی قیمت کو بھی اور اس کی تعلیم کو بھی اور اس کے سننے کو بھی پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِى لَهُوَ الْحَدِيثِ﴾ (ترجمہ) اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو لغو باتوں کو مول لیتے ہیں۔

(٤٧٩) أخرجه الطبراني في تفسيره عن أبي أمامة (٢١ / ٦٠)، ومثله البغوى فى تفسيره (٤٨٩/٣)، وكذلك الخازن في تفسيره أيضاً (٢١٣/٥)، وكذلك ابن كثير في تفسيره (٤٤٢/٣)، والسيوطى فى الدرالمنثور عن عائشة بهذا اللفظ (١٥٩/٥)، وأخرجه الشوكاني بهذا اللفظ أيضاً عن عائشة، انظر الفتح (٤ /٢٢٨)، وأخرجه الترمذى في جامعه عن أبي أمامة (٣٤٦/٥)، ومثله الطبراني في الكبير (٢٥١/٨، ٢٥٣، ٢٥٤)، والهيثمي في مجمع الزوائد (٤ /٩١)، عن عائشة، وأخرجه البيهقى فى سننه (١٤/٦، ١٥)، قلت: عامة طرق حديث أبي أمامة لا تصح۔

لأن في إسناده عبيدالله بن زحر عن على بن يزيد عن القاسم بن عبدالرحمن الدمشقي وثلاثتهم كلهم ضعفاء انظر تراجمهم في تقريب التهذيب (٥٣٢/١، ٤٦/٢، ١١٨)۔

سورة السجدة

رات کوان چار سورتوں کی تلاوت کا فائدہ

(روایت نمبر:۴۹۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”من قرأ فی ليلة: ألم السجدة، ويس، واقتربت الساعة، وتبارك الذی بيده الملك، كن له نوراً وحرزاً من الشيطان ورفع له الدرجات إلی يوم القيامة“.

(ترجمہ) جس نے کسی رات میں الم سجدة اور سورة یٰس اوراقتربت الساعة، وتبارك الذی بيده الملك پڑھیں تو یہ اس کے لئے نوراور اس کے لئے شیطان سے بچاؤ بنیں گی اور قیامت کے دن اس کے درجات کو بلند کر دیا جائے گا۔

---

(٤٩٠) أخرجه ابن كثير فی تفسيره مختصراً عن جابر(٣/٤٥٦)، والسيوطی فی الدر المنثور عن عائشة بهذا اللفظ (٥/١٧٠)، ومثله الشوكانی فی فتح القدير(٤ /٢٣٨)، وأخرج ابن الضريس فی فضائل القرآن عن كعب قريباً منه ص ١٦٥۔

وأخرجه السيوطی بهذا اللفظ فی جامع الأحاديث عن عائشة وعزاه لأبی الشيخ فی العظمة (٦/٥٤٣)، وكذلك علاء الدين الهندی فی كنزالعمال (١/ ٥٣٧)۔ ولم أطلع علی رجال السند حتی يمكن الحكم عليه، وقد ورد فی فضائل هذه السور مفردة أحاديث حسنة۔

سورة الأحزاب

﴿أُدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ اللهِ فَإِن لَّمْ تَعْلَمُوا آبَاءَ هُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُم بِهِ وَلَكِن مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ وَكَانَ اللهُ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾	(آیۃ:۵)

ترجمہ: لے پالکوں کو ان کے اصلی باپوں کی طرف نسبت کر کے پکارو یہی اللہ کے نزدیک انصاف ہے پھر اگر تم ان کے باپوں کو نہیں جانتے تو وہ تمہارے دین کے بھائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں اور تمہیں اس میں بھول، چوک ہو جائے تو تم پر کوئی گناہ نہیں اور لیکن وہ جو تم دل سے ارادہ کرو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

منہ بولے بیٹے کا حکم

(روایت نمبر:۴۹۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

أن أبا حذيفة بن عقبة بن ربيعة بن عبد شمس وكان ممن شهد بدراً تبنى سالماً وأنكحه بنت أخيه هند بنت الوليد بن عتبة بن ربيعة وهو مولى لا مرأة من الأنصار ' كما تبنى النبي ﷺ زيداً وكان من تبني رجلاً في الجاهلية دعاه الناس إليه وورثه من

(٤٩٢) أخرجه ابن الجوزي في تفسيره مختصراً عن ابن عمر (٦ /٣٥٢)، والبغوى فى التفسير (٥٠٦/٣)، ومثله الخازن فى تفسيره (٥ /٢٣٠)، وابن كثير فى التفسير (٤٦٦/٣)، والسيوطى بهذا اللفظ عن عائشة (١٨١/٥)، والشوكانى فى فتح القدير عن ابن عمر (٢٥٤/٤)۔

وأخرجه عبدالرزاق فى مصنفه (٧ /٣٣٠)، وابن أبى شيبة فى مصنفه (١٢ /٤٢٤)، وأخرجه الهيثمى فى مجمع الزوائد (٩ /٢٧٤)، والسيوطى فى مسند عائشة بهذا اللفظ (ص٩٢)، فما بعدها، والحديث ثابت فى صحيح البخارى انظره مع الفتح (٨ /٥١٧)، والطبرانى فى الكبير (٢٤ /٤٩١)۔

میراثه حتی أنزل الله في ذلک : ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَ هُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ﴾ فردوا إلى آباء هم فمن لم يعلم له أب كان مولاً وأخاً في الدين فجاء ت سهلة بنت سهيل بن عمرو إلى النبي ﷺ فقالت: إن سالماً كان يدعى لأبي حذيفة رضي الله عنه وإن الله قد أنزل في كتابه : ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ﴾ وكان يدخل علي وأنا وحدي في منزل ضيق ، فقال النبي ﷺ : "أرضعي سالماً تحرمي عليه".

(ترجمہ) حضرت ابو حذیفہ بن عقبہ بن ربیعہ بن عبد شمس جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے انہوں نے حضرت سالم کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا تھا اور اپنے بھائی کی بیٹی ہند بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ کے ساتھ نکاح کر دیا تھا اور یہ حضرت سالم انصار کی ایک آزاد کردہ عورت کے غلام تھے یہ ایسے ہوا جیسے نبی کریم ﷺ نے حضرت زید کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا تھا، جاہلیت کے زمانہ میں جب کوئی شخص کسی کو اپنا منہ بولا بیٹا بناتا تھا تو لوگ اس کو اسی کا بیٹا کہتے تھے اور اس کی میراث سے اس کو حصہ دیتے تھے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ حکم نازل فرمایا:﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَ هُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ﴾ (ترجمہ) لے پالکوں کو ان کے (حقیقی) باپوں کی طرف نسبت کر کے بلاؤ اللہ کے نزدیک پورا انصاف یہی ہے پھر اگر تمہیں ان کے (حقیقی) باپوں کا علم نہ ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں۔

چنانچہ ایسے لوگوں کو ان کے حقیقی آباء کی طرف منسوب کر کے بلایا جانے لگا اور جن کا باپ معلوم نہیں تھا تو ان کو دینی بھائی کہا جانے لگا۔

حضرت سہلہ بنت سہیل بن عمرو حضور ﷺ کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا سالم ابو حذیفہ کا بیٹا کہا جاتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ حکم نازل کیا ہے﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ﴾ (لڑکوں کو ان کے باپوں کے نام سے پکارو) جبکہ سالم میرے پاس آتا ہے اور میں تنگ گھر میں اکیلی ہوتی ہوں (یعنی اس سے پردہ نہیں کر سکتی) تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ سالم کو دودھ پلا دے یہ تجھ پر حرام ہو جائے گا۔

(فائدہ) یعنی حرمت رضاعت کی وجہ سے تمہیں پردہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی یہ حکم انہی کے لئے خاص تھا اس کے بعد یہ حکم امت کیلئے جاری نہیں ہوا کہ مدت رضاعت ختم ہونے کے بعد اگر کوئی شخص عورت کا دودھ پی لے تو ان کی آپس میں حرمت رضاعت ثابت ہو جائے اب یہ حکم نہیں ہے اب یہ حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی اور ان دونوں کو آپس میں پردہ کرنا ضروری ہوگا۔

جان کر گناہ نہ کرو

(روایت نمبر:۴۹۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

انی لست أخاف علیکم الخطأ ولکن أخاف علیکم العمد.

(ترجمہ) میں تم پر غلطی کے متعلق خوف نہیں کھاتا لیکن جان بوجھ کر جو تم گناہ کرو گے ان کے متعلق ڈرتا ہوں۔

﴿النَّبِیُّ أَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهٗ أُمَّهَاتُهُمْ﴾	(آیۃ:۶)

ترجمہ: نبی پاکؐ مسلمانوں کے معاملہ میں خود ان سے بھی زیادہ دخل دینے کے حقدار ہیں اور آپ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں اور رشتہ دار کتاب اللہ میں ایک دوسرے سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں بنسبت دوسرے مؤمنین اور مہاجرین کے مگر یہ کہ تمہیں اپنے دوستوں سے کچھ سلوک کرنا ہو یہ بات لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔

(روایت نمبر:۴۹۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا:

یا أمه فقالت: أنا أم رجالکم ولست أم نساء کم.

(ترجمہ) اے اماں جان تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میں تمہارے مردوں کی ماں ہوں تمہاری عورتوں کی ماں نہیں ہوں۔ قرآن کریم میں بھی مردوں کے لئے حضور ﷺ کی ازواج کا ماں ہونے کا لفظ آیا ہے ﴿وَأَزْوَاجُهٗ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ ضمیر مردوں کے لئے استعمال ہوتی ہے۔

---

(۴۹۳) لم أجد من ذکره فی تفسیر هذه الآیة غیر السیوطی فی الدرالمنثور (۱۸۲/۵)۔

وأخرجه الهیثمی فی مجمع الزوائد عنها بهذا اللفظ (۶ /۲۵۰)، وعزاه للطبرانی فی الأوسط وقال فیه: بقیة وهو مدلس، وهذا الحدیث منکر فإن الخطأ من طبیعة بنی آدم وجبلته وفی الحدیث الصحیح: "کل بنی آدم خطاء وخیر الخطائین التوابون" أخرجه أحمد فی مسنده (۳ /۱۵۸)، والترمذی فی جامعه (٤ /۶۵۹)، ولفظ الخطأ یشمل ما کان عن نسیان أو عمد۔

(٤۹٤) أخرجه البغوی فی تفسیره عنها بهذا اللفظ (۵۰۷/۳)، وابن الجوزی فی زاد المسیر(۳۵۳/۶)، والخازن فی تفسیره (۲۳۱/۵)، وأشاره إلیه ابن کثیر قولاً لعائشة وصححه (٤۶۸/۳)، والسیوطی فی الدرالمنثور (۱۸۷/۵)، والشوکانی فی فتح القدیر (۲۵۵/٤)۔

وأخرجه ابن سعد فی الطبقات (۶۷/۸)، والبیهقی فی السنن الکبری (۷۰/۷)۔

﴿إِذْ جَآءُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ﴾	(آیۃ:١٠)

ترجمہ: جب وہ تم پر اوپر کی طرف سے اور نیچے کی طرف سے چڑھ آئے تھے اور جب آنکھیں پتھرا گئی تھیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے تھے اور تم اللہ کے ساتھ طرح طرح کے گمان کر رہے تھے۔

اس آیت سے غزوہ خندق مراد ہے

(روایت نمبر:۴۹۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ﴿إِذْ جَآءُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ﴾ کی تفسیر میں فرماتی ہیں کہ اس سے مراد غزوہ خندق کا دن ہے۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾	(آیۃ:٢١)

ترجمہ: تمہارے لئے اللہ کے رسول میں عمدہ نمونہ ہے جو اللہ اور آخرت کے دن کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتا ہے۔

اسلام میں شادی نہ کرنا منع ہے

(روایت نمبر:۴۹۶) حضرت سعد بن ہشام فرماتے ہیں کہ:

أتيت عائشة أم المؤمنين فقلت : يا أم المؤمنين إني أريد أن أتبتل فقالت: لا تفعل ألم

(٤٩٥)أخرجه الطبرى فى تفسيره عنها (١٢٩/٢١)، والسيوطى فى الدرالمنثور أيضاً بهذا اللفظ (١٨٥/٥)، والشوكانى فى فتح القدير (٢٦٠/٤)، ورواهما عامة المفسرين بالأثر عن غير عائشة، والنسائى فى تفسيره (٣٢٣/٢)۔وأخرجه عنها ابن أبى شيبة فى مصنفه (٤١٦/١٤)، والبخارى فى صحيحه عن عائشة انظره مع الفتح (٣٩٩/٧)، ومسلم فى صحيحه (٢٣١٦/٤)، وابن أبى داود فى مسند عائشة ص ٧١: والبيهقى فى دلائل النبوة (٤٣٣/٣)۔

(٤٩٦)أخرجه الإمام أحمد فى مسنده (١١٢،٥٣/٢)، ومثله أبو يعلى الموصلى فى مسنده (٢٧٥/٨)، ومسلم فى صحيحه مطولاً فى صلاة المسافرين (٥١٢/١)، وأبو داود =

تقرأ: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ فقد تزوج رسول الله ﷺ وولد له.

(ترجمہ) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے ام المومنین میں چاہتا ہوں کہ عورتوں سے الگ رہوں (یعنی نکاح سے الگ رہوں) تو انہوں نے فرمایا ایسا نہ کرو کیا تم نے ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ نہیں پڑھی حضور ﷺ نے شادیاں بھی کی تھیں اور آپ کے بچے بھی ہوئے تھے۔

﴿فَمِنْهُم مَّن قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُم مَّن يَّنْتَظِرُ﴾	(آیۃ:۲۳)

ترجمہ: ایمان والوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اس کو سچ کر دکھایا پھر بعض ان میں سے وہ ہیں جو اپنا کام پورا کر چکے اور بعض منتظر ہیں اور انہوں نے اپنے عہد میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

حضرت طلحہؓ کی فضیلت

(روایت نمبر:۴۹۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا:

"یا طلحة أنت ممن قضى نحبه".

=في سننه انظره مع عون المعبود والنسائي في سننه (٣ /٢٤٤)، وعبدالرزاق في مصنفه (٣٩/٣)، والبيهقي في سننه (٤٤٩/٢)، وابن خزيمة في صحيحه (١٤١/٢)، والطحاوي في شرح معاني الآثار (٢٨٠/١)۔

(٤٩٧) أخرجه ابن جرير في تفسيره بنحو من هذا (٢١ /١٤٧)، والبغوي في التفسير بهذا اللفظ عن جابر (٣ /٥٢٠)، وابن الجوزي عن علي بن أبي طالب أنها نزلت في طلحة (٣٧٠/٦)، والخازن في تفسيره (٥ /٢٤٧)، وابن كثير في تفسيره بأكثر من رواية عن معاوية بن أبي سفيان (٤٧٦/٣)، والسيوطي في الدرالمنثور عن عائشة (٥ /١٩١)، والشوكاني في تفسيره عن عائشة أيضاً (٢٦٥/٤)، والواحدي في أسباب النزول ص ٣٧١)۔

وأخرجه الحاكم في المستدرك على شرط الشيخين وخالفه الذهبي في التلخيص (٢ /٤١٥)، وقال في إسناده إسحق بن يحي متروك ليس بشيء، انظر ترجمته في تهذيب التهذيب (١ /٢٥٤). وأخرجه الهيثمي في مجمع الزوائد قريباً من هذا اللفظ (٩ /١٤٩)، وأخرجه في مقدمة سننه (٦٠/١)، والترمذي في جامعه (٣٥٠/٥)، وقال فيه: حديث حسن غريب۔

(ترجمہ) اے طلحہ! تم ان لوگوں میں سے ہو جنہوں نے اپنے عہد کو پورا کرلیا ہے۔

(روایت نمبر:۴۹۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من سره أن ينظر إلى رجل يمشي على الأرض قد قضى نحبه فلينظر إلى طلحة".

(ترجمہ) جس شخص کو یہ بات پسند آئے کہ وہ ایسے شخص کی طرف دیکھے جو زمین پر چل پھر رہا ہے جب کہ اس نے (آخرت کی) ضرورت پوری کرلی ہے تو وہ طلحہ کی طرف دیکھ لے۔

(روایت نمبر:۴۹۹) حضرت عیسیٰ بن طلحہ فرماتے ہیں کہ:

دخلت على أم المؤمنين عائشة و عائشة بنت طلحة وهي تقول لأمها أسماء أنا خير منک وأبي خير من أبيک فجعلت أسماء تشتمها وتقول: أنت خير مني؟ فقالت عائشة رضي الله عنها: ألا أقضين بينكم' قالت: بلى' قالت: فإن أبا بكر رضي الله عنه دخل على رسول الله ﷺ فقال: "انت عتيق من النار' فمن يومئذ سمي عتيقا، ثم دخل طلحة رضي الله عنه فقال: "أنت يا طلحة ممن قضى نحبه".

(ترجمہ) میں حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور عائشہ بنت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حاضر ہوا جب کہ حضرت عائشہ بنت طلحہؓ اپنی والدہ حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ سے کہہ رہی تھیں میں تم سے بہتر ہوں اور میرا باپ تمہارے باپ سے بہتر ہے اور حضرت اسماء ان کو برا بھلا کہہ رہی تھیں اور فرما رہی تھیں تم مجھ سے کیسے بہتر ہو سکتی ہو تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کیا میں تمہارے درمیان فیصلہ نہ کروں تو انہوں نے فرمایا کیوں نہیں تو فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو

---

(۴۹۸)انظر تخريجه في كتب التفسير في الحديث الذى قبله۔

وأخرجه الهيثمي في مجمع الزوائد (۱۴۸/۹)، وعزاه للطبراني في الأوسط وقال فيه صالح بن موسى، متروك۔ انظر ترجمته في تهذيب التهذيب (۴۰۴/۴)،والإمام أحمد في كتابه فضائل الصحابة (۷۴۶/۲)مرسلًا ووصله ابن أبي عاصم في السنة (۶۱۲/۲)، فما بعدها، وأخرجه الترمذي في جامعه (۶۴۴/۵)، بأكثر من رواية، وأبو نعيم في الحلية عن عائشة (۸۸/۱)، وأبو يعلى الموصلي في مسنده (۳۰۲/۸)، وابن حجر في المطالب العالية (۷۸/۴)، وأبو داود الطيالسي في مسنده (۱۴۶/۲)۔

(۴۹۹)انظر تخريجه فيما قبله من كتب التفسير انظر الدرالمنثور (۱۹۲/۵)، وانظر تخريج الحديثين السابقين وأخرجه ابن سعد في الطبقات الكبرى (۲۱۸/۳)، بأكثر من رواية وابن الأثير في أسد الغابة (۴۶۸/۲)۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم دوزخ سے آزاد ہو۔ اسی دن سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب عتیق ہو گیا۔ پھر حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:
اے طلحہ تم ان لوگوں میں سے ہو جنہوں نے اپنی (آخرت کی) ضرورت کو پورا کر دیا ہے۔

﴿وَأَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظٰهَرُوْهُمْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ﴾	(آیۃ:۲۶)

ترجمہ: اور ان اہل کتاب کو جنہوں نے کافروں کی مدد کی تھی ان کے قلعوں سے اتار دیا اور ان کے دلوں میں تمہاری دھاک بٹھا دی اور بعض کو تم قتل کرنے لگے اور بعض کو تم نے قید کر دیا۔

بنو قریظہ کے قتل کا واقعہ

(روایت نمبر:۵۰۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

خرجت يوم الخندق ' أقفو الناس فإذا أنا بسعد بن معاذ رماه رجل من قريش يقال له ابن العرقة بسهم فأصاب أكحله فقطعه فدعا الله سعد فقال: اللهم لا تمتني حتى تقر عيني من قريظة وبعث الله الريح على المشركين وكفى الله المؤمنين القتال ولحق أبو سفيان ومن معه بتهامة ولحق عيينة بن بدر ومن معه بنجد ورجعت بنو قريظة فتحصنوا في صياصيهم ورجع رسول الله ﷺ إلى المدينة وأمر بقبة من أدم فضربت على سعد رضي الله عنه في المسجد وقالت : فجاء جبريل عليه السلام وإن على ثناياه نقع الغبار

(۵۰۰) أورده ابن جرير في التفسير موقوفاً بأطول منه (۲۱/ ۱۵۰)، والبغوي في تفسيره بغير إسناده (۳/ ۵۱ ۲)، ومثله ابن الجوزي في زاد المسير باخصر منه (۶/ ۳۷۱)، والخازن في التفسير ذكر القصة بطولها بدون إسناد (۵/ ۲۵۱)، فما بعدها وابن كثير في التفسير (۳/ ۴۷۹)، والسيوطي بهذا اللفظ عن عائشة (۵/ ۱۹۳)، والشوكاني في فتح القدير عنها مختصراً (۴/ ۴۶۶)۔

وأخرجه ابن أبي شيبة في مصنفه عن عائشة (۱۴/ ۴۰۸)، فما بعدها، وأخرجه الإمام أحمد بأطول من هذا في مسنده عنها (۶/ ۱۴۱)، والبيهقي في دلائل عن عائشة مختصراً (۳/ ۴۴۰)، وفي السنن أيضاً (۹/ ۶۳، ۹۷)، وأصله عن عائشة في الصحيحين۔ انظر ما ء والمرجان ص ۴۵۱۔

فقال: أوَ قد وضعت السلاح لا والله ما وضعت الملائكة السلاح بعد!؟ أخرج إلى بني قريظة فقاتلهم فلبس رسول الله ﷺ لأمته وأذن في الناس بالرحيل أن يخرجوا فأتاهم فحاصرهم خمساً وعشرين ليلة فلما اشتد حصارهم واشتد البلاء عليهم فقيل لهم انزلوا على حكم رسول الله ﷺ قالوا: ننزل على حكم سعد بن معاذ فنزلوا فبعث رسول الله ﷺ إلى سعد بن معاذ فأتي به على حمار فقال رسول الله ﷺ: "أحكم فيهم" فقال: إني أحكم فيهم أن تقتل مقاتلتهم وتسبى ذراريهم وتقسم أموالهم قال: "لقد حكمت فيهم بحكم الله وحكم رسوله".

(ترجمہ) میں جنگ خندق میں لوگوں کے بعد وہاں پہنچی تو میں نے دیکھا کہ حضرت سعد بن معاذؓ کو قریش کے ایک آدمی نے جس کا نام ابن العرقہ تھا ایک تیر مارا اور وہ تیر ان کے ناخونے پر لگا اور اس کو توڑ دیا تو حضرت سعدؓ نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا فرمائی: اللهم لا تمتني حتى تقرعيني من قريظة. اے اللہ مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک کہ بنو قریظہ سے میری آنکھوں کو ٹھنڈا نہ کر دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے مشرکین پر آندھی چلائی اور لڑنے کی جگہ مؤمنین کے لئے اللہ نے خود ہی انتظام کر دیا اور ابوسفیان اور اس کے ساتھ جو لوگ تھے وہ تہامہ کی طرف چلے گئے اور عیینہ بن بدر اور اس کے ساتھ جو لوگ تھے وہ نجد کی طرف چلے گئے اور بنو قریظہ لوٹ کر کے اپنے قلعوں میں چلے گئے اور حضور ﷺ مدینہ طیبہ لوٹ گئے اور چمڑے کے ایک خیمہ کا حکم فرمایا جو حضرت سعدؓ کے اوپر مسجد میں لگا دیا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں اسی دوران حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے جب کہ ان کے اوپر کے ہونٹوں پر ابھی غبار کی تہہ جمی ہوئی تھی انہوں نے فرمایا کیا آپ نے ہتھیار اتار دیئے خدا کی قسم ابھی تک تو فرشتوں نے ہتھیار نہیں اتارے آپ بنو قریظہ کی طرف نکلیں اور ان سے لڑیں تو حضور ﷺ نے اپنا جنگی سامان پہنا اور لوگوں کو چلنے کا حکم فرمایا چنانچہ آپ ﷺ بنو قریظہ کے ہاں پہنچے اور ان کا پچیس راتیں محاصرہ کیا جب ان کا محاصرہ سخت ہو گیا اور ان پر مصیبت شدید ہوئی تو ان سے کہا گیا کہ تم حضور ﷺ کے حکم پر اترو تو انہوں نے کہا کہ ہم سعد بن معاذؓ کے حکم سے اتریں گے چنانچہ وہ اتر آئے تو حضور ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ کی طرف پیغام بھیجا تو ان کو گدھے پر بٹھا کر لایا گیا پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان میں تم فیصلہ کرو تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں ان میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ آپ ان میں سے لڑنے والوں کو قتل کر دیں اور ان کے بچوں کو غلام بنالیں اور ان کے اموال آپس میں تقسیم کر لیں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ: تم نے ان لوگوں میں اللہ کا اور اللہ کے رسول کا حکم نافذ کیا ہے۔

بنوقریظہ کی ایک عورت کے قتل کا عجیب قصہ

(روایت نمبر:۵۰۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

لم يقتل من نسائهم إلا امرأة واحدة قالت والله إنها لعندي تحدث معي وتضحك ظهرا: ورسول الله ﷺ يقتل رجالهم ـ بني قريظة ـ بالسوق إذا هتف هاتف باسمها أين فلانة؟ قالت : أنا والله . قلت: ويحك ما لك قالت: أقتل قلت: ولم ؟ قالت: لحدث أحدثته فانطلق بها فضربت عنقها فكانت عائشة تقول : ما ننسى عجبي منها طيب نفس وكثرة ضحك وقد عرفت أنها تقتل.

(ترجمہ) بنوقریظہ کی عورتوں میں سے صرف ایک عورت کو قتل کیا گیا تھا وہ میرے پاس بیٹھی ہوئی بات کر رہی تھی اور ہنس رہی تھی جب کہ رسول اللہ ﷺ بنوقریظہ کے مردوں کو بازار میں قتل کر رہے تھے ایک ہاتف نے اس عورت کے نام سے آواز دی کہ فلانی کہاں ہے؟ تو اس نے کہا خدا کی قسم میں ہوں میں نے کہا تو تباہ ہو جائے تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا میں قتل ہو جاؤں گی میں نے کہا کیوں؟ تو اس نے کہا ایک حرکت کی وجہ سے جو میں نے کی تھی۔ چنانچہ اس کو لے جایا گیا اور اس کی گردن ماردی گئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اس سے جو مجھے تعجب حاصل ہوا اس کو نہیں بھلا سکتی کہ بڑی صاف دلی اور زیادہ ہنسنے کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی اور اس کو یہ بھی معلوم تھا کہ وہ قتل ہونے والی ہے۔

﴿يَأَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا (۲۸) وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيْمًا﴾	(الآیتان: ۲۸، ۲۹)

ترجمہ: اے نبی آپ اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم دنیاوی زندگی اور یہاں کی رونق

(۵۰۱) لم أجد من أخرجه من المفسرين بالأثر سوى ابن جرير في تفسيره (۲۱/ ۱۵۳)، وأخرجه الإمام أحمد في مسنده عن عائشة بهذا اللفظ (۶/ ۱۴۱)، وأبوداود في سننه عنه وانظر مع عون المعبود (۳۳۱/۷)، وابن سيد الناس في عيون الأثر (۷۳/۲)۔

چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ مال دے دوں اور اچھے طریقے سے رخصت کردوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسولؐ اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو تو تم میں سے نیک عمل کرنے والیوں کیلئے اللہ نے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

حضرت عائشہؓ نے اللہ اور اس کے رسول کو پسند کیا

(روایت نمبر:۵۰۲)

عن جابر في قصة تخيير النبي ﷺ لأزواجه قالت عائشة رضي الله عنها: أفيك أستأمر أبواي؟ بل أختار الله ورسوله.

(ترجمہ) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کو اپنے ہاں رہنے کے اختیار دینے والے قصہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب میں فرمایا تھا کیا میں آپ کے متعلق اپنے والدین سے مشورہ مانگوں؟ نہیں بلکہ میں تو اللہ اور اس کے رسول کو پسند کرتی ہوں۔

﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ﴾	(آیۃ:۳۳)

ترجمہ: اور اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اور زمانہ جاہلیت کے مطابق مت پھرو اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی فرمانبردار رہو اللہ چاہتا ہے کہ تم سے اے نبیؐ کے گھر والو گندی باتوں کو دور رکھے اور تمہیں خوب پاک کرے۔

جاہلیت اولیٰ سے کیا مراد ہے

(روایت نمبر:۵۰۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

(۵۰۲)أخرجه ابن جرير في تفسيره (۲۱/ ۱۵۸)، والبغوي في تفسيره (۳/ ۴۲۶)، وابن الجوزي في زاد المسير (۶/ ۳۷۶)، والخازن في التفسير (۵/ ۲۵۶)، وابن كثير في التفسير (۳/ ۴۸۰)، والسيوطي في الدرالمنثور (۵/ ۱۹۴، ۱۹۵)، والشوكاني في فتح القدير (۴/ ۲۷۲)۔

وأخرجه مسلم مطولاً (۲/ ۱۱۰۳)، والإمام أحمد في مواضع من مسنده (۶/ ۷۷، ۱۰۳، ۱۵۲، ۱۶۳)، والترمذي في جامعه (۵/ ۳۵۱)، وقال: حديث حسن صحيح، والنسائي في سننه (۶/ ۵۵، ۱۶۰)، وانظر مسند البزار (۱/ ۳۲۱)۔

(۵۰۳)ذكره ابن الجوزي في زاد المسير وعزاه قولاً للكلبي (۶/ ۳۸۰)۔=

أنها تلت هذه الآية فقالت: الجاهلية الأولى التي ولد فيها إبراهيم عليه السلام(٢).
(ترجمہ) انہوں نے یہ آیت تلاوت کی پھر فرمایا کہ جاہلیت اولی سے مراد وہ زمانہ ہے جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔

﴿إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾	(آیۃ:۳۳)

ترجمہ: اور اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اور زمانہ جاہلیت کے مطابق مت پھرو اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی فرمانبردار رہو اللہ چاہتا ہے کہ تم سے اے نبیؐ کے گھر والو گندی باتوں کو دور رکھے اور تمہیں خوب پاک کرے۔

آیت تطہیر کی تفسیر

(روایت نمبر:۵۰۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:
خرج رسول الله ﷺ غداة وعليه مرط مرحل من شعر أسود فجاء الحسن والحسين رضي الله عنهما فأدخلهما معه ثم جاء علي فأدخله معه ثم قال: ﴿إِنَّمَا يُرِيْدُ

=وأخرجه السيوطى فى الدرالمنثور بهذا اللفظ (٥ /١٩٧)، والشوكانى فى فتح القدير عنها بإبدال لفظ: (ولد فيها إبراهيم) ولد بها على عهد إبراهيم (٢٧٣/٤)۔
(٥٠٤)أخرجه ابن جرير فى تفسيره (٢٢ /٦)، والبغوى فى تفسيره (٣ /٥٢٩)، وابن الجوزى فى زاد المسير (٦ /٣٨١)، والخازن فى تفسيره (٢٩٥/٥)، وابن كثير فى تفسيره (٤٨٥/٣)،والسيوطى فى تفسيره (١٩٨/٥)، والشوكانى فى التفسير (٢٧١/٤)۔
وأخرجه ابن أبى شيبة فى مصنفه (٧٢/١٢، ٧٣)، وأخرجه أحمد فى المسند عن عائشة مختصراً (١٦٢/٦، ٢٩٨)، وأخرجه فى كتابه فضائل الصحابة مطولاً عن أم سلمة (٥٨٧/٢)،ومسلم فى صحيحه (١٨٨٣/٤)،وأبو داود فى سننه عن عائشة مختصراً، انظره مع عون المعبود (٧٦/١١)، والترمذى فى جامعه مختصراً (١١٩/٥، ٣٥١)، وأخرجه الحاكم فى مستدركه عن عائشة مختصراً على شرط الشيخين ووافقه الذهبى (١٨٨/٤)،وأخرجه مطولاً أيضاً عن واثلة بن الأسقع على شرط الشيخين وسكت عنه الذهبى ، وعن أم سلمة على شرط الشيخين ووافقه الذهبى، إنه على شرط مسلم (٤١٦/٢)۔

اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾.

(ترجمہ) جناب نبی کریم ﷺ صبح کے وقت نکلے جب کہ آپ ﷺ نے سیاہ بالوں سے منقش ایک چادر اوڑھی ہوئی تھی آپ ﷺ کے پاس حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما آئے تو آپؐ نے ان کو اپنے ساتھ اس چادر میں داخل کیا پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو ان کو بھی چادر کے نیچے داخل کیا پھر فرمایا ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾.

(فائدہ) اس تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حسن اور حضرت حسین اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس آیت کے تحت اہل بیت میں داخل ہیں ان حضرات کا اس لفظ سے اہل بیت میں داخل ہونا حضور ﷺ کے اس عمل کی وجہ سے ہے اور حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کا اہل بیت میں داخل ہونا خود قرآن کریم کی اس آیت کے سیاق وسباق سے بڑی وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔

﴿وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللهُ مُبْدِيهِ﴾	(آیۃ: ۳۷)

ترجمہ: اور جب آپؐ اس شخص سے فرما رہے تھے جس پر اللہ نے انعام کیا تھا اور آپؐ نے بھی انعام کیا تھا اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھ اور اللہ سے ڈر اور آپؐ اپنے دل میں وہ چیز بھی چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور آپؐ لوگوں سے ڈر رہے تھے حالانکہ اللہ سے آپؐ کو زیادہ ڈرنا چاہئے پھر جب زیدؓ اس عورت سے اپنی غرض پوری کر چکا ہم نے اس سے آپؐ کا نکاح کر دیا تاکہ مسلمانوں پر ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے (نکاح کے) بارے میں کوئی گناہ نہ رہے جب وہ ان سے اپنی حاجت پوری کرلیں اور اللہ کا حکم ہو کر رہنے والا ہے۔

منہ بولے بیٹے کی بیوی کا حکم

(روایت نمبر: ۵۰۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

لو كان النبي ﷺ كاتما شيئاً من الوحي لكتم هذه الآية: ﴿وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللهُ

(٥٠٥) أخرجه ابن جرير في التفسير مختصراً (٢٢ /١٣)، ومثله البغوي في تفسيره (٥٣١/٣)، والخازن في التفسير (٥ /٢٦٢)، وابن كثير في تفسيره (٣ / ٤٩١)، والسيوطي في الدرالمنثور (٢٠٢/٥)، والشوكاني في فتح القدير (٢٧٧/٤)، وأخرج عبد بن حميد في =

عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ﴾ يعني الإسلام ﴿وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ﴾ بالعتق، ﴿أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ﴾ - إلى قوله ﴿وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا﴾ وإن رسول الله ﷺ لما تزوجها قالوا: تزوج حليلة ابنه فأنزل الله: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ وكان رسول الله ﷺ تبناه وهو صغير فلبث حتى صار رجلاً يقال له زيد بن محمد فانزل الله: ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ﴾.

(ترجمہ) اگر نبی کریم ﷺ وحی کی کوئی چیز چھپاتے تو وہ اس آیت کو چھپاتے ﴿وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ﴾۔ معنی یہ ہے کہ جب آپ اس شخص کے لئے جس پر اللہ نے اسلام کا انعام فرمایا تھا اور آپ نے اس کو آزاد کرنے کا انعام فرمایا تھا یہ کہا کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس روک کے رکھ اور اللہ سے ڈر اور آپ اپنے دل میں ایک چیز کو چھپا رہے تھے جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور آپ لوگوں سے ڈرتے تھے۔ حالانکہ اللہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ آپ اس سے ڈریں۔ پھر جب زید نے اس سے اپنی حاجت پوری کر لی تو ہم نے اس سے آپ کا نکاح کر دیا تا کہ مسلمانوں پر ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں کوئی گناہ نہ ہو جب کہ وہ ان سے حاجت پوری کر لیں اور اللہ کا حکم ہو کر رہنے والا ہے۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت زینب سے نکاح کیا تھا تو لوگوں نے کہا کہ حضور پاک ﷺ نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (ترجمہ) آپ ﷺ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن آپ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو ان کے بچپن سے ہی منہ بولا بیٹا بنایا تھا اور وہ اسی حالت میں رہے حتیٰ کہ بڑے ہو گئے اور ان کو زید بن محمد کہا جاتا رہا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا:

ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ. (ترجمہ) ایسے بچوں کو ان کے باپ کے ناموں سے پکارو یہی اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے۔

=مسنده جزء منه انظر المنتخب (٣/ ١٠٣، ١٠٤)، والترمذی فی جامعه وقال: حدیث حسن صحیح (٥/ ٣٥٣)، والطبرانی فی المعجم الکبیر بأکثر من طریق عن عائشة (٢٤/ ٤١)۔
وأخرجه البخاری فی صحیحه انظره مع الفتح (١٣/ ٤٠٣)، من حدیث أنس بن مالك، وانظر النکت الظراف لابن حجر علی تحفة الأشراف (١١/ ٣٨٥)۔

حضرت زینب کا حضورؐ سے نکاح آسمان پر ہوا

(روایت نمبر:۵۰۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

یرحم الله زینب بنت جحش ' لقد نالت في هذه الدنیا الشرف الذي لا یبلغه شرف إن الله زوجها نبیه ﷺ في الدنیا ونطق به القرآن.

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ حضرت زینب بنت جحش پر رحمت فرمائے انہوں نے اس دنیا میں وہ شرف حاصل کیا جس کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا اپنے نبی کے ساتھ دنیا میں نکاح کر دیا اور قرآن پاک میں ان کے نکاح کی گواہی دی۔

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾	(آیۃ:۴۰)

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے خاتمہ پر ہیں اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

حضورؐ خاتم النبیین ہیں

(روایت نمبر:۵۰۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

قولوا خاتم النبيين ولا تقولوا لا نبي بعده.

(ترجمہ) حضور ﷺ کو خاتم النبیین کہو لیکن یہ مت کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

---

(۵۰۶)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر غير السيوطى فى الدرالمنثور (۲۰۲/۵)۔
وأخرجه ابن سعد فى الطبقات الكبرى (۱۰۸/۸)، والذهبى فى سيرأعلام النبلاء (۲۱۵/۲)، وابن حبان فى صحيحه (۱۳۳/۵)۔

(۵۰۷)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر غير السيوطى فى الدرالمنثور (۲۰٤/۵)، وانظر مصنف ابن أبى شيبة (۱۱۰/۹)،

ولعل قصد أم المؤمنين هذا أن (خاتم النبيين) وردت فى القرآن، وقد ورد فى السنة لفظ (لا نبى بعدى) فقد أخرجه البخارى، انظره مع الفتح (۱۱۲/۸)، ومسلم فى صحيحه (۱۸۷۰)، أولم يبلغها الحديث المجيز بهذا اللفظ۔

(فائدہ) اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قرب قیامت آنے کے متعلق تنبیہ ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نفی ہو جاتی۔ ہاں اگر یہ کہا جائے کہ کوئی نیا نبی نہیں آئے گا تو پھر درست ہے لیکن مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قرب قیامت آنے سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے لوگوں کو گمراہ کرنا شروع کیا اور خود عیسیٰ بن مریم علیہ السلام بن بیٹھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو ناکام و نامراد کیا ٹٹی خانہ میں مرا اور دوزخ کے گڑھے میں جا گرا۔

حضرت عائشہؓ اور حضرت زینبؓ کا آپس میں فخر

(روایت نمبر: ۵۰۸) حضرت محمد بن عبداللہ بن جحش فرماتے ہیں کہ

تفاخرت زينب و عائشة رضي الله عنهما فقالت زينب رضي الله عنها: أنا الذي نزل تزويجي من السماء وقالت عائشة رضي الله عنها: أنا الذي نزل عذري من السماء في كتابه حين حملني ابن المعطل على الراحلة فقالت لها زينب رضي الله عنها: ما قلت حين ركبتها قالت: قلت: حسبي الله ونعم الوكيل قالت: قلت كلمة المؤمنين.

(ترجمہ) حضرت زینب اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپس میں فخر کی بات کی تو حضرت زینبؓ نے فرمایا کہ میں وہ ہوں کہ میرا نکاح آسمان سے اترا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں وہ ہوں جس کی صفائی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں آسمان سے اتاری ہے جب ابن معطل نے مجھے اپنی سواری پر سوار کیا تھا تو ان سے حضرت زینبؓ نے فرمایا جب آپ سوار ہوئی تھیں تو آپ نے کیا کہا تھا فرمایا کہ میں نے کہا تھا **حسبي الله ونعم الوكيل** میرے لئے اللہ کافی ہے اور وہی بہتر کارساز ہے تو انہوں نے فرمایا کہ آپ نے مومنین والا کلمہ کہا تھا۔

---

(۵۰۸) أخرجه ابن جرير في تفسيره مختصراً (۲۲/۱٤)، والبغوى فى التفسير من حديث أنس (۳/۵۳۲)، والخازن فى التفسير (۵/۲٦۳)، وابن كثير فى تفسيره عن عائشة وأنس (۱/٤۳۱، ۳/٤۹۱)، والسيوطى فى الدرالمنثور (۵/۲۰٤)۔

والحديث ثابت فى الصحيح انظره فى البخارى مع الفتح (۱۳/٤۰۳)، وأخرجه الحكيم الترمذى فى نوادر الأصول ص ۱۸۹۔

وسبق تخريجه فى تفسير آية:۱۷۳ من آل عمران۔

﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْ إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا﴾	(آیۃ:۴۹)

ترجمہ: اے ایمان والو جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر ان کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دو تو تمہاری ان پر کوئی عدت نہیں کہ جس کو تم شمار کرنے لگو پس تم ان کو کچھ فائدہ (مال) دے دو اور ان کو اچھے طریقے سے رخصت کرو۔

طلاق اور غلام آزاد کرنے کا حکم کب لگتا ہے

(روایت نمبر:۵۰۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

أن رسول الله ﷺ قال: "لا طلاق إلا بعد نكاح ولا عتق إلا بعد ملك"(١).

(ترجمہ) جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لا طلاق إلا بعد نكاح ولا عتق إلا بعد ملك".

طلاق نکاح کے بعد ہی ہو سکتی ہے اور آزاد کرنا مالک بننے کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔

(فائدہ) یعنی قبل از نکاح کوئی شخص کسی عورت کو طلاق نہیں دے سکتا اور نہ ہی مالک ہونے سے پہلے کسی غلام کو آزاد کر سکتا ہے۔

---

(٥٠٩)أخرجه ابن كثير (٣ /٤٩٨)، عن علي بن أبي طالب والسيوطي في الدرالمنثور عن عائشة (٥/٢٠٨)، والشوكاني في فتح القدير (٤/٢٨٥)۔

وأخرجه الحاكم في المستدرك عن عائشة وقال: إنه على شرط الشيخين ولم يخرجاه (٢/٤١٩)، وابن ماجه في سننه عن علي بن أبي طالب والمسور بن مخرمة (١/٦٦٠)،ومثله البيهقي في سننه عن علي بن ابي طالب (٧ /٣٢٠)، والطبراني في المعجم الصغير (١ /١٦٩،٢٠٢)،وعن عبدالله بن عمر قال فيه الهيثمي : ضعيف لضعف جويبر بن سعيد (٤ /٣٣٤)، وحديث علي بن أبي طالب قال: رجاله ثقات (٤ /٣٣٤)، أما حديث عائشة عندالحاكم فسكت عنه الذهبي في التلخيص۔

﴿يَأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ الَّتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ الَّتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِن وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ......﴾	(آیۃ:۵۰)

ترجمہ: اے نبی بے شک ہم نے آپ کیلئے وہ عورتیں حلال کردیں جن کا آپ حق مہر دے چکے ہیں اور جو آپ کی باندیاں ہیں جن کو اللہ نے آپ کو غنیمت میں دلوایا ہے اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہو اور اس مسلمان عورت کو جو بغیر مہر کے خود کو نبی کو بخش دے بشرطیکہ نبی اس کو نکاح میں لانا چاہے یہ سب آپ کیلئے مخصوص ہے نہ کہ اور مؤمنین، کیلئے اور ہمیں معلوم ہے جو ہم نے مردوں پر ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں مقرر کیا ہے تا کہ آپ پر کسی قسم کی تنگی نہ ہو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

خود کو حضورؐ کے ہبہ کرنے والی عورت کا نام خولہ تھا

(روایت نمبر:۵۱۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

التي وهبت نفسها للنبي ﷺ خولةؓ بنت حكيم.

(ترجمہ) اس آیت میں وہ عورت جس نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کے ہبہ کیا تھا اس سے مراد حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔

---

(۵۱۰)أخرجه ابن جرير في تفسيره عن عروة عن أبيه(۲۲ /۲۳)، والبغوي في التفسير (۵۳۷/۳)، وذكره ابن الجوزي في زاد المسير (٦ /٤٠٥)، والخازن في التفسير عن عائشة (۲۷۰/۵)، وابن كثير في التفسير عن عائشة أيضاً بأكثر من طريق (۳/ ۵۰۰)،ومثله السيوطي في الدرالمنثور (۲۰۸/۵)،والشوكاني في فتح القدير (۲۷۵/٤)۔

وأخرجه البيهقي في السنن (۷ /۵۵)، وذكر الحافظ ابن حجر في الفتح (۸ /۵۳۵)، أنها خولة بنت حكيم،وقيل: إنها أم شريك، انظر غوامض الأسماء المبهمة لابن بشكوال ص ٦٦٩۔

﴿تُرۡجِی مَن تَشَآءُ مِنۡهُنَّ وَتُئۡوِیٓ إِلَیۡکَ مَن تَشَآءُ وَمَنِ ابۡتَغَیۡتَ مِمَّنۡ عَزَلۡتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡکَ﴾	(آیۃ:۵۱)

ترجمہ: آپؐ ان میں سے جس کو چاہیں چھوڑ دیں اور جس کو چاہیں اپنے پاس جگہ دیں اور آپؐ ان میں سے پھر کسی کو طلب کریں جسے آپ نے علیحدہ کر دیا تھا تب بھی آپؐ پر کوئی گناہ نہیں یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غم نہ کھائیں اور جو کچھ آپؐ نے ان کو دیا اس پر سب کی سب راضی رہیں اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا تحمل والا ہے۔

اپنے آپ کو حضورؐ کو ہبہ کرنے والی عورت

(روایت نمبر:۵۱۱) حضرت منیر بن عبداللہ الدوسی فرماتے ہیں کہ:

أن أم شريك غزية بنت جابر بن حكيم عرضت نفسها على النبي ﷺ و كانت جميلة فقبلها فقالت عائشة رضي الله عنها: ما في امرأة حين وهبت نفسها لرجل خير، قالت أم شريك رضي الله عنها: فأنا تلك فسماها الله تعالىٰ مؤمنة فقال: ﴿وَامۡرَأَةً مُّؤۡمِنَةً إِن وَهَبَتۡ نَفۡسَهَا لِلنَّبِيِّ﴾ فلما نزلت هذه الآية قالت عائشة رضي الله عنها: إن الله يسارع لك في هواك.

(ترجمہ) حضرت ام شریک غزیہ بنت جابر بنت حکیمؓ نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کے سامنے نکاح کے لئے پیش کیا یہ بہت خوبصورت خاتون تھیں۔ حضور ﷺ نے ان کو قبول فرمایا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا وہ عورت جو اپنے آپ کو کسی مرد کے لئے ہبہ کرے تو اس میں کوئی خیر نہیں ہے تو حضرت ام شریکؓ فرماتی ہیں میں ہی وہ عورت ہوں جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مومنہ نام رکھا ہے اور کہا ہے

---

(۵۱۱)أخرجه ابن جرير في تفسيره عن عائشة مختصراً، والبغوي في تفسيره (۵۳۸/۳)، والخازن في تفسيره (۲۷۰/۵)، وابن كثير في تفسيره (۵۰۱/۳)، والسيوطي في الدرالمنثور(۲۰۸/۵)، والشوكاني في الفتح (۲۸٦/٤)، والنسائي في تفسيره (۱۸۲/۲) كلهم عن عائشة۔

وأخرجه الإمام أحمد في مسنده عن عائشة (۱۳٤،۷٦/٦)، وابن سعد في الطبقات عنها بهذا اللفظ (۱۵٦/۸)،والبخاري في صحيحه عنها، انظره مع الفتح (۵۲٤/۸)۔

۔وَامْرَأَةً مُّؤْمِنَةً إِن وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خواہش کی تائید کے لئے جلد وحی نازل فرمائی ہے۔

اللہ کی حضورؐ کیلئے شادیوں کی خواہش کی تکمیل

(روایت نمبر:۵۱۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ:

أنها كانت تقول: أما تستحي المرأة أن تهب نفسها للرجل فأنزل الله في نساء النبي ﷺ: ﴿تُرْجِي مَن تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُئْوِيْ إِلَيْكَ مَن تَشَاءُ﴾ فقالت عائشة رضي الله عنها: أرى ربك يسارع في هواك.

(ترجمہ) کیا اس عورت کو حیا نہیں آتی جو خود اپنے آپ کو کسی مرد کے لئے ہبہ کرتی ہے۔تو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی ازواج کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی ﴿تُرْجِي مَن تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُئْوِيْ إِلَيْكَ مَن تَشَاءُ﴾ (ترجمہ) ان میں سے جسے آپ چاہیں دور رکھ دیں اور جسے چاہیں اپنے پاس رکھ لیں۔

تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا میں آپ کے رب کے بارے میں دیکھتی ہوں کہ وہ آپ کی خواہش کی جلدی تکمیل فرمادیتے ہیں۔

حضورؐ کیلئے حضرت عائشہ کی خواہش

(روایت نمبر:۵۱۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أن رسول الله ﷺ كان يستأذن في يوم المرأة منا بعد أن نزلت هذه الآية: ﴿تُرْجِي مَن تَشَآءُ مِنْهُنَّ﴾ فقلت: ما كنت تقولين قالت كنت أقول: إن كان ذاك إلي فإني لا

---

(٥١٢)انظر تخريج الحديث السابق والدرالمنثور(٢١١/٥)۔

وأخرجه ابن أبي شيبة في مصنفه (٣٤٣/٤)، وابن ماجه في سننه (٦٤٤/١)، والحاكم في المستدرك ، قال: إنه على شرط الشيخين، ولم يخرجاه بهذا السياق (٤٣٦/٢)، ووافقه الذهبي في التلخيص، وأخرجه مسلم في صحيحه عن سهل بن سعد الساعدي بأطول من هذا (١٠٤٠/٣)، ولم أجد في المنتخب لعبد بن حميد وأخرجه النسائي في سننه (٥٤/٦)۔

(٥١٣)أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (٢١١/٥)، والشوكاني في فتح القدير (٢٨٦/٤)۔

وأخرجه البخاري في صحيحه انظره مع الفتح (٥٢٥/٨)،ومسلم في صحيحه (١١٠٣/٢)،والإمام أحمد في مسنده (٧٦/٦)، وأبو داود في سننه انظر عون المعبود (١٧٣/٦)،والنسائي في سننه مختصراً (٥٤/٦)۔

ارید أن أوثر علیک أحداً.

(ترجمہ) جناب نبی کریم ﷺ اس آیت (ترجی من تشاء منهن) کے نازل ہونے کے بعد ہم میں سے ہر عورت کے پاس دن کے وقت آنے کے وقت اجازت مانگتے تھے تو آپ نے مجھ سے پوچھا کہ تم کیا کہتی ہو تو میں نے عرض کیا کہ اگر اختیار مجھے دیا ہے تو میں آپ پر کسی اور کو ترجیح نہیں دوں گی۔

﴿لَايَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَلَآ أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَامَلَكَتْ يَمِيْنُكَ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ رَّقِيْبًا﴾	(آیۃ:۵۲)

ترجمہ: ان کے علاوہ اور عورتیں آپؐ کیلئے حلال نہیں ہیں اور نہ یہ کہ آپؐ ان بیویوں کی جگہ دوسری بیویاں کرلیں اور اگر چہ آپ کو ان دوسریوں کی صورت اچھی لگے مگر جو آپ کی باندی بنے اور اللہ ہر چیز کا نگہبان ہے۔

حضورؐ کی وفات کے وقت آپ کیلئے عورتوں کو حلال کردیا گیا تھا

(روایت نمبر:۵۱۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

ما مات رسول الله ﷺ حتى أحل له النساء.

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ کی وفات نہیں ہوئی تھی کہ اس سے پہلے ہی آپ جتنا چاہتے آپ کے لئے نکاحوں کو حلال کردیا تھا۔

---

(٥١٤) أخرجه ابن جرير فی تفسيره (٢٢/٣٢)، والبغوی فی تفسيره (٣/٥٣٨)، ومثله الخازن (٥/٢٧٠)، وابن كثير فی التفسير (٣/٥٠١)، والشوكانی فی فتح القدير (٤/٢٨٦)، والنسائی فی تفسيره (٢/١٨٣)۔

وأخرجه الترمذی فی جامعه (٥/٥٣٦)، والنسائی فی سننه (٦/٥٦)، والإمام أحمد فی مسنده (٦/٤١، ١٨٠، ٢٠١)، وابن سعد فی الطبقات (٨/١٤١)، والحاكم فی المستدرك وصححه ووافقه الذهبی فی التلخيص (٢/٤٣٧)، والبيهقی فی سننه (٧/٥٤)۔

﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ إِنٰـهُ﴾	(آیۃ:۵۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! نبیؐ کے گھروں میں نہ جایا کرو مگر جب تمہیں کھانے کیلئے اجازت دی جائے اس طور پر کہ اس کے پکنے کا انتظار نہ کرو لیکن جب تمہیں بلایا جائے تب جایا کرو پھر جب کھا چکو تو چلے جایا کرو اور آپس میں جی لگا کر باتوں میں مت بیٹھو تمہاری اس بات سے نبی کو تکلیف ہوتی ہے وہ پھر بھی تمہارا لحاظ کرتے ہیں اور اللہ صاف بات کہنے سے لحاظ نہیں کرتا اور جب تم آپؐ کی بیویوں سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگا کرو یہ بات تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کو بہت پاک رکھنے والی ہے اور تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسولؐ کو ایذاء پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم حضورؐ کے بعد ان کی بیویوں سے کبھی نکاح کرو یہ خدا کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔

حضرت عائشہ ام المؤمنین ہیں

(روایت نمبر:۵۱۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

أن عيينة بن حصين الفزاري دخل على النبي ﷺ وهو عند عائشة بلا إذن، فقال رسول الله: "أين الاستئذان؟" قال يا رسول الله: ما استأذنت على رجل من الأنصار منذ أدركت، ثم قال: من هذه الحميراء إلى جنبك؟ فقال رسول الله ﷺ: "هذه عائشة أم المؤمنين" قال: أفلا أنزل لك عن أحسن الخلق، قال: "يا عيينة إن الله حرم ذلك" فلما أن خرج قالت عائشة رضي الله عنها: من هذا؟ قال: "أحمق مطاع وإنه على ما ترين لسيد قومه".

(ترجمہ) عیینہ بن حصین فزاری نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بغیر اجازت کے آیا جب کہ آپ ﷺ

---

(۵۱۵) أخرجه البغوي في تفسيره (۵۳۹/۳)، وابن كثير في التفسير (۵۰۳/۳)۔ والسيوطي في الدرالمنثور (۲۱۲/۵)۔

وأخرجه الذهبي في سير الأعلام (۱۶۷/۲)، وقال فيه: مرسل ويزيد بن عياض متروك وما أسلم عيينة بن حصين إلا بعد نزول الحجاب، وقال ابن كثير: قال البزار: إسحق بن عبد الله لين الحديث جداً۔ كإنما ذكرناه لأنا لم نحفظه إلا من هذا الوجه، وبينا العلة فيه۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس موجود تھے تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا اجازت کیوں نہیں مانگی؟ تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں جب سے جوان ہوا ہوں تو کسی انصاری مرد سے اجازت نہیں لی پھر کہا کہ یہ آپ کے پہلو میں گوری کون ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ عائشہ ہیں مؤمنین کی ماں ہیں تو اس نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے سب سے زیادہ حسین عورت کو نہیں اتارا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا اے عیینہ! اللہ تعالیٰ نے ایسی بات کرنے کو حرام قرار دیا ہے پھر جب وہ چلا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کے متعلق پوچھا کہ یہ کون تھا؟ تو آپ نے فرمایا کہ

ایک احمق تھا جس کو سردار بنایا گیا ہے اور اس حماقت پر بھی دیکھ رہی ہو کہ یہ اپنی قوم کا سردار بنا ہوا ہے۔

پردہ کی آیت کب نازل ہوئی

(روایت نمبر:۵۱٦) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كنت آكل مع النبي ﷺ طعاماً في قعب، فمر عمر فدعاه فأكل فأصابت إصبعه إصبعي فقال عمر: أوه لو أطاع فيكن ما رأتكن عين فنزلت آية الحجاب(١).

(ترجمہ) میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ پیالے میں کھانا کھا رہی تھی تو حضرت عمرؓ گزرے تو آپ ﷺ نے ان کو بلایا اور انہوں نے بھی کھایا اس کھانے میں ان کی انگلی میری انگلی سے ٹکرا گئی تو حضرت عمرؓ نے کہا ہائے افسوس! کاش کہ آپ کی ازواج کے متعلق میری بات مانی جاتی تو تمہیں کوئی آنکھ نہ دیکھ سکتی اس پر پردے کی آیت نازل ہوگئی۔

(روایت نمبر:۵۱۷) حضرت مجاہد (مشہور تابعی) سے روایت ہے کہ:

أن رسول الله ﷺ كان يطعم بعض أصحابه فأصابت يد رجل منهم يد عائشة رضي الله عنها فذكر ذلك للنبي ﷺ فنزلت آية الحجاب.

---

(٥١٦)أخرجه ابن جرير فی تفسيره (٣٩/٢٢)، والنسائی فی تفسيره (١٨٩/٢)،وابن كثير فی تفسيره (٥٠٥/٣)، والسيوطی فی الدرالمنثورر (٢١٣/٥)۔وذكره الهيثمی فی مجمع الزوائد عنها بهذا اللفظ وعزاه للطبرانی فی الأوسط وقال: رجاله رجال الصحيح غير موسى بن أبی كثير وهو ثقة (٩٣/٧)، وأخرجه الطبرانی فی المعجم عن عائشة انظر الروض الدانی إلى المعجم الصغير للطبرانی (١٤٩/١)، ولم أجده للنسائی فی السنن الصغرى ولعله فی الكبرى۔ وانظر تحفة الأشراف (٢٩٥/١٢)۔

(٥١٧)أخرجه ابن جرير فی تفسيره (٣٩/٢٢)،والسيوطی فی تفسيره (٢١٤/٥)، وانظر الحديث الذی قبله فهو جزء منه۔

(ترجمہ) جناب رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرامؓ میں سے کسی ایک کو کھانا کھلا رہے تھے کہ ان کا ہاتھ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھ کو لگ گیا تو اس کا ذکر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کیا گیا تو اس پر پردے کی آیت اتری۔

(روایت نمبر:۵۱۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أن أزواج النبي ﷺ كن يخرجن بالليل إذا برزن إلى المناصع وهو صعيد فج وكان عـمـر بن الخطاب رضي الله عنه يقول احجب نساء ک فلم يكن رسول الله ﷺ يفعل فـخـرجت سودة ابنة زمعة رضي الله عنها من ليلة من الليالي عشاء، وكانت امرأة طويلة فـنـاداهـا عـمـر رضى الله عنه بصوته الأعلى قد عرفناک يا سودة، حرصاً على أن ينزل الحجاب فأنزل الله تعالى: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ﴾.

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات رات کے وقت قضاء حاجت کے لئے مناسب مقام تک نکلتی تھیں اور یہ کھلا میدان تھا حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے آپ اپنی ازواج کو پردہ کرائیں تو حضور ﷺ ایسا نہیں کرتے تھے تو حضرت سودہ بنت زمعہؓ راتوں میں سے ایک رات عشاء کے وقت نکلیں یہ لمبے قد کی تھیں حضرت عمرؓ نے اونچی آواز سے پکار کر کہا اے سودہ! ہم نے آپ کو پہچان لیا ہے۔ حضرت عمرؓ کا مقصد اس بات کی حرص تھی کہ کسی طرح پردے کا حکم اترے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ **يـايهـا الذين امنوا لا تدخلوا بيوت النبى الا ان يوذن لكم الى طعام غير ناظرين اناه.**

﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْ آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَآئِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَآءِ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ﴾	(آیۃ:۵۵)

ترجمہ: پیغمبرؐ کی بیویوں پر ان کے والدین کے سامنے آنے کا گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں کے

(۵۱۸) أخرجه ابن جرير فى التفسير (۲۲/۴۰)، والبغوى فى تفسيره (۳/۵۴۰)، وابن الجوزى فى التفسير (٦/٤١٤)، مثله الخازن (٥/٢٧٢)، وابن كثير فى التفسير (٣/٥٠٠)، والسيوطى فى الدرالمنثور (٥/٢١٤)، والشوكانى فى الفتح (٤/٢٨٩)۔

وأخرجه البخارى فى صحيحه انظره مع الفح (١/ ٢٤٨)، ومسلم فى صحيحه (٤/١٠٧٩)، بزيادة أنه قد أذن لكن أن تخرجن لحاجتكن، وأخرجه الإمام أحمد فى مسند: (٦/٥٦)، وابن خزيمة فى صحيحه (١/٣٢)۔

سامنے اور نہ اپنے بھائیوں کے سامنے اور نہ اپنے بھتیجوں کے سامنے اور نہ اپنے بھانجوں کے سامنے اور نہ اپنی عورتوں کے سامنے اور نہ اپنی لونڈیوں کے سامنے (آنے کا گناہ ہے) اور خدا سے ڈرتی رہو بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔

نواسہ اپنے نانا کی بیوی کو دیکھ سکتا ہے

(روایت نمبر:۵۱۹) حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں کہ:

بلغ ابن عباس رضي الله عنهما أن عائشة رضي الله عنها احتجبت من الحسن رضي الله عنه فقال: إن رؤيته لها لتحل.

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پردہ کیا ہے تو فرمایا کہ حضرت حسنؓ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھ سکتے ہیں۔

(فائدہ) اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت حسنؓ کے نانا کی بیوی ہیں اور نانا کی بیوی کو دیکھنا درست ہے۔

﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾	(آیۃ:۵۶)

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی آپؐ پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

اپنی مجالس کو درود سے مزین کیا کرو

(روایت نمبر:۵۲۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ:

زينوا مجالسكم بالصلاة على النبي ﷺ.

(۵۱۹)لم أجد من ذكره من المفسرين بالرواية غير السيوطى فى الدرالمنثور (۲۰۱/۵)۔ وأخرجه ابن سعد فى الطبقات (۷۳/۸)، ولم أجده لابن أبى شيبة۔

(۵۲۰)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر سوى السيوطى فى الدرالمنثور (۲۱۹/۵)، ولم أجده عند الخطيب فى تاريخه وأورده صاحب كنزالعمال (۵۹۶/۱۲)، وعزاه لابن عساكر، وأخرجه الديلمى فى كتابه الفردوس (۴۱۷/۲)، وعزاه السيوطى فى الجامع الصغير لابن عمر =

(ترجمہ) اپنی مجلسوں کو نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنے سے مزین کیا کرو۔

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾	(آیۃ:۵۸)

ترجمہ: اور جو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں پر بغیر ان کے گناہ کئے تہمت لگاتے ہیں وہ بہتان اور صریح گناہ اپنے سر لیتے ہیں۔

مسلمان کی ہتک عزت بڑا گناہ ہے

(روایت نمبر:۵۲۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

قال رسول الله ﷺ لأصحابه: "أي الربا أربى عند الله؟" قالوا: الله ورسوله أعلم، قال: "أربى الربا عند الله استحلال عرض امرئ مسلم" ثم قرأ: ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا﴾الآية.

(ترجمہ) جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ بڑھنے والا گناہ کون سا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول کو خوب علم ہے تو آپؐ نے فرمایا:

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ گناہ کسی مسلمان آدمی کی ہتک عزت کو حلال جاننا ہے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا﴾.

=انظر فيض القدير (٤ /٦٩)، وهو ضعيف لأن في إسناده عبدالرحمن بن غزوان ومحمد بن الحسن النقاش لا يحتج بهما، وانظر كنزالعمال (١٤١/١٩)۔

(٥٢١)أخرجه ابن كثير في تفسيره عن عائشة وعزاه لابن أبي حاتم (٣ /٥١٨)، ومثله السيوطي في الدرالمنثور (٢٢١/٥)، وفي الإكليل ص ٢١٣۔

وأخرجه أبو يعلى في مسنده عنها بهذا اللفظ (٨ /١٤٥)، والهيثمي في مجمع الزوائد (٩٢/٨)، وقال: رواه أبو يعلى ورجاله رجال الصحيح، وعزاه للبيهقي في شعب الإيمان ولم أجده في الأجزاء المطبوعة منه۔ وأخرجه بإسناد صحيح أبو داود في سننه عن سعيد بن زيد (٢٦٩/٤)، وأخرجه الإمام أحمد في مسنده (١٩٠/١)۔

﴿يٰاَيُّهَا النَّبِىُّ قُل لِّاَ زْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ أَدْنٰى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾	(آیۃ:۵۹)

ترجمہ: اے پیغمبرؐ اپنی بیویوں اور اپنی صاحبزادیوں اور دوسرے مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنے نقاب منہ پر ڈال لیا کریں اس سے (لونڈیوں کے مقابلہ میں) جلدی پہچانی جائیں گی تو (اوباشوں کے ہاتھوں) نہیں ستائی جائیں گی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حضرت عمرؓ کی خواتین کو پردہ کی تجویز

(روایت نمبر:۵۲۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

خرجت سودة رضي الله عنها بعد ما ضرب الحجاب لحاجتها وكانت امرأة جسيمة لا تخفى على من يعرفها فرآها عمر رضي الله عنه فقال: يا سودة إنك والله ما تخفين علينا فانظري كيف تخرجين فانكفأت راجعة ورسول الله ﷺ في بيتي وإنه ليتعشى وفي يده عرق فدخلت وقالت: يا رسول الله إني خرجت لبعض حاجتي فقال لي عمر رضي الله عنه كذا وكذا فأوحي إليه ثم رفع عنه وإن العرق في يده فقال: "إنه قد أذن لكن أن تخرجن لحاجتكن".

(ترجمہ) حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پردے کا حکم اتر جانے کے بعد اپنی حاجت کے لئے باہر نکلیں وہ جسیم عورت تھیں جس آدمی نے ان کو کبھی دیکھا ہوتا تو وہ پہچان لیتا تھا ان کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا اور فرمایا اے سودہ! خدا کی قسم آپ ہمارے سامنے سے نہیں چھپ سکتیں دیکھیں! آپ کس لئے نکلی ہیں تو حضرت سودہ واپس لوٹ گئیں جب کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں موجود تھے اور کھانا کھا رہے تھے اور آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی بھی تھی حضرت سودہ تشریف لائیں اور فرمایا کہ اے رسول اللہ! میں

(۵۲۲)سبق تخريجه بدون جملة (أنه قد أذن لكن..) فى تفسير آية الاستئذان: ۵۳ من هذه السورة۔

وانظر تفسير السيوطى (۵/ ۴۲۱)، والشوكانى فى فتح القدير (۴ /۲۹۷)۔ وأخرج هذه الزيادة البخارى فى صحيحه انظرها مع الفتح (۱/ ۲۴۹)، ومسلم فى صحيحه (۴/۱۰۷۹)، وابن سعد فى الطبقات (۸/۱۷۵)، والبيهقى فى سننه (۷/۸۸)۔

اپنی ایک حاجت کے لئے نکلی تھی تو حضرت عمرؓ نے مجھے ایسا اور ایسا کہا ہے تو نبی کریم ﷺ پر اس مسئلہ کے متعلق وحی نازل ہوئی پھر آپ ﷺ وہاں کھانے سے اٹھے اور آپ ﷺ کے ہاتھ میں چھڑی موجود تھی پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

تمہیں اجازت ہے کہ تم اپنی حاجت کے لئے نکل سکتی ہو۔

(فائدہ) حضرت عمرؓ کا مقصد یہ تھا کہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات گھر سے باہر نہ نکلیں کسی منافق وغیرہ کی نظر نہ پڑے لیکن اس وقت گھروں میں قضاء حاجت کا انتظام نہیں ہوتا تھا اس لئے حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کو باہر جانا پڑتا تھا اس لئے حضرت سودہؓ بھی گئیں تو حضرت عمرؓ نے یہ بات فرمائی تو حضرت سودہ کو یہ بات اچھی نہ لگی تو حضور ﷺ سے آکر شکایت کی تو حضور ﷺ پر اس مسئلہ کی تفصیل میں وحی اتری اور آپ ﷺ نے اس کی وضاحت فرمائی کہ قضاء حاجت کے لئے باہر جاسکتی ہو۔ اور حضرت عمرؓ اس مسئلے کی تفصیل کا سبب بن گئے ورنہ آج کوئی عورت بھی ضروری کام کے لئے باہر نہ جاسکتی تھی۔

انصاری صحابی عورتوں کی شریعت کی پابندی

(روایت نمبر:۵۲۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

رحم الله نساء الأنصار لما نزلت: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ الآية . شققن مرطهن فاعتجرن بها فصلين خلف رسول الله ﷺ كأن على رؤوسهن الغربان.

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ انصار کی خواتین پر رحمت فرمائے جب آیت ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ نازل ہوئی تو انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑا اور ان سے سروں کو ڈھانپا پھر حضور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے آئیں تو ان کی ایسی حالت لگ رہی تھی جیسے ان کے سروں پر کالے کوے بیٹھے ہوں۔

---

(٥٢٣) أخرجه السيوطي في تفسيره عنها بهذا اللفظ (٥/٢٢١)، وكذلك الشوكاني في فتح القدير (٤/٢٩٧)۔

وأخرجه البخاري في صحيحه عنها انظره مع الفتح (٨/٤٨٩)۔

وأخرجه البيهقي في سننه (٢/٢٣٤، ٧/٨٨)۔

﴿یاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا﴾	(آیۃ:۷۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور سیدھی بات کہو۔

اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کرو

(روایت نمبر:۵۲۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

ما قام رسول الله ﷺ على المنبر إلا سمعته يقول ﴿یاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا﴾.

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ جب بھی منبر پر تشریف فرما ہوتے تو میں نے ان سے یہ آیت سنی۔ ﴿یاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا﴾ . (ترجمہ) اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سیدھی (سچی) بات کیا کرو۔

---

(٥٢٤)أخرجه ابن كثير فى تفسيره (٣ /٥٢١)، وعزاه لابن أبى الدنيا فى كتاب التقوى ومثله السيوطى فى الدرالمنثور (٥/٢٢٩)، وهو ثابت فى كثير من خطب النبى ﷺ كخطبة الحاجة وهى ثابتة فى صحيح مسلم (٢ /٥٩٣)، ومسند أحمد (١/٣٠٢)، وأبو داود فى سننه، انظره مع عون المعبود(١٥٣/٦)، والترمذى فى جامعه۔

سورة سبأ

﴿وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ حَتَّى إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ﴾	(آیۃ:۲۳)

ترجمہ: اور اس کے ہاں سفارش کام نہیں آئے گی مگر اس کیلئے جس کیلئے وہ اجازت دے گا یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا وہ کہتے ہیں سچ فرمایا، اور وہی سب سے اوپر سب سے بڑا ہے۔

اللہ کی وحی کا رعب

(روایت نمبر:۵۲۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"رأيت جبريل عليه السلام وزعم أن إسرافيل عليه السلام يحمل العرش و أن قدمه فى الأرض السابعة والألواح بين عينيه، فإذا أراد ذو العرش أمراً سمعت الملائكة كجر السلسلة على الصفا فيغشى عليهم فإذا قاموا قالوا: ماذا قال ربكم،قال من شاء الله الحق وهو العلى الكبير".

(ترجمہ) میں نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا ان کا خیال ہے کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام نے عرش کو اٹھا رکھا ہے اور ان کے قدم ساتویں زمین تک پہنچے ہوئے ہیں اور الواح ان کی آنکھوں کے سامنے ہے جب عرش والا کوئی حکم دینا چاہتا ہے تو اس کو فرشتے سنتے ہیں اس حکم کی آواز ایسی ہوتی ہے جیسے پتھر پر زنجیر کو کھینچا جائے یہ آواز سن کر فرشتوں پر غشی طاری ہو جاتی ہے جب وہ اٹھتے ہیں تو پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ تو وہ (اسرافیلؑ) کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے چاہا حق ہی کیا ہے اور وہ بلند اور بڑا ہے۔

(٥٢٥) لم أجد من ذكره من المفسرين عن عائشه بهذا اللفظ سوى السيوطى فى الدرالمنثور (٥/ ٢٣٦)۔ وأصله فى صحيح البخارى من حديث أبى هريرة رضى الله عنه، انظره مع الفتح (٨/ ٥٣٧)، وعند أبى داود فى سننه عن عبدالله بن مسعود، انظر عون المعبود (١٣/ ٦٥)، وابن ماجه فى سننه عن أبى هريرة (١/ ٧٠)۔

سورة يٰسٓ

سورۃ یٰسین مکہ میں نازل ہوئی

(روایت نمبر:۵۲۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:
نزلت سورة يس بمكة(١).
(ترجمہ) یہ سورۂ یٰسٓ مکہ میں نازل ہوئی تھی۔

سورۃ یٰسین کی شان

(روایت نمبر:۵۲۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جناب نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:
"إن فی القرآن لسورة تدعى العظيمة عندالله، يدعى صاحبها الشريف عند الله،يشفع صاحبها يوم القيامة فی أكثر من ربيعة ومضر، وهی سورة يس".

---

(٥٢٦)أخرجه ابن الجوزی فی تفسيره عن ابن عباس (٧/٣)، ومثله الشوكانی بهذا اللفظ عن عائشة (٣٤٧/٤)، والسيوطی فی الدرالمنثور (٢٥٦/٥)۔ وأفاده ابن الجوزی فی فنون الأفنان ص ٣٣٥،والزركشی فی البرهان (١٩٣/١)، والسيوطی فی الإتقان عن ابن عباس (١٠/١)۔

(٥٢٧)أخرجه السيوطی فی الدرالمنثور عن عائشة بهذا اللفظ(٢٥٧/٥)، والشوكانی فی فتح القدير (٣٤٧/٤)، عن أبی بكر الصديق مطولاً وعزاه للثعلبی عن عائشة (٣٤٨/٤)،والقرطبی فی تفسيره عن عائشة (١/١٥)، وابن الضريس فی فضائل القرآن (ص١٦٧)۔
وأخرجه البيهقی فی شعب الإيمان عن أبی بكر بلفظ " سورة يٰسٓ تدعى بالتوارة المعمة " (٤٠١/٥)، والحكيم الترمذی فی نوادر الأصول ص ٣٣٥، والخطيب البغدادی فی تاريخه (٣٨٧/٢)، وأورده ابن الجوزی فی الموضوعات (٢٤٦/١)، والسيوطی فی اللآلی ء المصنوعة فی الأحاديث الموضوعة (٢٣٤/١)، وإسناد هذا الحديث يدور علی رجلين هما: محمد بن عبدالرحمن السمرقندی ومحمد بن عبدالرحمن الجدعانی، وكلاهما كذاب متروك الحديث۔ انظر لسان الميزان (٢٥١/٥):وانظر الضعفاء المتروكين للنسائی ص ٩٢۔

(ترجمہ) قرآن کریم میں ایک سورت ہے جس کا نام اللہ کے نزدیک عظیمہ ہے یہ اپنے پڑھنے والے کی اللہ کے نزدیک شفاعت کرے گی قیامت کے دن یہ اپنے پڑھنے والوں کی قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر سے زیادہ افراد کے متعلق سفارش کرے گی۔ اس سورت کا نام یٰسٓ ہے۔

﴿وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ﴾	(آیۃ:٦٩)

ترجمہ: اور ہم نے حضورؐ کو شعر کہنا نہیں سکھایا اور نہ یہ آپ کے لائق ہے، مگر یہ ایک خالص نصیحت اور روشن کتاب ہے۔

حضورؐ نہ شاعر تھے نہ شعر گو تھے

(روایت نمبر:۵۲۸) حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

بلغني أنه قيل لعائشة رضي الله عنها هل كان رسول الله ﷺ يتمثل بشيء من الشعر ؟ قالت: كان أبغض الحديث إليه، غير أنه كان يتمثل ببيت أخي بني قيس يجعل آخره أوله وأوله آخره ويقول : "يأتيك من لم تزود بالأخبار" فقال له أبوبكر رضي الله عنه : ليس هكذا، فقال رسول الله ﷺ : "إني والله ما أنا بشاعر ولا ينبغي لي".

(ترجمہ) مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا گیا کہ نبی اکرم ﷺ کچھ شعر کہتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ کو تمام باتوں میں شعر کہنا سب سے ناپسند تھا بس آپ میرے بھائی بنو قیس کے ایک بیت کے ساتھ ایک مثال دیا کرتے تھے لیکن اس کے بھی شروع کو آخر اور آخر کو شروع میں لگا دیتے تھے اور یوں پڑھتے تھے۔ **باتیک من لم تزود بالاخبار** چنانچہ ابوبکر صدیقؓ نے آپ سے عرض کیا

(٥٢٨) أخرجه ابن جرير في التفسير (٢٧/٢٣)، والبغوى فى تفسيره (١٩/٤)، وابن الجوزى فى تفسيره (٣٥/٧)، والخازن فى تفسيره (١٥/٦)، وابن كثير فى التفسير (٥٧٩/٣)، والسيوطى فى الدرالمنثور (٢٦٨/٥)، والشوكانى فى فتح القدير (٣٦٩/٤)۔

قال ابن كثير عقب إيراده: سألت شيخنا الحافظ المزى عن هذا الحديث فقال: هو منكر ولم يعرف شيخ الحاكم والضرير۔ وانظر البغوى فى شرح السنة (٣٧٣/١٢)، والإمام أحمد فى مسنده عن عائشة (٦/ ٣١، ١٤٦، ١٥٦)، وتمثل النبى ﷺ بالشعر ثابت فى الصحيحين۔ انظر صحيح البخارى مع الفتح (١٠/ ٥٣٧)، وصحيح مسلم (٣/ ١٤٢١)، وانظر اللؤلؤ والمرجان ص ٤٥٨۔

کہ یہ بیت اس طرح سے نہیں ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم نہ تو میں شاعر ہوں اور نہ مجھے شعر مناسب ہے۔

(فائدہ) یاتیک من لم تزود بالاخبار والا جو مصرعہ بیان کیا گیا ہے، اس کو اگلی روایت میں صحیح ذکر کیا گیا ہے۔ پورا شعر اس طرح سے ہے۔

ستبدی لک الایام ما کنت جاھلاً ویاتیک بالاخبار من لم تزود

(ترجمہ) اب تجھ پر زمانہ اس چیز کو ظاہر کردے گا جس کو تو نہیں جانتا اور وہ تیرے پاس مختلف زمانہ کی خبریں لائے گا جس کا تو نے توشہ سفر نہیں دیا۔

(روایت نمبر:۵۲۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كان رسول الله ﷺ إذا استراب الخبر تمثل ببيت طرفة : ويأتيك بالأخبار من لم تزود.

(ترجمہ) جناب رسول اللہ ﷺ کو کسی خبر میں شبہ ہوتا تو آپ طرفہ کا یہ شعر بطور مثال کے پڑھتے تھے۔

ویاتیک بالاخبار من لم تزود

تیرے پاس مختلف زمانہ کی خبریں وہ لائے گا جس کو تو نے توشہ سفر نہیں دیا۔

(روایت نمبر:۵۳۰) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

لا جمع رسول الله ﷺ بيت شعر قط إلا واحداً.

تفاء ل بما تهوى يكن فلقلما

يقال لشيء كان إلا يحقق

فقالت عائشة فلم يقل: تحقق لئلا يعربه فيصير شعراً.

(ترجمہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی پورا شعر نہیں سنایا مگر ایک شعر اور وہ یہ ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں ''تحقق'' نہیں فرمایا تا کہ اس کی تعریب ہو کر شعر نہ بن جائے۔

(۵۲۹)أخرجه ابن الجوزي في زاد المسير (۷/ ۳۵)، وابن كثير في تفسيره بهذا اللفظ (۵۷۸/۳)، والسيوطي في الدرالمنثور (۲٦۸/۵)، والشوكاني في فتح القدير (۳٦۹/٤)۔

وأخرجه الإمام أحمد في مسنده عن عائشة (٦/ ۳۱، ۱٤٦، ۲۲۲)، وابن أبي شيبة في مصنفه (۸/ ۷۱۲)،والترمذي في جامعه عن عائشة أيضاً وقال: حديث حسن صحيح (۱۳۹/۵)، والبغوي في شرح السنة (۳۷۳/۱۲)۔

(۵۳۰)أخرجه ابن كثير في تفسيره عن عائشة (۷/ ۵۷۹)، والسيوطي في الدرالمنثور (۲٦۸/۵)، والشوكاني في فتح القدير (٤/ ٤۷۰)۔

وأخرجه البيهقي في سننه عن عائشة بهذا اللفظ (٤۳/۷)، وقال: لم أكتبه إلا بهذا الإسناد وفيه من يجهل، قلت: أحمد بن عمر بن نعيم فقد بحث عنه في كتب الرجال فلم أجده۔

سورة الصافات

﴿وَلَقَدْ نَادَانَا نُوحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ﴾	(آیۃ:۷۵)

ترجمہ: اور ہمیں نوحؑ نے پکارا تھا پس ہم پکار پر خوب پہنچنے والے ہیں۔

حضورؐ کی زبان سے اللہ تعالیٰ کی تعریف

(روایت نمبر:۵۳۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب میرے گھر میں نماز پڑھتے اور اس آیت وَلَقَدْ نَادَانَا نُوحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ سے گزرتے تو فرماتے۔

" صدقت ربنا أنت أقرب من دعي وأقرب من يعطى فلنعم المدعو ونعم المعطى، ونعم المسؤول ونعم المولى أنت ربنا ونعم النصير".

(ترجمہ) اے ہمارے رب! آپ نے سچ کہا جن کو پکارا گیا ان سب سے زیادہ قریب ہیں اور آپ وہ سب جو دیتے ہیں ان سے بھی سب سے زیادہ قریب ہیں اور آپ سب سے اچھے ہیں جن کو پکارا گیا اور آپ سب سے اچھے ہیں جن کو آپ دیتے ہیں اور آپ سب سے اچھے نگہبان ہیں اور بہترین مددگار ہیں آپ ہمارے رب ہیں اور بہترین مدد کرنے والے ہیں۔

(۵۳۲)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر سوى السيوطي في الدرالمنثور (۵/۲۷۸)۔
ولم أطلع عليه في شيء من كتب السنة بهذا اللفظ ومعناه صحيح ثابت۔

﴿فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَن ذِكْرِ رَبِّي حَتَّى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ﴾	(آیۃ:۳۲)

ترجمہ: تو فرمایا (افسوس) میں مال کی محبت کی خاطر یادِ خدا سے رہ گیا حتیٰ کہ سورج پردہ میں چھپ گیا۔

حضرت عائشہؓ کی گڑیاں

(روایت نمبر:۵۳۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

قدم رسول الله ﷺ من غزوة تبوک أو خيبر فجئت فكشفت ناحية الستر عن بنات لعب عائشة فقال: "ما هذا يا عائشة؟" قالت: بناتي' ورأى بينهن فرساً له جناحان من رقاع' قال: "ما هذا الذي أرى وسطهن قالت: فرس له جناحان من رقاع' فقال : "ما هذا الذي عليه؟" فقلت : جناحان ' قال: "فرس له جناحان!؟" قالت:أما سمعت أن لسليمان عليه السلام خيلا لها أجنحة فضحک حتى رؤيت نواجذه.

(ترجمہ) جناب رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک یا غزوہ خیبر سے واپس گھر تشریف لائے پردے کا ایک کونہ ہٹایا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کھیلنے کی گڑیاں دیکھی تو فرمایا کہ اے عائشہ! یہ کیا ہیں؟ فرمایا یہ میری گڑیاں ہیں آپ نے ان گڑیوں کے درمیان ایک گھوڑا دیکھا جس کے کپڑے کے دو پر لگے ہوئے تھے پوچھا یہ ان کے درمیان میں کیا ہے؟ عرض کیا گھوڑا ہے۔جس کے کپڑے کے دو پر ہیں فرمایا یہ اس پر کیا

---

(٥٣٣)أخرجه ابن كثير فى تفسيره عنها بهذ اللفظ (٤ /٣٣)، ومثله السيوطى فى الدرالمنثور (٣٠٩/٥)، وأخرجه الإمام أحمد فى مسنده (٦ /٢٠٨)، والنسائى فى سننه (٢١٣/٨)، وأبو داود فى سننه، انظر عون المعبود (٢٧٩/١٣)، وأصله متفق عليه، انظره فى كتاب اللباس والزينة من اللؤلؤ والمرجان فيما اتفق عليه الشيخان ص ٥٤٧ ـ

ہے میں نے کہا دو پر ہیں فرمایا گھوڑے کے بھی پر ہوتے ہیں عرض کیا کہ آپؐ نے سنا نہیں کہ سلیمانؑ کا ایک گھوڑا تھا جس کے پر تھے تو حضور ﷺ ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ ﷺ کی داڑھیں بھی نظر آئیں۔

﴿وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّنۢ بَعْدِيٓ﴾	(آیۃ:۳۵)

ترجمہ: عرض کیا اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھے ایسی بادشاہی دے جو میرے بعد کسی کو نہ ملے بے شک تو ہی سب کچھ دینے والا ہے۔

حضورؐ کا شیطان کو پچھاڑنا

(روایت نمبر:۵۳۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

أن النبي ﷺ كان يصلي فأتاه الشيطان فأخذه فصرعه فخنقه قال رسول الله ﷺ: "حتى وجدت برد لسانه على يدى ولولا دعوة أخي سليمان لأصبح موثقاً حتى يراه الناس– وفي رواية– لربطته بسارية من سوارى المسجد يلعب به صبيان المدينة".

(ترجمہ) جناب نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے آپ ﷺ کے پاس شیطان آ گیا تو آپ نے اس کو پکڑا اور پکڑ کر گرایا گلا دبایا چنانچہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

حتیٰ کہ میں نے اس کے زبان کے اثر کو اپنے ہاتھوں پر دیکھا اگر میرے بھائی حضرت سلیمان کی دعا نہ ہوتی تو میں اس کو باندھ دیتا اور لوگ اس کو صبح کے وقت دیکھتے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ میں اس کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیتا کہ مدینے کے بچے اس کے ساتھ کھیل تماشا کرتے۔

---

(٥٣٤)أخرجه ابن الجوزى فى زاد المسير (١٣٨/٧)، والبغوى فى تفسيره (٦٤/٤)، والخازن فى تفسيره (٦٠/٦)، وابن كثير فى تفسيره (٣٧/٤)، والسيوطى فى الدر المنثور (٢١٣/٥)، والشوكانى فى فتح القدير (٤٢٢/٤)، كلهم رووه عن أبى هريرة، والنسائى فى تفسيره عن عائشة (٢٢٠/٢)۔

والحديث متفق عليه انظر اللؤلؤ والمرجان ص ١٠٩، والنسائى فى سننه (١٣/٣)، وأبو عوانة فى مسنده (٢٦٤/٢)، والبيهقى فى سننه (٢١٩/٢، ٢٦٤)، وانظر مسند أحمد (٤١٣/١)۔

سورة الزمر

حضورؐ کے نفلی روزے اور تلاوت

(روایت نمبر:۵۳۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كان رسول الله ﷺ يصوم حتى نقول ما يريد أن يفطر ويفطر حتى نقول ما يريد أن يصوم وكان يقرأ في كل ليلة ببني إسرائيل والزمر.

(ترجمہ) جناب رسول اللہ ﷺ اتنے روزے رکھتے کہ ہم کہتے کہ آپ ﷺ روزے رکھتے ہی رہیں گے اور جب آپ چھوڑتے تو ہم کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کا روزے رکھنے کا ارادہ نہیں ہے آپ ہر رات سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ زمر پڑھا کرتے تھے۔

﴿فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾	(آیۃ:۲۲)

ترجمہ: بھلا جس کا سینہ اللہ نے اسلام قبول کرنے کیلئے کھولدیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے روشنی میں ہے پس خرابی تو ان کیلئے ہے جن کے دل اللہ کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتے یہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

---

(۵۳۵)أخرجه القرطبي في التفسير عن عائشة مختصراً (۱۵/ ۲۳۲)، وابن كثير في تفسيره عنها بهذا اللفظ (٤/ ٤٤): والشوكاني في تفسيره عن عائشة بروايتين (٤/ ٤٣٥)، وسبق أن ذكره السيوطي في تفسير الآية الأولى من سورة الإسراء۔

وأخرجه الإمام أحمد في مسنده (٦/ ٦٨، ۱۲۲، ۱۸۹)، والترمذي في جامعه (۵/ ۱۸۱، ٤٧٥)، والنسائي في شعب الإيمان (٥/ ٤٠٧)، وفي عمل اليوم والليلة (ص ٤٣٤)، وابن السني في عمل اليوم والليلة ص ١٨٤، والحاكم في مستدركه (٢/ ٤٣٤) وسكت عنه الذهبي، وأبو يعلى في مسنده (٨/ ١٠٦)،وابن خزيمة في صحيحه (٢/ ١٩١)، وقال البوصيري:رجاله ثقات، وابن نصر المروزي في قيام الليل ص١١٩، والحافظ ابن حجر في المطالب العالية (٣/ ٣٥٨)، وأخرجه الهيثمي في مجمع الزوائد (٢/ ٢٧٢)وهو حسن الإسناد۔

تین چیزیں دل کی سخت کرتی ہیں

(روایت نمبر:۵۳۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یورث القسوة فی القلب ثلاث خصال: حب الطعام وحب النوم وحب الراحة".

(ترجمہ) تین چیزیں دل کو سخت کر دیتی ہیں کھانے کی محبت، سونے کی محبت اور راحت و آرام کی محبت۔

﴿إِنَّکَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَّيِّتُونَ﴾	(آیۃ:۳۰)

ترجمہ: بے شک آپؐ نے بھی مرنا ہے اور یہ بھی مر جائیں گے۔

حضورؐ کی ایک بیماری اور حضرت عائشہؓ کی حضور سے دلچسپ گفتگو

(روایت نمبر:۵۳۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

دخل علي رسول الله ﷺ وهو يصدع وأنا أشتكي رأسي فقلت: وا رأساه قال: "بل أنا والله يا عائشة وا رأساه" ثم قال رسول الله ﷺ: "وما عليک لو مت قبلي فوليت أمرک وصليت عليک وواريتک" فقلت: والله إني لأحب إنه لو كان ذلک لقد خلوت ببعض نساءک فی بيتي في آخر النهار فأعرست بها فضحک رسول الله ﷺ ثم تمادى برسول الله وجعه فاستقر برسول الله ﷺ وهو يدور على نسائه في بيت ميمونة فاجتمع إليه أهله فقال العباس: إنا لنرى برسول الله ﷺ ذات الجنب فهلموا فلنلده فلدوه' وأفاق رسول الله

(۵۳۶)لم أجد من ذكره من أهل التفسير بالأثر غير السيوطی فی الدرالمنثور (۳۲۵/۵)۔
وورد عن الفضيل بن عياض قريباً منه فقال: ثنتان يقسيان القلب ولم يذكر كثرة النوم۔ انظر الآداب الشرعية لابن مفلح (۱۹۵/۳)۔
وأخرجه الديلمی فی الفردوس بمأثور الخطاب (۵۲۰/۵) ولعل الصواب وقفه على عائشة۔
(۵۳۷)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر عند هذه الآية۔
وأخرجه البيهقی فی دلائل النبوة مواضع منها انظر (۱۷۵/۷، ۱۹۰، ۱۹۸، ۲۱۵، ۲۱۸)، والإمام أحمد فی مسنده (۲۱۹/۶، ۲۲۰)، وأبو يعلى الموصلی فی مسنده (۳۶/۸)، فما بعدها، والهيثمی فی مجمع الزوائد (۳۲/۹)، وكشف الأستار (۴۰۲/۱). وهو صحيح الإسناد۔

ﷺ فقال: "من فعل هذا" فقالوا: عمك العباس تخوف أن تكون بك ذات الجنب فقال رسول الله ﷺ: "إنها من الشيطان وما كان الله ليسلطه علي، لا يبقى في البيت أحد إلا لددتموه إلا عمي العباس" فلد أهل البيت كلهم حتى ميمونة وإنها لصائمة يومئذ وذلك بعيني رسول الله ﷺ ثم استأذن رسول الله ﷺ نساءه أن يمرض في بيتي فخرج رسول الله ﷺ إلى بيتي وهو بين العباس وبين رجل آخر لم تسمه تخط قدماه بالأرض إلى بيت عائشة.

(ترجمہ) جناب نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے جب کہ آپؐ کے سر میں درد ہو رہا تھا اور مجھے بھی سر درد کی تکلیف تھی میں نے کہا ہائے میرا سر تو آپ ﷺ نے فرمایا بلکہ خدا کی قسم اے عائشہ! ہائے میرا سر پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تجھے کیا ہے کہ اگر تو مجھ سے پہلے فوت ہوگئی تو میں تیرا معاملہ خود سنبھالوں گا اور میں تیری نماز جنازہ پڑھوں گا اور تجھے قبر میں دفن کروں گا تو میں نے عرض کیا خدا کی قسم میں یہ پسند کرتی ہوں اگر ایسا ہو جائے تو آپ میرے گھر میں دن کے آخری وقت کسی بیوی کے ساتھ تنہائی اختیار کرلیں گے تو رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے آپ کی سر کی تکلیف نے آپ کو لٹا دیا پھر رسول اللہ ﷺ حضرت میمونہؓ کے گھر میں اپنی بیویوں سے ملاقات کرتے رہے پھر جب آپ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کے تمام اہل خانہ جمع ہو گئے تو حضرت عباسؓ نے فرمایا ہمارا خیال ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو ذات الجنب کی بیماری ہوگئی ہے آؤ آپ ﷺ کو دوا پلا دیں تو سب نے آپ ﷺ کو دوا پلائی پھر جب رسول اللہ ﷺ کو افاقہ ہوا تو فرمایا کس نے دوا پلائی ہے تو انہوں نے کہا کہ آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوف تھا کہ آپ کو ذات الجنب کی تکلیف ہوگئی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ بیماری شیطان کی طرف سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو مجھ پر مسلط کرنے والے نہیں ہیں گھر میں جتنے لوگ ہیں یہ دوا سب کو پلاؤ مگر میرے چچا کو چھوڑ دینا چنانچہ ان سب (تمام اہل بیت) کو دوا پلائی گئی حتیٰ کہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی اگرچہ وہ اس دن روزے کی حالت میں تھیں اور یہ سب نبی کریم ﷺ کے سامنے کیا گیا پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں سے اجازت مانگی کہ ان کی تیمارداری میرے گھر میں کی جائے پھر رسول اللہ ﷺ میرے گھر کی طرف نکلے جبکہ آپؐ حضرت عباس اور ایک آدمی کے درمیان چل رہے تھے اس آدمی کا نام حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نہیں ذکر کیا آپ کے قدم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کی طرف جاتے ہوئے زمین پر لکیریں بنا رہے تھے (یعنی حضور ﷺ نے ان دونوں صحابہ کے کندھوں پر ہاتھ رکھا ہوا تھا چلنے کی سکت نہیں تھی۔)

﴿وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ﴾	(آية: ٦٧)

ترجمہ: اور انہوں نے اللہ کی قدر نہیں جانی جتنا اس کا حق ہے اور قیامت کے دن سب زمین اس کے تصرف میں ہوگی اور سب آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے وہ پاک ہے اور وہ ان کے شریک بتلانے سے بہت اونچا ہے۔

قیامت لوگ پل صراط پر کب ہوں گے

(روایت نمبر: ۵۳۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أنها سألت النبي ﷺ عن قوله : ﴿وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ﴾ أين الناس يومئذ؟ قال: "على جسر جهنم".

(ترجمہ) انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ﴾ کے متعلق پوچھا کہ اس وقت لوگ کہاں ہوں گے؟ تو فرمایا کہ جہنم کے پل پر ہوں گے۔

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا﴾	(آیۃ: ۵۳)

ترجمہ: (اللہ کی طرف سے) کہہ دیجئے اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں بے شک اللہ سب گناہ بخش دے گا واقعی وہ گناہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔

---

(٥٣٨) أخرجه ابن جرير الطبرى فى تفسيره بهذا اللفظ (٢٨/٢٤)، والقرطبى فى تفسيره (٢٧٨/١٥)، والسيوطى فى الدرالمنثور عنها بأطول من هذا (٣٣٥/٥)۔

وأخرجه الإمام مسلم فى صحيحه (٤/ ٢١٥٠)، والإمام أحمد فى المسند (١١٧/٦)، والحاكم فى المستدرك (٢/ ٢٥٢، ٤٣٦)، وقال: على شرط الشيخين ولم يخرجاه الزهد ص ٤٧٩، وفى زوائد الزهد ص ٨٥، وأبو نعيم فى الحلية (١٨٣/٨)، والبغوى فى شرح السنة (١٥/ ٢٥١)، وانظر تحفة الأشراف للمزى (١١/ ٤٥٠)، وعزاه للنسائى فى السنن الكبرى۔

لوگوں کو وعظ میں خدا کی رحمت سے ناامید نہ کرو

(روایت نمبر:۵۳۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

ألم أحدث أنک تعظ الناس قال: بلی' قالت: فإیاک وإهلاک الناس وتقنیطهم.

(ترجمہ) میں تمہیں یہ بات نہ بتاؤں کہ اور لوگوں کو وعظ ونصیحت کرتے ہو تو انہوں نے فرمایا کیوں نہیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اپنے آپ کو، لوگوں کو اللہ کی رحمت سے ناامید ہونے سے بچاؤ۔

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِي مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ﴾	(آیۃ:٤٦)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے غائب اور ظاہر کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔

رات میں افتتاح نماز کی نبوی دعا

(روایت نمبر:۵۴۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

کان رسول اللہ ﷺ إذا قام من اللیل افتتح صلاته: "اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ

(۵۳۹)أخرجه ابن جرير الطبرى فى التفسير بغير هذا اللفظ عن ابن مسعود (٢٤/١٦)، ومثله ابن كثير فى التفسير (٤/٥٩)، والسيوطى فى تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (٥/٣٣٢)، وأخرجه الشوكانى فى تفسيره قريباً من هذا اللفظ عن ابن مسعود (٤/٤٦٠)، والنسائى فى تفسيره عن عائشة (٢/٢٤٠)۔

وأخرجه ابن أبى الدنيا فى حسن الظن بالله ص ٦٠، وعزاه السيوطى للبيهقى فى شعب الإيمان وابن أبى شيبة فى المصنف (١٣/٨٥)، وأخرجه عبدالرزاق فى مصنفه عنها (١١/٢٨٨)۔

(٥٤٠)أخرجه البغوى فى التفسير عنها بهذا اللفظ (٤/٨٢)، ومثله القرطبى فى تفسيره (١٥/٢٦٥)، والخازن فى التفسير (٦/٧٨)، وابن كثير فى تفسيره (٤/٥٦)، والسيوطى فى تفسيره (٥/٣٣٠)، والشوكانى فى فتح القدير (٤/٤٥٥)۔

وأخرجه مسلم فى صحيحه عن عائشة بهذا اللفظ (١/٥٣٤)، والإمام أحمد فى المسند (٦/١٥٦)،والترمذى فى جامعه (٥/٤٨٤)، والنسائى فى السنن (٣/٢١٢)، وأبو داود فى سننه۔ انظر عون المعبود (٢/٤٧١)، وابن ماجه فى سننه (١/٤٣١)۔

وَإِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ".

(ترجمہ) جناب رسول اللہ ﷺ جب رات کے وقت کھڑے ہوتے تو نماز کا افتتاح اس دعا کے ساتھ کرتے تھے۔

"اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ" (مسلم والبیہقی فی الأسماء والصفات)

(ترجمہ) اے اللہ جبریل، میکائیل اور اسرافیل کے رب آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، چھپے اور ظاہر کو جاننے والے تو اپنے بندوں کے درمیان اس چیز میں فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کرتے تھے مجھے اختلاف میں حق کی رہنمائی فرما اپنے حکم سے بے شک تو جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی رہنمائی کرتا ہے۔

﴿حَتّٰى إِذَا جَآءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خٰلِدِينَ﴾	(آیۃ: ۷۳)

ترجمہ: اور جو لوگ اپنے رب سے ڈر گئے تھے ان کو جنت کی طرف گروہ گروہ کر کے لے جایا جائے گا حتی کہ جب وہ اس پر پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور ان سے جنت کے محافظ کہیں گے السلام علیکم تم لوگ پاکیزہ ہو جنت میں ہمیشہ رہنے کیلئے داخل ہو جاؤ۔

دو بیٹیوں، بہنوں، خالاؤں یا پھوپھیوں کی پرورش کا اجر

(روایت نمبر:۵۴۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ:

قال رسول الله ﷺ: "من كان له بنتان أو أختان اوا خالتان أو عمتان فعالهن فتحت

---

(٥٤١) لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر في هذه الآية إلا السيوطي في الدر المنثور (٣٤٣/٥)، وأخرج الحافظ ابن حجر في المطالب العالية قريباً من هذا اللفظ عن ابن عباس (٢ /٣٨٢)، ومثله الإمام أحمد في مسنده (١ /٢٣٥)، وأخرجه ابن حبان في صحيحه عن أبي سعيد الخدري (٣٣٦/١)، والهيثمي في مجمع الزوائد عن عائشة بهذا =

له أبواب الجنة".

(ترجمہ) جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کی دو بیٹیاں ہوں یا جس کی دو بہنیں ہوں یا دو خالائیں ہوں یا دو پھوپھیاں ہوں پھر وہ ان کی خرچ اخراجات وغیرہ کی ذمہ داری اٹھائے گا پھر ان کی پرورش کرے گا تو اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

=اللفظ وعزاه للطبراني في الأوسط (۳/ ۱۱۹)، ولم أجده في الأجزاء الثلاثة المطبوعة منه، وقال فيه: عمر بن حبيب العدوي متروك، كما أخرجه في كشف الأستار على زوائد البزار عن جابر بن عبدالله (۲/ ۳۸٤)، ورواه عن جابر في موضع آخر، وعزاه للطبراني في الأوسط وللإمام أحمد، قال: إسناد أحمد جيد۔ انظر المجمع (۸/ ۱٥٦)۔

سورة المؤمن

﴿يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ لَايَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَىْءٌ لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ(١٦) اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ إِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ﴾	(الآيتان: ١٦،١٧)

ترجمہ: جس دن وہ نکل کھڑے ہوں گے ان کی کوئی چیز اللہ پر چھپی نہ رہے گی اس دن کس کا راج ہوگا، اللہ ہی کا جو ایک ہے غالب ہے۔ آج ہر شخص کو جیسا اس نے کمایا اس کا بدلہ ملے گا آج ظلم نہیں ہوگا بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

روز قیامت کی ہولنا کیاں اور حساب و کتاب

(روایت نمبر:۵۴۲) خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں انتہائی کمزور سند کے ساتھ حضرت عمرؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ:

قال رسول الله ﷺ: "يحشر الناس يوم القيامة كما ولدتهم أمهاتم حفاة عراة غرلاً" فقالت عائشة رضي الله عنها: واسوأتاه ينظر بعضنا إلى بعض فضرب على

(٥٤٢)لم أجد من ذكره من المفسرين عند هذه الآية إلا السيوطى فى الدرالمنثور (٣٤٨/٥)۔

وأخرجه بهذا اللفظ الخطيب البغدادى فى التاريخ عن ابن عمر وليس عن عائشة (١٣١/١١)۔وإسناده واه جداً وآفته من عبدالمنعم بن إدريس اليمانى كذاب كان يضع الحديث على أبيه كذبه البخارى وأحمد وابن حبان۔ انظر ميزان الاعتدال (٦٦٨/٢)، والكشف الحثيث عمن رمى بوضع الحديث ص ٢٧٤۔

وأخرجه الإمام أحمد مختصراً عن عائشة (٥٣/٦، ٩٠)، وأخرجه الشيخان عنها انظر اللؤلؤ والمرجان ص(٨٠٢)، كذلك الترمذى فى جامعه (٤٣٢/٥)، والنسائى فى سننه (١١٤/٤)، والبغوى فى مصابيح السنة (٥٢٧/٣)۔

منكبها وقال: "يا بنت أبي قحافة شغل الناس يومئذ عن النظر سموا بأبصارهم إلى السماء موقوفون أربعين سنة لا يأكلون ولا يشربون ولا يتكلمون سامين أبصارهم إلى السماء يلجمهم العرق فمنهم من بلغ العرق قدميه و منهم بلغ ساقيه و منهم من بلغ فخذيه وبطنه ومنهم من يلجمه العرق ثم يرحم بعد ذلک على العباد فيأمر الملائكة المقربين فيحملون عرش الرب عزوجل حتى يوضع في أرض بيضاء كأنها الفضة لم يسفک فيها دم حرام ولم يعمل فيها خطيئة ذلک أول يوم نظرت عين إلى الله تعالىٰ ثم تقوم الملائكة حافين من حول العرش ثم ينادي مناد فينادي بصوت يسمع الثقلين الجن والإنس يستمع الناس لذلک الصوت، ثم يخرج الرجل من الموقف فيعرق الناس كلهم، ثم يعرق بأخذ حسناته فتخرج معه فيخرج بشيء لم ير الناس مثله كثرة ويعرف الناس تلک الحسنات، فإذا وقف بين يدي رب العالمين قال: أين أصحاب المظالم فيقول له الرحمن تعالى: أظلمت فلان بن فلان في يوم كذا وكذا فيقول: نعم يا رب، وذلک يوم تشهد عليهم ألسنتهم وأيدهيم وأرجلهم بما كانوا يعملون فإذا فرغ من ذلک فيؤخذ من حسناته فيدفع إلى من ظلمه وذلک يوم لا دينار ولا درهم الا أخذ من الحسنات وترک السيئات فإذا لم يبق حسنة قال من بقي: يا ربنا ما بال غيرنا استوفوا حقوقهم وبقينا قيل لا تعجلوا فيؤخذ من سيآتهم عليه، فإذا لم يبق أحد يطلبه قيل له: ارجع إلى أمک الهاوية فانه لا ظلم اليوم إن الله سريع الحساب ولا يبقى ملک مقرب ولا نبي مرسل ولا صديق ولا شهيد إلا ظن أنه لم ينج لما رأى من شدة الحساب".

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے ارشادفرمایا قیامت کے دن لوگ ایسے کھڑے ہوں گے جس طرح سے وہ اپنی ماؤں سے پیدا ہوئے ہیں۔ ننگے پاؤں، ننگے جسم، نامختون ہوکر تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا ہائے مصیبت ہم میں سے ہرکوئی ایک دوسرے کو دیکھے گا۔ تو حضور ﷺ نے ان کے کندھے پر ہاتھ مارا اور فرمایا اے ابوقحافہ کی بیٹی! لوگ اس دن دیکھنے سے بے پرواہ ہوں گے ان کی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی ہوں گی۔ چالیس سال تک اس حالت میں کھڑے رہیں گے نہ کھائیں گے نہ پئیں گے اور نہ بات کرسکیں گے ان کی آنکھیں آسمان کی طرف بلند ہوں گی پسینہ میں ان کو لگام ڈالی ہوگی کسی کا پسینہ اس کے قدموں تک پہنچا ہوگا اور کسی کا پنڈلیوں تک اور کسی کا رانوں اور پیٹ تک اور کسی کا منہ تک پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ بندں پر رحم فرمائیں گے اور مقرب فرشتوں کو حکم دیں گے تو وہ رب تعالیٰ کا عرش اٹھائیں گے

اور سفید زمین پر رکھیں گے گویا کہ وہ زمین چاندی کی ہے نہ اس پر ناحق خون بہایا ہوگا اور نہ اس میں کوئی گناہ کیا ہوگا یہ وہ پہلا دن ہوگا جس میں کوئی آنکھ اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھ سکے گی۔

پھر فرشتے عرش کے ارد گرد گھیرا ڈالے ہوئے ہوں گے پھر پکارنے والا اونچی آواز سے پکار کر کہے گا۔ جنات وانسان سب لوگ اس آواز کو سن رہے ہوں گے پھر آدمی موقف سے نکلے گا جب کہ سب لوگ پسینہ پسینہ ہوں گے آدمی کو اس کی نیکیاں چھن جانے پر پسینہ آئے گا یہ نیکیاں اس کے پسینہ کے ساتھ جائیں گی اور پسینہ اس کی نیکیوں کے ساتھ جائے گا اتنا کثرت سے پسینہ لوگوں نے نکلتا ہوا نہیں دیکھا ہوگا لوگ جانتے ہوں گے کہ یہ نیکیوں کے جانے کی وجہ سے ہوا ہے پھر جب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ مظلوم کہاں ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ مظلوم کو کہے گا کہ فلاں بن فلاں نے فلاں دن میں تجھ پر ظلم کیا تھا وہ کہے گا یا رب! جی ہاں یہ وہ دن ہوگا جب لوگوں پر ان کی زبانیں، ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں گواہی دے رہے ہوں گے ان کے ان کاموں کی جو وہ کرتے تھے جب اس سے فارغ ہوگا تو اس کی نیکیاں لے کر کے اس مظلوم کو دے دی جائیں گی یہ وہ دن ہوگا جس میں نہ دینار ہوں گے نہ درہم مگر نیکیاں لی جائیں گی اور گناہ چھوڑے جائیں گے پھر جب کوئی نیکی نہیں بچے گی تو جو حقدار لینے سے باقی رہ گیا ہوگا وہ عرض کرے گا۔ اے ہمارے رب! ہمارا کیا بنے گا؟ ہمارے غیروں نے تو اپنے حقوق وصول کر لئے اور ہم باقی رہ گئے ان سے کہا جائے گا جلدی نہ کرو پھر ظالموں کی نیکیاں لے کر مظلوموں پر ڈال دی جائیں گی جب کوئی بھی حق کا مطالبہ کرنے والا باقی نہیں رہے گا۔ تو اس ظالم کو حکم ہوگا کہ اپنے ٹھکانہ دوزخ میں لوٹ جا کیونکہ آج کسی قسم کا ظلم نہیں ہوگا۔ بے شک اللہ جلدی حساب لینے والا ہے اس وقت کوئی مقرب فرشتہ اور سچا نبی اور صدیق اور شہید باقی نہیں بچے گا مگر وہ یہی خیال کرے گا کہ شاید اس کی نجات نہ ہو اس لئے کہ انہوں نے فساد کی یہ شدت دیکھ رکھی ہوگی۔

﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾	(آیۃ:۶۰)

ترجمہ: اور تمہارے رب نے کہا ہے مجھے پکارو میں تمہاری سنوں گا بے شک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

دعا استغفار ہی ہے

(روایت نمبر:۵۴۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"الدعاء الاستغفار"۔

(ترجمہ) دعا استغفار ہی ہے۔

سب سے بہتر عبادت اپنے لئے دعا مانگنا ہے

(روایت نمبر:۵۴۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون سی عبادت سب سے بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

"دعاء المرء لنفسه".

(ترجمہ) آدمی کا اپنے لئے دعا مانگنا۔

---

(٥٤٣)أخرجه ابن جرير الطبرى فى تفسيره عن النعمان بن بشير بلفظ (الدعاء هو العبادة)(٢٤ /٧٨،٧٩)، ومثله البغوى فى التفسير (٤ /١٠٣)، والخازن فى تفسيره (١٠١/٦)، وابن كثير فى التفسير (٤ /٨٥)، وأخرجه السيوطى فى التفسير عن عائشة بهذا اللفظ (٣٥٦/٥)، ومثله الشوكانى فى الفتح (٤٨٥/٤)۔

وأخرجه الترمذى فى جامعه عن النعمان بن بشير (٥ /٣٧٤)، ومثله ابن ماجه فى سننه (١٢٥٨/٢)، وكذلك أخرجه الإمام أحمد فى مواضع من مسنده (٢٦٧/٤، ٢٧١، ٢٧٦)۔

(٥٤٤)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر فى تفسيره هذه الآية سوى السيوطى فى الدرالمنثور (٥ /١٥٦)، وأخرجه البخارى فى الأدب المفرد عن عائشة انظر فضل الله الصمد(١٥٨/٢)، وأخرجه الحاكم فى المستدرك وصححه (٥٤٣/١)، وخالفه الذهبى فى التلخيص فقال فيه: المبارك بن حسان واه وانظر ميزان الاعتدال (٥٣٠/٤)۔

سورة السجدة

حضورؐ کی دنیا میں اپنی امت کیلئے شفاعت

(روایت نمبر:۵۴۵) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ فرماتے ہیں کہ:

جئت أزور عائشة رضي الله عنها ورسول الله ﷺ يوحى إليه ثم سري عنه ' فقال: يا عائشة ناوليني ردائي فناولته ثم أتى المسجد فاذا مذكر يذكر فجلس حتى إذا قضى المذكر تذكره افتتح حم تنزيل من الرحمن الرحيم فسجد حتى طالت سجدته ثم تسامع به من كان على ميلين وتلا عليه السجدة فأرسلت عائشة رضي الله عنها في خاصتها أن احضروا رسول الله ﷺ فلقد رأيت مالم أره منه منذ كنت معه فرفع رأسه فقال: "سجدت هذه السجدة شكراً لربي فيما أبلاني في أمتي" ' فقال له أبوبكر رضي الله عنه: وماذا أبلاك في أمتك ' قال: "أعطاني سبعين ألفاً من أمتي يدخلون الجنة بغير حساب" فقال أبوبكر رضي الله عنه : يا رسول الله إن أمتك كثير طيب فازدد قال: "فقد فعلت فأعطاني مع كل واحد من السبعين ألفاً سبعين ألفاً" فقال: يا رسول الله ازدد لأمتك فقال: بيده ثم قال بها على صدره فقال عمر رضي الله عنه: وعيت يا رسول الله .

(ترجمہ) میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملنے کے لئے گیا جب کہ نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہورہی تھی پھر جب وحی سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! مجھے میری چادر دے دو میں نے آپ کو آپ کی چادر دی پھر آپ ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے وہاں ایک شخص نصیحت کر رہا تھا تو آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے جب اس نے اپنی نصیحت کو ختم کیا تو آپ نے حم تنزيل من الرحمن الرحيم کو پڑھنا شروع کیا پھر آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور بہت طویل سجدہ کیا۔

اور اتنا اونچی آواز سے پڑھا کہ دو میل دور تک کے لوگوں کو بھی سنایا پھر سجدہ کی آیت تلاوت کی ۔ پھر

---

(٥٤٥)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر سوى السيوطى فى الدرالمنثور (٥ /٣٥٩) ، وأخرجه الحكيم الترمذى فى نوادر الأصول ص ٨٣، ولم أطلع على إسناده حتى يمكن الحكم عليه۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کسی مقرب کو بھیجا کہ آپ نبی کریم ﷺ کے پاس جاؤ کیونکہ میں نے حضور ﷺ کی جانب سے ایک ایسا عمل دیکھا ہے جب سے میں آپ کے پاس ہوں تو ایسا عمل کرتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا پھر حضور ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا کہ میں نے یہ سجدہ اپنے رب کے لئے شکر کے طور پر کیا ہے اس انعام کے بدلہ میں جو اللہ تعالیٰ نے میری امت پر فرمایا ہے آپ سے حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی امت کے متعلق کیا انعام عطا فرمایا ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت پر ستر ہزار آدمیوں کو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونے کا انعام عطا فرمایا ہے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی امت کثیر ہے اور اچھی ہے آپ مزید اضافہ کی دعا فرمائیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے یہ بھی کیا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے ستر ہزار میں سے ہر ایک کے ساتھ مزید ستر ہزار عطا فرمائے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اپنی امت کے لئے مزید اضافہ کے لئے دعا مانگیں تو آپؐ نے اپنے ہاتھ کے ساتھ سینے کی طرف اشارہ فرمایا تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو خوب فکر ہے۔

﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ إِلَى اللهِ وَعَمِلَ صٰلِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾	(آیۃ: ۳۳)

ترجمہ: اور اس سے بہتر کس کی بات ہے جو اللہ کی طرف بلاتا اور نیک کام کرتا ہے اور کہتا ہے میں بھی فرمانبردار ہوں۔

اذان اور اقامت کے درمیان دو نفل

(روایت نمبر: ۵۴۶)

عن عائشة رضي الله عنها في قوله تعالى: ﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ إِلَى اللهِ﴾

(٥٤٦) أخرجه ابن جرير في تفسيره عن عائشة (٢٤/ ١١٨)، والبغوى فى التفسير عن عائشة (٤/ ١١٤)، والقرطبي في تفسيره عنها (١٥/ ٣٦٠)، والخازن أيضاً في التفسير (١١١/٦)، وابن كثير في تفسيره عنها مختصراً (٤/ ١٠١)، والسيوطى فى الدرالمنثور عنها بهذا اللفظ (٣٦٤/٥)، والشوكانى فى فتح القدير (٥٠٣/٤)

وأورده ابن الجوزى فى زاد المسير (٢٥٦/٧)، حديثاً لجابر بن عبدالله۔

قالت: المؤذن ﴿وَعَمِلَ صٰلِحًا﴾ قالت: ركعتان فيما بين الأذان والإقامة.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ إِلَى اللّٰهِ﴾ کی تفسیر میں فرماتی ہیں کہ اس سے مراد موذن ہے اور ﴿وَعَمِلَ صٰلِحًا﴾ کے متعلق فرمایا کہ اس سے مراد وہ دو رکعت ہیں جو رکعتیں اذان اور اقامت کے درمیان پڑھی جائیں۔

(فائدہ) ان دو نفل سے مراد ظہر، عصر اور عشاء کی نمازوں سے پہلے کی دو دو نفل پڑھنا مراد ہیں نماز مغرب اور نماز فجر سے پہلے دو نفل نہیں ہیں۔

مؤذن کیلئے فضیلت کی آیت

(روایت نمبر:۵۴۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

ما أرى هذه الآية نزلت إلا في المؤذنين ﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ إِلَى اللّٰهِ﴾(٢).

(ترجمہ) میری رائے یہ ہے کہ یہ آیت ﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ إِلَى اللّٰهِ﴾ مؤذنین کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

---

(٥٤٧) أخرجه السيوطي بهذا اللفظ عنها (٥/٣٦٤)، والشوكاني أيضاً في فتح القدير (٤/٥٠٣)، وانظر من خرجه من المفسرين في الأثر السابق۔

وأخرجه ابن أبي شيبة في مصنفه عن عائشة بهذا اللفظ (١/٢٢٥)، وانظر تخريج الذي قبله۔

سورة الشورىٰ

﴿وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَن كَثِيرٍ﴾	(آیۃ:۳۰)

ترجمہ: اور تم پر جو مصیبت پڑتی ہے تو وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہے اور وہ بہت سے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

تکلیف کے بدلہ میں گناہ مٹتے ہیں

(روایت نمبر:۵۴۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ما من مسلم تصيبه شوكة فما فوقها إلا كفر الله عنه بها خطيئة".

(ترجمہ) جس مسلمان کو کوئی کانٹا یا اس سے بھی کم تکلیف پہنچی اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں ایک گناہ معاف کر دیتے ہیں۔

آدمی پر غم کیوں آتے ہیں

(روایت نمبر:۵۴۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(٥٤٨)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر فى تفسير هذه الآية سوى الخازن فى تفسيره (١٢٦/٦)، والشوكانى قريباً منه فى فتح القدير (٥٢٧/٤)۔

والحديث متفق عليه،انظر اللؤلؤ والمرجان فيما اتفق عليه الشيخان ص٦٦٩ ـ وأخرجه الترمذى فى جامعه (٢٣٠/٢)، من كتاب الجنائز، ومالك فى الموطأ من كتاب العين(٩٤/٢)، وأحمد فى مسنده (٨٨/٦، ٢٦١)،وعبد بن حميد فى مسنده انظر المنتخب (٣٨١/١)، وعبدالرزاق فى مصنفه (١١ /١٩٧)، والبغوى فى شرح السنة (٥ /٢٣٤)، وابن أبى داود فى مسند عائشة ص٥٢ ـ

(٥٤٩)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر سوى ابن كثير فى تفسيره (١١٦/٤)، =

"إذا كثرت ذنوب العبد ولم يكن له ما يكفرها ابتلاه الله تعالٰى بالحزن ليكفرها".
جب کسی آدمی کے گناہ بہت ہو جاتے ہیں اور اس کا کوئی ایسا عمل نہیں ہوتا جس سے اس کے گناہوں کا کفارہ ہو سکے تو اللہ تعالیٰ اس کو غم میں مبتلا کر دیتے ہیں تا کہ اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دے۔

﴿وَجَزَا ؤُسَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ إِنَّهُ لَايُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولٰئِكَ مَا عَلَيْهِم مِّن سَبِيْلٍ﴾	(الآيتان: ۴۰، ۴۱)

ترجمہ: اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے پھر جس نے معاف کر دیا اور صلح کر لی تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے بے شک اس کو گناہگار پسند نہیں آتے۔ اور جو کوئی اپنے مظلوم ہونے کے بعد بدلہ لے تو ان پر بھی کوئی الزام نہیں ہے۔

سوکنوں کی باہمی سخت کلامی

(روایت نمبر: ۵۵۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

دخلت علي زينب وعندي رسول الله ﷺ فأقبلت علي تسبني فردعها النبي ﷺ فلم تنته فقال لي: "سبيها" فسبيتها حتى جف ريقها في فمها ووجه رسول الله ﷺ متهلل سروراً.

(ترجمہ) حضرت زینب میرے گھر آئیں جبکہ نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف فرما تھے تو حضرت زینب مجھے سخت سست کہنے لگیں تو حضور ﷺ نے ان کو جھڑکا تو وہ نہ رکیں تو حضور ﷺ نے مجھے فرمایا کہ تم بھی اس کو سخت سست کہہ لو میں نے بھی ان کو سخت سست کہا حتیٰ کہ ان کی تھوک منہ میں خشک ہوگئی اور حضور

=وأخرجه الإمام أحمد في مسنده (٦/ ١٢٠)، وانظر تخريج الحديث السابق، فإنه بمعناه۔

(٥٥٠) أخرجه ابن جرير في التفسير (٢٥/ ٣٩)، وابن كثير في تفسيره عن عائشة بأطول من هذا (٤/ ١١٩)، والسيوطي في الدرالمنثور عنها أيضاً بهذا اللفظ (٦/ ١٠)، والشوكاني في التفسير بهذا اللفظ (٤/ ٥٢٧)، وانظر تفسير النسائي (٢/ ٢٦٩)۔

وأخرجه البخاري في صحيحه عن عائشة انظره مع الفتح (٥/ ٢٠٥)، وكذلك الإمام أحمد في مسنده (٦/ ٩٣)، وأبو داود في سننه انظره مع عون المعبود (١٣/ ٢٤٠)، وابن ماجه في سننه (١/ ٦٣٧)۔

علیہ وسلم کا چہرہ خوشی سے تلملا رہا تھا۔

وہ سوکنوں کی سخت کلامی کیا تھی

(روایت نمبر:۵۵۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كنت في البيت وعندنا زينب بنت جحش فدخل علينا النبي ﷺ فاقبلت عليه زينب فقالت: ما كل واحدة منا عندك إلا على خلابة ثم أقبلت علي تسبني فقال النبي ﷺ: "قولي لها كما تقول لك" فأقبلت عليها وكنت أطول وأجود لساناً منها فقامت.

(ترجمہ) میں اپنے گھر میں تھی ہمارے پاس حضرت زینب بنت جحش بھی بیٹھی تھی کہ نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے تو حضرت زینب آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئیں اور فرمایا ہم میں سے ہر ایک بیوی آپ کے لئے بے کار ہے پھر وہ میری طرف رخ کر کے سخت سست کہنے لگیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"قولي لها كما تقول لك".

تم بھی اس کو ایسا جواب دو جیسا کہ یہ تمہیں دے رہی ہے تو میں حضرت زینب کی طرف متوجہ ہوئی تو میں ان کے مقابلے میں بہت عمدہ اور اچھے طریقے سے بول سکتی تھی تو وہ اٹھ کر چلی گئیں۔

ظالم پر بددعا سے آدمی اپنا بدلہ لے لیتا ہے

(روایت نمبر:۵۵۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

قال رسول الله ﷺ: "من دعا على من ظلمه فقد انتصر".

(ترجمہ) جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے اپنے اوپر ظلم کرنے والے کے خلاف بددعا کی تو اس نے بدلہ لے لیا۔

---

(۵۵۱)أخرجه ابن جرير في تفسيره (۳۹/۲۵)، وابن كثير في تفسيره (۱۱۹/٤): والسيوطي في الدرالمنثور (۱۰/٦)، وأخرجه الإمام أحمد في مسنده (۱۳۰/٦)، وانظر تخريج الحديث السابق فإنه بمعناه۔

(۵۵۲)لم يذكره سوى ابن كثير (۱۱۹/٤)، والسيوطي في الدرالمنثور (۱۱/٦)، وأخرجه الترمذي في جامعه (٥٤/٥)، وقال: حديث غريب لا نعرفه إلا من حديث أبي حمزة۔

وأخرجه أبو يعلى الموصلي في مسنده (۴۳۳/۷)، وفي إسناده عندهما: أبو حمزة ميمون الأعور وهو ضعيف لا يحتج به، انظر تقريب التهذيب (۲۹۲/۲)، وأخرجه الديلمي في مسند الفردوس (٤/ ۲۰۱)، وانظر المقاصد الحسنة للسخاوي ص (٤۱۲)، وفيض القدير للمناوي (۱۲٦/٦)۔

ظالم پر بددعا نہ کرنے کا کیا فائدہ ہے

(روایت نمبر:۵۵۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أن سارقاً سرق لها فدعت عليه فقال لها النبي ﷺ "لا تسبخي عليه" (أي لا تخففي عليه العقاب بدعائك).

(ترجمہ) ایک شخص نے آپ کی چوری کی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس پر بددعا کی تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ: اپنی بددعا کے ساتھ اس پر عذاب کو ہلکا مت کرو۔

(فائدہ) اگر کوئی شخص ظالم پر بددعا نہیں کرے گا تو ظالم کو اللہ تعالیٰ خود پکڑے گا پھر اللہ تعالیٰ کی پکڑ بہت سخت ہوگی۔

﴿يَهَبُ لِمَن يَشَآءُ إِنَـٰثًا وَيَهَبُ لِمَن يَشَآءُ الذُّكُورَ﴾	(آیۃ:۴۹)

ترجمہ: آسمانوں اور زمین میں اللہ کا راج ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے۔

بقدر ضرورت اپنی اولاد کے مال سے لے سکتے ہو

(روایت نمبر:۵۵۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إن أولادكم هبة الله يهب لمن يشاء إناثاً ويهب لمن يشاء الذكور وأموالهم لكم إذا احتجتم إليها".

---

(۵۵۳)لم أجد من أخرجه من المفسرين بالأثر غير السيوطي في الدرالمنثور (٦ /١١)، والقرطبي (١٩/٤٣)، وأخرجه عنها ابن أبي شيبة في مصنفه (١٠/٣٤٨)، وعلاء الدين الهندي في كنزالعمال (٢/٩٥)، والإمام أحمد في مسنده (٦/٤٥)، وأبو داود في سننه عنها ، انظره مع عون المعبود (١٣/٢٥٤)۔

(٥٥٤)لم يذكره من المفسرين بالأثر غير السيوطي في الدرالمنثور (٦/١٢)۔ وأخرجه الحاكم في المستدرك على شرط الشيخين ولم يخرجاه (٢ /٢٨٤)،وسكت عنه الذهبي في التلخيص وأخرجه والبيهقي في سننه (٧ /٤٨٠)، والصحيح في هذا اللفظ: (أن أطيب ماأكل الرجل من كسبه وولده من كسبه)وسبق تخريجه في تفسير آية البقرة: آية (٢٦٧)، وسيأتي في تفسير سورة (تبت)۔

(ترجمہ) تمہاری اولاد اللہ کی بخشش ہے وہ جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے اور ان کے مال تمہارے مال ہیں جب تم ان کے محتاج ہوؤ۔

(فائدہ) یعنی بقدر ضرورت اولاد کے مال سے لے سکتے ہو اور اگر ضرورت نہیں ہوگی اور لو گے تو پھر قرضہ ہوگا جو اولاد کو لوٹانا ہوگا۔ ایسا ہی بہشتی زیور کے اخیر میں حقوق الوالدین کے مضمون کے تحت لکھا ہوا ہے۔

اولاد ماں یا باپ کے مشابہ کیوں ہوتی ہے

(روایت نمبر:۵۵۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أن امرأة قالت لرسول الله ﷺ: هل تغتسل المرأة إذا احتلمت و أبصرت الماء. فقال: "نعم" فقالت لها عائشة : تربت يداک و ألت ' فقال رسول الله ﷺ: "دعيها وهل يكون الشبه إلا من قبل ذلک؟ إذا علا ماؤها ماء الرجل أشبه الولد أخواله وإذا علا ماء الرجل ماء ها أشبه أعمامه".

(ترجمہ) ایک عورت نے حضور نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ جب عورت کو احتلام ہو اور وہ پانی دیکھے تو غسل کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غیرت سے کہا کہ تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں تو نے عورتوں کی تنقیص کر چھوڑی ایسا تو نہیں ہوتا تو حضور ﷺ نے فرمایا:

اس کو چھوڑ دو کیا شکل میں مشابہت اسی طور سے نہیں ہوتی جب عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب آجائے تو بچے کی شکل اس کے ماموں جیسی ہوتی ہے اور جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب آجائے تو بچے کی شکل چچاؤں کے مشابہ ہوتی ہے۔

﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَآئِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوْحِيَ بِإِذْنِهِ مَايَشَآءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ﴾	(آیۃ:۵۱)

ترجمہ: اور کسی آدمی میں طاقت نہیں کہ اللہ اس سے باتیں کرے مگر اشارہ سے یا پردہ کے پیچھے

(۵۵۵) لم أجد من ذكره في تفسير هذه الآية سوى القرطبي في التفسير (۱۶/ ۵۰)۔ وأخرجه البخاري في صحيحه انظره مع الفتح (۳۶۲/۶)، ومسلم في صحيحه (۱/ ۲۵۲)، وأبو داود مختصراً انظره مع عون المعبود (۱/ ۴۰۱)، والنسائي في سننه (۱/ ۱۱۲)، فما بعدها ومالك في الموطأ (۱/ ۵۱)، والإمام أحمد في مسنده (۶/ ۱۰۸)، عن أنس بن مالك۔ ومعنى (ألت) صاحت أو طعنت بالحربة۔ انظر النهاية لابن الأثير (۱/ ۶۱)۔

سے یا کوئی پیغام لانے والا (فرشتہ) بھیج دے اور وہ اس کے حکم سے جو خدا کو منظور ہو پیغام پہنچا دے بے شک وہ سب سے اوپر ہے حکمتوں والا ہے۔

حضورؐ پر وحی کیسے نازل ہوئی تھی

(روایت نمبر:٥٥٦) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حارث بن ہشام نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ آپ ﷺ کے پاس وحی کیسے آتی ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

"أحياناً يأتيني الملک في مثل صلصلة الجرس فيفصم عني وقد وعيت عنه ما قال وهو أشده علي، وأحياناً يتمثل لي الملک رجلاً فيكلمني فأعي ما يقول".

(ترجمہ) کبھی میرے پاس فرشتہ صلصلۃ الجرس کی صورت میں آتا ہے جس سے میرا جسم ٹوٹنے لگتا ہے اور میں اس بات کو محفوظ کر لیتا ہوں جو اس نے کہی ہوتی ہے اور یہ سلسلہ مجھ پر زیادہ سخت ہوتا ہے اور کبھی فرشتہ میرے سامنے آدمی کی شکل میں آتا ہے اور میرے ساتھ بات کرتا ہے اور میں اس کو محفوظ کر لیتا ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ پر سخت سردی کے دن میں وحی نازل ہو رہی تھی آپ ﷺ کا جسم ٹوٹا جا رہا تھا اور آپ کی پیشانی سے پسینہ چھوٹ رہا تھا۔

(فائدہ) صلصلۃ الجرس فرشتے کی وحی کے ساتھ آواز ہوتی ہے یا اس کے پروں کی آواز ہوتی ہے۔ حضور ﷺ پر یہ طریقہ وحی بہت دشوار گزار اور تکلیف دہ ہوتا تھا۔ (مجمع بحار الانوار ٣٤٤/٣)

---

(٥٥٦) لم أجد من ذكره من المفسرين عند هذه الآية سوى السيوطي في الدر المنثور (١٣/٦)، والحديث متفق عليه، انظر اللؤلؤ والمرجان ص(٦١٤)، وانظر البيهقي في الأسماء والصفات ص١٩٧۔

سورة الزخرف

(آیۃ:١٢)	﴿وَجَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْفُلْكِ وَالْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ﴾

ترجمہ: اور جس نے سب چیزوں کے جوڑے بنائے اور تمہارے لئے کشتیاں اور جانور بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو۔

سواری پر سوار ہوتے وقت کی دعا

(روایت نمبر:٥٥٧) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ آیت پڑھتے ہوئے سنی:

﴿وَجَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ لِتَسْتَوُا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ﴾ آپ نے فرمایا یہ پڑھا کرو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَيْنَا بِمُحَمَّدٍ عَبْدِهٖ وَرَسُوْلِهٖ اور اس کے بعد یہ کہا کرو ﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ﴾

(ترجمہ) پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے بس میں کردیا حالانکہ ہمیں اسے قابو کرنے کی طاقت نہ تھی۔

(فائدہ) مذکورہ حمد کا معنی یہ ہے کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم پر اپنے بندے اور رسول حضرت محمد ﷺ کے سبب سے احسان فرمایا۔

(فائدہ) یہ دعا سواری کے وقت سوار ہونے کے متعلق ہے۔

---

(٥٥٧) لم أجد من ذكره من الفسرين بالأثر لهذه الآية سوى السيوطى فى الدرالمنثور (١٤/٦)۔ ولم أجده بهذا اللفظ عن عائشة وأخرجه الترمذى عن على بن أبى طالب وعبدالله بن عمر (٥/١٠٥)، والإمام مسلم فى صحيحه (٢ /٩٧٨)؛ وأبو داود فى سننه (٣٣/٣)؛ وعبدالرزاق فى مصنفه (١٥٥/٥)، وابن السنى فى عمل اليوم والليلة (١٣٢)، فما بعدها والطبرانى فى كتاب الدعاء (١١٧٦/٢)۔

﴿وَمَن يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ﴾	(آیۃ:۳۶)

ترجمہ: اور جو رحمٰن کے ذکر (قرآن) سے آنکھیں چرائے ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں پھر وہ ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے۔

ہر شخص کے ساتھ شیطان ہوتا ہے

(روایت نمبر:۵۵۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أن رسول الله ﷺ خرج من عندها ليلاً قالت: فغرت عليه فجاء فرأى ما أصنع فقال: "ما لک يا عائشة غرت !؟ فقلت: وما لي لا يغار مثلي على مثلك فقال: "أجاء شيطانک" قلت: يا رسول الله أمعي شيطان؟ قال: "نعم ومع كل إنسان" قلت: ومعک قال: "نعم، ولكن ربي أعانني عليه حتى أسلم".

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ ایک رات ان کے پاس سے نکلے آپ فرماتی ہیں کہ مجھے حضور ﷺ کے متعلق غیرت آئی پھر جب آپ تشریف لائے تو انہوں نے دیکھا جو میں کر رہی تھی تو فرمایا اے عائشہ! تجھے کیا ہے تجھے غیرت آ گئی میں نے عرض کیا کیوں نہیں میں کیا کروں میرے جیسی آپ جیسی ذات کے متعلق کیوں نہ غیرت کھائے تو حضور ﷺ نے فرمایا کیا تیرا شیطان آ گیا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میرے ساتھ شیطان بھی ہے؟ فرمایا ہاں ہر انسان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے میں نے عرض کیا اور آپ کے ساتھ بھی ہے فرمایا:

"نعم، ولكن ربي أعانني عليه حتى أسلم".

ہاں لیکن میرے رب نے میری مدد فرمائی حتیٰ کہ میں اس سے محفوظ ہو گیا۔ یا یہ معنی ہے کہ وہ مسلمان ہو گیا۔

(فائدہ) غیرت کا معنی یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل میں خیال آیا کہ یہ رات میری باری کی ہے شاید حضور ﷺ کسی اور زوجہ محترمہ کے ہاں تو نہیں جانا چاہتے تھے۔

---

(۵۵۸) لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر لهذه الآية غير السيوطي في الدر المنثور (۱۸/٦)، وأخرجه مسلم في صحيحه عن عائشة بهذا اللفظ (۲۱٦۸/٤)، والإمام أحمد في مسنده (۱۱۵/٦)، والنسائي في سننه (۷۲/۷)، والبيهقي في سننه (۱۱٦/۲)۔

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا إِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهٖ﴾	(آیۃ:۴۶)

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دیکر فرعون اور اُس کے سرداروں کے پاس بھیجا تھا پھر موسیٰ نے کہا میں جہانوں کے رب کا رسول ہوں۔

دنیا کی حکومت نیک کو بھی ملتی ہے اور دوسرے کو بھی

(روایت نمبر:۵۵۹) حضرت اسعد بن یزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

قلت لعائشة ألا تعجبي من رجل من الطلقاء ينازع أصحاب محمد في الخلافة' قالت: وما تعجب من ذلک هو سلطان الله يؤتيه البر والفاجر وقد ملک فرعون أهل مصر أربعمائة سنة.

(ترجمہ) میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا کیا آپ کو اس آدمی سے تعجب نہیں ہوتا جو طلقاء میں سے ہے اور حضور ﷺ کے صحابہ کرامؓ کے ساتھ خلافت کے معاملہ میں لڑ رہا ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا تم اس سے کیوں تعجب کرتے ہو یہ اللہ کی سلطان ہے جو نیک کو بھی دے دیتا ہے اور بد کو بھی دے دیتا ہے۔ فرعون نے مصر والوں پر چار سو سال حکومت کی تھی۔

---

(۵۵۹) لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر لهذه الآية سوى السيوطي فى الدرالمنثور (۱۹/٦)۔
ولم أجد من أخرجه فى كتب السنة والآثار۔

سورة الدخان

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ﴾	(آیۃ:۳)

ترجمہ: ہم نے اس کو ایک بابرکت رات میں اتارا ہے بے شک ہمیں ڈرانا مقصود ہے۔

نصف شعبان کی رات کی فضیلت

(روایت نمبر:۵۶۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

"یفتح اللہ الخیر فی أربع لیال لیلة الأضحی والفطر ولیلة النصف من شعبان ینسخ فیها الآجال والأرزاق ویکتب فیها الحاج وفی لیلة عرفة إلی الأذان".

اللہ تعالیٰ چار راتوں میں خیر کو عام کردیتا ہے قربانی کی رات میں عید الفطر کی رات میں اور نصف شعبان کی رات میں اس رات میں اللہ تعالیٰ موت کے آنے کا وقت اور رزق اور وہ شخص جس نے حج کرنا ہو اس کا فیصلہ لکھتے ہیں اور نو ذی الحج کی رات میں بھی صبح کی اذان کے وقت اللہ تعالیٰ خیر کو عام کردیتے ہیں۔

(فائدہ) یاد رہے کہ عام طور پر اسلامی دنوں میں راتیں پہلے آتی ہیں اور دن بعد میں اور نو ذی الحج کی رات نو ذی الحج کا دن گزرنے کے بعد آتی ہے جیسا کہ تکملہ بحر الرائق میں تحریر ہے۔

---

(۵۶۰) لم أجد من أخرجه من المفسرین بالأثر لهذه الآیة غیر السیوطی فی الدر المنثور (۲۶/۶)۔

ولم أجد من ذکره فی کتب السنة والآثار۔

لم اجد من اخرجه من المفسرین بالأثر لهذه الآیة غیر السیوطی فی الدر المنثور (۲۶/۶) واخرجه الخطیب فی تاریخه عن عائشة (۴۳۷/۴)۔

(۵۶۱) لم أعثر علیه لابن النجار مع طول بحث۔=

حضورؐ ماہ شعبان میں روزے کیوں رکھتے تھے

(روایت نمبر:۵۶۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ سارا شعبان روزہ رکھتے تھے اور اس کو رمضان کے ساتھ ملا دیتے اور کوئی ایسا مہینہ نہیں تھا جس میں مکمل مہینے کے روزے رکھتے ہوں مگر شعبان کا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ شعبان آپ کے نزدیک روزے رکھنے کے لئے زیادہ محبوب ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا:

"نعم یا عائشة لیس نفس تموت فی سنة إلا کتب أجلها فی شعبان فأحب أن یکتب أجلي و أنا فی عبادة ربی و عمل صالح"، ولفظ ابن النجار:" **یا عائشة إن یکتب فیه ملک الموت من یقبض فأحب ألا ینسخ اسمي إلا و أنا صائم**"(الخطیب وابن النجار).

(ترجمہ) ہاں اے عائشہ! سال بھر میں کوئی شخص ایسا نہیں جو فوت ہوتا ہو اس کی موت شعبان میں لکھی جاتی ہے۔ پس میں پسند کرتا ہوں کہ میری موت کا وقت جب لکھا جائے تو میں اپنے رب کی عبادت میں اور نیک عمل میں ہوں ابن نجار نے اسی حدیث میں یہ الفاظ نقل کئے ہیں اے عائشہ! اگر فرشتہ اس رات میں میری موت لکھے گا تو مجھے پسند ہے کہ وہ میرا نام نہ لکھے مگر اس حالت میں کہ میں روزہ میں ہوں۔

(فائدہ) اس روایت کے اخیر سے معلوم ہوتا ہے کہ جو فرشتہ ارواح قبض کرتا ہے اس کو سال بھر کے مرنے والوں کے نام اور تفصیلات دے دی جاتی ہیں ورنہ ہر آدمی کی موت اس کے جسم میں روح پڑنے کے وقت سے ہی لکھ دی جاتی ہے۔ بلکہ اس سے بھی پہلے جب اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی تقدیریں لکھی تھیں اس وقت لکھ دی گئی تھی۔

نصف شعبان کی رات کی فضیلت

(روایت نمبر:۵۶۲) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

فقد رسول الله ﷺ ذات لیلة فخرجت أطلبه فإذا هو بالبقیع رافعاً رأسه إلی السماء فقال: "یا عائشة أکنت تخافین أن یحیف الله علیک و رسوله؟" قلت: ما بي من ذلک، ولکن ظننت أنک أتیت بعض نسائک فقال: "إن الله عزوجل ینزل لیلة النصف من

=وإسناده عند الخطیب لا یحتج به لضعف أحمد بن محمد بن حمید قال فیه الدراقطني: لیس بالقوی، انظر میزان الاعتدال (۱/ ۱۳۵)، وأصل الحدیث ثابت في الصحیحین بلفظ: (ما استکمل صیام شهر قط إلا رمضان وما رأیته في شهر أکثر منه صیاماً في رمضان) انظر اللؤلؤ والمرجان ص ۲۵۶، وانظر مصابیح السنة للبغوی(۸۷/۲)۔

(۵۶۲)لم أجد من أخرجه من المفسرین بالأثر لهذه الآیة غیر السیوطي في الدرالمنثور (۲۶/۶)۔=

شعبان إلى السماء الدنيا فيغفر لأكثر من عدد شعر غنم كلب".

(ترجمہ) جناب رسول اللہ ﷺ کو میں نے ایک دن گم پایا تو میں آپ کی تلاش میں نکلی تو آپ جنت البقیع میں اپنا سر آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے موجود تھے آپ نے فرمایا اے عائشہ! کیا تمہیں ڈر تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تجھ پر ظلم کریں گے؟ میں نے کہا ایسی بات تو نہیں لیکن میں نے خیال کیا تھا کہ شاید آپ اپنی بیویوں میں سے کسی کے پاس چلے گئے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل شعبان کی درمیانی رات میں پہلے آسمان کی طرف اترتے ہیں اور قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ لوگوں کی مغفرت فرماتے ہیں۔

نصف شعبان کی رات کی دوسری فضیلت اور حضورؐ کی عبادت

(روایت نمبر:۵۶۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

دخل علي رسول الله ﷺ فرفع عنه ثوبيه ثم لم يستتم أن قام فلبسها فأخذتني غيرة شديدة

=وأخرجه مسلم في صحيحه مطولاً دون جملة: "ان الله عزوجل ينزل ليلة النصف من شعبان" (٢/ ٦٦٩)، وابن أبي شيبة في مصنفه مختصراً (١٠/ ١٩١)، والترمذي في جامعه أيضاً (٣/ ١١٦)، والطبراني في المعجم الصغير (١/ ١٧١)، والنسائي في سننه (٤/٩،٧/٧٤)،وابن ماجه في سننه بهذا اللفظ (١/ ٤٤)، والبيهقي في سننه مختصراً (١/١٢٧)، وفي الشعب (٧/ ٤٠٧)، والإمام أحمد في مسنده (٦/ ٢٢١،٢٢٨)، والدار قطني في سننه (١/ ١٤٤)، ولم يذكره بتلك الزيادة المشار إليها سوى الإمام أحمد والترمذي وابن ماجه والبيهقي في الشعب والحديث بهذه الزيادة ضعيف لأن فيه يحى بن كثير لم يسمع من عروة بن الزبير والحجاج بن أرطأة لم يسمع من يحيى بن أبي كثير۔ انظر تهذيب التهذيب (١١/٢٦٨،٢/١٩٦)۔

(٥٦٣)لم أجد من أخرجه من المفسرين بالأثر لهذه الآية غير السيوطي في الدرالمنثور (٦/٢٧)۔

وأخرجه ابن ماجه في سننه مختصراً عن أبي موسى الأشعري (١/٤٤٥) ، وهو ضعيف لضعف عبدالله بن لهيعة و تدليس الوليد بن مسلم وفيه انقطاع أيضاً حيث لم يلق عبدالرحمن بن عزرب أبا موسى الأشعري، وأخرجه البيهقي في شعب الإيمان بهذا اللفظ، وقال: إسناده ضعيف (٧/ ٤١٩، ٤٢٠)و سبب ضعفه أن سلام بن سليمان المدائني قال فيه أبو حاتم، ليس بالقوي، وقال ابن عدي: منكر الحديث، وسلام الطويل: متروك الحديث، انظر الضعفاء والمتروكين للدارقطني ص ٢٣٣، وهذا الحديث له شواهد كثيرة ذكرها البيهقي في الشعب فانظرها هناك۔

ظننت أنه يأتي بعض صويحباتي حتى رأيتك بالبقيع تصنع ما تصنع قال: "يا عائشة أكنت تخافين أن يحيف الله عليك ورسوله بل أتاني جبريل عليه السلام فقال: هذه الليلة ليلة النصف من شعبان ولله فيها عتقاء من النار بعدد شعور غنم كلب لا ينظر الله فيها إلى مشرك ولا إلى مشاحن ولا إلى قاطع رحم ولا إلى مسبل ولا إلى عاق لوالديه ولا إلى مدمن خمر" قالت: ثم وضع عنه ثوبيه فقال لي: "يا عائشة أتأذنين لي في القيام هذه الليلة" فقلت: نعم بأبي وأمي، فقال فسجد ليلاً طويلاً حتى ظننت أنه قبض فقلت: ألتمسه ووضعت يدي على باطن قدميه فتحرك وسمعته يقول في سجوده: "أعوذ بعفوك من عقوبتك وأعوذ برضاك من سخطك، وأعوذ بك منك جل وجهك لا أحصي ثناءً عليك أنت كما أثنيت على نفسك" فلما أصبح ذكرتهن له فقال: "يا عائشة تعلمتيهن" فقلت: نعم، فقال: "تعلميهن وعلميهن فإن جبريل عليه السلام علمنيهن وأمرني أن أرددهن في السجود".

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور اپنے دونوں کپڑے اتارے ابھی پورے نہیں اتارے تھے کہ کھڑے ہوئے اور ان دونوں کو پہنا، مجھے شدید غیرت لاحق ہوئی میں نے خیال کیا کہ شاید آپ میری سوکنوں میں سے کسی کے پاس جانا چاہتے ہیں میں بھی آپؐ کے پیچھے نکل کھڑی ہوئی تو میں نے آپ ﷺ کو جنت البقیع میں دیکھا کہ آپ مومنین اور مومنات کے لئے اور شہداء کے لئے مغفرت کی دعا کررہے ہیں تو میں نے کہا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ اپنے رب کے کام میں ہیں اور میں اپنی دنیا کی حاجت میں پڑی ہوں پھر میں لوٹ آئی اور اپنے حجرے میں داخل ہوئی میرا سانس پھولا ہوا تھا اور نبی کریم ﷺ بھی پہنچ آئے آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! اس سانس کو کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ میرے ماں اور باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ میرے پاس تشریف لائے تھے اور اپنے کپڑے اتارے آپ ابھی پورے نہیں اتار چکے تھے کہ آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور ان دونوں کو پہنا تو مجھے شدید غیرت لاحق ہوئی میں نے سمجھا کہ آپ میری کسی سوکن کے پاس جانا چاہتے ہیں حتیٰ کہ میں نے آپ کو بقیع میں جا کر دیکھا جو کچھ آپ فرما رہے تھے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے عائشہ! کیا تو ڈرتی ہے کہ تجھ پر اللہ اور اس کا رسول ظلم کریں گے بلکہ میرے پاس جبریلؑ آئے تھے اور کہا تھا کہ یہ رات شعبان کی درمیانی رات ہے اس میں اللہ تعالیٰ قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے بقدر لوگوں کو دوزخ سے آزاد فرماتے ہیں۔ اس رات میں اللہ تعالیٰ نہ کسی مشرک کی طرف دیکھتے ہیں اور نہ بغض وعداوت رکھنے والے کی طرف اور نہ قطع رحمی کرنے والے کی طرف اور نہ تکبر سے تہبند لٹکانے والے پر اور نہ اس شخص کی طرف جو

اپنے والدین کا نافرمان ہے اور نہ اس شخص کی طرف جو شراب پینے کا عادی ہے۔ پھر آپ نے اپنے دونوں کپڑے اتارے اور مجھے فرمایا اے عائشہ! کیا تم مجھے اس رات عبادت کی اجازت دو گی میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں ضرور تو آپ کھڑے ہوئے اور ایک طویل سجدہ کیا حتیٰ کہ مجھے خیال ہوا کہ آپ ﷺ کی روح مبارک قبض کر لی گئی ہے میں کھڑی ہوئی آپ کو ڈھونڈنے لگی تو میں نے اپنا ہاتھ آپ کے دونوں قدموں کے تلووں پر رکھا تو آپ نے حرکت کی اور میں نے آپ ﷺ کے سجدہ میں آپ سے سنا آپ یہ دعا مانگ رہے تھے۔

"أَعُوذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَأَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ لَاأُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ".

(ترجمہ) میں آپ کے عذاب سے آپ کے درگزر کرنے کی پناہ چاہتا ہوں اور آپ کی ناراضی سے آپ کی رضا کی پناہ چاہتا ہوں اور میں آپ کی ذات سے آپ کے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں آپ کی شان بلند ہے میں آپ کی تعریف نہیں کر سکتا آپ ایسے ہیں جیسے آپ نے اپنی تعریف خود فرمائی۔

پھر جب آپ نے صبح کی تو میں نے آپ کی خدمت میں یہ باتیں عرض کیں تو یہ دعا کے کلمات عرض کئے تو فرمایا اے عائشہ! تم نے ان کو یاد کر لیا میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا:

اس کو خود بھی یاد رکھو اور دوسروں کو بھی یاد کراؤ کیونکہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے یہ کلمات سکھائے ہیں اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں ان کو سجدے میں دہرایا کروں۔

(فائدہ) یہاں دو کپڑے اتارنے سے مراد حضور ﷺ کا باہر والا لباس اتارنا ہے۔

نصف شعبان کی رات میں حضورؐ کی عبادت

(روایت نمبر:۵۶۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

قام رسول الله ﷺ من الليل يصلي فأطال السجود حتى ظننت أنه قبض ' فلما رأيت ذلك قمت حتى حركت إبهامه فتحرك فرجعت ' فلما رفع رأسه من السجود وفرغ من صلاته فقال: "يا عائشة أو يا حميراء ظننت أن النبي قد خاس بك!؟" قلت: لا والله

(٥٦٤) لم أجد من أخرجه من المفسرين بالأثر لهذه الآية غير السيوطي في الدرالمنثور (٢٧/٦)، وأخرجه البيهقي عن عائشة بهذا اللفظ في كتابه شعب الإيمان (٤١٧/٧)، وإسناده منقطع فإن العلاء بن الحارث لم يدرك عائشه وقال البيهقي، هذا مرسل جيد، ومعنى: (خاس بك) غدربك۔

یـا نبـي الله ولكنني ظننت أنک قبضت لطول سجودک فقال: "أتدرين أي ليلة هذه؟" قـلـت : الله ورسوله أعلم ' قال: "هذه ليلة النصف من شعبان فيغفر للمستغفرين ويرحم المسترحمين ويؤخر أهل الحقد كما هم".

(ترجمہ) نبی کریم علیہ ایک رات کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی اور سجدے کو اتنا لمبا کیا کہ مجھے خوف ہوا کہ آپ کی روح قبض ہوگئی ہے پھر جب میں نے یہ دیکھا تو اٹھ کھڑی ہوئی حتیٰ کہ آپ کے انگوٹھے کو میں نے حرکت دی تو آپ نے بھی حرکت کی تو میں لوٹ گئی پھر آپ نے اپنا سر مبارک سجدہ سے اٹھایا اور اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے عائشہ یا فرمایا اے حمیرا تو نے یہ خیال کیا تھا کہ نبیؐ نے تیرے ساتھ بے وفائی کی ہے میں نے کہا نہیں خدا کی قسم اے اللہ کے نبی لیکن آپ کے طویل سجدہ کرنے کی وجہ سے میرا خیال ہوا کہ شاید آپ کی روح مبارک قبض ہوگئی ہے پھر آپ نے فرمایا تم جانتی ہو یہ رات کتنی عظیم ہے میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں فرمایا:

یہ شعبان کی درمیانی رات ایسی ہے کہ اس میں بخشش طلب کرنے والوں کی بخشش کر دی جاتی ہے اور رحم مانگنے والوں پر رحم کیا جاتا ہے اور کینہ رکھنے والوں کو واپس موڑ دیا جاتا ہے۔

اس رات کی سجدہ کی خاص دعائیں

(روایت نمبر: ٥٦٥) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كانت ليلة النصف من شعبان ليلتي وكان رسول الله ﷺ عندي فلما كان في جوف الـلـيـل فـقـدته فأخذني ما يأخذ النساء من الغيرة فتلفعت بمرطي فطلبته في حجر نسائه فـلـم أجـده فـانصرفت إلى حجرتي فإذا أنا به كالثوب الساقط وهو يقول في سجوده : "سـجد لک خيالي وسوادی وآمن بک فؤادی، فهذه يدی وما جنيت بها على نفسی يـا عـظـيـم يرجی لک عظيم، اغفر الذنب العظيم سجد وجهی للذی خلقه وشق سمعه وبـصـره". ثـم رفـع رأسـه ثـم عاد ساجداً فقال: "أعوذ برضاک من سخطک و أعوذ بـعـفـوک من عقابک وأعوذ بک منک أنت كما أثنيت على نفسک أقول كما قال

(٥٦٥) لم أجد من أخرجه من المفسرين بالأثر لهذه الآية غير السيوطی فی الدرالمنثور (٦/٢٧)۔
وأخـرجـه البيهـقـی فـی شـعـب الإيمان بهذا اللفظ (٧/ ٤٢١، ٤٢٢)، وإسناده ضعيف لضعف كل من محمد بن الفرج الصدفی و محمد بن سليمان، وابن أبی كريمة۔ انظر ميزان الاعتدال (٥/١٦، ١٢٩)۔

أخي داود: أعفر وجهي التراب لسيدي وحق له أن يسجد". ثم رفع رأسه فقال: "اللهم ارزقني قلباً تقياً من الشر نقياً لا جافياً ولا شقياً" ثم انصرف فدخل معي في الحجلة ولي نفس عال فقال: "ما هذا النفس يا حميراء" فأخبرته فطفق يمسح بيديه على ركبتي ويقول: "ويح هاتين الركبتين ما لقيتا في هذه الليلة هذه ليلة النصف من شعبان ينزل الله فيها إلى السماء الدنيا فيغفر لعباده إلا المشرك والمشاحن".

(ترجمہ) نصف شعبان کی رات میرے حصہ میں آئی تھی اور نبی کریم ﷺ میرے پاس موجود تھے جب رات کا درمیانی حصہ ہوا تو میں نے آپ کو گم پایا تو مجھے بھی وہ غیرت لاحق ہوئی جو عورتوں کو لاحق ہوتی ہے تو میں نے اپنی چادر اوڑھی اور حضور ﷺ کو ان کی ازواج میں تلاش کیا تو نہ پایا پھر میں اپنے حجرے میں لوٹ آئی تو میں نے اچانک دیکھا جیسے کوئی کپڑا گرا ہوا ہوتا ہے آپ ﷺ سجدے میں یہ دعا فرما رہے تھے۔

"سَجَدَ لَکَ خِیَالِیْ وَسَوَادِیْ وَآمَنَ بِکَ فُؤَادِیْ، فَهٰذِهٖ یَدِیْ وَمَا جَنَیْتُ بِهَا عَلٰی نَفْسِیْ یَا عَظِیْمُ یُرْجٰی لَکَ عَظِیْمٌ، اِغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِیْمَ سَجَدَ وَجْهِیْ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ".

(ترجمہ) اے اللہ آپ کو میرے خیال اور میرے جسم نے سجدہ کیا ہے اور آپ پر میرا دل ایمان لایا ہے اور یہ میرا ہاتھ ہے جو کچھ میں نے اپنے اوپر اس کے ساتھ تعدی کی ہے اے عظیم ہر عظیم کام کی جائے امید میرے عظیم گناہ کو معاف فرما دے میرا چہرہ اس ذات کو سجدہ کرتا ہے جس نے اس کو پیدا کیا ہے اور اس کو شنوائی اور بینائی عطا فرمائی ہے۔

پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا پھر دوبارہ سجدے میں چلے گئے اور یہ دعا فرمائی۔

"اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سُخْطِکَ وَ اَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ عِقَابِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ اَقُوْلُ کَمَا قَالَ اَخِیْ دَاوٗدُ: اَعْفِرُ وَجْهِی التُّرَابَ لِسَیِّدِیْ وَحُقَّ لَهٗ اَنْ یَسْجُدَ".

(ترجمہ) میں آپ کی ناراضگی سے آپ کی رضا کی پناہ چاہتا ہوں اور آپ کے عذاب سے آپ کی معافی کی پناہ چاہتا ہوں اور میں آپ سے آپ کی ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں آپ ویسے ہیں جیسے آپ نے اپنے متعلق خود تعریف فرمائی ہے۔ میں وہ بات عرض کروں گا جو بات میرے بھائی داود علیہ السلام نے عرض کی تھی میں اپنا چہرہ اپنے آقا کے لئے مٹی میں غبار آلود کرتا ہوں اور اس پر لازم ہے کہ وہ اس پر سجدہ ریز ہو۔

پھر آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا او یہ دعا فرمائی:

"اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ قَلْباً تَقِیّاً نَقِیّاً مِنَ الشَّرِّ نَقِیّاً لَا جَافِیاً وَلَا شَقِیّاً".

(ترجمہ) اے اللہ مجھے پرہیز شر سے پاک دل عطا فرما جو ایسا پاک ہو نہ تو وہ تعدی کرنے والا ہو اور نہ بدبخت ہو۔

پھر آپ نے سلام پھیرا اور میرے ساتھ حجلہ عروسی میں تشریف لائے جب کہ میری سانس پھولی ہوئی تھی آپ نے فرمایا اے حمیرا اس سانس کو کیا ہوا تو میں نے آپ کو واقعہ کی خبر سنائی تو آپ اپنا ہاتھ میرے گھٹنوں پر پھیرنے لگے اور فرمایا: ہائے افسوس ان دونوں گھٹنوں پر ان کو اس رات میں کیا مشقت پہنچی یہ وہ رات ہے نصف شعبان کی جس میں اللہ تعالیٰ پہلے آسمان کی طرف اترتے ہیں اور اپنے بندوں کی مغفرت کرتے ہیں مگر شرک اور بغض و عناد والے کو معاف نہیں کرتے۔

﴿أَهُمْ خَيْرٌ أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ﴾	(آیۃ: ۳۷)

ترجمہ: کیا وہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم اور جو قومیں ان سے پہلے تھیں ہم نے ان کو غارت کردیا بے شک وہ نافرمان تھے۔

تُبَّعْ نیک آدمی تھا

(روایت نمبر: ۵۶۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كان تبع رجلاً صالحاً ألا ترى أن الله ذم قومه ولم يذمه.

(٥٦٦) أخرجه ابن جرير في تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (٢٥ /١٢٩)، والبغوي في تفسيره (٤ /١٥٣)، وابن الجوزي في زاد المسير (٧ /٣٤٨)، وذكره القرطبي مرفوعاً إلى النبي ﷺ (١٦/ ١٤٥)، وأخرجه الخازن في تفسيره عن أبي هريرة مرفوعاً وموقوفاً (١٤٧/٦)، ومثله ابن كثير (٤ /١٤٤)، وزاد رواية أخرى مرفوعة عن ابن عباس، وأخرجه السيوطي في الدرالمنثور بهذا اللفظ عن عائشة (٦ /٣١)، والشوكاني في الفتح القدير بلفظ قريباً منه (٤/ ٥٦١)۔ وأخرجه أحمد في المسند عن سهل بن سعد (٥ /٣٤٠)، والطبراني في الأوسط عن ابن عباس (٢/ ٢٤٧)، وقال الهيثمي: فيه أحمد بن أبي بزة المكي لم أعرفه وبقية رجاله ثقات (٨/ ٧٦)، والحاكم في المستدرك وصححه (٢/ ٤٥٠)، وسكت عنه الذهبي في تلخيصه، قلت: أحمد بن محمد بن عبدالله بن أبي بزة المكي ضعيف لا يحتج به قال فيه العقيلي: منكر الحديث، وقال أبو حاتم: لا أحدث عنه۔ انظر ترجمته في الميزان (١/ ١٤٤)، والضعفاء الكبير (١/ ١٢٧)۔

(ترجمہ) تبع ایک نیک آدمی تھا کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی قوم کی مذمت کی ہے لیکن خود اس کی مذمت نہیں فرمائی۔

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ﴾	(آیۃ:۵۱)

ترجمہ: باغوں میں اور چشموں میں۔

حورعین فرشتوں کی تسبیح سے پیدا کی گئی ہیں

(روایت نمبر:۵۶۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"حور العین خلقن من تسبیح الملائکة".

(ترجمہ) حورعین فرشتوں کی تسبیح سے پیدا کی گئیں۔

(۵٦۷)لم أجد من ذکره من المفسرین بالأثر لهذه الآیة سوی السیوطی فی تفسیره (۳٤/٦)، وأخرجه الهندی فی کنز العمال عن عائشة وعزاه لابن مردویه (۱٤/۵۱۸)، وانظر فیض القدیر للمناوی (۳/٤۲۳)، کما أخرجه الدیلمی فی مسند الفردوس (۲/۳۰٦)، بزیادة: فلیس فیهن أذی فقال عزوجل: ﴿إنا أنشأناهن إنشاءً فجعلناهن أبکاراً﴾عواشق لأزواجهن۔

سورة الأحقاف

﴿وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدَانِنِیْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ وَهُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ وَیْلَكَ اٰمِنْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَیَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ﴾	(آیۃ:١٧)

ترجمہ: اور جس نے اپنے ماں باپ کو کہا میں تم سے بیزار ہوں کیا تم مجھے وعدہ دیتے ہو کہ میں (قبر سے) نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے زمانے گذر گئے اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کر رہے ہیں کہ ارے تیرا ناس ہو ایمان لے آ اللہ کا وعدہ سچا ہے تو وہ کہتا ہے یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔

حضرت عائشہؓ اور عبدالرحمٰن کی طرف سے یزید کی مذمت

(روایت نمبر:٥٦٨) حضرت یوسف بن ماہک فرماتے ہیں کہ:

كان مروان على الحجاز استعمله معاوية ابن أبي سفيان فخطب يذكر يزيد بن معاوية لكي يبايع له بعد أبيه فقال عبدالرحمن بن أبي بكر رضي الله عنه شيئاً فقال: خذوه فدخل بيت عائشة رضي الله عنها فلم يقدروا عليه فقال مروان: إن هذا أنزل فيه والذي قال لوالديه أفٍ لكما فقالت عائشة رضي الله عنها من وراء حجاب: ما أنزل الله فينا شيئاً من القرآن إلا أن الله أنزل عذري.

(٥٦٨) أخرجه ابن جرير في تفسيره مختصراً عن ابن عباس (٢٦ /١٩)، والبغوی فی تفسيره (٤ /١٦٨)، وابن الجوزی فی زاد المسير (٣٨٠/٦)، والقرطبی فی التفسير (١٩٧/١٦)، والخازن فی تفسيره (٦ /١٦٠)، وابن كثير فی تفسيره (٤ /١٥٩)، والسيوطی فی تفسيره (٤١/٤)، والشوكانی فی فتح القدير (٥ /٢٠)، والنسائی فی التفسير (٢ /٢٩٠)، وأخرجه البخاری فی صحيحه انظره مع الفتح (٥٧٦/٨)، والزركشی فی الإجابة فيما استدركته عائشة على الصحابة ص ١٢٩، والسيوطی فی لباب النقول ص ١٩٧، وابن حجر فی الإصابة (٣٠٨/٢)۔

(ترجمہ) مروان کو حجاز کا حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے گورنر مقرر کیا اس نے یزید بن معاویہ کا ذکر کیا تا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد اس کی بیعت کی جائے تو حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکرؓ نے کچھ فرمایا تو مروان نے حکم دیا کہ اس کو گرفتار کر دو تو حضرت عبدالرحمٰنؓ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں داخل ہو گئے اس لئے لوگ ان کو گرفتار نہ کر سکے پھر مروان نے کہا کہ یہی ہے جس کے بارے میں یہ آیت وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَا نازل ہوئی تھی۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پردہ کے پیچھے سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمارے خلاف قرآن شریف میں کوئی چیز نازل نہیں فرمائی بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں میری صفائی نازل کی ہے۔

(روایت نمبر: ۵۷۰) حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ:

إني لفي المسجد حين خطب مروان فقال: إن الله قد رأى أمير المؤمنين في يزيد رأياً حسناً وأن يستخلفه فقد استخلف أبوبكر وعمر فقال عبدالرحمن بن أبي بكر رضي الله عنه: أهر قلية؟ إن أبا بكر رضي الله عنه والله ما جعلها في أحد من ولده ولا أحد من أهل بيته، ولا جعلها معاوية إلا رحمة وكرامة لولده فقال مروان: ألست الذي قال لوالديه: أف لكما؟فقال عبدالرحمن: ألست ابن اللعين الذي لعن أباك رسول الله ﷺ؟ قال: وسمعتهما عائشة فقالت: يا مروان أنت القائل لعبد الرحمن كذا وكذا؟ كذبت والله ما فيه نزلت﴿ نزلت في فلان و فلان.

(ترجمہ) میں مسجد میں تھا جب مروان نے خطبہ دیا اور کہا اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین کو یزید کے متعلق اچھی رائے سنوائی ہے اور وہ اس کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں جس طرح حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خلیفہ بنائے تھے۔ تو حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کھڑے ہوئے اور فرمایا یہ تو ہرقل کا طریقہ ہے حضرت ابو بکرؓ نے خلافت کے لئے اپنی اولاد میں سے کسی کو مقرر نہیں کیا تھا اور نہ ہی اپنے رشتہ داروں میں سے کسی کو اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت اپنے لڑکے کے لئے اس پر مہربانی اور اس کی عزت داری کی وجہ سے مقرر کی ہے تو مروان نے کہا کہ کیا تم وہی نہیں ہو جس نے اپنے والدین سے کہا تھا اف لکما تو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے فرمایا کیا تو اس لعین کا بیٹا نہیں ہے کہ رسول خدا نے تیرے باپ پر لعنت کی تھی راوی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ! نے ان دونوں کی بات کو سن لیا تو فرمایا اے مروان تو نے عبدالرحمٰن کو ایسا ایسا کہا ہے خدا کی قسم تو جھوٹ بولتا ہے یہ آیت عبدالرحمٰن کے متعلق نازل نہیں ہوئی بلکہ فلاں بن

(۵۷۰)أخرجه ابن كثير في تفسيره (۴/ ۱۵۹)، والسيوطي في الدرالمنثور (۶/ ۴۱)، وأخرجه ابن عبدالبر في الاستيعاب بهامش الإصابة(۲/ ۴۰۱)، وانظر تخريج الذي قبله فهو بمعناه۔

فلاں کے متعلق نازل ہوئی تھی۔

(فائدہ) حضرت عبدالرحمٰنؓ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سگے بھائی تھے۔

﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هَٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُم بِهِ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾	(آیۃ:۲۴)

ترجمہ: پھر جب انہوں نے بادل کو اپنی وادیوں کی طرف رخ کر کے آتے ہوئے دیکھا کہنے لگے یہ بادل ہے ہم پر برسے گا' بلکہ یہ عذاب ہے جس کی تم جلدی کرتے تھے ایک آندھی ہے جس میں درد ناک عذاب ہے۔

آندھی کے وقت کی دعا

(روایت نمبر:۵۷۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ آندھی چلتی تو یہ دعا مانگتے تھے۔

"اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْأَلُکَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيهَا وَخَيْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّ مَا فِيهَا وَ شَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ".

فإذا تخيلت السماء تغير لونه وخرج ودخل وأقبل وأدبر فإذا أمطرت سري عنه فسألته فقال: "لا أدري لعله كما قال قوم عاد: ﴿قَالُوا هَٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا﴾.

(ترجمہ) اے اللہ میں آپ سے اس کی خیر کا طلب گار ہوں اور جو کچھ اس میں ہے میں اس کی خیر چاہتا ہوں اور جس چیز کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے اس کی خیر چاہتا ہوں اور میں آپ سے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور اس کے اندر جو کچھ ہے اس کے شر سے بھی پناہ مانگتا ہوں اور جس شر سے یہ بھیجی گئی ہے اس سے بھی پناہ چاہتا ہوں۔

---

(٥٧١) أخرجه ابن كثير فى تفسيره (٤/١٦١)، والبغوى فى تفسيره (٤/١٧١)، والخازن فى تفسيره (٦/١٦٤)، والسيوطى فى الدرالمنثور (٦/٤٣)، والشوكانى فى فتح القدير (٥/٢٣)، والنسائى فى تفسيره (٢/٢٩٢)۔ والحديث متفق عليه انظره فى صحيح البخارى مع الفتح قريباً من هذا اللفظ (٥٧٨/٨)، ومسلم فى صحيحه بهذا اللفظ (٦١٦/٢)، وأبو داود فى سننه انظر عون المعبود (١٤/٣)، والترمذى فى جامعه (٣٨٢/٥)، وابن ماجه فى سننه (٢/١٢٨٠)، والإمام أحمد فى مسنده (٦/٦٦، ١٢١، ١٦٧، ٢٤٠)، وأبو يعلى فى مسنده مختصراً(٧٧/٨)۔

جب آسمان ابر آلود ہوتا تو آپ ﷺ کا رنگ بدل جاتا آپ گھر میں داخل ہوتے اور باہر جاتے کبھی رخ پھیرتے اور کبھی پشت پھیرتے پھر جب بارش شروع ہو جاتی تو آپ ﷺ کی یہ کیفیت ختم ہو جاتی تو میں نے اس کے متعلق آپ سے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں شاید یہ وہی بات ہو جو قوم عاد نے کہی تھی۔ ﴿قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا﴾.

(ترجمہ) کہنے لگے یہ بادل ہم پر برسنے والا ہے۔

(فائدہ) یعنی ہو سکتا ہے کہ بارش اور آندھی کی صورت میں اللہ کا عذاب آ رہا ہو۔

بارش اور آندھی کے وقت حضورؐ کا خوف

(روایت نمبر:۵۷۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

ما رأيت رسول الله ﷺ مستجمعاً ضاحكاً حتى أرى منه لهواته إنما كان يبتسم وكان إذا رأى غيماً أو ريحاً عرف ذلك في وجهه قلت: يا رسول الله إن الناس إذا رأوا الغيم فرحوا رجاء أن يكون فيه المطر وإذا رأيته عرف في وجهك الكراهية قالت: "يا عائشة وما يؤمنني أن يكون فيه عذاب قد عذب قوم بالريح، وقد رأى قوم العذاب فقالوا: هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا".

(ترجمہ) جناب نبی کریم ﷺ کو کبھی اچھی طرح منہ کھول کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ میں ان کے حلق کا کوا بھی دیکھ سکوں بلکہ آپ ﷺ تبسم فرماتے تھے۔ جب آپ ﷺ بادل یا آندھی دیکھتے تو آپؐ کے چہرے میں پریشانی کے آثار نظر آتے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ لوگ جب بادل کو دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں ان کو امید ہوتی ہے کہ بارش ہوگی اور جب آپ کو دیکھتی ہوں تو آپ کے چہرے میں سنجیدگی کے آثار نظر آتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اے عائشہ مجھے ڈر لگتا ہے کہ اس میں عذاب نہ ہو ایک قوم کو آندھی کا عذاب مسلط کیا گیا تھا اور ایک قوم نے جب عذاب دیکھا تھا تو کہنے لگے ﴿هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا﴾.

(ترجمہ) یہ ابر ہم پر برسنے والا ہے۔

---

(۵۷۲) أخرجه ابن كثير فى تفسيره، والبغوى فى تفسيره (٤ /١٧١)، والخازن فى تفسيره (١٦٤/٦)، والسيوطى فى الدرالمنثور (٤٣/٦)، والشوكانى فى التفسير (٢٣/٥)۔

والحديث متفق عليه أخرجه البخارى فى صحيحه انظره مع الفتح (٥٧٨/٨)، ومسلم فى صحيحه (٦١٦/٢)، والحاكم فى مستدركه،وقال: هو على شرط الشيخين ولم يخرجاه (٤٥٦/٢)، ووافقه الذهبى فى التلخيص، وانظر تخريج الحديث الذى قبله۔

﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِل لَّهُمْ﴾	(آیۃ:۳۵)

ترجمہ: پس آپ صبر کیجئے جیسے ہمت والے رسولوں نے صبر کیا تھا اور ان کے معاملہ میں جلدی نہ کیجئے یہ لوگ جس دن اس کو دیکھ لیں گے جس سے ان کو ڈرایا جاتا ہے جیسے انہوں نے دن کی ایک گھڑی مہلت پائی تھی یہ رسول کی تبلیغ ہے پھر کیا وہی برباد ہوں گے جو نافرمان ہیں۔

انبیاء کرامؑ پر مشکلات کیوں

(روایت نمبر:۵۷۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: حضور ﷺ روزے رکھتے رہے پھر رک گئے پھر روزے رکھنے شروع کر دیئے پھر فرمایا:

"یا عائشة إن الدنيا لا تنبغي لمحمد ولا لآل محمد، يا عائشة إن الله لم يرض من أولي العزم من الرسل إلا بالصبر على مكروهها، والصبر على محبوبها ثم لم يرض مني إلا ان يكلفني ما كلفهم فقال: ﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِل لَّهُمْ﴾ وإني والله لأصبرن كما صبروا جهدي ولاقوة إلا الله".

(ترجمہ) اے عائشہ! یہ دنیا محمد اور آل محمد کے لائق نہیں ہے۔ اے عائشہ! رسولوں میں سے اولوالعزم (بڑے درجے میں) رسولوں سے اللہ راضی نہیں ہوئے مگر ناپسندیدہ پر صبر کی صورت میں اور پسند کی چیز نہ ملنے پر صبر کرنے میں اسی طرح اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی پسند نہیں کرتا سوائے اس کے کہ مجھے بھی اِس تکلیف میں مبتلا فرمائے جو تکلیف ان پر دی تھی پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾ خدا کی قسم میں اپنی کوشش کے بقدر ضرور صبر کروں گا جیسا کہ انہوں نے صبر کیا اور قوت اللہ ہی کی طرف سے حاصل ہوتی ہے۔

---

(۵۷۳) أخرجه البغوي في تفسيره (١٧٦/٤)، والخازن في تفسيره (١٧١/٦)، وابن كثير في تفسيره (١٧٢/٤)، والسيوطي في الدرالمنثور (٤٥/٦)، والشوكاني في فتح القدير (٢٧/٥)۔
وأخرجه أبو الشيخ الأصبهاني في (كتاب أخلاق النبي) ص ٢٧١، وإسناده ضعيف فيه مجالد بن سعيد الكوفي ضعفه علي بن المديني ويحيى القطان وقال فيه أحمد: ليس بشيء۔ انظر ترجمته في تهذيب التهذيب (١٠ /٣٩)، وقال عنه ابن حجر في التقريب: ليس بالقوي وقد تغير بآخره (٢٢٩/٢)۔ وأخرجه الديلمي في الفردوس بمأثور الخطاب (٤٢٦/٥)، وذكر إسناده في زهر الفردوس كما هو عند أبي الشيخ وفيه مجالد بن سعيد المذكور.

﴿فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا فَأَنَّىٰ لَهُمْ إِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرَاهُمْ﴾	(آیۃ:۱۸)

ترجمہ: پھر کیا وہ قیامت کا انتظار کرتے ہیں کہ ان پر اچانک آ پڑے اس کی علامتیں تو آ چکی ہیں پر ان کو سمجھنا کہاں نصیب ہوگا جب وہ ان پر آ جائے گی۔

آخرزمانہ میں لوگ کافرومشرک ہوجائیں گے

(روایت نمبر:۵۷۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

"لا يذهب الليل والنهار حتى تعبد اللات والعزى ويبعث الله ريحاً طيبة فتوفى من كان في قلبه مثقال حبة خردل من خير فيبقى من لا خير فيه فيرجعون إلى دين آباء هم".

(ترجمہ) رات اور دن اس وقت تک ختم نہیں ہوں گے جب تک کہ لات وعزیٰ کی پوجا نہیں کی جائے گی اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجیں گے جس سے ہر وہ شخص جس کے دل میں ایک رائی کے دانے کے وزن کے برابر بھی خیر ہوگی وہ اس (ہو) اسے فوت ہوجائے گا پھر وہ لوگ باقی رہیں گے جن میں کوئی خیر نہیں ہوگی اور وہ اپنے باپ دادوں کے دین کی طرف لوٹ جائیں گے۔

---

(٥٧٤)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر لهذه الآية غير السيوطي في الدرالمنثور (٦١/٦)۔
وأخرجه مسلم في صحيحه جزء ه الأول: "لا يذهب الليل والنهار حتى تعبد الات والعزى" (٢٢٣٠/٤)، والحاكم في المستدرك بهذا اللفظ، وقال: إنه على شرط مسلم،ولم يخرجاه(٥٤٩/٤)، وسكت عنه الذهبي في التلخيص۔

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ﴾	(آیۃ:۲۲)

ترجمہ: پھر تم سے یہ بھی توقع ہے تو اگر تم کو حکومت مل جائے کہ ملک میں فساد مچاؤ اور اپنی رشتہ داریاں توڑ دو۔

صلہ رحمی کی تاکید

(روایت نمبر:۵۷۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"الرحم شجنة من الله فمن وصلها وصله الله ومن قطعها قطعه الله".

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی طرف رحم ایک پیچیدہ الجھی ہوئی رگ ہے۔ پس جس نے اس کو جوڑا اللہ تعالیٰ اس کو جوڑیں گے اور جس نے اس کو کاٹا اللہ تعالیٰ اس کو کاٹ دیں گے۔

﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ وَنَبْلُوَاْ اَخْبَارَكُمْ﴾	(آیۃ:۳۱)

ترجمہ: اور ہم تمہیں جانچیں گے کہ تم میں سے جہاد کرنے والے کون ہیں اور ثابت قدم رہنے والے کون اور تمہاری خبروں کی تحقیق کرلیں گے۔

---

(۵۷۵) أخرج ابن كثير فى التفسير روايات كثيرة بمعناه عن عائشة (٤/ ٩ ١٧)، والسيوطى بهذا اللفظ فى الدرالمنثور عن عائشة (٦/ ٦٥)۔

والحديث متفق عليه أخرجه البخارى فى صحيحه انظره مع الفتح (١٠/ ٤١٧)، ومسلم فى صحيحه (٤/ ١٩٨١)، والترمذى فى جامعه (٤/ ٣٢٣)، والبيهقى فى الأسماء والصفات ص ٣٦٩، وأبو يعلى فى مسنده (٨/ ٧٣)، وانظر تخريج الحديث فى الآية الأولى من سورة النساء هناك۔

عورتوں کا حج جہاد کا ثواب رکھتا ہے

(روایت نمبر:۵۷۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا میرا خیال ہے کہ جہاد سب سے افضل عمل ہے کیا ہم جہاد نہ کیا کریں؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لكن أفضل الجهاد حج مبرور".

(ترجمہ) تم عورتوں کے لئے افضل جہاد حج وعمرہ ہے۔

---

(٥٧٦)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر لهذه الآية۔

أخرجه أبو يعلى في مسنده (٨/ ١٦٦)، وأخرجه الترمذي في صحيحه انظره مع الفتح (٦/٧٥)،والنسائي في سننه (٥/١١٤)، وابن ماجه في سننه (٢/٩٦٨)، والدارقطني في السنن (٢/ ٢٨٤)، والبيهقي في السنن (٩/ ٢١)، والإمام أحمد في المسند (٦/٦٨، ٧١، ٧٩، ١٢٠، ١٦٥) ،وابن حبان في صحيحه (٦/٦)۔

سورۃ الفتح

﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِينًا (١) لِّيَغْفِرَ لَکَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْکَ وَيَهْدِيَکَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا (٢) وَّيَنْصُرَکَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيزًا (٣)﴾	(الآیات: ١-٣)

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ کو کھلی فتح دی ہے۔ تاکہ اللہ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف کر دے اور آپ پر اپنا احسان پورا کر دے اور آپ کو سیدھے راستہ پر چلائے۔ اور آپ کی اللہ زبردست مدد کرے۔

فتح مکہ فتح مبین ہے

(روایت نمبر: ۵۷۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾ کے متعلق فرمایا کہ اس سے مراد فتح مکہ ہے۔

حضورؐ کی زیادہ عبادت کرنے کی وجہ

(روایت نمبر: ۵۷۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

لما أنزل الله على رسوله ﷺ: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾ الآية: اجتهد في

---

(٥٧٧) ذكره ابن الجوزی فی تفسيره قولاً لعائشة (٤٢٣/٧)، والسيوطی فی الدرالمنثور (٦٩/٦)، والشوكانی فی فتح القدير (٤٥/٥)۔

أخرجه البخاری فی صحيحه انظره مع الفتح (٥٨٢/٨)، وأخرجه الحاكم فی المستدرك وقال: إنه على شرط مسلم ولم يخرجاه (٢ / ٤٥٩)، ووافقه الذهبی فی التلخيص أنه لم يخرجه مسلم، وأخرجه السيوطی فی لباب النقول ص ١٩٨۔

(٥٧٨) أخرجه ابن كثير فی التفسير (١٨٣/٤)، والسيوطی فی الدرالمنثور (٧٠/٦)، عن عائشة بهذا اللفظ والشوكانی فی تفسيره عن المغيرة بن شعبة (٤٥/٥)، والحديث متفق =

العبادة فقيل: يا رسول الله ما هذا الاجتهاد وقد غفرلک ما تقدم من ذنبک وما تأخر، قال "أفلا أكون عبداً شكوراً؟".

(ترجمہ) جب نبی کریم ﷺ پر ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾ والی آیت نازل فرمائی تو آپ ﷺ عبادت میں خوب محنت کرنے لگے آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ یہ محنت کس لئے ہے جبکہ آپ کے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف کردیئے گئے ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

(روایت نمبر:۵۷۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كان النبي ﷺ يصلي حتى ترم قدماه فقلت: يا رسول الله أتفعل هذا!؟ وقد غفرلک ما تقدم من ذنبک وما تأخر، قال: "أفلا أكون عبداً شكوراً".

(ترجمہ) جناب نبی کریم ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ آپ ﷺ اتنی نماز پڑھتے تھے کہ آپ ﷺ کے قدموں میں ورم آجاتا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ بھی ایسا کرتے ہیں جبکہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کردیئے گئے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

(روایت نمبر:۵۸۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كان رسول الله ﷺ يصلي في الليل أربع ركعات ثم يتروح فطال حتى رحمته فقلت: بأبي أنت وأمي يا رسول الله قد غفر الله لک ما تقدم من ذنبک وما تأخر قال: "أفلا أكون عبداً شكوراً".

=عليه انظره فى صحيح البخارى مع الفتح (۸/٤٨٤)، ومسلم فى صحيحه (۲/۲۱۷۲)، والترمذى عن المغيرة بن شعبة بهذا اللفظ (۲/۲٦۸)، ومثله النسائى فى السنن (۳/۲۱۹)، وابن ماجه فى سننه عن أبى هريرة والمغيرة بن شعبة (۱/٤٥٦)، والإمام أحمد فى مسنده عن عائشة (٦/١١٥)۔

(۵۷۹)أخرجه ابن كثير فى تفسيره (٤/۱۸۳)، والسيوطى فى الدرالمنثورر عن عائشة بهذا اللفظ (٦/۷۰)، الحديث متفق عليه۔ وانظر المطالب العالية (١/١٤٤)، ثم انظر تخريج الحديث الذى قبله۔

(۵۸۰)أخرجه السيوطى عن عائشة بهذا اللفظ فى تفسيره (٦/۷۱)، ولم أجده لغيره من المفسرين۔

وأخرجه أبو نعيم فى الحلية بهذا اللفظ (۸/۲۸۹)، وقال: تفرد به المغيرة بن زياد عن عطاء عن عائشة، وأصله متفق عليه۔ انظر تخريج الحديث الذى قبله۔

جناب رسول اللہ ﷺ رات کے وقت چار رکعت پڑھتے تھے پھر اسی طرح اپنے عمل کو جاری رکھتے تھے حتیٰ کہ مجھے آپ ﷺ پر ترس آتا اور کہتی کہ میرے ماں باپ یا رسول اللہ آپ پر قربان ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کردیئے ہیں تو آپؐ نے فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

ضروری غسل کے بغیر روزہ رکھنا

(روایت نمبر:۵۸۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أن رجلاً جاء إلى النبي ﷺ يستفتيه وهي تسمع من وراء حجاب فقال يا رسول الله ﷺ: تدركني الصلاة وأنا جنب فأصوم فقال رسول الله ﷺ: "وأنا تدركني الصلاة وأنا جنب فأصوم". قال لست مثلنا يا رسول الله قد غفرلك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر. قال: **"والله إني لأرجو أن أكون أخشاكم لله وأعلمكم بما أتقي".**

(ترجمہ) ایک آدمی جناب نبی کریم ﷺ کے پاس ایک مسئلہ پوچھنے کے لئے آیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پردے کے پیچھے سے کھڑی ہو کر سن رہی تھیں رسول اللہ ﷺ سے اس نے پوچھا کہ نماز کا وقت ہو جاتا ہے جبکہ میں جنابت کی حالت میں ہوتا ہوں کیا میں اس وقت روزہ رکھ لوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے بھی نماز کا وقت پہنچتا ہے جبکہ میں حالت جنابت میں ہوتا ہوں تو بھی میں روزہ رکھ لیتا ہوں اس نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہماری طرح نہیں ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف کردیئے ہیں تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا خدا کی قسم امید ہے کہ میں تم سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا ہوں اور میں تم سے زیادہ تقویٰ کی چیزوں کو جانتا ہوں۔

(فائدہ) اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی حالت جنابت میں ہو اور اسی حالت میں صبح صادق طلوع ہو جائے ابھی اس نے غسل نہ کیا ہو تو وہ روزہ رکھ لے یا اس کا روزہ نہیں ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو روزہ کی نیت کرلے اس کا روزہ درست ہے اور پھر نہا کر فجر کی نماز پڑھ لے۔

---

(۵۸۱) أخرجه النسائي عن عائشة في التفسير (۳۲۰/۲)، ولم أجده لغيره من المفسرين بالأثر لهذه الآية۔

وأخرجه مسلم في صحيحه (۷۸/۲)، وأبو داود في سننه (۳۱۲/۲)، والنسائي في السنن الكبرى انظره في تحفة الأشراف (۳۸۱/۱۲)۔

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾	(آیۃ:۲۹)

ترجمہ: محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر زور آور ہیں آپس میں نرم دل ہیں آپ ان کو رکوع اور سجدہ میں دیکھیں گے اللہ کا فضل اور اس کی خوشی چاہتے ہیں سجدہ کے اثر سے ان کی نشانی ان کے چہروں پر نمایاں ہے ان کی (یہ) شان تورات میں (لکھی ہوئی) ہے اور انجیل میں ان کی مثال یہ ہے جیسے کھیتی نے اپنی سوئی نکالی پھر اس کی کمر مضبوط کی پھر موٹی ہوئی پھر اپنی نال پر کھڑی ہوگئی کسانوں کو خوش کرنے لگی تاکہ ان سے کافروں کا دل جلائے اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک کام کئے ہیں معافی کا اور بڑے ثواب کا وعدہ فرمایا ہے۔

حضورؐ کا میت پر غم کا طریقہ

(روایت نمبر:۵۸۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

لما مات سعد بن معاذ حضر رسول الله ﷺ وأبو بكر وعمر فو الذي نفسي بيده إني لأعرف بكاء أبي بكر من بكاء عمر وأنا في حجرتي وكانوا كما قال الله ﴿رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ قيل فكيف كان رسول الله ﷺ يصنع فقالت: كانت عينه لا تدمع على أحد ولكنه كان إذا وجد فإنما هو آخذ بلحيته.

(ترجمہ) حضرت سعد بن معاذؓ کا انتقال ہوا تو نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ تشریف فرما تھے مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے حضرت ابوبکرؓ کے رونے کو حضرت عمر کے رونے سے پہچانتی ہوں۔ میں اس وقت اپنے حجرے میں تھی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی یہ حالت تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا رحماء بینھم وہ ایک دوسرے کے ساتھ آپس میں رحم کھانے والے تھے آپؐ سے پوچھا گیا کہ حضور ﷺ ایسے موقع پر کیا کرتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ آپؐ کی آنکھیں

---

(۵۸۲) لم أجد من ذكره من المفسرينن بالأثر لهذه الآية غير السيوطي في الدر المنثور (۸۲/٦).

وأخرجه ابن سعد في الطبقات (۳/٤۲۳)، وابن أبي شيبة في مصنفه (۳/ ۳۹٤، ۱٤/٤۱۱)، وانظر ما قبله.

کسی پر آنسو نہیں بہاتی تھیں لیکن جب آپ کو غم ہوتا تھا تو اپنی داڑھی مبارک کو ہاتھ میں لے لیتے تھے۔

صحابہؓ کی دعائے مغفرت کے بدلہ میں کافر گالیاں دیتے تھے

(روایت نمبر:۵۸۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ليغيظ بهم الكفار کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

أصحاب رسول الله ﷺ أمروا بالاستغفار لهم فسبوهم.

(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کو ان کے لئے استغفار کا حکم دیا گیا تو وہ استغفار کے بدلے میں صحابہ کو گالیاں دیتے تھے۔

(فائدہ) استغفار کا حکم استغفار کی ممانعت کے اترنے سے پہلے کا ہے۔ اب مسلمانوں کی طرف سے کافروں کیلئے بخشش کی دعا کا حکم نہیں ہے

صحابہ کرامؓ کا زمانہ سب سے بہتر زمانہ ہے

(روایت نمبر:۵۸۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

سأل رجل النبي ﷺ أي الناس خير' قال "القرن الذى أنا فيه ثم الثانى ثم الثالث".

(ترجمہ) ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کونسا زمانہ بہتر ہے فرمایا:
وہ زمانہ جس میں میں ہوں پھر دوسرا پھر اس کے بعد تیسرا۔

---

(٥٨٣)أخرجه ابن كثير فى تفسيره عن عائشة فى سورة الحشر (٤/٣٣٩)، وأخرجه هنا السيوطى فى الدرالمنثور (٨٢/٦)، والشوكانى فى فتح القدير (سورة الحشر) (٥/١٩٨)، وأخرجه الحاكم فى المستدرك، قال: إنه على شرط الشيخين ولم يخرجاه (٤٦٢/٢)، ووافقه الذهبى فى تلخيصه۔

(٥٨٤)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر لهذه الآية غير الخازن فى تفسيره (٢١٥/٦)۔
وأخرجه البخارى فى صحيحه انظره مع الفتح (٣/٧)، ومسلم فى صحيحه (١٩٦٥/٤)، بهذا اللفظ،، وأخرجه أبو داود فى سننه عن عمار بن الحصين مطولاً، انظره مع عون المعبود (١٢/٤٠٩)، والإمام أحمد فى مسنده عن عائشة بهذا اللفظ (٦/١٥٦)، وعن أبى هريرة (٢٢٨/٢)، وعن عمران بن الحصين (٤٤٠/٤)، كما عند أبى داود۔

سورة الحجرات

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾	(آیۃ:۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے سامنے پہل نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

(روایت نمبر:۵۸۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كان أناس يتقدمون بين يدي رمضان بصيام۔ يعني يوماً أو يومين۔' فأنزل الله ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ الآية.

(ترجمہ) کچھ لوگ رمضان شریف آنے سے ایک دن یا دو دن پہلے روزہ رکھنا شروع کر دیتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ الآية.

(ترجمہ) اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے پہل نہ کرو۔

---

(۵۸۵)أخرجه البغوی فی التفسیر عن عائشة قريباً من هذا اللفظ (٤ /٢٠٩)، وابن الجوزی فی تفسيره (٧ /٤٥٥)،والخازن فی التفسير (٦ /٢١٨)، والسيوطی فی الدرالمنثور (٨٤/٦)، والشوكانی فی تفسيره (٥٩/٥)والسيوطی فی أسباب النزول ص ٢٠٠ ۔

ولم أجد فی تاريخ ابن النجار وأخرجه أحمد فی مسنده فی أكثر من موضع انظره مثلاً (٣٤٧،٢٣٤/٢)، وأبو داود فی سننه انظره مع عون المعبود (٦ /٤٤٦)، والترمذی فی جامعه (٦٨/٣)، والنسائی فی السنن (٤ /١٣٤)، وابن ماجة فی سننه (١ /٥٢٨)، والدارمی فی سننه (٤/٢)، وكل هؤلاء رووه دون ذكر الآية۔وأخرجه أبو الشيخ الأصبهانی عن عائشة فی كتابيه: طبقات المحدثين بأصبهان (٢ /٢٢٨)، وكتاب أخبار أصبهان (٢ /٣٤٦)، وأصله متفق عليه فی الصحيحين من حديث أبی هريرة انظر صحيح البخاری مع الفتح (١٢٨/٤)، وصحيح مسلم (٧٦٢/٢)۔

(فائدہ) یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں ماہ رمضان سے روزہ شروع کرنے کا حکم دیتا ہے تم اس سے پہلے شروع کر دیتے ہو اس طرح نہ کیا کرو۔

حضورؐ سے پہلے روزہ نہ رکھو

(روایت نمبر:۵۸۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

أن ناساً كانوا يتقدمون الشهر فيصومون قبل النبي ﷺ فأنزل الله : ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾ الآية.

(ترجمہ) کچھ لوگ رمضان کے مہینے کو پہلے سے مقدم کر دیتے تھے اور حضور ﷺ کے روزہ رکھنے سے پہلے روزہ رکھنا شروع کر دیتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ﴿یَاأَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ﴾.

(آیۃ:۱۰)	﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾

ترجمہ: مسلمان تو سب بھائی ہیں اپنے دو بھائیوں کے درمیان اصلاح کر دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

مسلمانوں کے نزاع میں بہترین آیت

(روایت نمبر:۵۸۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

ما رأيت مثل ما رغبت عنه في هذه الآية : ﴿وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا﴾ الآية.

(۵۸۶)أخرجه السيوطى فى الدرالمنثور (۸٤/٦)، والشوكانى فى فتح القدير (٥٩/٥)، ولم أجده بهذا اللفظ فى الأجزاء الثلاثة من المعجم الأوسط وأخرجه الهيثمى فى مجمع الزوائد بهذا اللفظ عن عائشة (١٤٨/٣)، وقال: فيه حبان بن رفيدة وهو مجهول،، وعزاه للطبرانى فى الأوسط، وانظر تخريج الحديث الذى قبله۔

(۵۸۷)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر لهذه الآية غير السيوطى فى الدرالمنثور (٩١/٦)۔ وأخرجه البيهقى فى سننه عن عائشة بهذا اللفظ (١٧٢/٨)، والشوكانى فى فتح القدير (٦٣/٥)۔

(ترجمہ) مجھے اس آیت کی طرح اور کوئی آیت مرغوب نہیں ہے۔ وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا. الایۃ (ترجمہ) اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں میل ملاپ کر دیا کرو۔

(آیۃ:١١)	﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْإِيْمَانِ﴾

ترجمہ: اے ایمان والو کوئی قوم کسی قوم سے ٹھٹھا نہ کرے شاید وہ ان سے بہتر ہو اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ٹھٹھا کریں شاید وہ ان سے بہتر ہوں اور ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کو چڑانے والے نام سے پکارو ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا برا ہے اور جو باز نہیں آئیں گے تو وہ ظالم ہیں۔

مسلمان کے ساتھ بدظنی سے بچو

(روایت نمبر:٥٨٨) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من أساء بأخيه الظن فقد أساء بربه إن الله يقول ﴿اجْتَنِبُوا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ﴾".

جس نے اپنے بھائی کے ساتھ بدگمانی کی تو اس نے اپنے رب کے ساتھ برا کیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ (اجْتَنِبُوا كَثِيْرًا مِنَ الظَّنِّ)

(ترجمہ) بہت بدگمانیوں سے بچو۔

(فائدہ) یہاں بھائی سے مراد مسلمان بھائی ہیں کسی مسلمان بھائی پر بدگمانی کرنا جائز نہیں۔

(آیۃ:١٢)	﴿وَّلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا﴾

ترجمہ: اے ایمان والو بہت بدگمانیوں سے بچتے رہو یقیناً بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور جاسوسی نہ کرو اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کرے کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی

(٥٨٨) لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر لهذه الآية غير السيوطي في الدرالمنثور (٦/٩٢)۔ وأخرجه الهندي في كنزالعمال (٣/ ٤٩٧)، وعزاه لابن النجار، وأخرجه ابن أبي الدنيا في حسن الظن بالله قريباً منه عن أبي هريرة بلفظ: " إن حسن الظن بالله من حسن العبادة" ص ٢١، والديلمي في مسند الفردوس عن عائشة بهذا اللفظ (٤/ ٢٣٣)، وأصل الحديث ثابت في الصحيحين وغيرهما۔

کا گوشت کھائے تمہیں اس سے تو گھن آتی ہے، اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ معاف کرنے والا ہے مہربان ہے۔

اور غیبت اور بہتان کیا ہے

(روایت نمبر:۵۸۹) حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ:

أن امرأة دخلت على النبي ﷺ ثم خرجت فقالت عائشة: يا رسول الله ما أجملها و أحسنها لولا أن بها قصراً ' فقال لها النبي ﷺ: "اغتبتيها يا عائشة" فقالت: يا رسول الله إنما قلت شيئاً هو بها، قال: **"يا عائشة إذا قلت شيئاً بها فهي غيبة وإذا قلت ما ليس بها فقد بهتيها".**

(ترجمہ) ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی پھر چلی گئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کتنی حسین وجمیل ہے کاش کہ یہ چھوٹے قد کی نہ ہوتی تو حضور ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! تم نے اس کی غیبت کی ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے تو وہی بات کہی ہے جو اس میں ہے۔ فرمایا اے عائشہ! اگر تو نے وہ بات کہی جو اس میں ہے تو یہ غیبت ہے اور اگر ایسی بات کہی جو اس میں نہیں ہے تو تو نے اس پر بہتان باندھا۔

غیبت کرنا کسی کا گوشت کھانا ہے

(روایت نمبر:۵۹۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

لا يغتب بعضكم بعضاً فإني كنت عند رسول الله ﷺ فمرت امرأة طويلة الذيل فقلت :

---

(۵۸۹)ذكره القرطبي في تفسيره عن عائشة مختصراً (۳۳۷/۱٦)، وكذلك الخازن في تفسيره (۲۲۹/٦): وابن كثير في التفسير (۲۱۳/٤)، والسيوطي في الدرالمنثور بهذا اللفظ (۹٤/٦)۔
وأخرجه ابن أبي الدنيا في كتاب الغيبة والنميمة، عن عائشة ص ٦٧، ٧٢، وفي كتاب الصمت ص ۳۲۷، والإمام أحمد في مسنده عن عائشة (۱۸۹/٦، ۲۰٦)، وأصله ثابت في صحيح مسلم من حديث أبي هريرة ص ۲۰۰۱۔

(۵۹۰)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر في هذه الآية عن عائشة غير السيوطي في الدرالمنثور (۹۵/٦)۔
أخرجه ابن أبي الدنيا عن عائشة في ذم الغيبة والنميمة ص ۷۲،٦۷، وفي كتاب الصمت ص ۲۳٦، ۲۳۷، ومثله الخرائطي في مساوئ الأخلاق ص ۸۷، والغزالي في الإحياء (۱۲٦/۳)، وقال العراقي: حسان بن مخاوف وثقه ابن حبان وباقي رجاله ثقات۔ اهـ۔ =

یا رسول اللہ إنھا لطویلة الذیل فقال رسول اللہ ﷺ: "الفظی فتلفظت بضعة لحم".

(ترجمہ) تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے کیونکہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھی ایک طویل دامن والی عورت گزری میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کا دامن طویل ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

(ترجمہ) تھوکو تو میں نے تھوکا تو گوشت کا ایک لوتھڑا نکلا۔

(فائدہ) غیبت ایسے ہے جیسے کسی مسلمان بھائی کا اس کے مرجانے کے بعد گوشت کھایا جائے یہ عمل کی صورت ہے جو غیبت کرنے والے سے ظاہر ہوتی ہے۔ اگرچہ اس کو عام لوگ نہیں سمجھتے۔

چھوٹے قد والی کو چھوٹے قد والی کہنا بھی غیبت ہے

(روایت نمبر:۵۹۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

أقبلت امرأة قصیرة والنبي ﷺ جالس قالت: فأشرت بإبھامي إلی النبي ﷺ فقال النبي ﷺ: "لقد اغتبتیھا".

(ترجمہ) ایک چھوٹے قد کی عورت آئی جبکہ نبی کریم ﷺ بیٹھے ہوئے تھے میں نے اپنے انگوٹھے کے ساتھ حضور ﷺ کے سامنے اشارہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کی غیبت کی ہے۔

(فائدہ) انگوٹھے سے اشارہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جیسے انگلیوں کے مقابلے میں انگوٹھا چھوٹا ہے ایسے یہ بھی چھوٹی سی ہے۔

خبیث کلمہ کہنے سے بھی وضو خراب ہو جاتا ہے

(روایت نمبر:۵۹۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی

=وإسناده عند ابن أبی الدنیا حسن، وأخرجه أبو الشیخ الأصبهانی عن عائشة فی التوبیخ والتنبیه ص ۲۱۹، عن عائشة بإسناد صحیح، وانظر تخریج الحدیث السابق۔

(۵۹۱)أخرجه ابن کثیر فی تفسیره (۴/ ۲۱۴)، والسیوطی فی الدرالمنثور (۶/ ۹۶)، وأخرجه الخرائطی فی مساوی الأخلاق عن عائشة ص (۶۷)، وابن أبی الدنیا فی کتاب الصمت ص (۳۲۷)، وانظر تخریج الحدیث الذی قبله۔

(۵۹۲)لم أجد من ذکره من المفسرین بالأثر فی هذه الآیة غیر السیوطی فی الدرالمنثور (۶/۹۶)۔ وأخرجه ابن أبی شیبة فی مصنفه عن عائشة (۱/ ۱۳۴،۸/ ۳۹۰)، وابن حجر فی المطالب العالیة (۱/ ۳۷)، وأخرجه هناد بن السری فی کتابه الزهد اللفظ عن غیر عائشة ص ۲۲۳، ولم أجده فی شعب الإیمان فی الأجزاء المطبوعة عنه۔

کے متعلق کہے ہوئے خبیث کلمے کی وجہ سے وضو نہیں کرتا اور حلال گوشت کھانے سے وضو کر لیتا ہے۔

(فائدہ) بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے سے خواہ وہ گوشت ہو یا کوئی چیز اس سے وضو کر لیتے تھے تا کہ منہ میں کوئی چیز نہ رہے کہ نماز کے وقت حلق میں چلی جائے اور نماز خراب ہو جائے اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ صحابہ کرامؓ ایک دوسرے کی غیبتیں کیا کرتے تھے۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ غیبت سے بھی منہ پلید ہو جاتا ہے اس کیلئے بھی کلی بلکہ وضو کرنا چاہیئے اور جس کی غیبت کی ہے اس سے معذرت کرے اور اس کیلئے استغفار کرے۔

﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ﴾	(آیۃ:۱۳)

ترجمہ: اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے بنایا ہے اور تمہاری ذاتیں اور قبیلے بنائے ہیں تا کہ آپس کی پہچان ہو اللہ کے ہاں بڑی عزت اسی کی ہے جو بڑا با ادب ہے اللہ سب کچھ جانتا ہے خبر رکھتا ہے۔

یہ آیت کس کیلئے نازل ہوئی

(روایت نمبر:۵۹۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "انكحوا أبا هند وانكحوا إليه" قالت : ونزلت: ﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى﴾ الآية.

ابو ہند کا کسی کے ساتھ نکاح کر دو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى﴾ یہ آیت اسی کے متعلق نازل ہوئی۔

---

(٥٩٣) أخرجه القرطبي في تفسيره لم يذكر أنه سبب للنزول (١٦/ ٣٤٧)، والسيوطي في الدرالمنثور (٩٨/٦)، وفي لباب النقول في أسباب النزول ص ٢٠٤۔

وأخرجه أبو داود في سننه عن أبي هريرة، انظره مع عون المعبود (٥/ ١٢٩)، ومثله الحاكم في المستدرك وقال: على شرط مسلم ولم يخرجاه (١٦٤/٢)، ووافقه الذهبي في التلخيص والهيثمي في مجمع الزوائد (٩/ ٣٧٧) وعزاه للطبراني في الأوسط وقال: فيه عبدالواحد بن إسحق الطبراني لم أعرفه وبقية رجاله ثقات۔

پرہیز گار حضور ﷺ کو زیادہ پسند تھے

(روایت نمبر:۵۹۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

ما أعجب رسول الله ﷺ شيء من الدنيا ولا أعجبه أحد قط إلا ذو تقوى(٢).

(ترجمہ) حضور ﷺ کو دنیا کی چیزوں میں سے کوئی چیز زیادہ اچھی نہیں لگتی تھی اور نہ ہی مجھے کوئی چیز اچھی لگتی ہے سوائے پرہیز گار کے۔

---

(٥٩٤)أخرجه ابن كثير في تفسيره بهذا الفظ (٢١٨/٤)، والسيوطي في الدرالمنثور (٩٩/٦)، وأخرجه الإمام أحمد في مسنده عن عائشة (٦٩/٦)، وأبو يعلى الموصلي في مسنده (٤١/٨)، وإسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة۔

سورۃ قٓ

﴿وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنتَ مِنْهُ تَحِيْدُ﴾	(آیۃ:۱۹)

ترجمہ: اور موت کی بے ہوشی ضرور آ کر رہے گی یہ وہ چیز ہے جس سے تو ٹلتا رہتا تھا۔

حضورؐ کی وفات کے وقت حالت

(روایت نمبر:۵۹۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أن رسول الله ﷺ كانت بين يديه ركوة أو علبة' فيها ماء فجعل يدخل يديه في الماء فيمسح بهما وجهه ويقول : "لا إله إلا الله إن للموت سكرات".

(ترجمہ) جناب رسول اللہ ﷺ کے سامنے چمڑے یا لکڑی کا پیالہ موجود تھا اس میں پانی تھا آپ ﷺ اپنے ہاتھ پانی میں ڈالتے اور اپنے چہرے پر پھیرتے اور فرماتے:

"لا إله إلا الله إن للموت سكرات"۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں موت کی بہت سختیاں اور تکلیفیں ہیں۔

موت کے سکرات

(روایت نمبر:۵۹۶)

وأخرج الحاكم وصححه عن القاسم بن محمد رضي الله عنه أنه تلا: ﴿وَجَآءَتْ

---

(۵۹۵)أخرجه القرطبی فی التفسیر (۱۳/۱۷)، والسیوطی فی الدرالمنثور ۱۰۵/۶)۔ وأخرجه ابن أبی شیبة مختصراً عن ابن عباس (۶۲/۱۴): وأخرجه البخاری فی صحیحه عن عائشة، انظره مع الفتح (۳۶۱/۹۹)، وأخرجه أبو یعلی فی مسنده مع اختلاف یسیر فی اللفظ (۱۴۴،۹/۸)،والرمذی فی جامعه (۳۰۸/۳)، وابن ماجه فی سننه (۵۱۸/۱)۔

(۵۹۶)لم أجد من ذکره من المفسرین بالأثر لهذه الآیة غیر السیوطی فی الدرالمنثور (۱۰۵/۶)۔=

سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ﴾ فقال : حدثتني أم المؤمنين - يعني عائشة - رضي الله عنها قالت: لقد رأيت رسول الله ﷺ وهو بالموت وعنده قدح فيه ماء وهو يدخل يده في القدح ثم يمسح بالماء ثم يقول: "اللهم أعني على سكرات الموت".

(ترجمہ) حضرت قاسم بن محمدؒ نے یہ آیت تلاوت کی وجاءت سکرۃ الموت بالحق (ترجمہ) اور موت کی بے ہوشی تو ضرور آ کر رہے گی۔ پھر فرمایا مجھے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جبکہ آپ ﷺ پر موت طاری ہو رہی تھی آپ ﷺ کے پاس پانی کا ایک پیالہ تھا آپ اپنا ہاتھ پانی میں ڈالتے پھر چہرے پر اس کا پانی ملتے پھر فرماتے:

"اللهم أعنى على سكرات الموت"

اے اللہ موت کی سختیوں میں میری مدد فرما۔

حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے وقت حضرت عائشہؓ کا غم

(روایت نمبر: ۵۹۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ

=وأخرجه الحاكم في المستدرك عن عائشة وقال: على شرط الشيخين ولم يخرجاه ووافقه الذهبي (٣/ ٥٦)، وأخرجه الترمذي في جامعه (٣/ ٣٠٨)، وقال: حديث حسن صحيح، وأخرجه ابن ماجه (١/ ٥١٨)، وأبو يعلى الموصلي في مسنده (٨/ ٩)، وفي إسناده ضعف لضعف رشدين بن سعد وسويد بن سعيد انظر ترجمتهما في التقريب (١/ ٢٥١، ٣٤٠)۔

(٥٩٧)أخرجه ابن جرير في تفسيره (٢٦/ ١٦٠)، غير أن عائشة تمثلت بقول الشاعر:

أماوي ما يغني الثراء عن الفتى   إذا حشرجت يوماً وضاق بها الصدر

ومثله ابن كثير في تفسيره (٤/ ٢٢٤)، وأورد ابن كثير رواية أخرى عن عائشة أنها تمثلت بقول الشاعر:

من لا يزال دمعه مقنعاً   فإنه لا بد مرة مدفوق

وأخرجه السيوطي في الدرالمنثور عن عائشة بهذا اللفظ (٦/ ١٠٥)۔

وأخرجه عبدالرزاق في مصنفه عن عائشة (٣/ ٥٦٣)، كما في رواية ابن كثير في تفسيره، وأخرجه البزار في مسنده (١/ ١٢٨)، بهذا اللفظ عن عائشة وأخرجه أيضاً بهذا اللفظ أبو بكر المروزي في مسند أبي بكر ص ٩٢، وأبو يعلى الموصلي في مسنده عن عائشة كالرواية الثانية عن ابن كثير (٧/ ٤٣٠)، وأخرجه البيهقي في سننه (٤/ ٣١)، والإمام أحمد في مسنده (٦/ ١٣٢)،وابن سعد في الطبقات (٣/ ١٩٦)، وقال الحافظ ابن حجر في فتح =

عنہ کی وفات کا وقت ہوا تو میں نے یہ شعر کہا ؎

وَأَبْيَضُ يُسْتَسْقِى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِلِ

قال أبوبكر رضي الله عنه : بل جاء ت سكرة الحق بالموت ذلك ما كنت منه تحيد' قدم الحق وأخر الموت.

(ترجمہ) وہ ایسا سخی ہے کہ بادل اس کے چہرے سے پانی مانگتا ہے یتیموں کا فریادرس اور بیوگان کی جائے حفاظت ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بلکہ موت کے ساتھ سکرات واقعی طور پر آ گئی ہے جس سے کوئی چھٹکارا نہیں ہوتا۔ انہوں نے حق کا لفظ پہلے اور موت کا لفظ بعد میں ذکر کیا۔

=البارى: أنه أخرجه بهذا اللفظ أبو نعيم فى المستخرج انظر الفتح (٢٥٣/٣): وأخرجه أبو عبيد فى فضائل القرآن (مخطوط- ورقة ٨٢)۔

سورة الذاريات

﴿وَفِيۡۤ اَمۡوَالِهِمۡ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ﴾	(آیۃ:۱۹)

ترجمہ: اوران کے مال میں مان والوں کا اور محتاج کا حصہ تھا۔

جس کو کمائی کا ذریعہ حاصل نہ ہو اس کو دیا کرو

(روایت نمبر:۵۹۸) حضرت عروہؒ فرماتے ہیں کہ:

سألت عائشة عن المحروم في هذه الآية فقالت: هو المحارف الذي لا يكاد يتيسر له مكسبه.

(ترجمہ) میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس آیت میں محروم کا معنی پوچھا تو انہوں نے فرمایا اس سے مراد وہ شخص ہے جس کو کمائی کا کوئی ذریعہ حاصل نہ ہو (یعنی تنگی معاشی میں مبتلا ہو)۔

---

(۵۹۸) أخرجه القرطبی عن عائشة (۳۸/۱۷)۔

وأخرجه ابن كثير فی تفسيره بهذا اللفظ (۲۲٤/٤)، ومثله السيوطی فی الدرالمنثور (۱۱۳/٦)، والشوكانی فی فتح القدير (۸٤/٥)۔

وانظر النهاية لابن الأثير (۳۷۰/۱)، واخرج السيوطی فی الإكليل عن السلف أكثر من تفسير للمحروم وأورد قول عائشة هذا ثم قال: إن أسانيدها كلها صحيحة ص ۲٤٦۔

سورة الطور

﴿وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ (۴) وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ (۵) وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ﴾	(الآيات: ۴-۶)

ترجمہ: اور بیت المعمور کی۔اور اونچی چھت (آسمان) کی۔اور دریائے شور کی۔

بیت اللہ میں رات کے وقت کیوں نہ داخل ہوں

(روایت نمبر:۵۹۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أن النبي ﷺ قدم مكة فأرادت عائشة أن تدخل البيت فقال لها بنو شيبة: إن أحداً لا يدخله ليلاً ولكن نخليه لك نهاراً فدخل عليها النبي ﷺ فشكت إليه أنهم منعوها أن تدخل البيت فقال: "إنه ليس لأحد أن يدخل البيت ليلاً إن هذه الكعبة بحيال البيت المعمور الذي في السماء يدخل ذلك المعمور سبعون ألف ملك لا يعودون إليه إلى يوم القيامة لو وقع حجر منه لوقع على ظهر الكعبة.

(٥٩٩)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر في تفسير هذه الآية عن عائشة إلا السيوطى فى الدرالمنثور(٦/١١٧)،وعند ابن جرير فى تفسيره (٢٦ /١٦)، وابن الجوزى فى زاد المسير (٨/٤٦)، وابن كثير فى التفسير (٤/٢٣٩)، روايات كثيرة عن على بن أبى طالب وابن عباس وآخرين۔

ولم أجده فيما اطلعت عليه من كتب السنة عن عائشة بهذا اللفظ وإنما أخرج الحاكم جزءاً منه فى المستدرك (٢/٤٦٨)،عن على بن أبى طالب مرفوعاً وعن أنس بن مالك مرفوعاً على شرط الشيخين ولم يخرجاه وسكت الذهبى فى التلخيص عن المرفوع ووافقه فى الموقوف،وأخرج البيهقى جزءاً منه أيضاً فى الشعب (٧/ ٥٥٠،٥٥٣)، وأصل الحديث ثابت فى الصحيحين من حديث الإسراء ، انظر صحيح البخارى مع الفتح (٦/٣٠٢)، وصحيح مسلم (١/١٤٥)۔

(ترجمہ) جناب نبی کریم ﷺ مکہ تشریف لے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارادہ کیا کہ وہ کعبہ شریف میں داخل ہوں تو ان سے بنوشیبہ نے عرض کیا کہ کوئی شخص رات کے وقت بیت اللہ میں داخل نہیں ہوسکتا ہم دن کو آپ کو موقع دے دیں گے تو جناب نبی کریم ﷺ جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کی خدمت میں شکایت کی کہ ان لوگوں نے مجھے کعبہ شریف کے اندر داخل ہونے سے منع کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا:
کسی کے لئے درست نہیں کہ بیت اللہ شریف میں رات کے وقت داخل ہو کیونکہ یہ کعبہ بیت المعمور جو آسمان میں ہے اس کے سامنے ہے اس بیت المعمور میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو قیامت تک دو بارہ اس میں داخل نہیں ہوسکیں گے اگر اس سے کوئی پتھر گرے تو سیدھا کعبہ شریف کی (پشت پر پہنچے گا) چھت پر گرے گا (اور کعبہ سے مراد کعبہ کے چار کونے والا کمرہ ہے)۔

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ﴾	(آیۃ:۲۱)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے تھے اور جو اولاد ایمان کے ساتھ ان کی راہ پر چلی تھی ہم ان کی اولاد کو ان تک پہنچا دیں گے اور ہم ان کے اعمال سے ان سے ذرا بھی نہیں گھٹائیں گے ہر آدمی اپنے عمل کے ساتھ وابستہ ہے۔

کافروں کے بچوں کا آخرت میں حکم

(روایت نمبر:۶۰۰) حضرت ابوالاسود عبداللہ بن قیس فرماتے ہیں کہ:
سألت عائشة عن ذرية المؤمنين و ذرية المشركين فقالت: سألت رسول الله ﷺ عن

(٦٠٠) لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر عن عائشة وإنما ذكروه عن ابن عباس وأنس وغيرهما انظر تفسير ابن جرير (٧/ ٢٥)، والبغوى (٤/ ٢٣٩)، والقرطبى (١٧/ ٦٦)، والخازن (٦/ ٢٥٠)، وابن كثير (٤/ ٢٤١، ٢٤٢)، والشوكانى (٥/ ٩٧)۔
وأخرجه البخارى فى صحيحه جزأه الأخير عن ابن عباس وأبى هريرة انظره مع الفتح (٣/ ٢٤٥)، ومسلم فى صحيحه (٣/ ١٣٦٤)، وأبو داود فى سننه عن عائشة بهذا اللفظ انظره مع عون المعبود (١٢/ ٤٨٣)، والنسائى فى سننه عن ابن عباس وأبى هريرة (٤/ ٥٧)، والإمام أحمد فى مسنده (٦/ ٨٤)، والسيوطى فى مسند عائشة ص ١٢٠)۔

ذلک فقال: "ذرية المؤمنين مع آبائهم" قلت: بلا عمل؟ قال: "الله أعلم بما كانوا عاملين" قلت: ذرية المشركين مع آبائهم' قلت: بلا عمل؟ قال: "الله أعلم بما كانوا عاملين".

(ترجمہ) میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مسلمانوں اور مشرکوں کے بچوں کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ میں نے بھی اس کے متعلق نبی کریم ﷺ سے سوال کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا مومنین کے بچے ان کے والدین کے ساتھ ہوں گے میں نے عرض کیا بغیر نیک عمل کرنے کے فرمایا اللہ کو خوب معلوم ہے جو وہ عمل کرتے میں نے عرض کیا مشرکین کے بچے اپنے ماں باپ کے ساتھ ہوں گے بغیر عمل کے فرمایا:

اللہ کو خوب معلوم ہے کہ وہ کیا عمل کرتے۔

﴿فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ﴾	(آیۃ:۲۷)

ترجمہ: پھر اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں لُو کے عذاب سے بچالیا۔

(روایت نمبر:۶۰۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ آیت پڑھی۔

﴿فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَينَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ (۲۷) إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ﴾ تو یہ دعا فرمائی "اَللّٰهُمَّ مَنِّ عَلَيْنَا وَقِنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ إِنَّكَ أَنْتَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ. پھر انہوں نے نماز ہی میں یہ دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ مُنَّ عَلَيْنَا وَ وَقِنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ اِنَّكَ اَنْتَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ.

(فائدہ) دعا کا ترجمہ یہ ہے کہ اے اللہ ہم پر احسان فرما اور ہمیں لُو کے عذاب سے بچا بے شک آپ نیکی کرنے والے مہربان ہیں۔

عذاب سموم کتنا خطرناک ہے

(روایت نمبر:۶۰۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے

(۶۰۱)أخرجه ابن كثير فى تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (۲۴۳/۴)، والسيوطى فى الدرالمنثور بهذا اللفظ أيضاً (۱۲۰/۶)، وأخرجه عبدالرزاق فى مصنفه عنها (۴۵۱/۲)، وابن أبى شيبة فى المصنف (۲۱۱/۲)، والبيهقى فى الشعب (۵۸/۸)، ورجال إسناده ثقات۔

=(۶۰۲)لم أجد من أخرجه من المفسرين بالأثر لهذه الآية عن عائشة إلا السيوطى فى الدرالمنثور (۱۱۹/۶)، والشوكانى فى فتح القدير (۹۸/۵)۔

ارشاد فرمایا:

"لو فتح الله من عذاب السموم على أهل الأرض مثل الأنملة أحرقت الأرض ومن عليها".

(ترجمہ) اگر اللہ تعالیٰ زمین والوں پر (جہنم کی) لُو کا عذاب ایک انگلی کے برابر بھی کھول دیں تو زمین اور زمین والے سب جل جائیں۔

اللہ تعالیٰ نے جنتی، جہنمی سب متعین کر دیئے ہیں

(روایت نمبر: ۶۰۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

أتي النبي ﷺ بصبي من صبيان الأنصار يصلي عليه فقلت: يا رسول الله طوبى لهذا لم يدرك شراً ولم يره' أو لم يفعله أو يعقله۔ فقال رسول الله ﷺ: "يا عائشة أو غير ذلك!؟ خلق الله لها أهلها، وخلقها لهم وهم في أصلاب آبائهم وخلق النار وخلق لها أهلها خلقها لهم وهم في أصلاب آبائهم".

(ترجمہ) جناب نبی کریم ﷺ کے پاس انصار کے بچوں میں سے ایک بچہ جنازہ کی نماز پڑھوانے کے لئے لایا گیا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ اس بچے کو بشارت ہو اس نے نہ شر کو پایا اور نہ شر کو دیکھا ہے یا یہ کہا نہ شر کا کام کیا اور نہ شر کی سمجھ رکھتا ہے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے عائشہ! کیا اس کے علاوہ بھی ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا اور جنت والوں کو بھی پیدا کیا اور جنت کو ان لوگوں کے لئے پیدا کیا جب کہ وہ اپنے باپ دادا کی پشت میں ہیں اور اسی طرح دوزخ کو پیدا کیا اور دوزخ میں جانے والوں کو پیدا کیا اور ان لوگوں کے لئے دوزخ کو پیدا کیا کہ وہ ابھی باپ دادا کی پشتوں میں ہیں یعنی ابھی پیدا نہیں ہوئے۔

=وأخرج المنذري في الترغيب والترهيب قريباً من معناه عن أنس بن مالك وعزاه للبيهقي قال: لا يحضرني إسناده الآن (٤ /٢٢٣)، ولم أجده له في السنن ولا الشعب ولا الزهد ولا البعث والنشور۔

(٦٠٣)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر بهذا اللفظ عن عائشة۔

وأخرجه مسلم في صحيحه عن عائشة بهذا اللفظ انظره مع شرح النووي (١٨ /١٢٣)، والإمام أحمد في مسنده أيضاً (٦/١٥٣، ١٦٨، ٢٠٨)، وأبو يعلى في مسنده (٨/٤١)، وأبو داود في سننه انظره مع عون المعبود (٢/٤٨٥)، والنسائي في السنن (٤ /٥٧)، وابن ماجه في سننه (١/٣٢)، والحميدي في مسنده عن عائشة بهذا اللفظ، انظر المنتخب (١/١٢٩)۔

سورة النجم

(روایت نمبر:۶۰۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ
أن النبي ﷺ قرأ سورة النجم فلما بلغ السجدة سجد فيها.
نبی اکرم ﷺ نے سورۂ نجم پڑھی جب آپ سجدہ کی جگہ پہنچے تو آپ ﷺ نے سجدہ کیا۔

﴿عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى (۵) ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى (۶) وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى (۷) ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى (۸) فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى﴾	(الآیتان: ۵۔۹)

ترجمہ: اس کو سخت قوتوں والے (فرشتہ) نے سکھلایا ہے۔ وہ پیدائشی طاقتور ہے وہ ایک مرتبہ اصل صورت میں نمودار ہوا۔ اور وہ (آسمان کے) بلند کنارہ پر تھا۔ پھر نزدیک ہوا پھر اور نزدیک ہوا۔ پھر دو کمان کے برابر فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی کم۔

حضورؐ کا حضرت جبریلؑ سے قرب اور ملاقات

(روایت نمبر:۶۰۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:
كان أول شأن رسول الله ﷺ أنه رأى في منامه جبريل بأجياد ثم خرج لبعض

(۶۰۴)لم أجد من ذكره من المفسرين عن عائشة بهذا اللفظ غير السيوطي في الدرالمنثور (۱۲۱/۶۰)، والشوكاني في الفتح (۱۰۱/۵)۔
وأخرج الخازن قريباً منه عن ابن مسعود (۲۷۲/۶)، وكذلك ابن كثير عن ابن عباس (۲۴۶/۴)۔
وأخرجه البخاري في صحيحه عن ابن عباس انظره مع الفتح (۶۱۴/۸) ،ومسلم في صحيحه انظره مع شرح النووي(۷۵/۵)، والترمذي في جامعه (۴۶۴/۲)، والنسائي في سننه (۱۶۰/۲)۔
(۶۰۵)أخرجه ابن جرير في تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (۲۷ /۵۱)، والبغوي في تفسيره جزءاً من هذا اللفظ (۴ /۲۴۵)،ومثله الخازن في تفسيره (۶ /۲۵۶)، وأخرجه بهذا اللفظ ابن كثير في التفسير (۲۴۹/۴)،ومثله السيوطي في الدرالمنثور (۱۲۳/۶)۔=

حاجته فصرخ به جبريل: يا محمد فنظر يميناً وشمالاً فلم ير شيئاً - ثلاثاً. ثم رفع بصره فإذا هو ثان إحدى رجليه على الأخرى في أفق السماء فقال: يا محمد جبريل جبريل يسكنه فهرب النبي ﷺ حتى دخل في الناس فنظر فلم ير شيئاً ثم خرج من الناس فنظر فرآه فذلك قول الله : ﴿والنجم إذا هوى. ما ضل صاحبكم وما غوى. وما ينطق عن الهوى﴾ إلى قوله - ﴿ثم دنا فتدلى﴾ - يعني جبريل إلى محمد ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ﴾ - يقول: القاب نصف الإصبع فأوحى إلى عبده جبريل إلى عبد ربه.

(ترجمہ) حضور ﷺ کی ابتدائی حالت جب آپ ﷺ نے خواب میں حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا تو مقام اجیاد میں دیکھا (یہ کعبہ شریف کے قریب ایک جگہ کا نام ہے) پھر آپ ﷺ اپنے کسی کام کو نکلے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے اونچی آواز سے بلایا اے محمد تو آپ ﷺ نے دائیں اور بائیں دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ آئی۔ تین دفعہ ایسا ہوا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی نگاہ کچھ اوپر اٹھائی حضرت جبریل علیہ السلام ایک پاؤں پر دوسرے پاؤں کو رکھ کر آسمان کے افق میں موجود تھے انہوں نے فرمایا اے محمد! میں جبریلؑ ہوں جبریلؑ حضرت جبریلؑ کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ آپ ﷺ کو اطمینان ہو آپ ﷺ بھاگ کھڑے ہوئے حتی کہ لوگوں میں پہنچ گئے پھر آپ نے دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ آئی پھر آپ لوگوں سے باہر نکلے تو آپ نے ان کو دیکھا اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(ترجمہ) ستارے کی قسم ہے جب وہ ڈوبنے لگے تمہارا رفیق نہ گمراہ ہوا ہے اور نہ بہکا ہے اور نہ وہ اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے یہ تو وحی ہے جو اس پر آتی ہے بڑے طاقتور (جبرائیلؑ) نے اسے سکھایا ہے جو بڑا زور آور ہے پس وہ قائم ہوا (اصلی صورت میں) اور وہ (آسمان کے) اونچے کنارے پر تھا پھر نزدیک ہوا پھر اور بھی قریب ہوا۔

اس سے مراد جبریلؑ ہیں جو حضرت محمد ﷺ کے قریب تھے (فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى) حضرت جبریلؑ حضور ﷺ کی آدھی انگلی کے برابر قریب ہوئے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے جبریلؑ کی طرف وحی کی اس کے رب کے بندے (حضرت محمد ﷺ) کی طرف۔

=وأخرجه البخاري في صحيحه عن عائشة انظره مع الفتح (٦/ ٣١٣)، ومسلم في صحيحه انظره مع شرح النووي (٣/ ١٠)، والإمام أحمد في مسنده (٦/ ١٢٠)، وأبو الشيخ الأنصاري في كتابه العظمة بهذا اللفظ (٢/ ٧٦٨، ٧٧٢)، وفي طبقات المحدثين بأصبهان بمعناه (٢/ ١٣٩)، والبيهقي في دلائل النبوة (٢/ ٣٦٨)۔

حضورؐ کی زیارت خداوندی کے متعلق حضرت عائشہ کی رائے

(روایت نمبر:٦٠٦) حضرت مسروق فرماتے ہیں کہ:

قال أتيت عائشة فقلت: يا أم المؤمنين هل رأى محمد ﷺ ربه قالت: سبحان الله لقد وقف شعري لما قلت اين أنت من ثلاث من حدثكهن فقد كذب؟ من حدثك أن محمداً ﷺ رأى ربه فقد كذب، ثم قرات: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ﴾ ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَآئِ حِجَابٍ﴾ ومن أخبرك بما في غده فقد كذب ثم قرات: ﴿إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ﴾ الآية. ومن أخبرك أن محمداً ﷺ كتم فقد كذب، ثم قرات: ﴿يَآأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ﴾ ولكنه رأى جبريل في صورته مرتين.

(ترجمہ) میں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں گیا اور عرض کیا اے ام المومنین کیا حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تھا؟ فرمایا سبحان الله میرا شعور یہی ہے۔ جو تجھے ان تین چیزوں میں کوئی چیز کہے تو اس نے جھوٹ بولا یا یہ تجھے یہ بتائے کہ حضرت محمد ﷺ نے اللہ کو دیکھا ہے تو اس نے جھوٹ بولا ہے پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار اور وما كان لبشر ان يكلمه الله الا وحياً اومن ورائ حجاب یہ دونوں آیتیں پڑھیں۔ (ترجمہ) اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہو سکتی اور وہ سب نگاہوں کو محیط ہو جاتا ہے۔ (ناممکن ہے کہ کسی بندہ سے اللہ تعالیٰ کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردے کے پیچھے سے)۔

اور جو تجھے یہ بتائے کہ حضور پاک ﷺ کل کی خبر دیتے ہیں تو اس نے بھی جھوٹ بولا پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس پر یہ آیت تلاوت کی۔ ان الله عنده علم الساعة وينزل الغيث ويعلم ما

---

(٦٠٦) أخرجه ابن جرير فی تفسيره عن عائشة (٢٧/٥٠)، وكذلك البغوی فی تفسيره ومثله الخازن فی التفسير (٦/٢٥٨)، وابن كثير فی تفسيره (٤/٢٥٠)۔

وأخرجه البخاری عن عائشة بأكثر من موضع انظر منها فی الصحيح مع الفتح (٨/٦٠٦)، ومسلم فی صحيحه ١٥٩-١٦١، والترمذی فی جامعه بأكثر من موضع انظر منها (٥/٢٦٢)، والإمام أحمد فی مسنده (٦/٤٩، ٥٠)، وأبو عوانة فی مسندم (١/١٥٣، ١٥٤، ١٥٥)، وأبو يعلی فی مسنده (٨/٣٠٣، ٣٠٥)، وابن خزيمة فی كتاب التوحيد ص ١٤٧، والبيهقی فی دلائل النبوة (٢/٣٦٨، ٣٧٠، ٣٨٥)۔

فی الارحام. آخر آیت تک۔
اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ غیب کا علم نہیں جانتے اور جو شخص تمہیں یہ بتائے کہ حضرت محمد ﷺ نے کچھ شریعت کو چھپا دیا تھا تو اس نے بھی جھوٹ بولا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی، یایھا الرسول بلغ ما انــزل الیک مــن ربک (ترجمہ) اے رسول جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اسے پہنچا دیجئے۔
لیکن نبی کریم ﷺ نے حضرت جبریلؑ کو ان کی صورت میں دو مرتبہ دیکھا تھا۔

﴿فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا﴾	(آیۃ:۲۹)

ترجمہ: پس جو ہمارے ذکر سے منہ موڑے اور دنیا کی زندگی کے سوا کچھ نہ چاہے آپؐ اس کا دھیان نہ کریں۔

بے وقوف ہی دنیا کماتے ہیں

(روایت نمبر:۶۰۷) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"الدنیا دار من لا دار له ومال من لا مال له ولها یجمع من لا عقل له".
دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو اور اس کا مال ہے جس کا مال نہ ہو اور دنیا کو وہی جمع کرتا ہے جس میں عقل نہ ہو۔

---

(۶۰۷)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر غير ابن كثير (٤/ ٢٥٥)، والسيوطي في تفسيره لسورة الأعلى (٦/ ٣٤١)۔
وأخرجه الإمام أحمد في مسنده عن عائشة بهذااللفظ (٦/ ٧١)، والحافظ المنذري في الترغيب (٤/ ١٠٤)، وعزاه لأحمد والبيهقي وقال: إسنادهما جيد وأخرجه الهيثمي في مجمع الزوائد عن عائشة بهذا اللفظ وقال: رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح غير دويد وهو ثقة (١٠/ ٢٨٨)، وأورده الغزالي في الإحياء من حديث طويل (٤/ ١٩٠)، وعزاه العراقي لأحمد والترمذي وحسنه

﴿وَاَنَّهٗ هُوَ اَضۡحَكَ وَاَبۡكٰى (۴۳) وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحۡيَا﴾	(الآیتان: ۴۳، ۴۴)

ترجمہ: اور یہ کہ وہی ہنساتا اور رلاتا ہے۔ اور یہ کہ وہی مارتا اور جلاتا ہے۔

کسی کو ہنسانا اور رلانا اللہ کا کام ہے

(روایت نمبر: ۶۰۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

مر رسول الله ﷺ علي قوم يضحكون فقال: "لو تعلمون ما أعلم لبكيتم كثيراً ولضحكتم قليلاً" فنزل عليه جبريل فقال: إن الله هو أضحک وأبکی فرجع إليهم فقال: "ما خطوت أربعين خطوة حتى أتاني جبريل' فقال: "إئت هؤلاء فقل لهم إن الله أضحک وأبکی".

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو ہنس رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم وہ جانو جس کو میں جانتا ہوں تو تم بہت زیادہ روؤ اور بہت کم ہنسو۔ تو آپ ؐ پر حضرت جبریلؑ اترے اور فرمایا اللہ تعالیٰ تو ایسا ہے جو ہنساتا بھی ہے اور رلاتا بھی ہے پھر نبی کریم ﷺ ان لوگوں کی طرف گئے اور فرمایا کہ میں نے چالیس قدم نہیں اٹھائے تھے کہ جبریلؑ میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا:

ان لوگوں کے پاس جائیں اور ان سے کہیں اللہ تعالیٰ ہنساتا بھی ہے اور رلاتا بھی ہے۔

میت پر رونے کا عذاب میت کو کب ہوتا ہے

(روایت نمبر: ۶۰۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرمایا خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ نے

---

(۶۰۸) أخرجه ابن الجوزی فی تفسیره عن عائشة (۸۲/۸)، ومثله القرطبی فی تفسيره (۱۱۶/۱۷)، والسیوطی فی الدرالمنثور عنها بهذا اللفظ (۱۳۰/۶)۔ لم أجده فی کتب السنة بهذا اللفظ وأصله متفق علیه من حدیث أنس بن مالك دون زیادة: " فنزل جبریل.. إلخ" انظر اللؤلؤ والمرجان ص ۶۲۰، وانظر الترمذی فی جامعه (۵۵۶/٤)، والنسائی فی سننه (۸۳/۳)، وابن ماجه فی سننه (۱٤۰۲/۲)، والدارمی فی سننه (۳۰٦/۲)، ومالك فی الموطأ (۱۸٦/۱)، والإمام أحمد فی مسنده (۸۱/٦، ۱٦٤)، والبیهقی فی سننه (۵۲/۷)، والهیثمی فی جمع الزوائد (۲۳۰/۱۰)۔

یہ کبھی نہیں فرمایا میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے بلکہ آپ نے فرمایا تھا۔

"إن الكافر يزيده الله ببكاء أهله عذاباً وإن الله لهو أضحك وأبكى وما تزر وازرة وزر أخرى".

کہ کافر پر اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب کا اللہ تعالیٰ اضافہ کر دیتے ہیں اور اللہ ہنساتے بھی ہیں اور رلاتے بھی ہیں اور کسی کا بوجھ دوسرا شخص نہیں اٹھائے گا۔ (یعنی کسی کے گناہوں کا بوجھ کوئی اور نہیں اٹھائے گا اسی کو اپنے کیئے کی سزا بھگتنی پڑے گی)۔

---

(٦٠٩)أخرجه القرطبي في تفسيره (١١٦/١٧)۔

وأخرجه مسلم في صحيحه عن عائشة (٦٤٢/٢)، ومضى تخريجه بلفظ آخر في آية (١٥)من سورة الإسراء فلينظر هناك۔

سورة القمر

ان چار سورتوں کے فوائد

(روایت نمبر:٦١٠) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

من قرأ بـ (ألم تنزيل ' ويس' واقتربت الساعة ' وتبارک الذي بيده الملک' كن له نوراً وحرزاً من الشيطان والشرک ورفع له الدرجات يوم القيامة).

(ترجمہ) جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے سورۂ الم تنزیل اور سورۂ یس اور سورۂ اقتربت الساعة اور سورۂ تبارک الذی بیدہ الملک پڑھی تو یہ اس کے لئے نور بن جائیں گی اور شرک وشیطان سے بچاؤ کریں گی اور قیامت کے دن اس کے درجات کو بلند کر دیا جائے گا۔

﴿إِنَّآ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ﴾	(آیۃ:١٩)

ترجمہ: ہم نے ان پر ایک دائمی نحوست کے دن سناٹے کی ہوا چلائی۔

بدھ کا دن کیوں ہوا ہے

(روایت نمبر:٦١١) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

---

(٦١٠)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر عن عائشة غير السيوطى فى تفسيره (١٣٢/٦)۔

ولم أجده بهذا اللفظ فى مسند الفردوس للديلمى وإنما وجدته قريباً عن ابن عمر(٣٦٦/٤)، وذكره الهندى فى كنزالعمال وعزاه لأبى الشيخ فى العظمة (٥٣٧/١)، ولم أجده فى الأجزاء الثلاثة المطبوعة منها، وسبق تخريجه فى سورة السجدة۔

(٦١١)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر عن عائشة إلا السيوطى فى الدرالمنثور (١٣٥/٦)، وذكره القرطبى فى تفسيره عن مسروق (١٧ /١٣٥)، والشوكانى فى فتح القدير عن ابن عباس (١٢٤/٥)، وذكره السيوطى فى اللآلى ء المصنوعة من حديثى أبى هريرة وأبى سعيد فى أيام الأسبوع كلها وعددت يوماً يوماً۔

"یوم نحس یوم الأربعاء".

بدھ کا دن نحوست کا دن ہے۔

(فائدہ) یعنی بدھ کے دن میں قوم عاد پر آندھی کا سخت عذاب مسلط کیا گیا تھا۔

﴿بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ﴾	(آیۃ:۴۶)

ترجمہ: بلکہ قیامت ان کی وعدہ گاہ ہے اور قیامت بڑی آفت ہے اور بہت کڑوی ہے۔

یہ آیت کب نازل ہوئی

(روایت نمبر:۶۱۲) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

أخرج البخاري عن عائشة رضي الله عنها قالت: نزلت على محمد ﷺ وأنا بمكة وأني لجارية ألعب۔ ﴿بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ﴾.

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت محمدؐ پر جب میں مکہ میں تھی اور بچی تھی کھیلتی تھی۔ یہ آیت نازل ہوئی ﴿بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ﴾۔

---

(٦١٢) أخرجه القرطبی عن عائشة فی تفسيره بهذا اللفظ (١٤٦/١٧)، وابن كثير فی تفسيره (٢٦٦/٤)، والسيوطی فی الدرالمنثور (١٣٦/٦)۔

وأخرجه البخاری فی صحيحه عن عائشة انظره مع الفتح (٦١٩/٨، ٣٩/٩)، وأبو عبيدة فی فضائل القرآن ورقة (١٠٢)، والنسائی فی فضائل القرآن ص٥٦۔

سورة الرحمن

(روایت نمبر:۶۱۳) سورۂ رحمٰن مکہ میں نازل ہوئی

أخرج ابن مردويه عن عائشة رضي الله عنها قالت: نزلت سورة الرحمن بمكة.
(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سورۂ رحمٰن مکہ میں نازل ہوئی تھی۔

﴿خَلَقَ الْإِنسَانَ مِن صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ (۱۴) وَخَلَقَ الْجَانَّ مِن مَّارِجٍ مِّن نَّارٍ﴾	(الآيتان: ۱۵،۱۴)

ترجمہ: انسان کو ٹھیکرے کی طرح بجنے والی مٹی سے بنایا۔ اور جنات کو شعلہ والی آگ سے پیدا کیا۔

فرشتوں، جنات اور انسانوں کی تخلیق کس چیز سے

(روایت نمبر:۶۱۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"خلقت الملائكة من نور وخلق الجن من مارج من نار وخلق آدم كما وصف لكم".
(ترجمہ) فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا اور جنات کو شعلہ مارنے والی آگ سے پیدا کیا گیا اور حضرت

---

(٦١٣)أخرجه السيوطى فى الدرالمنثور عن عائشة (١٣٩/٦)، والشوكانى فى فتح القدير (٥ /١٢٤)، وأشار إليه أبو عبيد فى فضائل القرآن (مخطوط - ورقة ١٠٢)،وأورده السيوطى فى الإتقان عن ابن عباس (١٠/١)، وانظر فنون الأفنان لابن الجوزى ص ٣٣٥۔

(٦١٤)أخرجه ابن كثير عن عائشة بهذا اللفظ (٤ /٢٧١)، والسيوطى فى الدرالمنثور عن عائشة أيضاً (١٤٢/٦)۔

وأخرجه مسلم فى صحيحه (٤ /٢٢٩٤)، وعبدالرزاق فى مصنفه عن عائشة بهذا اللفظ، والإمام أحمد فى المسند (٦ /١٥٣، ١٦٨)، وعبد بن حميد فى مسنده انظر المنتخب (٢٢١/٣)، وابن منده فى الرد على الجهمية ص ٩١، والبيهقى فى الأسماء والصفات ص ٣٨٥، والسهمى فى تاريخ جرجان ص ١٠٣، وأبو الشيخ فى العظمة (٧٢٥/٢)۔

آدمؑ کو اس سے پیدا کیا گیا جس کے متعلق آپ کو بتایا گیا ہے۔

﴿فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْبِهٖٓ إِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ﴾	(آیۃ:۳۹)

ترجمہ: پھر اس دن نہ کسی آدمی سے اس کے گناہ کے متعلق پوچھا جائے گا اور نہ جن سے۔

(روایت نمبر:۶۱۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"**لا يحاسب أحد يوم القيامة فيغفر له ويرى المسلم عمله في قبره**" يقول الله: ﴿فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْبِهٖٓ إِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ﴾.

(ترجمہ) قیامت کے دن جس سے حساب لیا جائے گا اس کو مشکل سے ہی بخشا جائے گا مسلمان اپنے اعمال کی حالت اور نفع ونقصان کو اپنی قبر میں ہی دیکھ لے گا (یہ نفع ونقصان کی حالت کو جو ترجمہ میں گزرا تھا) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ﴿فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْبِهٖٓ إِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ﴾. (ترجمہ) اس دن کسی انسان اور کسی جن سے اس کے گناہوں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔

پل صراط سے گزرتے وقت گنہگاروں کی حالت

(روایت نمبر:۶۱۶) کندہ کے ایک آدمی نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا ہے کہ:

"**إنه يأتي عليه ساعة لا يملك لأحد شفاعة؟**" قالت: نعم سألته فقال: "**نعم حين يوضع**

---

(٦١٥)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر غير السيوطي في الدرالمنثور (١٤٥/٦)۔ وأخرجه الإمام أحمد في مسنده عن عائشة بهذا اللفظ (١٠٣/٦)، والهيثمي في مجمع الزوائد (٣٥٠/١٠)، وقال: فيه ابن لهيعة وهو ضعيف وقد وثق وبقية رجاله رجال الصحيح۔

(٦١٦)أخرجه ابن كثير في تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (١٧٥/٤)، وقال فيه: حديث غريب جداً وفيه ألفاظ منكر رفعها وفي الإسناد من لم يسم وقال: لا يحتج به، وأخرجه السيوطي بهذا اللفظ عن عائشة أيضاً في تفسيره (١٤٥/٦)۔

وأخرجه عبدالرزاق في مصنفه عن عائشة مطولاً (٢٩٣/١)، وابن الجوزي في كتاب الحدائق عنها مع اختلاف يسير (٥٢٢/٣)، وأبو داود في سننه عن عائشة انظره مع عون المعبود (٩٨/١٣)۔

الصراط وحين تبيض وجوه وتسود وجوه، وعند الجسر حتى يشحذ حتى يكون مثل شفرة السيف ويسجر حتى يكون مثل الجمرة، فأما المؤمن فيجوزه ولا يضره وأما المنافق فينطلق حتى إذا كان في وسطه خز في قدميه فيهوى بيديه إلى قدميه فيضربه الزباني بخطاف في ناحيته فيطرح في جهنم يهوى فيها خمسين عاماً" فقلت: أيثقل؟ قال: "يثقل خمس خلفات" ﴿يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيمَاهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ﴾.

(ترجمہ) قیامت کی ایک گھڑی ایسی آئے گی کہ کوئی کسی کی شفاعت کرنے کی ہمت نہیں کرے گا حضرت عائشہ نے فرمایاہاں میں نے اس کے متعلق آپ سے پوچھا تھاتو آپ نے فرمایاہاں اس وقت جب پل صراط قائم کی جائے گی اور اس وقت جب لوگوں کے چہرے سفید یا سیاہ کئے جائیں گے اور پل صراط سے گزرنے کے وقت جب اس کے گزرنے کو تیز کر دیا گیا ہے حتیٰ کہ اس کی دھار تلوار کی طرح ہوگئی ہے اور اس کو اتنا بڑھایا گیا ہے کہ وہ آگ کا انگارہ بن چکی ہے مومن تو اس سے گزر جائے گا پل صراط اس کو کوئی تکلیف نہیں دے گی اور منافق گزرے گا تو جب اس کے درمیان میں پہنچے گا وہ اس کے قدموں میں چھپ جائے گی اور وہ اپنے ہاتھوں کے بل دوزخ میں گرے گا پھر اس کو جہنم کے داروغے کانٹے دار لوہوں سے ماریں گے اور اس کو دوزخ میں پھینکا جائے گا اور وہ اس میں پچاس سال تک گرتا رہے گا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے پوچھا کیا اس کا وزن پل صراط پر چڑھتے ہوئے بھی بڑھایا جائے گا فرمایا پانچ ماہ کی گابھن اونٹنیوں کے وزن کے بقدر اس کا وزن بڑھا دیا جائے گا۔ یعرف المجرمون بسیمٰھم فیوخذ بالنواصی والا قدام (مجرموں کو ان کے چہرے کے نشانوں سے پہچانا جائے گا پھر ان کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا)۔

سورة الواقعة

عورتیں سورۃ واقعہ پڑھا کریں

(روایت نمبر:٦١٧) حضرت سلیمان تیمی فرماتے ہیں کہ:

قالت عائشة للنساء: لا تعجز إحداكن أن تقرأ سورة الواقعة.

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عورتوں سے کہا تھا تم میں سے کوئی ایک سورۂ واقعہ پڑھنے سے عاجز نہ ہو (یعنی پڑھا کرے)۔

﴿وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ (١٠) اُوْلٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ﴾	(الآیتان:١٠،١١)

ترجمہ: اور آگے نکل جانے والے سب سے آگے ہوں گے۔ وہ لوگ مقرب ہوں گے۔

عرش الٰہی کے سایہ میں آنے والے لوگوں کی صفات

(روایت نمبر:٦١٨) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

قال رسول الله ﷺ: "أتدرون من السابقون إلى ظل الله عزوجل؟" قالوا: الله ورسوله أعلم. قال: "الذين إذا اعطوا الحق قبلوه وإذا سئلوا بذلوه وحكموا الناس

---

(٦١٧) لم أجد من ذكره من المفسرين بالآثر عن عائشة غير السيوطي في الدرالمنثور (١٥٣/٦)۔

وانظر فضائل القرآن لأبي عبيد (مخطوط- ورقة ٦٢)۔

(٦١٨) ذكره القرطبي في تفسيره دون عزو لأحد (١٧/ ١٩٩)، وأخرجه ابن كثير في تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (٤/ ٢٨٣)، ومثله الشوكاني في فتح القدير (٥/ ١٤٨)، وأخرجه أبو نعيم في الحلية عن عائشة بهذا اللفظ (١٨٧/٢)، والإمام أحمد في مسنده (٦/ ٦٧، ٦٩)، وفي الزهد ص ٤٠٠، وفي إسناده عندهما عبدالله بن لهيعة ضعيف وقد وثق أخرج له مسلم في المتابعات انظر ترجمته في التقريب (٤٤٤/١)۔

كحكمهم لأنفسهم".

(ترجمہ) جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سائے کی طرف سبقت لے جانے والے کون لوگ ہوں گے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے آپ نے فرمایا:

"الذين إذا اعطوا الحق قبلوه وإذا سئلوا بذلوه وحكموا الناس كحكمهم لأنفسهم".

وہ لوگ جن کو حق پیش کیا گیا تو انہوں نے قبول کیا اور جب ان سے کچھ مانگا گیا تو انہوں نے خرچ کیا اور لوگوں کے درمیان انہوں نے ایسے فیصلے کئے گویا کہ انہوں نے اپنے متعلق کئے۔

﴿اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَاۗءً (٣٥) فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا (٣٦) عُرُبًا اَتْرَابًا﴾	(الآیات: ٣٥، ٣٧)

ترجمہ: ہم نے ان عورتوں کو اچھی اٹھان پر پیدا کیا ہے۔ پھر ان کو کنواریاں بنایا ہے۔ پیار دلانے والی ہیں ہم عمر ہیں۔

بوڑھیوں کو اللہ تعالیٰ جنت میں جوان کر دے گا

(روایت نمبر:٦١٩) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أن النبي ﷺ أتته عجوز من الأنصار فقالت: يا رسول الله : أدع الله أن يدخلني الجنة فقال: "إن الجنة لا يدخلها عجوز" فذهب يصلي ثم رجع فقالت عائشة : لقد لقيت من

(٦١٩)أخرجه ابن جرير في تفسيره عن أنس بمعناه (١٨٥/٢٧، ١٨٦)، وأخرجه البغوي في تفسيره عن الحسن البصري (٤/ ٢٨٣)، ومثله ابن كثير في تفسيره (٤/ ٢٩١)، والسيوطي في الدرالمنثور عنها بهذا اللفظ (١٥٨/٦)، وانظر تفسير مجاهد (٢/ ٦٤٧)، وأخرجه الترمذي في جامعه عن أنس بن مالك وضعفه (٥/ ٤٠٢)، وفي الشمائل مرسلاً عن الحسن ص ١٤٣،وأخرجه الهيثمي في مجمع الزوائد وعزاه للطبراني في الأوسط (٤١٩/١٠)،وقال: فيه مسعدة بن اليسع وهو ضعيف۔ اهـ۔ كذبه أبو داود وقال فيه الإمام أحمد: حرقنا حديثه منذ دهر۔ انظر ترجمته في لسان الميزان (٢٣/٦)، وأخرجه الطبراني في الكبير عن سلمة بن يزيد الجعفي (٧/ ٤٥)،وفيه جابر الجعفي ضعيف لا يحتج به، وأخرجه البيهقي في البعث والنشور ص ٢١٧، وأبو نعيم في أخبار أصبهان (١٤٢/٢)، وفي صفة الجنة (٢٣١/٢)وأخرجه هناد بن السري في كتابه الزهد (٥٨/١)۔

كلمتك مشقة فقال: "إن ذلك كذلك!؟ إن الله إذ أدخلهن الجنة حولهن أبكاراً".

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں انصار کی ایک بڑھیا آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے لئے آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے جنت میں داخل کریں تو آپ ﷺ نے فرمایا جنت میں کوئی بڑھیا داخل نہیں ہوگی پھر آپ ﷺ نماز پڑھنے چلے گئے جب واپس ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا آپ کے اس کلمے کی وجہ سے اس پر مشقت آئی ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ بات ایسے ہے اللہ تعالیٰ جب بوڑھی عورتوں کو جنت میں داخل کریں گے تو ان کو کنواریاں بنا دیں گے۔

قیامت میں سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کو لباس ملے گا

(روایت نمبر: ۶۲۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

دخل علي النبي ﷺ وعندها عجوز فقال: "من هذه؟" قالت: إحدى خالاتي، قال: "اما أنه لا يدخل الجنة العجز" فدخل العجوز من ذلك ما شاء الله فقال النبي ﷺ: "إنا أنشأناهن خلقاً آخر يحشرون يوم القيامة حفاة عراة غرلاً وأول من يكسى إبراهيم خليل الرحمن" ثم قرأ النبي ﷺ: ﴿إِنَّآ أَنشَأْنَٰهُنَّ إِنشَآءً﴾.

(ترجمہ) نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے جب کہ ایک بڑھیا بھی بیٹھی ہوئی تھی آپ نے پوچھا یہ کون ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا یہ میری ایک خالہ ہیں فرمایا جنت میں کوئی بڑھیا نہیں جائے گی تو بڑھیا کو اللہ پاک نے جتنا چاہا پریشانی لاحق ہوئی پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم ان کو نئے سرے سے پیدا کریں گے قیامت کے دن لوگوں کو ننگے پاؤں ننگے بدن نامختون اٹھایا جائے گا اور سب سے پہلے جس کو لباس پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن ہوں گے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ﴿إِنَّآ أَنشَأْنَٰهُنَّ إِنشَآءً﴾ (ترجمہ) بے شک ہم نے انہیں (حوروں کو) ایک عجیب انداز سے پیدا کیا۔

---

(٦٢٠) انظر من خرجه من المفسرين في الحديث الذى قبله فهو بمعناه۔

وأخرجه البيهقي في كتاب البعث والنشور ص٢١٦، عن عائشة بهذا اللفظ وأخرجه أبو داود الطيالسي في مسنده عن سلمة بن الجعفي انظر منحة المعبود في ترتيب مسنده (٢٤/٢)، وأخرجه الهيثمي في مجمع الزوائد (١١٩/٧)، وعزاه للطبراني وانظر تخريج الحديث الذى قبله۔

﴿وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ﴾	(آیۃ:۸۲)

ترجمہ: اور اپنا حصہ یہ بناتے ہو کہ تم (اس کو) جھٹلاتے ہو۔

بارشوں کو نجوم کی طرف منسوب کرنے کی مذمت

(روایت نمبر:۶۲۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

مطر الناس على عهد رسول الله ﷺ فقال النبي : "أصبح من الناس شاكر ومنهم كافر" قالوا: هذه رحمة وضعها الله وقال بعضهم : لقد صدق نوء كذا" فنزلت هذه الآية: ﴿وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ﴾.

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں لوگوں پر بارش ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس سے بعض لوگ شکر گزار ہوئے اور بعض لوگ کافر ہوئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ رحمت ہے اللہ تعالیٰ نے ہم پر اتاری ہے اور بعض کہتے ہیں کہ فلاں ستارے کے غائب ہونے یا طلوع ہونے سے بارش ہوئی ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ﴿وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ﴾ (اور اپنا حصہ تم یہی لیتے ہو کہ اسے جھٹلاتے ہو)۔

(فائدہ) یعنی جو لوگ بارش کے اترنے کو ستاروں سے منسوب کرتے ہیں وہ کافر ہو جاتے ہیں۔

---

(٦٢١)أخرجه ابن جرير فى التفسير عن ابن عباس (٢٧ /٢٠٨)، والبغوى فى تفسيره عن ابن مسعود (٤ /٢٩٠)، وابن الجوزى فى التفسير عن ابن عباس وخالد بن زيد الجهنى (٨ /١٥٣)، ومثله القرطبى فى تفسيره (٢٢٩/١٧)، وكذلك الخازن فى تفسيره (٧ /٢٦، ٢٧)، وكذلك ابن كثير فى تفسيره (٤ /٢٩٩)، ولم يذكره لعائشة بهذا اللفظ إلا السيوطى فى الدرالمنثور (١٦٣/٦)، وأورد الشوكانى فى تفسيره عن عائشة غيره، قال: أخرج ابن عساكر فى تاريخه عن عائشة قالت: مافسر رسول الله من القرآن إلا آيات يسيرة قوله:﴿وتجعلون رزقكم أنكم تكذبون﴾قال: شكركم (٥/ ٢٦٠)،وانظر فضائل القرآن لأبى عبيد (ورقة ٨٢)۔

وأخرجه مسلم فى صحيحه (١ /٨٣)، وأخرجه أبو داود فى سننه انظره مع عون المعبود (١١/ ٤٠١)، والترمذى فى جامعه عن على بن أبى طالب (٥ /٤٠١)،والنسائى فى سننه (١٦٤/٤)، والإمام أحمد فى مواضع من مسنده لغير عائشة انظر منها (١ /٨٩، ١٠٨، ١٣١)۔

﴿فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ (٨٨) فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ﴾	(الآیتان: ٨٨-٨٩)

ترجمہ: پس اگر وہ مردہ مقرب لوگوں میں سے ہوگا۔ تو اس کیلئے راحت اور رزق اور آرام کی جنت ہوگی۔

موت کے وقت مؤمن اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے

(روایت نمبر: ٦٢٢) حضرت عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند کرتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ ہم موت کو تو اچھا نہیں سمجھتے تو آپ نے ارشاد فرمایا:

"لیس ذاک ولکن المؤمن إذا حضره الموت بشر برضوان الله و کرامته فلیس

---

(٦٢٢)أخرج ابن كثير في تفسيره قريباً منه عن عطاء وقال: إنه له شاهدًا في الصحيح عن عائشة ولم يذكره (٤/ ٣٠١)، وأورده السيوطي في تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (٦/ ١٦٧)، والنساء في التفسير عنها۔

والحديث متفق عليه انظر اللؤلؤ والمرجان ص ٧٢٠، ٧٢١، والترمذي في جامعه (٤/ ٥٥٤)، قال وفي الباب عن أبي هريرة وعائشة وأنس وأبي موسى وأخرجه عن عائشة في كتاب الجنائز (٣ / ٣٨٠)، والنسائي في سننه عن عائشة (٤/ ١٠)، والإمام أحمد في مسنده عنها (٦/ ٤٤، ٥٥، ٢٠٧، ٢١٨، ٢٣٦)، وكذلك عبد بن حميد في مسنده انظر المنتخب (١/ ٢٠٢)، والحميدي في مسنده أيضاً (١/ ١١١)، والذهبي في المعجم المختص ص ١٦٠، والطبراني في المعجم الصغير (١/ ٢٢١)، وأبو نعيم في الحلية (٣/ ٦٣)۔

والآية فيها قراء تان قراءة الجمهور ﴿فروح﴾ بفتح الراء، وقرأه يعقوب أحد القراء العشرة بضم الراء- وهي قراءة عائشة انظر النشر لابن الجزري (٢/ ٣٨٣)۔

(وأخرج أبو عبيد في فضائله وأحمد وعبد بن حميد والبخاري في تاريخه وأبو داود والترمذي وحسنه والنسائي والحكيم الترمذي في نوادر الاصول والحاكم وصححه وابو نعيم في الحلية وابن مردويه)۔

شــيء أحـب إليــه مـمـا أمامه و أحب لقاء الله فأحب الله لقاء ه، وإن الكافر إذا حضر بشر بعذاب الله وعقوبته فليس شيء أكره إليه مما أمامه فكره لقاء الله و كره الله لقاء ه''.

(ترجمہ) یہ مرادنہیں ہے لیکن مومن پر جب موت کا وقت آتا ہے تو اس کو اللہ کی رضا اور اس کی عزت کی بشارت سنائی جاتی ہے پس کوئی چیز اس کے سامنے محبوب نہیں ہوتی اس حالت سے جو اس کے آگے پیش آنے والی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو چاہتے ہیں اور کافر کی جب موت آتی ہے تو اس وقت اس کو اللہ کا عذاب اور اس کی سزا کی بشارت سنائی جاتی ہے تو کوئی چیز اس کو اس کے اگلے آنے والے حالات سے ناپسندیدہ نہیں ہوتی وہ اللہ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔

فروح کی ایک قراءت

(روایت نمبر:۶۲۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تو آپؐ نے فَرُوْحٌ وَرَیْحَانٌ پڑھا ہے راء کے پیش کے ساتھ۔

(فائدہ) قاری یعقوب کی قراءت کے راوی امام رویس ابوعبداللہ محمد بن متوکل البصری کی روایت بھی فَرُوْحٌ کے ساتھ ہے۔ اور باقی حضرات قراء اور روات رَوْحٌ پڑھتے تھے۔

---

(٦٢٣)أورد ابـن جـريـر الـطـبـرى هـذه الـقـراءة فـى تـفـسيـره وعزاها للحسن البصرى (٢١١/٢٧)، كـمـا عـزاهـا البغوى فى تفسيره ليعقوب (٢٩١/٤)، وذكـر ابن الجوزى فى تـفـسيـره ستة أقـوال ولم يعز شيئاً منها لعائشة (١٥٧/٨)،وذكـرهـا القرطبى فى التفسير عن عـائشة وأخرجها ابن كثير فى تفسيره عنها(٣٠٠/٤)، ومثله السيوطى فى الدرالمنثور عنها بهذا اللفظ (١٦٦/٦)، والشـوكـانى فى فتح القدير (١٥٨/٥)، وانـظـر النشر فى القراء ات العشر (٣٨٣/٢)۔

وأخـرجـه الإمـام أحمد فى مسنده عن عائشة بهذا اللفظ (٦٤/٦)، والبـخارى فى التاريخ الكبير (٢٢٣/٨)، وأبو داود فى سننه انظره مع عون المعبود (٢٤/١١)، والترمذى فى جامعه (١٩٠/٥)، وأبـو نـعـيـم فى الحلية فى موضعين (٦٢/٣، ٣٠٢/٨)، وأبـو داود الـطيالسى فى مسنده انظر منحة المعبود (٢٤/٢)، وأبـو يعلى الموصلى فى مسنده (١٠٦،٣/٨)، والحاكـم فـى الـمستـدرك وقـال: عـلـى شرط الشيخين ولم يخرجاه (٢٣٦/٢)، ووافـقـه الـذهبى فى التلخيص، والحكيم الترمذى فى نوادر الأصول ص ٨١ ۔

سورۃ الحدید

﴿اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ﴾	(آیۃ:١٦)

ترجمہ: کیا ایمان والوں کیلئے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد سے گڑگڑائیں اور جو نازل ہوا ہے اس کے سامنے جھک جائیں اور ان جیسے نہ ہوں جن کو ان سے پہلے کتاب ملی تھی پھر ان پر زمانہ بیت گیا (اور توبہ نہ کی) پھر ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے (آج) بہت سے نافرمان ہیں۔

اب تو مسلمانوں کے دل اللہ سے ڈر جائیں

(روایت نمبر:٦٢٤) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

خرج رسول الله ﷺ على نفر من أصحابه في المسجد وهم يضحكون، فسحب رداءه محمراً وجهه فقال: "أتضحكون ولم يأتكم أمان من ربكم بأنه قد غفر لكم ولقد أنزل علي في ضحككم أية: ﴿اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ﴾ قالوا: يا رسول الله فما كفارة ذلك قال: "تبكون قدر ما ضحكتم".

(ترجمہ) جناب رسول اللہ ﷺ مسجد میں اپنے کچھ صحابہ کرامؓ کے پاس تشریف لے گئے جب کہ وہ ہنس رہے تھے تو آپ ﷺ اپنی چادر کو گھسیٹ رہے تھے اور چہرہ آپ کا سرخ تھا آپ نے فرمایا آپ لوگ ہنس رہے ہیں جبکہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے اس بات کی امان نہیں آئی کہ اس نے تمہارے گناہ معاف کر دیئے ہیں تمہارے ہنسنے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ آیت اتاری ہے۔ ﴿اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ﴾ (ترجمہ) کیا اب تک ایمان

---

(٦٢٤) أخرجه السيوطي في الدر المنثور عن عائشة بهذا اللفظ (١٧٤/٦)، ومثله الشوكاني في تفسيره (٥/ ١٧٠)، ولم أجد فيما اطلعت عليه من كتب السنة والآثار من أخرجه بهذا اللفظ وأخرج ابن أبي شيبة في مصنفه قريباً منه (١٤/ ٦٠)۔

والوں کے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل ذکر الٰہی سے اور جو حق اتر چکا ہے اس سے نرم ہو جائیں۔
صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پھر اس کا کفارہ کیا ہے آپ نے فرمایا جس قدر ہنسے ہو اتنا ہی رو دو۔

﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِى الْاَرْضِ وَلاَ فِىْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِىْ كِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ﴾	(آیۃ:۲۲)

ترجمہ: جو آفت بھی تمہارے ملک میں یا تمہاری جانوں میں آتی ہے وہ ایک کتاب (لوح محفوظ) میں لکھی ہوئی ہے اس سے پہلے کہ ہم اس کو دنیا میں پیدا کریں، بے شک یہ اللہ پر آسان ہے۔

عورت، جانور اور گھر میں بدفالی جاہلیت کی بات ہے

(روایت نمبر:۶۲۵) حضرت ابو حسان فرماتے ہیں کہ:

أن رجلين دخلا على عائشة فقالا: إن أبا هريرة يحدث أن نبي الله ﷺ كان يقول: "إنما الطيرة في الدابة والمرأة والدار" فقالت: والذي أنزل القرآن على أبي القاسم ما هكذا كان يقول ولكن رسول الله ﷺ يقول: "كان أهل الجاهلية يقولون: إنما الطيرة في المرأة والدابة والدار" ثم قرأت: ﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِى الْاَرْضِ وَلاَ فِىْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِىْ كِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ﴾.

(ترجمہ) دو آدمی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریمؐ فرمایا کرتے تھے کہ بدفالی جانور میں عورت میں اور گھر میں ہوتی ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس نے قرآن پاک کو حضرت محمدؐ پر اتارا ہے حضور ﷺ ایسا نہیں فرماتے تھے بلکہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جاہلیت کے لوگ کہا کرتے تھے کہ بدفالی عورت، جانور اور گھر میں ہوتی ہے پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ آیت تلاوت کی۔ ﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِى الْاَرْضِ وَلاَ فِىْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِىْ كِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ﴾.

(٦٢٥)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر عن عائشة إلا السيوطي في الدر المنثور(١٨٦/٦)۔
وأخرجه الإمام أحمد في مسنده عن عائشة بهذا اللفظ (٣٤٦/٦)، وأخرجه أبو داود الطيالسي في مسنده وفي آخره: قاتل الله اليهود يقولون الشؤم في ثلاثة۔۔ إلخ ص ٢١٥، وأخرجه الزركشي في الإجابة وأطال في الجمع بين هذه الروايات ص ١١٥، وأصله ثابت في الصحيحين وفي سنن سعيد بن منصور: (لا شؤم واليمن في المرأة والدابة في الدار) (١٢٢/٢)۔

سورة المجادله

﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَکِیْٓ اِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَکُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ﴾	(آیۃ:۱)

ترجمہ: اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو اپنے خاوند کے معاملہ میں آپؐ سے جھگڑ رہی تھی اور اللہ سے شکایت کرتی تھی اور اللہ تم دونوں کا سوال و جواب سن رہا تھا بے شک اللہ سنتا ہے دیکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ زمین کی باتیں بھی آسمانوں پر سن لیتا ہے

(روایت نمبر:۶۲۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

الحمد لله الذي وسع سمعه الأصوات ولقد جاء ت المجادلة إلى النبي ﷺ تكلمه وأنا في ناحية البيت لا أسمع ما تقول فأنزل الله : ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِهَا..﴾ إلى آخر الآية.

(ترجمہ) تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں۔ جس نے آوازوں کے سننے کو وسیع رکھا ہے۔ لڑنے والی عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بات کرنے کے لئے آئی جب کہ میں گھر کے ایک کونے میں موجود تھی میں نہیں سن رہی تھی کہ وہ کیا کہہ رہی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِهَا..﴾۔

---

(٦٢٦)أخرجه ابن جرير في تفسيره بهذا اللفظ عن عائشة (٢٨/٥)، والبغوي في تفسيره عنها (٣٠٤/٤)، وابن الجوزي في تفسيره (١٨١/٨)، والقرطبي في تفسيره أيضاً (٢٧٠/١٧)، والخازن في تفسيرة (٤٣/٧)، وابن كثير في تفسيره (٣١٨/٤)، والسيوطي في الدر المنثور (١٧٩/٦)، والنسائي في تفسيره (٣٩٠/٢)۔

وأخرجه سعيد بن منصور في سننه بأطول من هذا (١٣/٢)، والبخاري تعليقاً انظره مع الفتح (٣٧٢/١٣)، وعبد بن حميد في مسنده (٢٣٥/٣)، والنسائي في سننه (١٦٨/٦)، وابن ماجه في سننه (٦٧/٢)، والبيهقي في سننه (٣٨٢/٧)۔

حضرت خولہؓ کی حضورؐ کے سامنے خاوند کی شکایت

(روایت نمبر: ۶۲۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

تبارک الذي وسع سمعه کل شيء إني لأسمع کلام خولة بنت ثعلبة وخفی علي بعضه وهي تشتکي زوجها إلى رسول الله ﷺ وهي تقول: یا رسول الله أکل شبابي ونثرت له بطني حتی إذا کبر سني وانقطع ولدي ظاهرني ' اللهم إني أشکو إلیک ' فما برحت حتی نزل جبریل بهؤلاء الآیات: ﴿ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِهَا..﴾ وهو أوس بن الصامت.

(ترجمہ) برکت والی ہے وہ ذات جس نے ہر ایک کی بات کے سننے کو وسعت دے رکھی ہے اپنے لئے میں خولہ بنت ثعلبہ کی بات کو سن رہی تھی جبکہ بعض باتیں آہستہ تھیں جو مجھ سے نہ سنی گئیں۔ یہ اپنے خاوند کی نبی کریم ﷺ کے سامنے شکایت کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی یا رسول اللہ! وہ میری جوانی کو کھا گیا ہے اور میں نے اپنا پیٹ اس کے لئے نثار کیا ہے حتیٰ کہ جب مجھے بڑھاپا پہنچا اور میری اولاد جدا ہوئی تو اس نے مجھ سے ظہار کر دیا اے اللہ! میں آپ کے سامنے شکایت کرتی ہوں پھر وہ اسی حالت میں رہی حتیٰ کہ جبرائیلؑ یہ آیات لے کر نازل ہوئے۔ ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِهَا ..﴾ یہاں ان کے خاوند سے مراد اوس بن صامتؓ ہیں۔

---

(٦٢٧) أخرجه ابن جریر فی تفسیره عن عائشة بهذا اللفظ (٢٨ /٤) ، والبغوی عنها فی التفسیر مختصراً (٤ /٣٠٤)، وابن الجوزی فی زاد المسیر(١٨٠/٨)،والقرطبی فی تفسیره (١٧/ ٢٧٠)،والسیوطی فی الدرالمنثور (١٧٩/٦)،والشوکانی فی فتح القدیر(٥ /١٧٩)، والواحدی فی أسباب النزول ص ٣٠٤ ـ

وأخرجه ابن ماجه فی السنن (١/٦٦٦)، والحاکم فی المستدرك ،وقال: هو علی شرط الشیخین (٢ /٣٨١)، ووافقه الذهبی فی التلخیص، والإمام أحمد فی مسنده عنها بهذا اللفظ (٦ /٤٦)، والبیهقی فی سننه موقوفاً(٣٨٢/٧)، ووصله فی الأسماء والصفات ص ١٧٧، وأخرجه البخاری تعلیقاً انظره مع الفتح (١٣ /٣٧٢)، وأخرجه السهمی فی تاریخ حرجان ص(٣٨٩)،وأبو یعلی الموصلی فی مسنده (٢١٤/٨)،وعبد بن حمید فی مسنده انظر المنتخب (٢٣٥/٣)ـ

حضرت خولہؓ سے خاوند کے ظہار کی وجہ

(روایت نمبر:۶۲۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أن خولة كانت امرأة أوس بن الصامت و كان امرءاً به لمم فإذا اشتد لممه ظاهر من امرأته فأنزل الله فيه كفارة الظهار.

(ترجمہ) حضرت خولہؓ حضرت اوس بن صامت کی بیوی تھیں اور یہ ایسے آدمی تھے کہ ان کو دیوانگی لاحق ہوتی تھی جب ان کی دیوانگی میں شدت ہوئی تو انہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ ظہار کیا جس پر اللہ تعالیٰ نے کفارہ ظہار اتارا۔

(فائدہ) ظہار کا معنی بیوی کو یا اس کے کسی اہم جز کو اس محرم عورت کے ساتھ یا اس کے کسی جز کے ساتھ تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہے چاہے اس کی محرم نسبی ہو یا رضائی ہو جیسے مرد کی والدہ یا بیٹی یا بہن۔ کفارہ ظہار کی تفصیل اگلی روایت میں آرہی ہے۔

کفارہ ظہار ادا کرنے کا طریقہ

(روایت نمبر:۶۲۹) حضرت عمران بن انس فرماتے ہیں کہ:

قالت عائشة: فلقد بكيت وبكى من كان في البيت رحمة لها ورقة عليها ونزل على رسول الله ﷺ الوحي فسري عنه وهو يبتسم فقال: "يا خولة قد أنزل الله فيك وفيه:

(٦٢٨)أخرجه ابن جرير في تفسيره عن عائشة (٢٨ /٦)، والبغوى فى تفسيره (٣٠٤/٤)، والقرطبى فى تفسيره (١٧ /٢٧٠)، وابن كثير فى تفسيره (٣١٨/٤)، والسيوطى فى الدرالمنثور (١٨٠/٦)، والشوكانى فى تفسيره (١٧٩/٥)، وأخرجه الحاكم فى المستدرك عن عائشة وقال: إنه على شرط مسلم (٢ /٤٨١)،وسكت عنه الذهبي وأخرجه البيهقى فى سننه مرسلاً (٣٨٢/٧)، وموصولاً فى كتابه الأسماء والصفات ص ١٧٧ ،وانظر تخريج الحديث السابق۔

واللمم من الإلمام وهو شدة الحرص على النساء ومخالطتهن۔

(٦٢٩)أخرجه الطبرى فى تفسيره (٤٢/٢٨)،والبغوى (٢٠٣/٤)، والقرطبى فى تفسيره (٢٧١/١٧)، والسيوطى فى الدرالمنثور (١٨١/٦)، والشوكانى فى فتح القدير(١٧٩/٥)۔ وأخرجه ابن سعد فى الطبقات عن عائشة مطولاً (٨ /٣٧٩، ٣٨٠)، و سعيد بن منصورفى سننه مرسلاً عن عطاء بن يسار (٢ /١٣)، والبيهقى مرسلاً فى سننه (٧ /٣٨٩)، وموصولاً فى الأسماء والصفات ص ١٧٧ ،وأصله ثابت فى الصحيح كما سبق بيانه۔

﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِهَا ..﴾ قال: "مریه أن یعتق رقبة" قالت: لا یجد قال: "فمریه أن یصوم شهرین متتابعین" . قالت: لا یطیق ذلک قال: "فمریه فلیطعم ستین مسکیناً"" قالت: وأنی له ذلک!؟ قال: "فمریه فلیأت أم المنذر بنت قیس فلیأخذ منها شطر وسق تمر فلیتصدق به علی ستین مسکیناً" فرجعت إلی أوس فقال: ما وراؤک ' قالت: خیر وأنت ذمیم ثم أخبرته فأتي أم المنذر فأخذ ذلک منها فجعل یطعم مدین من تمر کل مسکین.

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں اس عورت کی حالت کو دیکھ کر رو پڑی بلکہ جو لوگ گھر میں موجود تھے سب اس پر ترس کھا کر رونے لگے پھر نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوئی جب وحی ختم ہوئی تو آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا اے خولہ! اللہ تعالیٰ نے تیرے متعلق حکم نازل فرمایا ہے جس میں یہ ہے قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجها (یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سنی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کررہی تھی) پھر حضور ﷺ نے اس عورت سے فرمایا کہ تم اپنے خاوند کو حکم دو کہ وہ ایک غلام آزاد کرے اس نے عرض کیا کہ اس کے پاس غلام نہیں ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر اس کو حکم دو وہ دو مہینے لگا تار روزے رکھے تو اس نے عرض کیا کہ اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو حکم دو کہ وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے تو اس نے عرض کیا کہ اس کے پاس یہ کہاں سے آئے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو حکم دو کہ وہ ام منذر بنت قیس کے پاس جائے اور اس سے تقریباً ڈھائی من کھجور لے اور ساٹھ مسکینوں پر ان کو صدقہ کردے پھر وہ حضرت اوس کے پاس لوٹ جائیں۔ تو اس نے پوچھا کہ کیا خبر لائی ہو۔ تو حضرت خولہ بنت ثعلبہ نے کہا اچھی خبر ہے تم برے آدمی ہو پھر اس کو ساری بات بتائی پھر وہ ام منذر کے پاس گئے وہ کھجوریں اس سے حاصل کیں اور پھر ان کھجوروں میں سے ہر مسکین کو دو مُدّ دیتے گئے۔

(فائدہ) دو مُد کا وزن ۱۳۶ تولہ یعنی تقریباً پونے دو کلو وزن بنتا ہے۔

حضرت خولہؓ کے واقعہ ظہار کی تفصیل

(روایت نمبر: ۶۳۰) حضرت ابوالعالیہ فرماتے ہیں کہ:

کانت خوله بنت دلیج تحت رجل من الأنصار ' وکان مسيء الخلق ضریر البصر فقیراً

(۶۳۰) أخرجه ابن جریر فی تفسیره عن عائشة بأخصر من هذا (۲۸ /۱)، والبغوی فی تفسیره عن عائشة أیضاً (۴ /۳۰۷)، والقرطبی فی تفسیره (۱۷ /۲۷۱)، والخازن فی تفسیره (۷/۴۲)، وابن کثیر فی تفسیره (۴ /۳۱۸)، والسیوطی فی الدرالمنثور (۶ /۱۸۳): والشوکانی فی تفسیره (۵/۱۷۹)۔=

وكانت الجاهلية إذا أراد الرجل أن يفارق امرأته قال: أنت علي كظهر أمي فإذا نازعته في بعض الشيء قال: أنت علي كظهر أمي وكانت له عيل أو عيلان فلما سمعته يقول ما قال احتملت صبيانها فانطلقت تسعى إلى رسول الله ﷺ فوافقته عند عائشة وإذا عائشة تغسل شق رسول الله ﷺ فقامت عليه ثم قالت: يا رسول الله إن زوجي ضرير البصر سيء الخلق وإني نازعته في شيء فقال: أنت علي كظهر أمي ولم يرد الطلاق فرفع النبي ﷺ رأسه فقال: "ما أعلم إلا قد حرمت عليه" فاستكانت وقالت أشتكي إلى الله ما نزل بي مصيبتي وتحولت عائشة تغسل شق رأسه الآخر فحولت معها فقالت: مثل ذلک وقالت: ولي منه عيل أو عيلان فرفع النبي ﷺ رأسه إليها فقال: "ما أعلم إلا قد حرمت عليه" فبكت وقالت: أشتكي إلى رسول الله ﷺ مصيبتي وتغير وجه رسول الله ﷺ فقالت عائشة: وراءک فتنحت، ومكث رسول الله ﷺ ما شاء الله ثم انقطع الوحي فقال: "يا عائشة أين المرأة" قالت: ها هي قال: "ادعيها" فدعتها فقال ﷺ: "اذهبي فجيئي بزوجک" فانطلقت تسعى فلم تلبث أن جاءت فأدخلته على النبي ﷺ فإذا هو كما قالت: ضرير فقير سيء الخلق فقال النبي ﷺ: "استعيذ بالسميع العليم من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم. ﴿قَدْ سَمِعَ اللهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجٰدِلُکَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْٓ اِلَى اللهِ﴾ الآية. فقال له النبي ﷺ: "أتجد رقبة؟". قال: لا. قال: "أتستطيع صوم شهرين متتابعين؟". قال: والذي بعثک بالحق إني إذا لم آكل المرة والمرتين والثلاثة يكاد يغشى علي قال: "فتستطيع أن تطعم ستين مسكيناً؟" قال: لا إلا أن تعينني فيها فأعانه رسول الله ﷺ فكفر عن يمينه".

(ترجمہ) حضرت خولہ بنت دلیج ایک انصاری آدمی کی بیوی تھی اور یہ شخص بدخلق آنکھوں سے نابینا تھے اور فقیر تھے جاہلیت کے زمانے میں یہ رواج تھا کہ جب کوئی آدمی اپنی بیوی سے علیحدگی کا ارادہ کرتا تو کہتا تھا کہ تو مجھ پر ایسے ہے جیسے کہ میری ماں کی پشت ہے چنانچہ جب اس خاتون نے اپنے خاوند سے کسی بات کے متعلق جھگڑا کیا تو اس نے کہا تو مجھ پر ایسے ہے جیسے کہ میری ماں کی پشت ہو اور اس عورت کے اس سے ایک یا دو بچے بھی ہوئے تھے جب اس نے یہ بات سنی کہ خاوند کیا کہہ رہا ہے تو اس نے اپنے بچے اٹھائے اور دوڑتی ہوئی حضور ﷺ کے پاس پہنچی تو اس نے حضور ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر

=ولم أجد من أخرجه بهذا اللفظ إلا البيهقي في سننه (٣٨٤/٧، ٣٨٥)، وعبد بن حميد مختصراً، انظر المنتخب (٢٣٥/٣)، وانظر سنن النسائي (١٦٨/٦)، وابن ماجه (٦٦٥/١)، ومسند أحمد (٦٦/٦)، والحاكم في المستدرك (٤٨١/٢)۔

پایا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول خدا ﷺ کے ایک حصے کو دھو رہی تھیں وہ عورت حضور ﷺ کے سامنے کھڑی ہوئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ میرا خاوند نابینا ہے بد خلق ہے میں نے اس سے ایک چیز کے بارے میں جھگڑا کیا تو مجھے کہہ گیا ہے کہ تو مجھ پر ایسے ہے جیسے میری ماں کی پشت ہے اس نے طلاق دینے کا ارادہ نہیں کیا تو حضور ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا مجھے معلوم نہیں اس کے سوا کہ تو اپنے خاوند پر حرام ہوگئی ہے تو اس عورت نے عاجزی دکھائی اور کہنے لگی کہ میں اپنی مصیبت اور دکھ کی شکایت اللہ کے سامنے کرتی ہوں پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ؐ کے سر مبارک کی دوسری طرف کو دھونے کے لئے دوسری طرف کو مڑیں تو یہ خاتون بھی حضرت عائشہؓ کے ساتھ مڑ آئی پھر اس نے یہی بات کہی اور کہا کہ میرے اس سے ایک بچہ یا دو بچے بھی ہیں پھر حضور ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا مجھے معلوم نہیں سوائے اس کے کہ تو اس پر حرام ہوگئی ہے تو وہ عورت رونے لگی اور کہنے لگی میں اپنے رسول خدا ﷺ کے سامنے شکایت کرتی ہوں تو حضور ﷺ کا چہرہ متغیر ہوا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس عورت سے فرمایا کہ پیچھے ہو جاؤ تو وہ پیچھے ہوگئی۔ پھر حضور ﷺ کچھ دیر کے رہے جتنا اللہ پاک کو منظور تھا پھر آپ ﷺ پر وحی پوری ہوگئی تو فرمایا اے عائشہ! وہ عورت کہاں ہے؟ انہوں نے عرض کیا یہ ہے فرمایا اس کو بلاؤ تو حضرت عائشہؓ نے اس کو بلایا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اور اپنے خاوند کو لے آؤ تو وہ دوڑتی ہوئی گئی اور تھوڑی دیر میں واپس آئی اور اپنے خاوند کو بھی نبی اکرم ﷺ کے پاس لائی تو وہ ایسا ہی تھا جیسا کہ اس عورت نے کہا تھا نابینا تھا فقیر تھا بد خلق تھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں سمیع وعلیم کی شیطان مردود سے پناہ لیتا ہوں پھر آپ ﷺ نے یہ پڑھا بسم اللہ الرحمن الرحیم قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجھا وتشتکی الی اللہ (الایۃ) تو نبی کریم ﷺ نے اس آدمی سے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس غلام ہے اس نے کہا نہیں فرمایا کیا تو دو مہینے کے لگا تار روزے رکھ سکتا ہے۔ کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے (اگر میں دن) میں ایک یا دو تین مرتبہ نہ کھاؤں تو مجھ پر غشی چھا جاتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ تو طاقت رکھتا ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اس نے کہا نہیں الا یہ کہ آپ ﷺ اس میں میری مدد فرمائیں تو حضور ﷺ نے اس کی مدد فرمائی اور اس نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا۔

﴿وَاِذَا جَآءُوْکَ حَيَّوْکَ بِمَا لَمْ يُحَيِّکَ بِهِ اللّٰهُ﴾	(آیۃ: ۸)

ترجمہ: آپ ؐ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو سرگوشی سے منع کیا گیا آپ ؐ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو سرگوشی سے منع کیا گیا پھر بھی وہی کرتے ہیں جو منع ہو چکا ہے اور کان میں گناہ اور زیادتی

اور رسول کی نافرمانی کی باتیں کرتے ہیں اور جب وہ آپؐ کے پاس آتے ہیں تو ایسے لفظ سے سلام کرتے ہیں جس سے آپ کو اللہ سلام نہیں کرتا اور اپنے دل میں کہتے ہیں کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں اللہ ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا ان کیلئے جہنم کافی ہے یہ اس میں داخل ہوں گے وہ پہنچنے کی بری جگہ ہے۔

بدتمیزی کا جواب کتنا دیا جائے

(روایت نمبر:۶۳۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

دخل على رسول الله ﷺ يهود فقالوا : السام عليك يا أبا القاسم فقالت عائشة: وعليكم السام واللعنة فقال: "يا عائشة: إن الله لا يحب الفحش ولا التفحش" قلت: ألا تستمعهم يقولون: السام عليك' فقال رسول الله ﷺ : "أو ما سمعت ما أقول وعليكم" فأنزل الله : ﴿وَإِذَا جَآءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللَّهُ﴾.

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں یہودی آئے اور کہنے لگے السام علیک یا ابا القاسم تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب میں فرمایا وعلیکم السام واللعنۃ تو حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ اللہ تعالیٰ نہ تو عادتاً بدگوئی کو پسند کرتا ہے اور نہ بتکلف بدگوئی کو پسند کرتا ہے میں نے عرض کیا کہ آپؐ نے ان سے سنا نہیں یہ کہہ رہے تھے السام علیک (آپ ﷺ پر موت ہو) تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نے سنا میں نے کیا جواب دیا تھا وعلیکم (اور تم پر بھی) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَإِذَا جَآءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللَّهُ﴾۔

---

(۶۳۱) أخرجه ابن جرير في تفسيره عن عائشة مختصراً (۲۸/۱٤)، وأخرجه البغوي في تفسيره عنها بهذا اللفظ (٤/۳۰۸)، ومثله ابن الجوزي في زاد المسير (۸/۱۸۸)، والقرطبي في تفسيره (۱۷/۲۹۲)، والخازن في التفسير (۷/٤۹)، وابن كثير في التفسير (٤/۳۲۳)، والسيوطي في الدرالمنثور (٦/۱۸٤)، والشوكاني في فتح القدير (٥/۱۸۳)، والنسائي في تفسيره (۲/۳۹۲، ۳۹۳)۔

وأخرجه عبدالرزاق في المصنف عن عائشة (٦/۱۱)، والبخاري في صحيحه انظره مع الفتح (۱۰/٤٤۹)، ومسلم في صحيحه (٤/۱۷۰۷)، وأبو داود في سننه انظره مع عون المعبود (۱۳/۱۱۲)، والترمذي في جامعه مختصراً (٥/٤۰۷)، ومثله ابن ماجه (۲/۱۲۱۹)، والدارمي في سننه (۲/۲۷٦)، وأخرجه الإمام أحمد في مواضع من مسنده (٦/۳۷، ۱۱٦، ۱۳٤، ۱۳٥، ۱۹۹، ۲۲۹): والبيهقي في سننه بهذا اللفظ (۹/۲۰۳)، وفي الآداب ص ۱۷۸، والهيثمي في مجمع الزوائد (۷/۱۲۱)۔

سورة الحشر

بنی نظیر کا محاصرہ اور نزول وحی

(روایت نمبر:۶۳۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كانت غزوة بني النضير وهم طائفة من اليهود على رأس ستة أشهر من وقعة بدر، وكان منزلهم ونخلهم في ناحية المدينة فحاصرهم رسول الله ﷺ حتى نزلوا على الجلاء وعلى أن لهم ما أقلت الإبل من الأمتعة والأموال إلا الحلقة يعني السلاح، فأنزل الله فيهم ﴿سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ﴾ - إلى قوله - ﴿لِأَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنتُمْ أَن يَخْرُجُوا﴾ فقاتلهم النبي ﷺ حتى صالحهم على الجلاء وأجلاهم إلى الشام وكانوا من سبط من لم يصبهم جلاء فيما خلا، وكان الله قد كتب ذلك عليهم ولولا ذلك لعذبهم في الدنيا بالقتل والسبي.

(ترجمہ) بنونضیر کا غزوہ تقریباً چھ ماہ بعد ہوا ہے یہ بنونضیر یہودیوں کا قبیلہ تھا ان کے گھر اور ان کے کھجوروں کے باغات مدینہ شریف کے ایک کونے میں تھے۔ حضور ﷺ نے ان کا محاصرہ کیا حتیٰ کہ یہ جلاوطنی کی شرط پر نیچے اتر آئے اور اس شرط پر بھی کہ جتنا سامان اور اموال اونٹ اٹھا سکتے ہیں وہ بھی لے جائیں مگر ہتھیار لے جانے کی اجازت نہیں ان کے متعلق قرآن کریم کی سورۂ حشر کی یہ آیت اتری سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ سے لے کر الحشر ما ظننتهم ان يخرجوا تک تو حضور ﷺ نے ان کے ساتھ جنگ کی حتیٰ کہ انہوں نے جلاوطنی پر صلح کی پھر ان کو شام کی طرف جلاوطن کر دیا گیا اور اس قبیلہ کو کبھی جلاوطنی نصیب نہیں ہوئی تھی گذشتہ زمانوں میں لیکن اللہ تعالیٰ نے اس قبیلہ کے لئے جلاوطنی

---

(٦٣٢) أخرجه السيوطى فى الدرالمنثور عن عائشة بهذا اللفظ (١٨٧/٦)، ومثله الشوكانى فى فتح القدير (١٩٣/٥)، وأخرجه الحاكم فى المستدرك عن عائشة بهذا اللفظ وقال: إنه على شرط الشيخين ولم يخرجاه (٤٨٣/٢)، وسكت عنه الذهبى، وذكره البيهقى فى الدلائل عن ابن عباس قريباً من هذا اللفظ (٣٥٩/٣)، وأصل الحديث متفق عليه من حديث أبى هريرة، وابن عمر، انظره فى صحيح البخارى مع الفتح (٣٢٩/٧)، وفى صحيح مسلم (١٣٨٧/٣)، وأشار الصالحى فى كتابه سبل الهدى والرشاد إلى رواية عائشة ولم يذكرها (٤٦١/٤).

لکھ رکھی تھی اگر ان کو جلاوطن نہ کیا جاتا تو ان کو دنیا میں قتل کئے جانے اور غلام بنا دیئے جانے کا عذاب دیا جاتا۔

﴿وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾	(آیۃ:۷)

ترجمہ: جو مال اللہ نے بستیوں والوں سے اپنے رسول کو دلوایا تو وہ اللہ کا اور رسول کا اور قرابتداروں کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا ہے تاکہ وہ (مال فئے) تمہارے مالداروں کے قبضہ میں نہ آئے اور جو کچھ رسول تمہیں دیں اس کو لے لو اور جس سے منع کریں اسے چھوڑ دو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

دین میں بدعت مردود ہے

(روایت نمبر:۶۳۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من أحدث فى أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد".

(ترجمہ) جس آدمی نے ہمارے دین کے معاملے میں کوئی چیز ایجاد کی جو اس سے تعلق نہیں رکھتی تھی وہ مردود ہے۔

﴿وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾	(آیۃ:۹)

ترجمہ: اور ان لوگوں کا بھی حق ہے جو دار الاسلام (مدینہ) میں مہاجرین کے آنے سے پہلے رہتے ہیں اور مؤمن ہیں وہ ان سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کے پاس آتے ہیں اور اپنے دلوں میں اس چیز سے تنگی نہیں پاتے جو مہاجرین کو دی جائے اور ان کو اپنی جان سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ ان پر فاقہ ہی ہو اور جسے اپنے دل کے لالچ سے بچایا گیا تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

سخی اور بخیل کی حالتیں

(روایت نمبر:۶۳۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"السخى قريب من الله قريب من الجنة بعيد عن النار والبخيل بعيد عن الله بعيد عن

---

(٦٣٣)لم أجد من المفسرين بالأثر من أخرجه عن عائشة فى هذه الآية إلا الخازن فى تفسيره (٦١/٨)۔

والحديث متفق عليه عن عائشة، انظر اللؤلؤ والمرجان ص ٤٣١، وأخرجه عنها أيضاً أبو داود فى سننه انظره مع عون المعبود (١٢ /٣٥٨)، وابن ماجة فى السنن (١ /٧)، والإمام أحمد فى المسند (٢٤٠٣/٦، ٢٧٠)، والبيهقى فى السنن (١١٩/١٠، ١٥٠، ٢٥١)۔

الجنة قريب من النار و الجاهل السخي أحب إلى الله من العابد البخيل".

(ترجمہ) سخی اللہ کے قریب ہے اور جنت کے بھی قریب ہے دوزخ سے دور ہے اور بخیل اللہ سے بعید ہے اور جنت سے بھی بعید ہے اور دوزخ کے قریب ہے اور جاہل سخی اللہ کو زیادہ محبوب ہے عبادت گزار بخیل سے۔

اللہ تعالیٰ صدقہ کا فوری بدلہ دے دیتا ہے

(روایت نمبر: ۶۳۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ:

أن مسكيناً سألها وهي صائمة وليس في بيتها إلا رغيف ' فقالت لمولاة لها: اعطيه إياه فقالت: ليس لک ما تفطرين عليه. فقالت: أعطيه إياه ' قالت. ففعلت قالت: فلما أمسينا أهدى لنا أهل بيت أو إنسان ما كان يهدى لنا شاة أو كتفها' فدعتني عائشة فقالت: كلي من هذا فهو خير من قرصک.

(ترجمہ) ایک مسکین نے ان سے کچھ مانگا جب کہ آپ روزے کے ساتھ تھیں آپ کے گھر میں سوائے ایک روٹی کے کچھ نہیں تھا تو آپؓ نے اپنی کنیز سے کہا کہ اس کو یہ روٹی دے دو تو اس نے کہا کہ آپ کے لئے اور تو کچھ نہیں جس پر آپ افطار کریں گی تو انہوں نے فرمایا یہ اس کو دے دو تو اس نے دے دی پھر جب شام ہوئی تو ہمارے گھر میں کسی گھر سے یا کسی انسان کی طرف سے ایک بکری یا اس کا ایک کندھا ہدیہ میں بھیجا گیا تو حضرت عائشہؓ نے مجھے پکارا اور کہا کہ اس کو کھاؤ یہ تمہاری اس روٹی سے بہتر ہے۔

---

(٦٣٤) لم أجد من ذكره من المفسرين عن عائشة في هذه الآية بهذا اللفظ إلا السيوطيّ في الدرالمنثور (٦/١٩٧)۔

وأخرجه الترمذي في جامعه عن أبي هريرة وضعفه وقال: إما يروى عن عائشة مرسلاً (٣٤/٤)، ومثله المنذري في الترغيب والترهيب (٢٤٧/٣)، وأخرجه الطبراني في الأوسط عن عائشة، وقال: لم يروه عن عائشة إلا سعيد بن محمد (٣/ ١٨٦)، يعني الوراق، وهو ضعيف جداً، وانظر ترجمته في التهذيب (٤/ ٧٧)، وقال: وقد حكوا عن يحيى بن سعيد عن عمرو عن عائشة حديثاً منكراً في السخاء، وابن حبان في روضة العقلاء ص ٢٤٦، وابن عدي في الكامل في الضعفاء ترجمة سعيد بن محمد الوراق (٣/ ١٠٣٩)، ومثله العقيلي في الضعفاء الكبير (١١٧/٢)، وأورده ابن الجوزي في كتابه الموضوعات وساق طرقه وبين ضعفها (٢/ ١٨٠، ١٨١)، وانظر المقاصد الحسنة للسخاوي ص ٢٣٩، وقال ابن أبي حاتم: هذا حديث باطل انظر العلل (٢٨٣/٢)، فتبين أن الحديث منكر في إسناده ـ

(٦٣٥) أخرجه القرطبي في تفسيره (١٨/ ٢٦)، وأخرجه مالك في الموطأ عن عائشة بهذا اللفظ (٩٩٧/٢)۔

سورة الممتحنة

﴿يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآئَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾	(آیۃ:۱۲)

ترجمہ: اے نبی جب آپ ؐ کے پاس مسلمان عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کیلئے آئیں کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو مار ڈالیں گی اور نہ بہتان کی اولاد لائیں گی اور نہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان (شوہر کے نطفے سے جنی ہوئی) بنالیں گی اور نہ کسی نیک کام میں آپ کی نافرمانی کریں گی تو ان کو بیعت کرلیا کریں اوران کیلئے اللہ سے مغفرت طلب کریں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

کلمات بیعت اسلام

(روایت نمبر:۶۳۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أن رسول الله ﷺ كان يمتحن من هاجر إليه من المؤمنات بهذه الآية: ﴿يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا

(٦٣٦)أخرجه ابن جرير الطبري في تفسيره (٢٨ /٦٨)، والبغوي (٣٣٦/٤)، وابن الجوزي (٢٣٧/٨)، والقرطبي مختصراً (١٨ /٧٢)، والخازن (٨٢/٧)،وابن كثير (٣٥٢/٤)، فما بعدها، والسيوطي في الدرالمنثور (٢٠٩/٦)،والنسائي في التفسير (٤١٦/٢)۔

وأخرجه عبدالرزاق في مصنفه عن عائشة (٦ /٧)، والبخاري في صحيحه عنها بهذا اللفظ انظره مع الفتح (٣٦٦/٨) وابن ماجه في سننه عنها بهذا اللفظ ٢ / ٩٥٩)، والإمام أحمد في مسنده عنها في مواضع انظر منها (١٦٣/٦، ٢٥٧، ٤٥٤)۔

يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ فمن أقرت بهذا الشرط من المؤمنات قال لها رسول الله ﷺ: "قد بايعتک" كلاماً' ولا والله ما مست يده يد امرأة قط في المبايعة ما بايعهن إلا بقوله: "قد بايعتک على ذلک".

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے آنے والی خواتین کا اس آیت پر امتحان لے کر ان سے بیعت لیتے تھے۔ ﴿يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ مؤمن عورتوں میں سے جو عورت اس شرط کا اقرار کرتی تو حضور ﷺ اس سے زبانی کلامی کہہ دیتے کہ میں نے تیری بیعت کو قبول کیا بیعت کرنے میں خدا کی قسم آپ ﷺ کا ہاتھ کسی عورت کو نہیں چھوتا تھا آپ ﷺ صرف اس جملہ کے ساتھ ان کی بیعت کرتے تھے کہ میں نے اس شرط پر بیعت کیا۔

عورتیں کثرت سے سونا نہ پہنیں

(روایت نمبر: ٦٣٧) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

جاءت هند بنت عتبة إلى رسول الله ﷺ لتبايعه فنظر إلى يدها فقال: "اذهبي فغيري يدک" فذهبت فغيرتها بحناء ثم جاءت فقال: "بايعتک على ألا تشركي بالله شيئاً" فبايعته في يدها سواران من ذهب فقالت: ما تقول في هذين السوارين فقال: "جمرتان من جهنم".

(٦٣٧)أخرجه ابن كثير فى تفسيره بهذا اللفظ (٣٥٤/٤)۔

وأخرجه الطبرانى فى الأوسط عن السوداء (١/ ٤٠٤)،وابن عساكر فى تاريخه، انظر تراجم النساء ص (٤٥٥)، وانظر مجمع الزوائد للهيثمى (١٧٢/٥)۔

وأخرجه أبو داود فى سننه عن عائشة وليس فيه ذكر البيعة ولا السوارين، انظره مع عون المعبود (١٤ /٢٢٢، ٢٢٣)،ومثله النسائى فى السنن (٨ /١٤٢)، وأخرجه الإمام أحمد أيضاً(٦ /٢٦٢)، ولم أجده بهذا اللفظ لعائشة، ويحتمل أنهما حديثان أدخلا فى سند واحد ويدل على هذا حديث أسماء فى مسند أحمد (٦ /٤٥٤)، وأخرجه أبو يعلى فى مسنده عن عائشة (١٩٥/٨)، وعامة هذه الأسانيد لا تخلو من مقال غير أن له شواهد من حديث أميمة عند الترمذى وقال: حسن صحيح انظر فى جامعه (٤ /١٥١)،والنسائى فى موضع آخر من سننه (١٤٩/٧)، ومثله ابن ماجه (٩٥٩/٢)، والبيهقى فى الآداب عن عائشة بهذا اللفظ ص ٣٧٩۔

حضرت ہند بنت عتبہ نبی کریم ﷺ کے پاس بیعت ہونے کے لئے آئی تو آپ نے اس کے ہاتھ کی طرف دیکھا تو فرمایا چلی جاؤ اور اپنے ہاتھ کا رنگ بدل دو تو وہ چلی گئیں اور مہندی کے ساتھ اپنے ہاتھ کا رنگ بدل کر آئی پھر آپ نے فرمایا میں تجھے اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گی چنانچہ انہوں نے اس بیعت کو قبول کیا اور ان کے ہاتھ میں دو سونے کے کنگن تھے انہوں نے پوچھا کہ آپ ان دو کنگنوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا:

یہ جہنم کے دو انگارے ہیں۔

(فائدہ) یہ عورتوں کا سونے کے کنگن پہننے کے متعلق پہلے کا حکم ہے بعد میں عورتوں پر سونا پہننا حلال کر دیا گیا تھا۔

کلمات بیعت

(روایت نمبر:۶۳۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

جاء ت فاطمة بنت عتبة بن ربيعة تبايع النبي ﷺ فأخذ عليها: ﴿اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ ....﴾ الآية. فقالت: فوضعت يدها على رأسها حياء فأعجب رسول الله ﷺ ما رأى منها فقالت عائشة: أقِرّي أيتها المرأة قول الله ما بايعنا إلا على هذا قالت: فنعم إذاً فبايعها بالآية.

(ترجمہ) حضرت فاطمہ بنت عتبہ بن ربیعہ حضور ﷺ کے پاس بیعت ہونے کے لئے آئیں تو آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ اس شرط پر کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گی اور زنا نہیں کرو گی اس کی آیت پڑھی تو اس عورت نے اپنا ہاتھ اپنے سر پہ حیا کے طور پر رکھ لیا تو حضور ﷺ کو اس کا یہ عمل اچھا لگا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اے عورت تم اقرار کرو اللہ کی اس بات کا کہ ہم اسی شرط پر حضور ﷺ سے بیعت ہوتی ہیں تو انہوں نے کہا ہاں ٹھیک ہے پھر اسی آیت کے مطابق بیعت ہوئیں۔

---

(٦٣٨)أخرجه ابن كثير في تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (٣٥٤/٤)۔

والحديث متفق عليه انظره في اللؤلؤ والمرجان ص٤٨٨، وأبو داود الطيالسي في مسنده انظر منحة المعبود (١/ ٣٥٧)، والإمام أحمد في المسند (١١١/٦، ١١٦، ٢٢٨، ٢٥٧)، والنسائي في سننه (٧/ ١٤٦، ١٤٧)، والبيهقي في دلائل النبوة (٤٧١/٤) وأبو يعلى في مسنده (١٩٥/٨)۔

سورة الجمعة

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ﴾	(آیۃ:۹)

ترجمه: اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کی اذان کہی جائے تو اللہ کی یاد (خطبہ اور نماز) کی طرف دوڑ و اور خرید وفروخت چھوڑ دو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تمہیں سمجھ ہے۔

جمعہ کا دن حج کے دن کی طرح فضیلت رکھتا ہے

(روایت نمبر:۶۳۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

إن يوم الجمعة مثل يوم عرفة تفتح فيه أبواب الرحمة وفيه ساعة لا يسأل الله العبد شيئاً إلا أعطاه ' قيل: وأي ساعة ؟ قال: إذا أذن المؤذن لصلاة الغداة.

(ترجمہ) جمعہ کا دن نو ذوالحجہ کے دن کی طرح کا ہے اس میں رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس میں ایک گھڑی ایسی ہے جس میں آدمی اللہ تعالیٰ سے جو چیز مانگے اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرماتے ہیں پوچھا گیا وہ کون سی گھڑی ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جب مؤذن صبح کی نماز کے لئے اذان دے۔

(روایت نمبر:۶۴۰) ایک اور سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرمایا کہ:

إن يوم الجمعة مثل يوم عرفة وإن فيه لساعة تفتح أبواب الرحمن ' قيل أي ساعة ؟

---

(٦٣٩)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر عن عائشة إلا السيوطى فى الدرالمنثور (٢١٧/٦)-

وأخرجه ابن أبى شيبة فى مصنفه عن عائشة بهذا اللفظ (١٤٤/٢)، والحديث متفق عليه من حديث أبى هريرة:"فى الجمعة ساعة لا يوافقها عبد مسلم وهو قائم يصلى يسأل الله شيئاً إلا أعطاه إياه" انظر اللؤلؤ والمرجان ص ١٦٦ـ .

(٦٤٠)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر عن عائشة إلا السيوطي في الدر المنثور (٢١٧/٦)-=

قالت: حين ينادى للصلاة.

(ترجمہ) جمعہ کا دن ۹ ذوالحجہ کے دن کی طرح ہے اس میں ایک گھڑی ایسی ہے جس میں رحمٰن کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پوچھا گیا وہ کون سی گھڑی ہے؟ فرمایا جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے۔

(فائدہ) دوسری روایت میں نماز کے ساتھ فجر کا لفظ نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض حضرات نے اس سے جمعہ کی پہلی اذان مراد لی ہے اور بعض نے دوسری مراد لی ہے اور بعض نے فجر کی اذان مراد لی ہے اور بعض نے اور اوقات بھی ذکر کئے ہیں۔

=وأخرجه ابن أبي شيبة في مصنفه عن عائشة بهذا اللفظ (١٤٤/٢)، وأصله ثابت في الصحيحين كالذي قبله.

سورة المنافقون

﴿وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾	(آیۃ:١٠)

ترجمہ: اورہم نے جو کچھ تمہیں دیا ہے اس سے پہلے خرچ کرلو کہ تم میں سے کسی کی موت آ کھڑی ہو پھر وہ کہے اے میرے رب تو نے مجھے ایک تھوڑی سی مدت تک مہلت کیوں نہ دی کہ میں خیرات کرتا اور نیک کام کرنے والوں میں شامل ہو جاتا۔

خدا کی راہ میں گن کر نہ دو

(روایت نمبر:٦٤١) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

جاء ها سائل فأمرت له بشيء فلما جاء الخادم دعتها فنظرت فقال لها رسول الله ﷺ: "أوَ ما يخرج شيء إلا بعلمک؟" قالت: إني لا أعلم قال: "لا تحصي فيحصي الله عليک".

(ترجمہ) ان کے پاس ایک مانگنے والا آیا تو آپ نے اس کو کچھ دینے کا حکم دیا پھر خادم کو پکارا تا کہ آپ دیکھ لیں کہ کتنا دے رہا ہے تو حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ کیا کوئی چیز نہیں جاتی مگر آپ کے علم سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا مجھے معلوم نہیں تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا:

"لا تحصى فيحصى الله عليک".

تم گن کر نہ دو ورنہ اللہ بھی تم کو گن کر دے گا۔

---

(٦٤١)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر في هذه الآية عن عائشة۔

وأخرجه السيوطي في تفسيره آية (٣٩)من سورة سبأ من حديث الزبير بن العوام۔

وأخرجه أبو داود في سننه عن عائشة انظره مع عون المعبود (١١٦/٥)، والإمام أحمد في مسنده (٦/ ٧٠، ١٠٨، ١٣٩، ١٦٠)، وأبو يعلى في مسنده (٧/ ٤٤١)، وابن حبان في صحيحه من حديث أسماء (٥/ ٨٧)، والهيثمي في موارد الظمآن ص ٢١٠، وأصله ثابت في الصحيحين من حديث أسماء۔ انظر اللؤلؤ والمرجان ص٢١٥۔

سورة التغابن

﴿فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا﴾	(آیۃ:۸)

ترجمہ: پس تم اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر ایمان لے آؤ جو ہم نے نازل کیا ہے اور اللہ کو تمہارے سب اعمال کی خبر ہے۔

جہاد میں کافر مشرک کو شریک نہ کیا

(روایت نمبر:۶۴۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

خرج رسول الله ﷺ قبل بدر فلما كان بحرة الوبرة أدركه رجل قد كان يذكر منه جرأة ونجدة ففرح أصحاب رسول الله ﷺ حين رأوه فلما أدركه قال: يا محمد ألا أتبعك فأصيب معك فقال له رسول الله ﷺ: "أتؤمن بالله ورسوله" قال: لا، قال: "فارجع فلن استعين بمشرك" ثم مضى حتى إذا كنا بالشجرة أدركه فقال له كما قال أول مرة فقال له رسول الله ﷺ كما قال أول مرة قال: لا، قال: "فارجع فلن أستعين بمشرك" فرجع ثم أدركه بالبيداء فقال له كما قال أول مرة فقال له النبي ﷺ: "تؤمن بالله ورسوله؟" قال: نعم قال: "فانطلق".

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ بدر کی طرف چلے جب حرۃ الوبرہ کے مقام پر پہنچے تو ایک شخص نے آ کر حضور ﷺ سے ملاقات کی جس کی بہادری اور دلیری کی مثالیں دی جاتی تھیں حضور ﷺ کے صحابہ اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے لیکن جب اس نے حضور ﷺ سے ملاقات کی تو کہا اے محمد! کیا میں آپ کے ساتھ لڑنے

---

(٦٤٢) أخرجه النسائي في التفسير عن عائشة بهذا اللفظ (٢/ ٤٣٩)، ولم أجده لغيره من المفسرين بالأثر لهذه الآية۔

وأخرجه الإمام أحمد في مسنده عن عائشة (٦/ ٦٧، ٦٨، ١٤٨، ١٤٩)، ومسلم في صحيحه (٣/ ١٤٤٩)، وأبو داود في سننه (٣/ ٧٥)، والترمذي في جامعه (٤/ ١٢٧)، وابن ماجه في سننه (٢/ ٩٤٥)، والنسائي في السنن الكبرى انظر تحفة الأشراف (١٢/ ١٢)، والهيثمي في موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان ص ٣٩٠۔

کے لئے نہ نکلوں اور جو کچھ آپ کو مال غنیمت ملے گا اس میں سے مجھے بھی کچھ حصہ مل جائے گا تو حضور ﷺ نے اس سے فرمایا کیا تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتا ہے اس نے کہا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا لوٹ جا میں ہرگز کسی مشرک سے مدد نہیں چاہتا پھر وہ چلا گیا حتیٰ کہ جب ہم شجرہ مقام پر پہنچے تو وہ شخص پھر آ کر ملا پھر وہی بات کہی جو اس نے پہلی مرتبہ کہی تھی تو حضور ﷺ نے اس کو وہی جواب دیا جو آپ ﷺ نے اس کو پہلی مرتبہ دیا تھا اس نے پھر یہی کہا کہ میں مسلمان نہیں ہوتا تو آپؐ نے فرمایا کہ واپس لوٹ جا ہم کسی مشرک سے ہرگز مدد نہیں چاہتے تو وہ لوٹ گیا پھر وہ مقام بیداء پر آ کر آپ ﷺ سے ملا پھر وہی بات کہی جو پہلی مرتبہ کہی تھی تو حضور ﷺ نے اس سے پوچھا کہ:

تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتا ہے اس نے کہا ہاں پھر فرمایا چلو۔

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾	(آیۃ: ۱۳)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ پر ایمان والوں کو بھروسہ کرنا چاہئے۔

قبروں سے نکلتے وقت مؤمنین کا شعار

(روایت نمبر: ۶۴۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"شعار المؤمنين يوم يبعثون من قبورهم: ﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾".

(ترجمہ) جس دن مومنین اپنی قبروں سے نکلیں گے اس وقت ان کا شعار یہ الفاظ ہوں گے۔ ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾۔

(فائدہ) قبروں سے نکل کر مؤمنین یہی آیت پڑھ رہے ہوں گے جس سے ان کے مسلمان ہونے کی اور امت محمدی ہونے کی علامت رہے گی۔

(٦٤٣)لم أجد من أخرجه من المفسرين بالأثر لهذه الآية غير السيوطي في الدرالمنثور (٦/٢٧٧)، وأخرجه الطبراني في الأوسط عن عبدالله بن عمرو بلفظ: " شعار أمتي إذا حملوا على الصراط.. لا إله إلا أنت" (١/١٣٧)، وفي إسناده ابن لهيعة وهو ضعيف، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد (١٠/ ٣٥٩)، وذكره الهندي في كنز العمال بهذا اللفظ عن عائشة وعزاه لابن مردويه (٢٤/٣٨٥)، ومثله السيوطي في جامع الأحاديث (٤/ ٣٧٧)، وفي الجامع الصغير ورمز له بأنه حسن انظره مع فيض القدير (٤/١٦١)، وأخرج الديلمي في الفردوس قريباً من هذا اللفظ (٢/٣٥٦).

سورة الطلاق

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجًا﴾	(آیۃ:۲)

ترجمہ: پھر جب وہ اپنی (رجعی طلاق کی) عدت (کی تکمیل) کو پہنچیں تو ان کو نکاح کے قاعدے کے موافق روک لو یا ان کو (شرعی) دستور کے مطابق چھوڑ دو اور اپنوں میں سے دو معتبر گواہ کرلو اور اللہ کیلئے گواہی کو پورا کرو یہ نصیحت کی باتیں اس کو سمجھائی جاتی ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہے اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کو مشکل سے نکلنے کی راہ دیدیتا ہے۔

تقویٰ والوں کیلئے اللہ راستہ نکال دیتے ہیں

(روایت نمبر:۶۴۴)

أخرج ابن أبي حاتم عن عائشة في قوله: ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجًا﴾ قال: يكفيه غم الدنيا وهمها.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجًا﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کو دنیا کے غم اور فکر میں کافی ہو جائیں گے جب کوئی شخص اللہ سے ڈرے (تقویٰ اختیار کرے) گا۔

اللہ سے ڈرو تو اللہ تمہارے لئے کافی ہے

(روایت نمبر:۶۴۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت معاویہؓ کی طرف لکھا کہ:

(٦٤٤) أخرجه السيوطي في تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (٦ /٢٣٣)، والشوكاني في فتح القدير (٥ /٢٣٧)، وأخرجه ابن أبي شيبة في مصنفه قريباً من هذا اللفظ عن الربيع بن الخيثم (١٤/ ٣٧)، والسيوطي في تفسير هذه الآية عنه۔

(٦٤٥) لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر عن عائشة غير السيوطي في الدرالمنثور (٢٣٤/٦)، وأخرجه ابن أبي شيبة في مصنفه عن عائشة بهذا اللفظ (١٤ /٦١)، والترمذي في جامعه بمعناه (٤/ ٦٠٩)، وابن المبارك في كتابه الزهد بهذا اللفظ ص٦٣، وابن الجوزي في صفوة الصفوة قريباً منه (٢/ ١٠٥)، والبيهقي في كتابه الزهد الكبير بهذا اللفظ ص٣٤٧۔

أوصيک بتقوى الله فإنک إن اتقيت الله كفاک الناس وإن اتقيت الناس لم يغنوا عنک من الله شيئاً.

(ترجمہ) میں آپ کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتی ہوں اگر آپ اللہ سے ڈرتے رہے تو اللہ آپ کو لوگوں کے مقابلے میں کافی ہو جائیں گے۔ اور اگر آپ لوگوں سے ڈریں گے تو لوگ آپ کو اللہ سے کچھ بھی مستغنی نہیں کر سکیں گے۔ (ابن ابی شیبہ)

﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾	(آیۃ:۴)

ترجمہ: اور جن عورتوں کو حمل ہے ان کی عدت یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں، اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے کام میں آسانی کر دے گا۔

بچہ جننے سے عورت کی عدت پوری ہو جاتی ہے

(روایت نمبر:٦٤٦) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

مكثت امرأة ثلاثاً وعشرين ليلة ثم وضعت فأتت النبي ﷺ فذكرت ذلک له فقال: "استفحلي لأمرک". يقول: تزوجي.

(ترجمہ) ایک عورت نے طلاق کے بعد تیئس (۲۳) راتیں گزاری تھیں کہ اس کا بچہ پیدا ہو گیا پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور اپنا واقعہ بیان کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم (طلاق دینے والے خاوند سے فارغ ہو گئی ہو) اب کسی اور سے نکاح کر سکتی ہو۔

(روایت نمبر:٦٤٧) حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ:

أنه تمارى هو وابن عباس في المتوفى عنها زوجها وهي حبلى فقال ابن عباس: آخر

(٦٤٦)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر عن عائشة بهذا اللفظ غير السيوطى فى الدرالمنثور (٦/٢٣٦).

ولم أجد من ذكره عن عائشة ويدل لصحة معناه الحديث الذى يليه.

(٦٤٧)لم أجد من أخرجه من المفسرين بالأثر لهذه الآية غير السيوطى فى الدرالمنثور (٦/٢٣٦)، ولم أجده لعبد بن حميد فى المنتخب من مسنده وذكره عبدالرزاق فى المصنف آثاراً بمعناه عن أبى هريرة وابن عباس (٦ / ٢٧٠)،فما بعدها، وأصله عند البخارى فى صحيحه انظره مع الفتح (٧/ ٣١٠)، وفى صحيح مسلم وفيه أنهم سألوا أم سلمة لا =

الأجلين ثم أرسلوا إلى عائشة فسألوها فقالت: ولدت سبيعة بعد موت زوجها بليالي فاستأذنت رسول الله ﷺ فأمرها فنكحت.

(ترجمہ) یہ اور حضرت ابن عباسؓ دونوں کے درمیان اس عورت کے متعلق عدت کے مسئلہ میں اختلاف ہوا جس کا خاوند فوت ہوگیا تھا اور وہ عورت حاملہ تھی حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا جو عدت زیادہ مدت والی ہوگی وہی یہ عورت گزارے گی۔ پھر ان حضرات نے حضرت عائشہؓ کی طرف یہ مسئلہ روانہ کیا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ سبیعہ نے اپنے خاوند کے فوت ہو جانے کے کچھ دن بعد بچہ جنا تھا پھر حضور ﷺ سے اس نے اجازت مانگی تو حضور ﷺ نے اس کو اجازت دے دی تو اس نے نکاح کرلیا تھا۔

(فائدہ) ان دونوں روایات سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی عورت حاملہ ہو اور اس کا خاوند فوت ہو جائے تو جب اس کے بچے کی پیدائش ہوگی اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ چاہے تھوڑا وقت لگے یا پورے نو مہینے لگ جائیں اور حضرت ابن عباسؓ کا دو عورتوں میں سے جو طبعی عدت ہو اس کو قرار دینے کا مطلب ہے کہ چار مہینے دس دن کی عدت زیادہ ہے تو عورت وہ عدت گزارے گی اور بچہ جننے کی عدت زیادہ ہے تو وہ عدت گزارے گی۔ لیکن فتویٰ حضرت عائشہؓ کی روایت پر ہے۔

=عائشة (١١٢٢/٢)، وأبو داود فی سننه انظره مع عون المعبود (٤١٦/٦)، وابن ماجه فی سننه (٦٥٣/١)، والدارمی فی سننه وفیه أنهما تماریا وسألا أم سلمة (١٦٥/٢)، والإمام أحمد فی مسنده من حدیث المسوربن مخرمة (٣٢٧/٤)۔

سورة التحريم

﴿يَآيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَکَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِکَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾	(آیۃ:۱)

ترجمہ: اے نبیؐ آپ کیوں حرام کرتے ہیں جس چیز کو اللہ نے آپ کیلئے حلال کیا ہے آپؐ اپنی بیویوں کی رضا مندی چاہتے ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

واقعہ تحریم

(روایت نمبر:۶۴۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أن رسول الله ﷺ كان يمكث عند زينب بنت جحش ويشرب عندها عسلاً فتواطيت أنا وحفصة إن أيتنا دخل عليها النبي ﷺ فلتقل: إني أجد منک ريح مغافير أكلت مغافير؟ فدخل على إحداهما فقالت له ذلک فقال: "لا بل شربت عسلاً عند زينب بنت جحش ولن أعود" فنزلت: ﴿ يٰأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ اللّٰهُ لَکَ ﴾... إلى ﴿إن تَتُوبَآ إِلَى اللّٰهِ﴾ أي عائشة و حفصة ﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا﴾

(٦٤٨)أخرجه الطبرى فى تفسيره مختصراً من غير عزو لأحد (٢٨ /٨ ١٥)، والبغوى فى تفسيره بهذا اللفظ (٤ /٣٦٢)،وابن الجوزى فى تفسيره (٣٠٤/٨)،والقرطبى فى التفسير (٢٧٨/١٨)،والخازن فى تفسيره (١١٤/٧)، وابن كثير فى تفسيره (٤ /٣٨٧،٣٨٨)، والسيوطى فى الدرالمنثور (٢٣٩/٦)،والشوكانى فى تفسيره (٢٤٤/٥)۔

وأخرجه ابن سعد فى الطبقات فى ترجمة حفصة (٨٥/٨)، وأخرجه البخارى فى مواضع من صحيحه عن عائشة انظر منها فى الفتح (٦٥٦/٨)، ومسلم فى صحيحه (٢ /١١٠٠)،والنسائى فى سننه (٦ /١٥١)، وأبو داود فى سننه انظره مع عون المعبود (١٠ /١٧٤)، والإمام أحمد فى مسنده عنها (٥٩/٦، ٢٢١)،والبيهقى فى سننه عنها أيضاً انظر كتابه عشرة النساء ص ٤٩،وابن حبان فى صحيحه (١٩١/٦)، والبغوى فى شرح السنة (٢٢٦/٩)۔

لقوله: بل شربت عسلاً.

(ترجمہ) جناب نبی کریم ﷺ حضرت زینب بنت جحشؓ ام المومنین کے پاس ٹھہرتے تھے اور ان کے پاس شہد پیتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے اور حضرت حفصہ نے آپس میں اتفاق کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی نبی کریم ﷺ تشریف لائیں تو وہ یہ کہے کہ میں آپ سے مغافیر کی بو پاتی ہوں آپؐ نے مغافیر کھائی ہے تو حضور ﷺ ان دونوں میں سے کسی ایک کے پاس گئے تو اس نے آپ ﷺ سے یہی کہا حضور ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ میں نے تو زینب بنت جحشؓ کے پاس شہد پیا ہے اور میں پھر ہرگز نہیں پیوں گا اس پر یہ آیت اتری ﴿يَـٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ سے لے کر ان تتوبا الی الله تک اور ان تتوبا سے مراد حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ ہیں اور وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا سے مراد آپ ﷺ کا وہ جملہ ہے کہ میں نے شہد پیا ہے۔

(فائدہ) مغافیر سے مراد ایک قسم کا دودھ ہے جو بعض درختوں سے نکلتا ہے۔

تحریم کا دوسرا واقعہ

(روایت نمبر:۶۴۹) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ:

كان رسول الله ﷺ يشرب من شراب عند سودة من العسل، فدخل على عائشة فقالت: إني أجد منك ريحاً، فدخل على حفصة فقالت: إني أجد منك ريحاً، فقال "أراه من شراب شربته عند سودة والله لا أشربه" فأنزل الله: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ الآية.

(ترجمہ) جناب رسول اللہ ﷺ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس شہد کا شربت پیا کرتے تھے جب آپ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے تو انہوں نے کہا میں آپ سے بو محسوس کر رہی ہوں پھر آپ ﷺ حضرت حفصہ ﷺ کے پاس گئے تو انہوں نے بھی یہی کہا میں آپ سے بو پا رہی ہوں تو آپؐ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ یہ اس شربت کی وجہ سے ہے جو میں نے حضرت سودہ

(۶۴۹) أخرجه الطبری فی تفسیره عن غیر عائشة (۲۸/ ۵۸)، والبغوی فی تفسیره (۳۶۲/۴)، وأخرجه ابن الجوزی فی تفسیره (۸/ ۳۰۴)، والقرطبی فی تفسیره (۱۷۷/۱۸)، والخازن فی التفسیر (۱۱۴/۷)، وابن کثیر فی تفسیره (۳۸۷/۴)، بأکثر من طریق والسیوطی فی الدرالمنثور (۲۳۹/۶)، والشوکانی فی تفسیره (۲۴۴/۵)، والنسائی فی تفسیره (۴۵۰/۲)، والحدیث متفق علیه انظر اللؤلؤ والمرجان (ص۳۴۹)، وأخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر عن عائشة بهذا اللفظ (۱۱۷/۱۱)، وسبق تخریجه فی الحدیث الذی قبله۔

کے پاس پیا ہے خدا کی قسم میں اس کو نہیں پیوں گا۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ﴾۔

تحریم کا تیسرا واقعہ

(روایت نمبر:٦٥٠) حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ:

أن النبي ﷺ : كان له أمة يطؤها فلم تزل به عائشة وحفصة حتي جعلها على نفسه حراماً فأنزل الله ﷺ هذه الآية: ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ...﴾ إلى آخر الآية.

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ کی ایک باندی ہے آپ اس سے صحبت کرتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہؓ حضور ﷺ کو اس کے متعلق کہتی رہیں حتیٰ کہ حضور ﷺ نے اس باندی کو اپنے اوپر حرام قرار دیا۔اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیت نازل فرمائی ﴿یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ﴾ سے لے کر آخر آیت تک۔

سابقہ روایت کی تفصیل

(روایت نمبر ٦٥١) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ:

كانت عائشة وحفصة متحابتين، فذهبت حفصة إلى بيت أبيها تحدث عنده فأرسل

(٦٥٠)أخرجه ابن جرير الطبرى فى تفسيره (١٥٦/٢٨)، والبغوى فى التفسير (٤ /٣٦٣)، وذكره ابن الجوزى فى زاد المسير (٣٠٢/٨)، والقرطبى فى تفسيره (١٨ /١٧٩)، والخازن فى تفسيره (٧ /١١٥)، وابن كثير فى تفسيره (٤ /٣٨٦)،والسيوطى فى الدرالمنثور(٦ /٢٣٩)، والشوكانى فى فتح القدير (٢٤٤/٥)، والنسائى فى تفسيره (٤٤٩/٢)۔

وأخرجه النسائى فى السنن عن عائشة مطولاً (٧ /٧١)، والحاكم فى المستدرك عن عائشة بهذا اللفظ وقال: إنه على شرط مسلم ولم يخرجاه (٤٩٣/٢)، وانظر تخريج الحديثين السابقين وانظر عشرة النساء ص ٥٠، وتحفة الأشراف (١٨٩/١)۔

(٦٥١)أخرجه ابن جرير فى تفسيره بهذا اللفظ (١٥٧/٢٨)، والبغوى فى تفسيره (٣٦٣/٤)، وابن الجوزى فى زاد المسير (٣٠٤/٨)، والخازن فى تفسيره (٧ /١١٦)، والقرطبى فى تفسيره (١٨ /١٧٨)، وابن كثير فى التفسير (٤ /٣٨٦)، والسيوطى فى الدر المنثور (٢٣٩/٦)، بهذا اللفظ، والشوكانى فى فتح القدير (٥ /٢٤٤)، وأخرجه ابن سعد فى الطبقات مختصراً (٢١٣/٨)۔

النبي ﷺ إلى جاريته فظلت معه في بيت حفصة وكان اليوم الذي يأتي فيه عائشة فوجدتها في بيتها فجعلت تنتظر خروجها وغارت غيرة شديدة فأخرج النبي ﷺ جاريته ودخلت حفصة فقالت: قد رأيت من كان عندك والله لقد سؤتني فقال النبي ﷺ: "والله لأرضينك وإني مسر إليك سراً فاحفظيه" قالت: ما هو؟ قال: "إني أشهدك أن سريتي هذه عليّ حرام رضاً لك" ' فانطلقت حفصة إلى عائشة فاسرت إليها أن أبشري إن النبي ﷺ قد حرم عليه فتاته فلما أخبرت بسر النبي ﷺ أظهر الله النبي عليه ' فأنزل الله: ﴿يٰأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ اللهُ لَكَ...﴾.

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درمیان دوستی تھی حضرت حفصہؓ اپنے والد کے گھر کسی بات چیت کے لئے چلی گئیں تو حضور ﷺ نے اپنی باندی کی طرف پیغام بھیجا اور اس کو گھر میں بلا لیا حضور ﷺ حضرت حفصہ کے گھر اس باندی کے ساتھ رہے اور یہ دن حضرت عائشہؓ کے پاس جانے کا تھا لیکن انہوں نے لونڈی کو حضرت حفصہ کے گھر میں دیکھا پھر اس باندی کا حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے نکلنا بھی دیکھا اس پر حضرت عائشہؓ کو غیرت آئی تو نبی کریم ﷺ نے اپنی باندی کو باہر بھیج دیا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آ گئیں اور کہنے لگیں میں نے اس کو دیکھ لیا ہے جو آپ کے پاس تھی آپ نے خدا کی قسم اچھا نہیں کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تجھے ضرور راضی کروں گا اور میں تجھے ایک راز کی بات بتا رہا ہوں تو اس کو محفوظ رکھنا انہوں نے عرض کیا وہ کیا ہے آپ نے فرمایا میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میری یہ باندی تیری خوشی پر مجھ پر حرام ہے پھر حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عائشہؓ کے پاس چلی گئیں اور ان کو یہ راز بتا دیا کہ تم خوش ہو جاؤ انہوں نے اپنی باندی کو اپنے اوپر حرام کر دیا ہے جب حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ کا یہ راز بتایا تو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر یہ واقعہ ظاہر کر دیا اور یہ آیت اتاری۔

واقعہ تحریم کی تفصیل کی دوسری روایت

(روایت نمبر:۲۵۲) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ:

أن النبي ﷺ أنزل أم إبراهيم منزل أبي أيوب قالت عائشة رضي الله عنها: فدخل

(٦٥٢)أخرجه الطبرى جزأه الأول فى التفسير (١٥٨/٢٨)، والسيوطى فى الدرالمنثور (٢٤٠/٦)، وأخرجه ابن سعد فى الطبقات بهذا اللفظ (١٣٧/١)، ومثله الهيثمى فى مجمع الزوائد(١٦١/٩)، مختصراً وهو من زواية محمد بن عمر بن واقد وهو ضعيف لا يحتج به، انظر تهذيب التهذيب (٣٦٣/٩)۔

النبي ﷺ يوماً فوجد خلوة فأصابها فحملت إبراهيم قالت عائشة: فلما استبان حملها فزعت من ذلک فمکث رسول الله ﷺ حتى ولدت فلم يكن لأمه لبن فاشترى لها ضائنة يغذي منها الصبي فصلح عليه جسمه وحسن لحمه وصفا لونه فجاء به يوماً يحمله على عنقه فقال: "يا عائشة كيف ترين الشبه؟" فقالت: أنا غيرى ما أدري شبها فقال: "ولا باللحم" فقلت: لعمري لمن تغذى بألبان الضأن ليحسن لحمه' فجزعت عائشة وحفصة رضي الله عنهما من ذلک فعاتبته حفصة فحرمها وأسر إليها سرا فأفشته إلى عائشة رضي الله عنها فنزلت آيه التحريم فأعتق رسول الله ﷺ رقبة.

(ترجمہ) نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مکان میں حضرت ابراہیم کی والدہ (ماریہ) کوٹھہرایا ہوا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ ایک دن اس کے پاس گئے اور خلوت پائی اس کے ساتھ لیٹ گئے ان کو حضرت ابراہیم کی امید ہوئی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جب حمل ظاہر ہوا تو وہ اس وقت گھبرا گئیں پھر نبی کریم ﷺ بھی ٹھہرے رہے حتیٰ کہ حضرت ماریہ نے اپنا بچہ جنا اس بچہ کی ماں کے پاس دودھ نہیں تھا تو اس کے لئے ایک دودھ پلانے والی کا انتظام کیا گیا وہ بچہ اس دودھ پلانے والی سے غذا پاتا رہا حتیٰ کہ بچہ کا جسم بھی صحیح ہو گیا اور گوشت بھی چڑھ گیا اور رنگ بھی صاف ستھرا ہو گیا پھر حضور ﷺ جب اس بچے کو اپنی گردن پر بٹھا کر لے آئے تو فرمایا اے عائشہ تم یہ کیسی مشابہت دیکھ رہی ہو، انہوں نے کہا میں تو کوئی مشابہت نہیں دیکھ رہی تو آپ نے فرمایا گوشت میں بھی کوئی مشابہت نہیں تو میں نے کہا مجھے اپنی عمر کی قسم اگر آپ بھیڑ کا دودھ بطور غذا کے پلا دیتے تو اس کا گوشت اچھا ہو جاتا حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس سے گھبراہٹ ہوئی اور حضرت حفصہؓ نے حضور ﷺ سے اس بارے میں بات کی تھی تو حضور ﷺ نے اس باندی کو اپنے اوپر حرام قرار دیا اور ایک راز کی بات کہی جس کو حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ کو جا کر بتا دیا اس پر یہ آیت تحریم نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے ایک غلام آزاد کیا۔

(فائدہ) اس غلام کے آزاد کرنے کے بعد حضور ﷺ نے اپنی باندی حضرت ماریہ کی طرف رجوع فرما لیا اور اس کی حرمت ختم ہو گئی۔

اپنی بیویوں سے حضورؐ کا ایلاء اور کفارہ

(روایت نمبر:٦٥٣) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

(٦٥٣)أخرجه ابن جرير في تفسيره بهذا اللفظ (١٥٩/٢٨)، والشوكاني قريباً منه عن =

آلى رسول الله ﷺ وحرم فأمر في الإيلاء بكفارة وقيل له في التحريم: ﴿لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَکَ﴾.

(ترجمہ) حضور ﷺ نے اپنی بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی تھی اوران کو اپنے اوپر حرام کیا تھا تو اس ایلاء کے متعلق کفارہ کا حضور ﷺ کو حکم دیا گیا اور بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت ﴿لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَکَ﴾ تحریم کے متعلق نازل ہوئی تھی۔

(فائدہ) تحریم سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے اوپر شہد کا شربت پینے کو حرام قرار دیا تھا یا اپنی باندی حضرت ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کیا تھا تو روایات میں اختلاف ہے اگر تمام روایات کو الگ واقعات پر محمول کیا جائے تو یہ تضاد کی صورت ختم ہو سکتی ہے۔

ایلاء سے حضورؐ کا رجوع

(روایت نمبر:۶۵۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایلاء کے قصہ میں مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ:

"ما أنا بداخل عليهن شهراً" من شدة موجدته عليهن حين عاتبه الله. فلما مضت تسع وعشرون ليلة دخل على عائشة فقالت له: يا رسول الله إنک أقسمت ألا تدخل علينا شهراً وإنما أصبحت من تسع وعشرين ليلة أعدها عداً؟ فقال: "الشهر تسع وعشرون".

(ترجمہ) میں اپنی بیویوں کے پاس ایک مہینہ نہیں جاؤں گا اس وجہ سے کہ آپ کو سخت دکھ ہوا تھا جب اللہ تعالیٰ نے آپ پر عتاب فرمایا تھا جب انتیس راتیں گزر گئیں تو حضور ﷺ حضرت عائشہؓ کے پاس گئے تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے تو قسم اٹھائی تھی کہ آپ ہمارے پاس ایک مہینہ تک نہیں

=ابن عباس انظر فی فتح القدیر (٥/ ٢٤٥)، وأخرج البیهقی فی السنن عن عائشة قریباً منه (٣٥٢/٧، ٣٥٣)، وابن حبان فی صحیحه (٦/ ٢٣٧)، وابن سعد فی الطبقات قریباً من هذا اللفظ (٢١٣/٨)۔

(٦٥٤)أخرجه البغوی فی التفسیر(٤/ ٣٦٦)، والخازن فی التفسیر (٧/ ١١٩)، وابن کثیر فی تفسیره (١٨٩/٤)۔

وأخرجه البخاری فی صحیحه فی مواضع انظر منها مع الفتح (٩/ ٢٧٨)، و کذلك مسلم فی صحیحه انظر (١١١١/٢)، والترمذی فی جامعه فی مواضع انظر منها (٥/ ٤٢٠)، وقال: حدیث حسن صحیح، والنسائی فی سننه (٤/ ١٣٧)، وابن حبان فی صحیحه (١٩٢/٦، ١٩٦)، والبیهقی فی السنن (٣٧/٧، ٣٨)، والبزار فی مسنده (٣١٨/١)۔

آ ئیں گے اور آپ انتیس راتوں کے بعد تشریف لائے ہیں آپ مہینے کے دن شمار کر لیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

﴿قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ﴾	(آیۃ:۲)

ترجمہ: اللہ نے تمہارے لئے تمہاری قسموں کا کھول دینا مقرر کیا ہے اور اللہ تمہارا مالک ہے اور وہی سب کچھ جانتا ہے حکمت والا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے اپنی قسم توڑ کر مسطح کا وظیفہ جاری کر دیا

(روایت نمبر:٦٥٥) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ:

قالت لما حلف أبوبكر أن لا ينفق على مسطح فأنزل الله: ﴿قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ﴾ فأحل يمينه وأنفق عليه.

(ترجمہ) جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حلف اٹھایا تھا کہ وہ حضرت مسطح پر کچھ خرچ نہیں کریں گے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا ﴿قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ﴾ (ترجمہ) تحقیق کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے قسموں کو کھول ڈالنا مقرر کر دیا۔

تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ قسم توڑ دی اور اس پر خرچ کرنا شروع کر دیا۔

﴿وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ﴾	(آیۃ:۳)

ترجمہ: اور جب نبیؐ نے اپنی کسی بیوی سے ایک بات چھپا کر کہی پھر جب اس نے اس کی خبر کر دی اور اللہ نے اس کو یہ بات جتا دی (تو) نبیؐ نے اس میں سے کچھ بات جتا دی اور کچھ ٹلا دی

(٦٥٥)أخرجه السيوطى بهذا اللفظ عن عائشة فى تفسيره (٦ /٢٤١)، ومثله الشوكانى فى فتح القدير(٥ /٢٤٥)، وأخرجه الهيثمى فى مجمع الزوائد(٧/٧٩)، وعزاه للطبرانى وقال: إسناده جيد وفى طريق آخر: رجال ثقات، وأخرجه الطبرانى فى المعجم الكبير بروايات كثيرة (٢٣/١٣١-١٣٨)، وانظر تفسير آية(٢٢) من سورة النور فيما مضى۔

پھر جب نبیؐ نے وہ بات اس بیوی کو جتلائی تو وہ کہنے لگی آپ کو یہ بات کس نے بتائی ہے انہوں نے کہا مجھے خبر والے واقف نے بتایا ہے۔

حضورؐ کی حضرت عائشہؓ سے سرگوشی کی ایک اور روایت

(روایت نمبر:٦٥٦) حضرت عائشہؓ ﴿وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا﴾ کے متعلق فرماتی ہیں کہ:

قال: أسر إليها أن أبا بكر خليفتي من بعدي.

(ترجمہ) حضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو یہ راز بتایا تھا کہ میرے بعد حضرت ابوبکر خلیفہ بنیں گے۔

(فائدہ) امام ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ اس روایت کی سند میں نظر ہے اور علامہ شوکانی لکھتے ہیں کہ آیت تحریم میں شہد کا قصہ یا حضرت ماریہ کی حرمت کا قصہ اس آیت کا شان نزول ہے اس اعتبار سے یہ روایت مرجوع ہے۔

---

(٦٥٦) أخرجه ابن الجوزي في التفسير بمعناه عن ابن عباس (٣٠٨/٨)، ومثله القرطبي (١٨٦/١٨)، وابن كثير في تفسيره (٣٩٠/٤)، والسيوطي عن عائشة بهذا اللفظ في تفسيره (٢٤١/٦)، والشوكاني في فتح القدير (٢٤٥/٥)، وأخرجه الطبراني في المعجم الكبير عن ابن عباس مطولاً (١١٧/١٢)، وقال فيه ابن كثير لما أورده في تفسيره: وفي إسناده نظر۔ وقال فيه الشوكاني: بعد أن رجح أن سبب نزول آية التحريم قصة العسل وتحريم مارية– فعلى فرض أن له إسناداً يصلح للاعتبار وهو معارض بما سبق من تلك الروايات الصحيحة وهي مقدمة عليه ومرجحة بالنسبة إليه۔ اهـ، (٢٤٦/٥)۔ وأخرجه الهيثمي في مجمع الزوائد مختصراً (١٢٦/٧)، وكذلك المحب الطبري في السمط الثمين في مناقب أمهات المؤمنين ص٦٩۔

سورة الملک

حضورؐ ہر رات ان سورتوں کو پڑھتے تھے

(روایت نمبر:۶۵۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أن النبي ﷺ كان يقرأ : "ألم السجدة' وتبارک الذي بيده الملک" كل ليلة لا يدعهما في سفر ولا حضر.

(ترجمہ) حضور ﷺ الم سجدہ اور تبارک الذی بیدہ الملک کو ہر رات پڑھا کرتے تھے حتیٰ کہ ان دونوں سورتوں کو نہ آپ سفر میں چھوڑتے تھے اور نہ گھر میں۔

---

(۶۵۷)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر عن عائشة سوى السيوطى فى الدرالمنثور (۲۴۷/۶)۔

وأخرجه الترمذى فى جامعه عن جابر بن عبدالله (۱۶۵/۵)، دون زيادة: (لا يدعهما فى سفر ولا حضر)۔

والدارمى فى السنن (۲/ ۴۵۵)، والإمام أحمد فى المسند وابن الضريس فى فضائل القرآن ص ۱۷۶، والحاكم فى المستدرك وقال: على شرط مسلم، ولم يخرجاه (۲/ ۴۱۲)، ووافقه الذهبى وابن الجعد فى مسنده (۲/ ۹۴۱)۔

سورة ن

﴿وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾	(آیۃ:۴)

ترجمہ: پس عنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے۔

حضورؐ کا خُلُق قرآن تھا

(روایت نمبر:۶۵۸) حضرت سعد بن ہشام فرماتے ہیں کہ:

أتيت عائشة فقلت: يا أم المؤمنين أخبريني بخلق رسول الله ﷺ فقالت: كان خلقه القرآن، أما تقرأ القرآن: ﴿وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾.

(ترجمہ) میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں گیا اور عرض کیا اے ام المومنین مجھے حضور ﷺ کے اخلاق کے متعلق خبر دیں تو انہوں نے فرمایا کہ آپ کا اخلاق قرآن تھا آپ نے قرآن نہیں پڑھا﴿وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾.

(روایت نمبر:۶۵۹) حضرت ابودرداءؓ فرماتے ہیں کہ:

سألت عائشة عن خلق رسول الله ﷺ فقالت: كان خلقه القرآن يرضى لرضاه

---

(٦٥٨)أخرجه ابن جرير فی تفسيره عن عائشة (٢٩/ ١٩)،والبغوی فی تفسيره (٣٧٥/٤)، وابن الجوزی فی تفسيره (٣٢٨/٨)، والقرطبی فی تفسيره (١٨/ ٢٢٧)، والخازن فی تفسيره (٧/ ١٣٠)، وابن كثير فی تفسيره (٤٠٢/٤)، والسيوطی فی الدرالمنثور(٢٥٠/٦)، والشوكانی فی فتح القدير(٢٦٢/٥)۔

وأخرجه عبدالرزاق فی مصنفه عن عائشة بهذا اللفظ (٣/ ٤٠)، ومثله ابن أبی شيبة فی المصنف (٢١٤/١٤)، ومسلم فی صحيحه (٥١٢/١)، والإمام أحمد فی مسنده(٩١/٦، ٩٢، ٩٥، ١١١)، والحاكم فی المستدرك وقال: علی شرطهما ولم يخرجاه (٤٩٩/٢)، ووافقه الذهبی وأبو داود فی سننه انظره مع عون المعبود(٤/ ٢٣٠)، والنسائی فی سننه (١٩٩/٣)، وابن ماجه فی سننه (٧٨١/٢)۔

ویسخط لسخطه.

(ترجمہ) میں نے حضرت عائشہؓ سے نبی کریم ﷺ کے اخلاق کے متعلق پوچھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ کا خلق قرآن تھا جس چیز پر قرآن راضی ہوتا اسی چیز پر آپ راضی ہوتے اور جس پر قرآن ناراض ہوتا آپ اس پر ناراض ہوتے۔

(روایت نمبر:٦٦٠) حضرت عبداللہ بن شقیق العقیلی فرماتے ہیں کہ:

أتيت عائشة فسألتها عن خلق رسول الله ﷺ فقالت: كان أحسن الناس خلقاً كان خلقه القرآن.

(ترجمہ) میں نے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں آکر حضرت نبی کریم ﷺ کے اخلاق کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ لوگوں میں سب سے اچھے اخلاق والے تھے آپ کا خلق قرآن تھا

حضورؐ کے اخلاق

(روایت نمبر:٦٦١) حضرت ابوعبداللہ الجدلی فرماتے ہیں کہ:

قلت لعائشة كيف كان خلق رسول الله ﷺ فقالت: لم يكن فاحشاً ولا متفحشاً ولا ساخباً في الأسواق ولا يجزي بالسيئة السيئة ولكن يعفو ويصفح.

(ترجمہ) میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کیسے تھے تو آپ نے فرمایا کہ نہ آپ عادتاً بدگو تھے اور نہ بتکلف بدگوئی کرتے تھے اور نہ ہی بازاروں میں برا بھلا کہتے تھے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے بلکہ درگزر کرتے تھے اور معاف کرتے تھے۔

حضورؐ نے کسی کو نہیں مارا تھا سوائے جہاد کرنے کے

(روایت نمبر:٦٦٢) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

ما ضرب رسول الله ﷺ بيده شيئاً إلا أن يجاهد في سبيل الله ولا ضرب خادماً ولا امرأة.

(ترجمہ) آپؐ نے اپنے ہاتھ سے کسی چیز کو نہیں مارا سوائے اس کے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہو اور نہ کسی خادم کو مارا اور نہ عورت کو۔

(فائدہ) خادم سے مراد غلام اور عورت سے مراد بیوی بھی ہوسکتی ہے۔

حضورؐ اپنے گھر میں کیسے رہتے تھے

(روایت نمبر:٦٦٣) حضرت اسودؒ فرماتے ہیں کہ:

سألت عائشة ما كان رسول الله ﷺ يفعل في بيته؟ قالت : كان يكون في خدمة أهله فإذا حضرت الصلاة يتوضأ ويخرج إلى الصلاة.

(ترجمہ) میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا حضور ﷺ اپنے گھر میں کیسے رہتے تھے تو انہوں نے فرمایا آپ اپنے گھر والوں کی خدمت میں رہتے تھے جب نماز کا وقت ہوتا آپ وضو کرتے اور نماز کے لئے نکل جاتے۔

حضورؐ کنواری عورتوں سے بھی زیادہ حیادار تھے

(روایت نمبر:٦٦٤) حضرت زینب بنت یزید فرماتی ہیں کہ:

كنت عند عائشة إذ جاء ها نساء أهل الشام فقلن يا أم المؤمنين أخبرينا عن خلق رسول الله ﷺ قالت: كان خلقه القرآن اقرؤا. فقد كان خلقه القرآن وكان اشد الناس حياء من العواتق في خدرها.

(ترجمہ) میں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں موجود تھی آپؓ کے پاس شام کی عورتیں آئیں اور کہنے لگیں ام المومنین ہمیں حضور ﷺ کے اخلاق کے متعلق بیان کریں تو انہوں نے فرمایا کہ ان کا اخلاق قرآن تھا قرآن پڑھو آپؐ کا اخلاق قرآن تھا اور آپ کنواری عورتوں کے حجلہ عروسی میں حیا کرنے سے بھی زیادہ لوگوں سے حیا کرنے والے تھے۔

حضورؐ بلانے والے کو کیسا جواب دیتے تھے

(روایت نمبر:٦٦٥) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

ما كان أحد أحسن خلقاً من رسول الله ﷺ ما دعاه أحد من أصحابه ولا من أهل بيته إلا قال: لبيک. فلذلک أنزل الله:﴿وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾.

(ترجمہ) کوئی شخص بھی حضور ﷺ سے زیادہ اچھے اخلاق والا نہیں تھا حضور ﷺ کے شاگردوں میں سے یا صحابہؓ میں سے یا آپ کے گھر والوں میں سے جس کسی نے بھی آپؐ کو پکارا تو آپؐ نے فرمایا لبیک اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمائی﴿وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾۔

---

(٦٦٥) أخرجه القرطبى فى تفسيره عن عائشة (١٨/ ٢٢٦)، وأبو داود فى سننه قريباً منه انظره مع عون المعبود(١٤/ ١٣٨)، والواحدى فى أسباب النزول ص ٤٧١ ـ

﴿وَلاَ تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ﴾	(آیۃ:۱۰)

ترجمہ: اور آپ ہر قسمیں کھانے والے بے قدر کا کہنا نہ مانیں۔

یزید کی بیعت خلافت ابوبکرؓ وعمرؓ کے طریقہ پر نہیں تھی

(روایت نمبر:٦٦٦) مروان بن حکم جب یزید کی بیعت لے رہا تھا تو اس نے کہا کہ:

سنة أبي بكر وعمر فقال عبدالرحمن بن أبي بكر: إنها ليست بسنة أبي بكر وعمر' ولكنها سنة هرقل' فقال مروان: هذا الذي أنزلت فيه: ﴿وَالَّذِى قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَآ﴾ قال فسمعت ذلک عائشة فقالت: إنها لم تنزل في عبدالرحمن ولكن نزلت في أبيک: ﴿وَلاَ تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ﴾.

(ترجمہ) یہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی سنت ہے تو حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ نے فرمایا کہ یہ حضرت ابوبکر وعمرؓ کی سنت نہیں ہے لیکن یہ ہرقل کا طریقہ ہے تو مروان نے کہا یہ بھی وہ شخص ہے جس کے بارے میں (والذى قال لوالديه أف لكما) آیت نازل ہوئی تھی جب یہ بات حضرت عائشہؓ نے سنی تو انہوں نے فرمایا یہ عبدالرحمٰن کے متعلق کبھی نہیں اتری لیکن تیرے باپ کے متعلق یہ آیت اتری تھی ﴿وَلاَ تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ﴾.

(فائدہ) ہرقل سے مراد ملک روم کا کافر عیسائی بادشاہ تھا۔

---

(٦٦٦) أخرجه السيوطى فى تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (٦/٢٥١)، ومثله الشوكانى فى فتح القدير (٥/٢٦٣)، سبق تخريجه وتصويب قول عائشة أنها لم تنزل فى عبدالرحمن مضى فى تفسيره آية (١٧) من سورة الأحقاف۔

وأخرجه ابن حجر فى الإصابة (٢/٤٠٨)، وعزاه للنسائى ولم أجده، وأورده أبو عبيد القاسم بن سلام فى غريب الحديث (٣/٤٠٣)، ومثله الزمخشرى فى الفائق (٤/١٠٢)۔

سورة المعارج

﴿الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ﴾	(آیۃ:۲۳)

ترجمہ: اور جو اپنی گواہیوں کو ٹھیک ادا کرتے ہیں۔

اللہ اجر دینے میں نہیں اکتاتا

(روایت نمبر:۶۶۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ:

قال رسول الله ﷺ: "خذوا من العمل ما تطيقون فإن الله لا يمل حتى تملوا" قالت: وكان أحب الأعمال إلى رسول الله ﷺ ما دووم عليه وإن قل وكان إذا صلى صلاة دام عليها قال أبو سلمة رضي الله عنه قال الله : ﴿الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ﴾.

(ترجمہ) جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جتنا چاہو عمل کرلو اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتا حتیٰ کہ تم خود اکتا جاتے ہو حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ تھا جس پر ہمیشگی کی جاتی تھی اگر چہ وہ تھوڑا بھی ہو اور جب آپ کوئی نماز پڑھنا شروع کر دیتے تو ہمیشہ وہ نماز پڑھا کرتے تھے حضرت ابوسلمہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ﴾.

(فائدہ) اکتانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نیکیوں کا انعام دیتے دیتے نہیں اکتاتے، لیکن تم خود عمل کرتے کرتے اکتا جاتے ہو۔

---

(٦٦٧)أخرجه ابن جرير في التفسير عن عائشة بهذا اللفظ (٢٩/ ٨٠)، وابن كثير في تفسيره مختصراً (٤/ ٤٢١)، والسيوطي في الدرالمنثور بهذا اللفظ (٦/ ٢٦٦)۔

والحديث متفق عليه عنها انظر اللؤلؤ والمرجان ص ٢٥٦، وابن حبان في صحيحه (٢٨٣/١و٣/ ٥٥)، والإمام أحمد في مواضع في مسنده عن عائشة انظر منها(٦ /٨٤، ١٢٨، ١٨٩، ١٩٩، ٢٤٧، ٢٤٩)، وأبو داود في سننه (٤/ ٢٤٢)، وابن ماجه في سننه (٢/ ١٤١٦)۔

سورة الجن

سورۃ جن مکہ میں نازل ہوئی تھی

(روایت نمبر:٦٦٨)

عن عائشة قالت: نزلت سورة ﴿قُلْ أُوحِيَ﴾ بمكة.

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ سورت قل اوحی مکہ میں نازل ہوئی تھی۔

(٦٦٨)أخرجه السيوطي عن عائشة في الدرالمنثور (٢٧٠/٦)، والشوكاني في فتح القدير(٢٩٣/٥)، وأفاده أبو عبيد في فضائل القرآن (مخطوط-ورقة (١٠٢)-
وأورده الزركشي في البرهان دون عزو(١٩٣/١)، والسيوطي في الإتقان عن ابن عباس(١٠/١)، وانظر فنون الأفنان لابن الجوزي ص٣٣٥،وأخرجه البيهقي في دلائل النبوة (١٤٢/٧)-

سورة المزمل

نماز تہجد کے مختلف ادوار

(روایت نمبر:٦٦٩) حضرت سعد بن ہشام فرماتے ہیں کہ:

قلت لعائشة: أنبئيني عن قيام رسول الله ﷺ، قالت: ألست تقرأ هذه السورة؟ ﴿يَاأَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾ قلت: بلى قالت: فإن الله قد افترض قيام الليل في أول هذه السورة فقام رسول الله ﷺ وأصحابه حولاً حتى انتفخت أقدامهم وأمسک الله خاتمتها في السماء اثني عشر شهراً ثم أنزل الله التخفيف في آخر هذه السورة فصار قيام الليل تطوعاً من بعد فرضه.

(ترجمہ) میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا آپ مجھے نبی کریم ﷺ کی رات کے قیام اور رات کی عبادت کے متعلق بیان فرمائیں تو انہوں نے کہا کہ آپ نے یہ سورت یاایھا المزمل نہیں پڑھی تو میں نے کہا کیوں نہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رات کا قیام اس سورت میں فرض قرار دیا تھا تو رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ ایک سال تک قیام کرتے رہے حتیٰ کہ ان کے پاؤں ورما گئے اور اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے آخری حصہ کو آسمان میں بارہ مہینے تک روکے رکھا پھر اس سورت کے اخیر میں اس تخفیف کو نازل فرمایا تو رات کا قیام اور عبادت اس فرض کے بعد نفل کی صورت میں تبدیل ہو گئے۔

تہجد میں تخفیف کیسے ہوئی

(روایت نمبر:٦٧٠) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

---

(٦٦٩)أخرجه البغوى فى تفسيره بهذا اللفظ عن عائشة (٤٠٧/٤)، والقرطبى فى تفسيره (٣٤/١٩)، والخازن فى التفسير (١٦٥/٧)، والسيوطى فى الدرالمنثور عن عائشة بهذا اللفظ (٢٧٦/٦)، والشوكانى فى فتح القدير (٣١٠/٥)۔

وأخرجه أبو داود فى سننه عن عائشة مطولاً انظره مع عون المعبود(٢٢٠/٤)، والنسائى فى سننه بهذا اللفظ (١٩٩/٣)، والدارمى فى سننه (٣٤٤/٢)، والإمام أحمد فى مسنده (٥٤/٦)، وأصله ثابت فى صحيح مسلم (٢١٧٢/٤)۔

(٦٧٠)أخرجه ابن جرير فى تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (١٢٥/٢٩)، والقرطبى فى =

كنت أجعل لرسول الله ﷺ حصيراً يصلي عليه من الليل فتسامع به الناس فاجتمعوا اى ليقيمو القيام فخرج كالمغضب وكان بهم رحيماً فخشي أن يكتب عليهم قيام الليل فقال: "يا ايها الناس إكلفوا من الأعمال ما دمتم عليه" ونزل القرآن: ﴿يَاأَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيْلاً أَوْزِدْ عَلَيْهِ﴾ حتى كان الرجل يربط الحبل ويتعلق فمكثوا بذلك ثمانية أشهر فرأى الله ما يبتغون من رضوانه فرحمهم فردهم إلى الفريضة وترك قيام الليل.

(ترجمہ) میں نبی کریم ﷺ کے لئے وہ چٹائی بچھا لیتی تھی جس پر وہ رات کے وقت نماز پڑھ لیا کرتے تھے لوگوں نے یہ بات سنی تو وہ بھی جمع ہو گئے (رات کو عبادت میں گزارنے کے لئے) تو حضور ﷺ غصہ کی حالت میں باہر نکلے جبکہ حضور ﷺ صحابہ کرامؓ پر مہربان تھے آپ کو ڈر تھا کہ ان لوگوں پر قیام اللیل لازم نہ کر دیا جائے تو فرمایا اے لوگو اپنے اعمال کو اتنا ہی رکھو جتنا کہ تم طاقت رکھتے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ثواب دینے سے نہیں اکتاتے جیسا کہ تم عمل کرنے سے اکتا جاتے ہو اور اعمال میں سے بہتر عمل وہ ہے جس پر تم دوام کرو اور قرآن کریم میں یہ آیت اتری (يَاأَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيْلاً أَوْزِدْ عَلَيْهِ) حتیٰ کہ اس آیت کے پڑھنے کے بعد آدمی کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ وہ ایک رسی باندھ لیتا اور اس کے ساتھ لٹک جاتا اسی طرح آٹھ مہینے گزر گئے اللہ تعالیٰ نے دیکھ لیا کہ یہ لوگ اللہ کی رضا چاہتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا اور فرض کی طرف ان کو لوٹا دیا اور رات کے قیام کو چھوڑ دیا۔

صحابہ کرامؓ کی ۱۸ ماہ تہجد کی مشقت

(روایت نمبر:۶۷۱) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

=التفسير(۳۶/۱۹)۔

وأخرجه في صحيحه عن عائشة مختصراً انظره مع الفتح (۱۱/ ۲۹٤)، ومسلم في صحيحه (۱/ ۵٤۲)، وأبو داود في سننه انظره مع عون المعبود (٤/ ۲٤۲)، والنسائي في سننه (۲/ ٦۸)، ومالك في الموطأ (۱۱۸/۲)، وابن ماجه في سننه (۱٤۱٦/۲)، والإمام أحمد في مواضع منها في مسنده (٤۰/٦، ٦۱، ۱۷۱، ۲٤۱، ۲٦۰)۔

وأخرجه ابن نصر المروزي في قيام الليل ص ۱۰۷٦۔

(٦۷۱) أخرجه ابن جرير عنها في التفسير مطولاً (۱۲۵/۲۹)، والبغوي في التفسير مطولاً (٤۰۷/٤)، وابن كثير في تفسيره عن عائشة (٤۳۷/٤)،

وأخرجه السيوطي في مسند عائشة ص ۱۰۲، وانظر التخريج الذي قبله۔

نزل القرآن: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا﴾ حتى كان الرجل يربط الحبل ويتعلق فمكثوا بذلك ثمانية أشهر فرأى الله ما يبتغون من رضوانه فرحمهم وردهم إلى الفريضة وترك قيام الليل. .

(ترجمہ) قرآن کریم میں یَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا جب نازل ہوئی تو ایک آدمی اپنے آپ کو رسی سے باندھ لیتا تھا اور اس کے ساتھ لٹکا رہتا تھا اسی طرح سے آٹھ مہینے گزرے پھر اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ لوگ اللہ کی رضا چاہتے ہیں تو ان پر رحم کیا اور ان کو فرض نمازوں کی ذمہ داری سپرد کی اور رات کا قیام چھڑا دیا گیا۔

حضورؐ کی رات کی عبادت

(روایت نمبر:٦٧٢) حضرت جبیر بن نفیر فرماتے ہیں کہ:

سألت عائشة عن قيام رسول الله ﷺ فقالت: ألست تقرأ ﴿يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾ قلت: بلى، قالت: هو قيامه.

(ترجمہ) میں نے حضرت عائشہؓ سے نبی اکرم ﷺ کے قیام کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ نے سورۂ یا ایها المزمل نہیں پڑھی فرمایا کیوں نہیں فرمایا یہی آپ کا قیام تھا (یعنی رات کی عبادت تھی)۔

حضورؐ نے ساری رات ایک آیت پڑھتے گزار دی

(روایت نمبر:٦٧٣) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

قام النبي ﷺ بآية من القرآن ليلة وفي رواية حتى أصبح بآية وهي: ﴿إِن تُعَذِّبْهُمْ

---

(٦٧٢)أخرجه البغوى عن عائشة فى تفسيره بأطول من هذا (٤/٤٠٧)، والخازن فى تفسيره مطولاً (١٦٥/٧)، وابن كثير فى تفسيره (٤/٤٣٧)، والسيوطى فى الدرالمنثور(٢٧٦/٦)، والشوكانى فى فتح القدير (٥/٣١٠):وأخرجه الحاكم فى مستدركه وقال: على شرطهما ولم يخرجاه (٢/٥٠٥)، ووافقه الذهبى فى التلخيص ولم أجده لابن نصر فى كتاب الصلاة وإنما وجدته ذكره فى كتاب قيام الليل۔ انظر مختصره ص ١٠٧، وانظر تحفة الأشراف(٤٠٨/١)۔

(٦٧٣)أخرجه البغوى فى تفسيره عن عائشة (٤/٤٠٨)، وأخرجه الترمذى فى جامعه عن عائشة بهذا اللفظ (٢/٣١١)، والنسائى فى سننه عن أبى ذر (٢/١٧٧)،وابن ماجه فى سننه (١/٢١٠)،والحاكم فى المستدرك(١/٢٤١)، ووافقه الذهبى والإمام أحمد فى المسند عن أبى ذر(١٤٩/٥)، والمروزى فى قيام الليل ص ١٣١۔

فَإِنَّهُمْ عِبَادُکَ وَإِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَإِنَّکَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَکِيْمُ﴾.

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ ایک رات میں ایک ہی آیت کے ساتھ قیام کرتے رہے اسی آیت کو پڑھتے پڑھتے صبح ہوگئی تھی اور وہ آیت یہ تھی ۔إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُکَ وَإِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَإِنَّکَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَکِيْمُ. (ترجمہ) اگر تو ان کو سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف فرما دے تو تو زبردست ہے حکمت والا ہے۔

حضورؐ اس آیت کے بعد کم سوتے تھے

(روایت نمبر:٦٧٤) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كان النبي ﷺ قلما ينام من الليل لما قال الله له: ﴿قُمِ اللَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلاً﴾.

(ترجمہ: نبی کریم ﷺ رات کو بہت کم سوتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے فرمایا تھا قُمِ اللَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلاً . (ترجمہ) رات (کے وقت نماز) میں کھڑے ہو جاؤ مگر کم۔

(روایت نمبر:٦٧٥) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

أنها كانت إذا عركت أي حاضت قال لها رسول الله ﷺ : "يا بنت أبي بكر: اتزري على وسطك" وكان يباشرها من الليل ما شاء الله حتى يقوم لصلاته وقل ما كان ينام من الليل لما قال الله عزوجل له: ﴿قُمِ اللَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلاً﴾.

(ترجمہ) جب آپ کو خاص ایام آتے تھے تو حضور ﷺ فرماتے کہ اے ابوبکرؓ کی بیٹی اپنے درمیان میں لنگوٹ کس لے پھر آپ رات کے وقت جتنی دیر چاہتے حضرت عائشہؓ کے ساتھ لیٹتے پھر نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے اور جب اللہ تعالیٰ کا یہ حکم قُمِ اللَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلاً نازل ہوا تھا تو آپ رات کے وقت کم سوتے تھے۔

---

(٦٧٤) لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر غير السيوطي في الدرالمنثور (٦/ ٢٧٦) ولم أجده في زوائد الزهد ووجدته في مسند أبي يعلى عن عائشة بأطول من هذا (٨/ ٣٥٦)، وانظر تخريج ثلاثة الأحاديث السابقة فهن بمعناه۔

(٦٧٥) أخرجه النسائي في التفسير(٢/ ٤٧١)، والسيوطي في الدرالمنثور (٦/ ٢٧٦)، ولم أجده لغيرهما من المفسرين بالأثر عند هذه الآية۔

وأخرجه البيهقي في السنن (١/ ٣١٢)، بهذا اللفظ وابن نصر المروزي في قيام الليل انظر مختصره ص ٦، وأبو يعلى الموصلي في مسنده (٨/ ٣٥٥)، وانظر تحفة الأشراف (١١/ ٤٢١)۔

﴿إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا﴾	(آیۃ:۵)

ترجمہ: ہم آپؐ پر ایک وزن دار بات ڈالنے والے ہیں۔

وحی کا وزن

(روایت نمبر:٦٧٦) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أن النبي ﷺ كان إذا أوحي إليه وهو على ناقته وضعت جرانها فما تستطيع أن تتحول حتى يُسوّى عنه، وتلت: ﴿إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا﴾.

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تھی اور آپ ﷺ اونٹنی پر سوار ہوتے تو اونٹنی بیٹھ جاتی تھی حرکت کرنے کی طاقت نہیں رکھتی تھی حتیٰ کہ وحی ختم ہو جاتی پھر حضرت عائشہؓ نے یہ آیت پڑھی ﴿إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا﴾.

حضورؐ پر وحی کے فرشتے کے نزول کی کیفیت

(روایت نمبر:٦٧٧) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ:

زوج النبي ﷺ أن الحارث بن هشام سأل رسول الله ﷺ فقال: يا رسول الله كيف

(٦٧٦)أخرجه ابن جرير في تفسيره عن عروة (٢٩ /١٧)، والقرطبي في تفسيره (٣٨/١٩)، وابن كثير في تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (٤ /٤٣٥) ، ومثله السيوطي في الدرالمنثور (٢٧٨/٦)، الشوكاني في فتح القدير (٣١١/٥)۔

وأخرجه أحمد في مسنده عن عائشة(٦ /١١٨)، والحاكم في المستدرك وقال: إنه على شرط الشيخين ولم يخرجاه (٥٠٥/٢)، ووافقه الذهبي في التلخيص۔

(٦٧٧)أخرجه البغوي في تفسيره بهذا اللفظ عن عائشة (٤ /٤٠٨)، وابن الجوزي في تفسيره (٣٨٩/٨)، والقرطبي في التفسير (٣٩/٤)، دون ذكر لمن رواه الخازن في تفسيره عنها (١٦٧/٧)، وابن كثير في تفسيره (٤/ ٤٣٥)۔

وأخرجه البخاري عن عائشة في صحيحه انظره مع الفتح (١ /١٨)، ومسلم في صحيحه قريباً منه (١٨٩٤/٤)، والترمذي في جامعه (٥ /٥٩٧)، والنسائي في السنن (٢ /١٤٧)، ومالك في الموطأ (١ /٢٠٢)، والإمام أحمد في مسنده (١٥٨/٦، ١٦٢، ٢٥٧)، وابن نصر المروزي في قيام الليل، انظر مختصره ص١٨۔

یأتیک الوحي فقال رسول الله ﷺ : "أحیاناً یأتیني مثل صلصلة الجرس وھذا أشده علي فیفصم عني وقد وعیت ما قال وأحیاناً یتمثل لي الملک رجلاً فیکلمني فأعي ما یقول" قالت عائشة : لقد رأیته ینزل علیه في الیوم الشدید البرد فیفصم عنه وإن جبینه لیتفصد عرقا.

(ترجمہ) حضرت حارث بن ہشام نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ یارسول اللہ آپ پر وحی کیسے آتی ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

کبھی تو میرے پاس پتھر پر زنجیر کھینچنے کی آوازیں آتی ہیں اور یہ مجھ پر بہت سخت ہوتی ہے اور میرا جسم ٹوٹنے لگتا ہے اور میں اس بات کو یاد کر لیتا ہوں جو کہی گئی ہوتی ہے اور کبھی فرشتہ میرے سامنے آدمی کی شکل میں آتا ہے اور میرے ساتھ کلام کرتا ہے تو میں اس کو محفوظ کر لیتا ہوں جو وہ کہتا ہے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ پر سخت سردی کے دن میں وحی اتر رہی تھی اور آپؐ کا جسم ٹوٹا جا رہا تھا اور آپؐ کی پیشانی سے پسینہ چھوٹ رہا تھا۔

وحی کا ثقل

(روایت نمبر:٦٧٨) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

کان رسول الله ﷺ إذا نزل علیه - یعني الوحي - وجد ما قال الله عزوجل: ﴿إِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلًا ثَقِیْلًا﴾

(ترجمہ) جناب رسول اللہ ﷺ پر جو وحی نازل ہوتی تو آپ وہ حالت پاتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ﴿إِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلًا ثَقِیْلًا﴾.

﴿وَذَرْنِیْ وَالْمُکَذِّبِیْنَ اُولِی النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِیْلًا﴾	(آیۃ:١١)

ترجمہ: اور مجھے اور ان جھٹلانے والوں کو جو ناز و نعمت میں رہے ہیں چھوڑ دیں اور ان کو تھوڑے دنوں مہلت دیدیں۔

---

(٦٧٨)أخرجه البغوی فی تفسیره (٤٠٨/٤)۔

وأخرجه أبو یعلی فی مسنده عن عائشة بهذا اللفظ (٢١٣/٨)، والهیثمی فی مجمع الزوائد (١٣٠/٧)، وانظر الأحادیث السابقة فإنها بمعناه۔

اس آیت کے نزول کے بعد کفار کو تھوڑی مہلت ملی تھی

(روایت نمبر:٦٧٩) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

لما نزلت: ﴿وَذَرْنِـي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا﴾ لم يكن إلا قليل حتى كانت وقعة بدر.

(ترجمہ) جب آپ ﷺ پر ﴿وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا﴾ نازل ہوئی تو بہت کم وقت گزرا تھا کہ جنگ بدر کا واقعہ پیش آیا۔

(٦٧٩)أخرجه ابن جرير في تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (٢٩ /١٣٤)، والسيوطي في الدرالمنثور (٢٧٩/٦)،والشوكاني في فتح القدير (٣١١/٥)۔

وأخرجه أبو يعلى في مسنده (٨ /٥٦)، وأخرجه الحاكم في المستدرك عن ابن عباس على شرط الشيخين ووافقه الذهبي (٢ /٥٠٩)، والبيهقي في دلائل النبوة (٩٥/٣)،مجمع الزوائد (١٣٠/٧)۔

سورة المدثر

﴿كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ﴾	(آیۃ :۳۸)

ترجمہ: ہر شخص اپنے کئے ہوئے کاموں میں پھنسا ہوا ہے۔

میت کو اپنے گناہوں کا عذاب ہوتا ہے

(روایت نمبر:٦٨٠) حضرت ابن عمرؓ کہا کرتے تھے کہ:

إن الميت ليعذب ببكاء أهله عليه فقالت: ويل ابن عمر إنما كان رجلاً خبيثاً فقال رسول الله ﷺ: "إن هذا ليعذب وأهله يبكون عليه".

(ترجمہ) میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ابن عمر ہلاک ہو یہ تو اس آدمی کے متعلق بات تھی جو خبیث تھا اور حضور ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا تھا:

"إن هذا ليعذب وأهله يبكون عليه".

اس کو عذاب دیا جا رہا ہے اور اس کے گھر والے اس پر رو رہے ہیں۔

(٦٨٠)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر لهذه الآية۔

وأخرجه البخاري في صحيحه انظره مع الفتح (٣/ ١٥٢)، ومسلم في صحيحه (٦٤٢/٢)وابوداود الطيالسي في مسنده انظر سخة المعبود(١٥٨/١)، وأبو يعلى في مسنده (٤٧٢/٧، ١٦٤/٨)، والترمذي في جامعه (٣ /٣٢٧)، وأبو داود في سننه انظره مع عون المعبود (٨/ ٤٠٠)، والنسائي في سننه (٤ /١٧)، وابن ماجه في سننه (١ /٥٠٨)، والبيهقي في سننه (٤ /٧٢)، ومالك في الموطأ(١ /٢٢٤)، وأحمد في مسنده(٦/ ٣٩، ١٠٧، ٢٥٥)، وابن حبان في صحيحه انظر الإحسان في تقريبه (٧ /٤٠٤، ٤٠٦)، والحميدي في مسنده (١٠٨/١)، والسيوطي في مسند عائشة ص٥١، والبغوي في شرح السنة (٥ /٤٤٤)، وأخرجه الشافعي في مسنده انظر ترتيب المسند (١/ ٢٠)، وعبدالرزاق في مصنفه (٥٥٤/٣)۔

سورة الدهر

﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا﴾	(آیۃ:۷)

ترجمہ: وہ لوگ منت کو پورا کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی مصیبت (ہر جگہ) پھیلی ہوئی ہوگی۔

خدا کی نافرمانی کی نذر کو توڑ دو

(روایت نمبر:۶۸۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من نذر أن يعصى الله فلا يعصه".

جس آدمی نے خدا کی نافرمانی کی نذر مانی ہو تو خدا کی نافرمانی نہ کرے۔

---

(٦٨١)أخرجه البغوى فى تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (٤ /٤٢٨)، ومثله الخازن فى تفسيره (١٩١/٧)، وابن كثير فى تفسيره (٤٥٤/٤)۔

وأخرجه البخارى فى صحيحه عن عائشة انظره مع الفتح (١١ /٥٨٥)، وفى التاريخ الكبير(١ /٣٣،٣٤)، ومالك فى الموطأ(٤ /٤٧٦)، وأحمد فى المسند (٦ /٣٦، ٤١، ٢٠٨)،وأبو داود فى سننه انظره مع عون المعبود (١١٣/٩)، والترمذى فى جامعه (١٠٤/٤)، والنسائى فى السنن (١٧/٧)، وابن ماجه فى سننه (١ /٦٨٧)، والبيهقى فى السنن (١٠ /٦٨،٧٥)، وابن حبان فى صحيحه (٢٨٨/٦)، وأبو يعلى الموصلى فى مسنده (٢٧٧/٨)۔

سورة النبأ

﴿يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ﴾	(آیۃ:۳۸)

ترجمہ: جس دن جبرائیل اور فرشتے قطار باندھ کر کھڑے ہوں گے مگر جس کو رحمٰن اجازت دے گا اور وہ درست بات کہے گا۔

رکوع اور سجدہ میں حضورؐ کی تسبیح

(روایت نمبر:۶۸۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أن رسول الله ﷺ كان يقول في ركوعه وسجوده: "سبوح قدوس رب الملائكة والروح".

(ترجمہ) جناب نبی کریم ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں یہ کلمات کہا کرتے تھے۔(سبوح قدوس رب الملائكة والروح) منزہ ہے پاک ہے فرشتوں اور روح کا رب۔

(فائدہ) یہ کلمات نوافل کے رکوع اور سجدے میں کہے جا سکتے ہیں اور روح سے مراد بھی فرشتوں کی ایک قسم ہے جیسے فرشتے اللہ کی ایک مخلوق ہے تو روح بھی ایک مخلوق ہے۔ تفصیل کے لئے میری کتاب ''فرشتوں کے عجیب حالات'' ملاحظہ فرمائیں۔

---

(۶۸۲)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر سوى السيوطى فى الدرالمنثور (۳۰۹/۶)۔
أخرجه مسلم فى صحيحه عن عائشة (۳۵۳/۱)، وأخرجه أبو داود فى سننه انظر مختصرا السنن للمنذرى (۴۱۹/۱)، والنسائى فى السنن (۱۹۱/۲)واخرجه الامام احمد فى مواضع من مسنده عن عائشة (۳۵/۶،۹۴،۱۱۵،۱۴۸،۱۴۹،۱۷۶،۱۹۳،۲۰۰،۲۴۴،۲۶۶)،وأخرجه البيهقى فى الأسماء والصفات عن عائشة ص۳۷۔

سورة النازعات

﴿فِيمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا (۴۳) اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا﴾	(الآیتان: ۴۴،۴۳)

ترجمہ: آپ کو اس کے ذکر سے کیا کام۔ اس کے علم کی انتہا آپؐ کے رب کی طرف ہے۔

حضورؐ نے کب تک اللہ سے قیامت کا پوچھا

(روایت نمبر:۶۸۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

لم يزل النبي ﷺ يسأل عن الساعة حتى نزلت: ﴿فِيمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا (۴۳) اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا﴾ فلم يسأل عنها.

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ قیامت کے متعلق اللہ تعالیٰ سے پوچھتے ہی رہے حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ ﴿فِيمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا (۴۳) اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا﴾ پھر آپ ﷺ نے قیامت کے متعلق نہیں پوچھا۔

(روایت نمبر:۶۸۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

---

(٦٨٣)أخرجه ابن جرير في تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (٣٠/ ٤٩)، والقرطبي في تفسيره عن عروة بن الزبير (١٩/ ٢٠٩)، والسيوطي في الدرالمنثور عن عائشة بهذا اللفظ (٦/ ٣١٤)، والشوكاني في فتح القدير (٥/ ٣٧٠)۔

وأخرجه الحاكم في المستدرك عن عائشة بهذا اللفظ (١/ ٥)، وسكت عنه الذهبي في التلخيص وأبو نعيم في الحلية (٧/ ٣١٤)، والهيثمي في زوائد البزار (٣/ ٧٨)، وفي مجمع الزوائد عزاه للبزار وقال: رجاله رجال الصحيح (٧/ ١٣٣)۔

(٦٨٤)أخرجه السيوطي في الدرالمنثور بهذا اللفظ عن عائشة (٦/ ٣١٤)، ومثله الشوكاني في تفسيره (٥/ ٣٧٠) وأخرجه الإمام أحمد في مسنده عن أنس بن مالك بهذا اللفظ (٣/ ٢١٣، ٢٢٨، ٢٦٩)، وأخرجه البخاري في صحيحه انظره مع الفتح (١١/ ٣٦١)، وأخرجه مسلم في صحيحه عن عائشة بهذا اللفظ (٤/ ٢٢٦٩)، وابن حبان في صحيحه انظر الإحسان في تقريبه (٢/ ٢٧٦)۔

كانت الأعراب إذا قدموا على النبي ﷺ سألوه عن الساعة فينظر إلى أحدث إنسان فيهم فيقول: "إن يعش هذا قرناً قامت عليكم ساعتكم".

(ترجمہ) دیہاتی لوگ جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ ﷺ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے تھے تو آپؐ سب سے کم عمر انسان کی طرف دیکھتے تھے اور ان کو کہتے تھے۔
اگر یہ ایک زمانہ تک زندہ رہا تو تم پر قیامت قائم ہو جائے گی۔

عبس وتولی کب نازل ہوئی

(روایت نمبر:۶۸۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

أنـزلـت (عبـس) فـي ابن أم مكتوم الأعمى' أتى إلى رسول الله ﷺ فجعل يقول: يا رسـول الله ﷺ أرشـدنـي ـ عـنـد رسول الله ﷺ من عظماء المشركين ـ فجعل النبي ﷺ يـعـرض عـنـه ويـقبل على الآخرين فيقول: "أترون بما أقول بأساً؟" فيقولون: لا. ففي هذا أنزلت: ﴿عَبَسَ وَتَوَلّىٰ...﴾.

(ترجمہ: سورۂ عبس حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ نابینا صحابی کے متعلق نازل ہوئی تھی یہ نبی کریم ﷺ کیف پاس آئے تو نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ آپ میری رہنمائی فرمائیں جبکہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بڑے بڑے مشرکین موجود تھے تو آپ ﷺ اس سے اعراض کرتے تھے اور دوسرے لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے تو آپ نے مشرکین کو مخاطب ہوکر فرمایا کہ میں جو تم سے کہہ رہا ہوں اس میں تم کیا حرج سمجھتے ہو تو انہوں نے کہا کچھ نہیں اس کے متعلق اس وقت یہ آیت نازل ہوئی (عَبَسَ وَتَوَلّىٰ)۔

(روایت نمبر:۶۸۶) حضرت مسروق فرماتے ہیں کہ:

دخـلـت عـلـى عـائشة وعـنـدها رجل مكفوف تقطع له الأترج وتطعمه إياه بالعسل فـقـلـت: مـن هـذا يا أم المؤمنين؟ فقالت: هذا ابن مكتوم الذي عاتب الله فيه نبيه ﷺ

(٦٨٥)أخرجه ابن جرير في تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (٣٠/ ٥٠)، والقرطبي في التفسير (١٩/ ٢١١)، والخازن في التفسير (٧/ ٢٠٩)، وابن كثير في تفسيره (٤/ ٣٧٠)، والسيوطي في تفسيره (٦/ ٣١٤)، والشوكاني في فتح القدير(٥/ ٣٧٥)، وأخرجه الترمذي عن عائشة وقال: حديث حسن غريب (٥/ ٤٣٢) والحاكم في المستدرك(٢/ ٥١٤)، وقال الذهبي في التلخيص: (الصواب إرساله)، وابن حبان في صحيحه انظر الإحسان (٢/ ٢٤٩)، والإمام مالك في الموطأ مرسلاً (١/ ٢٠٣)، وأبو يعلى الموصلي في مسنده (٨/ ٢٦١)، والواحدي في أسباب النزول ص ٢٧٩، والسيوطي في لباب النقول ص٢٣٣۔

(٦٨٦)أخرجه ابن جرير في تفسيره عن ابن عباس بهذا اللفظ و عن عائشة قريباً منه =

قالت: أتى نبي الله ﷺ وعنده عتبة وشيبة فاقبل رسول الله ﷺ عليهما فنزلت: ﴿عَبَسَ وَتَوَلّٰىٓ (١) أن جَآءَ هُ الْاَعْمٰى﴾ ابن أم مكتوم.

(ترجمہ) میں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا ان کے پاس ایک نابینا آدمی بیٹھے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے ان کے لئے لیموں کاٹا اور شہد کے ساتھ ملایا میں نے پوچھا اے ام المؤمنین یہ کون ہے تو انہوں نے فرمایا یہ ابن ام مکتوم ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو عتاب فرمایا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے جب کہ آپ کے پاس عتبہ اور شیبہ بیٹھے ہوئے تھے تو رسول اللہ ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے اس پر عبس وتولی ان جاء ہ الاعمی نازل ہوئی۔ یہاں اعمی سے مراد ابن ام مکتوم ہے۔

﴿اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى (٥) فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى (٦) وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى (٧) وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى (٨) وَهُوَ يَخْشٰى (٩) فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى﴾	(الآیات ٥-١٠)

ترجمہ: وہ جو پرواہ نہیں کرتا۔ آپؐ اس کی فکر میں ہیں۔ حالانکہ آپؐ پر کوئی ملامت نہیں کہ وہ درست نہیں ہوتا۔ اور وہ جو آپؐ کے پاس دوڑے ہوئے آتا ہے۔ اور وہ ڈرتا بھی ہے۔ آپؐ اس سے بے توجہی کرتے ہیں۔

(روایت نمبر: ٦٨٧) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كان رسول الله ﷺ في مجلس في ناس من وجوه قريش منهم أبو جهل بن هشام وعتبة بن ربيعة فيقول لهم: "أليس حسناً أن جئت بكذا وكذا؟" فيقولون: بلى والله

=(٥١/٣٠)، والسيوطى فى تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (٣١٥/٦)، والشوكانى فى فتح القدير عن ابن عباس (٣٧٥/٥)۔

أخرجه الحاكم فى المستدرك عن عائشة بهذا اللفظ (٦٣٤/٣)، وسكت عنه الذهبى فى التلخيص وهو جزء من الحديث السابق۔

(٦٨٧) أخرجه ابن جرير فى تفسيره قريباً من هذا اللفظ (٥١/٣٠)، والسيوطى فى تفسيره عنها بهذا اللفظ (٣١٤/٦)۔

وانظر تخريج الحديث الذى قبله فإنه مثله۔

فجاءه ابن أم مكتوم وهو مشتغل بهم فسأله فأعرض عنه فأنزل الله: ﴿أَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى (٥) فَأَنْتَ لَهُ تَصَدّٰى (٦) وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزَّكّٰى (٧) وَأَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى (٨) وَهُوَ يَخْشٰى (٩) فَأَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى﴾ يعني ابن أم مكتوم.

(ترجمہ) جناب رسول اللہ ﷺ قریش کے بڑے سرداروں کی مجلس میں بیٹھے تھے۔ جن میں ابوجہل بن ہشام اور عتبہ بن ربیعہ بھی تھے آپ ﷺ ان سے کہہ رہے تھے کہ کیا یہ بات اچھی نہیں کہ میں ایسی اور ایسی چیز پیش کروں تو انہوں نے کہا کیوں نہیں خدا کی قسم! پھر حضرت ابن ام مکتومؓ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے جبکہ حضور ﷺ ان سردار مشرکین کے ساتھ مشغول تھے حضرت ابن مکتومؓ نے حضور ﷺ سے سوال کیا تو حضور ﷺ پاک نے ان سے منہ پھیرا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا۔ ﴿أَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى (٥) فَأَنْتَ لَهُ تَصَدّٰى (٦) وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزَّكّٰى (٧) وَأَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى (٨) وَهُوَ يَخْشٰى (٩) فَأَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى﴾ اس سے مراد ابن ام مکتوم ہیں۔

﴿بِأَيْدِيْ سَفَرَةٍ (١٥) كِرَامٍ بَرَرَةٍ﴾	(الآیتان: 15، 16)

ترجمہ: لکھنے والوں کے ہاتھوں میں۔ جو بڑے درجہ کے نیک ہیں۔

عمدہ طریقہ سے اور رک رک کر تلاوت کرنے والے کا ثواب

(روایت نمبر: ٦٨٨) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(٦٨٨) أخرجه القرطبي في تفسيره بهذا اللفظ (١٩/ ٢١٧)، وابن كثير (٤/ ٤٧١)، والسيوطي في الدرالمنثور (٦/ ٣١٥)، والشوكاني في فتح القدير (٥/ ٣٧١)، والنسائي في تفسيره (٢/ ٤٩٢)، وأخرجه البخاري في صحيحه تعليقاً انظره مع الفتح (١٣/ ٥١٨)، وفي كتابه خلق أفعال العباد ص ٩٤، ووصله في تفسيره سورة عبس (٨/ ٦٩١)، وأخرجه مسلم في صحيحه عنها (١/ ٥٤٩)، وأبو داود في سننه انظره مع عون المعبود (٤/ ٣٢٦)، والترمذي في جامعه (٥/ ٧١)، وابن ماجه في سننه (٢/ ١٢٤٢)، والدارمي في مسنده (٢/ ٤٤٤)، والإمام أحمد في المسند (٦/ ٤٨، ٩٤، ٩٨، ١١٠، ١٧٠، ١٩٢، ٢٦٦)، والبغوي في شرح السنة (٤/ ٤٣٠)، وأبو يعلى في مسنده (٢/ ٢٣٢)، والطيالسي في مسنده ص ٢١٠، والإمام عبدالرزاق في مصنفه (٣/ ٣٧٥)، والبيهقي في السنن (٢/ ٣٩٥)، وفي الأسماء والصفات ص ٢٦٣۔

"الـذی یقرأ القرآن وهو ما هر فیه مع السفرة الکرام البررة، والذی یقرؤه وهو علیه شاق له أجران".

وہ شخص جوقرآن کریم پڑھتا ہے اوراس کے پڑھنے میں مہارت رکھتا ہےتو وہ نیکوکارشان والے میر منشی فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جوشخص قرآن پاک کواس حالت میں پڑھتا ہے کہ قرآن کا پڑھنا اس پر مشکل گزرتا ہےتو ایسے شخص کودوہرا اجر ملے گا۔

﴿لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ﴾	(آیۃ:۳۷)

ترجمہ: ان میں سے ہر شخص کی ایسی حالت ہوگی جواس کواس دن دوسروں سے بے پرواہ کر دے گی۔

قیمت میں ہرایک دوسرے سے مستغنی ہوگا

(روایت نمبر:۶۸۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أن الـنبـي ﷺ قال: "یبعث الناس یوم القیامة حفاة عراة غرلاً" قلت : یا رسول الله فکیف بالعورات؟ قال: "لکل امرئی منهم یومئذ شأن یغنیه".

(ترجمہ) جناب نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا قیامت کے دن لوگ ننگے پاؤں ننگے جسم نامختون کھڑے ہوں گے میں نے عرض کیایارسول اللہ شرم گاہوں کا کیا ہوگا فرمایا:

ان میں سے ہرایک کی اس دن وہ حالت ہوگی جودوسرے سے اس کو بے پرواہ کررہی ہوگی۔

(۶۸۹)أخـرجـه ابن جریر فی تفسیره عن عائشة مطولاً (۳۰/ ۶۱)،والبغوی فی تفسیره عـن سـودة أم المؤمنین (۴/ ۴۵۰)، وابـن الـجـوزی فی تفسیره عن عائشة (۹/ ۳۶)، ومثـله الـقرطبی فی التفسیر (۱۹/ ۲۵۵)،والـخازن فی تفسیره عن ابن عباس (۷/ ۲۱۱)،وابن کثیر فـی تـفسیـره عن عائشة وسودة وابن عباس (۴/ ۴۷۴)، والسیـوطـی فی تفسیره عن عائشة (۶/ ۳۱۷)، ومثـلـه النسائی فی التفسیر (۲/ ۴۹۳)، وأخـرجـه النسائی فی السنن عن عائشة بهـذا اللفظ (۴/ ۱۱۴)،والـحـاکـم فـی الـمستدرك وقال: هو علی شرط مسلم ولم یخرجاه (۲/ ۵۱۴)، ووافـقـه الـذهبـی فـی التـلـخیـص وأخـرجـه أیضاً الإمام أحمد فی مسنده عنها (۶/ ۱۱۰)،وانظر تفسیر آیة (۴۸) من سورة الکهف۔

سورة التكوير

یہ سورۃ مکہ میں نازل ہوئی تھی

(روایت نمبر: ۶۹۰)

عن عائشة قالت: نزلت سورة: ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ بمكة.

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سورۃ ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ مکہ میں نازل ہوئی تھی۔

---

(۶۹۰)أخرجه السيوطي في تفسيره (۳۱۸/۶)، ومثله الشوكاني في فتح القدير (۳۷۶/۵)، وأفاد أبو عبيدة في فضائل القرآن (مخطوطة- ورقة رقم ۱۰۲)، وابن الجوزي في فنون الأفنان ص ۳۳۵، وأورده الزركشي في البرهان دون عزو (۱۹۳/۱)، وذكره السيوطي في الإتقان عن ابن عباس (۱۰/۱)، وانظر جمال القراء وكمال الإقراء للسخاوي (۷/۱)، وانظر تنزيل القرآن للزهري ص ۳۷، وأخرجه البيهقي في دلائل النبوة (۱٤۲/۷): موقوفاً على الحسن البصري۔

﴿كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الفُجَّارِ لَفِىْ سِجِّيْنٍ﴾	(آیۃ:۷)

ترجمہ: ہرگز نہیں بے شک گناہگاروں کا اعمالنامہ سجین میں ہے۔

سجین ساتویں زمین پر ہے

(روایت نمبر:۶۹۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سجين الأرض السابعة السفلى".

(ترجمہ) سجین ساتویں نچلی زمین کو کہتے ہیں۔

---

(٦٩٣)أخرجه ابن جرير في التفسير عن ابن عباس (٦ /٣٢٥)، وأخرجه البغوى فى تفسيره عن ابن عباس والبراء وآخرين (٤ /٤٥٩)، وأخرجه السيوطى فى الدرالمنثور عن عائشة (٦/٣٢٥)، وكذلك الشوكانى فى تفسيره (٥/٣٩٠)۔

وجميع تلك الأقوال مرجعها إلى كتب الأحبار فهى من الروايات الإسرائيلية وهى موقوفة۔ ما عدا رواية البراء بن عازب فقد أوردها الثعلبى فى تفسيره مرفوعة إلى النبى ﷺ۔ وأخرجها البغوى عنه فى تفسيره۔

سورة الانشقاق

﴿فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتَابَهٗ بِیَمِیْنِهٖ (٧) فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا﴾	(الآیتان: ٧-٨)

ترجمہ: پس جس کو اس کا اعمالنامہ داہنے ہاتھ میں ملا۔ تو اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔

جس سے حساب ہوگا وہ ہلاک ہوگا

(روایت نمبر:٦٩٤) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

قال رسول الله ﷺ: "لیس أحد یحاسب إلا هلک" فقلت: ألیس الله یقول: ﴿فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتَابَهٗ بِیَمِیْنِهٖ (٧) فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا﴾ قال: لیس ذلک بالحساب، ولکن ذلک العرض ومن نوقش الحساب هلک.

(ترجمہ) جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کسی سے بھی حساب لیا جائے گا وہ ہلاک ہو جائے گا میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں ہے ﴿فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتَابَهٗ بِیَمِیْنِهٖ (٧) فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا﴾ کہ جس کو اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا تو عنقریب اس سے آسان حساب لیا جائے گا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ حساب نہیں ہے بلکہ اس میں تو صرف اس کا

---

(٦٩٤)أخرجه ابن جریر فی تفسیره عن عائشة بأکثر من روایة (٣٠/١١٥، ١١٦)، والبغوی فی تفسیره عنها (٤/ ٤٦٤)، والقرطبی فی تفسیره عن عائشة (١٩/ ٢٧٢)، مع تغییر یسیر فی اللفظ والخازن فی تفسیره عنها (٧/ ٢٢٤)، وابن کثیر فی تفسیره (٤/ ٤٨٨)، بأکثر من روایة والسیوطی فی تفسیره (٦/ ٣٢٩)، والشوکانی فی فتح القدیر (٥/ ٣٩٨)، والنسائی فی تفسیره (٢/ ٥٠٧)۔

وأخرجه البخاری فی صحیحه عن عائشة انظره مع الفتح (١/ ١٧٦، ٨/ ٥٣٥)، ومسلم عنها فی صحیحه (٤/ ٢٢٠٤)، والترمذی فی جامعه (٢/ ١٦٩)، والإمام أحمد فی مسنده (٦/ ٤٧، ٤٨، ٩١، ١٠٨، ١٢٧)، وأبو یعلی الموصلی فی مسنده (٧/ ٤٣٢)۔

اعمال نامہ پیش کیا جانا مراد ہے۔ لیکن جس سے حساب میں پوچھ گچھ کی گئی تو وہ ہلاک ہوگا۔

مؤمن کا آسان حساب کیسے ہوگا

(روایت نمبر:۶۹۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

سمعت رسول الله ﷺ يقول في بعض صلاته: "اللهم حاسبني حساباً يسيراً" فلما انصرف قلت: يا رسول الله وما الحساب اليسير قال: "أن ينظر في كتابه فيتجاوز له عنه، إنه من نوقش الحساب هلك".

(ترجمہ) میں نے حضور ﷺ سے ان کی بعض نمازوں میں یہ کلمات سنے (اللهم حاسبني حساباً يسيرًا) (اے اللہ میرا آسان حساب لینا) پھر جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حساباً یسیرًا آسان حساب کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"أن ينظر في كتابه فيتجاوز له عنه، إنه من نوقش الحساب هلك"

اس کے اعمال نامہ کو دیکھا جائے اور اس سے درگزر کر لیا جائے اور جس سے حساب میں نوک جھونک کی گئی تو وہ ہلاک ہوگا۔

قیامت میں جن سے حساب ہوگا وہ جنت میں جائیں گے

(روایت نمبر:۶۹۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

من حوسب يوم القيامة أدخل الجنة وقالت: ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ (٧) فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا﴾ ثم تلت: ﴿يُعْرَفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَاهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ﴾.

(ترجمہ) قیامت کے دن جس سے حساب لیا جائے گا اس کو جنت میں داخل کیا جائے گا پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ (٧) فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا﴾ جس کو اس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا گیا تو اس سے عنقریب آسان حساب لیا جائے گا پھر

---

(٦٩٥)أخرجه ابن جرير في تفسيره عن عائشة (٣٠/ ١١٥)، وابن الجوزي في تفسيره مع اختلاف يسير في اللفظ (٦٤/٩)، وابن كثير في تفسيره (٤/ ٤٨٨)، والسيوطي في الدرالمنثور عن عائشة بهذا اللفظ (٣٢٩/٦)،والشوكاني في التفسير (٣٩٨/٥)۔

وأخرجه الإمام أحمد في مسنده عن عائشة بهذا اللفظ (٦/ ٤٨)، والحاكم في المستدرك وقال: إنه على شرط مسلم ولم يخرجاه، ووافقه الذهبي في التلخيص (١٠/ ٥٧، ٢٥٥، ٢٤٩/٤، ٥٨٠)،وابن أبي شيبة(٢٤٨/١٣)،وانظر تخريج الذي قبله فهو بمعناه۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ آیت تلاوت کی یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمٰهُمْ فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ ۔ مجرموں کو ان کی نشانیوں سے پہچانا جائے گا اور پھر سر کے بالوں کی چوٹی سے اور پاؤں سے پکڑ کر دوزخ میں گرا دیا جائے گا۔

(فائدہ) یعنی مجرمین کا حساب نہیں ہوگا بلکہ ان کے جرم کی نشانیوں سے ہی پکڑ کر ان کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا لیکن بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے جیسا کہ ابھی اوپر گزرا ہے کہ جس سے حساب میں نوک جھونک کی گئی اس کو سزا ملے گی۔

آسان حساب کا مطلب

(روایت نمبر: ۶۹۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ﴿فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا﴾ کے متعلق فرماتی ہیں کہ:

یعرف ذنوبه ثم يتجاوز له عنها.

(ترجمہ) اس کو اس کے گناہ یاد دلائے جائیں گے اور پھر اس سے درگزر کر لیا جائے گا (یہ آسان حساب کا مطلب ہے)۔

---

(۶۹۶)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر بهذا اللفظ في هذه الآية إلا السيوطي في الدرالمنثور (۳۲۹/۶)۔

وأخرجه ابن أبي شيبة في مصنفه (۳۶۱/۱۳)، وانظر تخريج الحديثين السابقين۔

(۶۹۷)لم أجد من أخرجه بهذا اللفظ عن عائشة في هذه الآية إلا السيوطي في الدرالمنثور (۳۲۹/۶)،وأصل الحديث ثابت في الصحيحين كما مضى تخريجه في أول السورة، وانظر مسند الإمام أحمد(۴۸/۶)،وانظر تخريج الأحاديث الثلاثة السابقة۔

سورة الأعلى

یہ سورۃ مکہ میں اتری تھی

(روایت نمبر:۶۹۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سورۃ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی) مکہ میں اتری تھی۔

حضورؐ کی وتروں کی قراءت

(روایت نمبر۶۹۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أن رسول الله ﷺ كان يقرأ في الوتر في الركعة الأولى بـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی﴾ وبالثانية بـ ﴿قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ﴾ وبالثالثة بـ ﴿قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ﴾ والمعوذتين.

---

(٦٩٨) أخرجه السيوطى فى تفسيره عن عائشة (٣٣٧/٦)، ومثله الشوكانى فى فتح القدير (٥/٠ ٤١)،وأفاده أبو عبيد فى فضائل القرآن(مخطوط- ورقة ١٠٢)، وابن الجوزى فى فنون الأفنان ص ٣٣٥، والزركشى فى البرهان من غير عزو (١ /١٩٣)، والسيوطى فى الإتقان عن ابن عباس (١ /١٠)، وعزاه لابن سعد فى الطبقات ولم أجده، وأخرجه البيهقى فى دلائل النبوة (٣٤٢/٧)، وانظر كتاب الزهرى ما نزل بمكة وما نزل بالمدينة ص ٣٧۔

(٦٩٩)أخرجه البغوى فى تفسيره عن عائشة (٤٧٧/٤)، والخازن فى تفسيره (٢٣٧/٧)، وابن كثير فى تفسيره عنها بهذا اللفظ (٤ /٤٩٩)، والسيوطى فى الدرالمنثور بهذا اللفظ (٣٣٨/٦)۔

وأخرجه أبو داود فى سننه عن عائشة انظره مع عون المعبود (٤ /٢٩٩) ،والترمذى فى جامعه (٢ /٣٢٩)، والنسائى فى السنن عن ابى بن كعب (٣ /٢٣٥، ٢٤٤)، وابن ماجه فى سننه عن عائشة (١ /٣٧١)، والبيهقى فى سننه عن ابى بن كعب (٣ /٣٩٣)، والحاكم فى المستدرك عن عائشة وقال: إنه على شرط الشيخين ولم يخرجاه (٢ /٥٢٠)، ووافقه الذهبى والإمام أحمد فى مسنده عن ابى بن كعب (٤٠٦/٣)، وابن نصر المروزى فى قيام الليل انظر مختصره ص ٢٣٩۔

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی) پڑھتے اور دوسری رکعت میں (قُلْ یٰاَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ) پڑھتے تھے اور تیسری رکعت میں (قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ) اور آخری دو سورتیں پڑھ لیتے تھے۔

(روایت نمبر:۷۰۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كان رسول الله ﷺ يقرأ في الوتر في الركعة الأولى بـ ﴿سَبِّحِ﴾ وفي الثانية: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ وفي الثالثة: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ (۱) والمعوذتين.

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ) پڑھا کرتے تھے اور دوسری رکعت میں (قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ) اور تیسری رکعت میں (قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ) اور معوذتین (یعنی آخری دو سورتیں)۔

﴿بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا (۱۶) وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى﴾	(الآیتان: ۱۶، ۱۷)

ترجمہ: کرڈالنے والا ہے جو چاہتا ہے۔ کیا آپ کو ان لشکروں کی بات پہنچی ہے۔

دنیا کون جمع کرتا ہے

(روایت نمبر:۷۰۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"الدنيا دار من لا دار له ومال من لا مال له ولها يجمع من لا عقل له" (احمد).

(ترجمہ) دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو اور اس کا مال نہ ہو اور اس کو وہی جمع کرتا ہے جس میں عقل نہ ہو۔

---

(۷۰۰) أخرجه البغوی عن عائشة فی تفسيره (۴/۴۷۷)، والخازن فی التفسير (۳۳۷/۷)، وابن كثير فی تفسيره عن عائشة (۴/۴۹۹)، والسيوطی فی الدرالمنثور عنها أيضاً (۳۳۸/۶)، والشوكانی فی تفسيره (۴۱۰/۵)۔

انظر تخريج ما قبله فهو مثله تماماً۔

(۷۰۱) أخرجه ابن كثير فی تفسيره عن عائشه بهذا اللفظ (۴/ ۵۰۱)، ومثله السيوطی فی الدرالمنثور (۶/ ۳۴۱)، وأخرجه الإمام أحمد فی مسنده عن عائشة بهذا اللفظ (۶/ ۷۱)، وأخرجه البيهقی عن عائشة مرفوعاً وعن ابن مسعود موقوفاً والصحيح وقفه۔ انظر الجامع الصغير مع فيض القدير (۵۴۵/۳)، وسبق تخريجه بأوفى من هذا فی تفسير آية (۲۹) من سورة النجم۔

سورة الفجر

یہ سورت مکہ میں اتری تھی

(روایت نمبر:۷۰۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

نزلت سورة الفجر بمكة.

(ترجمہ) یہ سورۂ فجر مکہ میں نازل ہوئی۔

---

(۷۰۲)أخرجه السيوطى فى الدرالمنثور عن عائشة (٦ /٣٤٤)،ومثله الشوكانى فى فتح القدير (٥/ ٤٢٠)، وأفاده أبو عبيد فى فضائل القرآن (مخطوط- ورقة ١٠٢)، وابن الجوزى فى فنون الأفنان ص ٣٣٥، والزركشى فى البرهان دون عزو (١ /١٩٣)،والسيوطى فى الإتقان عن ابن عباس (١/ ١٠)،وعزاه لابن سعد فى الطبقات ولم أجده، وأخرجه البيهقى فى دلائل النبوة (٧/ ١٤٢)، وانظر مقدمتان فى علوم القرآن ص (١١)، وجمال القراء وكمال الإقراء (١/ ٧)۔

سورة البلد

﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ (۱۱) وَمَآ اَدْرٰکَ مَا الْعَقَبَةُ (۱۲) فَکُّ رَقَبَةٍ﴾	(الآیات: ۱۱،۱۲،۱۳)

ترجمہ: پس وہ (دین کی) گھاٹی میں سے ہو کر نہ چلا۔ اور آپ کو کیا معلوم وہ گھاٹی کیا ہے۔ وہ کسی کی گردن کا (غلامی سے) چھڑانا ہے۔

غلام آزاد کرنا افضل ہے یا جہاد

(روایت نمبر ۷۰۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أنه بلغها قول أبي هريرة رضي الله عنه: (علاقه سوط في سبيل الله أعظم أجراً من عتق ولد زنية) فقالت عائشة رضي الله عنها: يرحم الله أباهريرة إنما كان هذا أن الله لما أنزل: ﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ (۱۱) وَمَآ اَدْرٰکَ مَا الْعَقَبَةُ (۱۲) فَکُّ رَقَبَةٍ﴾ قال بعض المسلمين: يا رسول الله إنه ليس لنا رفقة نعتقها وإنما يكون لبعضنا الخويدم التي لا بد منها فنأمرهن يبغين؟ فإذا بغين فولدن أعتقنا أولادهن فقال رسول الله ﷺ: "لا تأمروهن بالبغاء، لعلاقة سوط في سبيل الله أعظم أجراً من هذا".

(ترجمہ) ان کو حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ بات پہنچی کہ اللہ کے راستے میں کوڑا اٹھانے کا ثواب حرام کے غلام کو آزاد کرنے سے زیادہ ثواب رکھتا ہے۔ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابو ہریرہؓ پر رحم فرمائے

(۷۰۳)لم أجد من ذكره من المفسرين عن عائشة عند هذه الآية إلا السيوطى فى الدرالمنثور (۸/ ۵۲٤)

وأخرجه البيهقى فى سننه عن عائشة بهذا اللفظ (۱۰/ ۵۸)، والزركشى فى الإجابة فيما استدركته عائشة على الصحابة ص ۱۱۸، وأخرج الحاكم فى المستدرك قريباً منه وقال:هو على شرط مسلم ولم يخرجه (۲/ ۲۱٤)، وخالفه الذهبى فى التلخيص فقال: (كذا قال وسلمة لم يحتج به لمسلم وقد وثق وضعفه ابن راهويه)۔

صورت یہ ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ آیت اتاری ﴿فَلاَ اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ (۱۱) وَمَآ اَدْرٰکَ مَا الْعَقَبَةُ (۱۲) فَکُّ رَقَبَةٍ﴾ بعض مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے پاس کوئی غلام نہیں جس کو ہم آزاد کریں بلکہ ہم میں سے کسی کی لونڈی ہوتی ہے اگر غلام کو آزاد کرنا ضروری ہو تو ہم ان لونڈیوں کو کہتے ہیں جو حرام کریں گی پھر جو بچہ جنیں گی ہم ان بچوں کو آزاد کریں گے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان کو گناہ کا حکم نہ دو بلکہ اللہ کے راستے میں کوڑے کا صدقہ کرنا یا کوڑے کا گانٹھ دینا اس سے بڑا اجر رکھتا ہے۔

(فائدہ) اللہ کے راستہ سے مراد جہاد ہے۔

(روایت نمبر:۷۰۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

لما نزلت: ﴿فَلاَ اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ﴾ قيل يا رسول الله ما عندنا أحد ما يعتق إلا أن عند أحدنا الجارية السوداء تخدمه وتنوء عليه فلو أمرناهن بالزنا فزنين فجئن بالأولاد فأعتقناهم فقال رسول الله ﷺ: "لأن أمتع بسوط في سبيل الله أحب إلي من آمر بالزنا ثم أعتق الولد".

(ترجمہ) جب ﴿فَلاَ اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ﴾ نازل ہوئی تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس کوئی چیز نہیں جس کو ہم آزاد کریں سوائے اس کے کہ ہمارے پاس کالی لونڈی ہوتی ہے جو خدمت کرتی ہے اور مشقت اٹھاتی ہے اگر ہم ان کو گناہ کا کہیں کہ وہ گناہ کریں پھر اولاد لائیں پھر ہم ان کو آزاد کر دیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ کے راستہ میں کوڑے کا فائدہ پہنچانا میرے ہاں زیادہ محبوب ہے اس سے کہ میں زنا کا حکم دوں کہ پھر اس کی اولاد کو آزاد کیا جائے۔

---

(۷۰۴) أخرجه السيوطي في تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (۸/ ۵۲۳)، ومثله الشوكاني في فتح القدير (۵/ ۴۳۴)۔

وأخرجه الإمام أحمد في المسند عن أبي هريرة مختصراً (۲/ ۳۱۱)، والبيهقي في سننه (۱۰/ ۵۸)، عن عائشة بهذا اللفظ، والحاكم في المستدرك وقال: إنه على شرط مسلم (۲/ ۲۱۵)، وخالفه الذهبي في التلخيص وانظر تخريج الحديث السابق۔

سورة الضحى

کتے اور تصویر والے گھر میں فرشتے نہیں آتے

(روایت نمبر: ۷۰۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

واعد رسول الله ﷺ جبريل في ساعة يأتيه فيها فجاء ت تلك الساعة ولم يأت وفي يده عصا فألقاها من يده وقال: "ما يخلف الله وعده ولا رسله" ثم التفت فإذا جبريل وكلب تحت السرير فقال: "يا عائشة متى دخل هذا الكلب ها هنا؟" قالت: والله ما رأيت به فأمر به فأخرج فجاء جبريل فقال رسول الله ﷺ: "واعدتني فجلست لك فلم تأت" قال: منعني الكلب الذي كان في بيتك ﴿إنا لا ندخل بيتاً فيه كلب ولا صورة.

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرائیلؑ سے ایک وقت طے کیا کہ اس وقت جبرائیلؑ آپ ﷺ کے پاس آئیں گے وہ وقت آیا لیکن حضرت جبرائیلؑ نہیں آئے تو حضور ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی اس کو آپ ﷺ نے گرادیا پھر فرمایا نہ تو اللہ اپنے وعدے کے خلاف کرتا ہے اور نہ اس کا رسول وعدہ خلافی کرتا ہے پھر مڑ کر دیکھا کہ جبرائیلؑ تشریف فرما تھے اور ایک کتا آپ ﷺ کی چارپائی کے نیچے تھا۔ حضور ﷺ نے پوچھا اے عائشہؓ یہ کتا کب سے یہاں داخل ہوا تو انہوں نے عرض کیا خدا کی قسم میں نے اس کو نہیں دیکھا پھر آپ ﷺ نے اس کے متعلق حکم دیا اور اس کو نکال دیا گیا پھر جبرائیلؑ تشریف لائے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا میں آپ کے انتظار میں بیٹھا رہا آپ نہیں آئے تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے اس کتے نے روک دیا تھا جو آپ کے گھر میں موجود تھا کیونکہ ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو اور نہ اس گھر میں داخل ہوتے ہیں جس میں تصویر ہو۔

﴿فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ﴾	(آیۃ: ۹)

ترجمہ: پس جو یتیم ہو اس کو مت ڈانٹ۔

(۷۰۵) ذكره البغوى فى تفسيره موقوفاً على زيد بن سلم (٤ /٤٩٨)، والقرطبى فى تفسيره عن خولة خادمة النبى ﷺ (٢٠ /٩٣)، والخازن فى تفسيره موقوفاً على زيد بن أسلم (٧٠ /٢٥٧)، والسيوطى فى الدرالمنثور (٨ /٥٤١)، وأخرجه مسلم فى صحيحه عن عائشة بهذا اللفظ (٣ /١٥٦٤) والترمذى فى جامعه ٤ /١١٥، والإمام أحمد فى مسنده (٦ /١٤٢)، وأبو يعلى فى مسنده (٧/٨)۔

مسکین، یتیم، بیوہ کیلئے کمانے والے کا ثواب

(روایت نمبر:٧٠٦) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أنا و كافل اليتيم في الجنة كهاتين – و جمع بين السبابة والوسطى – والساعي على اليتيم والأرملة والمسكين كالمجاهد في سبيل الله والصائم القائم لا يفتر".

(ترجمہ) میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ان دو کی طرح ہوں گے پھر آپ ﷺ نے درمیان والی دو انگلیوں شہادت اور اس کے ساتھ والی انگلی کو ملایا اور فرمایا کہ یتیم بیواؤں اور مساکین کے لئے محنت کرنے والا مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے اور اس روزہ دار کی طرح ہے جو وقفہ نہ کرتا ہو اور اس رات کے عبادت گزار کی طرح ہے جو ہمیشہ عبادت کے لئے کھڑا رہے۔

بیٹیوں کی پرورش کا ثواب

(روایت نمبر:٧٠٧) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

جاء ت امرأة ومعها بنتان تسألني فلم تجد عندي غير تمرة واحدة فأعطيتها إياها فشقتها بين ابنتيها ولم تأكل منها شيئاً، ثم قامت فخرجت هي وابنتاها، فدخل علي رسول الله ﷺ فحدثته حديثها فقال رسول الله ﷺ: "من ابتلى من هذه البنات بشيء فأحسن إليهن كن له ستراً من النار".

(ترجمہ) ایک عورت آئی جس کے ساتھ دو بیٹیاں بھی تھیں اس نے مجھ سے مانگا میرے پاس سوائے

---

(٧٠٦) لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر عن عائشة في هذه الآية إلا البغوي (٤/٥٠٠)۔ وأخرجه البخاري في صحيحه انظره مع الفتح (١٠/٤٣٦)، ومسلم في صحيحه (٢٢٨٧/٤)، وأبو داود في سننه انظره مع عون المعبود (١٤/٦٠)، والترمذي في جامعه (٢١/٤)، والإمام أحمد عن أبي هريرة (٢/٣٧٥)، وأبو يعلى الموصلي (٨/٢٨٠)، في مسنده عن عائشة وابن حبان في صحيحه عن أسامة بن زيد مختصراً انظر الإحسان بتقريبه (٢/١٧٩)، والهيثمي في مجمع الزوائد (٨/١٦٠)، وعزاه لأبي يعلى والطبراني في الأوسط وقال فيه: ليث بن أبي سليم مدلس وبقية رجاله ثقات۔ وابن حجر في المطالب العالية (٢/٣٨٧)۔

(٧٠٧) لم أجد من أخرجه من المفسرين بالأثر غير السيوطي فقد ذكره في تفسيره آية البقرة (٢٦٢)، انظر تفسيره (١/٣٣٨)، والحديث متفق عليه عن عائشة انظر اللؤلؤ والمرجان ص ٧١١، وأخرجه عبدالرزاق في مصنفه (١٠/٤٥٧)، وعبد بن حميد في مسنده انظر المنتخب (٣/٢١٩، ٢٤٢)۔

ایک کھجور کے کچھ نہ تھا میں نے وہی اس کو دے دی تو اس نے اس کھجور کے دو ٹکڑے کر کے اپنی دونوں بیٹیوں کو دے دیئے اور اس سے خود کچھ نہ کھایا اور پھر کھڑی ہوئی اور چلی گئی اور اس کی دونوں بیٹیاں بھی چلی گئیں پھر نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے اس عورت کا واقعہ سنایا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس شخص کو ان بیٹیوں میں سے کچھ آزمائش میں ڈالا گیا پھر اس نے ان بچیوں کے ساتھ نیک سلوک کیا تو یہ بچیاں اس کے سامنے جہنم سے رکاوٹ بن جائیں گی۔

﴿وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾	(آیۃ:١١)

ترجمہ: اور جو آپؐ کے رب کا احسان ہے اس کو بیان کر۔

حسن سلوک والے کا شکریہ

(روایت نمبر:٧٠٨) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"من أولى معروفاً فليكافئ به فإن لم يستطع فليذكره فإن من ذكره فقد شكره"۔

(ترجمہ) جو شخص تمہارے ساتھ کوئی بھلائی کا کام کرے تو اس کا بدلہ چکا دینا چاہئے اور اگر بدلہ چکانے کی ہمت نہ ہو تو اس کا اچھے طریقے سے ذکر کر دیا جائے کیونکہ جس نے اس کا اچھے طریقے سے ذکر کر دیا تو اس نے اس کا شکریہ ادا کر دیا۔

---

(٧٠٨)لم أجد من ذكره من المفسرين بالأثر بهذا اللفظ عن عائشة في هذه الآية إلا السيوطي في تفسيره (٨ /٥٤٦)، والشوكاني في فتح القدير (٥/٤٤٧)،وأخرجه الإمام أحمد في مسنده عن عائشة بهذا اللفظ (٦/ ٩٠)، والبيهقي في السنن عن جابر (١٨٢/٦)،والهيثمي في مجمع الزوائد عن عائشة وعزاه للطبراني في الأوسط والإمام أحمد،وقال: فيه صالح بن أبي الأخضر وقد وثق على ضعفه وبقية رجال أحمد ثقات۔ اهـ

والحديث صحيح بهذا المعنى عن ابن عمر وغيره بلفظ:" من صنع إليكم معروفاً فكافئوه فإن عجزتم فادعوا له"، وحديث: " لا يشكر الله من لا يشكر الناس" وذكز ابن كثير في تفسير الآية قريباً منه (٤/ ٥٢٤)، وانظر مسند أحمد (٣ /٧٤)، و كتاب الشكر لابن أبي الدنيا ص ٩٢-٩٥۔

سورة الإنشراح

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی

(روایت نمبر:۷۰۹)

أخرج ابن مردويه عن عائشة قالت: نزلت سورة ﴿أَلَمْ نَشْرَحْ﴾ بمكة.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اَلَمْ نَشْرَحْ مکہ میں نازل ہوئی۔

---

(۷۰۹)أخرجه السيوطی فی تفسيره عن عائشة(۸ /۵٤٦)، وكذلك الشوكانی فی فتح القدير (٥/٤٤٨)۔

ذكره أبو عبيد فی فضائل القرآن(مخطوط – ورقة ۲ ۱۰)،وابن الجوزی فی فنون الأفنان ص ۳۳۵، والزركشی فی البرهان (۱ /۱۹۳)، دون عزو لمن أخرجه أو رواه والسيوطی فی الإتقان عن ابن عباس (۱ /۱۰)، وعزاه لابن سعد فی الطبقات۔ وانظر: مقدمتان فی علوم القرآن ص ۱۱۔

وأخرجه البيهقی فی دلائل النبوة (۷/٤٢ ۱)، عن عائشة وإنما رواه ابن سعد عن أنس (۱ /۱۵۰)، ومثله البيهقی فی (۲/۵)،وانظر تنزيل القرآن للإمام الزهری ص ۳۷،وحديث شق الصدر ثابت أنه بمكة عند مسلم (۱/۱٤۷)۔

سورة العلق

حضورؐ پر وحی کے آغاز کا واقعہ

(روایت نمبر: ۷۱۰)

أخرج عبدالرزاق وأحمد وعبد بن حميد والبخاري ومسلم وابن جرير وابن الأنباري في المصاحف وابن مردويه والبيهقي من طريق ابن شهاب عن عروة بن الزبير عن عائشة أم المومنين أنها قالت: أول ما بدىء به رسول الله ﷺ من الوحي الرؤيا الصالحة في النوم فكان لا يرى رؤيا إلا جاء ت مثل فلق الصبح ثم حبب إليه الخلاء وكان يخلو بغار حراء فجاء ه الملک فقال: اقرأ قال: "قلت ما أنا بقارئی قال: فأخذني فغطني حتى بلغ مني الجهد ثم أرسلني فقال: إقرأ فقلت: ما أنا بقارئی قال: فأخذني فغطني الثانية حتى بلغ مني الجهد ثم أرسلني فقال: إقرأ فقلت: ما أنا بقارئی فأخذني فغطني الثالثة حتى بلغ مني الجهد ثم أرسلني فقال: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِى خَلَقَ (١) خَلَقَ الْإِنسَ مِنْ عَلَقٍ (٢) اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ (٣) الَّذِى عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾" الآيات. فرجع بها رسول الله ﷺ يرجف فؤاده فدخل على خديجة بنت خويلد فقال: "زملوني زملوني" فزملوه حتى ذهب عنه الروع فقال لخديجة وأخبرها الخبر "لقد خشيت على نفسي" فقالت خديجة : كلا والله ما يخزيک الله أبداً إنک لتصل الرحم وتحمل

(۷۱۰)أخرجه ابن جرير فی تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (۳۰ /۲۵۱)، والبغوی فی تفسيره(٤ /٥٠٦)، والقرطبی فی التفسير (۲۰ /۱۱۸)، والخازن فی تفسيره (۷/ ۲٦۷)، وابن كثير فی تفسيره (٤ /٥۲۷)، والسيوطی فی الدرالمنثور (٦ /٣٦٨)،والشوكانی فی فتح القدير (٤٥٨/٥)۔

وأخرجه عبدالرزاق فی مصنفه عن عائشة (٣٢١/٥)، وابن سعد فی الطبقات (١٩٤/١)، والبخاری فی صحيحه انظره مع الفتح (٨ /٧١٥)، ومسلم فی صحيحه (١٣٩/١)،فما بعدها، والإمام أحمد فی مسنده (٢٣٢/٦)،والبيهقی فی سننه (٦/٩)۔

الکل وتکسب المعدوم وتقري الضيف وتعين على نوائب الحق حوادثه. فانطلقت به خديجة حتى أتت ورقة بن نوفل بن أسد عبدالعزى ابن عم خديجة و كان امرأ قد تنصر في الجاهلية و كان يكتب الكتاب العبراني فيكتب الإنجيل بالعبرانية ما شاء الله أن يكتب و كان شيخاً كبيراً قد عمي فقالت له خديجة: يا ابن عم اسمع من ابن أخيک فقال له ورقة هذا الناموس الذي أنزل الله على موسى يا ليتني أكون فيها جذعاً يا ليتني أكون فيها حياً إذ يخرجک قومک فقال رسول الله ﷺ : "أو مخرجي هم" قال: نعم ' لم يأت رجل قط بمثل ما جئت به إلا عودي وإن يدركني يومک أنصرک نصراً مؤزرا ثم لم ينشب ورقة أن توفي وفتر الوحي قال ابن شهاب : وأخبرني أبو سلمة ابن عبدالرحمن: أن جابر بن عبدالله الأنصاري قال وهو يحدث عن فترة الوحي فقال في حديثه: "بينا أنا أمشي إذ سمعت صوتاً من السماء فرفعت بصري فإذا الملک الذى جاء نى بحراء جالس على كرسى بين السماء والأرض فرعبت منه فرجعت فقلت: زملونى زملونى فأنزل الله: ﴿يٰأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ (١) قُمْ فَأَنذِرْ (٢) وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ (٣) وَثِيَابَکَ فَطَهِّرْ (٤) وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾" فحمي الوحي وتتابع.

(ترجمہ) حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کو وحی کا آغاز نیند میں اچھے خوابوں کے ساتھ کیا گیا۔

آپ ﷺ جو خواب بھی دیکھتے تھے وہ کھلی صبح کی طرح ظاہر ہو جاتا تھا پھر حضور ﷺ کی طبیعت میں خلوت کو ڈالا گیا تو آپ ﷺ غار حرا میں تنہا رہنے لگے پھر فرشتہ آیا اور کہنے لگا آپ ﷺ پڑھئے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں پھر فرشتے نے مجھے اتنا بھینچا حتیٰ کہ مجھے مشقت پہنچی پھر مجھے چھوڑ دیا پھر فرمایا کہ پڑھیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں تو حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ پھر فرشتے نے مجھے پکڑا اور دوسری دفعہ بھینچا حتیٰ کہ مجھے بہت مشقت ہوئی پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھئے میں نے کہا کہ میں پڑھا نہیں ہوں پھر اس نے مجھے پکڑا اور تیسری دفعہ بھینچا حتیٰ کہ مجھے بہت مشقت ہوئی پھر مجھے اس نے چھوڑ دیا اور کہا ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِی خَلَقَ (١) خَلَقَ الْإِنْسَ مِنْ عَلَقٍ (٢) اقْرَأْ وَرَبُّکَ الْأَکْرَمُ (٣) الَّذِی عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾ پھر حضور ﷺ یہ آیات لے کر واپس لوٹے آپ ﷺ کا دل کانپ رہا تھا آپ ﷺ حضرت خدیجہؓ کے پاس آئے اور فرمایا کہ مجھے چادر اوڑھا دو مجھے چادر اوڑھا دو تو انہوں نے ان کو چادر اوڑھا دی حتیٰ کہ ان سے گھبراہٹ اتر

گئی اور حضرت خدیجہ سے فرمایا اور پوری خبر سنائی اور فرمایا اپنی جان کے متعلق خوف زدہ ہوں حضرت خدیجہؓ نے فرمایا کبھی نہیں خدا کی قسم اللہ آپ ﷺ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا آپ صلہ رحمی کرنے والے ہیں اور بوجھ بانٹنے والے ہیں اور نادار کی خدمت کرتے ہیں اور مہمان نوازی کرتے ہیں اور حوادثات حق میں مدد کرتے ہیں پھر حضرت خدیجہ حضور ﷺ کو لے کر کے اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل بن اسد عبدالعزیٰ کے پاس لے گئیں یہ شخص جاہلیت کے زمانہ میں نصرانی ہو گئے تھے اور انجیل کو عبرانی زبان میں لکھتے تھے جتنا اللہ کو منظور تھا انہوں نے لکھا یہ بہت بوڑھے شخص تھے اور نابینا ہو گئے تھے حضرت خدیجہؓ نے ان سے کہا اے چچا کے بیٹے اپنے بھائی کے بیٹے کی بات سنو تو ورقہ بن نوفل نے حضور ﷺ سے فرمایا یہ وہ ناموس ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتارا تھا کاش کہ میں اس وقت زندہ ہوتا جب آپ ﷺ کی قوم آپ کو نکال دے گی تو حضورؐ نے فرمایا کیا یہ مجھے نکال دیں گے فرمایا ہاں کوئی شخص بھی اس چیز کے ساتھ نہیں آیا جو آپ لے کر آنے والے ہیں مگر اس کے ساتھ دشمنی کی گئی ہے اگر مجھے وہ دن مل گیا تو میں آپ کی پوری مدد کروں گا لیکن ورقہ اس کے بعد زندہ نہ رہے جلدی فوت ہو گئے اور وحی اترنے میں وقفہ ہو گیا حضرت ابن شہاب فرماتے ہیں مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ وحی کے وقفہ کے متعلق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنے ارشاد میں فرمایا کہ میں ایک دفعہ چل رہا تھا کہ میں نے آسمان سے ایک آواز سنی اور میں نے اپنی نگاہ اٹھائی تو وہی فرشتہ نظر آ رہا تھا جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا وہ ایک کرسی پر آسمان اور زمین کے درمیان بیٹھا ہوا تھا میں اس سے مرعوب ہوا تو میں گھر لوٹ آیا اور کہا مجھے چادر اوڑھا دو مجھے چادر اوڑھا دو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْمُدَّثِّرُ (١) قُمْ فَأَنذِرْ (٢) وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ (٣) وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (٤) وَٱلرُّجْزَ فَٱهْجُرْ﴾.

اس کے بعد کثرت سے اور لگاتار وحی نازل ہونے لگی۔

حضورؐ پر سب سے پہلے کونسی سورتیں نازل ہوئیں

(روایت نمبر:۷۱۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كان أول ما نزل عليه بعد ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ ﴿ن والقلم﴾ و ﴿يَأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ و

(۷۱۱) لم أجد من أورده من المفسرين بالأثر بهذا اللفظ في هذه الآية إلا السيوطي في الدر المنثور (٣٦٨/٦)۔=

﴿والضحی﴾.

(ترجمہ) سب سے پہلے حضور ﷺ پر اقرأ باسم ربک اور نون والقلم اور یا ایها المدثر اور سورۃ ضحی نازل ہوئی۔

سب سے پہلے اترنے والی وحی

(روایت نمبر:۷۱۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

إن أول ما أنزل من القرآن: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِی خَلَقَ﴾.

(ترجمہ) سب سے پہلے قرآن کریم میں اقرأ باسم ربک الذی خلق نازل ہوئی تھی۔

حضورؐ کی شروعِ رسالت کا بہترین واقعہ

(روایت نمبر:۷۱۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

أن رسول الله ﷺ اعتکف هو و خدیجة شهراً فوافق ذلک رمضان، فخرج رسول الله ﷺ وسمع السلام علیکم قالت: فظننت أنه فجأة الجن فقال: "أبشروا فإن السلام

(۷۱۱)لم أجد من أورده من المفسرين بالأثر بهذا اللفظ فى هذه الآية إلا السيوطى فى الدرالمنثور (۳٦۸/٦)۔=

=وأخرجه عن عائشة أبو عبيد فى فضائل القرآن ورقة (۱۰۲)، وأفاده ابن الجوزى فى فنون الأفنان ص ۳۳۸، وذكره الزهرى فى كتابه تنزيل القرآن ص ۳۷، وانظر الإتقان للسيوطى (۱/۱۰)، وانظر دلائل النبوة للبيهقى(۷/۱٤۲)۔

(۷۱۲)أخرجه ابن جرير فى تفسيره عن عائشة (۳/۲٥۲)، والبغوى فى التفسير (٤/٥۰۷)، والقرطبى فى التفسير (۲۰/۱۱۸)، والخازن فى تفسيره ولم يعزه لعائشة (۷/۲٦۷)، وأشار إليه ابن كثير فى تفسيره من حديث الزهرى وذكر أنه تكلم على سنده ومتنه ومعانيه باستقصاء فى كتابه: شرح البخارى (٤/٥۲۸)، وأخرجه السيوطى عن ابن عباس (٦/ ۳٦۸)، والشوكانى فى تفسيره (٥/٤٥٥)۔

وأخرجه الحاكم فى المستدرك وقال: على شرطهما ولم يخرجاه (۲/ ۲۲۰، ۲۲۱، ٥۲۹)، وسكت عنه الذهبى فى التلخيص وأخرجه البيهقى فى سننه عنها (۹ /٦)، وفى دلائل النبوة (۲/۱٥٥)۔

(۷۱۳)لم أجد من أخرجه من المفسرين بالأثر عن عائشة بهذا اللفظ إلا السيوطى فى تفسيره (٦/۳٦۹)۔=

خیر" ثم رأى يوماً آخر جبريل على الشمس له جناح بالمشرق و جناح بالمغرب قال: فهبت منه فانطلق يريد أهله فإذا هو بجبريل بينه وبين الباب قال: حتى أيست منه ثم وعدني موعداً فجئت لموعده واحتبس عليّ جبريل فلما أراد أن يرجع إذا هو به وميكائيل فهبط جبريل إلى الأرض و ميكائيل بين السماء والأرض فأخذني جبريل فصلقني بحلاوة القفا وشق عن بطني فأخرج منه ما شاء الله ثم غسله في طست من ذهب ثم أعاد فيه ثم كفأني كما يكفئ الإناء ثم ختم في ظهري حتى وجدت مس الخاتم ثم قال لي: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ ولم أقرأ كتاباً قط فأخذ بحلقي حتى أجهشت بالبكاء، ثم قال لي: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ إلى قوله - ﴿مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ . قال فما نسيت شيئاً بعده ثم وزنني جبريل برجل فوزنته ثم وزنني بآخر فوزنته ثم وزنني بمائة فقال ميكائيل تبعته أمته ورب الكعبة قال: ثم جئت إلى منزلي فلم يلقني حجر ولا شجر إلا قال: السلام عليك يا رسول الله حتى دخلت على خديجة فقالت: السلام عليك يا رسول الله".

(ترجمہ) جناب رسول اللہ ﷺ اور حضرت خدیجہؓ نے ایک مہینے کا اعتکاف کیا اور یہ اعتکاف رمضان شریف کا ہی ہوا پھر حضور ﷺ نکلے اور السلام علیکم کی آواز سنی حضرت خدیجہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے خیال کیا کہ اچانک کسی جن نے سلام کیا ہے مگر اس نے کہا خوش ہو جاؤ سلام خیر ہی ہے پھر آپ ﷺ نے ایک اور دن جبرائیلؑ کو سورج کے سامنے دیکھا کہ ان کا ایک پَر مشرق میں اور ایک پَر مغرب میں ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اس سے گھبرا گیا پھر حضور ﷺ اپنے گھر والوں کی طرف جانے لگے تو دیکھا کہ جبرائیلؑ آپ کے اور آپ کے دروازے کے سامنے موجود ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تو ان سے ملنے کو ناامید ہی ہو گیا تھا پھر جبرائیلؑ نے میرے ساتھ ایک ملاقات کا وعدہ کیا میں اس وعدے کے مطابق پہنچا لیکن حضرت جبرائیلؑ تشریف نہ لائے پھر جب حضور ﷺ لوٹنے لگے تو دیکھا کہ حضرت جبرائیل اور میکائیلؑ سامنے ہیں پھر جبرائیلؑ زمین پر اترے اور میکائیلؑ آسمان اور زمین کے درمیان میں رہے پھر حضرت جبرائیل نے مجھے پکڑا اور گدی کے بل لٹایا اور میرا پیٹ چاک کیا اور جو کچھ اللہ کو منظور تھا اس سے نکالا پھر اس کو سونے کے تھال میں دھویا پھر اس کو اس میں لوٹا دیا پھر مجھے اس طرح ڈھانپ دیا جیسے برتن کو ڈھانپ دیا

=وأخرجه البيهقي في دلائل النبوة بألفاظ قريبة من هذا(٢ /١٥٥)، فما بعدها، وأبو نعيم في دلائل النبوة ص ٢٢٠، وانظر تخريج الأحاديث الثلاثة الماضية- و (صلقني) أي: ألقاني على قفاي- انظر مادة (صلق) في لسان العرب-

جاتا ہے (یعنی پیٹ کے چاک کرنے کے بعد ان دونوں حصوں کو برابر ملا دیا) پھر میری پشت پر مہر لگائی حتیٰ کہ میں نے مہر کے لگنے کو بھی محسوس کیا پھر مجھے فرمایا ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ جب کہ میں نے کبھی کوئی کتاب نہیں پڑھی تھی پھر فرشتے نے میرے گلے سے پکڑا حتیٰ کہ مجھے رونا آ گیا پھر مجھے کہا یہ پڑھو ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ﴿مَالَمْ يَعْلَمْ﴾ تک۔ پھر حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اس واقعہ کے بعد کچھ بھی نہیں بھولا پھر جبرائیلؑ نے ایک آدمی کے ساتھ میرا وزن کیا تو میرا وزن بھاری ہوا پھر اور آدمی کے ساتھ بھی اس کو ملا کر میرے ساتھ وزن کیا پھر بھی میرا وزن بھاری ہوا پھر سو آدمیوں کے ساتھ میرا وزن کیا تو میکائیلؑ نے فرمایا کہ آپ کی امت آپ کی تابعدار رہے گی رب کعبہ کی قسم حضور ﷺ فرماتے ہیں پھر میں اپنے گھر واپس لوٹا اور جس پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتا تھا تو وہ کہتے تھے السلام علیک یا رسول اللہ حتیٰ کہ میں حضرت خدیجہؓ کے پاس گیا تو انہوں نے بھی کہا السلام علیک یا رسول اللہ۔

سورة القدر

یہ سورت مکہ میں اتری تھی

(روایت نمبر:۷۱۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:
نزلت سورة : ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ بمكة.
(ترجمہ) سورۃ ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ مکہ میں نازل ہوئی تھی۔

لیلۃ القدر کب ہوتی ہے

(روایت نمبر:۷۱۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"تحروا ليلة القدر في العشر الأواخر".
(ترجمہ) ليلة القدر کوآخری دہائی میں تلاش کرو۔
(فائدہ) آخری دہائی سے مراد رمضان المبارک کے آخری دس دن ہیں۔
(روایت نمبر:۷۱۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

---

(٧١٤)أخرجه السيوطى فى التفسير عن عائشة (٦ / ٣٧٠)، ومثله الشوكانى فى فتح القدير (٤٥٨/٥)، وأفاده أبو عبيد فى فضائل القرآن (مخطوط- ورقة ١٠٢)، وابن الجوزى فى فنون الأفنان ص ٣٣٥، والزركشى فى البرهان دون عزو لمن رواه، أو أخرجه (١٩٣/١)، والسيوطى فى الإتقان عن ابن عباس (١٠/١)، وعزاه لابن سعد فى الطبقات ولم أجده وأخرجه البيهقى فى دلائل النبوة (٧ /١٤٢)، وانظر كتاب السخاوى: جمال القراء وكمال الإقراء (٧/١)

(٧١٥)أخرجه البغوى فى تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (٤ /٥١٠)، والخازن فى تفسيره (٢٧٢/٧)، والسيوطى فى الدرالمنثور (٣٧٢/٦)۔

وأخرجه ابن أبى شيبة فى المصنف عن عائشة (٣ /٧٥، ٥١١)، والإمام أحمد فى مسنده أيضاً (٦ /٥٠، ٥٦، ٢٠٤)، والحديث متفق عليه عنها انظر اللؤلؤ والمرجان ص ٢٦١۔

(٧١٦)أخرجه البغوى فى تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (٤ /٥١٠)وابن كثير فى تفسيره =

أن النبي ﷺ قال: "تحروا ليلة القدر في الوتر من العشر الأواخر من رمضان".
(ترجمہ) جناب نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایالیلة القدر کورمضان کی آخری دس راتوں کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

آخری عشرہ رمضان میں حضورؐ کی کثرت عبادت

(روایت نمبر:۷۱۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:
كان رسول الله ﷺ يجتهد في العشر اجتهاداً لا يجتهده في غيره.
(ترجمہ) نبی کریم ﷺ اس عشرے میں اتنا مشقت اٹھاتے تھے جتنا کہ کسی اور میں نہیں اٹھاتے تھے۔
(فائدہ) مشقت سے مرادرات دن کی عبادت ہے۔

ان ایام میں عورتیں بھی کثرت سے عبادت کریں

(روایت نمبر:۷۱۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:
كان رسول الله ﷺ إذا دخل العشر الأواخر من رمضان شد المئزر وأحيا ليله وأيقظ أهله.
(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ جب رمضان کا آخری عشرہ داخل ہوتا تو اپنا تہبند کس لیتے اور رات کوخود بھی جاگتے اور اپنے گھر والوں کوبھی جگا رکھتے تھے۔

=(٥٣٤/٤)، والسيوطى فى الدرالمنثور (٣٧٣/٦)۔
وأخرجه البخارى فى صحيحه عن عائشة انظره مع الفتح (٢٥٩/٤)، والبيهقى فى سننه (٣٠٧/٤)، وابن أبى داود فى مسند عائشة ص٨٧، وانظر التخريج الذى قبله۔
(٧١٧)أخرجه البغوى فى تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (٥١٠/٤)، وابن كثير فى تفسيره (٥٣٤/٤)، والسيوطى فى الدرالمنثور (٣٧٦/٦)۔
وأخرجه ابن أبى شيبة فى مصنفه عن عائشة بهذا اللفظ (٥١٥/٢، ٧٨/٣)، والحديث ثابت فى صحيح مسلم (٨٣٢/٢)، وعند الترمذى فى جامعه (١٦١/٣)، وابن ماجه فى سننه (٥٦٢/١)، والإمام أحمد فى مسنده (٢٥٦،١٢٣،٨٢/٦)۔
(٧١٨)أخرجه البغوى عن عائشة فى تفسيره بهذا اللفظ (٥١٠/٤)، والخازن فى تفسيره (٢٧٤/٧)، وابن كثير فى التفسير (٥٣٤/٤)۔
والحديث متفق عليه عن عائشة بهذا اللفظ انظر اللؤلؤ والمرجان ص٢٦٣۔

شب قدر کی دعا

(روایت نمبر:۷۱۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

قلت يا رسول الله : إن وافقت ليلة القدر فما أقول: قال: "قولي اللهم إنک عفو تحب الفعو فاعف عني".

(ترجمہ) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر مجھے لیلة القدر مل جائے تو میں کیا کہوں فرمایا یہ کہو "**اللهم انک عفو تحب العفو فاعف عنی**" (اے اللہ آپ درگزر کرنے والے ہیں درگزر کو پسند کرتے ہیں پس آپ مجھ سے درگزر فرمالیجئے)۔

رکوع میں حضورؐ کی تسبیح

(روایت نمبر:۷۲۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كان رسول الله ﷺ يقول في ركوعه : "سبوح قدوس رب الملائكة والروح"(۱).

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ اپنے رکوع میں (**سبوح قدوس رب الملائكة والروح**) پڑھا کرتے تھے۔

(رکوع کی تسبیح کا ترجمہ) منزہ ہے پاک ہے فرشتوں کا رب ہے اور روح کا رب ہے۔

(فائدہ) یہ کلمات نوافل نماز کے رکوع وسجدہ میں کہے جا سکتے ہیں اور روح سے مراد فرشتوں کی ایک قسم ہے جو فرشتے نہیں ہیں تفصیل کے لئے میری کتاب "فرشتوں کے عجیب حالات" ملاحظہ فرمائیں۔

---

(۷۱۹)أخرجه الخازن فی تفسیره عن عائشة بهذا اللفظ (۷ /۲۷٤)، وابن كثير فی التفسير (٤/۵۳٤)، والسيوطی فی الدرالمنثور (۳۷۷/٦)، والنسائی فی تفسيره (۲/۵۳۹)، وأخرجه أحمد فی مسنده عن عائشة بهذا اللفظ (٦/۱۷۱،۱۸۲،۱۸۳،۲۰۸)،والترمذی فی جامعه (۵/۵۳٤)،وابن ماجه فی السنن (۲/۱۲٦۵)۔ وابن نصر فی قيام الليل انظر مختصره ص ۲۳۹،والبيهقی فی شعب الإيمان (۷/۲۹۹)،فما بعدها، والنسائی فی عمل اليوم والليلة ص ۵۰۰، وابن السنی فی عمل اليوم والليلة ص۲۰۷ ۔ والحديث صحيح۔

(۷۲۰)أخرجه النسائی فی تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (۵۳۸/۲)، ولم أجده لغيره من المفسرين بالأثر فی هذا الموضع۔

وأخرجه مسلم فی صحيحه (۳۵۳/۱)، وأبو داود فی سننه (۱/ ۲۳۰)،والنسائی فی سننه (۲/۱۹۰،۲۲٤)، وانظر تحفة الأشراف (۱۲/ ۳۲۸)۔

شب قدر میں عافیت کی دعا کرو

(روایت نمبر:۷۲۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

لو عرفت أي ليلة ما سألت فيها إلا العافية.

(ترجمہ) اگر میں اس رات کو پہچان لوں تو میں سوائے اس عافیت کے اور کسی چیز کی دعا نہ کروں۔

(روایت نمبر:۷۲۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

لو علمت أي ليلة القدر كان أكثر دعائي فيها أسأل الله العفو والعافية.

(ترجمہ) اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ شب قدر کون سی ہے تو میری اکثر دعا اس میں یہی ہوگی کہ میں اللہ تعالیٰ سے عفو و عافیت کا سوال کروں گی۔

---

(۷۲۱)لم أجده بهذا اللفظ لعائشة عند غير السيوطي (۳۷۷/٦)۔

وأخرجه ابن أبي شيبة في مصنفه (۲۰٦/۱۰)، ومحمد بن نصر في قيام الليل انظره مختصره ص ۲۳۹،والبيهقي في شعب الإيمان (۳۰۰/۷)۔

(۷۲۲)لم أجده بهذا اللفظ لعائشة عند غير السيوطي (۳۷۷/٦)۔

وأخرجه ابن أبي شيبة في مصنفه(۲۰۳/۱۰)، والبيهقي في شعب الإيمان (۳۰۰/۷)، والهندي في كنز العمال(٥٦/۲)،وعزاه لابن أبي شيبة۔ وأخرجه الإمام أحمد في مسنده من عائشة مرفوعاً في أكثر من موضع (۲۰۸،۱۸۳،۱۸۲،۲۱۷۱/٦)۔

سورة البينة

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی

(روایت نمبر:۷۲۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

نزلت سورة : ﴿لَمْ يَكُنِ﴾ بمكة.

(ترجمہ) یہ سورۂ ﴿لَمْ يَكُنِ﴾ مکہ میں اتری تھی۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحٰتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ﴾	(آیۃ:۷)

ترجمہ: وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہ لوگ سب مخلوقات میں بہتر ہیں۔

اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ حضرات

(روایت نمبر:۷۲۴) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

قلت يا رسول الله من أكرم الخلق على الله؟ قال: "يا عائشة أما تقرئين: ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحٰتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ﴾".

---

(٧٢٣)أورده السيوطى فى تفسيره (٦ /٣٧٧)،والشوكانى فى فتح القدير(٥ /٤٦١)، أفاده أبو عبيد فى فضائل القرآن (مخطوط- ورقة١٠٢)، وابن الجوزى فى فنون الأفنان ص ٣٣٥، وذكره الزركشى فى البرهان (١٩٣/١)، دون عزوه لراو ولا من خرجه۔

وأخرجه السيوطى فى الإتقان عن ابن عباس(١٠/١)،وعزاه لابن سعد فى الطبقات۔ ولم أجده۔

وأخرجه البيهقى فى دلائل النبوة(٧ /١٤٢)، وقال: إنها نزلت بالمدينة وليس كما ذكره السيوطى۔

(٧٢٤)أورده السيوطى فى الدرالمنثور عن عائشة بهذا اللفظ (٣٧٩/٦)، ومثله الشوكانى فى فتح القدير (٤٦٤/٥)۔

ولم أجده فيما اطلعت عليه من كتب السنة۔

(ترجمہ) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ کے نزدیک مخلوق میں سب سے باعزت کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! آپ نے پڑھا نہیں ہے۔ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ﴾.

(ترجمہ) بے شک جولوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے یہ لوگ بہترین خلائق ہیں۔

سورة الزلزلة

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ (۷) وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾	(الآیتان: ۷،۸)

ترجمه: پس جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس کو (وہاں) دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ اس کو (وہاں) دیکھ لے گا۔

صدقہ کر کے جہنم سے بچو

(روایت نمبر:۷۲۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپؐ نے فرمایا:

"اتقوا النار ولو بشق تمرة" ثم قرأت: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ﴾.

(ترجمہ) جہنم سے بچو اگر چہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی۔ ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ﴾.

معمولی صدقہ کا بڑا اجر

(روایت نمبر:۷۲۶) حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں ہمیں بیان کیا گیا کہ:

---

(۷۲۵) أخرجه ابن كثير فى تفسيره عن عائشة قريباً من هذا اللفظ (۴/ ۵۴۰)، وأجرجه السيوطى فى تفسيره (۶/ ۳۸۲)، وانظر أسباب النزول للواحدى قريباً منه ص ۴۹۷، والحديث متفق عليه عند عائشة، انظر اللؤلؤ والمرجان ص ۲۰۹، والإمام أحمد فى مسنده (۶/۷۹،۱۳۸)، وأخرجه الترمذى فى جامعه عن عائشة وعدى بن حاتم (۴/۵۷۹،۶۱۱)، والنسائى فى سننه (۵/ ۷۴)، وابن ماجه فى سننه (۱/ ۵۹۱)، والدارمى فى سننه (۱/ ۳۹۰)، كلهم عن عدى بن حاتم۔

(۷۲۶) ذكره الخازن فى تفسيره عن عائشة (۷/۲۸۲)، وابن كثير فى =

ذكرلنا أن عائشة رضي الله عنها جاء ها سائل فأمرت له بتمرة ، فقال لها قائل: يا أم المؤمنين إنكم لتصدقون بالتمرة!؟ قالت: نعم والله إن الخلق كثير ولا يشبعه إلا الله ﴿ أو ليس فيه مثاقيل ذر كثيرة.

(ترجمہ) حضرت عائشہؓ کے پاس ایک مانگنے والا آیا تو آپ نے اس کے لئے ایک کھجور دینے کا حکم دیا تو ان سے کسی نے کہا اے ام المومنین! آپ ایک کھجور کا صدقہ کرتی ہیں تو انہوں نے فرمایا ہاں خدا کی قسم مخلوق بہت ہے اس کو اللہ کے سوا کوئی نہیں رجا سکتا کیا اس کھجور کے دانے میں بہت ساری چیونٹیوں کے وزن نہیں ہیں۔

(فائدہ) قرآن شریف میں مثقال ذرۃ کالفظ ہے اور ذرہ کا مطلب چیونٹی بھی ہوتا ہے۔ تو اگر ایک کھجور کے دانے کے بدلے میں چیونٹیوں کا وزن کیا جائے تو کتنی چیونٹیاں آسکتی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ایک چیونٹی کے وزن کے برابر میں کسی کی نیکی ضائع نہیں کرے گا۔ تو ایک کھجور کا صدقہ تو بہت ساری نیکیوں کی مد میں آجائے گا۔

معمولی صدقہ کا ثواب

(روایت نمبر:۷۲۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أن سائلاً أتاها وعندها سلة من عنب فأخذت حبة من عنب فأعطته فقيل لها في ذلك فقالت: هذا أثقل من ذر كثير ثم قرأت: ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ﴾.

(ترجمہ) ایک مانگنے والا آپؓ کے پاس آیا اور آپؓ کے پاس انگوروں کی ایک ٹوکری رکھی ہوئی تھی آپؓ نے انگوروں سے ایک دانہ لیا اور اس کو دے دیا ان سے اس کے متعلق کہا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ بہت ساری چیونٹیوں سے زیادہ وزنی ہے پھر آپؓ نے یہ آیت پڑھی ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ﴾ (ترجمہ) اور جس نے ایک چیونٹی کے برابر بھی نیک عمل کیا تو وہ قیامت کے دن اس کو اپنے اعمال نامے میں پائے گا اور اس کا اجر دیکھ لے گا۔

=تفسيره(٤/ ٥٤٠)، وأخرجه السيوطي في تفسيره (٦/ ٣٨٢)۔

انظر الحديثين بعده فإنهما بمعناه۔

(٧٢٧)أورده السيوطي في تفسيره بهذا اللفظ عن عائشة (٦ /٣٨٢)، ولم أجده لغيره من المفسرين بالأثر۔

وأخرجه مالك في موطأه عن عائشة (٢ /٩٩٧)، وأخرج ابن سعد في الطبقات عنها قريباً من هذا اللفظ (٦٧/٧)۔

(روایت نمبر:۷۲۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أن سائلاً جاء ها فقالت لجارتها: أطعميه فوجدت تمرة فقالت: أعطيه إياها فإن فيها مثاقيل ذر إن تقبلت.

(ترجمہ) ایک مانگنے والا ان کی خدمت میں آیا تو آپؓ نے اپنی پڑوسن سے کہا کہ اس کو کھلا دو تو اس نے ایک کھجور پائی تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا یہی دے دو کیونکہ اس میں بہت سی چیونٹیوں کے وزن کی مقدار موجود ہے اگر اس کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول کرلیا جائے۔

---

(۷۲۸)أورده السيوطي في تفسيره بهذا اللفظ عن عائشة (۳۸۲/٦)، ولم أجده لغيره من المفسرين بالاثر انظر الحديثين السابقين فهما بمعناه۔

سورة الفيل

ابرہہ کے ہاتھی چلانے والوں کا انجام

(روایت نمبر:۷۲۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

لقد رأيت سائس الفيل وقائده بمكة أعميين مقعدين يستطعمان.

(ترجمہ) میں نے ہاتھی کو پیچھے سے چلانے والے کو اور آگے سے چلانے والے کو مکہ میں دیکھا کہ دونوں اندھے اور اپاہج ہو چکے تھے اور کھانا مانگتے تھے۔

ابرہہ کے لشکر پر پڑنے والی کنکری کی تعداد

(روایت نمبر:۷۳۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كانت الحجارة التي رموا بها أكبر من العدسة وأصغر من الحمصة.

(ترجمہ) وہ کنکریاں جو لشکر والوں کو ماری گئی تھیں وہ مسور کے دانے سے بڑی اور چنے کے دانے سے چھوٹی تھی۔

---

(۷۲۹) ذكره القرطبي في تفسيره عن عائشة (۲۰/۱۹۵)، وأخرجه ابن كثير في تفسيره عن عائشة (۴/۵۵۲)، وأورده السيوطي في الدرالمنثور بهذا اللفظ (۶/۳۹۶)، وكذلك الشوكاني في فتح القدير (۵/۴۸۳)۔

وأخرجه ابن إسحق في السير والمغازي عن عائشة بهذا اللفظ ص ۶۵، وابن هشام في السيرة (۱/۵۷)، والبيهقي في دلائل النبوة (۲/۱۲۵)، وابن كثير في البداية والنهاية (۲/۱۹۲)۔

(۷۳۰) أخرجه ابن جرير في تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (۳۰/۲۹۹)۔

وأخرجه ابن إسحق في السير دون عزوه لأحد ص ۶۳، وابن هشام في السيرة (۱/۵۳)، وابن أبي شيبة في مصنفه (۱۴/۱۸۳)، وانظر تخريج ما قبله۔

سورة الكوثر

یہ سورت مکہ میں اتری تھی

(روایت نمبر:۷۳۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

نزلت سورة : ﴿إِنَّآ أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ﴾ بمكة.

(ترجمہ) سورت ﴿إِنَّآ أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ﴾ مکہ میں نازل ہوئی تھی۔

کوثر کیا ہے

(روایت نمبر:۷۳۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أنها سئلت عن قوله تعالى: ﴿إِنَّآ أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ﴾ قالت: هو نهر أعطيه نبيكم ﷺ في بطنان الجنة شاطئاه عليه در مجوف فيه من الآنية والأباريق عدد النجوم.

(ترجمہ) ان سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿إِنَّآ أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ﴾ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ ایک نہر ہے جو آپ کے نبی کو عطا فرمائی گئی ہے یہ جنت کے درمیان میں ہے اس کے دونوں کنارے خولدار موتیوں کے ہیں اس کے برتن اور لوٹے ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں۔

---

(۷۳۱) ذكره السيوطي في تفسيره عن عائشة (٦/١ ٤٠)، وكذلك الشوكاني في فتح القدير (٥/٤٨٨).

وأفاده أبو عبيد في فضائل القرآن (مخطوط- ورقة ١٠٢)، وابن الجوزي في فنون الأفنان ص ٣٣٥، وذكره الزركشي في البرهان (١/١٩٣)، دون عزوه لمن رواه أو أخرجه.

وأخرجه السيوطي في الإتقان عن ابن عباس وعزاه لابن سعد في الطبقات ولم أجده، وأخرجه البيهقي في الدلائل (٧/٢٤٢).

(۷۳۲) أخرجه ابن جرير في تفسيره عن عائشة (٣٠/٣٢)، وأورده الخازن في تفسيره عنها (٧/٣٠١)، وأخرجه ابن كثير في التفسير أيضاً (٤/٥٥٧)، وذكره السيوطي في الدر المنثور عنها (٦/٤٠٢)، وكذلك الشوكاني في فتح القدير (٥/٤٩٠).

وأخرجه ابن أبي شيبة في المصنف عن عائشة (١٣/١٤٤)، والبخاري في صحيحه عن =

(روایت نمبر:۷۳۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کوثر کے لفظ کے متعلق فرماتی ہیں کہ:

"هو نهر في الجنة ليس أحد يدخل إصبعيه في أذنيه إلا سمع خرير ذلك النهر".

(ترجمہ) یہ جنت میں ایک نہر ہے جو شخص بھی اپنی دونوں انگلیوں کو اپنے دونوں کانوں میں ڈال دے تو اس نہر کے چلنے کی آواز کو سن سکتا ہے۔

(روایت نمبر:۷۳۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

من أحب يسمع خرير الكوثر فليجعل إصبعيه في أذنيه.

(ترجمہ) جو آدمی پسند کرے کہ وہ نہر کوثر کے چلنے کی آواز کو سنے تو وہ اپنی دونوں انگلیوں کو اپنے دونوں کانوں میں ڈال کر سن لے۔

کوثر کے برتنوں کی تعداد

(روایت نمبر:۷۳۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

=عائشة انظره مع الفتح (۸/۷۳۱)، ومسلم في صحيحه عن أنس وغيره (۱/٤ ۱۸۰)۔

وأخرجه بهذا اللفظ البيهقي في كتابه البعث والنشور ص۱۱۵، ورواه النسائي في السنن الكبرى كما في تحفة الأشراف (۱۲/ ۳۷٦)،عن عائشة وفي الصغرى (۳/ ۱۳٤)، والترمذي في جامعه (٥/ ٤٤٩)، وأبو نعيم في صفة الجنة عن أنس بن مالك وابن عمر (۱۷٤/۲،۱۷٥)،وابن أبي عاصم في كتاب السنة (۲/ ۳٥٥)، والآجري في كتاب الشريعة ص ۳۹٦،وعبد بن حميد في المسند انظر المنتخب (۳/۲۹٦)، كل هؤلاء عن أنس۔

(۷۳۳)أخرج ابن جرير في تفسيره عن عائشة (۳۰/ ۳۲۰)، وابن كثير في تفسيره عنها (٤/٥٥۷)، والسيوطي في تفسيره (٦/۲ ٤۰)۔

وأخرجه الإمام أحمد في مسنده عن غير عائشة (۲/ ۱۱۲،۳/۱۰۲، ۱٦٤، ۲۳٦، ٥/۳۹۳)، والبيهقي في كتاب البعث والنشور ص۱۱٦۔

(۷۳٤)أخرجه ابن جرير في تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (۳/ ۳۲۲)، ابن كثير في تفسيره عن عائشة بطريقين إحدهما موقوف والآخر مرفوع (٤/ ٥٥۷)،والسيوطي في تفسيره (٦/۳ ٤۰)۔

وأخرجه هناد بن السري في كتاب الزهد عن عائشة موقوفاً بهذا اللفظ (۱/۱۱۳)، وانظر البعث والنشور للبيهقي فقد جمع فيه جملة من الأحاديث والآثار عن صفة الحوض لا تكاد تجدها مجتمعة في غيره ص ۱۱۰-۱۳۰۔

"أوتيت الكوثر آنيته عدد النجوم".(۷۳۵)

(ترجمہ) مجھے کوثر عطا کی گئی ہے اس کے برتن ستاروں کی تعداد کے بقدر ہیں۔

---

(۷۳۵)أخرجه ابن جرير في تفسيره عن عائشة بألفاظ مختلفة (۳۰/۳۲۱)، وابن كثير في تفسيره عن عائشة (۵۵۷/٤)، والسيوطي في تفسيره (٦/٤۰۳)۔
انظر تخريج الأحاديث السابقة فهو جزء منها۔

سورة النصر

حضورؐ کی تسبیح اور استغفار کی ایک وجہ

(روایت نمبر:۷۳۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

کان رسول الله ﷺ يكثر من قول: سبحان الله وبحمده وأستغفر الله وأتوب إليه' فقلت: يا رسول الله أراک تكثر من قول سبحان الله وبحمده' وأستغفر الله وأتوب إليه فقال: "خبرني - يعني جبريل - أني سأرى علامة في أمتي فإذا رأيتها أكثرت من قول سبحان الله وبحمده وأستغفر الله وأتوب إليه فقد رأيتها ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ (١) وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا (٢) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾.

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ اکثر (سبحان الله وبحمده واستغفر الله واتوب إليه) پڑھا کرتے تھے میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ کثرت سے سبحان الله وبحمده اور استغفر الله واتوب اليه پڑھتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا مجھے جبرائیل نے خبر دی ہے کہ مجھے عنقریب اپنی امت میں ایک علامت دکھائی جائے گی جب آپ اس کو دیکھیں تو کثرت سے سبحان الله وبحمده استغفر الله واتوب إليه پڑھا کریں۔ اور وہ میں دیکھ چکا ہوں۔

﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ (١) وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا (٢) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾.

(ترجمہ) یعنی حضور ﷺ کی امت کے متعلق علامت یہ ہے کہ اللہ کی مدد بھی آئے گی اور فتح بھی اور

---

(٧٣٦) أخرجه ابن جرير في تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (٣٠ /٣٣٢)، والبغوى فى تفسيره (٤ /٥٤٢)، وابن كثير فى تفسيره (٤ /٥٦٣)، وأورده السيوطى فى الدرالمنثور عن عائشة بهذا اللفظ (٤٠٨/٦)، والشوكانى فى فتح القدير (٤٩٧/٥)۔

وأخرجه ابن أبى شيبة فى المصنف عن عائشة بهذا اللفظ (١٠ /٢٥٨)، والإمام أحمد فى مسنده(٣٥/٦)، ومسلم فى صحيحه (٥٣٠/١)، وأبو داود فى سننه انظر مختصر السنن (٤٢٠/١)۔

لوگ بھی بڑی کثرت سے اسلام میں داخل ہوں گے اس وقت آپ کو اللہ کی حمد وثنا اور استغفار کرنا ہے۔

نفلی رکوع اور سجدہ میں حضورؐ کی تسبیح

(روایت نمبر: ۷۳۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يكثر ان يقول في ركوعه و سجوده "سبحانك اللهم وبحمدك اللهم غفرلي" يتأول القرآن يعني: ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ(١) وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِي دِيْنِ اللهِ أَفْوَاجًا(٢)فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾.

(ترجمہ) جناب رسول اللہ ﷺ اکثر اپنے رکوع اور سجدے میں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي پڑھا کرتے تھے یہ تفسیر ہے ان الفاظ کی ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ (١) وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا (٢) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾

(روایت نمبر: ۷۳۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

ما سمعت رسول الله ﷺ منذ أنزلت عليه هذه السورة: ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ إلا يقول مثلها - ورواية فيها - "سبحانك اللهم وبحمدك اللهم اغفرلي".

(ترجمہ) میں نے نبی کریم ﷺ سے جب سے یہ سورت اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ نازل ہوئی ہے یہی سنا ہے کہ آپ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ کہتے رہتے تھے۔

---

(٧٣٧)أخرجه ابن جرير في تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (٣٣٤/٣٠)، وذكره القرطبي في التفسير (٣٢١/٢٠)، وأخرجه ابن كثير في تفسيره (٥٦٣/٤)، وأورده السيوطي في الدرالمنثور عن عائشة بهذا اللفظ (٤٠٨/٦)،والشوكاني في فتح القدير (٤٠٨/٦)۔

يوأخرجه عبدالرزاق في مصنفه (١٥٥/٢)۔وأحمد في المسند (٤٣/٦، ٤٩)، والبخاري في صحيحه انظره مع الفتح (٥٦٤/٨)،ومسلم في صحيحه (٣٥١/١)، والنسائي في سننه (١٩٠/٢)، والترمذي في جامعه (٤٥٠/٥)، وابن ماجه في السنن (٢٨٧/١)، كلهم رووه عن عائشة إلا الترمذي فعن ابن عباس۔

(٧٣٨) أخرجه ابن جرير في تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (٣٣٤/٣٠)، وذكره الخازن في تفسيره عن عائشة قريباً من معناه (٣١٦/٧)،والسيوطي في الدرالمنثور بهذا اللفظ عنها (٤٠٨/٦)۔

وانظر تخريج الحديثين السابقين فهما بمعناه۔

سورة اللّهب

یہ سورۃ مکہ میں اتری تھی

(روایت نمبر:۷۳۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

"أنزلت سورة أبي لهب" بمكة.

سورۂ ابولہب مکہ میں اتری تھی۔

﴿مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ﴾	(آیۃ:۲)

ترجمہ: اس کو اس کا مال کام نہ آیا اور نہ وہ جو اس نے کمایا۔

آدمی کی اولاد بھی اس کی کمائی ہے

(روایت نمبر:۷۴۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

أطيب ما أكل الرجل من كسبه وإن ابنه من كسبه ثم قرأت: ﴿مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا

---

(۷۳۹)أخرجه السيوطي في الدرالمنثور (٤٠٨/٦)، والشوكاني في فتح القدير(٤٩٧/٥)، وأفاده أبو عبيد في فضائل القرآن (مخطوط-ورقة ١٠٢)، وابن الجوزي في فنون الأفنان ص ٣٧٥،وذكره الزركشي في البرهان (١٩٣/١)، دون عزوه لمن رواه أو أخرجه، وأخرجه السيوطي عن ابن عباس في الإتقان (١٠/١)، وعزاه لابن سعد في الطبقات، والبيهقي في دلائل النبوة ولم أجده لابن سعد وأخرجه البيهقي (١٤٢/٧)۔

(٧٤٠)أخرجه ابن جرير في تفسيره مختصراً عن مجاهد (٣٣٨/٣٠)، والبغوي في تفسيره بهذا اللفظ من غير عزو لأحد (٥٤٣/٤)، وذكره القرطبي في تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (٢٣٨/٢٠)، والخازن في تفسيره من غير عزو لأحد(٣١٨/٧)، وأورده ابن كثير في تفسيره قولاً لابن عباس و عائشة وابن مسعود والحسن وابن سيرين (٥٦٤/٤)، وذكره السيوطي عن عائشة بهذا اللفظ (٤٠٩/٦)، وكذلك الشوكاني في تفسيره (٤٩٩/٥)۔=

كَسَبَ﴾ قالت وما كسب: ولده.

(ترجمہ) سب سے پاکیزہ کھانا جو آدمی کھاتا ہے وہ اس کی اپنی کمائی ہے اور اس کا بیٹا بھی اس کی کمائی میں سے ہے پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ آیت پڑھی ﴿مَآ اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ﴾ انہوں نے فرمایا کہ ﴿وَمَا كَسَبَ﴾ سے مراد اس کی اولاد ہے۔

=وأخرجه عبدالرزاق فی مصنفه عن عائشة (٩ /١٣١، ١٣٣)، وسعيد بن منصور فی سننه (٢ /١٢٠)، والسهمی فی تاريخ جرجان ص ٢٢٩، والإمام أحمد فی مسنده (٣١/٦، ٤٢، ٤٧، ٩٣، ٢٢٠)، والحميدی فی مسنده (١ /١٢٠)، وأخرجه أيضاً أبو داود فی سننه انظر مختصر السنن (١٨٢/٥)، والترمذی فی جامعه (٦٣٩/٣)، والنسائی فی سننه (٢٤١/٧)، وابن ماجه فی السنن (٢٣/٢)، والدارمی فی سننه (٢٤٧/٢)، وسبق تخريجه بأكثر من رواية فی سورة البقرة آية (٢٦٧) فلينظر هناك۔

سورة الإخلاص

تکالیف سے بچنے کا بہترین وظیفہ

(روایت نمبر:۷۴۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من قرأ بعد صلاة الجمعة ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ و ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ و ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ سبع مرات أعاذه الله بها من السوء إلى الجمعة الأخرى".

(ترجمہ) جس نے نماز جمعہ کے بعد **قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق** اور **قل اعوذ برب الناس** سات مرتبہ پڑھی اللہ تعالیٰ اس کو ان سورتوں کی برکت سے دوسرے جمعہ تک تکالیف سے نجات دیں گے۔

سورۃ اخلاص سے اللہ کی محبت حاصل ہوتی ہے

(روایت نمبر:۷۴۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أن النبي ﷺ بعث رجلاً في سرية فكان يقرأ لأصحابه في صلاتهم فيختم بـ ﴿قُلْ

---

(۷٤۱)أخرج ابن كثير فى تفسيره عن مجاهد قريباً منه (٤/٥٧٢)، وأخرجه السيوطى فى الدرالمنثور بهذا اللفظ عن عائشة (٦/٤١٢)۔

وأخرجه ابن السنى فى كتابه عمل اليوم والليلة عنها بهذا اللفظ ص١٠١۔

(۷٤۲)أورده القرطبى فى تفسيره عن عائشة (٢٠/٢٤٧)، وأخرجه ابن كثير فى تفسيره عنها بهذا اللفظ (٤/٥٦٦)، ومثله السيوطى فى الدرالمنثور (٦/٤١٣)، والشوكانى فى فتح القدير (٥/٥٠١)، وأخرجه البخارى فى صحيحه عنها انظره مع الفتح (١٣/٣٤٧)، ومسلم فى صحيحه أيضاً (١/٥٥٧)، والترمذى فى جامعه (٥/٢٧٠)،والنسائى فى سننه (٢/١٧٠)،وفى عمل اليوم والليلة ص٤٠٣، والبغوى فى شرح السنة (٤/٤٧٦)،والبيهقى فى الأسماء والصفات ص ٢٨٠،وفى سننه (٢/٦١)، وابن حبان فى صحيحه انظر موارد الظمآن ص٤٣٩،والخطيب البغدادى فى تاريخه (٥/٢٦٣)، وابن خزيمة فى صحيحه (١/٢٦٩)، وأبو يعلى الموصلى فى مسنده (٦/٨٣)۔

هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ فلما رجعوا ذكروا ذلك لرسول الله ﷺ فقال: "سلوه لأي شيء يصنع ذلك" فسألوه فقال: لأنها صفة الرحمن فأنا أحب أن أقرأها فأتوا النبي ﷺ فأخبروه فقال: "أخبروه أن الله يحبه".

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو ایک سریہ میں بھیجا تو وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتا تھا اور آخری رکعت میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتا تھا پھر جب یہ مجاہدین (صحابہؓ) واپس لوٹے تو یہ واقعہ نبی کریم ﷺ کے سامنے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اس سے پوچھو وہ ایسا کیوں کرتا ہے جب انہوں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا اس لئے کہ یہ اللہ کی صفت ہے میں پسند کرتا ہوں کہ میں اس کو پڑھوں پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور حضور ﷺ کو اس کی اطلاع کی تو انہوں نے فرمایا کہ اس کو بتادو کہ اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔

تین سورتوں کا دم

(روایت نمبر:۷۴۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أن النبي ﷺ كان إذا أوى إلى فراشه كل ليلة جمع كفيه ثم نفث فيهما فقرأ فيهما: ﴿قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ﴾و﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾و﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ثم يمسح بهما ما استطاع من جسده يبدأ بهما على رأسه ووجه وما أقبل من جسده يفعل ذلك ثلاث مرات.

(ترجمہ) جب نبی کریم ﷺ اپنے بستر پر سونا چاہتے تھے تو ہر رات اپنے ہاتھوں کو اکٹھا کر کے ان پر یہ سورتیں پھونکا کرتے تھے ﴿قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ﴾و﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾و﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پھر ان دونوں ہاتھوں کو جس قدر ہوسکتا تھا اپنے جسم پر پھیرتے تھے سر سے پھیرنے کی ابتداء کرتے تھے پھر چہرے پر ہاتھ پھیرتے پھر جسم کے اگلے حصے سے تین مرتبہ اسی طرح کرتے تھے۔

(٧٤٣)أخرجه البغوي في تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (٥٤٩/٤)، والخازن في التفسير (٣٢٦/٧)، ومثله ابن كثير في تفسيره (٥٧٠/٤، ٥٧٢)، وذكره السيوطي في الدرالمنثور عنها بهذا اللفظ (٤١٥/٦)۔

وأخرجه ابن أبي شيبة في مصنفه عن عائشة (١٠ /٢٥٢)، والبخاري في صحيحه انظره مع الفتح (٩ /٦٢)،وأبو داود في سننه انظره مع عون المعبود (١٣ /٣٩٦)،والترمذي في جامعه (٤٧٣/٥)، وفي كتاب الشمائل ص ١٥٨، والنسائي في عمل اليوم الليلة ص ٤٦٢،وابن ماجه في سننه مختصرًا (١٢٧٥/٢)، والبغوي في شرح السنة (٤ /٤٧٨)،والإمام أحمد في مسنده (١١٦/٦، ١٥٤)، والسيوطي في مسند عائشة ص ١٠٤، ٢١١.

سورة المعوذتين

آخری دوسورتوں کے متعلق تفسیر

دکھ درد کے وقت معوذتین کا دم

(روایت نمبر:۷۴۴) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ:

أن رسول الله ﷺ : كان إذا اشتكى قرأ على نفسه المعوذتين وتفل أو نفث.

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ کو جب کوئی تکلیف ہوتی تھی تو آپ اپنے اوپر آخری دونوں سورتیں پڑھتے تھے اور جھاڑ پھونک کرتے تھے۔

حضورؐ پر یہودیوں کا جادو اور ان سورتوں سے علاج

(روایت نمبر:۷۴۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

---

(٧٤٤)وذكره القرطبي في تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (٢٠ /٢٥٣)، والخازن في تفسيره (٣٢٣/٧)۔

وأخرجه ابن كثير في تفسيره عن عائشة مع اختلاف يسير في اللفظ (٤ /٥٧٢)، وأورده السيوطي في الدر المنثور بهذا اللفظ (٦ /٤١٧)، والشوكاني في فتح القدير بأطول من هذا (٥٠٥/٥)۔

وأخرجه أبو عبيد في فضائل القرآن ورقة (١٠٩)، والبخاري في صحيحه عن عائشة أيضاً بهذا اللفظ انظره مع الفتح (٦٢/٩)،ومسلم في صحيحه (٤ /١٧٢٣)، والإمام أحمد في مسنده (٦ /١٠٤، ١١٤، ٢٦٣)، وعبد بن حميد في مسنده (٢١٩/٣، ٢٢٣)، والبيهقي في شعب الإيمان (٥ /٥٠٧)، والمزي في تحفة الأشراف (١١ /٤٦٢)، وعزاه للنسائي في السنن الكبرى وأخرجه في كتابه عمل اليوم والليلة ص ٥٥٤۔

كما أخرجه أبو داود في سننه انظره مع عون المعبود(١٠ /٣٩٥)، وابن ماجه في سننه (١١٦٦/١)، والإمام مالك في الموطأ (٩٤٢/٢)۔

(٧٤٥)أخرجه البغوي في تفسيره بهذا اللفظ عن ابن عباس وعائشة (٥٤٦/٤)، وأورده =

كـان لـرسول الله ﷺ غلام يهودي يخدمه يقال له لبيد بن أعصم ' فلم تزل به يهود حتـى سحر النبي ﷺ وكاد النبي ﷺ يذوب وما يدري ما وجعه فبينا رسول الله ﷺ ذات ليـلة نـائـم إذ أتاه ملكان فجلس أحدهما عند رأسه والآخر عند رجليه فقال الذي عنـد رأسه للذي عند رجليه: ما وجعه؟ قال: مطبوب قال: من طبه؟ قال: لبيد بن أعصم قـال: بـم؟ قـال. بمشط ومشاطه وجف طلعة ذكر بذي أروان وهي تحت راعوفة البئر فـلـمـا أصبـح رسـول الله ﷺ غـدا و معه أصحابه إلى البئر فنزل رجل فاستخرج جف طـلـعة مـن تحت الراعوفة فإذا هي مشط رسول الله ﷺ ومن مشاطة رأسه وإذا تمثال مـن شـمـع تمثال رسول الله ﷺ وإذا فيها إبر مغروزة' وإذا وتر فيه إحدى عشرة عقدة فـأتـاه جبـريـل بـالـمعوذتين فقال: يا محمد ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وحل عقدة ﴿مِنْ شَـرِّمَـا خَلَقَ﴾ وحل عقدة حتى فرغ منها وحل العقد كلها' وجعل لا ينزع إبرة إلا يجد لهـا ألـمـاً ثـم يـجـد بـعـد ذلک راحة فقيل: يا رسول الله لو قتلت اليهودي فقال: "قد عافاني الله وما وراء ه من عذاب أشد فأخرجه".

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ کا ایک غلام یہودی تھا وہ آپؐ کی خدمت کرتا تھا اس کا نام لبید بن اعصم تھا۔ یہودی اس کے ساتھ جڑے رہے حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ پر جادو کیا گیا اور نبی کریمؐ پگھلتے ہی رہے اور معلوم نہیں تھا کہ آپ کو کیا تکلیف ہے اسی حالت میں نبی کریم ﷺ ایک رات سوئے ہوئے تھے کہ آپؐ کے پاس دو فرشتے آئے ایک ان میں سے آپ کے سر کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا آپ ﷺ کے قدموں کے

=ابـن الـجـوزى فـي التفسير دون عـزو لـراويـه (٩ /٢٧٠)، والـقـرطـبـى فـى تفسيـره (٢٥٣/٢٠)، وأخـرجـه ابن كثير فى تفسيره (٤ /٥٧٤)، وأورده السيـوطـى فى الدرالمنثور بهذا اللفظ (٤١٧/٦)، وأشار الشوكانى إلى هذه الرواية عند البيهقى (٥/٥٠٥)۔

الـحـديـث ثـابـت فى الصحيحين عن عائشة رضى الله تعالى عنها انظر اللؤلؤ والمرجان ص٥٦٧، والإمـام أحـمـد فـى مسنده (٥٠/٦، ٥٧، ٦٢، ٩٦)، عبـد الـرزاق فـى المصنف (١٤/١١)، والـنسـائى فى سننه (١١٢/٧)، والـحميدى فى المسند (١ /١٢٥)، وأبو يعلى الموصلى فى مسنده (٨ /٢٩٠)، والبيهقى فى دلائل النبوة (٦ /٢٤٧، ٧/ ٩٢)، وانظر تأويل مـخـتـلـف الـحـديـث لابن قتيبة ص ١٧٧، ولمعرفة هل السحر حقيقة أو خيال وهل هو واقع عـلـى الرسول أو لا؟ انظر فتح البارى (١٠ /٢٢٢ - ٢٣٥)، لـلـحافظ ابن حجر و مشكلات الأحـاديـث النبوة ص ٤٨ -٥٨، القصيمى وهو ممن ناقش هذه القضية من المحدثين و بين الصواب فيها- وهذا منه قبل ردته أعاذنا الله منها۔

پاس پھر اس نے جو سر کے پاس بیٹھا تھا پاؤں کے پاس بیٹھنے والے کو کہا ان کو کیا تکلیف ہے تو اس نے کہا آپ پر جادو کیا گیا اس نے پوچھا کس نے جادو کیا ہے اس نے کہا لبید بن اعصم نے اس نے کہا کس چیز کے ساتھ اس نے کہا کنگھی اور کنگھی کے بالوں کے ساتھ اور نر کھو کھلے حصے کے خوشے میں ذی اروان کنویں میں جادو کر کے ڈالا ہے اور یہ کنویں کے اس پتھر کے نیچے ہے جس پر کھڑے ہو کر پانی نکالا جاتا ہے جب نبی کریم ﷺ صبح کو اٹھے تو آپ ﷺ کے ساتھ صحابہؓ بھی تھے آپ ﷺ کنویں کی طرف گئے ایک آدمی نیچے اترا اس نے کھو کھلے خوشے کو کنویں کے اس پتھر کے نیچے سے نکالا تو اس میں حضور ﷺ کی کنگھی بھی نکلی اور آپ کے سر کے کنگھی شدہ بال بھی نکلے اور ایک موم کی صورت بھی نکلی جو حضور ﷺ کے مشابہ بنائی گئی تھی اور اس میں ایک سوئی چبھوئی ہوئی تھی اور اس میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں آپ کے پاس حضرت جبرائیلؑ آخری دو سورتیں لے کر آئے اور فرمایا اے محمد! قل اعوذ برب الفلق پڑھیں اور جب آپؐ نے وہ پڑھی تو آپ ﷺ سے ایک عقدہ کھل گیا پھر من شرما خلق پڑھی تو ایک اور عقدہ (گرہ) کھل گیا حتیٰ کہ آپؐ اس کے پڑھنے سے فارغ ہوئے اور تمام گرہیں کھلتی گئیں اور جب آپ سوئی نکالنا چاہتے تو اس کی آپ کو تکلیف ہوتی تھی اس کے بعد حضور ﷺ کو راحت اور سکون حاصل ہو گیا آپ ﷺ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ آپ چاہیں تو یہودی کو قتل کر دیں آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے عافیت دی ہے اور اس کے بعد کا (یہودی کے لئے) عذاب بڑا سخت ہے پھر آپ ﷺ نے اس یہودی کو نکال دیا۔

غاسق کی تفسیر

(روایت نمبر:۷۴۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

نظر رسول الله ﷺ يوماً إلى القمر لما طلع فقال: "يا عائشة استعيذي بالله من شر هذا فإن هذا الغاسق إذا وقب".

(٧٤٦) أخرجه ابن جرير في تفسيره عن عائشة بهذا اللفظ (٣٠ /٣٥٢)، والبغوى فى تفسيره (٤ /٥٤٧)، وأورده ابن الجوزى فى تفسيره (٩ /٢٧٤)، والخازن فى التفسير (٣٢٤/٧) والقرطبى فى تفسيره (٢٠٧/٢٥٧)، وأخرجه ابن كثير فى تفسيره (٥٧٣/٤)۔

وأخرجه الإمام فى مسنده عن عائشة بهذا اللفظ (٦١/٦، ٢٠٦، ٢١٥، ٢٣٧، ٢٥٢)، والترمذى فى جامعه (٥ /٤٥٢)، والحاكم فى المستدرك وقال: على شرط الشيخين ولم يخرجاه (٢ /٥٤١)، ووافقه الذهبى فى التلخيص، وأبو يعلى فى مسنده (٤١٧/٧)، وعبد بن حميد فى مسنده انظر المنتخب (٣ /٢٣٦)، والزركشى فى كتابه التذكرة فى الأحاديث المشتهرة ص ٢٢٠۔

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ نے ایک دن چاند کی طرف دیکھا جبکہ وہ طلوع ہو چکا تھا آپ نے فرمایا اے عائشہؓ! اللہ سے اس چاند کے شر سے پناہ مانگو کیونکہ یہی وہ چاند ہے جب وہ چھپ جاتا ہے تو لوگ جادو وغیرہ کا کام کرتے ہیں۔

حضورؐ کا مریض کو دم کرنے کا طریقہ

(روایت نمبر: ۷۴۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كان رسول الله ﷺ إذا عاد مريضاً يضع يده على المكان الذي يشتكي المريض ثم يقول: "بسم الله لا بأس أذهب البأس رب الناس واشف أنت الشافي لا شفاء إلا شفاؤك شفاء لا يغادر سقماً".

(ترجمہ) جب نبی کریم ﷺ کسی مریض کی عیادت کرتے تھے تو اپنا ہاتھ مریض کی اس جگہ پر رکھتے جہاں پر شکایت ہوتی تھی پھر یہ پڑھتے تھے۔

"بِسْمِ اللهِ لَا بَأْسَ لَا بَأْسَ اَذْهِبِ الْبَأْسِ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيُ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ لَا يُغَادِرُ سَقَماً".

(ترجمہ) اللہ کے نام کے ساتھ ہاتھ رکھتا ہوں کوئی تکلیف نہ ہو، کوئی تکلیف نہ ہو، تکلیف چلی جائے، اے لوگوں کے پروردگار! آپ ہی شفاء دینے والے ہیں کسی طرح شفاء حاصل نہیں ہوسکتی مگر آپ کے شفاء دینے سے ایسی شفاء دیدے جو بیماری کو نہ چھوڑے۔

---

(٧٤٧) وأخرجه السيوطي في الدرالمنثور (٦/٤١٧)، مع تغيير يسير في اللفظ عن يوسف بن محمد بن ثابت بن قيس بن شماس أن ثابت بن قيس اشتكى فأتاه رسول الله ﷺ فرقاه.. إلخ۔

وأخرجه البخاري في صحيحه عن عائشة انظره مع الفتح (١٠/١٣١)، ومسلم في صحيحه عنها أيضاً (٤/١٧٢١)، والإمام أحمد في مسنده عنها (٦/١٢٠، ١٢٦، ١٣١، ١٧١)۔

”ختامہ مسک“

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله واصحابه وازواجه خصوصاً حبيبته وبارك وسلم: حضرت صدیقہ کائنات ام المؤمنین محدثۂ عصر، فقیہہ زمان، مفسرہ قرآن، سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قرآن کریم کے متعلق تفسیری روایات کو چاہے وہ نبی کریم ﷺ سے منقول ہیں یا ان کے اپنے اقوال سے اس کتاب تفسیر ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں جمع کر کے ان کا ترجمہ مکمل کرلیا گیا ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے ہوا کافی عرصہ سے اس کی خدمت کا ارادہ تھا الحمد لله ۱۴۲۶ھ سے ماہ رمضان میں مسجد نبوی میں اس کا ترجمہ اور خدمت شروع کی گئی اور شروع کا کچھ حصہ مسجد نبوی میں لکھا گیا اور پھر کچھ مکہ معظمہ میں، باقی ملتان جامعہ قاسم العلوم میں مکمل کیا گیا اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی اس خدمت کا ام المؤمنین صدیقہ کائنات حضرت عائشہؓ کو شایان شان بدلہ اور جزا عطا فرمائے اور اس ناکارہ کو بھی اس خدمت کی قبولیت سے نوازے اور اپنی رضائے کاملہ مستمرہ نصیب فرمائے اور حضور ﷺ کے اہل بیت کو اور جناب نبی کریم ﷺ کو مجھ سے راضی فرمائے اور قرآن کریم کی مختلف انواع کی خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین برحمتک یا ارحم الرحمین۔

فقط

العبد امداد اللہ انور كان الله له و كان هو لله

۲۸ محرم الحرام ۱۴۲۷ھ

مصادر ومراجع

کتب تفسیر وعلوم قرآن

۱- الا تقان فی علوم القرآن.
تالیف: جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی (ت ۹۱۱ھ)،
مکتبہ الحلبی واُولادہ مصر

۲- اسباب نزول القرآن.
تالیف: ابی الحسن علی الواحدی (ت ۴۶۸ھ)،
تحقیق: احمد صقر۔

۳- أضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن.
تالیف: محمد الامین الشنقیطی (ت ۱۳۹۳ھ)،
طابع: احمد بن عبدالعزیز.

۴- الاکلیل فی استنباط التنزیل.
تالیف: جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی (ت ۹۱۱ھ)،
تحقیق: سیف الدین الکاتب، مکتبہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

۵- البرھان فی علوم القرآن.
تالیف: بدرالدین محمد الزرکشی (ت ۷۹۴ھ)،
تحقیق: محمد ابوالفضل ابراہیم، عیسی البابی الحلبی وشرکاہ۔

۶- تفسیر ابن ابی حاتم.
تالیف: الحافظ عبدالرحمٰن بن أبی حاتم الرازی (ت ۳۲۷ھ)، جز آن فقط البقرۃ آل عمران،
تحقیق: احمد الزھرانی وحکمت یاسین، مکتبۃ الدار ودار طیبۃ ودار ابن القیم۔

۷- تفسیر القرآن العظیم.
تالیف: ابی الفداء اسماعیل بن کثیر الدمشقی (ت ۷۷۴ھ)،
مکتبہ عیسیٰ البابی الحلبی وشرکاہ۔

۸- تفسیر النسائی.
تالیف: امام احمد بن شعیب النسائی (ت ۳۰۳ھ)،
تحقیق: سید الحلبی وصبری الشافعی، مکتبۃ السنۃ۔

۹- تنزیل القرآن بمکۃ والمدینۃ.
تالیف: محمد بن شہاب الزہری (ت ۱۲۴ھ)،
تحقیق: حاتم الضامن، مکتبہ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت۔

۱۰- الجامع لاحکام القرآن.
تالیف: ابی عبداللہ محمد بن احمد القرطبی (ت ۶۷۱ھ)،
مکتبہ دار الکتاب العربی للطباعۃ والنشر، بیروت۔

۱۱- جامع البیان عن تأویل آی القرآن.
تالیف: اَبی جعفر محمد بن جریر الطبری (ت ۳۱۰ھ)،
تحقیق: محمود شاکر، مکتبہ دار المعارف بمصر اور طبع سوم، شرکۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی۔

۱۲- جزء فیہ قراءۃ النبی ﷺ.
تالیف: ابی عمر حفص الدوری (ت ۲۴۶ھ)،
تحقیق: حکمت بشیر یاسین، مکتبۃ الدار المدینۃ المنورۃ۔

۱۳- جمال القراء و کمال الاقراء .
تالیف: علی بن محمد السخاوی (ت ۶۴۳ھ)،
تحقیق: علی حسن البواب، مکتبۃ التراث مکۃ المکرّمۃ۔

۱۴- الحجۃ فی القراءات السبع.
تالیف: الحسین بن احمد بن خالویہ (ت ۳۷۰ھ)،
تحقیق: عبدالعال سالم مکرم۔ مکتبہ دار الشروق۔

۱۵- الحجة للقراءات السبعة.
تالیف: ابی علی الحسن بن عبد الغفار الفارسی (ت ۳۷۷ھ)،
تحقیق: بدرالدین قھوجی وبشیر جوریجای، مکتبہ دار المأمون للتراث۔ دمشق۔

۱۶- حجة القراءات.
تالیف: ابی زرعة عبد الرحمٰن بن زنجلة (من اعیان القرن الرابع)،
تحقیق: سعید الافغانی، مکتبہ مؤسسة الرسالة۔ بیروت

۱۷- الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور.
تالیف: جلال الدین عبد الرحمٰن السیوطی (ت ۹۱۱ھ)،
مکتبہ دار المعرفة للطباعة والنشر، بیروت، اور طبع اول، دار الفکر، بیروت۔

۱۸- زاد المسیر فی علم التفسیر.
تالیف: ابی الفرج عبد الرحمٰن ابن الجوزی الحنبلی (ت ۵۹۶ھ)،
مکتبہ المکتب الاسلامی للطباعة والنشر، بیروت۔

۱۹- الصحیح المسند من اسباب النزول.
تالیف: مقبل بن ھادی الوادعی،
مکتبة المعارف بالریاض۔

۲۰- غرائب القرآن ورغائب الفرقان.
تالیف: نظام الدین الحسن بن محمد النیسابوری (ت ۷۲۸ھ)،
تحقیق: ابراھیم عطوة عوض، مکتبہ شرکة ومطبعة مصطفیٰ البابی الحلبی وشرکاہ۔

۲۱- فتح القدیر الجامع بین فنی الروایة والدرایة.
تالیف: محمد بن علی الشوکانی (ت ۱۲۵۰ھ)،
مکتبہ البابی الحلبی واولادہ مصر۔

۲۲- فضائل القرآن.
تالیف: أبی الفداء اسماعیل بن کثیر الدمشقی (ت ۷۷۴ھ)، تعلیق: محمد رشید رضا
مکتبہ المنار مصر۔

۲۳- فضائل القرآن.
تالیف: ابی عبید القاسم بن سلام الھروی (ت ۲۲۴ھ)، مخطوط۔

۲۴- فضائل القرآن.
تالیف: ابی عبداللہ محمد بن الضریس (ت۲۹۵ھ)،
تحقیق: مسفر الغامدی، دار حافظ للنشر والتوزیع، ونسخۃ اُخری
تحقیق: غزوۃ بدیر، مکتبہ دار الفکر، بیروت۔

۲۵- فضائل القرآن.
تالیف: احمد بن شعیب النسائی (ت۳۰۳ھ)،
تحقیق: فاروق حمادۃ، مکتبہ دار الثقافۃ لمغرب۔

۲۶- فنون الأفنان فی عیون علوم القرآن.
تالیف: ابی الفرج عبدالرحمٰن بن الجوزی (ت۵۹۷ھ)،
تحقیق حسن ضیاء الدین عتر، مکتبہ دار البشائر الاسلامیۃ، بیروت۔

۲۷- فیض المعین فی فضل القرآن المبین.
تالیف: المسلا علی بن سلطان القاری (ت۱۰۱۴ھ)،
تحقیق: محمود شکور، مکتبۃ المنار بالاردن۔

۲۸- القراءۃ الشاذۃ.
تالیف: عبدالفتاح القاضی (ت۱۴۰۳ھ)، مکتبہ دار الکتاب العربی، بیروت۔

۲۹- الکشف عن وجه القراءات السبع.
تالیف: ابی محمد مکی بن ابی طالب القیسی (ت۴۳۷ھ)،
تحقیق محی الدین رمضان، مکتبہ مؤسسۃ الرسالۃ۔

۳۰- الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل.
تالیف: جاراللہ محمود بن عمر الزمخشری (ت۵۲۸ھ)، مکتبہ دار الکتاب العربی، بیروت۔

۳۱- لباب التأویل فی معنی التنزیل.
تالیف: علاء الدین علی بن محمد البغدادی الشہیر بالخازن۔ (ت۷۵۲ھ)، شرکۃ مکتبۃ، مطبوع البابی الحلبی وشرکاہ، وطبعۃ اُخری بھامشھا تفسیر النسفی، مکتبہ دار المعرفۃ، بیروت۔

۳۲- لباب النقول فی أسباب النزول.
تالیف: جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی (ت۹۱۱ھ)، مطبوع مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ بمصر۔

۳۳- المبسوط فی القراء ات العشر.
تالیف: ابی بکر احمد بن الحسین بن مھر الاصبھانی (ت۳۸۱ھ)،
تحقیق: سمیح حاکمی، مکتبہ دار القبلۃ بجدۃ۔

۳۴- المحتسب فی شواذ القراء ات.
تالیف: ابی الفتح عثمان بن جنی (ت۳۹۲ھ)،
تحقیق: علی النحوی ناصف وزمیلاہ، مکتبہ دار سزکین للطباعۃ والنشر۔

۳۵- مختصر شواذ القراء ات.
تالیف: الحسین بن احمد بن خالویہ (ت۳۷۰ھ)، عنی بنشرہ: ج۔ برجستراسر،
مکتبۃ المتنبی بالقاھرۃ۔

۳۶- المصاحف.
تالیف: ابی بکر عبداللہ بن ابی داود سلیمان بن الاشعث (ت۳۱۶ھ)، نشر مؤسسۃ قرطبۃ للنشر
والتوزیع، مصر۔

۳۷- معالم التنزیل.
تالیف: ابی محمد الحسین بن مسعود البغوی (ت۵۱۶ھ)،
تحقیق: خالد العک، مکتبہ دار المعرفۃ، بیروت۔

۳۸- معانی القرآن.
تالیف: یحیٰی بن زیاد الفراء (ت۲۰۷ھ)،
مکتبہ عالم الکتب، بیروت۔

۳۹- مقدمتان فی علوم القرآن.
نشر وتصحیح: المستشرق آرثر جفری،
مکتبۃ الخانجی بمصر۔

۴۰- المقنع فی رسم المصاحف.
تالیف: ابی عمرو عثمان بن سعد الدانی (ت۴۴۴ھ)،
تحقیق: الصادق قمحاوی، مکتبۃ الکلیات الأزھریۃ بالقاھرۃ۔

۴۱- الناسخ والمنسوخ.
تالیف: ابی جعفر احمد بن محمد النحاس (ت۳۳۸ھ)، مکتبۃ مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت۔

۴۲- النشر فی القراء ات العشر.
تالیف: ابی الخیر محمد بن محمد الدمشقی الشھیر بابن الجزری (ت ۸۳۳ھ)، اشرف علی تصحیحہ محمد علی الصباغ،
مکتبہ دار الباز للنشر والتوزیع مکۃ المکرّمۃ۔

الحدیث وعلومہ:

۴۳- الآداب.
تالیف: ابی بکر احمد بن الحسین البیھقی (ت ۴۵۸ھ)،
تحقیق: محمد عبدالقادر عطا، مکتبہ عباس احمد الباز۔ مکۃ المکرّمۃ۔

۴۴- الآداب الشرعیة.
تالیف: ابی عبداللہ محمد بن مفلح الحنبلی (ت ۸۸۴ھ)،
مکتبہ مؤسسۃ قرطبۃ بالقاھرۃ۔

۴۵- الاجابة فیما استدر کته عائشة علی الصحابة.
تالیف: بدرالدین محمد الزرکشی (ت ۷۹۴ھ)،
تحقیق: سعید الافغانی، مکتبۃ المکتب الاسلامی، بیروت۔

۴۶- الا دب المفرد.
تالیف: الامام البخاری (ت ۲۵۶ھ)، ومعہ توضیحہ فضل اللہ الصمد،
المکتبۃ الاسلامیۃ، سوریا۔

۴۷- الأسماء المبهمة فی الأنباء المحكمة.
تالیف: ابی بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی (ت ۴۶۳ھ)، اخراج عز الدین السید، مکتبۃ الخانجی بالقاھرۃ۔

۴۸- تالیف: ابی عبداللہ محمد بن ادریس الشافعی (ت ۲۶۴ھ)، مطبوع کتاب الشعب۔

۴۹- تاویل مختلف الحدیث.
تالیف: ابی محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبۃ (ت ۲۱۳ھ)، صحح محمد زہدی النجار، مکتبۃ الکلیات الازھریۃ۔

۵۰- تبیین العجب فیما ورد فی فضل رجب.
تالیف: احمد بن علی بن حجر العسقلانی (ت ۸۵۲ھ)، طبع علی نفقۃ الامیر بندر بن عبدالعزیز۔

۵۱- تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف.
تالیف: الحافظ یوسف بن عبدالرحمٰن المزی (ت ۷۴۲ھ)، مکتبۃ الدار القیمۃ، بمبای-الہند۔

۵۲- تخریج احادیث احیاء علوم الدین المعروف بـ(المغنی عن حمل الاسفار).
تالیف: ابی الفضل عبدالرحیم بن الحسین العراقی (ت ۸۰۶ھ)،
مکتبہ عیسی البابی الحلبی وشرکاہ۔

۵۳- التذکرة فی الأحادیث المشتهرة.
تالیف: بدرالدین محمد الزرکشی (ت ۷۹۴ھ)،
تحقیق: مصطفیٰ عبدالقادر، مکتبہ دارالباز مکۃ المکرمۃ۔

۵۴- التذکرة فی احوال الموتی وامور الآخرة.
تالیف: ابی عبداللہ محمد بن احمد القرطبی (ت ۶۷۱ھ)، مکتبہ دارالفکر، بیروت۔

۵۵- الترغیب والترهیب.
تالیف: عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری (ت ۶۵۶ھ)،
مکتبہ دارالتراث۔

۵۶- تعظیم قدر الصلاة.
تالیف: محمد بن نصر المروزی (ت ۲۹۴ھ)،
تحقیق: عبدالرحمٰن الفریوائی، مکتبۃ الدار بالمدینۃ المنورۃ۔

۵۷- التعلیق المغنی علی الدار قطنی (مطبوع بهامش السنن).
تالیف: ابی الطیب محمد شمس الحق العظیم آبادی
مکتبہ دارالمحاسن للطباعۃ بالقاہرۃ۔

۵۸- التلخیص الحبیر.
تالیف: احمد بن حجر العسقلانی (ت ۸۵۲ھ)،
مکتبہ وتعلیق: عبداللہ ہاشم الیمانی، المدینۃ المنورۃ۔

۵۹- تلخیص المستدرک.
تالیف: ابی عبداللہ احمد بن محمد الذہبی (ت ۸۴۸ھ) بہامش، المستدرک، مکتبۃ النصر الحدیثۃ بالریاض

٦٠- التمهيد.
تالیف: ابی عمر یوسف ابن عبداللہ بن عبدالبر (ت ۴٦٣ھ)،
مکتبہ وزارة الاوقاف والشؤون الاسلامیة بالمغرب.

٦١- تنزيه الشريعة عن الاخبار الشنيعة الموضوعة.
تالیف: ابی الحسن علی بن عراق الکنانی (ت ۹٦٣ھ)،
تحقیق: عبدالوہاب عبداللطیف وعبداللہ الصدیق،
مکتبة القاهرة۔

٦٢- التوبيخ والتنبيه.
تالیف: ابی الشیخ الاصبهانی (ت ٢٦٩ھ)،
تحقیق: حسن بن امین المندوه، مکتبہ التوعیة الاسلامیة۔

٦٣- جامع الاحاديث.
تالیف: جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی (ت ۹۱۱ھ) طبع علی نفقة حسن عباس زکی، جمع وترتیب
عباس احمد صقر واحمد عبدالجواد۔

٦٤- جامع الاصول فی أحاديث الرسول.
تالیف: ابی السعادات المبارک بن الاثیر الجزری (ت ٦٠٦ھ)،
تحقیق: عبدالقادر الارناؤوط۔

٦٥- جامع الترمذی (سنن الترمذی).
تالیف: ابی عیسیٰ محمد الترمذی (ت ٢٧٩ھ)،
تحقیق: احمد محمد شاکر، المکتبة الاسلامیة۔

٦٧- الجامع الصغير.
تالیف: جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی (ت ۹۱۱ھ)، وبهامشه فیض القدیر،
مکتبہ دارالمعرفة، بیروت۔

٦٨- حديث الافک.
تالیف: ابی محمد عبدالغنی بن عبدالواحد المقدسی (ت ٦٠٠ھ)،
تحقیق: ہشام السقا، مکتبہ عالم الکتب بالریاض۔

٦٩- حلية الاولياء.
تاليف: ابي نعيم احمد بن عبد الله الاصفهاني (ت ٤٣٠ھ)،
مكتبه دار الباز مكة المكرمة۔

٧٠- ذم الغيبة والنميمة.
تاليف: ابي بكر بن ابي الدنيا (ت ٢٨١ھ)،
تحقيق: عمرو علي عمر، مكتبه الدار السلفية بالهند۔

٧١- ذيل القول المسدد في الذب عن مسند احمد.
تاليف: محمد صبغة الله المدراسي الهندي، مكتبة ابن تيمية بالقاهرة۔

٧٢- رد الدارمي على بشر المريسي.
تاليف: عثمان بن سعيد الدارمي (ت ٢٨٠ھ)، تعليق: حامد الفقي،
مكتبه دار الكتب العلمية۔

٧٣- الروض الداني الى المعجم الصغير للطبراني.
تحقيق وترتيب: محمد شكور محمود،
مكتبه المكتب الاسلامي، بيروت، ودار عمان بالاردن۔

٧٤- الزهد.
تاليف: الامام احمد بن محمد بن حنبل (ت ٢٤١ھ)،
مكتبه دار الكتب العلمية، بيروت۔

٧٥- الزهد.
تاليف: عبد الله بن المبارك المروزي (ت ١٨٢ھ)،
تحقيق: حبيب الرحمٰن الاعظمي، مكتبه دار الكتب العليمة، بيروت۔

٧٦- الزهد.
تاليف: وكيع بن الجراح الرؤاسي (ت ١٩٧ھ)،
تحقيق: عبد الرحمٰن الفريوائي، مكتبة الدار بالمدينة المنورة۔

٧٧- الزهد.
تاليف: هناد بن السري الكوفي (ت ٢٤٣ھ)،
تحقيق: عبد الرحمٰن الفريوائي، مكتبه دار الخلفاء للكتاب الاسلامي، الكويت۔

۷۸- الزهد الكبير۔
تالیف: احمد بن الحسین البیهقی (ت ۴۵۸ھ)،
تحقیق: تقی الدین الندوی، مکتبہ دار القلم بالکویت۔

۷۹- السنن.
تالیف: ابی داود سلیمان بن الاشعث السجستانی (ت ۲۷۵ھ)، تعلیق: محی الدین عبدالحمید،
مکتبۃ الریاض الحدیثۃ۔

۸۰- السنن.
تالیف: ابی عبداللہ محمد بن یزید القزوینی المعروف بابن ماجہ (ت ۲۷۵ھ)،
مکتبہ دار الفکر، بیروت۔
وطبعۃ دار احیاء التراث العربی، تعلیق: محمد فؤاد عبدالباقی۔

۸۱- السنن.
تالیف: احمد بن الحسین البیهقی (ت ۴۵۸ھ)، مکتبہ دار المعارف العثمانیۃ، حیدرآباد، الدکن۔

۸۲- السنن.
تالیف: علی بن عمر الدارقطنی (ت ۳۰۶ھ)،
تحقیق: عبداللہ ھاشم یمانی بالمدینۃ المنورۃ، مکتبہ دار المحاسن للطباعۃ بالقاھرۃ۔

۸۳- السنن.
تالیف: ابی محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی (ت ۲۵۵ھ)،
مکتبہ دار احیاء السنۃ النبویۃ۔

۸۴- السنن.
تالیف: ابی عبداللہ محمد بن ادریس الشافعی (ت ۲۶۴ھ)،
تحقیق: خلیل ملا خاطر، مکتبہ دار القبلۃ بجدۃ۔

۸۵- السنن.
تالیف: ابی عبدالرحمٰن بن شعیب النسائی (ت ۳۰۳ھ)، ترقیم وفھرسۃ: عبدالفتاح ابوغدۃ،
مکتبۃ المطبوعات الاسلامیۃ، حلب۔

۸۶- السنة.
تالیف: ابی بکر عمرو ابن ابی عاصم الضحاک (ت ۲۸۷ھ)،
مکتبہ المکتب الاسلامی، بیروت۔

۸۷- السنة.
تالیف: عبداللہ بن احمد بن حنبل (ت ۲۹۰ھ)،
مکتبہ الدار العلمیۃ للطباعۃ والنشر، الہند۔

۸۸- شرح السنة.
تالیف: ابی محمد الحسین بن مسعود البغوی (ت ۵۱۶ھ)،
تحقیق: شعیب الارناؤوط، مکتبہ المکتب الاسلامی، بیروت۔

۸۹- شرح معانی الآثار.
تالیف: ابی جعفر احمد بن محمد الطحاوی (ت ۳۲۱ھ)،
تحقیق: محمد جاد الحق، مکتبہ الانوار المحمدیۃ۔

۹۰- شرح النووی علی مسلم.
تالیف: ابی زکریا یحیٰی بن شرف النووی (ت ۶۷۶ھ)،
مکتبہ المصریۃ ومکتبتہا۔

۹۱- شعب الایمان.
تالیف: احمد بن الحسین البیہقی (ت ۴۵۸ھ)،
تحقیق: مختار الندوی، مکتبہ الدار السلفیۃ بالھند۔

۹۲- صحیح البخاری.
تالیف: الامام ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری (ت ۲۵۶ھ)، المکتبۃ الاسلامیۃ بترکیا۔

۹۳- صحیح ابن حبان.
تالیف: ابی حاتم محمد بن حبان البستی (ت ۳۴۵ھ)،
تحقیق: شعیب الارناؤوط وحسین اسد، نشر مؤسسۃ الرسالۃ وطبعۃ ''الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان'' مرکز الخدمات والابحاث الثقافیۃ، مکتبہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

۹۴- صحیح ابن خزیمة.
تالیف: ابی بکر محمد بن اسحٰق بن خزیمة (ت ۳۱۱ھ)،
تحقیق مصطفیٰ الأعظمی، مکتبہ دار المکتب الاسلامی، بیروت۔

۹۵- صحیح مسلم.
تالیف: ابی الحسین مسلم بن الحجاج القشیری (ت ۲۶۱ھ)،
تحقیق: محمد فواد عبد الباقی۔

۹۶- عشرة النساء.
تالیف: ابی عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی (ت ۳۰۳ھ)،
تحقیق: عمرو علی عمر، مکتبۃ السنۃ بالقاھرۃ۔

۹۷- صفة الجنة.
تالیف: ابی نعیم احمد بن عبد اللہ الأصبھانی (ت ۴۳۰ھ)،
مکتبہ دار المأمون للتراث۔

۹۸- صفة الصفوة.
تالیف: ابی الفرج عبد الرحمٰن بن الجوزی (ت ۵۹۶ھ)،
تحقیق: محمود فاخوری، مکتبہ دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر، بیروت۔

۹۹- علل الحدیث.
تالیف: محمد عبد الرحمٰن الرازی (ت ۳۲۷ھ)،
مکتبۃ المثنیٰ بغداد۔

۱۰۰- العلل المتناھیة.
تالیف: ابی الفرج عبد الرحمٰن بن الجوزی (ت ۵۹۶ھ)،
مکتبہ دار الکتب الاسلامیۃ، لاہور۔

۱۰۱- عمل الیوم واللیلة.
تالیف: أحمد بن محمد بن اسحٰق بن السنی (ت ۳۶۴ھ)،
مکتبہ الدار السلفیۃ، حیدر آباد، الدکن۔

۱۰۲- عمل اليوم والليلة.
تاليف: ابی عبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی (ت ۳۰۳ھ)،
تحقیق: فاروق حمادۃ، مکتبہ رئاسۃ البحوث العلمیۃ والافتاء والدعوۃ والارشاد۔

۱۰۳- عون المعبود شرح سنن ابی داود.
تالیف: محمد اشرف بن امیر علی العظیم آبادی (من علماء القران الرابع عشر الھجری)
تحقیق: عبدالرحمٰن عثمان، مکتبہ المکتبۃ السلفیۃ المدینۃ المنورۃ۔

۱۰۴- عين الاصابة فيما استدركته عائشة على الصحابة.
تالیف: جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی (ت ۹۱۱ھ)،
تحقیق: عبداللہ الدرویش، مکتبہ دارالایمان۔

۱۰۵- غوامض الاسماء المبهمة الواقعة فی متون الاحاديث.
تالیف: ابی القاسم خلف بن عبدالملک بن بشکوال (ت ۵۷۸ھ)،
تحقیق: عزالدین السید و محمد کمال الدین، مکتبہ عالم الکتب بالریاض۔

۱۰۶- فتح الباری شرح صحيح البخاری.
تالیف: احمد بن علی بن حجر العسقلانی (ت ۸۵۲ھ)، ترقیم و تصحیح: حمد فواد عبدالباقی ومحب الدین الخطیب،
مکتبہ المطبعۃ السلفیۃ ومکتبتھا بالقاھرۃ۔

۱۰۷- فضائل الاوقات.
تالیف: احمد بن الحسین البیھقی (ت ۴۵۸ھ)،
تحقیق: عدنان القیسی، مکتبۃ المنارۃ بمکۃ المکرمۃ۔

۱۰۸- فضائل الصحابة.
تالیف: ابی عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل (ت ۲۴۱ھ)،
تحقیق: وصی اللہ عباس، مکتبہ مؤسسۃ الرسالۃ۔

۱۰۹- فضائل الصحابة.
تالیف: ابی عبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی (ت ۳۰۳ھ)،
تحقیق: فاروق حمادۃ، مکتبہ دارالثقافۃ بالمغرب۔

۱۱۰- فیض القدیر شرح الجامع الصغیر.
تالیف: عبدالرؤوف المناوی (ت۱۰۲۹ھ)، مکتبہ دارالمعرفۃ للطباعۃ والنشر، بیروت۔

۱۱۱- القناعۃ.
تالیف: احمد بن محمد بن اسحٰق ابن السنی (ت۳۶۴ھ)،
تحقیق: عبداللہ الجدیع، مکتبۃ الرشد بالریاض۔

۱۱۲- القول المسدد فی الذب عن مسند احمد.
تالیف: احمد بن علی بن حجر العسقلانی (ت۸۵۲ھ)،
مکتبۃ ابن تیمیۃ۔

۱۱۳- کتاب اخلاق النبی و آدابہ.
تالیف: ابی الشیخ الاصبہانی (ت۳۶۹ھ)،
تحقیق: احمد محمد موسی، مکتبۃ النہضۃ المصریۃ۔

۱۱۴- کتاب الحدائق.
تالیف: ابی الفرج عبدالرحمٰن بن الجوزی (ت۵۹۷ھ)،
تحقیق: مصطفیٰ السبکی، مکتبہ دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔

۱۱۵- کتاب الدعاء.
تالیف: ابی القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (ت۳۶۰ھ)،
تحقیق: محمد البخاری، مکتبہ دارالبشائر الاسلامیۃ، بیروت۔

۱۱۶- کتاب الشکر.
تالیف: ابی بکر بن ابی الدنیا (ت۲۸۱ھ)،
تحقیق: یاسین السواس و عبدالقادر الارناؤوط، مکتبہ دار ابن کثیر بدمشق۔

۱۱۷- کتاب العظمۃ.
تالیف: ابی الشیخ الاصبہانی عبداللہ بن محمد بن جعفر (ت۳۶۹ھ)،
تحقیق: رضاء اللہ المبارکفوری، مکتبہ دارالعاصمۃ بالریاض۔

۱۱۸- کشف الاستار عن زوائد البزار.
تالیف: علی بن ابی بکر الہیثمی (ت۸۰۷ھ)، تحقیق: حبیب الرحمٰن الاعظمی موسسۃ الرسالۃ۔

۱۱۹- الكشف الحثيث عمن رمى بوضع الحديث.
تالیف: برهان الدين الحلبی (ت۸۴۱ھ)،
تحقیق: صبحی السامرائی، مکتبہ وزارۃ الاوقاف والشؤون الدینیۃ بالعراق۔

۱۲۰- كشف الخفاء و مزيل الالباس.
تالیف: اسماعیل بن محمد العجلونی (ت۱۱۶۲ھ)، مکتبہ دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

۱۲۱- كنز العمال في سنن الاقوال والافعال.
تالیف: علاء الدین علی المتقی الہندی (ت۹۷۵ھ)، تصحیح: بکری حیانی وصفوت السقا،
مکتبہ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت۔

۱۲۲- اللآلئ المصنوعة في الاحاديث الموضوعة.
تالیف: جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی (ت۹۱۱ھ)،
مکتبہ دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر، بیروت۔

۱۲۳- اللؤلؤ والمرجان فيما اتفق عليه الشيخان.
جمع: فؤاد عبدالباقی (ت۱۳۸۸ھ)، من مطبوعات وزارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیۃ بالکویت۔

۱۲۴- مجمع الزوائد.
تالیف: علی بن ابی بکر الہیثمی (ت۷ھ)،
مکتبہ دار الکتاب العربی، بیروت۔

۱۲۵- مختصر قيام الليل.
تالیف: ابی عبداللہ محمد بن نصر المروزی (ت۲۹۴ھ)، اختصار احمد المقریزی (ت۸۴۵ھ)،
مکتبہ دار حدیث اکادمی، فیصل آباد۔

۱۲۶- مختصر صحيح مسلم.
تالیف: عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری (ت۶۵۶ھ)،
تحقیق: ناصر الدین الالبانی، من مطبوعات وزارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیۃ بالکویت۔

۱۲۷- مختصر سنن ابی داود.
تالیف: عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری (ت ۶۵۶ھ)، مع حاشیہ معالم السنن للخطابی و تہذیب السنن لابن قیم الجوزیۃ،
تحقیق: احمد محمد شاکر و محمد حامد الفقی، مکتبہ دار المعرفۃ، بیروت۔

۱۲۸- المراسیل.
تالیف: ابی داود سلیمان بن الاشعث السجستانی (ت ۲۷۵ھ)،
تحقیق: عبدالعزیز السیروان، مکتبۃ دار القلم، بیروت۔

۱۲۹- مساوئ الاخلاق.
تالیف: ابی بکر محمد بن جعفر الخرائطی (ت ۳۲۷ھ)،
تحقیق: مہدی السید ابراہیم، الساعی بالریاض۔

۱۳۰- المستدرک علی الصحیحین.
تالیف: ابی عبداللہ محمد النیسابوری المعروف بالحکم (ت ۴۰۵ھ)، مکتبۃ النصر الحدیثۃ بالریاض۔

۱۳۱- المستفاد من مبهمات المتن و الاسناد.
تالیف: ابی زرعۃ احمد بن عبدالرحیم العراقی (ت ۸۲۶ھ)، تعلیق: حماد الانصاری، مطابع الریاض۔

۱۳۲- المسند.
تالیف: الامام ابی عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل (ت ۲۴۱ھ)،
مکتبۃ المکتب الاسلامی و دار صادر، بیروت۔

۱۳۳- المسند.
تالیف: ابی بکر احمد بن علی المروزی (ت ۲۹۲ھ)،
تحقیق: شعیب الارناؤوط، مکتبہ المکتب الاسلامی، بیروت

۱۳۴- المسند.
تالیف: ابی الحسن علی بن الجعد (ت ۲۳۰ھ)،
تحقیق: عبدالمہدی عبدالهادی، مکتبۃ الفلاح بالکویت۔

۱۳۵- المسند.
تالیف: سلیمان بن ابی داود ابن الجارود الطیالسی (ت ۲۰۴ھ)، مکتبۃ المعارف، بیروت۔

۱۳۶- المسند.
تالیف: یعقوب بن اسحٰق الاسفرائینی المعروف بابی عوانۃ (ت ۳۱۶ھ)، مکتبہ دار الباز بمکۃ المکرمۃ۔

۱۳۷- المسند.
تالیف: ابی یعلی احمد بن علی بن المثنیٰ الموصلی (ت ۳۰۷ھ)،
تحقیق: حسین سلیم اسد، مکتبہ دار المامون للتراث، دمشق

۱۳۸- المسند.
تالیف: ابی بکر احمد بن عمرو البزار (ت ۲۹۲ھ)،
تحقیق: محفوظ زین الدین، مکتبہ موسسۃ علوم القرآن، بیروت، ومکتبۃ العلوم والحکم بالمدینۃ المنورہ

۱۳۹- المسند.
تالیف: ابی بکر عبداللہ بن الزبیر الحمیدی (ت ۲۱۹ھ)،
تحقیق: حبیب الرحمٰن الاعظمی، مکتبہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

۱۴۰- المسند.
تالیف: ابی عبداللہ محمد بن ادریس الشافعی (ت ۲۰۴ھ)، ترتیب السندی وتصحیح یوسف الحسینی عزت العطار
مکتبہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

۱۴۱- مسند عائشہ.
تالیف: ابی بکر عبداللہ بن ابی داود (ت ۳۱۶ھ)،
تحقیق: عبدالغفور حسین، مکتبۃ دار الاقصی بالکویت۔

۱۴۲- مسند عائشہ.
تالیف: جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی (ت ۹۱۱ھ)، تصحیح: محمد غوث الندوی،
مکتبہ الدار السلفیۃ بالھند۔

۱۴۳- مسند الفردوس.
تالیف: الحافظ شیرویہ بن شہزاد الدیلمی (ت۵۰۹ھ)، وبھامشہ تسدید القوس لابن حجر العسقلانی۔
تحقیق فواز الزمرلی ومحمد المعتصم، مکتبہ دار الکتاب العربی، بیروت وطبعۃ اخری باسم (الفردوس بما ثور الخطاب)،
تحقیق: السید زغلول، مکتبہ دار الباز بمکۃ المکرّمۃ۔

۱۴۴- مشکل الآثار.
تالیف: ابی جعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاوی (ت۳۲۱ھ)،
مکتبہ دائرۃ المعارف العثمانیۃ، حیدرآباد۔

۱۴۵- مشکلات الأحادیث النبویۃ.
تالیف: عبداللہ بن علی القصیمی النجدی،
تحقیق: خلیل المیس، مکتبہ دار القلم، بیروت۔

۱۴۶- المصنف.
تالیف: ابی بکر عبداللہ بن محمد بن ابراھیم بن ابی شیبۃ (ت۲۳۵ھ)،
تحقیق: عبدالخالق الافغانی، مکتبہ الدار العلمیۃ بالہند۔

۱۴۷- المصنف.
تالیف: ابی بکر عبدالرزاق بن ھمام الصنعانی (ت۲۱۲ھ)،
تحقیق: حبیب الرحمٰن الاعظمی، مکتبہ المکتب الاسلامی، بیروت۔

۱۴۸- المطالب العالیۃ بزوائد المسانید الثمانیۃ.
تالیف: احمد بن علی بن حجر العسقلانی (ت۸۵۲ھ)، توزیع عباس احمد الباز، مکۃ المکرّمۃ۔

۱۴۹- المعجم الاوسط.
تالیف: ابی القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (ت۳۶۰ھ)،
تحقیق: محمود الطحان، مکتبۃ المعارف بالریاض۔

۱۵۰- المعجم الصغیر.
تالیف: ابی القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (ت۳۶۰ھ)،
مکتبہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

۱۵۱- المعجم الکبیر.
تالیف: ابی القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (ت ۳٦۰ھ)،
تحقیق: حمدی السّلفی، مکتبہ وزارۃ الاوقاف، بالعراق۔

۱۵۲- المعجم المختص.
تالیف: محمد بن احمد بن عثمان الذھبی۔
تحقیق: محمد الحبیب، مکتبہ الصدیق۔

۱۵۳- معرفۃ الرواۃ المتکلم فیھم بما لا یوجب الرد.
تالیف: ابی عبداللہ محمد بن عثمان الذھبی (ت ۷۴۸ھ)،
تحقیق: ابراہیم سعید بن ادریس، مکتبہ دار الباز بمکۃ المکرّمۃ

۱۵۴- المقاصد الحسنة.
تالیف: محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی (ت ۹۰۲ھ)، تعلیق: عبداللہ الصدیق، مکتبۃ الخانجی بمصر۔

۱۵۵- مکارم الاخلاق.
تالیف: ابی بکر محمد بن جعفر الخرائطی (ت ۳۲۷ھ)، انتقاء ابی طاہر السّلفی (ت ۵۷٦ھ)،
تحقیق: محمد الحافظ وغزوۃ بدیر، مکتبہ دار الفکر، دمشق۔

۱۵٦- مکارم الاخلاق.
تالیف: ابی بکر عبداللہ بن ابی الدنیا (ت ۲۸۱ھ)،
تحقیق عبدالقادر عطا، مکتبہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

۱۵۷- مکارم الاخلاق.
تالیف: ابی القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (ت ۳٦۰ھ)،
تعلیق: احمد شمس الدین، مکتبہ دار الکتب العلمیۃ۔

۱۵۸- المنتخب.
تالیف: الحافظ عبد بن حمید بن نصر الکشی (ت ۲۴۹ھ)،
تحقیق: مصطفیٰ شلبایۃ، مکتبہ دار الارقم بالکویت۔

۱۵۹- منحة المعبود فی ترتیب مسند ابی داود.
تالیف: احمد بن عبدالرحمٰن البنا الساعاتی (ت ۱۳۷۱ھ)، مکتبہ المکتبۃ الاسلامیۃ، بیروت۔

۱۶۰- المنار المنیف.
تالیف: ابی عبداللہ محمد بن ابی بکر ابن قیم الجوزیۃ (ت ۷۵۱ھ)،
تحقیق: عبدالفتاح ابوغدۃ، مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، حلب۔

۱۶۱- الموطا.
تالیف: الامام مالک بن انس الاصبحی (ت ۱۷۹ھ)، تعلیق وترقیم: محمد فواد عبدالباقی، نشر دار إحیاء الکتب العربیۃ بالقاھرۃ، ونسخۃ بروایۃ محمد بن الحسن الشیبانی (ت ۱۸۹ھ)،
تحقیق: عبدالوھاب عبداللطیف، مکتبہ دار القلم، بیروت۔

۱۶۲- الموضوعات.
تالیف: ابی الفرج عبدالرحمٰن بن الجوزی (ت ۵۹۷ھ)،
تحقیق: عبدالرحمٰن محمد عثمان، مکتبہ المکتبۃ السلفیۃ بالمدینۃ المنورۃ۔

۱۶۳- نصب الرایۃ.
تالیف: ابی محمد عبداللہ بن یوسف الزیلعی (ت ۷۶۲ھ)، مکتبہ المکتبۃ الاسلامیۃ، بیروت۔

۱۶۴- النکت الظراف علی الاطراف.
تالیف: احمد بن علی بن حجر العسقلانی (ت ۸۵۲ھ)، مطبوع بھامش تحفۃ الاشراف السابق ذکرھا۔

۱۶۵- نوادر الاصول.
تالیف: ابی عبداللہ محمد بن علی الحکیم الترمذی (من علماء القرن الثالث)
مکتبہ دار صادر للطباعۃ والنشر، بیروت۔

۱۶۶- نیل الاوطار علی منتقی الاخبار.
تالیف: محمد بن علی الشوکانی (ت ۱۲۵۰ھ)،
مکتبہ شرکۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی۔

العقیدۃ:

۱۶۷- الاسماء والصفات.
تالیف: ابی بکر احمد بن الحسین البیھقی (ت ۴۵۸ھ)، تعلیق: محمد زاھد الکوثری،
مکتبہ دار إحیاء التراث العربی، بیروت۔

۱۶۸- البعث والنشور.
تالیف: ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی (ت ۴۵۸ھ)،
تحقیق: عامر حیدر، مکتبہ مرکز الخدمات والابحاث، بیروت۔

۱۶۹- الخصائص الکبری.
تالیف: جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی (ت ۹۱۱ھ)، مکتبہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

۱۷۰- دلائل النبوة.
تالیف: ابی بکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی (ت ۴۵۸ھ)،
تحقیق: عبدالمعطی قلعجی، مکتبہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

۱۷۱- دلائل النبوة.
تالیف: ابی نعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی (ت ۴۳۰ھ)،
تحقیق: محمد رواس قلعجی وعبدالبر عباس، مکتبہ دار النفائس۔

۱۷۲- الرد علی الجهمية.
تالیف: ابی عبداللہ محمد بن اسحٰق بن مندہ (ت ۳۹۵ھ)،
تحقیق: علی بن محمد ناصر الفقیھی۔

۱۷۳- شرح الطحاوية.
تالیف: علی بن علی ابی العز الحنفی (ت ۷۲۲ھ)، نشر المکتب الاسلامی، بیروت، ونسخۃ اخری
تحقیق: عبداللہ الترکی وشعیب الارناؤوط، مکتبہ موسسۃ الرسالۃ، بیروت۔

۱۷۴- الشريعة.
تالیف: ابی بکر محمد بن الحسین الاجری البغدادی (ت ۳۶۰ھ)،
تحقیق: محمد حامد الفقی، مطبعۃ السنۃ المحمدیۃ۔

۱۷۵- طريق الهجرتين.
تالیف: ابی عبداللہ محمد بن ابی بکر ابن قیم الجوزیۃ (ت ۷۵۱ھ)، المطبعۃ المنیریۃ۔

۱۷۶- كتاب التوحيد.
تالیف: ابی بکر محمد بن اسحٰق بن خزیمۃ (ت ۳۱۱ھ)، تعلیق: محمد خلیل ہراس، نشر مکتبۃ الکلیات الازہریۃ، ونسخۃ اخری تحقیق عبدالعزیز بن ابراہیم الشہوان، مکتبہ دار الرشد بالریاض۔

اللغۃ والتعریب

۱۷۷- غريب الحديث.
تالیف: ابی عبید القاسم بن سلام الھروی (ت ۲۲۴ھ)، مکتبہ دار الکتاب العربی، بیروت۔

۱۷۸- غريب الحديث.
تالیف: ابی سلیمان حمد بن محمد الخطابی (ت ۳۸۸ھ)،
تحقیق: عبد الکریم العزباوی، مطبوعات جامعۃ ام القری بمکۃ المکرمۃ۔

۱۷۹- الفائق فی غريب الحديث.
تالیف: جار اللہ محمود بن عمر الزمخشری (ت ۵۲۸ھ)، مطبوع عیسی البابی الحلبی وشرکاہ۔

۱۸۰- لسان العرب.
تالیف: جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور الافریقی (ت ۷۱۰ھ)،
مکتبہ صادر، بیروت۔

۱۸۱- النهاية فی غريب الحديث.
تالیف: مجد الدین ابی السعادات المبارک بن محمد بن الاثیر الجزری (ت ۶۰۶ھ)،
مکتبہ دار احیاء الکتب العربیۃ بالقاہرۃ۔

التاریخ والتراجم

۱۸۲- اخبار اصبهان.
تالیف: ابی نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبھانی (ت ۴۳۰ھ)،
مکتبہ الدار العلمیۃ بالھند۔

۱۸۳- اخبار مكة.
تالیف: ابی الولید محمد بن عبد اللہ الازرقی (ت ۲۲۳ھ)،
تحقیق: رشدی ملحس، مطبوع الثقافۃ، مکۃ المکرمۃ۔

۱۸۴- الاستيعاب.
تالیف: ابی عمر یوسف بن عبد اللہ بن عبد البر (ت ۴۶۳ھ)، بہامش الاصابۃ،
مکتبہ دار صادر، بیروت۔

۱۸۵- اسد الغابة.
تالیف: عز الدین بن الاثیر (ت ۶۳۰ھ)،
مکتبہ دار الفکر للطباعۃ والنشر، بیروت۔

۱۸۶- الاصابة فی معرفة الصحابة.
تالیف: احمد بن علی بن حجر العسقلانی (ت۸۵۲ھ)، مکتبہ دار صادر، بیروت۔

۱۸۷- البداية والنهاية.
تالیف: اسماعیل بن عمر بن کثیر (ت۷۷۴ھ)،
تحقیق: محمد النجار، مکتبہ الفلاح بالریاض۔

۱۸۸- بهجة المحافل وبغية الاماثل.
تالیف: یحیی بن ابی بکر العامری (ت۸۹۳ھ)، مکتبہ المکتبة العلمیة بالمدینة المنورة۔

۱۸۹- تاریخ الامم والملوک.
تالیف: ابی جعفر محمد بن جریر الطبری (ت۳۱۰ھ)،
تحقیق: محمد ابو الفضل ابراهیم، مکتبہ دار سویدان، بیروت۔

۱۹۰- تاریخ بغداد.
تالیف: ابی بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی (ت۴۶۳ھ)، مکتبہ دار الکتاب العربی، بیروت۔

۱۹۱- تاریخ جرجان.
تالیف: ابی القاسم حمزة بن یوسف السہمی (ت۴۲۷ھ)،
مکتبہ عالم الکتب، بیروت۔

۱۹۲- تاریخ دمشق —تراجم النساء.
تالیف: ابی القاسم علی بن الحسن المعروف بابن عساکر (ت۵۷۱ھ)،
تحقیق: سکینة الشہابی۔

۱۹۳- التاریخ الکبیر.
تالیف: الامام ابی عبداللہ اسماعیل بن ابراہیم البخاری (ت۲۵۶ھ)،
مکتبہ دار الکتب العلمیة، بیروت۔

۱۹۴- تقریب التهذیب.
تالیف: احمد بن علی بن حجر العسقلانی (ت۸۵۲ھ)،
مکتبہ المکتبة العلمیة بالمدینة المنورة۔

۱۹۵- تھذیب تاریخ دمشق.
تالیف: عبدالقادر بن احمد بدران الحنبلی (ت۱۳۴۶ھ)،
مکتبہ دار المسیرۃ، بیروت۔

۱۹۶- تھذیب التھذیب.
تالیف: احمد بن علی بن حجر العسقلانی (ت۸۵۲ھ)،
مکتبہ دائرۃ المعارف النظامیۃ بالھند۔

۱۹۷- تھذیب الکمال.
تالیف: جمال الدین یوسف المزی (ت۷۴۲ھ)،
تحقیق: بشار عواد، مکتبہ موسسۃ الرسالۃ، بیروت۔

۱۹۸- الدرر فی اختصار المغازی والسیر.
تالیف: ابی عمر یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر (ت۴۶۳ھ)،
تحقیق: شوقی ضیف، مکتبہ دائرۃ المعارف بمصر۔

۱۹۹- الرّیاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ.
تالیف: ابی جعفر احمد بن عبداللہ المحب الطبری (ت۶۹۴ھ)،
تحقیق: محمد مصطفیٰ ابوالعلاء، مکتبۃ الجندی بالقاھرۃ۔

۲۰۰- سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد.
تالیف: محمد بن یوسف الصالحی الشامی (ت۹۴۲ھ)،
تحقیق: مصطفیٰ عبدالواحد، مکتبہ المجلس الاعلیٰ للشوٴون الاسلامیۃ بالقاھرۃ۔

۲۰۱- السمط الثمین فی مناقب امھات المومنین.
تالیف: ابی جعفر احمد بن عبداللہ محبّ الدین الطبری (ت۶۹۴ھ)،
مکتبۃ الکلیات الازھریۃ بالقاھرۃ۔

۲۰۲- سیر اعلام النبلاء.
تالیف: شمس الدین احمد بن محمد بن عثمان الذھبی (ت۷۴۸ھ)،
مکتبہ موسسۃ الرسالۃ، بیروت۔

۲۰۳- السیرۃ النبویۃ.
تالیف: عبدالملک بن ھشام بن ایوب الحمیری (ت ۲۱۸ھ)،
مکتبہ شرکۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ۔

۲۰۴- الشمائل المحمدیۃ.
تالیف: ابی عیسیٰ محمد بن سورۃ الترمذی (ت ۲۷۹ھ)، تعلیق: محمد عفیف الزعبی،
مکتبہ دار المطبوعات الحدیثیۃ بجدۃ۔

۲۰۵- الطبقات الکبری.
تالیف: محمد بن سعد بن منیع (ت ۲۳۰ھ)، مکتبہ دار صادر، بیروت۔

۲۰۶- طبقات المحدثین.
تالیف: ابو محمد عبداللہ بن محمد المعروف بابی الشیخ الاصبھانی (ت ۵۶۹ھ)،
تحقیق: عبدالغفور البکوشی، مکتبہ موسسۃ الرسالۃ، بیروت۔

۲۰۷- الضعفاء الکبیر.
تالیف: ابی جعفر محمد بن عمرو العقیلی (ت ۳۲۲ھ)،
تحقیق: عبدالمعطی قلعجی، مکتبہ دار الباز بمکۃ المکرّمۃ

۲۰۸- کتاب الضعفاء والمتروکین.
تالیف: ابی الحسن علی بن عمر الدارقطنی (ت ۳۸۵ھ)،
تحقیق: موفق عبدالقادر، مکتبۃ المعارف بالریاض۔

۲۰۹- کتاب الضعفاء والمتروکین.
تالیف: ابی عبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی (ت ۳۰۳ھ)،
تحقیق: محمد ابراھیم زید، مکتبہ دار الوعی، حلب۔

۲۱۰- عیون الأثر.
تالیف: ابی الفتح محمد بن محمد بن سید الناس (ت ۷۳۴ھ)،
مکتبہ دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر، بیروت۔

۲۱۱- الکامل فی الضعفاء.
تالیف: ابی احمد عبداللہ بن عدی الجرجانی (ت ۳۶۵ھ)، مکتبہ دار الفکر، بیروت۔

۲۱۲- کتاب الکنی والاسماء.
تالیف: ابی بشر محمد بن احمد الدولابی (ت ۳۱۰ھ)،
مکتبہ دار الباز للنشر والتوزیع بمکۃ المکرّمۃ۔

۲۱۳- کتاب المجروحین.
تالیف: محمد بن حبان بن ابی حاتم البستی (ت ۳۵۴ھ)،
تحقیق: محمد ابراہیم زید، مکتبہ دار الوعی، حلب۔

۲۱۴- لسان المیزان.
تالیف: احمد بن علی بن حجر العسقلانی (ت ۸۵۲ھ)،
مکتبہ موسسۃ الاعظمی للمطبوعات، بیروت۔

۲۱۵- المغازی.
تالیف: محمد بن عمر والواقدی (ت ۲۰۷ھ)،
تحقیق: مارسون جونس، مکتبہ عالم الکتب، بیروت۔

۲۱۶- المغازی والسیر.
تالیف: محمد بن اسحٰق المطلبی (ت ۱۵۱ھ)،
تحقیق: سہیل زکار، مکتبہ دار الفکر، بیروت۔

۲۱۷- المغنی فی الضعفاء.
تالیف: شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (ت ۷۴۸ھ)،
تحقیق: نور الدین عتر، مکتبہ دار المعارف۔

۲۱۸- المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ.
تالیف: احمد بن محمد بن ابی بکر الخطیب القسطلانی (ت ۹۲۲ھ)،
مکتبہ دار الباز للنشر والتوزیع، مکۃ المکرّمۃ۔

۲۱۹- میزان الاعتدال.
تالیف: شمس الدین محمد بن احمد الذہبی (ت ۷۴۸ھ)،
تحقیق: علی البجاوی وفتحیۃ البجاوی تقع فی ستۃ مجلدات، مکتبہ دار الفکر العربی، بیروت۔
ونسخۃ اُخری تقع فی اربعۃ مجلدات تحقیق علی البجاوی، مکتبہ دار الفکر العربی، بیروت۔

الکتب العامۃ

۲۲۰- احیاء علوم الدین.
تالیف: ابی حامد محمد بن محمد الغزالی (ت ۵۰۵ھ)، مکتبہ دار احیاء الکتب العربیۃ بالقاہرۃ۔

۲۲۱- روضۃ العقلاء ونزہۃ الفضلاء.
تالیف: ابی حاتم محمد بن حبان البستی (ت ۳۵۴ھ)، تعلیق: مصطفیٰ السقا، مکتبہ شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی بمصر۔

۲۲۲- زاد المعاد فی ہدی خیر العباد.
تالیف: ابی عبداللہ محمد بن ابی بکر ابن قیم الجوزیۃ (ت ۷۵۱ھ)،
تحقیق: شعیب الارناؤوط، مکتبہ موسسۃ الرسالۃ ومکتبۃ المنار الاسلامیۃ۔

۲۲۳- الشفا فی الطب المسند.
تالیف: احمد بن یوسف النیفاشی (ت ۶۵۲ھ)،
تحقیق: عبدالمعطی قلعجی، مکتبہ دار المعرفۃ، بیروت۔

۲۲۴- عقود الجمان فی جواز تعلیم الکتابۃ للنسوان.
تالیف: شمس الحق محمد بن اشرف بن امیر علی العظیم آبادی (من علماء القرن الرابع عشر الہجری)،
مکتبہ الکتب اسلامی، بیروت۔

۲۲۵- المنہج السوی فی الطب النبوی.
تالیف: جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی (ت ۹۱۱ھ)،
تحقیق: حسن الأہدل، مکتبۃ الجیل الجدید، بصنعاء، وموسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت۔